



یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسینین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

تفسیر راہنما جلد یازدہم

قرآنی موضوعات اور مفاہیم کے بارے میں ایک جدید روش

مؤلف: آیت اللہ ہاشمی رفسنجانی اور

مرکز فرہنگ و معارف قرآن کے محققین کی ایک جماعت

آیت ۱

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

﴿طہ﴾

بنام خدائے رحمان و رحیم

طہ (۱)

1_ "عن جعفر بن محمد (ع) ... قال: ... و اما "طہ" قاسم من اسماء النبي (ص) و معناه: يا طالب الحق الهادي اليه؛ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: "طہ" پیغمبر (ص) کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کا معنی ہے: اے طالب حق کہ جو حق کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔^(۱)

2_ "قال جعفر بن محمد الصادق (ع): قوله عز وجل: "طہ" اى طهارة اهل بيت محمد (صلوات الله عليهم) من الرجس؛ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ کلام خدا میں "طہ" اہل بیت پیغمبر (ص) کی رجس اور پلیدی سے طہارت کی طرف اشارہ ہے۔^(۲)

3_ "عن جعفر بن محمد (ع) ... قال: إذا أتيت مشهد امير المؤمنين (ع) ... قل: ... السلام عليك يا طه ...؛ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ (آپ نے محمد بن مسلم کو فرمایا) جب بھی تم حضرت امیر المؤمنین (ع) کی زیارت کیلئے جاؤ... تو یہ کہو "السلام عليك يا طه"^(۳)

اہل بیت (ع): انکی طہارت ۲

حروف مقطعات: ۱، ۲، ۳

روایت: ۱، ۲، ۳

(1) معانی الاخبار ص ۲۲ ح ۱ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۶۷ ح ۸۔

(2) تاویل الآيات الظاهرة ص ۳۰۴۔ تجار الانوار ج ۲۵ ص ۲۰۹ ح ۲۲۔

(3) بحار الانوار ج ۹۷ ص ۳۷۵ ح ۹۔

طہ: اس سے مراد ۱، ۳، ۲
محمد (ص): آپ (ص) کے نام ۱

آیت ۲

﴿مَا أُنزِلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ﴾

ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں نازل کیا ہے کہ آپ اپنے کو زحمت میں ڈال دیں (۲)

1_ خدا تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) پر قرآن نازل فرمایا۔ ما ۱ نزلنا عليك القران لشتقى

2_ پیغمبر اکرم (ص) پر قرآن کا نزول آپ (ص) کے لئے بھاری ذمہ داری کے احساس کے ہمراہ تھا۔ ما ۱ نزلنا عليك القران لشتقى آیت کریمہ کے شفقت بھرے لب و لہجے سے لگتا ہے کہ نزول قرآن سے پیغمبر اکرم (ص) نے بھاری ذمہ داری کا احساس کیا اور اسے انجام دینے کیلئے آپ (ص) نے خود کو بہت رنج و الم میں مبتلا کر رکھا تھا تا کہ ہر ممکن طریقے سے لوگوں کو ہدایت کر پائیں۔

3_ اپنی رسالت کو انجام دینے کیلئے پیغمبر اکرم (ص) کی کوشش، اور سنجیدگی، اور سنگین اور طاقت آزمائی تھی۔

ما ۱ نزلنا عليك القران لشتقى "شقاوت" کا معنی ہے سختی اور دشواری (قاموس) خدا تعالیٰ کا پیغمبر اکرم (ص) کو سختی نہ جھیلنے اور اپنے آپ کو زحمت میں نہ ڈالنے کی نصیحت آپ (ص) کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کیلئے طاقت آزمائی کوشش کی علامت ہے۔

4_ خدا تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو قرآن کو ابلاغ کیلئے رنج و الم اور زحمت کا راستہ اختیار کرنے کا حکم نہیں دیا۔

ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى

5_ خدا تعالیٰ بعض لوگوں کے کفر اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انبیاء کا مواخذہ نہیں کریگا۔ ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى

6_ دینی راہنماؤں کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ کفر پر ڈٹے ہوئے لوگوں کی ہدایت کیلئے اصرار کریں۔

ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى

7_ دینی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں رنج و مشقت کو برداشت کرنا ضروری نہیں ہے۔ ما أنزلنا عليك القرآن لتشقى

"لتشقى" کا اطلاق شرعی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں مشقت کو بھی شامل ہے اگرچہ آیت کریمہ کا مورد دوسروں تک معارف قرآن پہچانے میں مشقت ہے۔

انبیاء: انکی ذمہ داری کا دائرہ ۵

شرعی ذمہ داری: اس کا نظام ۴؛ سخت شرعی ذمہ داری کی نفی ۴

خدا تعالیٰ: اسکے افعال ۱

دینی راہنما: انکی ذمہ داری کا دائرہ ۶

قرآن کریم: اسکے نزول کے اثرات ۲؛ اس کا سرچشمہ ۱؛ اس کا وحی ہونا ۱

قواعد فقہیہ: قاعدہ نفی عسر و حرج ۴

کفر: اسکی سزا ۵

سزا: اس کا شخصی ہونا ۵

ہدایت: اس پر اصرار ۶

آیت ۳

﴿إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَى﴾

یہ تو ان لوگوں کی یاد دہانی کے لئے ہے جن کے دلوں میں خوف خدا ہے (۳)

1_ پیغمبر اکرم (ص) پر قرآن مجید نازل کرنے کے مقصد لوگوں کو خبردار کرنا، ان متوجہ کرنا اور انہیں نصیحت کرنا ہے۔
ما ا نزلنا ... إلا تذكرة لمن يخشى

"إلا تذكرة" میں استثنا منقطع اور "تذكرة" مفعول لہ ہے یعنی "لكن ا نزلنا ه لتذكرة" "تذكرة" معنی راہنمائی سے وسیع تر ہے اور یہ ہر اس چیز کو شامل ہے جو مورد توجہ ہو (مفردات راغب) اور یہ "وعظ" کے معنی میں بھی آتا ہے (مصباح قاموس)

2_ پیغمبر اکرم (ص) کی ذمہ داری قرآن مجید کا ابلاغ اور لوگوں کو یاد دہانی کرنا ہے۔ اور وہ اس کے نتیجہ کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ ما ا نزلنا عليك ... إلا تذكرة لمن يخشى

3_ قرآن مجید کی تعلیمات، فقط ان لوگوں کے لیے مؤثر ہیں کہ جن کے دلوں میں خداوند عالم کی عظمت نے خوف بٹھایا ہو۔ إلا تذكرة لمن يخشى

"خشية" ایسا خوف کہ جو عظمت کے احساس کے ساتھ مخلوط ہو (مفردات غلط) اور یہ (بخشی) کے متعلق ہے اور اس پر قرینہ بعد والی آیت ہے کہ جو قرآن کریم کو نازل کرنے والی ذات الہی کو عظمت کو بیان کر رہی ہے۔
4_ قرآن مجید کی تعلیم، خوف الہی رکھنے والوں کے لیے آسان ہے اور وہ ہر قسم کے رنج و مشقت کو

برداشت کرنے سے بے نیاز ہے۔ ما ۱ نزلنا ... لتشقى إلا تذكرة لمن يخشى

5_ قرآنی پیغامات سے بے اعتنائی کرنے والوں کا انجام خوف ناک اور ہولناک ہے۔ إلا تذكرة لمن يخشى
خداوند عالم سے خوف اور خشیت سے مراد یہ ہے کہ قرآنی تذکرات کی مخالفت کی صورت میں اس کی طرف سے سزا اور عذاب ملتا ہے۔

6_ قرآنی تعلیمات کی مخالفت کے انجام سے خوف زدہ ہونا ضروری ہے۔ إلا تذكرة لمن يخشى

7_ قرآنی پیغام، انسانی فطرت اور اس کو بیدار کرنے کے ساتھ سازگار ہے۔ إلا تذكرة لمن يخشى

"تذکرہ" کا مطلب جیسا کہ "لسان العرب" میں ذکر ہوا ہے بھولی ہوئی چیزوں کی یاد دہانی ہے قرآن مجید کی یاد دہانی کرانے سے مراد یہ ہے کہ وہ انسانوں کو اس چیز کی یاد دہانی کراتا ہے کہ جو چیز اس کی فطرت میں مضمر ہے اور وہ اس سے غافل ہے۔

انسان: انسانوں کو متوجہ کرنے کی اہمیت ۱

تذکر: انسانوں کو تذکر دینے کی اہمیت ۲

خوف: خوف کے اسباب ۶

خوف الہی رکھنے والے: اور قرآن ۳

خشیت: اس کے آثار ۳؛ اس کی اہمیت ۶

فطرت: متنبہ کرنے کے عوامل ۷

قرآن: اس کی تبلیغ کی اہمیت ۲؛ اس کی تاثیر کا زینہ ۳؛ اس کی تعلیم کی سہولت ۴؛ اس کے انجام سے احراز ۶؛ اس سے

احراز کا برا انجام ۵؛ اس کی تعلیمات کا فطری ہونا ۷؛ اس کے نزول کا فلسفہ ۱؛ اس کی خصوصیات ۷

محمد (ص): ان کی ذمہ داری کا دائرہ کار ۲

موعظہ: اس کی اہمیت ۱

آیت ۳

﴿تَنْزِيلًا مِّنْ خَلْقِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى﴾

یہ اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلند ترین آسمانوں کو پیدا کیا ہے (۳)

1_ قرآن، خالق زمین و آسمان کی طرف سے بھیجا ہوا ایک پیغام ہے۔ تنزیلاً ممن خلق الارض و السموات

"تنزیلاً" مصدر اسم مفعول کے معنی میں اور "القرآن" سے حال ہے جو سابقہ آیات میں تھا۔

2_ خدا تعالیٰ، بلند و بالا آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔ خلق الارض و السموات العلی

"علی" (علیاء کی جمع) اسم تفصیل ہے آسمانوں کی یہ صفت بیان کرنا کہ وہ زمین سے بلند تر ہیں اس مقام و مرتبے کی عظمت کے بیان کیلئے ہے کہ جہاں سے قرآن زمین پر نازل ہوا ہے۔

3_ اس ذات کی طرف توجہ کرنا کہ جس کی طرف سے قرآن نازل ہوا ہے قرآن سے نصیحت حاصل کرنے اور اسکی نصیحت کو قبول کرنے کا پیش خیمہ ہے۔ تذکرۃ لمن یخشی تنزیلاً ممن خلق الارض و السموات العلی

بعض اوقات علت کو بیان کرنے کیلئے حال سے استفادہ کیا جاتا ہے "تنزیلاً" جو "قرآن" کیلئے حال ہے قرآن کے صاحب نصیحت ہونے کی علت کو بیان کر رہا ہے یعنی چونکہ قرآن، خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے لہذا یہ مکمل طور پر نصیحت کرنے کے لائق ہے۔

4_ خدا تعالیٰ کا زمین اور بلند آسمانوں کی خلقت پر قادر ہونا اسکے انسان کو وعظ و نصیحت کرنے کیلئے ایک مناسب کتاب کے بھیجنے پر قدرت رکھنے کی علامت ہے۔ تذکرۃ... ممن خلق الارض و السموات العلی

5_ آسمان: متعدد ہیں اور وہ بلندی اور عظمت کے حامل ہیں۔ و السموات العلی

آسمان: انکا متعدد ہونا؛ ۵؛ ان کا خالق ۱، ۲، ۳؛ انکی بلندی ۵؛ انکی عظمت ۵
 نصیحت حاصل کرنا: اس کا پیش خیمہ ۳؛ اسکے عوائل ۳
 خدا مجید: اس کا خالق ہونا ۲، ۳؛ اسکی قدرت کی نشانیاں ۳
 یاد کرنا: نزول قرآن کے سرچشمے کو یاد کرنا ۳
 زمین: اس کا خالق ۱، ۲، ۳
 عبرت: اس کا پیش خیمہ ۳
 قرآن مجید: اس کا نزول ۱، ۳؛ اس کا وحی ہونا ۱

آیت ۵

﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾

وہ رحمان عرش پر اختیار و اقتدار رکھنے والا ہے (۵)

1_ خدا تعالیٰ پورے عالم وجود کا مدبر ہے۔ الرحمن علی العرش استوی

"استوائی" جب "علی" کے ساتھ متعدی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے "مستقر ہونا" (مصباح) اور "عرش" یعنی "تخت فرمانروائی" (مقایس اللغة) خدا تعالیٰ کا تخت فرمانروائی پر مستقر ہونا عالم کے نظام کی تدبیر اور اسکے چلانے سے کنایہ ہے۔

2_ عرش آسمانوں اور زمین کی تدبیر، انکے کنٹرول کا مرکز اور خدا تعالیٰ کے زیر تسلط ہے۔

خلق الارض و السموات العلی الرحمن علی العرش استوی

3_ خدا تعالیٰ، وسیع اور ہمہ گیر رحمت والا ہے۔ الرحمن

"رحمان" رحمت میں مبالغہ پر دلالت کرتا ہے۔

4_ نظام خلقت میں رحمت الہی کی حکمرانی اور اس کا اصل ہونا۔ الرحمن علی العرش استوی

خدا تعالیٰ کا یہ وصف بیان کرتے وقت کہ وہ کائنات کا حکمران ہے "رحمان" کے عنوان کا انتخاب اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ امور کائنات کی تدبیر رحمت الہی کی بنیاد پر ہے۔

5_ نزول قرآن، خدا تعالیٰ کے رحمان ہونے اور اسکے عرش اور تدبیر امور پر قادر ہونے کا ایک جلوہ ہے۔ تنزیلاً ... الرحمن علی العرش استوی

اگرچہ جملہ "الرحمان علی..." گزشتہ آیت سے مستقل اور علیحدہ جملے کی صورت میں ہے لیکن قرآن کے اوصاف بیان کرنے کے بعد کائنات پر خدا تعالیٰ کی حکمرانی کا بیان کرنا اور اسکی "رحمان" کے ساتھ صفت ذکر کرنا دلالت کرتا ہے کہ نزول قرآن ان صفات الہی کا جلوہ ہے۔

6_ "عن أبي عبدالله (ع): (في قوله تعالى) "الرحمن على العرش استوى" يقول: على الملك احتوي؛ خدا تعالیٰ کے فرمان "الرحمن علی العرش استوی" کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت ہے (اس سے) مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ملک پر احاطہ رکھتا ہے۔^(۱)

7_ عن علي (ع) قال: ... و ليس العرش كما تظنّ كهيئة السّرير، و لكنه شيء محدود مخلوق مدبر، و ربك عزوجل مالكة، لا الله عيله ككون الشيء على الشيء؛ حضرت امیر المؤمنین (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا... عرش جیسے تو گمان کرتے ہے (بادشاہوں کے) تخت جیسا نہیں ہے بلکہ یہ پیدا کیا ہوا اور ایسا محدود وجود ہے کہ جو (خدا تعالیٰ کی) تدبیر کے تحت ہے اور تیرا پروردگار اس کا مالک ہے نہ یہ کہ خدا تعالیٰ اسکے اوپر ہو جیسے چیزیں ایک دوسرے کے اوپر ہوتی ہیں۔^(۲)

8_ "عن محمد بن مارد: أنّ ابا عبدالله (ع) سئل عن قول الله عزوجل: "الرحمن على العرش استوى" فقال: استوى من كل شيء فليس شيء اقرب إليه من شيء؛ محمد بن مارد سے منقول ہے کہ امام صادق (ع) سے خدا تعالیٰ کے فرمان "الرحمن علی العرش استوی" کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ (ع) نے فرمایا (آیت سے مراد یہ ہے کہ) خدا تعالیٰ کی سب چیزوں کی طرف یکساں نسبت ہے پس کوئی چیز دوسری چیز کی نسبت خدا کے زیادہ قریب نہیں ہے۔^(۳)

(1) توحید صدوق ص ۳۲۱ ب ۵۰ ح ۱_ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۷۰ ح ۲۴۔

(2) توحید صدوق ص ۳۱۶ ب ۴۸ ح ۳_ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۶۹ ح ۱۷۔

(3) کافی ج ۱ ص ۱۲۸ ح ۷_ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۶۹ ح ۱۸۔

9_ "عن ابی الحسن موسی (ع) و سئل عن معنی قول اللہ " الرحمن علی العرش استوی " فقال: استولی علی ما دقّ و جلّ؛ امام موسی کاظم (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے خدا تعالیٰ کے فرمان "الرحمن علی العرش استوی" کے معنی کے بارے میں سوال کے جواب میں فرمایا: خدا تعالیٰ چھوٹے بڑے سب موجودات پر تسلط رکھتا ہے۔^(۱)

آسمان: آسمانوں کی تدبیر کا مرکز: ۲

عالم خلقت: اس کا مدبر ۱

اسما و صفات: رحمان: ۳۰

خدا تعالیٰ: اس کا احاطہ ۶؛ اس کا عرش پر استواء ۶، ۷، ۸، ۹؛ اس کی تدبیر ۱؛ اس کی رحمت کا مقدم ہونا ۳؛ اس کی حاکمیت ۳، ۹؛ اس کی تدبیر کی نشانیاں ۵؛ اسکے رحمان ہونے کی نشانیاں ۵؛ اس کی رحمت کا وسیع ہونا ۳

روایت: ۶، ۷، ۸، ۹

زمین: اس کی تدبیر کا مرکز ۲

عرش: اس کی حقیقت ۷، اس کا کردار ۲

قرآن: اسکے نزول کے اثرات ۵

(1) محاسن برقی ج ۱ ص ۲۳۸ ح ۱۲_ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۷۱ ح ۲۷_

آیت ۶

﴿لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى﴾

اس کے لئے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے یا زمین میں ہے یا دونوں کے درمیان ہے اور زمینوں کی تہ میں ہے (۶)

1_ خدا تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا تنہا مالک ہے۔ لہ ما فی السموات و ما فی الارض
"لا" کا مقدم ہونا حصر پر دلالت کرتا ہے۔

2_ آسمانوں اور زمین کے درمیان موجودات کا وجود و ما بینہم

3_ زمین اور آسمانوں کے درمیان موجود سب چیزوں کا مالک صرف خدا تعالیٰ ہے۔ لہ... ما بینہم

4_ جہاں خلقت میں متعدد آسمان ہیں۔ لہ ما فی السموات

5_ جو کچھ کائنات کی نمناک خاک کے نیچے ہے خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ لہ... و ما تحت الثری

"ثری" نمناک مٹی کے معنی میں ہے (مصباح) اور "الثری" کا "ال" ظاہراً جنس کا معنی دے رہا ہے۔ لذا ہر نمناک خاک کو شامل ہو جائیگا چاہے زمین میں ہو یا کسی دوسرے کرہ میں بلکہ چونکہ آیت میں "ما فی الارض" مذکور ہے اسلئے احتمال ہے کہ "ما تحت الثری" غیر زمین سے مربوط ہو۔

6_ خاک کی رطوبت اسکے نیچے قیمتی چیزوں اور منابع کے وجود کی علامت ہے۔ * لہ... و ما تحت الثری

باوجود اس کہ جو کچھ خشک مٹی کے نیچے ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے خاک کے لئے نمناک ہونے کا وصف اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تر خاک کے نیچے جو چیزیں موجود ہیں وہ خشک مٹی کے نیچے کی چیزوں کی نسبت زیادہ اہم ہیں۔
7۔ پورا عالم ہستی اور سب موجودات چاہے آشکار ہوں یا پنہاں خدائے یکتا کی ملکیت ہیں۔

لہ ما فی السموات و ما فی الارض ... و ما تحت الثرى

"آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے" کی تعبیر پوری کائنات سے کنایہ ہے۔

8۔ پوری کائنات کی ملکیت کا خدا تعالیٰ کے ساتھ منحصر ہونا اسکے کائنات پر محیط ہونے اور اس کا مدبر ہونے کی دلیل ہے
_ على العرش استوى له ما فی السموات ... و ما تحت الثرى

یہ آیت کریمہ سابقہ آیت کی علت بیان کر رہی ہے اسی لئے اسکے ارتباط کیلئے حرف عطف سے استفادہ نہیں کیا گیا۔

9۔ اس بات کی طرف توجہ کہ قرآن اس خالق کی طرف سے نازل ہوا ہے جو پوری کائنات کا مدبر و مالک ہے قرآن کی نصیحت کو قبول کرنے کیلئے انسان کی حوصلہ افزائی کا سبب ہے۔ تذکرۃ ... ممن خلق الارض ... استوى _ لہ ما فی السموات ... و ما تحت الثرى

آسمان: انکا متعدد ہونا ۳؛ انکے موجودات ۱

جہان خلقت: اس کا مالک ۷

خاک: اسکی رطوبت کے اثرات ۶؛ تر خاک ۵

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۳، ۸؛ اسکی حاکمیت ۵؛ اسکے محیط ہونے کے دلائل ۸؛ اسکی تدبیر کے دلائل ۸؛ اسکی مالکیت ۱، ۵، ۷، ۸

یاد کرنا: قرآن کے وحی ہونے کو یاد کرنے کے اثرات ۹

حوصلہ: حوصلہ افزائی کے عوامل ۹

عبرت: اسکے عوامل ۹

فضا: اسکے موجودات ۲، ۳

قرآن مجید: اس سے عبرت حاصل کرنا ۹

موجودات: انکا مالک: ۱، ۳، ۵، ۷

آیت ۷

﴿وَإِنْ تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى﴾

اگر تم بلند آواز سے بھی بات کرو تو وہ راز سے بھی مخفی تر باتوں کو جاننے والا ہے (۷)

1_ جو انسان کہتا ہے اور اظہار کرتا ہے خدا تعالیٰ اس سے آگاہ ہے۔ وَاِنْ تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ جملہ "فَإِنَّهُ يَعْلَمُ..." "إِنْ تَجَهَّرَ" کے جواب کا قائم مقام ہے اور آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ اگر ظاہر بات کریں (تو خدا جانتا ہے) کیونکہ وہ راز اور اس سے بھی زیادہ مخفی شے کو بھی جانتا ہے ایسے موارد میں علت کا بیان کرنا جواب شرط کی تصریح سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

2_ لوگوں کے وہ اسرار اور راز جنہیں وہ ظاہر نہیں کرتے اور انکی نیتیں خدا تعالیٰ کیلئے آشکار ہیں اور وہ ان سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ "سر" یعنی وہ جو دوسروں سے چھپایا جاتا ہے (لسان العرب)

3_ انسان ایسے ضمیر کا حامل ہے جو اپنے آپ سے آگاہ نہیں ہے اور ایسی معلومات رکھتا ہے کہ جنہیں غفلت نے ڈھانپ رکھا ہے۔ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاخْفَى "اَخْفَى" اسم تفصیل ہے اور از سے بھی زیادہ مخفی وہ چیز ہے کہ جسے انسان نے نہ صرف دوسروں سے مخفی رکھا ہوا ہے بلکہ خود بھی اسکی طرف متوجہ نہیں ہے لیکن یہ اسکے ذہن میں نقش ہے۔

4_ خدا تعالیٰ انسان کے بھولے ہوئے رازوں اور اسکے مخفی ترین اسرار سے آگاہ ہے۔ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ... أَخْفَى

5_ خدا تعالیٰ علم مطلق رکھتا ہے اور غیب و ظاہر سے آگاہ ہے۔ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاخْفَى

6_ قرآن اور اسکی نصیحتوں کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کا مطلق

علم ہے۔ تذکرہ ... فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ أَخْفَى

7_ خدا تعالیٰ کا انسان کے مخفی و آشکار سے آگاہ ہونا اسکی پوری کائنات اور اسکے اجزاء پر مطلق حکمرانی اور ملکیت کا ایک جلوہ ہے۔ علی العرش استوی _ لہ ما فی السموات ... فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ أَخْفَى

اس آیت کریمہ کا سابقہ آیات کے ساتھ ارتباط اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ پورے عالم وجود پر حکمرانی کرتا ہے اور کائنات کا حقیقی مالک ہے پس وہ ہر چیز سے مطلع ہے اگرچہ وہ راز یا اس سے بھی زیادہ مخفی ہو۔

8_ انسان تین درجے کے معلومات کا حامل ہے اظہار شدہ، راز، راز سے زیادہ مخفی۔ فَإِنْ تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ أَخْفَى

9_ خدا تعالیٰ کے مخفی ترین افکار و گفتار سے آگاہ ہونے کی طرف توجہ، انسان کو ناروا بات کرنے سے روکتی ہے۔ *
وَ إِنْ تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ أَخْفَى جملہ "فَائِدہ..." کسی قسم کی فکر اور بات کے خدا تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہونے کی دھمکی ہے اور اس دھمکی کو "إِنْ تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ" پر متفرع کرنا اس چیز کا بیان ہے کہ "القول" سے مراد ایسی بات ہے کہ جسے نہ صرف زبان پر لانا ناروا ہے بلکہ ضروری ہے کہ فکر بھی اسکے محتوایہ سے پاک ہو۔

10_ "محمد بن مسلم قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن قول الله عز وجل: "يعلم السرّ و أخفى" قال: "السرّ" ما كتمته في نفسك، و "أخفى" ما خطر ببالك ثم أنسيتہ؛ محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے امام صادق (ع) سے خدا تعالیٰ کے فرمان "يعلم السرّ و أخفى" کے متعلق سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا: "سر" وہ ہے کہ جسے تو نے اپنے اندر پنہان کیا ہو اور "أخفى" وہ ہے جو تیرے دل میں خطور کرے اور پھر تیرے دل سے محو ہو جائے (۱)۔

جہان خلقت: اس کا حاکم ۷

انسان: اسکے مختلف پہلو ۳؛ اسکے راز ۲، ۳، ۱۰؛ اسکی سخن ۱؛ اس کا ناخود آگاہ ضمیر اسکے معلومات کے درجے ۳
خدا تعالیٰ: اسکے علم کے اثرات ۶؛ اس کا علم غیب ۱، ۲، ۳، ۵، ۷؛ اسکی حاکمیت کی نشانیاں ۷؛ اسکی مالکیت کی نشانیاں ۷
یاد کرنا: خدا کے علم غیب کو یاد کرنے کے اثرات ۹

روایت: ۱۰

سخن: ناپسندیدہ سخن کے مواع ۹

غفلت: اسکے اثرات ۳

قرآن مجید: اس کا سرچشمہ ۶

آیت ۸

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى﴾

وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اس کے لئے بہترین نام ہیں (۸)

1_ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود لائق عبادت نہیں ہے۔ اللہ لا إله إلا هو

2_ جو ذات عالم وجود کی خالق اور مدبر و مالک نہ ہو اور اسکی سب چیزوں کو نہ جانتی ہو وہ لائق عبادت نہیں ہے۔

اللہ لا إله إلا هو

مندرجہ بالا نکتہ اس آیت کے سابقہ آیات کے ساتھ ارتباط سے حاصل ہوتا ہے کہ جن میں خالقیت، فرمانروائی، کائنات کی مالکیت اور علم مطلق کو خدا تعالیٰ کے ساتھ منحصر کیا گیا ہے۔

3_ بہترین نام اور اوصاف خدائے یکتا و جمیل کیلئے ہیں۔ لہٰذا اسماء الحسنی

"الاسمائی" جمع معرف بالام ہے جو مفید عموم ہے اور "الحسنی" اسم تفصیل ہے اور آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سب بہتر اور خوبصورت نام خدا تعالیٰ سے مختص ہیں۔ ناموں کی حسن و خوبی کے ساتھ توصیف اس چیز کو بیان کر رہی ہے کہ مقصود وہ نام ہیں جنہیں صرف اصطلاح میں صفت کہا جاتا ہے جسے رازق، شکور، رحیم کیونکہ جس نام کا وصف والا معنی نہیں ہوتا وہ صرف ذات پر دلالت کرتا ہے اور اسکے بارے میں خوبصورتی اور بدصورتی معنی نہیں رکھتی۔

4_ خدا تعالیٰ سب کمالات کا حامل اور ہر نقص و عیب سے منزہ ہے۔

لہ الا سماء الحسنی جو نام نقص و عیب کو بیان کر رہا ہو وہ "اسماء حسنی" کا مصداق نہیں ہے اور خدا تعالیٰ پر صدق نہیں کرتا لہذا وہ ہر عیب سے پاک ہے۔

5_ خدا تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز نقص و عیب رکھتی ہے اور کمال مطلق سے عاری ہے۔ لہ الا سماء الحسنی

"لہ" کا مقدم کرنا حصر پر دلالت کرتا ہے یعنی جو تمام اسماء حسنی رکھتا ہے وہ صرف خدا تعالیٰ ہے۔

6_ صرف وہ معبود لائق عبادت ہے جو بہترین اوصاف کمال رکھتا ہو۔ اللہ لا إله إلا هو لہ الا سماء الحسنی

اسماء و صفات: اسمائِ حسنی ۳؛ صفات جلال ۳؛ صفات جمال ۳

توحید: توحید عبادی ۱

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱

خدا تعالیٰ: اسکی تنزیہ ۳؛ اس کا کمال ۳

صفات: بہترین صفات ۳

حقیقی معبود: اسکی تدبیر ۲؛ اس کا خالق ہونا ۲؛ اسکی شرائط ۲، ۶؛ اس کا علم ۲؛ اس کا کمال ۶؛ اس کا مالک ہونا ۲

نام: بہترین نام ۳

نقص: غیر خدا میں نقص ۵

آیت ۹

﴿وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى﴾

کیا تمہارے پاس موسیٰ کی داستان آئی ہے (۹)

1_ حضرت موسیٰ کی داستان ایک اہم باب ہے اور وہ پیغمبر اکرم (ص) کیلئے قابل فکر و پیروی ہے۔

و هل اتی ك حدیث موسی

2_ حضرت موسی (ع) کی زندگی کی تاریخ اور واقعات، دینی راہنماؤں اور مبلغین کیلئے سبق آموز، قابل توجہ اور قابل غور و فکر ہیں۔ و هل اتی ك حدیث موسی

3_ مخاطب کو گفتار میں دقت کرنے پر آمادہ کرنا اور اسے گفتگو سننے کی تشویق دلانا اطلاع پہچانے کی ایک اچھی روش ہے۔
هل اتی ك حدیث موسی

"ہل اتاك ... " کا استفہام مجازی اور توجہ سے سننے کی تشویق دلانے کیلئے ہے۔

تبلیغ: اسکی روش ۳

تفکر: حضرت موسی (ع) کے قصے میں تفکر ۱

یاد کرنا: حضرت موسی (ع) کے قصے کو یاد کرنا ۲

دینی راہنما: انکی عبرت ۲

عبرت: اسکے عوامل ۲

مبلغین: انکی عبرت ۲

موسی (ع): انکے قصے کی اہمیت ۱؛ انکے قصے سے عبرت حاصل کرنا ۲

آیت ۱۰

﴿إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدُ عَلَىٰ النَّارِ هُدًى﴾

جب انھوں نے آگ کو دیکھا اور اپنے اہل سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں نے آگ کو دیکھا ہے شاید میں اس میں سے کوئی انگارہ لے آؤں یا اس منزل پر کوئی رہنمائی حاصل کر لوں (۱۰)

1_ حضرت موسی (ع) اور انکی فیملی رات کے وقت بیابان میں چلتے ہوئے سرگردان ہو گئے اور راستہ گم کر بیٹھے۔

إِذْ رَأَىٰ نَارًا ... بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدُ عَلَىٰ النَّارِ هُدًى جملہ "أجد على النار هدى" دلالت کر رہا ہے کہ حضرت موسی (ع) اور انکے ہمراہی راستہ گم کر بیٹھے تھے اور آگ کے نہ ہونے سے پتا چلتا ہے کہ یہ لوگ بیابان میں سرگردان تھے۔ اور نسبتاً دور سے آگ کو دیکھنا اور آگ کے وجود کے احتمال کے باوجود مل کر اسکی طرف حرکت کا ارادہ نہ کرنا اس سے رات ہونے اور علاقہ کے تاریک ہونے کا پتا چلتا ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) اپنے سفر میں اپنی بیوی کے علاوہ اپنے گھر کے دیگر افراد کو بھی اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔
فقال لا هله امكتو فعل "امكتوا" کہ جو جمع کی صورت میں ہے مندرجہ بالا نکتہ پر دلالت کرتا ہے۔

3_ حضرت موسیٰ (ع) نے بیابان میں سرگردانی کے دوران آگ دیکھی اور اپنی فیملی کو اسکی بشارت دی۔
إذ رء اناراً فقال ... إني ء انست ناراً

(ء انست کا مصدر) "ایناس" احساس کرنے، دیکھنے، جاننے اور سننے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب)
مورد آیت کی مناسبت سے یہاں دیکھنا مراد ہے۔

4_ حضرت موسیٰ (ع) کے خاندان اور انکے ہمراہیوں نے اس آگ کو نہیں دیکھا جس کا حضرت موسیٰ (ع) نے مشاہدہ کیا تھا۔ *فقال لا هله امكتو إني ء انست ناراً

حضرت موسیٰ (ع) کا یہ کہنا کہ "میں نے آگ دیکھی ہے" اس سے یہ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ آپ کے ہمراہ دیگر افراد نے وہ آگ نہیں دیکھی تھی ورنہ حضرت موسیٰ (ع) دیکھنے کو اپنے ساتھ مختص نہ کرتے۔

5_ حضرت موسیٰ (ع) نے آگ جلا کرنے یا کوئی راہنما تلاش کرنے کی خاطر آگ لانے کیلئے آگ کی جگہ تک جانے کا عزم کیا۔ لعلی ء اتيكم منها بقبس او اجد على النار هدي

"قبس" یعنی انگارہ اور وہ آگ لگی لکڑی کہ جسے دوسری آگ جلا کرنے کیلئے آگ سے نکالا جائے (لسان العرب) "ہدی" مصدر لیکن اسم فاعل "ہادی" کے معنی میں ہے اور حرف "او" دو میں سے ایک کام کو معین کرنے کیلئے ہے یعنی حضرت موسیٰ کا خیال یہ تھا کہ اگر کوئی راہنما مل گیا تو سفر جاری رکھیں گے ورنہ آگ لا کر آگ سینکیں گے۔

6_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے گھروالوں سے کہا کہ وہ وہیں انتظار کریں اور آگ کی جگہ تک ان کے ہمراہ نہ آئیں۔
فقال لا هله امكتو إني ء انست ناراً "مکت" کا معنی ہے انتظار کرنا (قاموس)۔

7_ بیوی بچوں کی خدمت اور انکی ضروریات پوری کرنے کیلئے کوشش کرنا ایک پسندیدہ کام ہے۔

فقال لا هله إمكثوا... لعلی ء اتيكم منها بقبس

8_ آگ کا ظاہر ہونا اور حضرت موسیٰ (ع) کو رسالت عطا کرنے کیلئے خلوت کا فراہم ہونا ایک اہم اور پیغمبر اکرم (ص) کیلئے قابل توجہ واقعہ تھا۔ ہل ا تی ك حدیث موسیٰ إذ رء ا نارا

"إذ" ظرف ہے "حدیث" کیلئے جو سابقہ آیت میں تھا اور اس آیت کریمہ میں استفہام پیغمبر اکرم (ص) کو اس ماجرا کی طرف توجہ کی ترغیب دلانے کیلئے ہے۔

9_ فطری اور قدرتی امور انبیاء کو رسالت عطا کرنے کے بارے میں خدا تعالیٰ کے ارادے کے عملی ہونے کیلئے تجلی گاہ ہیں۔

قدرتی مقدمات (راستہ گم کر دینا، آگ کی ضرورت کا احساس اور...) فراہم کر کے حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر کھینچ لانا۔ جیسا کہ بعد والی آیات سے معلوم ہوتا ہے مذکورہ نکتے کو بیان کر رہا ہے) إذ رء اناراً... لعلی ء اتيكم منها بقبس

انبیاء: انکی نبوت کا سرچشمہ ۹

گھرانہ: اسکی ضروریات پوری کرنا ۷

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کی تجلی گاہ ۹

عمل: پسندیدہ عمل ۷

قدرتی عوامل: انکا کردار ۹

کوہ طور: اسکی آگ ۳، ۴، ۵، ۶۔ اسکی آگ کی اہمیت ۸

محمد (ص): آپ (ص) اور حضرت موسیٰ کا قصہ ۸

موسیٰ (ع): انکے قصے کی اہمیت ۸؛ انکی بشارتیں ۳؛ انکے گھر والے ۳، ۶؛ انکے گھر والوں کی سرگردانی ۱؛ انکی سرگردانی ۱،

۳؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵؛ انکے گھر والوں کا رات کا سفر ۱؛ انکا رات کا سفر ۱؛ آپ وادی طوی میں ۳، ۴؛ آپ کوہ طور میں

۵؛ آپکے ہم سفر ۳، ۴

آیت ۱۱

﴿فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَى﴾

پھر جب موسیٰ اس آگ کے قریب آئے تو آواز دی گئی کہ اے موسیٰ (۱۱)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے آگ دیکھنے کے بعد اپنے گھر والوں سے جدا ہو کر آگ کی طرف حرکت کی۔
رء النار ... فلما اتیه

2_ جس آگ کا حضرت موسیٰ نے مشاہدہ کیا تھا وہ واقعی چیز تھی اور حضرت موسیٰ نے اپنے آپ کو اس تک پہنچایا۔
فلما اتیه

3_ حضرت موسیٰ (ع) جب آگ کے قریب پہنچے تو آپ نے ایک آواز سنی کہ جس میں حضرت موسیٰ (ع) کو نام کے ساتھ پکارا جا رہا تھا۔ فلما اتیہا نودی یا موسیٰ

4_ "یا موسیٰ" کی صدا اچانک تھی اور جو نبی حضرت موسیٰ (ع) وہاں پہنچے فوراً انہیں اسکے ساتھ مخاطب کیا گیا۔
فلما اتیہا نودی یا موسیٰ

5_ حضرت موسیٰ (ع) نے "یا موسیٰ" کی آواز دینے والے کو نہ پہچانا۔ نودی یا موسیٰ
"نودی" کا مجہول آنا اور بعد والی آیت میں جملہ "فإني انا ربك" بتاتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے آواز سننے کے بعد پہلے مرحلے میں اس آواز دینے والے کو نہ پہچانا۔

کوہ طور: اسکی آگ ۱؛ اسکی آگ کی حقیقت ۲

موسیٰ (ع): انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵؛ انکو ندا دینے والا ۵؛ آپ کوہ طور میں ۲، ۳، ۴؛ آپ کو ندا ۳، ۴

آیت ۱۲

﴿إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾

میں تمہارا پروردگار ہوں لہذا اپنی جوتیوں کو اتار دو کہ تم طوی نام کی ایک مقدس اور پاکیزہ وادی میں ہو (۱۲)

1_ صحرائے سینا میں واقع وادی طوی میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ بات کی۔

ی موسیٰ إني أنا ربك ... إنك بالواد المقدس طوي

"واد" وادی کا مخفف ہے یعنی پہاڑوں کے درمیان کی وہ جگہ کہ جہاں سے سیلاب گزرتا ہے (مصباح) "طوی" ممکن ہے کہ وہ طور کے نیچے والے درے کا نام ہو (لسان العرب) اس صورت میں یہ (الواد المقدس) کیلئے عطف بیان یا بدل ہوگا اور ممکن ہے یہ گھڑی اور لختے کے معنی میں ہو (لسان العرب) تو اس صورت میں یہ ظرف ہوگا "المقدس" کیلئے یعنی وہ درہ کہ جو کچھ وقت (اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے حضرت موسیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کے لمحے کی طرف) کیلئے مقدس ہو گیا ہے۔

2_ خدا تعالیٰ نے موسیٰ کے ساتھ مخاطب ہوتے ہوئے انہیں اپنا تعارف کرایا اور سمجھایا کہ تو اپنے پروردگار کے حضور میں ہے اور اسکی کلام سن رہا ہے۔ یا موسیٰ إني أنا ربك

3_ وادی طوی میں خدا تعالیٰ کا موسیٰ (ع) کے ساتھ ہم کلام ہونا خدا تعالیٰ کی حضرت موسیٰ (ع) کی نسبت ربوبیت کا ایک جلوہ تھا۔ یا موسیٰ إني أنا ربك

4_ خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو حکم دیا کہ اپنے پروردگار کے حضور کے احترام میں اپنے جوتے اتار کر مقدس وادی میں ننگے پاؤں قدم رکھے۔ فاخلع نعليك انك بالواد المقدس طوي

5_ پروردگار کے حضور میں اور اس کے کلام کو سنتے وقت ادب و احترام کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

إني أنا ربك فاخلع نعليك

"فاخلع" کی "إني أنا ربك" پر تفریع بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ بات کرتے وقت مکمل طور پر ادب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اور چونکہ جب بھی خدا تعالیٰ انسان کے ساتھ بات کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی واسطہ ہوتا ہے اسلئے کہا جاسکتا ہے کہ قرآن اور دیگر کلمات الہی کی تلاوت کے وقت بھی ادب کی مکمل طور پر رعایت کرنا ضروری ہے۔ مقدس مقامات کی حرمت کی حفاظت اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے، جملہ "انک بالواد..." "فاخلع" کی علت بیان کرنے کیلئے ہے اور جس حکم کی علت واضح ہو اسے اس جیسے دیگر موارد میں بھی اجرا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

6_ مقدس مقامات کی حفاظت اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے۔ فاخلع نعلیک إنک بالواد المقدس طویٰ
جملہ "إنک بالواد..."، "فاخلع" کے لئے علت ہے اور پروہ حکم کہ جس کی علت ظاہر ہو دوسرے مشابہ مقامات پر بھی لگایا جاتا ہے۔

7_ جوتے اتار کر پا برہنہ ہو جانا مقدس مقامات کے احترام کا سبب سے زیادہ واضح نمونہ ہے۔ فاخلع نعلیک إنک بالواد المقدس طویٰ

8_ کوہ طور کے پاس واقع وادی طوی پاک و پاکیزہ اور لائق احترام سرزمین ہے۔ إنک بالواد المقدس طویٰ سرزمین مقدس یعنی وہ سرزمین جو طہارت معنوی رکھتی ہو (مفردات راغب)

9_ (کوہ طور سے نیچے) سرزمین طوی میں جوتوں کے ساتھ داخل ہونا، جائز نہیں ہے۔ فاخلع نعلیک إنک بالواد المقدس طویٰ "اخلع" کے حکم کی "إنک بالواد المقدس" کے ذریعے علت بیان کرنا بتاتا ہے کہ یہ حکم سب زمانوں میں سب انسانوں کیلئے ہے۔

10_ جن مقامات میں خدا تعالیٰ اپنے انبیاء اور اپنے بندوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے وہ پاک و پاکیزہ مقدس اور لائق احترام جگہیں ہیں۔ یاموسیٰ إني انا ربك ... إنک بالواد المقدس طویٰ اگرچہ آیت کریمہ میں وادی طوی کے تقدس کی دلیل نہیں آئی لیکن مجموعی طور پر آیت کریمہ خدا تعالیٰ کے تکلم اور اس سرزمین کے تقدس کے ارتباط کو بیان کر رہی ہے۔ چاہے پہلے سے اس کا مقدس ہونا بات کرنے کیلئے اس کے انتخاب کا سبب بنا ہو یا خدا تعالیٰ کا بات کرنا اس کے مقدس ہونے کا سبب بنا ہو۔

11_ "عن ابي عبد الله (ع) قال: قال الله عز وجل لموسى (ع) "فاخلع نعليك" لا تهاكنت من جلد حمار ميت;
امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو فرمایا "فاخلع نعلیک" کیونکہ انکے جوتے گدھے کے مردار کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔^(۱)

(1) علل الشرائع ص ۶۶ ب ۵۵ ح ۱، بحار الانوار ج ۱۳ ص ۶۴ ح ۱۔

2_1 "عن الصادق جعفر بن محمد (ع) إِنَّهُ قَالَ: فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ لِمُوسَى (ع) "فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ" قَالَ: يَعْنِي إِدْفَعْ خَوْفَيْكَ، يَعْنِي خَوْفَهُ مِنْ ضِيَاعِ أَهْلِهِ وَ قَدْ خَلَفَهَا تَمَخُّضٌ، وَ خَوْفَهُ مِنْ فِرْعَوْنَ" خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو جو فرمایا تھا "فاخلع نعلیک" اسکے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا یعنی اپنے آپ سے دو خوف دور کر دے اپنی بیوی کے فوت ہو جانے کا خوف کہ جسے بچہ پیدا کرنے کی حالت میں چھوڑ کر آئے تھے اور فرعون کا خوف

(۱)

مقدس مقامات: انکا احترام ۶، ۷؛ ان میں جوتے اتارنا ۷

خدا تعالیٰ: اس کا کلام سننے میں ادب ۵؛ اسکے اوامر ۳؛ اسکے انبیاء کے ساتھ ہم کلام ہونے کی جگہ کا پاکیزہ ہونا ۱۰؛ اسکے انبیاء کے ساتھ ہم کلام ہونے کی جگہ کا تقدس ۱۰؛ اسکی موسیٰ کے ساتھ گفتگو ۲، ۳؛ اسکی موسیٰ کے ساتھ گفتگو کی جگہ ۱؛ اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۳

وادی طوی: اس کا احترام ۸، ۹؛ اسکی پاکیزگی ۸؛ اس کا تقدس ۸؛ اسکی فضیلت ۱؛ اس میں جوتے اتارنا ۹؛ اسکی جغرافیائی موقعیت ۸

روایت: ۱۱، ۱۲

موسیٰ (ع): انکو حکم ۳؛ انکا خوف ۱۲؛ انکی شرعی ذمہ داری ۳؛ انکے جوتوں کی نوعیت ۱۱؛ ان کا قصہ ۱، ۲، ۳؛ انکا تربیت کرنے والا ۳؛ آپ وادی طوی میں ۳؛ آپ خدا کے حضور میں ۲، ۳؛ آپ کے جوتے ۳

آیت ۱۳

﴿وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ﴾

اور ہم نے کو منتخب کر لیا ہے لہذا جو وحی کی جارہی ہے اسے غور سے سنو (۱۳)

1_ خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو اپنے پیغمبر کے طور پر چن لیا اور وادی طوی میں انہیں رسالت کیلئے منتخب ہونے

(1) علل الشرائع ص ۶۶ ب ۵۵ ح ۲۔ بحار الانوار ج ۱۳ ص ۶۴ ح ۲۔

سے مطلع فرمایا۔ وانا اخترتك فاستمع لما يوحى "لما يوحى" کے قرینے سے موسیٰ (ع) کے منتخب ہونے سے مراد انکا پیغمبری اور وحی الہی کا بوجھ اٹھانے کیلئے منتخب ہونا ہے۔

2_ موسیٰ (ع) خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور اپنے زمانے میں وحی کے حاصل کرنے اور پیغام الہی کے پہچانے کیلئے بہترین شخص تھے۔ وانا اخترتك "اختیار" مادہ "خیر" سے ہے اور اس کا معنی "اصطفائی" (ہر چیز میں سے خالص کو اٹھالینا) ہے (لسان العرب)

3_ انبیا خدا تعالیٰ کی برگزیدہ ہستیاں ہیں۔ وانا اخترتك فاستمع لما يوحى

4_ خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو رسالت کیلئے انتخاب کرنے کے بعد انہیں وحی کو دریافت کرنے اور اسے غور سے سننے کا حکم دیا۔ وانا اخترتك فاستمع لما يوحى

5_ (کوہ طور کے نیچے) وادی طوی میں خدا تعالیٰ کا حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ بات کرنا، وحی کی صورت میں تھا۔

فاستمع لما يوحى

بعد والی آیت کریمہ میں جملہ "إني انا الله"، "ما يوحى" کیلئے بدل ہے پس کوہ طور کے نیچے جو کچھ حضرت موسیٰ سے کہا گیا تھا وہ وحی تھی۔

6_ کلام الہی کو سنتے وقت اس پر کان لگانا ضروری ہے۔ فاستمع لما يوحى

اگرچہ مخاطب حضرت موسیٰ (ع) ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے انہیں وحی کا سامنا کرتے وقت جو آداب سکھائے انہیں قرآن میں بیان فرمایا ہے تاکہ سب کیلئے مفید ہوں۔

انبیاء: انکا برگزیدہ ہونا ۳

خدا کے برگزیدہ بندے: ۳ خدا تعالیٰ: اسکے اوامر ۳؛ اسکی حضرت موسیٰ کے ساتھ گفتگو ۵۔

موسیٰ (ع): انکا برگزیدہ ہونا ۱، ۲، ۳؛ انکی شرعی ذمہ داری ۳؛ انکی معاشرتی شخصیت ۲؛ انکا مقام ۱، ۲، ۳؛ آپ وادی طوی میں ۱، ۵؛ آپکی نبوت ۱، ۳، ۵؛ آپ کی طرف وحی ۵

وحی: اسے کان لگا سنا ۳؛ اسے کان لگا کر سننے کی اہمیت ۶

آیت ۱۳

﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾

میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو (۱۳)

1_ خدا تعالیٰ کا یکتا ہونا اور اسکے علاوہ کسی معبود کا حقیقت نہ رکھنا وادی طوی میں خدا کی طرف سے موسیٰ (ع) کو وحی کا مرکزی عنوان۔ اِنِّی اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا

2_ (کوہ طور کے نیچے) وادی طوی میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو سمجھایا کہ اسے اللہ تعالیٰ مخاطب کر رہا ہے اور وہ خدا کا کلام سن رہا ہے۔ اِنِّی اَنَا اللّٰهُ

3_ گفتگو کے آغاز میں مخاطب کو اپنا تعارف کرانا دوسروں کے ساتھ ہم کلام ہونے اور بات کرنے کے آداب میں سے ہے۔ یا موسیٰ... اِنِّی اَنَا اللّٰهُ

خدا تعالیٰ نے "یا موسیٰ" (ع) کی آواز کے ساتھ انہیں سمجھایا کہ مجھے تیرے نام کا علم ہے پھر موسیٰ (ع) کے ساتھ سخن کے آغاز میں اسے اپنا تعارف کرایا تاکہ طرفین کی شناخت کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھے۔

4_ خدا کے علاوہ کسی معبود کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ کوئی لائق عبادت ہے۔ اِنِّی اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا

"اِلٰه" کا معنی ہے معبود اور آیت کریمہ میں اس سے مراد "معبود حق" ہے کیونکہ باطل معبودوں کا وجود قابل انکار نہیں ہے۔

5_ موسیٰ (ع) اپنی نبوت اور وحی حاصل کرنے سے پہلے بھی خدا تعالیٰ کی معرفت رکھتے تھے اور اسکی ربوبیت کو مانتے تھے۔ اِنِّی اَنَا رَبُّكَ... اِنِّی اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا

یہ دو جملے "اِنِّی اَنَا رَبُّكَ" اور "اِنِّی اَنَا اللّٰهُ" بتا رہے ہیں کہ موسیٰ (ع) پہلے سے ہی ان ناموں

کو پہچانتے تھے اور ان کا اعتقاد رکھتے تھے اور کوہ طور میں انہوں نے "رب" اور "الہ" کو صاحب آواز پر منطبق کیا۔
6_ خدا تعالیٰ کی عبادت کے ضروری ہونے اور غیر خدا کی پرستش سے پرہیز کی تاکید، حضرت موسیٰ (ع) کی نبوت کے آغاز میں خدا کی طرف سے انہیں پہلی نصیحتِ لا اِلهَ اِلا انا فاعبدنی

7_ لوگوں کو خدا تعالیٰ اور اسکی وحدانیت سے آشنا کرانا انہیں خدا کی عبادت کی دعوت دینے کا پیش خیمہ ہے۔
اِنِّی انا اللہ لا اِلهَ اِلا انا فاعبدنی "فاعبدنی" میں "فای" سابقہ جملہ پر تفریع کیلئے ہے کہ جس میں خدا تعالیٰ اور اسکی وحدانیت کا تعارف کرایا گیا ہے۔

8_ مخلصانہ عبادت خدا تعالیٰ کے حضور میں سب سے بڑا فریضہ ہے حتیٰ کہ انبیاء کیلئے بھی۔ اِنِّی انا اللہ لا اِلهَ اِلا انا فاعبدنی

9_ خدا تعالیٰ کا یکتا ہونا (توحید ذاتی) اسکے لئے مخلصانہ عبادت کو مختص کرنے (توحید عبادی) کے ضروری ہونے کی دلیل ہے۔ اِنِّی انا اللہ لا اِلهَ اِلا انا فاعبدنی

10_ نماز کی پابندی اور اسے قائم کرنے کا حکم وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو دیئے گئے پہلے عملی پروگراموں میں سے تھا۔ اقم الصلوۃ "اقامہ نماز" (نماز قائم کرنا) اسکی پابندی کے ساتھ ہے۔

11_ نماز قائم کرنا خدا تعالیٰ کے حضور میں عبودیت کا سب سے واضح جلوہ ہے۔ فاعبدنی و اقم الصلوۃ

12_ نماز دیگر سب عبادتوں سے زیادہ اہم ہے۔ فاعبدنی و اقم الصلوۃ

سب عبادات میں سے صرف نماز کا ذکر کرنا دیگر عبادات کے مقابلے میں اس عمل کے خاص مرتبے اور برتر ہونے کو بیان کرتا ہے۔

13_ دین موسیٰ (ع) میں نماز تشریع ہو چکی تھی۔ و اقم الصلوۃ

14_ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ اور اسکی یاد میں ہونا نماز کے اہداف اور ثمرات میں سے ہے۔ و اقم الصلوۃ لذكری

15_ نماز میں ذکر خدا کا ہونا خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قائم کرنے کی نصیحت اور شوق دلانے کا سبب ہے۔

اقم الصلوۃ لذكری "لذكری" ممکن ہے نماز کے نتیجے کو بیان کر رہا ہو کہ نماز دلوں میں یاد خدا کو زندہ کرتی ہے اور ممکن

ہے اس سے مراد نماز کا اذکار الہی پر مشتمل ہونا ہو یعنی نماز قائم کرنا اسلئے واجب ہے کہ اس میں ذکر خدا ہے۔

16_ ضروری ہے کہ نماز اور دیگر عبادتیں مخلصانہ اور صرف یاد خدا کیلئے ہوں۔ فاعبدنی و اقم الصلوٰۃ لذكری "لذكری" میں "ذكر" کا یاء متکلم کے ساتھ مختص ہونا مذکورہ نکتے کو بیان کر رہا ہے یعنی "لذكری لا لذكر غیري"۔

17_ خدا تعالیٰ کی یاد اور اسکی طرف توجہ تمام عبادات کا مشترکہ فلسفہ ہے۔ فاعبدنی و اقم الصلوٰۃ لذكری جس طرح "لذكری" "اقم الصلوٰۃ" کی علت کو بیان کر رہا ہے ہو سکتا ہے "فاعبدنی" کی علت کا بیان بھی ہو۔

18_ ضروری ہے کہ ہمیشہ خدا کی یاد میں رہیں اور اسکے ذکر سے غافل نہ ہوں۔ لذكری

19_ "عن ابی جعفر (ع) قال: إذا فاتتک صلاة فذكرتها فی وقت آخری فإن كنت تعلم أنّک إذا صلیت التی

فاتتک كنت من الاخری فی وقت فابدا بالتی فاتتک فإن الله عزوجل يقول: اقم الصلاة لذكری"; امام باقر (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: جب بھی تجھ سے کوئی نماز چھوٹ جائے اور دوسری نماز کے وقت میں یاد آئے تو اگر تجھے معلوم ہو کہ نماز قضا کے انجام دینے کے بعد واجب نماز کو اس کے وقت میں بجالانے کی فرصت بچ جائیگی تو پہلے قضا نماز کو انجام دے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "اقم الصلوٰۃ لذكری" (اس فقہی نکتے کا استفادہ اس چیز کے پیش نظر ہے کہ "لذكری" کا لام "توقیت" کیلئے ہو کہ جس کے نتیجے میں آیت کا معنی یہ ہوگا "اقم الصلوٰۃ وقت تذکیری ایماک") (یعنی نماز قائم کر جس وقت تجھے اسکی یاد دلا دوں مترجم)۔

انبیاء: انکی شرعی ذمہ داری ۸

شرعی ذمہ داری: سب سے اہم شرعی ذمہ داری ۸

توحید: توحید ذاتی کے اثرات ۹; توحید کی اہمیت ۱; توحید عبادی کی اہمیت ۶، ۱۶; توحید کی طرف دعوت کی اہمیت ۷; توحید عبادی ۳; توحید عبادی کی علل ۹

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۳

خدا تعالیٰ:

اسکے اوامر ۶؛ خدا شناسی کی دعوت کی اہمیت ۷؛ اسکی نصیحت ۱۵؛ اسکی موسیٰ کے ساتھ گفتگو ۲
یاد: یاد خدا کی اہمیت ۱۳، ۱۴، ۱۸؛ نماز میں یاد خدا ۱۵

روایت: ۹۱

سخن: اسکے آداب ۳

شرک: اس سے اجتناب کی اہمیت ۶

عبادت: اس میں خلوص ۱۶؛ اس میں خلوص کی اہمیت ۸؛ عبادت خدا کا پیش خیمہ ۷؛ عبادات کا فلسفہ ۱۴

عبودیت: اسکی نشانیاں ۱۱

معاشرت: اسکے آداب ۳

موسیٰ (ع): انکی شرعی ذمہ داری ۶؛ انکی خدا شناسی ۵؛ آپ وادی طوی میں ۱، ۲؛ آپ نبوت سے پہلے ۵؛ انکی طرف وحی

۱۰، ۱

نماز: اسکے احکام ۱۹؛ اس میں خلوص ۱۶؛ اسے قائم کرنے کی اہمیت ۱۰، ۱۱؛ اسکی اہمیت ۱۲؛ اسکی نصیحت ۱۵؛ اس کا

فلسفہ ۱۳، ۱۵؛ یہ آسمانی ادیان میں ۱؛ یہ یہودیت میں ۱۳؛ نماز قضا کا وقت ۱۹

وحی: اسکی تعلیمات ۱

آیت ۱۵

﴿إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ﴾

یقیناً وہ قیامت آنے والی ہے اور میں اسے چھپائے رہوں گا تا کہ ہر نفس کو اس کی کوشش کا بدلہ دیا جاسکے (۱۵)

1_ قیامت کا آنا حتمی ہے۔ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ

2_ "ساعة" قیامت کا ایک نام ہے۔ إن الساعة ء آتية

"ساعة" یعنی وقت کا ایک حصہ بہت ساری آیات میں قیامت کو "ساعة" سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ قیامت کے مشہور ناموں میں سے ایک نام بن گیا ہے۔

قیامت کو یہ نام یا تو اسلئے دیا گیا ہے کہ ساری مخلوقات ایک وقت میں محسور ہوں گی اور یا اسلئے کہ اسکے برپا ہونے کا وقت ایک مختصر لمحہ ہے۔ (لسان العرب سے اقتباس)

3_ قیامت پر ایمان دین موسیٰ کے اہم ترین اعتقادی ارکان میں سے ہے۔ نودی یا موسیٰ ... إن الساعة ء آتية

4_ قیامت اور اسکی خصوصیات سے مطلع ہونے کا ذریعہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی معلومات ہیں۔

اکاد ۱ خفیہ "ا خفیہ" کا خدا تعالیٰ کی طرف اسناد بتاتا ہے کہ اگر اس نے قیامت کے بارے میں بات نہ کی ہوتی تو ہمارے لئے اس سے مطلع ہونے کا کوئی راستہ نہ تھا۔

5_ خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے قیامت کے برپا ہونے کے وقت کو انسان سے مخفی رکھا ہے۔ اکاد ۱ خفیہ

قاموس میں آیا ہے کہ اس آیت میں "اکاد" "ارید" کے معنی میں ہے اور "اکاد ا خفیہ" یعنی میرا ارادہ ہے کہ ا سے مخفی رکھوں پس قیامت کو مخفی رکھنے سے مراد اسکے وقوع پذیر ہونے کے وقت کو مخفی رکھنا ہوگا نہ خود اسکے وقوع کو مخفی رکھنا۔

6_ قیامت کا واقع ہونا اچانک ہے۔ اکاد ۱ خفیہ

7_ ایک ایک انسان کو بدلہ دینا قیامت کے برپا ہونے کا فلسفہ۔ ء آتية ... لتجزی کل نفس

"لتجزی" یا تو "آتية" کی علت کا بیان ہے اور "اکاد ا خفیہ" جملہ معترضہ ہے اور یا یہ آیت کرمہ میں مذکور دونوں چیزوں یعنی قیامت کا آنا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اسکی خبر دینے کا مخفی رکھنا کی علت کا بیان ہے اور یا یہ صرف "ا خفیہ" کی علت کو بیان کر رہا ہے، مذکورہ مطلب پہلے دو احتمالوں کی بنا پر ہے۔

8_ انسان کا قیامت کے برپا ہونے کے وقت سے آگاہ نہ ہونا اسکے اپنے کاموں کی پابندی کرنے اور پھر جزا و سزا کا

مستحق بننے کا پیش خیمہ ہے۔ اکاد ۱ خفیہ لتجزی کل نفس بما تسعی

مذکورہ بالا نکتے میں "لتجزی" کے لام کو "اکاد ا خفیہ" کی تعلیل کیلئے لیا گیا ہے پس جملہ کی ترکیب در حقیقت یوں ہوگی

"لتسعی کل نفس فتجزی بما تسعی" خلاصہ اس سے مراد یہ ہوگا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ

قیامت کو مخفی رکھوں تاکہ سب لوگ اپنی کوشش جاری رکھیں اور اپنے کردار کے نتائج کو دیکھ لیں۔ یہ ایک نفسیاتی چیز ہے کہ اگر انہیں اپنی موت اور جہان ہستی کی نابودی کا وقت معلوم ہو جائے تو انسان اپنی بہت سی کوششوں کو ترک کر دیگا۔

9_ انسان اپنی دائمی اور مستمر کوششوں اور کردار کے مقابلے میں ذمہ دار ہے۔ لتجزی کل نفس بما تسعی "عمل" کی جگہ پر مادہ "سعی" کا استعمال ممکن اسلئے ہو کہ وہ برائیاں جن پر اصرار نہیں کیا جاتا ان سے چشم پوشی کی جائیگی اور یہ نیک اعمال کی نسبت مداومت کی نصیحت ہے۔

10_ دنیا، کوشش کی جگہ اور آخرت جزا و سزا اور اپنی کوشش کا نتیجہ لینے کی جگہ ہے۔ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ ... لتجزی کل نفس بما تسعی

11_ دنیا میں انسانوں کے اعمال کا بدلہ دینے کیلئے ضروری وسائل اور گنجائش نہیں ہے۔ السَّاعَةُ آتِيَةٌ ... لتجزی کل نفس بما تسعی

بدلہ دینے کیلئے قیامت کے برپا ہونے کا ضروری ہونا اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا انسان کی اچھی اور بری کوششوں کا بدلہ دینے کی گنجائش نہیں رکھتی لہذا ایک اور دن اور حالات فراہم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ بدلہ دیا جاسکے۔

12_ انسان کا جزا و سزا پانا خود اسکی کوشش و کردار کا نتیجہ ہے۔ لتجزی کل نفس بما تسعی

13_ میدان قیامت میں حاضر ہونا اور اپنے دنیاوی اعمال کے بدلے کا سامنا کرنا سب انسانوں کا انجام ہے۔ إِنَّ السَّاعَةَ ... لتجزی کل نفس بما تسعی

14_ انسان کا عبادت اور نمازیں سعی و کوشش کرنا قیامت میں حتمی جزا رکھتا ہے۔ فاعبدنی و اقم الصلوة ... لتجزی کل نفس بما تسعی

آخرت: اس کا کردار ۱۰

انسان: اسکی اغروی پاداش ۱۰، ۱۳؛ اس کا محشور ہونا ۱۳؛ اس کا انجام ۱۳؛ اسکی ذمہ داری ۹

ایمان: قیامت پر ایمان کی اہمیت ۳

پاداش: اس کا پیش خیمہ ۸؛ اسکے عوائل ۱۲؛ اغروی پاداش کے عوائل ۱۳؛ دنیاوی پاداش کا محدود ہونا ۱۱؛ اسکی جگہ ۱۰

کوشش: اس کا پیش خیمہ ۸

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۵؛ اسکی تعلیمات کی اہمیت ۳

دنیا: اس کا کردار ۱۰

الساعة: ۲

عبادت: اسکے لئے کوشش کے اثرات ۱۳

عمل: اسکے اثرات ۱۲؛ اسکی فرصت ۱۰؛ اس کا ذمہ دار ۹

قیامت: اس میں پاداش ۷؛ اس کا حتمی ہونا ۱؛ اسکے مخفی ہونے کا فلسفہ ۸؛ اسکے برپا ہونے کا فلسفہ ۷؛ اس میں سزا ۷؛ اسکے

مخفی ہونے کا سرچشمہ ۵؛ اسکے علم کا سرچشمہ ۳؛ اس کا اچانک ہونا ۶؛ اس کے نام ۲؛ اس کا وقت ۵

سزا: اس کا پیش خیمہ ۸؛ اسکے عوامل ۱۲؛ دنیاوی سزا کا محدود ہونا ۱۱؛ اسکی جگہ ۱۰

نماز: اسکے لئے کوشش کے اثرات ۱۳

یہودیت: اسکے ارکان ۳

آیت ۱۶

﴿فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى﴾

اور خبردار تمہیں قیامت کے خیال سے وہ شخص روک نہ دے جس کا ایمان قیامت پر نہیں ہے اور جس نے اپنے خواہشات کی پیروی کی ہے کہ اس طرح تم ہلاک ہو جاؤ گے (۱۶)

1_ خدا تعالیٰ نے وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو منکرین قیامت کی طرف سے انہیں قیامت کی طرف متوجہ ہونے سے روکنے کے خطرے سے آگاہ کیا اور انہیں انکے مکرو فریب سے ڈرایا۔

فاعبدني ... فلا يصدّك عنها من لا يؤمن بها "عنها" ، "بها" کی ضمیروں کا مرجع "الساعة" ہے جو گزشتہ آیت میں تھا۔

2_ کفار کو لوگوں کے ایمان میں طمع رکھنے سے مایوس کرنا اور ان کے مؤمنین کو فریب دینے کا میابی کے ذرائع کو ختم کرنا

ضروری ہے۔ فلا يصدّك عنها من لا يؤمن به

مفسرین نے کہا ہے کہ "لایصدنک" کی نہیں اگرچہ ظاہری طور پر کفار کو ہے لیکن درحقیقت یہ سبب کو وجود میں لانے سے نہیں ہے یعنی اے موسیٰ تو اور دیگر مؤمنین اس طرح عمل نہ کریں کہ کفار تمہیں ایمان سے باز رکھ سکیں۔

3_ کفار کے شکوک و شبہات پیدا کرنے اور ان کے دباؤ کے مقابلے میں دین الہی کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔
فلا یصدنک عنها من لا یؤمن بہ

4_ انبیاء کی کفار کے فریب اور وسوسوں سے رہائی خدا تعالیٰ کی راہنمائی اور نصیحتوں کے سائے میں ہے۔
فلا یصدنک عنها من لا یؤمن بہ

5_ دین الہی اور خدائی پروگراموں کے منکر لوگوں کو دین اور اس پر عمل کی طرف مائل ہونے سے روکنے کے درپے ہیں۔
*_ "عنها" اور "بہا" کی ضمیروں کا مرجع ممکن ہے وہ تمام تعلیمات اور ہدایات (توحید عبادت اور نماز کا لازمی ہونا، معاد اور جزا و سزا) ہوں جنکی حضرت موسیٰ (ع) کو وادی طوی میں تعلیم دی گئی تھی۔

6_ ہوا و ہوس نفسانی کی پیروی کا نتیجہ قیامت کا انکار اور اس پر ایمان کا نہ ہونا ہے۔ من لا یؤمن بہا و اتبع ہوی ہ
"اتبع" ماضی ہے اور اس کا "لایؤمن" جو مضارع ہے پر عطف کیا گیا ہے تاکہ اسکی علت کو بیان کرے اور دلالت کرے کہ ہوس کی پیروی جو ماضی میں انجام پائی مستقبل میں آخرت کے ساتھ عدم ایمان کا سبب ہے۔

7_ خواہشات نفسانی معاد اور آخرت میں سزا و جزا کے اعتقاد کے بارے میں اشکال کرنے کی بنیاد ہے۔
فلا یصدنک عنها من ... اتبع ہوی ہ

8_ دینی اعتقادات میں قیامت اور اعمال کی جزا و سزا پر ایمان خاص اہمیت کا حامل ہے۔ الساعة ء آتیة ... فلا یصدنک عنہ

9_ تباہی اور ہلاکت، آخرت کی طرف عدم توجہ اور اعمال کی جزا و سزا سے بے اعتنائی کا انجام ہے۔
فلا یصدنک عنها ... فتردی

"تردی" "رودی" بمعنی ہلاکت سے مشتق ہے اور یہ منکرین معاد کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کے انجام کو بیان کر رہا ہے۔

10_ خواہشات نفسانی کی پیروی تباہی و ہلاکت کا سبب

ہے۔ فلا یصَدِّکُ عَنْهَا مَنْ ... اتبع هوی ه فتردی

آیت کریمہ فریب کھائے ہوئے ہوا پرست لوگوں کو ہلاک شدہ سمجھتی ہے پس حتمی طور پر خود ہوا پرست لوگوں کا یہی انجام ہوگا۔

انبیاء: انکی نجات کا سرچشمہ ۳

ایمان: قیامت پر ایمان کی اہمیت ۸

خدا تعالیٰ: اس کا ڈرانا ۱؛ اسکی نصیحتوں کی اہمیت ۳

دین: دینی آسیب شناسی ۶، ۵؛ اصول دین ۸؛ اسکی حفاظت ۳

غفلت: قیامت سے غفلت کا خطرہ ۱؛ آخرت سے غفلت کا انجام ۹؛ عمل کی پاداش سے غفلت کا انجام ۹؛ عمل کی سزا سے غفلت کا انجام ۹

قیامت: اسے جھٹلانے والوں کا مکر، ۱

کفار: انکی مایوسی کی اہمیت ۲؛ انکی دشمنی ۵؛ انکی دین دشمنی ۵؛ انکا شکوک و شبہات پیدا کرنا ۳؛ انکے مکر سے ممانعت ۲؛ انکے مکر سے نجات ۳

کفر: قیامت کے کفر کا پیش خیمہ ۶

تمایلات: دین کی طرف تمایل سے ممانعت ۵

معاذ: اسکے بارے میں شکوک و شبہات کا سرچشمہ ۷

موسیٰ (ع): انکا قصہ ۱؛ انکی طرف وحی ۱؛ انہیں خبردار کرنا ۱

ہلاکت: اسکے عوامل ۹، ۱۰

ہوا پرستی: اسکے اثرات ۶، ۷، ۱۰

﴿وَمَا تِلْكَ يَمِينُكَ يَا مُوسَى﴾

اور اے موسیٰ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے (۱۷)

1_ حضرت موسیٰ (ع) جب آگ لانے کیلئے اپنے گھر والوں سے جدا ہوئے تو انکا ڈنڈا بھی انکے ہمراہ تھا۔
وَمَا تِلْكَ يَمِينُكَ يَا مُوسَى

"تلك" مونث کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ جو کچھ حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں تھا اس پر "خشبہ" یا "عودہ" (ڈنڈا) کا اطلاق مسلم ہے پس حضرت موسیٰ (ع) سے طلب کیا گیا تھا کہ وہ جواب میں اس ڈنڈے کی خصوصیات بیان کریں تاکہ وہ متوجہ رہیں کہ کیا چیز سانپ میں تبدیل ہوگی۔ قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت کے جملے "اہش بہا علی غنمی" سے استفادہ ہوتا ہے کہ موسیٰ (ع) کے کوہ طور پر آنے سے پہلے وہ ڈنڈا انکے ہمراہ تھا۔

2_ خدا تعالیٰ نے وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) سے چاہا کہ وہ اپنے ڈنڈے کی خصوصیات بیان کریں۔
وَمَا تِلْكَ يَمِينُكَ يَا مُوسَى

3_ خدا تعالیٰ، موسیٰ (ع) کیلئے خاص لطف و کرم رکھتا تھا۔ وَمَا تِلْكَ يَمِينُكَ يَا مُوسَى واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کا موسیٰ (ع) سے سوال مطلع ہونے کیلئے نہیں تھا بلکہ یہ سوال باب گفتگو کا آغاز ہو سکتا ہے اور موسیٰ (ع) کو انکے ڈنڈے کے معمولی نہ ہونے کی طرف متوجہ کرنا اضطراب اور خوف کو بھی دور کرتا ہے اس سوال کو پیش کرنا اور دوبارہ "یٰ موسیٰ" کے ساتھ مخاطب کرنا موسیٰ (ع) کیلئے اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے اظہار کی علامت ہے۔

خدا تعالیٰ: اسکی نصیحتیں ۲

کوہ طور: اسکی آگ ۱

لطف خدا:

یہ جنگل شامل حال ہے ۳

موسیٰ (ع): انکو نصیحت ۲؛ انکا ڈنڈا ۱؛ انکے فضائل ۳؛ انکا قصہ ۱، ۲؛ انکے ڈنڈے کی خصوصیات ۲

آیت ۱۸

﴿قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَى﴾

انھوں نے کہا کہ یہ میرا عصا ہے جس پر میں تکیہ کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے درختوں کی پتیاں جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بہت سے مقاصد ہیں (۱۸)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے خدا تعالیٰ کے اس سوال کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے کے جواب میں عرض کیا یہ میرا ڈنڈا ہے
و ما تلك يمينك يا موسى ... قال هي عصاي

2_ موسیٰ (ع) نے ڈنڈے پر سہارا لینا اور اپنی بکریوں کیلئے درختوں کے کمزور پتوں کو گرانا ڈنڈے کے فوائد شمار کئے۔
"ہش" کا معنی ہے پتے گرانے کیلئے خشک درخت کو ڈنڈا مارنا (لسان العرب) یہ کلمہ ان چیزوں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جو ملائم ہوں اور سخت نہ ہوں (مفردات راغب) "علی غنمی" میں "علی" کا استعمال بکریوں کے پتوں سے استفادہ کرنے کیلئے درخت کے نیچے موجود ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

3_ حضرت موسیٰ (ع) نے سہارا لینے اور درختوں کے پتے گرانے کے علاوہ اپنے ڈنڈے کو متعدد ضروریات پوری کرنے کیلئے کارساز قرار دیا۔ ولی فیہا مارب اُخری

"مارب" کے مفرد "ماربہ" کا معنی ہے حاجت اور نیاز (مصباح)

4_ ہاتھ میں ڈنڈا پکڑنا اور چلنے اور کھڑا ہونے میں اس کا سہارا لینا ایک مطلوب اور مفید کام ہے۔

و ما تلك يمينك ... هي عصاى ا توکؤا عليه

موسى (ع) سے منقول سخن میں سہارا لینے کو دیگر فوائد پر مقدم کرنا اس فائدے کے دیگر فوائد سے اہم ہونے کی علامت ہے۔ اور یہ اہمیت حضرت موسى (ع) کی جسمانی صحت بلکہ آپکی جسمانی توانمندی کے پیش نظر زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔

5۔ مدین سے مصر جاتے ہوئے حضرت موسى (ع) کے ہمراہ بکریاں تھیں کہ جنہیں آپ خود چراتے تھے۔ اہش بھا علی غنمی "غنم" یعنی بکریاں اور یہ کلمہ خود اپنے لفظ سے مفرد نہیں رکھتا اور ایک بکری کو کہا جاتا ہے "شاة" (مصباح)۔

6۔ جس سرزمین میں حضرت موسى (ع) نے جانور رکھے ہوئے تھے اور انہیں چراتے تھے اس میں ایسے درخت تھے کہ جنکے پتے جانوروں کی غذا کیلئے مناسب تھے۔ و اہش بھا علی غنمی

7۔ حضرت موسى (ع) نے خدا تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کی فرصت کو غنیمت شمار کیا اور اس سے لذت اٹھا رہے تھے۔ ما تلك ... قال هي عصاى ا توکؤا عليها و اہش ... ولی فیہا ما رب ا خری

خدا تعالیٰ کے سوال کے جواب میں جملہ "ہی عصاى" کافی تھا لہذا دیگر جملوں کا اضافہ کرنا حضرت موسى (ع) کے خدا کے ساتھ ہم کلام ہونے کے اشتیاق کو بیان کر رہا ہے۔

8۔ خدا تعالیٰ کی خواہش پر عمل کرنے میں تمام احتمالات کو انجام دینا ضروری ہے۔ ما تلك ... هي عصاى ا توکؤا ... ولی فیہا م ارب ا خری

حضرت موسى (ع) کے "ہی عصاى" پر اکتفا نہ کرنے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس جواب کے واضح ہونے نے حضرت موسى (ع) کو اس فکر میں ڈال دیا کہ شاید مقصود ڈنڈے کے فوائد ہوں اور اسی احتمال کی بنا پر انہوں نے بعد والے جواب اپنی زبان پر جاری کئے۔

اصول عملیہ: اصالة الاحتیاط ۸

شرعی ذمہ داری: اس پر عمل کرنے کی کیفیت ۸

خدا تعالیٰ: اسکی موسى (ع) کے ساتھ گفتگو ۷؛ اسکے ساتھ گفتگو کی لذت ۷

ڈنڈا: اسکے فوائد ۳ / عمل: پسندیدہ عمل ۳

موسى (ع): انکی بکریوں کی غذا ۶؛ انکا ریوڑ چرانا ۵؛ انکا ڈنڈا ۱؛ انکے ڈنڈے کے فوائد ۲، ۳؛ انکا قصہ ۱، ۵، ۶؛ انکی بکریاں ۵؛

انکی معنوی لذات ۷؛ انکے جانور چرانے کی جگہ ۶

آیت ۱۹

﴿قَالَ لَقِهَا يَا مُوسَى﴾

ارشاد ہوا تو موسیٰ اسے زمین پر ڈال دو (۱۹)

- 1_ خدا تعالیٰ نے وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو حکم دیا کہ اپنا ڈنڈا زمین پر پھینکیں۔ قال لقها یا موسیٰ
- 2_ خدا تعالیٰ کی حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو انکے ساتھ لطف و کرم اور رافت کے اظہار کے ہمراہ تھی۔
ی موسیٰ ... قال لقها یا موسیٰ

نام کا تکرار مخاطب کے ساتھ کامل محبت کے اظہار کی علامت ہے۔ ان آیات کرمہ میں آیات کے محبت آمیز لہجے کے علاوہ خطاب الہی میں چند مرتبہ حضرت موسیٰ (ع) کے نام کا تکرار ہوا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی انکے ساتھ خاص عنایت اور لطف کی علامت ہے۔ -

خدا تعالیٰ: اسکے اوامر ۱؛ اسکی موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو ۲

خدا تعالیٰ کا لطف: یہ جنکے شامل حال ہے ۲

موسیٰ (ع): انکا ڈنڈے کو پھینکنا ۱؛ انکے فضائل ۲؛ انکا قصہ ۱

آیت ۲۰

﴿فَالْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى﴾

اب جو موسیٰ نے ڈال دیا تو کیا دیکھا کہ وہ سانپ بن کر دوڑ رہا ہے (۲۰)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) نے حکم خداوندی سے اپنا ڈنڈا زمین پر پھینکا۔

2_ پھینکے جانے کے بعد حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈا متحرک سانپ میں تبدیل ہو گیا۔ فالقی ہا فإذا ہی حیة تسعی

3_ حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے کا پھینکا جانا اور اس کا سانپ میں تبدیل ہونا ایک ہی وقت میں تھا۔

فإذا ہی حیة "إذا" مفاجات کیلئے ہے اور پہلے اور بعد والے جملوں کے وقت کے ایک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

4_ خدا تعالیٰ کا ڈنڈے کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) سے سوال آپ کو معجزہ اور آیت دکھانے کیلئے آپکی ذہنی آمادگی

اور ضروری ماحول بنانے کی خاطر تھا۔ و ما تلك بیمینك ... فالقیها فإذا ہی حیة

خدا تعالیٰ کے جواب میں حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈے کے قدرتی خواص کی وضاحت کرنا انکے ذہن میں مناسب آمادگی پیدا کر رہا ہے تاکہ ڈنڈے کی دو حالتوں کا موازنہ کرنے کے بعد اسکی نئی حالت کے معجزہ ہونے کے بارے میں انہیں کوئی شک نہ ہو۔

5_ حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈا سانپ میں تبدیل ہونے کے بعد جان رکھتا تھا اور اپنی مرضی سے اچھل کود کر رہا تھا۔

حیة تسعی خدا تعالیٰ نے بعد والی آیات میں حضرت موسیٰ (ع) اور جادو گروں کے مقابلہ کی داستان میں جادو گروں کے بارے میں فرمایا ہے۔ "يَحْيِيْلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اِنْهَا تَسْعٰی" اس کا "تسعی" (جو اس آیت میں ہے) کے ساتھ مقابلہ کرنے سے حضرت موسیٰ (ع) ڈنڈے کی حرکت کے حقیقی ہونے کا پتا چلتا ہے۔

خدا تعالیٰ: اسکے سوال کا فلسفہ ۳

ڈنڈا: اس کا سانپ میں تبدیل ہونا ۲، ۳، ۵

موسیٰ (ع): انکا ڈنڈے کو پھینکنا ۱؛ ان میں آمادگی پیدا کرنا ۳؛ ان سے سوال ۳؛ انکے ڈنڈے کا تبدیل ہونا ۲؛ انکا شرعی ذمہ

داری پر عمل ۱؛ انکا قصہ ۱، ۲؛ انکا معجزہ ۳؛ انکے ڈنڈے کی خصوصیات ۲، ۳، ۵

آیت ۲۱

﴿قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى﴾

حکم ہوا کہ اسے لے لو اور ڈرو نہیں کہ ہم عنقریب اسے اس کی پرانی اصل کی طرف پلٹا دیں گے (۲۱)
1_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو حکم دیا کہ سانپ بننے والے ڈنڈے کو بغیر کسی خوف کے زمین سے اٹھالیں۔
قال خذها ولا تخف

2_ موسیٰ (ع) سانپ بن جانے والے ڈنڈے کو پکڑنے سے ڈر رہے تھے۔ قال خذها ولا تخف
3_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو اطمینان دلایا کہ سانپ بن جانے والا ڈنڈا پکڑنے کے بعد اپنی اصلی حالت پر پلٹ جائیگا۔ ولا تخف سنعيدھا سيرتها الاولى
"سیرۃ" کا اصل معنی ہے "سیر" (چلنے) کی حالت لیکن مجازاً ہر صفت اور حالت پر بولا جاتا ہے۔ جملہ "سنعيدھا سيرتها" میں "الی" مقدر ہے اور اسکے حذف ہونے کی وجہ سے یہ کلمہ منصوب بنزع الخافض ہو گیا ہے یعنی "سنعيدھا إلی سيرتها" یا "سنعيد إلیھا سيرتها"۔

4_ حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے کا سانپ بننا اور پھر اس کا پہلی حالت پر پلٹ آنا، ارادہ خداوندی سے تھا۔
سنعيدھا

5_ لوگوں کی آنکھوں سے دور اور وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو معجزہ دکھانا انہیں لوگوں کے سامنے معجزہ پیش کرنے کیلئے زیادہ آمادہ ہونے اور تجربے کی خاطر تھا۔ *الْقَهَا ... خذها ولا تخف
6_ معجزے کے قدرتی اور فطری امور کے ساتھ مرتبط اور وابستہ ہونے کا امکان۔
الْقَهَا ... فإذا هی حية ... خذها ... سنعيدھا سيرتها الاولى

ڈنڈے کے سانپ بننے کو اسکے پھینکنے پر تفریع کی

گیا ہے اور پھر سانپ کے ڈنڈا بننے کو اسے حضرت موسیٰ (ع) کے پکڑنے پر اس مرحلہ بندی سے مذکورہ بالا مطلب حاصل ہوتا ہے۔

7۔ غیر خدا سے ڈرنا مقام نبوت کے منافی نہیں ہے۔ لا تحف

8۔ مادی چیزیں خدا تعالیٰ کے اذن و ارادے سے اپنی موجودہ حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔
سنعیدھا سیرتھا الأولى

خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے کی پہلی حالت کو "سیرتھا الأولى" سے تعبیر کیا ہے۔ اور "سیرتھا الاصلیۃ" یا "سیرتھا الحقیقیۃ" وغیرہ کی تعبیرات کے بجائے اس تعبیر کا انتخاب بتاتا ہے کہ مادہ پر آنے والی شکلوں میں سے کوئی بھی اصل نہیں ہے بلکہ مادہ مختلف شکلوں اور حالتوں کی طرف تبدیل ہونے کے قابل ہے۔
انبیاء: انکا خوف ۷

خوف: موسیٰ (ع) کے ڈنڈے سے خوف ۲

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۳، ۸؛ اسکے اوامر

وادی طوی: اس میں معجزے کا فلسفہ ۵

ڈنڈا: اس کا سانپ بننا ۲؛ اسکے سانپ بننے کا سرچشمہ ۳

قدرتی عوامل: ان کا کردار ۶

سانپ: اس کا ڈنڈا بننا ۳؛ اسکے ڈنڈا بننے کا سرچشمہ ۳

معجزہ: اس میں مؤثر عوامل ۶

موجودات: انکے تبدیل ہونے کا سرچشمہ ۸

موسیٰ (ع): انکو اطمینان دلانا ۳؛ ان میں آمادگی پیدا کرنا ۵؛ انکا خوف ۲؛ انکا ڈنڈا ۳، ۵؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵؛ انکا ڈنڈا پکڑنا ۱، ۳

آیت ۲۲

﴿وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَى جَنَاحِكَ تَخْرُجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَى﴾

اور اپنے ہاتھ کو سمیٹ کر بغل میں کر لو یہ بغیر بیماری کے سفید ہو کر نکلے گا اور یہ ہماری دوسری نشانی ہوگی (۲۲)
1_ خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) کو وادی طوی میں حکم دیا کہ اپنا ہاتھ اپنی بغل کے نیچے لے جائیں اور باہر نکال کر ایک اور معجزے سے آشنا ہوں۔ واضمم يدك إلى جناحك ... آية أخرى

"جناح" ہاتھ، بازو، بغل کے نیچے، اور پہلو کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (قاموس) فعل "تخرج" قرینہ ہے کہ آیت کریمہ میں "جناح" سے مراد "بغل کے نیچے" ہے کیونکہ بازو اور پہلو سے ہاتھ کے دور ہونے کو "خروج" نہیں کہا جاتا۔
2_ حضرت موسیٰ (ع) کا بازو بغل کے نیچے رہنے کے بعد جب باہر آتا تو اس کا رنگ تبدیل جاتا اور سفید تھا۔
تخرج بيضاء

3_ حضرت موسیٰ (ع) کے ہاتھ کی سفیدی ایسی تھی کہ جو نقص، بیماری اور برص شمار نہیں ہوتی تھی۔
تخرج بيضاء من غير سوء کلمہ "سوی" ہر آفت اور درد کیلئے استعمال ہوتا ہے اور برص سے بھی کنایہ ہوتا ہے (لسان العرب)۔

4_ سفید ہاتھ اور ڈنڈے کا سانپ بننا، حضرت موسیٰ (ع) کی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے دو معجزے۔
فالقی ها فإذا هی حیة تسعى ... و اضمم يدك ... آية أخرى "آیہ" (علامت) "تخرج" کے فاعل کیلئے حال ہے اور بعد والی آیات کہ جن میں فرعون کو ہدایت کرنا حضرت موسیٰ (ع) کے ذمے قرار دیا گیا ہے۔ کے قرینے سے "آیہ" سے مراد انکی رسالت کی علامت ہے۔

خدا تعالیٰ: اسکے اوامر ۱

موسیٰ (ع): انکی نبوت کے دلائل ۳؛ انکا عصا ۳؛ انکا قصہ ۱؛ انکا معجزہ ۱، ۲، ۳؛ آپ وادی طوی میں ۱؛ ان کے سفید ہاتھ کی خصوصیات ۳؛ انکا سفید ہاتھ ۱، ۲، ۳

آیت ۲۳

﴿لَنُرِيكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى﴾

تاکہ ہم تمھیں اپنی بڑی نشانیاں دکھا سکیں (۲۳)

1_ وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو ڈنڈے اور سفید ہاتھ کے معجزوں کا دکھانا آپ کیلئے خدا تعالیٰ کے بعض بڑے معجزات نمایاں کرنے کیلئے تھا۔ لنریک من آیا تنا الکبریٰ

"لنریک" اس فعل کے متعلق ہے جو "آیۃ اخری" سے انتزاع ہوتا ہے یعنی آیت لائے لاتے ہیں تاکہ... "من" تبعیض کیلئے ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ مراد بعض بڑی آیات الہی کا دکھانا ہے۔

2_ خدا تعالیٰ بڑی اور فراوان نشانیاں اور معجزات رکھتا ہے کہ جن میں سے صرف بعض اس نے وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کو دکھائیں۔ من ۱ آیا تنا الکبریٰ

دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ قسم و قسم کی آیات اور نشانیاں رکھتا ہے کہ سفید ہاتھ اور ڈنڈے والا معجزہ انکی اعلیٰ اقسام کے نمونے ہیں۔

3_ انبیاء کے ہاتھوں معجزے کا معرض وجود میں آنا خدا تعالیٰ کے اختیار اور اس کے ارادے کے ساتھ ہے۔ لنریک فعل "نریک" کا جمع ہونا یا تعظیم کیلئے ہے اور یا ان واسطوں کے کردار کو بیان کر رہا ہے جو فرمان الہی کو عملی کرتے ہیں۔

4_ حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے اور سفید ہاتھ والے معجزے عظیم ترین معجزات الہی اور خدا کی نشانیوں کے دو نمونے ہیں۔ لنریک من ۱ آیا تنا الکبریٰ

5_ حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈے اور سفید ہاتھ والا معجزہ

مستقبل میں انہیں اس سے بڑے معجزے دکھانے کا ایک پیش خیمہ تھا۔ لنریک من ء ایتنا الکبریٰ
چونکہ اس سے پہلی آیت میں سفید ہاتھ اور ڈنڈے کا تذکرہ ہو چکا ہے اسلئے ممکن ہے کہا جائے کہ "لنریک" ایک نئی بات
بیان کر رہا ہے اور موسیٰ (ع) کو وعدہ دے رہا ہے کہ یہ دو معجزے ایک پیش خیمہ تھے تاکہ مستقبل میں آپ کو اس سے
بڑے معجزے دکھائے جائیں۔

6۔ کوہ طور میں معجزے کا اظہار حضرت موسیٰ (ع) کے دل کی تسکین کیلئے تھا۔ لنریک
موسیٰ (ع) کو معجزہ دکھانا نہ صرف انہیں فرعون کے مقابلے میں مسلح کر رہا تھا "لنریک" قرینہ ہے کہ خود انکے اپنے اطمینان
اور علم میں بھی اضافہ کر رہا تھا۔
آیات خدا: ۲

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۳
معجزہ: اسکے درجے ۱، ۲، ۳؛ اس کا سرچشمہ ۳
موسیٰ (ع): انکے معجزے کے اثرات ۶؛ انکے ڈنڈے کی اہمیت ۳؛ ان کے سفید ہاتھ کی اہمیت ۳؛ انکے اطمینان کے
عوامل ۶؛ انکا قصہ ۱؛ انکا ڈنڈے والا معجزہ ۵؛ انکا معجزہ ۱، ۳، ۵؛ انکا سفید ہاتھ والا معجزہ ۵؛ انکے ڈنڈے کا کردار ۱؛ انکے
سفید ہاتھ کا کردار ۱

آیت ۲۳

﴿اٰذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰی﴾

جاؤ فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے (۲۳)

1۔ فرعون، خدا تعالیٰ کے مقابلے میں سرکش اور طغیان گر تھا۔ اذہب اِلٰی فرعون اِنَّہ طغیٰ
حضرت موسیٰ (ع) کی رسالت قرینہ ہے کہ فرعون کے طغیان سے مراد، خدا تعالیٰ کے مقابلے میں اسکی سرکشی ہے۔

2_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو فرعون کی طرف جانے اور اسے سرکشی سے روکنے کا حکم دیا۔
اذھب إلی فرعون إنه طغی

3_ حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے کا تبدیل ہونا اور انکا سفید ہاتھ فرعون کی ہدایت کیلئے دو معجزے اور نشانیاں۔
ء اية اخري ... اذھب إلی فرعون

4_ سرکش حکمرانوں کا سامنا کرنے کیلئے لازمی چیزوں کی فراہمی ضروری ہے۔ ء اية اخري ... اذھب إلی فرعون إنه طغی

5_ سرکشوں کا مقابلہ کرنا انبیاء کی رسالت کا اعلیٰ ترین پروگرام ہے۔ اذھب إلی فرعون إنه طغی

6_ سرکشی بہت ہی ناروا خصلت ہے اور سرکشی کرنے والے راہ خدا کے مقابلے میں کھڑے ہیں۔
اذھب إلی فرعون إنه طغی

7_ سرکشی، سرکش لوگوں اور انکے اصلی عوامل کا مقابلہ ضروری ہے۔ اذھب ... إنه طغی

8_ خود سازی دوسروں کی ہدایت کرنے پر مقدم ہے۔ فاعبدنی و اقم الصلوة ... فلا یصدّک ... اذھب إلی فرعون إنه طغی

اخلاق: پست اخلاق ۶

انبیاء: انکی اہم ترین رسالت ۵

تبلیغ: اسکی اہمیت ۸

تذکیر: اسکی اہمیت ۸

خدا تعالیٰ: اسکے اوامر ۲؛ اسکے دشمن ۶

سرکشی: اس کا ناپسندیدہ ہونا ۶

سرکشی کرنے والے: انکا مقابلہ کرنے کی اہمیت ۷؛ انکی دشمنی ۶؛ انکے ساتھ مقابلے کی روش ۳؛ انکے ساتھ مقابلہ کرنا ۵
فرعون: اس کے لئے خدا کی نشانیاں ۳؛ اسکی ہدایت کا پیش خیمہ ۳؛ اسکی صفات ۱؛ اسکی سرکشی ۱؛ اسکی نافرمانی ۱؛ اسکی
سرکشی سے ممانعت ۲

موسیٰ (ع): انکی رسالت ۲؛ انکے ڈنڈے کا تبدیل ہونا ۳۔ انکا قصہ ۲؛ انکے ڈنڈے کا کردار ۳؛ انکے سفید ہاتھ کا کردار ۳

﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي﴾

موسیٰ نے عرض کی پروردگار میرے سینے کو کشادہ کر دے (۲۵)

1_ حضرت موسیٰ (ع) اپنی رسالت کو انجام دینے اور فرعون کو سرکشی سے روکنے کیلئے بارگاہ خداوندی میں دعا کے ساتھ اپنے لئے شرح صدر کے خواہاں ہوئے۔ اذہب ... قال رب اشرح لی صدري
سینے کی کشادگی، بردباری اور اپنے کنٹرول اور اختیار کو نہ چھوڑنے سے کنایہ ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) اپنی رسالت کی ذمہ داری کے سنگین ہونے اور فرعون کی ہدایت کی دشواری کی طرف متوجہ تھے
_ اذہب ... قال رب اشرح لی صدري

حضرت موسیٰ (ع) کو رسالت کیلئے منصوب کرنے اور انہیں فرعون کی طرف جانے کا حکم دینے کے بعد انکا خدا تعالیٰ سے
شرح صدر کی درخواست کرنا اس چیز کی علامت ہے کہ آپ (ع) اس راہ کو طے کرنے کیلئے مشکلات و موانع اور لازمی
روحانی ضروریات کی طرف مکمل توجہ رکھتے تھے۔

3_ سرکشوں کی راہنمائی، ہدایت اور پیغام الہی کی تبلیغ کیلئے شرح صدر اور تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔
اذہب ... قال رب اشرح لی صدري

4_ شرح صدر انبیاء الہی اور دینی مبلغین اور رہبروں کیلئے اہم ترین اور لازمی خصوصیات میں سے ایک ہے۔
قال رب اشرح لی صدري

حضرت موسیٰ (ع) نے دیگر چیزوں کے طلب کرنے پر شرح صدر کو مقدم کیا ہے یہ چیز اسکے الہی ذمہ داری کے انجام
پانے میں اہم کردار کی علامت ہے۔

5_ شرح صدر خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے اور اس کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کا مقام ربوبیت ہے۔ قال رب اشرح لی صدري

6_ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو یاد کرنا اور مقدس نام "رب" کو زبان پر لانا اسکی بارگاہ میں دعا کے آداب میں سے ہے۔
قال ربّ اشرح لی

7_ وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) نے خدا تعالیٰ سے چاہا کہ اسے حقیقت کو قبول کرنے والا قرار دے اور الہی پیغام کے دریافت کرنے کیلئے اسکی طاقت میں اضافہ فرمائے۔ ربّ اشرح لی صدري
شرح صدر کا مطلب ہے حق کو قبول کرنے کیلئے سینے میں گنجائش پیدا کرنا۔ (لسان العرب) صدر اور قلب، انسان کے نفس سے کنایہ ہے کہ جو فہم و درک رکھتا ہے اور کہتے ہیں صدر، قلب سے عام ہے کیونکہ یہ عقل و علم کے علاوہ انسان کی قوتوں کو بھی شامل ہے (مفردات راغب)۔

8_ نبوت اور وحی کو دریافت کرنے کیلئے وسیع ظرف اور کشادہ سینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قال رب اشرح لی صدري
9_ دعا، انبیاء کی تربیت و راہنمائی میں بنیادی کردار رکھتی ہے۔ رب اشرح لی صدري

انبیاء (ع): انکی خصوصیات ۳

تبلیغ: اسکی روش ۳؛ اس میں شرح صدر ۳

تربیت: اس میں مؤثر عوامل ۹

تکامل: اسکے عوامل ۹

حق پرستی: اسکی درخواست ۷

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کے اثرات ۵؛ تعلیمات خدا کے فہم کی درخواست ۷؛ اسکے عطیے ۵

دعا: اسکے اثرات ۹؛ اسکے آداب ۶

دینی راہنما: انکی خصوصیات ۳

شرح صدر: اسکے اثرات ۸؛ انکی اہمیت ۳؛ اسکی درخواست ۱؛ اس کا سرچشمہ ۵

سرکشی کرنے والے:

انکی اہمیت ۳

فرعون: اسکی ہدایت کا سخت ہونا ۲؛ اسکی سرکشی ۱

مبلغین: انکی خصوصیات ۳

موسیٰ (ع): انکی دعا ۱، ۴؛ انکی رسالت کی سنگینی ۲؛ انکا قصہ ۱، ۴

نبوت: اس کا سرچشمہ ۸

وحی: اس کا سرچشمہ ۸

ہدایت: اسکی روش ۳

یاد کرنا: ربوبیت خدا کو یاد کرنا ۶

آیت ۲۶

﴿وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي﴾

میرے کام کو آسان کر دے (۲۶)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) اپنی رسالت کی انجام دہی کیلئے توفیق اور راستہ ہموار ہونے کے خواہاں تھے۔ ویسری امری
- 2_ حضرت موسیٰ (ع) اپنی رسالت کی دشواریوں اور فرعون کی ہدایت کے مشکل ہونے سے آگاہ تھے۔ ویسری امری
- 3_ بڑے اور مشکل کاموں کے راستے کو آسان کرنا اور انکے انجام کی توفیق فراہم کرنا خداوند متعال کے ہاتھ میں ہے۔ ویسری امری

- 4_ انبیاء کے تبلیغی پروگراموں کو آسان کرنا خداوند متعال کی ربوبیت اور اہداف رسالت کو آگے بڑھانے کیلئے اسکی طرف سے خاص توجہ کا جلوہ ہے۔ رب ... ویسری امری
- 5_ تبلیغ دین کی مشکلات کے آسان ہونے میں دعا کا بنیادی کردار ہے۔

6_ زندگی کے امور کے آسان ہونے کیلئے دعا کرنا ایک مطلوب امر ہے۔ ویسٹری امری ہو سکتا ہے "امری" سے مراد زندگی کے تمام امور ہوں۔

انبیاء (ع): انکی مشکلات کو آسان کرنے کا سرچشمہ ۳

تبلیغ: اسکی مشکلات کو آسان کرنا ۵

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۳; اس کا کردار ادا کرنا ۳

دعا: اسکے اثرات ۵، ۶

سختی: اسکے آسان کرنے کی درخواست ۱; اسکے آسان کرنے کا سرچشمہ ۳; اسکے آسان کرنے کا پیش خیمہ ۶

فرعون: اسکی ہدایت کا مشکل ہونا ۲

موسیٰ (ع): انکی دعا ۱; انکی رسالت کا مشکل ہونا ۲; انکا علم ۲; انکی رسالت کی مشکلات ۲

آیت ۲۷

﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي﴾

اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے (۲۷)

1_ رسالت سے پہلے حضرت موسیٰ (ع) کی زبان میں لکنت تھی۔ و احلل عقدہ من لسانی

2_ حضرت موسیٰ (ع) نے وادی طوی میں خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ اسکی زبان کی لکنت کم کر دے اور اسکی سخن کو واضح کر دے۔

و احلل عقدة من لساني

"عقده" نکرہ ہے اور لکنت کی ہر مقدار پر صدق کرتا ہے۔ "من لساني" میں "من" ہو سکتا ہے تبعیض کیلئے ہو یعنی "عقده کانتہ من عقد لساني"۔ یہ سب حکایت کر رہا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کا مطلب اپنی زبان کی لکنت کی ایک مقدار کا دور ہونا تھا اور بعد والی آیت کریمہ بھی قرینہ ہے کہ انکا ہدف اتنی مقدار کا دور ہونا تھا کہ جو انکی کلام کے قابل فہم ہونے میں کمک کرے۔

3_ کلام، انبیاء کا ایک آلہ اور ذریعہ ہے مخرفین اور سرکشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے۔ و احلل عقدة من لساني

4_ زبان کی گویائی اور سخن کی روانی کا تبلیغ دین اور ہدایت کرنے میں مؤثر کردار ہے۔ و احلل عقدة من لساني

5_ خدا تعالیٰ، امراض اور موجودات کے ہر قسم کے نقص و عیب کو دور کرنے پر قادر ہے۔ و احلل عقدة من لساني

6_ دعا، انسان کی بیماریوں اور آسیب کی شفا میں مؤثر ہے۔ و احلل عقدة من لساني

کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) نے بچپن میں آگ اپنے منہ کے اندر لے جا کر اپنی زبان پر رکھ لی تھی کہ جسکے نتیجے میں آپ کی زبان میں لکنت آگئی تھی۔

انبیاء: انکے مقابلے کا ذریعہ ۳

بلاغت: اس کا کردار ۳

بیماری: اسکی شفا کے عوامل ۶؛ اسکے دور ہونے کا سرچشمہ ۵

تبلیغ: اس میں مؤثر عوامل ۳

خدا تعالیٰ: اسکی قدرت ۵

دعا: اسکے اثرات ۶

سخن: اس کا کردار ۳

سرکش لوگ: ان کا مقابلہ کرنے کی روش ۳

فصاحت: اسکے اثرات ۲

گمراہ لوگ: انکا مقابلہ کرنے کی روش ۳
 موجودات: انکے عیب کو دور کرنے کا سرچشمہ ۵; انکے نقص کے دور کرنے کا سرچشمہ ۵
 موسیٰ (ع): انکی دعا ۲; انکی صفات ۱; انکی زبان کی لکنت ۱، ۲

آیت ۲۸

﴿يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾

کہ یہ لوگ میری بات سمجھ سکیں (۲۸)

- 1_ اپنی زبان کی لکنت کے ٹھیک ہونے کیلئے بارگاہ خداوندی میں حضرت موسیٰ (ع) کی دعا کا ہدف انکی سخن کا لوگوں کیلئے قابل فہم ہونا تھا۔ واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي
- 2_ حضرت موسیٰ (ع)، فرعون کا مقابلہ کرنے میں اپنے آپ کو اسکے حامیوں کے ایک گروہ کے مقابلے میں دیکھ رہے تھے اور انکی راہنمائی کیلئے کسی چارے کی تلاش میں تھے۔ اذهب إلى فرعون ... يفقهوا قولي
- باوجود اس کے کہ رسالت والے حکم میں صرف فرعون کا نام تھا لیکن حضرت موسیٰ (ع) اپنی سخن کو سننے والے زیادہ افراد کی پیشین گوئی کر رہے تھے اسی لئے انہوں نے صیغہ جمع "یفقہوا" استعمال کیا۔
- 3_ حضرت موسیٰ (ع) نے لوگوں کی جہالت کو فرعون کی سرکشی کی بنیاد قرار دیا۔ يفقهوا قولي
- حضرت موسیٰ (ع) کا فرعون کی سرکشی کا مقابلہ کرنے کیلئے اسکے حاشیہ نشینوں کو آگاہ کرنے پر انحصار کرنا بتاتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) فرعون کی کامیابی کی جڑ اسکے حاشیہ نشینوں کی جہالت میں سمجھتے تھے۔
- 4_ مبلغین دین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس طرح بات کریں کہ لوگ انکی بات کو سمجھیں اور اسے درک کر سکیں۔

يفقهوا قولي

5_ دین کے مبلغین کیلئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو دین کے حقائق سمجھانے کیلئے ضروری ان وسائل کو فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ یفقہوا قولی

بنی اسرائیل: انکی جہالت کے اثرات ۳

تبلیغ: اسکے ذریعے کی اہمیت ۵; اس میں بلاغت ۳; اسکی روش ۳

فرعون: اسکی سرکشی کا پیش خیمہ ۳

فرعون کے حاشیہ نشین: انکی ہدایت ۲

مبلغین: انکی ذمہ داری ۳، ۵

موسیٰ (ع): آپ کی سوچ ۳; آپکی پیشین گوئی ۲; آپکی تبلیغ کی روش ۲; آپکی دعا کا فلسفہ ۱; آپکا قصہ ۲; آپکی زبان کی لکنت ۱;
آپ اور فرعون ۲

آیت ۲۹

﴿وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اٰهْلِيْ﴾

اور میرے اہل میں سے میرا وزیر قرار دیدے (۲۹)

1_ حضرت موسیٰ (ع)، فرعون کی ہدایت و راہنمائی کیلئے اپنی الہی رسالت کو انجام دینے کی خاطر اپنے لئے ایک وزیر اور معاون کی ضرورت محسوس کر رہے تھے۔ و اجعل لی وزیر وزیر اسے کہا جاتا ہے جو اپنے کمانڈر کی سنگین ذمہ داریوں کو اپنے کندھے پر لے لے (مفردات راغب)۔

2_ حضرت موسیٰ (ع)، خدا تعالیٰ سے خواہاں ہوئے کہ ان کے خاندان سے انکا وزیر اور خلیفہ معین کرے۔
و اجعل لی وزیراً من اہلی

3_ ضروری ہے کہ رہبر و سرپرست کا خلیفہ و وزیر اس کا قابل اعتماد ہو۔ و اجعل لی وزیراً من اہلی

بعد والی آیات میں جملہ "إِنَّكَ كُنْتَ بِن

بصیراً" بتاتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کا اس بات پر انحصار کرنا کہ انکا وزیران کے خاندان سے ہو اس وجہ سے تھا کہ آپ اپنے خاندان کے اس مقام کے لائق ہونے سے مطلع تھے۔

4۔ ضروری ہے کہ انبیاء کے وزیر اور خلیفہ کی تعیین خدا تعالیٰ کی اجازت اور اسکے نصب کرنے سے ہو۔
و اجعل لی وزیراً من اہلی حضرت موسیٰ (ع) کا اپنے وزیر کی تعیین کیلئے خدا تعالیٰ سے درخواست کرنا بتاتا ہے کہ اگر انبیاء کو خلیفہ اور وزیر کی ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ وہ پروردگار کے اذن سے ہو اور اسکی طرف سے منصوب ہو۔

5۔ الہی پیغام کو پہچانے میں حضرت موسیٰ (ع) کی ہمراہی کیلئے آپ کے خاندان میں لائق افراد موجود تھے۔
و اجعل لی وزیراً من اہلی حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی درخواست میں پہلے ہارون کا نام ذکر نہیں کیا بلکہ کلی طور پر اپنے خاندان سے اپنے وزیر کی درخواست کی اس سے پتا چلتا ہے۔

حضرت موسیٰ (ع) اپنے خاندان کے دیگر افراد کو بھی اس کام کے لائق سمجھتے تھے ورنہ شروع سے ہی اپنی درخواست میں حضرت ہارون کا نام ذکر کرتے۔

انبیاء (ع): انکے وزیر کے منصوب کرنے کا سرچشمہ ۳

خدا تعالیٰ: اسکے اذن کے اثرات ۳

فرعون: اسکی ہدایت ۱

خلیفہ: اس پر اعتماد ۳

موسیٰ (ع): انکا خاندان ۲؛ انکی دعا ۲؛ انکے خاندان کے فضائل ۵؛ انکی ضروریات ۱؛ انکا وزیر ۱، ۲؛ انکا ہدایت کرنا ۱

وزیر: اس پر اعتماد ۳؛ اسکی شرائط ۳

آیت ۳۰

﴿هَارُونَ أَخِي﴾

ہارون کو جو میرا بھائی بھی ہے (۳۰)

1_ ہارون، حضرت موسیٰ (ع) کے بھائی تھے اور آپ کو ہارون پر مکمل اعتماد تھا۔ و اجعل لی وزیراً من اہلیہارون اخی

2_ حضرت ہارون، وزارت و خلافت کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے نامزد۔ و اجعل لی وزیراً من اہلیہارون اخی کلمہ "ہارون"، "وزیراً" کیلئے بدل اور کلمہ - "اخی"، "ہارون" کیلئے عطف بیان ہے۔

موسیٰ (ع): آپ کا بھائی ۱؛ آپکا وزیر ۲

ہارون: ان پر اعتماد ۱؛ انکے فضائل ۱، ۲

آیت ۳۱

﴿اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي﴾

اس سے میری پشت کو مضبوط کر دے (۳۱)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ ہارون کو انکا مددگار اور پشت پناہ قرار دے۔ اشدد به ا زري

"ازر" قوت، پشت نیز ضعف کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب) اور آیت کہہ میں ان میں سے ہر معنی کا احتمال ہے اور

ممکن ہے حضرت موسیٰ (ع) کا مطلوب، طاقت میں اضافہ کرنا، پشت پناہ کا ہونا یا انکی کمزوری کا تدارک کرنے والا اور انہیں طاقت بخشنے والا ہو۔

2_ حضرت موسیٰ (ع)، ہارون کی خلافت کو اپنی ذمہ داری کی انجام دہی کیلئے اپنی قوت میں اضافے کا باعث سمجھتے تھے۔
_ ہارون اخی اشدد بہ ا زری

3_ پیش نظر اہداف کو آگے بڑھانے کیلئے دوسرے لوگوں کی خدمات کے ثمر بخش ہونے میں دعا مؤثر ہے۔ اشدد بہ ا زری
حضرت موسیٰ (ع) کی خدا تعالیٰ سے یہ درخواست تھی کہ ہارون کو انکی طاقت کا ذریعہ قرار دے ایسی درخواست سے پتا چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) سمجھتے تھے کہ ہارون کی کوشش کے ثمر بخش ہونے کیلئے انکی دعا اثر رکھتی ہے۔

4_ تمام علل و اسباب، خدا تعالیٰ سے وابستہ ہیں۔ اشدد بہ ا زری
حضرت موسیٰ (ع)، ہارون سے مدد لینے کو بھی خدا تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام علل و اسباب، صرف خدا تعالیٰ کی منشاء سے مؤثر ہیں۔

5_ طاقت اور مضبوطی، انبیاء الہی اور سرکشوں کا مقابلہ کرنے والے رہبروں کیلئے لازمی شرط ہے۔ اشدد بہ ا زری
6_ لائق رہبروں کی تقویت اور انکی کمزوریوں کو دور کرنا کام کے آگے بڑھنے کی لازمی شرط ہے۔ و اجعلی لی وزیراً ... ا
شدد بہ ا زری

پیش رفت: اسکے عوامل ۶

خدمات: دوسروں کی خدمات کے مؤثر ہونے کے عوامل ۳

دعا: اسکے اثرات ۳

انبیاء الہی: انکی طاقت ۵

دینی راہبر: انکی طاقت ۵

سرکشی کرنے والے: انکے مقابلے کی شرائط ۵

منتظمین: انکی تقویت کے اثرات ۶

موسیٰ (ع):

آپ کی سوچ ۲؛ آپ کی دعا ۱؛ آپ کی تقویت کے عوامل ۱، ۲
 ہارون: انکی وزارت کے اثرات ۲؛ انکا کردار ادا کرنا ۱
 یاد کرنا: قدرتی عوامل کے وابستہ ہونے کو یاد کرنا ۳

آیت ۳۲

﴿وَأَشْرِكُهُ فِي أَمْرِي﴾

اسے میرے کام میں شریک بنادے (۳۲)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ فرعون کو پیغام الہی پہچانے کیلئے ہارون کو انکا شریک قرار دے
 _ ہرون اخي ... و اشركه في امري

حضرت موسیٰ (ع) نے جس شراکت کی درخواست کی تھی اس سے مراد یہ ہے کہ فرعون اور اسکے حاشیہ نشینوں تک پیغام
 الہی پہچانے کیلئے ہارون انکے شریک ہوں نہ وحی کے دریافت کرنے میں کیونکہ حضرت موسیٰ (ع) کو اس میں تنہا ہونے
 سے کوئی خوف نہیں تھا۔

2_ انبیاء (ع) کو خدا تعالیٰ سے اپنے وزیر اور خلیفہ کی درخواست کرنے کی اجازت ہے۔ و اجعل لی وزیراً ... و اشركه
 فی امري

3_ ایک وقت میں اور ایک مشترکہ ذمہ داری کیلئے دو انبیاء کی بعثت ممکن ہے۔ و اشركه فی امري

کہا گیا ہے "امري" سے مراد نبوت ہے اور جملہ "اشركه فی امري"، "و اجعل لی وزیراً" سے بڑی درخواست ہے۔ یعنی
 حضرت موسیٰ (ع) نے خلافت کی درخواست کے بعد خدا تعالیٰ سے خواہش کی کہ فرعون کو ڈرانے کیلئے ہارون کو بھی
 نبوت عطا فرمائے تاکہ وہ اس رسالت میں موسیٰ (ع) کے شریک ہوں۔

4_ جناب ہارون کو نبوت عطا کرنے میں حضرت موسیٰ (ع) نے وساطت کی۔ و اشركه فی امري

5_ رسالت میں جناب ہارون کی نسبت حضرت موسیٰ کا اصل ہونا۔ و اشركه فی امري

6_ دعا، دوسروں کے رشد و تکامل میں مؤثر ہے۔ و ا شرکہ فی امری
انبیاء (ع): انکی درخواست ۲؛ انکا شریک ۲؛ انکا ایک وقت میں ہونا ۳
تکامل: اسکے عوامل ۶

دعا: اسکے اثرات ۶

موسیٰ (ع): آپکی نبوت کی اہمیت ۵؛ آپکی دعا ۱؛ آپکی رسالت کا شریک ۱؛ آپکا قصہ ۱؛ آپکا مقام ۵؛ آپکا کردار ادا کرنا ۳
ہارون (ع): آپکی نبوت کا پیش خیمہ ۳؛ آپکا قصہ ۱؛ آپکا مقام ۵؛ آپکی نبوت ۵؛ آپکا کردار ادا کرنا ۱

آیت ۳۳

﴿كُنِ نَسْبَحَكَ كَثِيرًا﴾

تاکہ ہم تیری بہت زیادہ تسبیح کر سکیں (۳۳)

1_ حضرت موسیٰ (ع)، مشرکین کی باطل افکار سے خدا تعالیٰ کی مکرر برائتیں اور کثیر تسبیح کو جناب ہارون کے اپنے ہمراہ
ہونے میں سمجھتے تھے۔ کی نَسْبَحَكَ کَثِيرًا

حضرت موسیٰ (ع) کو جو فرعون کی ہدایت کیلئے مامور کیا گیا تھا یہ قرینہ ہے کہ تسبیح سے مراد خدا تعالیٰ کے شریک رکھنے اور
اسکی ربوبیت اور الوہیت میں کسی قسم کی محدودیت سے اسکی تنزیہ ہے "نسبجک" کا فاعل موسیٰ (ع) اور ہارون ہیں اور
"کی نسبجک" آخری جملوں کی علت کا بیان ہے کہ جن میں حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے ہارون کی ہمراہی کی درخواست
کا تذکرہ ہے یعنی جناب ہارون کی پشت پناہی سے دعوت توحید کہ جو خدا تعالیٰ کے شریک رکھنے سے منزہ ہونے پر مشتمل
ہے آگے بڑھے گی۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) مشرکین کے مقابلے میں خدا تعالیٰ کی تسبیح و تنزیہ کیلئے اپنے آپ کو شرح صدر اور واضح بیان کا
ضرورت مند محسوس کرتے تھے۔ رب اشرح لی ... کی نَسْبَحَكَ کَثِيرًا

ہو سکتا ہے "کی نسبجگ" حضرت موسیٰ (ع) کی تمام درخواستوں کی علت کا بیان ہو کہ جن میں شرح صدر اور زبان کی لکنت کے کم ہونے کی درخواست بھی شامل ہے حضرت موسیٰ (ع) چاہتے تھے کہ خداوند عالم کے بارے میں گمراہ لوگوں کے توہمات کو رد کرنے کیلئے لازمی توان رکھتے ہوں۔

3_ عام لوگوں کا خدا تعالیٰ کی تنزیہ کی طرف متوجہ ہونا حضرت موسیٰ (ع) اور ہارون کی رسالت کے اہداف میں سے تھا۔
یفقہوا قولي ... کی نسبجگ کثیرا ممکن ہے کثرت تسبیح سے مراد تسبیح کرنے والوں کی کثرت ہو تو اس صورت میں "نسبجگ" کا فاعل صرف حضرت موسیٰ اور ہارون نہیں ہوں گے۔

4_ خدا تعالیٰ کی زیادہ تسبیح کرنا اور اسے ہر قسم کے نقص و شرک سے منزہ سمجھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے۔
تسبیح: تسبیح خدا کی اہمیت ۱، ۳؛ تسبیح خدا کی فضیلت ۲
خدا تعالیٰ: اسکی تنزیہ کی فضیلت ۳

مشرکین: انکے شرح صدر کے اثرات ۲؛ انکی فصاحت کے اثرات ۲؛ انکی نبوت کے اہداف ۳؛ انکی تسبیح ۱؛ انکی تسبیح کا پیش خیمہ ۲؛ انکی کوشش کا فلسفہ ۱؛ انکا ہدایت کرنا ۲
ہارون (ع): انکی نبوت کے اہداف ۳؛ انکی تسبیح ۱؛ انکی وزارت کا فلسفہ ۱

آیت ۳۳

﴿وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا﴾

اور تیرا بہت زیادہ ذکر کر سکیں (۳۳)

1_ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے ہارون کیلئے نبوت و رسالت کے مطالبے کا ہدف، خدا تعالیٰ کے ذکر اور اسکی مکرر حمد و ثنا کیلئے زیادہ فرصت حاصل کرنا تھا۔ و ا شرکہ فی امری ... و نذکرک کثیراً کی نسبجگ کثیرا
2_ لوگوں کے درمیان خدا تعالیٰ کی یاد کا کثرت سے پھیلنا حضرت موسیٰ و ہارون کے اہداف میں سے تھا۔
یفقہوا قولي ... و نذکرک کثیرا

3_ حضرت موسیٰ (ع) اپنی خوش بیانی اور شرح صدر کو خدا تعالیٰ کی کثیر یاد کیلئے موقع فراہم ہونے کا سبب سمجھتے تھے۔
قال رب اشرح لی صدري ... و نذکرک کثیرا

ہو سکتا ہے " و نذکرک " حضرت موسیٰ (ع) کی طلب کردہ تمام چیزوں کی علت کا بیان ہو کہ جن میں شرح صدر اور روانی سے بولنے کی درخواست بھی شامل ہے۔ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی ان دعاؤں کا ہدف ہر کوچہ و گلی میں اور ہر فرد اور گروہ کو نصیحت کرتے وقت یاد خدا کی توفیق کا زیادہ ہونا بتایا۔

4۔ لوگوں کے ساتھ بات کرتے وقت خدا تعالیٰ کی یاد اور ذکر میں زیادہ مشغول رہنا بہت فضیلت رکھتا ہے اور دین خدا کی ترویج کیلئے انبیاء کا شیوہ ہے۔ و نذکرک کثیرا خلوت میں خدا تعالیٰ کے کثیر ذکر اور تسبیح کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کو فصیح زبان اور ہارون کی مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ بنا بر این آپ کا مطلوب خدا تعالیٰ کی تسبیح و یاد کا ملاء عام میں پھیلنا تھا۔

5۔ خدا تعالیٰ کے بارے میں لوگوں کی گمراہ افکار کو دور کرنا خدا تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ کے بیان پر مقدم ہے۔

کی نسبّحک کثیراً و نذکرک کثیرا

حضرت موسیٰ (ع) کی کلام میں تسبیح کو جو غلط عقائد کا باطل کرنا ہے۔ ذکر خدا پر مقدم کیا گیا ہے بنا بر این تخلیہ کا رتبہ تخلیہ پر مقدم ہے۔

اسماء و صفات: صفات جمال کی اہمیت ۵

انبیاء (ع): انکی تبلیغ کی روش ۳؛ انکی سیرت ۳

انسان: اسکے عقائد کو صحیح کرنا ۵

حمد: حمد خدا کی اہمیت ۵؛ حمد خدا کے تسلسل کا پیش خیمہ ۲

شرح صدر: اسکے اثرات ۳

عقیدہ: خدا کے بارے میں عقیدے کو صحیح کرنا ۵

فصاحت: اسکے اثرات ۳

موسیٰ (ع): آپ کا حمد خدا کو اہمیت دینا ۱؛ آپ کا یاد خدا ۱؛ آپکی نبوت کے اہداف ۲؛ آپکی سوچ ۳؛ آپکی دعاؤں کا فلسفہ ۱

ہارون: انکی نبوت کے اہداف ۱، ۲

یاد: یاد خدا کی اہمیت ۲، ۳؛ یاد خدا کا پیش خیمہ ۳

یقیناً تو ہمارے حالات سے بہتر باخبر ہے (۳۵)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے اور اپنے خاندان کی خصوصیات کے بارے میں خدا تعالیٰ کی گہری آگاہی کو بیان کر کے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی خواہشات کو قبول کرنے والا اور اسکے انتخاب پر راضی قرار دیا۔ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا سے مراد ہے حضرت موسیٰ (ع) اور ان کے اہل و عیال ہیں کہ جن میں حضرت ہارون بھی شامل ہیں۔ حضرت موسیٰ (ع)، جناب ہارون کیلئے وزارت کی تجویز دینے کے بعد عرض کرتے ہیں۔ خداوند اتو مجھے اور میرے خاندان کو خوب جانتا ہے

اور میرے بھائی ہارون کی خصوصیات سے بھی آگاہ ہے۔ یہ میری درخواست ہے لیکن تیرا فیصلہ جو بھی ہو مکمل بصیرت اور آگاہی پر مبنی فیصلہ ہوگا۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی رسالت کے امور کے بارے میں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرنے کے ساتھ ساتھ، خدا تعالیٰ کی مکمل آگاہی کا اعتراف کیا اور اسکے فیصلے کو دقیق اور صحیح قرار دیا۔ وَ اَشْرَكَ فِي امْرِی ... إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا

3_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی اور اپنے بھائی ہارون کی خدا تعالیٰ کے ذکر اور تسبیح کے ساتھ دائمی محبت کا اظہار کیا اور خدا تعالیٰ کو اس پر گواہ بنایا۔ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا

ہو سکتا ہے جملہ "إِنَّكَ ... " کی نسبہ کثیراً کی علت کا بیان ہو یعنی خدایا تو خوب جانتا ہے کہ میرے اور میرے بھائی ہارون کے کیا جذبات ہیں اور تیری تسبیح و ذکر کے ساتھ ہمیں کتنی محبت ہے پس ہارون کی وزارت کو قبول کر کے ہمارے لئے زیادہ تسبیح و ذکر کا راستہ ہموار فرما۔

4_ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات اور انکی خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ ہے۔ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا

5_ خدا تعالیٰ کے بندوں کے حالات سے آگاہی کے باوجود اسکی بارگاہ میں دعا کرنا اور اس سے درخواست کرنا ایک پسندیدہ

امر ہے۔ وَ اَشْرَكَ فِي امْرِی ... إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے اور ہارون کے حالات

سے خدا تعالیٰ کی آگاہی کو ذکر کرنے کے باوجود اسکی بارگاہ میں دعا کی اور اپنی خواہشات کو بیان کیا موسیٰ (ع) کا یہ کام بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سب چیزوں سے آگاہ ہونے کے باوجود اسکی بارگاہ میں دعا کرنا مطلوب اور کارساز ہے۔

اقرار: خدا کی بصیرت کا اقرار ۲

ایمان: خدا کی بصیرت پر ایمان ۱

خدا تعالیٰ: اسکی بصیرت ۳، ۵؛ اسکی گواہی ۳

دعا: اسکی فضیلت ۵

محبت: خدا کی تسبیح سے محبت ۳؛ خدا کے ذکر سے محبت ۳

عمل: پسندیدہ عمل ۵

موسیٰ (ع): آپکا اقرار ۲؛ آپکا ایمان ۱؛ آپکی خواہشات ۲؛ آپکی معنوی محبت ۳؛ آپ کا مقام رضا ۱

ہارون: انکی معنوی محبت ۳

آیت ۳۶

﴿قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَى﴾

ارشاد ہوا موسیٰ نے تمھاری مراد تمھیں دیدی ہے (۳۶)

۱_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کی تمام درخواستوں کو قبول کر لیا اور انہیں شرح صدر اور روانی سے بولنے کی طاقت عطا فرمائی اور ہارون کو انکا وزیر قرار دیا۔ قال ربّ ... قال قد اوتيت سؤلک یا موسیٰ

"سؤل" یعنی ایسی حاجت کہ جسے حاصل کرنے کیلئے انسان کا نفس حریص ہو اور اس کا آرزو سے فرق یہ ہے کہ آرزو انسان کی فکر میں گزرتی ہے لیکن "سؤل" کا پیچھا کیا جاتا ہے گویا "سؤل" کا درجہ ہمیشہ آرزو کے بعد ہوتا ہے۔

۲_ وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کی دعائیں بہت جلدی قبول ہوئیں۔ قال ربّ اشرح لی ... قال قد اوتيت

سؤلک "اوتيت" فعل ماضی مجہول ہے اور اس کا

مطلب یہ ہے کہ موسیٰ (ع) کی دعاؤں کی قبولیت وعدے کی صورت میں اور مستقبل سے مربوط نہیں تھی بلکہ اتنی جلدی ہوئی گویا گذشتہ زمانے میں۔

3_ خدا تعالیٰ نے وادی طوی (کوہ طور) میں حضرت موسیٰ کو انکی دعاؤں کی قبولیت سے آگاہ کیا۔ قد اوتیت سؤلک

4_ مطالبات کے پورا ہونے کیلئے خدا تعالیٰ سے دعا اور درخواست مؤثر ہے۔ قال رب اشرح ... قال قد اوتیت سؤلک حضرت موسیٰ (ع) کے مطالبات کا پورا ہونا انکی بارگاہ خداوندی میں دعا اور التماس کے بعد تھا اور اس سے خواہشات کے پورا ہونے میں دعا کے کردار کا پتا چلتا ہے

5_ کوہ طور میں وادی طوی وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ (ع) کو شرح صدر اور روانی سے گفتگو کرنا عطا کیا گیا اور ہارون کو انکا وزیر بنایا گیا۔ قال رب اشرح ... قال قد اوتیت سؤلک

6_ حضرت ہارون (ع) کو وادی طوی میں مقام نبوت و رسالت پر فائز کیا گیا۔ ہرون اخی ... و اشرکہ فی امری ... قد اوتیت سؤلک اگر "اشرکہ فی امری" سے مراد حضرت ہارون (ع) کیلئے نبوت و رسالت کی دعا ہو تو یہ وادی طوی میں قبول ہوئی۔

7_ حضرت موسیٰ (ع)، عنایات خداوندی کا مرکز یا موسیٰ حضرت موسیٰ (ع) کی دعاؤں کا فوراً قبول ہو جانا اور بار بار ان کے نام کی تصریح سے انکے خدا تعالیٰ کے مورد توجہ و عنایت ہونے کا پتا چلتا ہے۔

8_ ذمہ دار افراد کو ذمہ داری سپرد کرنے کے ہمراہ انکی ضرورت کے وسائل فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔ اذہب الی ... قال رب ... قد اوتیت سؤلک

حضرت موسیٰ (ع) نے رسالت اور فرعون کی طرف حرکت کرنے پر مامور ہونے کے بعد بارگاہ خداوندی میں اپنی ضروریات اور خواہشات کا تذکرہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے بھی اس کا مثبت جواب دیا یہ سب کیلئے درس ہے کہ اگر کسی کو ذمہ داری دی جائے تو ضروری ہے کہ اسکی بات سنی جائے، اس کے مطالبے پر توجہ دی جائے اور اسکی ضروریات پوری کی جائیں۔ خدا تعالیٰ: اسکے عطیے ۱

دعا: اسکے اثرات ۲ ذمہ دار افراد: انکی ضرورت پوری کرنا ۳

کوہ طور: اس کا کردار ۵، ۶ لطف خدا: یہ جنکے شامل حال ہے ۷

مطالبے: انکے حاصل کرنے کے عوامل ۳

موسیٰ (ع): آپکی دعا کی قبولیت ۱، ۳؛ آپکی دعا کی جلدی قبولیت ۲؛ آپکا شرح صدر ۱، ۵؛ آپکا علم ۳؛ آپکی فصاحت ۱، ۵؛ آپ کے فضائل ۴؛ آپکا قصہ ۱، ۳؛ آپ کوہ طور میں ۳، ۵

ہارون (ع): انکے منصوب کرنے کی جگہ ۵؛ انکے انتخاب کی جگہ ۶؛ انکی نبوت ۶؛ انکا کردار ادا کرنا ۱؛ انکی وزارت ۱، ۵ وادی طوی: اس کا کردار ۶، ۵

آیت ۳۷

﴿وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَى﴾

اور ہم نے پر ایک اور احسان کیا ہے (۳۷)

1_ وادی طوی میں حضرت موسیٰ (ع) کی درخواستوں کے مطالبات کا پورا ہونا آپ پر خدا تعالیٰ کی جانب سے بھاری نعمت تھی۔ قدا وتیت سؤلک یا موسیٰ و لقد مننا علیک مرة ا خری
"منّة" کا معنی ہے بھاری نعمت (مفردات راغب)۔

2_ وادی طوی میں قدم رکھنے سے پہلے بھی حضرت موسیٰ (ع) پر خدا تعالیٰ کی توجہ و عنایت اور بھاری نعمت کا نزول ہوا تھا۔ و لقد مننا علیک مرة ا خری

3_ حضرت موسیٰ (ع) کا ماضی میں عظیم نعمت سے بہرہ مند ہونا انکے وادی طوی میں اپنی درخواستوں کی حتمی قبولیت کے اطمینان کا سبب تھا۔ و لقد مننا علیک مرة ا خری

"لقد" کی تعبیر قسم کی علامت ہے۔ تاکید کے ساتھ ماضی کے بارے میں خبر، مستقل سے مربوط وعدوں کی نسبت اطمینان پیدا کرنے کیلئے (اوتیت سؤلک) ہے۔

4_ کوہ طور میں حضرت موسیٰ (ع) کو جو نعمت عطا کی گئی وہ اس گراں قدر نعمت کے ہم پلہ تھی جو سابقہ زمانے میں انہیں عطا ہو چکی تھی۔ و لقد مننا علیک مرة ا خری

5_ ماضی و حال کی نعمتوں کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی مشا سے وابستہ سمجھنا ضروری ہے۔ و لقد مننا علیک مرة ا خری

خدا تعالیٰ: اسکی مشیت کے اثرات ۵

لطف خدا: یہ جنکے شامل حال ہے ۲، ۳

موسیٰ (ع): آپکی دعا کی قبولیت ۱؛ آپکی دعا کی قبولیت کی وجوہات ۳؛ آپکے فضائل ۲، ۳، ۴؛ آپ کوہ طور میں ۴؛ آپ کی نعمتیں ۱، ۳، ۴

نعمت: اسکے درجے ۱، ۳، ۴؛ یہ جنکے شامل حال ہے ۱، ۲، ۳، ۴

یاد کرنا: منعم کو یاد کرنا ۵۵

آیت ۳۸

﴿إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ﴾

جب ہم نے تمھاری ماں کی طرف ایک خاص وحی کی (۳۸)

1_ حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ، خدا کی جانب سے وحی اور پیغام وصول کرتی تھیں۔ اِذْ اَوْحَيْنَا اِلٰی اُمِّكَ ممکن ہے "وحی" سے مراد خدا تعالیٰ کا حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کے ساتھ بات کرنا ہو اور ممکن ہے اس سے مراد الہام ہو حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے بعض وعدے کہ جن کا ذکر سورہ قصص میں آیا ہے پہلے معنی کے ساتھ زیادہ سازگار ہیں۔

2_ بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی خصوصی عنایات حضرت موسیٰ (ع) کے شامل حال تھیں۔ اِذْ اَوْحَيْنَا اِلٰی اُمِّكَ مَا يُوحَىٰ

3_ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کو وحی اور پیغام اسکی حضرت موسیٰ (ع) پر عظیم نعمتوں میں سے تھا۔ وَ لَقَدْ مَنَّا ... اِذْ اَوْحَيْنَا اِلٰی اُمِّكَ مَا يُوحَىٰ

"اِذْ" ظرف ہے "مَنَّا" کیلئے یعنی سابقہ آیت میں... مذکور نعمت اس وقت تھی۔

4_ حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کی ان معلومات تک دسترسی جو ان تک پہنچائی گئیں وحی الہی کے علاوہ کسی اور راستے سے ممکن نہیں تھی۔ مَا يُوحَىٰ

"ما یوحی" (جو وحی کیا جاتا ہے) سے مراد وہ امور ہیں جنکی قاعدتاً وحی کی جائی ہے ورنہ خود انسان ان تک نہیں پہنچ سکتا۔

5۔ بیٹے کی عظمت ماں کے مقام کی بلندی کا سبب ہے۔ اِذَا وَحِينَا إِلَىٰ اِمْلِك

حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کو جو کچھ بتایا گیا اسکے محتوا سے پتا چلتا ہے کہ اصلی ہدف حضرت موسیٰ (ع) کی حفاظت تھا اگرچہ فطری طور پر اس سے حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کو بھی سکون ملا۔ پس مادر موسیٰ کی وحی الہی تک دسترسی کا سبب حضرت موسیٰ (ع) کی عظمت ہے۔

6۔ حضرت موسیٰ (ع) کی جان کی حفاظت اور انکی والدہ کی پریشانی کو دور کرنا خدا تعالیٰ کی تدبیر سے ہوا۔

اِذَا وَحِينَا إِلَىٰ اِمْلِك

خدا تعالیٰ: اسکی تدبیر ۶

بیٹا: اسکے مقام کا کردار ۵

خدا تعالیٰ کا لطف: یہ جنکے شامل حال ہے ۲

والدہ: اسکے مقام کا سرچشمہ ۵

موسیٰ (ع): آپکی والدہ کی پریشانی کو دور کرنا ۶؛ آپکے فضائل ۲، ۳؛ آپکا بچپن ۲؛ آپکی حفاظت ۶؛ آپکی نعمتیں ۳؛ آپکی والدہ کی

طرف وحی ۱، ۳، ۳

نعمت: اسکے درجے ۳؛ یہ جنکے شامل حال ہے ۳

وحی: اس کا کردار ۳

آیت ۳۹

﴿اِنَّ اَقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاَقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهٗ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾

کہ اپنے بچہ کو صندوق میں رکھ دو اور پھر صندوق کو دریا کے حوالے کر دو موجیس اسے ساحل پر ڈال دیں گی اور ایک ایسا شخص سے اٹھالے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور موسیٰ کا بھی دشمن ہے اور ہم نے ت پر اپنی محبت کا عکس ڈال دیا تاکہ تمہیں ہماری نگرانی میں پالا جائے (۳۹)

1۔ پیدائش کے وقت اور بچپن سے ہی فرعونوں کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کی جان کو خطرہ تھا۔

اِنَّ اَقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاَقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ

حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کا اپنے بیٹے کو سمندر میں پھینکنے کا حکم وصول کرنا اس زمانے کے حالات کے سخت ہونے

اور حضرت موسیٰ (ع) کی جان کو لاحق خطرے کی علامت ہے۔

2_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کو حکم دیا کہ وہ موسیٰ (ع) کو صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں پھینک دیں۔
۱ ان اقدفیه فی التابوت فاقدفیه فی الیم "قذف" کا معنی ہے پھینکنا (مقایس اللغۃ) اور "اقدفیه" جو موسیٰ (ع) کو صندوق میں ڈالنے میں بھی استعمال ہوا ہے اور پھر صندوق کو پانی میں پھینکنے میں بھی بتاتا ہے کہ موسیٰ (ع) کو اس طرح صندوق میں قرار دینا اور پھر پانی میں پھینکنا ضروری ہے کہ ہر دیکھنے والا یہ سمجھے کہ اسے دور پھینک دیا گیا ہے "تابوت" یعنی صندوق (نہایہ ابن اثیر) "یم" یعنی سمندر اور آیت میں اس سے مراد دریائے نیل ہے (لسان العرب)۔

3_ فرعون کی حکومت میں بنی اسرائیل کی زندگی بہت دشوار تھی اور انکے لڑکوں کی جان خطرے سے دوچار تھی۔
ان اقدفیه فی التابوت فاقدفیه فی الیم

4_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کو اطمینان دلایا کہ دریائے نیل کا جوش مارتا پانی حضرت موسیٰ (ع) کے صندوق کو ساحل پر پھینک دیگا۔ فلیلقہ الیم بالساحل دریا کو حکم دیا گیا کہ وہ صندوق کو ساحل پر پھینک دے مجاز اور اس بات میں مبالغہ کیلئے ہے کہ پانی کی لہروں کے ہمراہ صندوق کا ساحل تک آنا اور پھر اس کا خشکی پر پھینکا جانا یقینی ہے۔
5_ حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ گرامی، خدا تعالیٰ کے پیغام پر ایمان رکھتی تھیں اور انہیں خدا کی جانب سے حضرت موسیٰ (ع) کی حفاظت کا اطمینان تھا۔ اذ اوحینا ... ان اقدفیه ... یا خذہ عدو بعد والی آیت (اذتمشی ا ختک ... فرجعناک الی امک) کے قرینے سے پتا چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ نے وحی الہی کے محتو پر عمل کیا اور حضرت موسیٰ (ع) کو دریائے نیل کے سپرد کر دیا۔ یہ کام حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ کے اس اطمینان کی گواہی دیتا ہے کہ موصولہ پیغام، وحی الہی تھا نیز یہ یہ اس پر انکے مکمل ایمان کی علامت ہے۔

6_ دریائے نیل، خدا تعالیٰ کی جانب سے حضرت موسیٰ (ع) کے صندوق کو ساحل پر پھینکنے پر مامور تھا۔ فلیلقہ الیم بالساحل جملہ "فلیلقہ الیم" جس طرح مادر موسیٰ (ع) کو سمجھا رہا ہے کہ موسیٰ (ع) کا ساحل پر پھینکا جانا قطعی ہے اس حقیقت کو بھی بیان کر رہا ہے کہ پانی امر تکوینی کے ساتھ اس کام کو انجام دینے پر مامور تھا۔

7_ حقیقی عوامل، خدا تعالیٰ کی حکمرانی میں ہیں اور وہ اسکے فرامین کو عملی کرنے والے ہیں۔ فلیلقہ الیم بالساحل

8_ جناب موسیٰ (ع) کو پانی میں پھینکنے سے پہلے آپ کی والدہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اطلاع ہو چکی تھی کہ ایک دشمن کے ذریعے حضرت موسیٰ (ع) کو نجات حاصل ہوگی۔ اوحینا ... یا خذہ عدولی و عدولہ

9_ فرعون، خدا تعالیٰ اور حضرت موسیٰ (ع) کا دشمن تھا اور موسیٰ (ع) کو پہچان کر انہیں نابود کرنے کے درپے تھا۔
یا خذہ عدولی و عدولہ فرعون کی حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ دشمنی وہ بھی انکی خصوصیات کے حامل بچے کی پیدائش سے پہلے بتاتی ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کو پہچاننے کی صورت میں انہیں قتل کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

10_ خدا تعالیٰ نے مادر موسیٰ (ع) کی طرف جو وحی کی اس میں خدا اور انکے بچے کے دشمن کو اس بچے کا نجات دہندہ اور اسکی کفالت کرنے والا متعارف کرایا۔ یا خذہ عدولی و عدولہ

11_ ممکن ہے دشمنان خدا بھی بادل نحواستہ خدا کے محبوب بندوں کے فائدے کیلئے کام کریں۔ یا خذہ عدولی و عدولہ

12_ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے میں دریائے نیل پانی سے پر تھا اور فرعون کی رہائش گاہ سے زیادہ دور نہیں تھا۔
فلیقہ الیم بالساحل یا خذہ عدولی "یم" کا معنی ہے سمندر اور دریا کو سمندر کہنا اس میں پانی کی کثرت سے حکایت کرتا ہے۔

13_ خدا تعالیٰ نے اپنی جانب سے حضرت موسیٰ (ع) کو خصوص محبوبیت عطا فرما کر انہیں ہر دیکھنے والے کی نظر میں محبوب بنادیا۔ والقیٰ علیک محبة منی "القیٰ" کا "ا" و "ینا" پر عطف ہے کہ جو سابقہ آیت میں تھا اور پھر "محبة" کو نکرہ لانا، جبکہ مقام مدح ہے اس کے خصوصی ہونے کو بیان کرنے کیلئے ہے اور "منی" حضرت موسیٰ (ع) کی محبوبیت کے سرچشمے کو بیان کر رہا ہے اور سمجھا رہا ہے کہ موسیٰ (ع) کو عطا کردہ محبوبیت کا سرچشمہ ذات باری تعالیٰ تھی۔

14_ فرعون اور اس کے حاشیہ نشین، موسیٰ (ع) سے بہت محبت کرتے تھے اور انہیں دوست رکھتے تھے۔ والقیٰ علیک محبة منی

15_ خدا تعالیٰ مہر و محبت کا سرچشمہ اور اس کا عطا کرنے والا ہے۔ والقیٰ علیک محبة منی

16_ دلوں میں محبوب ہونا، خدا تعالیٰ کی عنایت اور مہربانی ہے۔ والقیٰ علیک محبة منی

17_ فرعونوں کے دلوں میں حضرت موسیٰ (ع) کی محبوبیت انکے خدا تعالیٰ کی مکمل نگرانی کے ساتھ رشد و تکامل کا پیش خیمہ۔ ولتصنع علی عینی "لتصنع" اس چیز کی علت کو بیان کر رہا ہے جو کلام کے سیاق سے حاصل ہو رہی ہے یعنی "ولتصنع علی عینی فعلت ذلک" جو کچھ میں نے انجام دیا ہے وہ اسلئے تھا کہ تو میری

مکمل نگرانی کے ساتھ پروان چڑھے "صنیع" اور "صنیعہ" (لتصنع کا مادہ اشتقاق) اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی دوسرے کا تربیت یافتہ ہو اسی طرح یہ عطا، سخاوت اور احسان کے معنی میں بھی آیا ہے (لسان العرب)۔

18_ حضرت موسیٰ (ع) کا دلوں اور دربار فرعون میں محبوب ہونا انکے لئے احترام اور بڑی خدمت کا سبب بنا۔ و ا لقیت عليك محبة منی و لتصنع علی عینی اگر "صنیعہ" (لتصنع کا مادہ اشتقاق) نیکی کرنے اور کرامت کے معنی میں ہو تو "لتصنع" کا مطلب یہ بنے گا میں نے تیری محبت دوسرے کے دلوں میں قرار دی ہے تاکہ تو میری مکمل نگرانی کے ساتھ ان کا مورد احترام و اکرام قرار پائے۔

19_ خدا تعالیٰ حضرت موسیٰ (ع) کی زندگی کے آغاز سے ہی ان پر دقیق نظارت رکھتا تھا اور اس نے انکی تربیت اور رشد و تکامل کے ذرائع فراہم کر رکھے تھے۔ و لتصنع علی عینی "علی عینی" میں "عین" سے مراد اس کا مجازی معنی یعنی نگرانی ہے اور "علی" دلالت کرتا ہے کہ نظارت الہی ایسی بنیاد ہے کہ جس پر حضرت موسیٰ (ع) کی تربیت اور احترام استوار تھے۔

20_ حضرت موسیٰ (ع) کی زندگی خدا تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کی زندگی کے آغاز سے ہی انکی پرورش پر نظارت کا ایک نمونہ۔ و لتصنع علی عینی

21_ بچپن ہی میں حضرت موسیٰ (ع) کو پانی میں پھینک کر انکی جان بچانا، فرعونوں کے دلوں میں انکی محبت ڈالنا اور انکی تربیت اور نشو و نما پر نظارت، خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) پر گراں بہا نعمتیں۔
مننا عليك مرة اخرى ... ان اقدفیه ... و لتصنع علی عینی

22_ "عن ابی جعفر (ع) قال: ... انزل الله علی موسی التابوت و نودیت امه ضعیه فی التابوت فاقدفیه فی الیم و هو البحر؛ امام محمد باقر (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) پر تابوت نازل کیا

اور انکی والدہ کو ندادی کہ انہیں تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیں۔^(۱)

23_ "عن ابی جعفر (ع) قال: ... کان موسیٰ لا یراہ احد إلا احبه و هو قول اللہ: "والقیٰت علیک محبة منی ..."; امام باقر (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) اس طرح تھے کہ انہیں کوئی نہیں دیکھتا تھا مگر یہ کہ ان سے محبت کرنے لگتا تھا اور خدا تعالیٰ کے فرمان "والقیٰت علیک محبة منی" سے مراد یہی ہے۔^(۲)

انبیاء: انکی تربیت ۲۰/ / بنی اسرائیل: یہ فرعون کے زمانے میں ۳; انکی تاریخ ۳; انکی معاشرتی مشکلات ۳ جھکاؤ: حضرت موسیٰ (ع) کے طرف جھکاؤ ۱۳

خدا تعالیٰ: اسکے اوامر ۲; اسکی تعلیمات ۱۰; اسکے دشمن ۹، ۱۰، ۱۱; اسکے اوامر کو اجرا کرنے والے ۴; اسکی نظارت ۱۹، ۲۰; اس کا کردار ادا کرنا ۱۵ ظن کا لطف: یہ جنکے شامل حال ہے ۱۶

خدا کے محبوب لوگ: انکے مفادات ۱۱ ظہر یائے نیل: اس کا مطیع ہونا ۶; اسکی تاریخ ۱۲; یہ موسیٰ کے زمانے میں ۱۲; اس کا جغرافیائی محل وقوع ۱۲

روایت: ۲۲، ۲۳ ظہر تیعوائل: انکا کردار ۷

فرعون: اسکی دشمنی ۱، ۹; اس کا ظلم ۳; اسکی محبت ۱۳ فرعون کے حاشیہ نشین لوگ: انکی محبت ۱۳

محبت: اس کا سرچشمہ ۱۵، ۱۶ موسیٰ (ع): آپکی محبوبیت کے اثرات ۱۴، ۱۸; آپکی والدہ کا اطمینان ۵، ۳; آپکا دریائے نیل میں امن ۳; آپکی والدہ کا ایمان ۵; آپکی تربیت ۲۱; آپکی کفالت ۱۰; آپکی والدہ کی شرعی ذمہ داری ۲; آپکے دشمن ۱، ۸، ۹، ۱۰; آپکی نشو و نما کا پیش خیمہ ۱۴، ۱۹; آپکا صندوق ۶; آپکی ماں کا علم ۸; آپکے احترام کے عوامل ۱۸; آپکے فضائل ۱۴، ۱۹، ۲۱، ۲۳; آپکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۸، ۹، ۱۸، ۲۰، ۲۲; آپکی نگرانی ۳، ۵، ۱۴، ۱۹، ۲۱; آپکی محبوبیت ۲۱، ۲۳; آپکا تربیت کرنے والا ۱۹; آپکی محبوبیت کا سرچشمہ ۱۳; آپ ساحل نیل پر ۳، ۶; آپ نیل میں ۲; آپکو نجات دینے والا ۱۰; آپکی نجات ۸; آپکے صندوق کا نازل ہونا ۲۲; آپکی نعمتیں ۲۱; آپکی والدہ کو وحی ۱۰، ۲۲

نعمت: اسکے درجے ۲۱

وحی: اس پر ایمان لانے والے ۵

(1) تفسیر قمی ج ۲ ص ۱۳۵_ نور الثقلین ج ۴ ص ۱۱۲ ح ۱۷_ ظ ۲) تفسیر قمی ج ۲ ص ۱۳۵_ نور الثقلین ج ۴ ص ۱۱۲ ح ۱۷_

آیت ۳۰

﴿إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَفَقَلْتَ نَفْسًا فَجَعَيْنَاكَ مِنَ الْعَمِّ ۖ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ﴾

اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری بہن جاری تھیں کہ فرعون سے کہیں کہ کیا میں کسی ایسے کا پتہ بتاؤں جو اس کی کفالت کر سکے اور اس طرح ہم نے تم کو تمہاری ماں کی طرف پلٹا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور رنجیدہ نہ ہوں اور تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تو ہم نے تمہیں غم سے نجات دے دی اور تمہارا باقاعدہ امتحان لے لیا پھر تم اہل مدین میں کئی برس تک رہے اس کے بعد تم ایک منزل پر آ گئے اے موسیٰ (۳۰)

1_ حضرت موسیٰ (ع) کی پیدائش کے وقت انکی ایک بڑی اور رشیدہ بھی تھیں۔ اِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ موسیٰ (ع) کا پیچھا کرنا، دربار میں نفوذ اور دایہ کی پیشکش ان سب سے پتا چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن اس عمر میں تھیں کہ ان کاموں اور حیلوں کے سلسلے میں نہ صرف وہ جسمانی اور فکری توانمندی سے بہرہ مند تھیں بلکہ انکی بات جاتی سنی اور قبول کی جاتی تھی۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن اپنے چھوٹے بھائی کے دریائے نیل میں پھینکے جانے سے مطلع اور اس کی وجہ سے پریشان تھیں اور قدم بقدم انکے صندوق کا پیچھا کر رہی تھیں۔

اِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ

حضرت موسیٰ (ع) کی بہن کا انکے پیچھے پیچھے حرکت کرنا بتاتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ (ع) کے واقعے، انکے پانی میں پھینکے جانے اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے اجمالی طور پر مطلع تھیں۔

3_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن نے اس وقت تک انکا پیچھا کیا جب تک انہیں پانی سے نجات نہ ملی اور جب تک اس نے فرعون کے درباریوں کو موسیٰ (ع) کیلئے دایہ تلاش کرنے کیلئے انکی کوشش کا مشاہدہ نہیں کیا۔ اذ تمشی ا ختک فتقول هل ا دلکم "هل ا دلکم" کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن نے فرعون کیوں کو موسیٰ (ع) کو موسیٰ (ع) سے آگاہ کیا۔

4_ فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کی حفاظت اور نگہداشت کا عزم کر لیا۔ هل ا دلکم علی من یکفله دایہ کیلئے تلاش اور کوشش سے پتا چلتا ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ (ع) کی نگہداری کا عزم کر لیا۔

5_ حضرت موسیٰ (ع) کی نگہداشت، خوراک اور دیکھ بھال کے سلسلے میں دربار فرعون مشکل سے دوچار ہوا۔ هل ا دلکم علی من یکفله "هل ا دلکم" سے پتا چلتا ہے کہ دربار فرعون حضرت موسیٰ (ع) کیلئے دایہ اور سرپرست کی تلاش میں تھا۔ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن کی پیشکش کو قبول کرنا بتاتا ہے کہ کسی درباری کو اس سلسلے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی اور وہ حضرت موسیٰ (ع) کی نگہداشت اور خوراک کے سلسلے میں پریشان تھے۔

6_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن نے فرعون کیوں کے سامنے اظہار کیا کہ وہ مناسب دایہ متعارف کرانے کیلئے آمادہ ہیں۔ هل ا دلکم علی من یکفله "کافل" اسے کہا جاتا ہے جو کسی کے امور کی انجام دہی کو اپنے ذمے لے (مقایس اللغۃ)۔

7_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن نے فرعون کیوں کو مناسب دایہ متعارف کرانے کیلئے اپنی آمادگی کا مکرر اظہار کیا۔ فتقول هل ا دلکم فعل مضارع "تقول" گزشتہ زمانے میں کام کے استمرار پر دلالت کر رہا ہے۔

8_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن نے جس دایہ کی پیشکش کی تھی درباریوں نے اسے قبول کر لیا۔

هل ا دلکم علی من یکفله فرجعناک إلی ا مک "فرجعناک" میں "فا" فصیحہ ہے یعنی ان محذوف جملوں سے حکایت کرتی ہے کہ جو حضرت موسیٰ (ع) کی بہن کی پیشکش کو قبول کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔

9_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن زیرک اور رازدار تھیں۔ هل ا دلکم علی من یکفله

10_ فرعون کیوں نے حضرت موسیٰ (ع) کو انکی والدہ کے سپرد کیا اور وہ انہیں اپنے گھر لے گئیں۔ فرجعناک إلی ا مک

موسیٰ (ع) کا اپنی ماں کے پاس واپس آنا اس طرح ہے کہ انکی والدہ انہیں اپنے ہمراہ لے گئی ہوں نہ اس طرح کہ انکی نگہداشت کیلئے دربار میں گئی ہوں۔

1 1_ حضرت موسیٰ (ع) بچپن سے ہی اپنی والدہ کے زیر کفالت تھے۔ علیٰ من یکفله

1 2_ حضرت موسیٰ (ع) کی بہن کا انہیں انکی والدہ کی طرف پلٹانے میں مؤثر کردار تھا۔ اذ تمشی ا ختک ... فرجعنک
إلی ا ملک حضرت موسیٰ (ع) کی بہن اور انکی کوشش کو یاد کرنا انکے حضرت موسیٰ (ع) کو اپنی والدہ کی طرف پلٹانے
میں مؤثر اور کارساز کردار سے حکایت کرتا ہے۔

1 3_ حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ اپنے بیٹے کے نامعلوم انجام پر نظریں لگائے ان کی دوری کی وجہ سے پریشان تھیں۔
کی تفرعینہا ولا تحزن آنکھ کا سکون اس شدید غم کے دور ہونے سے کنایہ ہے کہ جو آنکھ کو ایک طرف خیرہ کر دیتا ہے یا
اسے مسلسل دائیں بائیں پھیرتا ہے۔

1 4_ موسیٰ (ع) کے دوبارہ دیدار نے انکی والدہ کی آنکھوں کو نور اور سکون بخشا اور انکے غم و اندوہ کو دور کر دیا۔
فرجعنک إلی ا ملک کی تفرعینہا و لا تحزن "قرة العين" یا تو "قرار" سے مشتق ہے کہ جس کا معنی ہے سکون پکڑنا اور یا
"قر" سے مشتق ہے کہ جس کا معنی ہے ٹھنڈا ہونا کہ جو گرم آنسوؤں کے رکنے کا نتیجہ ہوتا ہے بہر حال یہ تعبیر اس شادمانی
سے کنایہ ہے جو آنکھ کو پریشان ہونے اور اسے دائیں بائیں پھرنے سے دور رکھتی ہے اور غم و اندوہ کے جلا دینے والے
آنسوؤں کو روکتی ہے۔

1 5_ حضرت موسیٰ (ع) کی والدہ خدا تعالیٰ کے ہاں خاص مقام و مرتبہ رکھتی ہیں۔ فرجعنک إلی ا ملک کی تفرعینہا و لا
تحزن

1 6_ ماں کی سرپرستی بچے کی تربیت کیلئے مناسب ترین حالات فراہم کرتی ہے۔ ولتصنع علیٰ عینیٰ اذ تمشی ...
فرجعنک إلی ا ملک

1 7_ حضرت موسیٰ (ع) کا آغوش مادر میں پلٹ آنا خدا تعالیٰ کی دقیق نظارت میں انکی پرورش اور نشو و نما کا مناسب ذریعہ
و لتصنع علیٰ عینیٰ اذ تمشی ... فرجعنک "اذ تمشی" میں "اذ" ممکن ہے "لتصنع" کیلئے ظرف ہو اس صورت میں "اذ"
کے بعد والے جملے موسیٰ (ع) کے بارے میں صنع الہی کے وقوع پذیر ہونے کے ظرف کو بیان کر رہے ہیں۔

1 8_ حضرت موسیٰ (ع) نے کوہ طور میں وحی کو دریافت کرنے اور مقام رسالت پر فائز ہونے سے پہلے ایک شخص کو
قتل کیا تھا۔ و قتل نفس یہ آیت کربہ مصر میں ایک قبطنی شخص کے قتل کو بیان کر رہی ہے کہ جو حضرت موسیٰ (ع)
کے ہم مذہب شخص کے ساتھ جھگڑ رہا تھا اور حضرت موسیٰ (ع) نے اسے قتل کر دیا تھا لیکن اسکے رد عمل کی فکر آپ کو

آسودہ خاطر نہیں ہونے دے رہی تھی یہاں تک کہ آپ مصر سے بھاگ نکلے اور مدین پہنچ کر آپ سے خطرہ ٹلا اور غم و اندوہ دور ہوئے۔

9_1 قتل کا ارتکاب، حضرت موسیٰ (ع) کی پریشانی اور ان کے غم و اندوہ میں مبتلا ہونے کا سبب بنا۔
و قتل نفساً فنجینک من الغم حضرت موسیٰ (ع) کا غم و اندوہ ان کے واقعہ قتل اور فرعونوں کی طرف سے خطرہ محسوس کرنے کے بارے میں پریشانی اور اضطراب کی وجہ سے تھا۔

0_2 قتل کی وجہ سے حضرت موسیٰ (ع) کو فرعونوں کے ہاں امن نہیں تھا۔ فنجینک من الغم
1_2 فرعونوں کی نظر میں قبطیوں پر بنی اسرائیل ترجیح رکھتے تھے حتیٰ کہ اپنے پرورش یافتہ اور محبوب جوان پر بھی۔
فنجینک من الغم

2_2 خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو قتل کی پریشانی سے نجات بخشی۔ و قتل نفساً فنجینک من الغم
3_2 حضرت موسیٰ (ع) کا قتل کے خطرناک نتائج سے رہائی پانا، خدا تعالیٰ کی جانب سے آپ پر ایک عظیم نعمت۔
و قتل نفساً فنجینک من الغم "قتلت" کا "لقد منّا" پر عطف ہے کہ جو سابقہ آیات میں تھا اور حضرت موسیٰ (ع) پر ولادت کی مشکلات سے رہائی والی نعمت کو ذکر کرنے کے بعد ایک اور نعمت اور احسان کو بیان کر رہا ہے۔
4_2 انسان کا غم و اندوہ سے نجات پانا، خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ فنجینک من الغم

5_2 خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو مدین میں داخل ہونے سے پہلے ایک سخت آزمائش میں مبتلا کیا۔ و فتّٰنک فتوناً
فلبت سنین فی اهل مدین "فتنہ" کا معنی ہے امتحان اور آزمائش (مصباح) "فتون" مصدر اور مفعول مطلق ہے اور کلام کی تاکید کیلئے لایا گیا ہے اور جملہ "فتناک فتوناً" یعنی ہم نے تجھے خوب آزمایا۔

6_2 حضرت موسیٰ (ع) کے مصر میں ایک قبطی شخص کو قتل کرنے نے انکے خدا تعالیٰ کی سخت آزمائش میں مبتلا ہونے کا راستہ ہموار کیا۔ و قتل نفساً فنجینک من الغم و فتّٰنک فتون اگر "فتناک" کا عطف "نجیناک" پر ہو تو آزمائش الہی میں حضرت موسیٰ (ع) کا سختی جھیلنا انکے قتل کا نتیجہ تھا۔

7_2 مدین میں وارد ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) سے متعدد آزمائشیں لیں۔ و فتّٰنک فتون
ہو سکتا ہے کلمہ "فتون" فتنہ کی جمع ہو جیسا کہ "کشاف" اور "البحر المحیط" میں ہے۔

8_2 حضرت موسیٰ (ع) کو اپنی زندگی میں بہت ساری سختیوں کا سامنا ہوا۔ و فتّٰنک فتون جیسا کہ بعض نے کہا ہے

"فتون" فتنہ کی جمع ہے اور "فتنہ" کا استعمال زیادہ تر شائد اور سختیوں میں ہوتا ہے (مفردات راغب)۔

9 2_ حضرت موسیٰ (ع) کی آزمائش اور زندگی کی سختیاں ان پر خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے تھیں۔

چونکہ یہ آیات حضرت موسیٰ (ع) پر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کر رہی ہیں اور اسی کے ضمن میں حضرت موسیٰ کا (آزمائش یا سختی) میں مبتلا ہونا ذکر ہوا ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ اس قسم کی سختیاں اور آزمائشیں بھی خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں۔

0 3_ زندگی کی بعض سختیاں، انسان پر خدا تعالیٰ کی نعمت اور لطف کی علامت ہیں۔ و لقد مننا ... و فتّٰک فتون

1 3_ زندگی کے واقعات اور مشکلات خدا تعالیٰ سے مربوط اور اسکی طرف منسوب ہیں۔ و فتّٰک

2 3_ فرعونوں کے چنگل سے آزاد ہونے کے بعد حضرت موسیٰ (ع) سختی کے ساتھ مدین پہنچے اور چند سال تک وہیں

قیام پذیر رہے۔ و فتّٰک فتوناً فلبت سنین فی اہل مدین

3 3_ حضرت موسیٰ (ع) کا مدین کے لوگوں کے درمیان چند سال قیام کرنا انکی آزمائش اور امتحان کا دوسرا مرحلہ تھا۔

و فتّٰک فتوناً فلبت سنین فی اہل مدین "فلبت" کی فاء ممکن ہے مفصل کے مجمل پر عطف کیلئے ہو اس صورت

میں حضرت موسیٰ (ع) کا مدین میں قیام "فتنہ" (سختی یا آزمائش) کا مصداق ہوگا۔

4 3_ حضرت موسیٰ (ع) کی زندگی کی سختیاں اور ان سے خدا تعالیٰ کی آزمائش اسلئے تھیں کہ وہ رسالت الہی کا بوجھ

اٹھانے کے لئے شائستہ مرتبہ پر فائز ہو سکیں۔ و فتّٰک فتوناً ... ثم جئت علی قدر یا موسیٰ

"قدر" یعنی مطلوب حد۔ یہ کلمہ اور "مقدار" ایک ہی معنی میں ہیں۔ (لسان العرب) "علی قدر" "جئت" کے فاعل کیلئے حال

ہے یعنی اے موسیٰ جب تو شائستگی اور استواری کی لازمی حد کو پہنچ گیا تو تو نے اس وادی میں قدم رکھا۔

5 3_ حضرت موسیٰ (ع) کو اس وقت کوہ طور میں خدا تعالیٰ کے ساتھ مناجات اور حکم رسالت کے دریافت کی توفیق

حاصل ہوئی جب آپ نے آزمائش الہی اور سختیوں کو جھیلنے کے مرحلے سے گزر کر لازمی لیاقت کو پایا۔ و فتّٰک فتوناً ...

ثم جئت علی قدر یا موسیٰ

6 3_ حضرت موسیٰ (ع) کی عمر کے کئی سالوں کا مدین میں بسر ہونا اور رسالت کیلئے لازمی لیاقت کو حاصل کر لینا آپ

کیلئے نعمات الہی تھیں۔ ولقد مننا علیک مرة اخری ... إذ تمشی اختک

7 3_ نبوت اور رسالت الہی ان لوگوں کیلئے مخصوص ہے جو اسکے لائق ہوں۔ ثم جئت علی قدر یا موسیٰ

38_ حضرت موسیٰ (ع) کی مدین سے واپسی اور کوہ طور میں وادی طوی میں آنا خدا تعالیٰ کی طرف سے ترتیب دیئے گئے پروگرام کے مطابق تھا۔ فلثت سنین فی اہل مدین ثم جئت علی قدر یا موسیٰ "قدر" کا ایک معنی، الہی تقدیر ہے کہا گیا ہے کہ یہ کلمہ "قدر" کا اسم مصدر اور تقدیر بنانے کے معنی میں ہے (لسان العرب) راغب بھی کہتا ہے "قدر" ہر چیز کا معین وقت اور جگہ ہے۔

39_ انبیاء کی بعثت کا وقت معین اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ثم جئت علی قدر یا موسیٰ
40_ مدین میں حضرت موسیٰ (ع) کی لمبی عمر کا انکے رسالت کے لائق بننے کیلئے بڑا کردار تھا۔ فلثت سنین فی اہل مدین ثم جئت علی قدر یا موسیٰ "ثم" تراخی کیلئے ہے اور یہ دلالت کرتا ہے کہ موسیٰ کا کوہ طور پر آنا ان کی مدین میں رہائش کے آغاز کا فی وقت بعد تھا۔

41_ خدا تعالیٰ نے کوہ طور میں نرمی اور مہربانی کے ساتھ حضرت موسیٰ (ع) سے بات کی۔ یوسی
سخن کے دوران بار بار حضرت موسیٰ (ع) کا نام لینا خدا تعالیٰ کی آپ کے ساتھ مہربانی پر دلالت کرتا ہے۔
42_ "عن محمد بن مسلم: قلت لا بی جعفر (ع) : فکم مکث موسیٰ غائباً عن امہ حتی ردّہ اللہ علیہا؟ قال: ثلاثة ايام؛ محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے امام باقر (ع) سے عرض کیا حضرت موسیٰ (ع) کتنی مدت اپنی والدہ سے غائب رہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے انہیں انکے پاس لوٹا دیا تو آپ نے فرمایا تین دن^(۱)

43_ "روی عن النبی (ص) انه قال: رحم اللہ اخی موسیٰ قتل رجلاً خطأً وکان ابن اثنتی عشرة سنة؛ پیغمبر اکرم (ص) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا خدا تعالیٰ میرے بھائی موسیٰ (ع) پر رحم کرے انہوں نے ایک مرد کو اس وقت غلطی سے قتل کیا جب انکی عمر بارہ سال تھی^(۲)۔

انبیاء (ع): انکی بعثت کا قانون مند ہونا ۳۹/ بیٹا: اسکی تربیت ۱۶
خدا تعالیٰ: اسکی حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو ۳۱_ اسکی تقدیر ۳۸؛ اسکی مہربانی ۳۱؛ اس کا نجات دینا ۲۲؛ اسکی مہربانی کی نشانیاں ۳۰؛ اسکی نعمتیں ۳۰؛ اس کا کردار ادا کرنا ۲۳ روایت: ۳۲، ۳۳
غم و اندوہ: اسکے دور کرنے کا سرچشمہ ۲۳

(1) تفسیر قمی ج ۲ ص ۱۳۶ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۸۰ ح ۶۶ (2) مجمع البیان ج ۷ ص ۱۹ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۸۰ ح ۶۷

فرعون: فرعون اور موسیٰ ۳; اس کا قصہ ۵

فرعونی لوگ: انکا نسلی امتیاز ۲۱; یہ اور موسیٰ (ع) ۱۰، ۲۰; انکی مشکلات ۵

قبطی: انہیں بنی اسرائیل پر ترجیح دینا ۲۱

ماں: اس کا کردار ادا کرنا ۱۶

مشکلات: انکا سرچشمہ ۳۱

موسیٰ (ع): انکے امتحان کے اثرات ۳۵; انکی واپسی کے اثرات ۱۳، ۱۴; انکے قتل کے اثرات ۱۹، ۲۰، ۲۶; انکی مشکلات کے اثرات ۳۵; انکا احساس نا امنی ۲۰; انکا امتحان ۲۵، ۲۹، ۳۳; انکی ماں کا غم و اندوہ ۱۳; انکا غم و اندوہ ۲۲; انکی واپسی ۱۰، ۳۸; انکے امتحان کا متعدد ہونا ۲۴; انکا پیچھا کرنا ۳; انکی کفالت ۱۰، ۱۱; انکی خطا ۳۳; انکی بہن ۱، ۶; انکی بہن اور فرعون کے درباری ۷; انکی بہن کی رازداری ۹; انکے امتحان کا پیش خیمہ ۲۶; انکی تربیت

کا پیش خیمہ ۱۴; ان کے رشد و تکامل کا پیش خیمہ ۱۴; انکی مناجات کا پیش خیمہ ۳۵; انکی نبوت کا پیش خیمہ ۳۳، ۳۵، ۳۰; انکی بہن کی صفات ۹; انکی بہن کا علم ۲; انکے غم و اندوہ کے عوامل ۱۹; انکی واپسی کے عوامل ۱۲; انکی ماں کے غم و اندوہ کے دور ہونے کے عوامل ۱۳; انکی پریشانی کے عوامل ۱۹; انکے فضائل ۳۶; انکے امتحان کا فلسفہ ۳۳; انکی مشکلات کا فلسفہ ۳۳; انکی بہن کی پیشکش کا قبول ہونا ۸; انکا قتل کرنا ۱۸، ۲۲، ۳۳; انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۸، ۲۰، ۲۵، ۲۸، ۳۲، ۳۳، ۳۰، ۳۲، ۳۳; انکا بچپن ۱۱; انکی نگرانی ۳; انکی جدائی کی مدت ۳۲; انکی نگرانی کی مشکلات ۵; انکی مشکلات ۲۸، ۲۹; انکی دایہ کی پہچان کرنا ۶، ۷، ۸; انکی ماں کا مقام ۱۵; آپ کوہ طور میں ۳۵، ۳۸، ۳۱; آپ مدین میں ۳۲، ۳۳، ۳۶، ۳۰; آپ نیل میں ۲; آپکے ساتھ مہربانی ۳۱; آپکی نبوت ۳۶; آپکی نجات ۲۲، ۲۳، ۳۲; آپکی نعمتیں ۲۳، ۲۹; آپکی بہن کا کردار ادا کرنا ۱۲; آپکی ماں کا کردار ادا کرنا ۱۰، ۱۱; آپکی بہن کی پریشانی ۲، ۳; آپکی پریشانی ۲۲; آپکی بہن کی ہوشیاری ۹

نبوت: اسکے شرائط ۳۷

نعمت: اسکے درجے ۲۳; اسکی مشکلات ۳۰

اور ہم نے تم کو اپنے لئے منتخب کر لیا (۳۱)

1_ حضرت موسیٰ (ع) خدا تعالیٰ کے پرورش یافتہ۔ اصطنتک

"اصطناع" یعنی تربیت کرنا اور با ادب بنانا (قاموس) اور لائق بنانے میں مبالغہ پر دلالت کرتا ہے (مفردات راغب)۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کا وجود راہ خدا کیلئے وقف۔ لِنَفْسِي "تجھے میں نے اپنے لئے بنایا" مخاطب کو اپنے لئے خالص کرنے سے کنایہ ہے۔

3_ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کی سپرستی اور نگرانی انسانوں کے درمیان احکام الہی کو عملی کرنے کیلئے تھا۔ و اصطنتک لِنَفْسِي "لِنَفْسِي" کی قید بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کی اپنے اہداف کیلئے پرورش کی تھی اور اس سے اپنے آسمانی احکام کو عملی کرنے کیلئے طاقتور بنایا تھا بعد والی آیت کریمہ کہ جو فرعون کی طرف جانے کا حکم دے رہی ہے اس معنی کی شاہد ہے۔

4_ حضرت موسیٰ (ع)، کو بارگاہ خداوندی میں بلند مقام حاصل تھا اور آپ مکمل طور پر خدا تعالیٰ کیلئے مخلص تھے۔
و اصطنتک لِنَفْسِي

5_ خدا تعالیٰ انبیاء کی پرورش اور تربیت کرنے والا ہے۔ و اصطنتک لِنَفْسِي

6_ رسالت و نبوت کے لائق ہونا، خدا تعالیٰ کیلئے مکمل خلوص کے ساتھ مربوط ہے۔ و اصطنتک لِنَفْسِي
یہ آیت کریمہ سابقہ آیت کے آخری حصے کی تفسیر ہے اور اس قدر اور میزان کو بیان کر رہی ہے کہ جس کا انبیاء کیلئے حاصل ہونا ضروری ہے اور حضرت موسیٰ (ع) اس مقام و مرتبے پر فائز ہو کر کوہ طور پر آئے تھے۔

7_ حضرت موسیٰ (ع) کا کامل اخلاص ان پر خدا تعالیٰ کی ایک نعمت۔ و اصطنتک لِنَفْسِي

ہو سکتا ہے اس آیت کریمہ کا عطف "قتلت نفساً" جیسے جملوں پر ہو کہ جو خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کو بیان کر رہے ہیں۔

اخلاص: اسکے اثرات ۶

انبیاء (ع): انکا تربیت کرنے والا ۵

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت ۱، ۵

شرعی ذمہ داری: اس پر عمل کرنے کی اہمیت ۳

موسیٰ (ع): انکا اخلاص ۳، ۴؛ انکی شخصیت ۲؛ انکے فضائل ۲، ۴؛ انکی تربیت کا فلسفہ ۳؛ انکی نگرانی کا فلسفہ ۳؛ انکی تربیت کرنے والا ۱؛ انکا مقام ۳؛ انکی نعمتیں ۴۔

نبوت: اسکی شرائط ۶

نعمت: اخلاص والی نعمت ۴

آیت ۳۳

﴿اَذْهَبْ اَنْتَ وَاُخُوكَ بَايَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي﴾

اب تم اپنے بھائی کے ساتھ میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا (۳۲)
1_ ہارون، حضرت موسیٰ (ع) کے بھائی اور رسالت الہی کی انجام دہی میں انکے شریک۔
ہرون اخي ... اذهب انت و اخوك

2_ حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت ہارون (ع) معجزات و آیات الہی کے ساتھ اپنی رسالت کی انجام دہی کیلئے حرکت کرنے پر مامور۔ اذهب انت و اخوك بآياتي

3_ حضرت موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کا دین عالمی تھا اور کسی ایک گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں تھا۔
پہلی اور بعد والی آیات میں فرعون کی طرف جانے کا تذکرہ ہے لیکن چونکہ اس آیت کریمہ نے رسالت کی تبلیغ کیلئے کوئی خاص مورد معین نہیں کیا اس سے احتمال ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) سب کیلئے مامور تھے اور فرعون پیغام کے پہچانے کیلئے نقطہ آغاز تھا۔

4_ لوگوں کی طرف حرکت کرنا اور ان میں جانا تبلیغ اور رسالت کیلئے لازمی ہے۔ اِذْهَبْ اِلٰی ... اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوكَ
ان چند آیات میں کہ جو مورد بحث ہیں فعل "اِذْهَبْ" کا تین دفعہ تکرار ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم اور تاکید سے پتا چلتا
ہے کہ تبلیغ دین کیلئے بیٹھنا اور لوگوں کے جمع ہونے کا انتظار کرنا کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ ان کے درمیان جا کر
دعوت الہی کا پرچم بلند کیا جائے۔

5_ حضرت موسیٰ (ع) اور حضرت ہارون (ع) اپنی دعوت کو انجام دینے کیلئے متعدد معجزات کے حامل تھے۔ اِذْهَبْ
... بآیاتی "آیات" کو جمع کی صورت میں لانا موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو عطا کئے گئے معجزات و آیات کے متعدد ہونے
کی نشانی ہے۔ اس تعدد کی توجیہ میں دو احتمال ہیں۔ ۱_ عصا اور ید بیضا والے معجزے اگرچہ بطور کلی دو معجزے تھے لیکن
یہ متعدد معجزوں پر مشتمل تھے کیونکہ عصا کا سانپ بننا، اس کا حرکت کرنا اور پھر سانپ کا عصا بننا ہر ایک الگ سے معجزہ
ہے۔ ۲_ خدا تعالیٰ نے اس تعبیر کے ساتھ حضرت موسیٰ (ع) کو وعدہ دیا ہے کہ اس کے بعد بھی انہیں معجزات عطا کریگا۔
6_ عصا اور ید بیضا والے معجزوں کے ہمراہ حضرت موسیٰ (ع) کو دیگر معجزات عطا کرنا خدا تعالیٰ کا کوہ طور میں ان کے
ساتھ وعدہ۔ * بآیاتی باوجود اس کے کہ اس وقت تک حضرت موسیٰ (ع) کو صرف دو معجزے عطا ہوئے تھے "آیات"
کو جمع لانا ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ دیگر معجزات عطا کرنے کا ضمنی وعدہ ہو۔

7_ معجزہ انبیاء کی نبوت و رسالت کی حقانیت کو ثابت کرنے کا ایک طریقہ۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوكَ بآیاتی

8_ رسالت انبیاء کی نشانیاں اور معجزات، خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ بآیاتی

9_ خدا تعالیٰ کو یاد کرنا اور اسکی بات کرنا موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی دعوت کا محور اور نعرہ۔ وَلاتنیا فی ذکری

10_ یاد خدا، رسالت کی انجام دہی اور پیغام پہنچانے میں سستی نہ کرنا، خدا تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ (ع) و ہارون (ع)
کو نصیحت۔ وَلاتنیا فی ذکری "وہی" کا معنی ہے سستی اور کوتاہی کرنا (مصباح) "لاتینا" یعنی اے موسیٰ اور ہارون میری
یاد میں سستی اور کوتاہی مت کرنا۔ اور خدا تعالیٰ کی یاد کا لازمہ ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے
انکے سپرد کی گئی ہیں۔

11_ یاد خدا میں سنجیدگی، اسکی طرف سے سپرد کی گئی ذمہ داریوں کی طرف مسلسل توجہ اور اس میں سستی نہ کرنے کا

لازمی ہونا۔ وَلاتنیا فی ذکری

12_ یاد خدا میں سستی اور اس سے غفلت، راہ خدا میں قیام کرنے والوں اور اس میں چلنے والوں کیلئے ایک قابل توجہ خطرہ۔ اِذهب انت ... ولاتنیا فی ذکرِی

13_ آیات الہی اور معجزات انبیاء کی حوصلہ افزائی کا سبب ہیں۔ اِذهب ... بآیا تی و لاتنیا فی ذکرِی

14_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو ہارون (ع) کی طرف حکم رسالت پہنچانے پر مامور کیا اور ان سے چاہا کہ ہارون کو ذکر خدا میں سستی نہ کرنے کی نصیحت کریں۔ اِذهب انت و اخوک بآیا تی و لاتنیا فی ذکرِی
موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے مشترکہ فرائض کے سلسلے میں حضرت موسیٰ (ع) کو مخاطب بنانا تقاضا کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) یہ فرامین ہارون کو پہنچائیں۔

15_ دوسروں کی راہنمائی پر خود سازی کا مقدم ہونا۔ و اصطنعتک لنفسی ... اِذهب انت و اخوک

آیات خدا: انکا کردار ۱۳

انبیاء: انکی حقانیت کے دلائل ۷؛ انکی حوصلہ افزائی کے عوامل ۱۳

تبلیغ: اسکی روش ۳

تزکیہ نفس: اسکی اہمیت ۱۵

خدا تعالیٰ: اسکی نصیحتیں ۱۰؛ اس کا کردار ادا کرنا ۸؛ اس کے وعدے ۶

ذکر: ذکر خدا کی اہمیت ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳

غفلت: خدا سے غفلت کا خطرہ ۱۲

معجزہ: اس کا سرچشمہ ۸، اس کا کردار ۷، ۱۳

موسیٰ (ع): آپ کا بھائی ۱، آپ کے معجزوں کا متعدد ہونا ۵؛ آپ کو نصیحت ۱۰؛ آپ کی رسالت کا عالمی ہونا ۳؛ آپ کی رسالت ۲، ۱۳؛
آپ کی رسالت کا شریک ۱؛ آپ کا عصا ۶؛ آپ کا معجزہ ۲، ۶؛ آپ کوہ طور میں ۶؛ آپ کی سب سے اہم دعوت ۹؛ آپ کے ساتھ وعدہ
۶؛ آپ کا ید بیضا ۶

ہارون (ع): انکو رسالت کا پہچانا ۱۳؛ ان کے معجزوں کا متعدد ہونا ۵؛ انکو نصیحت ۱۰، ۱۳؛ انکی رسالت کا عالمی ہونا ۳؛ انکی

رسالت ۲؛ انکا معجزہ ۲؛ انکی سب سے اہم دعوت ۹؛ انکا کردار ادا کرنا ۱

ہدایت: اسکی شرائط ۱۵

آیت ۳۳

﴿اِذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ﴾

تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے (۳۳)

1_ فرعون، سرکش اور خدا ناشناس تھا۔ اِذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ اِنَّه طغی

2_ موسیٰ و ہارون کا فرعون کی طرف حرکت کرنا اور اسے سرکشی سے روکنا خدا تعالیٰ کی طرف سے ان دو کو موکد اور مکرر حکم۔ اِذْهَب ... اِذْهَبَا اَنْتَ وَ اَخُوكَ ... اِذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

3_ فرعون کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی مقاومت و پابنداری اور سستی سے پرہیز کرنے کی ضرورت۔ وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي اِذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ اِنَّه طغی

4_ سرکشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے مناسب وسائل فراہم کرنے، تیاری کرنے اور ایسے مردوں کی ضرورت ہے جنہوں نے خود سازی کر رکھی ہو۔ اِذْهَبَا إِلَىٰ اَمْكُ ... وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ... اِذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ اِنَّه طغی

5_ سرکشوں کا مقابلہ کرنا انبیاء کے برجستہ ترین پروگراموں میں سے ہے۔ اِذْهَبَا ... اِنَّه طغی

6_ سرکشوں کا مقابلہ کرنا اور انکی بیخ کنی کرنا ضروری ہے۔ اِذْهَبَا ... اِنَّه طغی

7_ دین الہی سرکشی کرنے اور دوسروں کی سرکشی کے برداشت کرنے کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہے۔ اِذْهَبَا اِلَىٰ فِرْعَوْنَ اِنَّه طغی

8_ بڑے اہداف کیلئے بچپن سے ہی مستعد افراد کی شناخت و تربیت اور ان پر مسلسل نظر رکھنا ایک خدائی روش اور مطلوب ہے۔ اِذَا وَحِينَا إِلَىٰ اَمْكُ ... وَ فِتْنَكَ فِتْنًا ... وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ... اِذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ اِنَّه طغی

آسمانی ادیان: انکا کردار ۷
 انبیاء (ع): انکی سب سے اہم رسالت ۵
 تربیت: اسکی روش ۸
 تزکیہ نفس: اسکے اثرات ۳
 خدا تعالیٰ: اسکے اوامر ۲
 سرکشی: اسکے موانع ۷
 سرکش لوگ: انکا مقابلہ کرنے کی اہمیت ۵، ۶؛ انکا مقابلہ کرنے کی شرائط ۳
 عمل: پسندیدہ عمل ۸
 فرعون: اسکی صفات ۱؛ اسکی سرکشی ۱؛ اسکی سرکشی کو روکنا ۲؛ اسکی ہدایت ۳
 مستعد لوگ: ان پر نظر رکھنا ۸
 موسیٰ (ع): آپکی استقامت ۳؛ آپکی رسالت ۲
 ہارون (ع): انکی استقامت ۳؛ انکی رسالت ۲

آیت ۳۳

﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لِّئِنَّا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى﴾

اس سے نرمی سے بات کرنا کہ شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا خوفزدہ ہو جائے (۳۳)

1_ فرعون کے ساتھ گفتگو کے دوران، حضرت موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نرم لہجے میں بات کرنے اور درشت لہجے سے پرہیز کرنے پر مامور۔ فقولا له قولا لین

"لین"، "خشن" کی ضد ہے (مفردات راغب) اور "لین" صفت مشبہہ ہے یعنی نرم اور لطیف۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی نرم گفتگو نے فرعون کے حقیقت تک پہنچنے یا اسکے اعتقادات کے تزلزل کی وجہ سے اسکے دل میں خوف و ہراس کے پیدا ہونے کیلئے زمینہ ہموار کیا۔

فقولا له قولا لیناً لعلہ يتذكر او يخشى "خشية" اس خوف کو کہتے ہیں جو طرف مقابل کی عظمت کے احساس کے ہمراہ ہو (مفردات راغب) حرف "او" نے فرعون کو دو احتمالی رد عمل کے درمیان ترسیم کیا ہے

پس جملہ "لعلہ" ... بیان کر رہا ہے کہ امید ہے فرعون حقیقت کو سمجھ کر اس پر یقین کر لے یا کم از کم موسیٰ و ہارون کی صداقت کا احتمال دے اور اسکے نتیجے میں بڑے خطرے کا احساس کرتے ہوئے اس سے ہراسان ہو جائے

3_ ہدایت اور اصلاح، انبیاء کی رسالت کا اصلی ہدف۔ فقولا له ... لعلہ یتذکر ا و یخشی

باوجود اسکے کہ فرعون سرکش اور جھوٹا تھا لیکن موسیٰ و ہارون کو فوج جمع کرنے اور اسکے خلاف جنگ لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ وہ مامور تھے کہ آیات الہی کا اظہار کر کے اور نرم گفتگو کے ذریعے اسے ہدایت کریں۔

4_ لوگوں کو برائیوں سے منع کرنے کیلئے جب تک گفتار کے اثر کرنے کا احتمال ہو اس وقت تک عملی اقدامات اور طاقت کا استعمال نہ کیا جائے۔ فقولا له قولاً لیناً لعلہ یتذکر ا و یخشی

"لعل" سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ جب تک نرم گفتگو کے اثر انداز ہونے کی امید ہو اس وقت تک برائی کو روکنے کیلئے الجھنا اور عملی قدم اٹھانا جائز نہیں ہے۔

5_ لوگوں کو پسند و نصیحت کرنا اور انہیں برے کردار کے انجام کے بارے میں خبردار کرنا انبیاء کی رسالت کا حصہ ہے۔ لعلہ یتذکر ا و یخشی "تذکر" "تذکیر" کا مطاوعہ ہے اور قاموس میں "تذکیر" کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ نصیحت کرنے کے معنی میں ہے۔

6_ حقیقت سے غافل ہونا اور برے کردار کے انجام سے نہ ڈرنا سرکشی ہے۔ انہ طغی ... لعلہ یتذکر ا و یخشی خدا تعالیٰ، فرعون کو سرکشی سے روکنے کیلئے موسیٰ و ہارون کو تذکر اور خشیت پیدا کرنے کی تعلیم دیتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دو خصلتوں کا نہ ہونا فرعون کی سرکشی کا سبب تھا۔

7_ دین کی تبلیغ میں نرم گفتگو کرنا اور محبت آمیز روش اپنانا ضروری ہے حتیٰ کہ سرکش ترین لوگوں کے ساتھ بھی۔ فقولا له قولاً لین

8_ تبلیغ میں مہر و محبت پر مبنی گفتگو زیادہ مؤثر ہے۔ فقولا له قولاً لیناً لعلہ یتذکر ا و یخشی

کلام خدا میں "لعل" کا معنی اس کا پر امید ہونا نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص گفتگو کی اس روش کو دیکھے وہ پر امید ہوگا۔

9_ تبلیغی کام کو مرحلہ بہ مرحلہ انجام دینا اور لوگوں کو ہدایت کرنے کی روش کے انتخاب میں حالات اور ماحول کی طرف توجہ رکھنا ضروری ہے۔

فقولا له قولاً ليناً لعله يتذكر ا و يخشى

10_ معاشرتی مفاسد کا مقابلہ کرنے کیلئے مبلغین کی روش میں ہم آہنگی زیادہ کارساز اور کامیابی کی زیادہ نزدیک ہے۔
اذہبا ... فقولا له قولاً ليناً لعله يتذكر موسى (ع) و ہارون (ع) دونوں فرعون کا مقابلہ کرنے کیلئے ایک روش اپنانے پر ما
مور ہوئے۔

11_ "سفيان بن سعيد قال: سمعت ابا عبد الله جعفر بن محمد الصادق (ع) ... يقول: يا سفيان ، عليك بالتقية ... ان الله عزوجل قال لموسى و هارون: "فقولا له قولاً ليناً لعله يتذكر ا و يخشى" يقول الله عزوجل: كنياه و قولاً له : يا ابا مصعب؛ سفيان بن سعيد کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) کو فرماتے ہوئے سنا اے سفيان تقیہ کی رعایت کر... خدا تعالیٰ نے موسیٰ و ہارون کو فرمایا تھا "فقولا له قولاً ليناً لعله يتذكر ا و يخشى" خدا تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ اسے اسکی کنیت کے ساتھ مخاطب کرنا اور اسے کہنا اے ابو مصعب (لوگوں کو کنیت کے ساتھ مخاطب بنانا انکے احترام کی علامت ہے)۔^(۱)

12_ "عن موسى بن جعفر (ع) : ا ما قوله: "لعله يتذكر ا و يخشى" فإنما قال ليكون ا حرص لموسى على الذهاب؛ امام موسی کاظم (ع) سے روایت کی گئی ہے خدا تعالیٰ نے "لعله يتذكر ا و يخشى" اسلئے فرمایا تاکہ حضرت موسی (فرعون کی طرف) جانے کا اشتیاق بڑھ جائے۔^(۲)

انبیاء (ع): انکا اصلاح کرنا ۳؛ انکا انذار ۵؛ انکی رسالت ۵؛ انکے مواعظ ۵؛ انکی سب سے اہم رسالت ۳؛ انکا ہدایت کرنا ۳ تبلیغ: اسکی روش پہچاننے کی اہمیت ۹؛ اس میں منصوبہ بندی کرنا ۹؛ اسکی روش ۴، ۹، ۱۰؛ اس میں کامیابی کا پیش خیمہ ۱۰؛ اس میں مؤثر عوامل ۸؛ اس میں نرم گفتگو ۴، ۸

ڈرانا: ناپسندیدہ عمل کے انجام سے ڈرانا ۵

سرکشی: اسکے عوامل ۶ // عمل: ناپسندیدہ عمل کا انجام ۶

غفلت: اسکے اثرات ۶ // فرعون: اس کا مقابلہ کرنے کی روش ۱۱؛ اسکے خوف کا پیش خیمہ ۲؛ اسکی حق شناسی کا پیش خیمہ ۲؛ اسکی کنیت ۱۱ // گفتگو: نرم گفتگو کے اثرات ۸

(1) معانی الاخبار ص ۳۸۶ ح ۲۰ باب نوادر المعانی - تفسیر برہان ج ۳ ص ۳۷ ح ۴ - (2) علل الشرائع ص ۶۷ باب ۵۶ ح ۱ - نور الثقلین ج ۳ ص ۳۸۰ ح ۶۹

معاشرتی مفاسد: انکا مقابلہ کرنے کی روش ۱۰

موسیٰ (ع): آپکی نرم گفتگو کے اثرات ۲؛ آپکو متحرک کرنے کے عوامل ۱۲؛ آپکی ذمہ داری ۱؛ آپکی نرم گفتگو ۱

نہی از منکر: اسکے احکام ۳؛ اسکے درجے ۳

ہارون (ع): انکی نرم گفتگو کے اثرات ۲؛ انکی ذمہ داری ۱؛ انکی نرم گفتگو ۱

آیت ۳۵

﴿قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا لَنَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَىٰ﴾

ان دونوں نے کہا کہ پروردگار ہمیں یہ خوف ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیارتی نہ کرے یا اور سرکش نہ ہو جائے (۳۵)

1_ حضرت موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے فرعون کی طرف جانے سے پہلے آپس میں ملاقات کی اور اسکی راہنمائی کے

احتمالی موانع کے بارے میں غور کیا۔ قالا ربنا اننا نخاف

حضرت موسیٰ (ع) کے قصے کے بعض حصے جیسے آپ کا اپنے اہل و عیال کے پاس واپس جانا، راہ مصر کو پالینا، اور اپنے

بھائی ہارون سے ملاقات کرنا۔ چونکہ انکا فرعون کا مقابلہ کرنے میں کوئی خاص دخل نہیں ہے اسلئے یہ ان آیات میں نہیں

آئے۔ یہ احتمال بھی ہے کہ آیت نمبر ۳۲ (اذہب انت و اخوک) میں خدا تعالیٰ کا موسیٰ و ہارون کے ساتھ کلام ان دونوں

کی ملاقات کے بعد ہو۔

2_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے بارگاہ الہی میں مناجات کر کے اور اپنے اقدام کے احتمالی موانع کو شمار کر کے خدا تعالیٰ

سے کسی چارے کی درخواست کی۔ قالا ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا

3_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) معجزے کے اظہار اور حقیقت کے بیان کی فرصت ملنے سے پہلے ہی فرعون کی طرف سے

انہیں فوری سزا دینے کے عجولانہ اقدام سے خوف زدہ تھے قالا ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا

"فُرُط" یعنی افراط و تفریط کے بغیر آگے نکلنا (مفردات راغب) موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی مراد فرعون

کی طرف سے ایسے اقدام کا احتمال ہے جو انہیں پیام الہی کے ابلاغ کی فرصت نہ دے۔

4_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) فرعون کی طرف سے اسے دعوت الہی کے ابلاغ کے بعد، زیادہ سرکشی کے احتمال سے پریشان تھے۔ ا و ا ن یطغی

خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) کے ساتھ کلام کرتے ہوئے فرعون کی سرکشی کی تصریح کی تھی۔ پس اس بات سے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی مراد سرکشی کا اس قدر زیادہ ہونا ہے کہ جس سے اسکے دعوت کو قبول کرنے امکان بالکل ختم ہو جائے۔

5_ حضرت موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو فرعون تک پیغام الہی کے پہچانے میں ناکامی کی پریشانی۔

إننا نخاف ان یفرط علینا ا و ا ن یطغی

6_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی نظر میں فرعون ایک ڈکٹیٹر اور حقیقت کو سرکوب کرنے والا شخص تھا۔

نخاف ان یفرط علینا ا و ا ن یطغی

یہ احتمال کہ فرعون موسیٰ و ہارون کو بیان حقیقت کی فرصت نہیں دیگا انکے فرعون کی خود سری کو جاننے کی وجہ سے تھا اور اسکی سرکشی کے زیادہ ہونے کا احتمال ان دو کے اس بات سے آگاہی کی وجہ سے تھا کہ فرعون حق کے مقابلے میں ہٹ دھرم مزاج کا مالک ہے۔

7_ ذمہ داری کی احتمالی مشکلات اور موانع کے بارے

میں غور کرنا اور الہی پیغام کے پہچانے میں ناکامی کا خوف، مقام نبوت اور خدا تعالیٰ کے لئے مخلص ہونے کے ساتھ منوفات نہیں رکھتا۔ و اصطنعتک لنفسی ... إننا نخاف ان یفرط علینا ا و ا ن یطغی

انبیاء (ع): انکا اخلاص ۱؛ انکا خوف ۲؛ انبیا اور تبلیغ کی مشکلات کے بارے میں غور کرنا ۳؛ انبیا اور نبوت کی مشکلات کے بارے میں غور کرنا ۴

فرعون: اس کا استبداد ۱؛ اسکے شکنجے ۲؛ اسکی طرف سے عجولانہ اقدام کی پریشانی ۳؛ اسکی طرف سے حق کو قبول نہ کرنے کی پریشانی ۴؛ اسکی سرکشی کی پریشانی ۵

موسیٰ (ع): انکی سوچ ۱؛ انکی رسالت ۲؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵؛ موسیٰ و ہارون کی باہمی مشاورت ۱؛ موسیٰ و ہارون کی ملاقات ۱؛ انکی مناجات ۲؛ انکی پریشانی ۳، ۴، ۵

ہارون (ع): انکی سوچ ۱؛ انکی رسالت ۲؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵؛ انکی مناجات ۲؛ انکی پریشانی ۳، ۴، ۵

﴿قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى﴾

ارشاد ہوا تم ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں (۳۶)

1_ خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) سے چاہا کہ اپنی کامیابی کے سلسلے میں پریشان نہ ہوں اور فرعون کے رد عمل سے بھی نہ ڈریں۔ اِنَّا نَخَافُ ... قَالَ لَا تَخَافُ

2_ خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو اطمینان دلایا کہ فرعون ان سے پیغام رسالت کو پہچانے کی فرصت نہیں چھینے گا اور اپنی سرکشی میں اضافہ نہیں کریگا۔ نَخَافُ اِنْ يَفْرُطُ ... قَالَ لَا تَخَافُ

3_ خدا تعالیٰ نے فرعون کا مقابلہ کرنے کے دوران موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو اپنی طرف سے انکی مکمل ہمراہی اور حمایت و حفاظت کا اعلان فرمایا۔ اِنِّي مَعَكُمْ

خدا تعالیٰ ہمیشہ سب کے ہمراہ ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی پریشانی دور کرنے کیلئے ہے جس چیز پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ خدا تعالیٰ کا خصوصی طور پر حاضر رہنا ہے کہ جو اسکی طرف سے انکی بے دریغ حمایت کی حکایت کرتا ہے۔

4_ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمراہی اور مدد کے باوجود کام کے انجام سے خوفزدہ اور پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمْ "اِنِّي" "مَعَكُمْ" کی علت کا بیان ہے۔ یعنی خوف نہ کرو کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں خدا کی مدد کی ضمانت ہو وہاں خوف اور پریشانی را کوئی وجہ نہیں ہے۔

5_ خدا تعالیٰ ہر بات کو سننے والا، ہر کردار کو دیکھنے والا اور ہر شے کو جاننے والا ہے۔ اِ سْمِعْ وَ اَرِیْ "اِ سْمِعْ" اور "اَرِیْ" کے لئے کسی خاص مفعول کا ذکر نہ ہونا عموم کا فائدہ دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی سب قابل شنید باتوں اور قابل دید چیزوں سے آگاہی سے مراد اس کا علم مطلق ہے۔

6_ خدا تعالیٰ کا سننا اور دیکھنا اس کی طرف سے فرعون کے مقابلے میں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی مدد کی ضمانت

کا اطمینان دلانے کا باعث تھا۔ اِنی معکما ا سمع و اری

7۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد کا وعدہ اور فرعون کو ہدایت کرنے کے واقعے کی جزئیات سے اسکی وسیع آگاہی موسیٰ و ہارون کے پریشان دلوں کے سکون اور انکی امید کا باعث تھی۔ اِننا نخاف ... لا تخافا اِنی معکما ا سمع و اری

8۔ موسیٰ (ع) و ہارون (ع)، خدا تعالیٰ کی برتر قدرت سے آگاہ تھے اور دوسروں کو اسکے ارادے اور مشیت کا مقابلہ کرنے سے ناتوان سمجھتے تھے۔ اِنی معکم

9۔ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے خدا تعالیٰ کے مشترکہ خطاب کے ذریعے وحی الہی کو حاصل کیا۔ قال لا تخافا اِنی معکم ایمان: ارادہ خدا پر ایمان ۸؛ قدرت خدا پر ایمان ۸

پریشانی: ناپسندیدہ پریشانی ۳

خدا تعالیٰ: اسکی امداد کے اثرات ۳؛ اسکے دیکھنے کے اثرات ۶؛ اسکے سننے کے اثرات ۶؛ اسکے علم کے اثرات ۷؛ اسکے وعدوں کے اثرات ۷؛ اس کا دیکھنا ۵؛ اس کا سننا ۵؛ اس کا علم ۵

خوف: ناپسندیدہ خوف ۳

فرعون: اسکی سرکشی سے پریشانی ۲؛ اسکی ہدایت ۷

موجودات: انکا عاجز ہونا ۸

موسیٰ (ع): انہیں اطمینان دلانا ۱، ۲؛ انکی امداد کرنا ۱، ۶، ۷؛ انکا ایمان ۸؛ انہیں تسلی دینا ۱؛ انکی رسالت ۹؛ انکے اطمینان کے عوامل ۶، ۷؛ انکی امید کے عوامل ۷؛ انکا قصہ ۲، ۳، ۶، ۷؛ انکی حفاظت ۳؛ انکی طرف وحی ۹

ہارون (ع): انہیں اطمینان دلانا ۱، ۲؛ انکی امداد کرنا ۱، ۶، ۷؛ انکا ایمان ۸؛ انہیں تسلی دینا ۱؛ انکی رسالت ۹؛ انکے اطمینان کے عوامل ۶، ۷؛ انکی امید کے عوامل ۷؛ انکا قصہ ۲، ۳، ۶، ۷؛ انکی حفاظت ۳؛ انکی طرف وحی ۹

آیت ۳۷

﴿فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى﴾

فرعون کے پاس جا کر کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں بنی اسرائیل کو ہمارے حوالے کر دے اور ان پر عذاب نہ کر کہ تم تیرے پاس تیرے پروردگار کی نشانی لے کر آئے ہیں اور ہمارا سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے (۳۷)

1_ خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو بے باکی اور بغیر کسی خوف و خطر کے فرعون کے پاس جانے اور اسے اپنی رسالت سے آگاہ کرنے کا حکم دیا۔ لا تخافا ... فاتیاہ فقولا انا رسولا ربك

"فاتیاہ" کا "لاتخافا" پر عطف ہے اور یہ اس پر متفرع ہے یعنی اب جبکہ تمہارے امن اور حفاظت کی ضمانت آچکی بغیر کسی خوف اور پریشانی کے فرعون کے پاس جاؤ "فای" عاطفہ تعقیب کیلئے ہے اور دلالت کرتی ہے کہ دو کاموں کے درمیان متعارف حد سے زیادہ فاصلہ نہ ہو۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی بعثت کے زمانے میں بنی اسرائیل مصر میں رہتے تھے اور فرعون کے ظلم و ستم کا شکار تھے۔
فا رسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم فرعون کو بنی اسرائیل کو عذاب اور تکلیف دینے سے منع کرنا اس وقت مصر میں بنی اسرائیل کی سختی اور رنج و الم کا غماز ہے۔

3_ بنی اسرائیل کی آزادی اور انہیں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے ہمراہ بھیجنا ان دو کا فرعون سے سب سے پہلا مطالبہ تھا۔ فقولا ... ا رسل معنا بنی اسرائیل

4_ بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دلانا اور انہیں فرعون کے دائرہ حکومت سے خارج کرنا موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی رسالت کے اہم اہداف میں سے تھا۔ فقولا انا رسولا ربك فا رسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم
"فا رسل" میں "فای" اسے "انا رسولا ربك" پر متفرع کر رہی ہے اور بتا رہی ہے کہ بنی اسرائیل کو بھیجنا موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی الہی رسالت کا حصہ تھا۔

5_ فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل کے نکل جانے کو قبول کر لینے کے بعد خدا تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) انکی رہبری کے ذمہ دار تھے۔ فا رسل معنا بنی اسرائیل

6۔ بنی اسرائیل کو فرعون کے ستم سے نجات دینا انہیں مصر اور فرعون معاشرے سے نکالنے کے بغیر ممکن نہیں تھا۔
فا رسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم "لا تعذبہم" کا "ارسل" پر عطف اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ بھیجنے کی درخواست عذاب اور شکنجوں سے نجات کی غرض سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہجرت کے بغیر رہائی کا امکان نہیں تھا۔

7۔ بنی اسرائیل کا مصر میں رہنا، فرعون کیلئے بہت اہم تھا۔ فا رسل معنا بنی اسرائیل
مصر سے بنی اسرائیل کے خروج کیلئے فرعون سے درخواست کرنا مصر میں بنی اسرائیل کی موجودگی کی اہمیت کی علامت ہے اور فرعون کی امور کی انجام دہی میں انکے کردار کو بیان کر رہا ہے۔

8۔ فرعون، بنی اسرائیل کے مصر سے نکل کر کسی اور جگہ کی طرف ہجرت کرنے میں رکاوٹ بن رہا تھا۔
فا رسل معنا بنی اسرائیل اگر بنی اسرائیل کا مصر سے نکلنا عادی طور پر ممکن ہوتا تو اس مسئلے فرعون کے سامنے اٹھانا بے معنی تھا پس بنی اسرائیل اگرچہ خود رہائی حاصل کرنا اور ہجرت کرنا چاہتے تھے لیکن فرعون اور اسکی حکومت اس کام میں رکاوٹ تھے۔

9۔ بنی اسرائیل موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی قیادت میں مصر سے ہجرت کیلئے تیار۔ فا رسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبہم
فرعون کے سامنے اس درخواست کا پیش ہونا مصر سے ہجرت کیلئے بنی اسرائیل کی ذہنی آمادگی پر دلالت کرتا ہے۔
10۔ مظلوموں کو ظلم و ستم اور غلامی کی زنجیروں سے نجات دلانا اور انہیں غیر توحیدی نظاموں کے تسلط سے رہائی دلانا
خدا تعالیٰ کو مطلوب اور انبیاء الہی کے اہداف کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ اذہبا ... فا رسل معنا بنی اسرائیل
11۔ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے کہ فرعون کو بنی اسرائیل پر ظلم کرنے سے منع کریں۔
إنا رسول ربك ... ولا تعذبہم

12۔ حکمران اپنے ماتحت لوگوں کے کردار کے ذمہ دار ہوتی ہیں۔ لا تعذبہم
بلا شک فرعون بالواسطہ طور پر بنی اسرائیل کو عذاب نہیں دیتا تھا اسکے باوجود خدا تعالیٰ نے انہیں عذاب دینے کی نسبت فرعون کی طرف دی ہے کیونکہ فرعون سربراہ حکومت تھا اور عذاب دینے کا حکم جاری کرتا تھا۔
13۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو حکم دیا کہ وہ فرعون کو اس بات کی اطلاع دیں کہ اپنی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے ان کے پاس معجزہ ہے۔ قد جئناک بایۃ

"آیہ" اسم جنس ہے اور یہ کم اور زیادہ پر بولا جاسکتا ہے لہذا متعدد معجزات پر بھی "آیہ" کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

14_ فرعون کو اس بات کی طرف توجہ دلانا کہ اسکی زندگی کے امور خدا تعالیٰ کی ربوبیت کے ساتھ وابستہ ہیں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی فرعون کے ساتھ ملاقات کے پروگراموں میں سے تھا۔ انا رسول ربك ... ب اية من ربك
فرعون کی طرف سے ربوبیت کے دعویٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس آیت میں اور فرعون کو مخاطب کرتے ہوئے "ربك" کا تکرار اسے اس بات کی یاد دہانی کرانے کیلئے ہے کہ ربوبیت خدا تعالیٰ میں منحصر ہے۔

15_ انبیا الہی کو معجزات کے ہمراہ بھیجنا ربوبیت خدا کا ایک جلوہ ہے۔ انا رسول ربك ... ب اية من ربك

16_ ہدایت الہی کی پیروی کا نتیجہ امن اور سلامتی ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی

"سلام" باب تفعیل کا اسم مصدر ہے اور اسم کا معنی مصیبتوں اور آفات سے سلامتی و عافیت ہے (لسان العرب) بعد والی آیت قرینہ ہے کہ اس آیت میں سلامتی سے مراد دینا و آخرت کے عذاب سے امان ہے۔

17_ ایمان لانے کی صورت میں فرعون کو مکمل امان اور سلامتی کی ضمانت اس کیلئے خدا تعالیٰ کا ایک پیغام۔
فقولا ... والسلام علی من اتبع الهدی

18_ امن و صلح کا قیام، انبیا الہی کے اہداف میں سے ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی

19_ ادیان الہی، لوگوں کو ہدایت کرنے والے اور انکے صلح و امن تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی

20_ سخن کے آخر میں سلام، موسیٰ و ہارون کا نعرہ۔* والسلام علی من اتبع الهدی

21_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے فرعون کے ہدایت سے محروم ہونے کو اسکے گوش گزار کیا اور اسے ہدایت کی پیروی کرنے کی دعوت دی۔ والسلام علی من اتبع الهدی

جملہ "السلام علی ... خبریہ ہے اور "من اتبع ... کی تعبیر فرعون کے اس صفت سے عاری ہونے کی طرف اشارہ اور اسے اسکے حاصل کرنے کی ترغیب دلانے کیلئے ہے۔

22_ دین کے اصولوں کو قاطعیت و صراحت کے ساتھ بیان کرنا گفتار میں نرمی کے منافی نہیں ہے۔

فقولا له قولنا لینا ... انا رسول ربك

فا رسل ... و لا تعذبهم ... و السلام علی من اتبع الهدی

گذشتہ آیات میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنے کا حکم دیا اور ان آیات میں ان چیزوں کو ذکر فرمایا جو انہوں نے فرعون سے کہنی تھیں۔ قابل ذکر ہے کہ فرعون کو جو پیغامات پہنچائے گئے ان میں بنیادی عقائد، بشارت اور انذار موجود ہیں۔ پس گفتار کی نرمی سے مراد اصولوں کو بیان نہ کرنا اور عقائد کو سینسر کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود انداز بیان اور پیش آنے کی روش ہے۔

آسمانی ادیان: انکا کردار ۱۹؛ انکا ہدایت کرنا ۱۹

امن: اسکی اہمیت ۱۸؛ اسکے عوامل ۱۶؛ ۱۹

انبیاء: انکے اہداف ۱۰، ۱۸؛ انکی بعثت ۱۵

ایمان: اسکے اثرات ۱۷

بنی اسرائیل: انکی ہجرت کے اثرات ۶؛ انکی اذیت ۲؛ انکی مصر میں رہائش کی اہمیت ۷؛ انکی تاریخ ۲، ۶، ۸، ۹؛ انکی نجات کی درخواست ۳؛ انکے رہبر ۵؛ ان پر ظلم ۲؛ انکی نجات کے عوامل ۶؛ انکی ہجرت پر پابندی ۸؛ انکی نجات ۳؛ انکی ہجرت ۹ تبلیغ: اس میں صراحت ۲۲؛ اس میں قاطعیت ۲۲؛ اس میں سخن کی نرمی ۲۲ حکمران: انکی ذمہ داری ۱۲

خدا تعالیٰ: اسکے اوامر ۱، ۳، ۱۳؛ اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۱۵

سخن: آداب سخن ۲۰/سلامتی: اسکے عوامل ۱۶

صلح: اسکی اہمیت ۱۸؛ اسکے عوامل ۱۹

عمل: پسندیدہ عمل ۱۰

فرعون: اس تک معجزہ پہنچانا ۱۳؛ اس سے درخواست ۳؛ اسکو دعوت ۲۱؛ اسکے امن کا پیش خیمہ ۱۷؛ اسکی سلامتی کا پیش

خیمہ ۱۷؛ یہ اور بنی اسرائیل ۸؛ اسکی محرومیت ۲۱؛ اسکے شکنجوں سے ممانعت ۱۱

فرعونی لوگ: انکی اذیتیں ۲؛ انکے شکنجے ۲، ۶؛ انکا ظلم ۲؛ یہ اور بنی اسرائیل ۷

کارندے: انکے کام کا ذمہ دار ۱۲

مظلومین: انکی نجات کی فضیلت ۱۰

معجزہ: اس کا سرچشمہ ۱۵؛ اس کا کردار ۱۳

موسیٰ (ع): انکی رسالت کا اعلان ۱؛ انکے مطالبات ۳؛ انکی دعوت ۲۱؛ انکی رسالت ۱۱، ۱۳، ۱۴؛ انکی راہبری ۵، ۹؛ انکا سلام ۲۰؛ انکا قصہ ۱، ۳، ۵، ۱۱، ۱۳، ۱۴؛ انکی سب سے اہم رسالت ۳

نبوت: اسکے دلائل ۱۳

ہارون (ع): انکی رسالت کا اعلان ۱؛ انکے مطالبات ۳؛ انکی دعوت ۲۱؛ انکی رسالت ۱۱، ۱۳، ۱۴؛ انکی راہبری ۵، ۹؛ انکا سلام ۲۰؛ انکا قصہ ۱، ۳، ۵، ۱۱، ۱۳، ۱۴؛ انکی اہم ترین رسالت ۳

ہدایت: اسکے اثرات ۱۶؛ اسکی دعوت ۲۱؛ اس سے محروم لوگ ۲۱

آیت ۳۸

﴿إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ﴾

یشک ہماری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ تکذیب کرنے والے اور منہ پھیرنے والے پر عذاب ہے (۳۸)

۱_ حضرت موسیٰ (ع) کی طرح حضرت ہارون (ع) بھی وحی الہی دریافت کرتے تھے۔ اِنَا قَدْ اَوْحٰی اِلَیْہِ

۲_ انبیا اور معجزات الہی کو جھٹلانے اور ان سے روگردانی کرنے کا نتیجہ، عذاب الہی ہے۔ اِن الْعَذَابِ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلٰی گذشتہ آیات کے قرینے سے "تکذیب" کا متعلق انبیا کی رسالت اور وہ معجزات ہیں جو اسکے ثابت کرنے کیلئے دکھائے گئے۔

۳_ بشارت دینے کے بعد، نرم لہجے میں فرعون کو عذاب سے ڈرانا موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی ذمہ داریوں میں سے تھا۔
و السلام علی من ... العذاب علی من کذب

ظاہر کلام یہ ہے کہ فرعون کو انذار اسکی تبشیر کے بعد ہوا ہے۔ انذار میں غائب کے صیغوں کا استعمال، نیز تاکید کے ہمراہ اسکے وحی ہونے کی تصریح یہ سب چیزیں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے فرعون کے ساتھ نرم گفتگو کے گواہ ہیں۔

۴_ انذار بھی نرم لہجے میں اور درشتی کے بغیر ہو سکتا ہے۔

فقولا له قولاً ليناً ... ان العذاب على من كذب

گذشتہ آیات میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کو نرم گفتگو اور ملائم روش اپنانے کی نصیحت فرمائی پھر انہیں پیغامات دیئے کہ جن میں انذار بھی شامل تھا۔ اس کا لازمہ یہ ہے کہ نرم گفتگو کا مطلب انذار کو ترک کرنا نہیں ہے بلکہ ملائم اور مناسب لہجے میں بھی انذار ہو سکتا ہے۔

5_ فرعون کے مقابلے میں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی ذمہ داری تھی کہ وہ عذاب کی دھمکی کے وحی ہونے پر زور دیں۔
إنا قد اوحى إلينا ان العذاب

جملہ "إنا قد..." "إِنَّ" اور "قد" کے ساتھ تاکید پر مشتمل ہے کہ جو تمام پیغامات خاص طور پر عذاب سے انذار والے پیغام کے وحی ہونے کی تاکید ہے۔

آیات خدا: ان سے اعراض کے اثرات ۲؛ انکی تکذیب کے اثرات ۲
انبیاء (ع): ان سے اعراض کے اثرات ۲؛ انکی تکذیب کے اثرات ۲
انذار: عذاب سے انذار ۳؛ اسکی روش ۳؛ اس میں سخن کی نرمی ۳؛ عذاب سے انذار کا وحی ہونا ۵
عذاب: اسکے اسباب ۲

فرعون: اس کا انذار ۳--۵

موسیٰ (ع): انکی رسالت ۳، ۵؛ انکا قصہ ۳؛ انکی سخن کی نرمی ۳؛ انکو وحی ۱
ہارون (ع): انکی رسالت ۳، ۵؛ انکا قصہ ۳؛ انکی سخن کی نرمی ۳؛ انکو وحی ۱

آیت ۳۹

﴿قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسَى﴾

اس نے کہا کہ موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے (۳۹)

1_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے فرعون کو خدا تعالیٰ کے پیغامات پہنچا کر اپنی ڈیوٹی انجام دے دی۔ فقولا له ... قال فَمَنْ رَبُّكُمْ گذشتہ سب آیات میں خدا تعالیٰ کی موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے ساتھ گفتگو تھی لیکن انکے فرعون کا سامنا کرنے اور جو کچھ وہاں ہوا اسکے بارے میں ان آیات میں بات نہیں کی گئی۔ فرعون کے جواب سے پتا چلتا ہے کہ انہوں نے اس تک اپنا پیغام پہنچا کر اس کا جواب وصول کر لیا تھا۔

2_ فرعون نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی باتیں سن کر انہیں پیغام الہی پہنچانے کی اجازت دی۔
فقولا إنا رسولاً ... قال فمّن ربکم

3_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی باتوں کے رد عمل میں فرعون نے انکے پروردگار کے بارے میں تجاہل اور عدم اطلاع کا اظہار کیا۔ انا رسولاً ربك ... ب اية من ربك ... قال فمّن ربکم
اگرچہ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) نے "ربك" کے عنوان کے ساتھ فرعون تک پیغام پہنچایا لیکن فرعون نے سوال پوچھتے ہوئے "ربكما" کی تعبیر کو استعمال کیا تاکہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی نسبت بے خبر ہونے کا اظہار کرے۔

4_ فرعون نے موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے پروردگار سے بے خبری کا اظہار کر کے انکے پیغام کے اصلی رکن پر سوالیہ نشان لگا دیا۔ انا رسولاً ربك ... اوحی إلینا ... فمّن ربکم
5_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کے وحی و رسالت میں شریک ہونے کے باوجود اسکی ذمہ داری حضرت موسیٰ (ع) کے کاندھوں پر تھی۔ قال فمّن ربكما یا موسیٰ

پورے مکالمے میں موسیٰ (ع) و ہارون (ع) فرعون کو اپنا مشترکہ پیغام پہنچانے کے ذمہ دار تھے اسی وجہ سے گذشتہ آیات میں سب ضمائر مشترک اور تثنیہ کی صورت میں تھیں۔ لیکن فرعون اپنے سوال میں دونوں کو مخاطب قرار دینے کے باوجود موسیٰ (ع) سے جواب طلب کرتا ہے (یا موسیٰ) ان قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ و ہارون کے رسالت میں شریک ہونے کے باوجود سربراہی موسیٰ (ع) کے ہاتھ میں تھی اور فرعون بھی اسے جان چکا تھا۔
انبیاء (ع): انکی ہم آہنگی ۵

فرعون: اس کا تجاہل ۳؛ اسکی شبہ انگیزی ۳؛ اسکے تجاہل کے اثرات ۳؛ اسے وحی پہچانا ۱، ۲؛
موسیٰ (ع): انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵؛ انکی رسالت ۵؛ انکی رسالت کا انجام پانا ۱؛ انکی رسالت ۵؛ انکی قیادت ۵
ہارون (ع): انکی رسالت ۵؛ انکی رسالت کا انجام پانا ۱؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵

آیت ۵۰

﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى﴾

موسیٰ نے کہا کہ ہمارا رب وہ جس نے ہر شے کو اس کی مناسب خلقت عطا کی ہے اور پھر ہدایت بھی دی ہے (۵۰)
1_ موسیٰ (ع) نے فرعون کے جواب میں اپنے پروردگار کو سب موجودات کا خالق اور ہدایت کرنے والا متعارف کرایا
_من ربكما ... قال ربنا الذی اعطى ... ثم هدى

2_ خلق کرنا، خدا تعالیٰ کا اختیاری فعل اور اسکی عطا ہے۔ الذی اعطى کل شیء خلقه
کلمہ "عطائی" اور "إعطا" کے استعمالات میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مادہ ایسی جگہ میں استعمال ہوتا ہے جب کسی چیز کا دینا ایک تو مجبوری کے ساتھ نہ ہو اور دوسرا کسی دوسری چیز کے مقابلے میں نہ ہو۔

3_ سب موجودات کا خالق اور انہیں اپنے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا، خدا تعالیٰ ہے۔ اعطى کل شیء خلقه ثم هدى

4_ خدا تعالیٰ نے ہر موجود کو پوری خلقت اور اسکی حیثیت کے مطابق اعضاء اور خصوصیات عطا کی ہیں۔
الذی اعطى کل شیء خلقه خلق کا معنی پیدا کرنا یا صحیح انداز اور یا شکل و صورت ہے (مفردات راغب) دوسرے اور تیسرے معنی سے مندرجہ بالا نکتہ حاصل ہوتا ہے۔

5_ خدا تعالیٰ نے ہر موجود کو اپنے اعضاء اور خصوصیات سے استفادہ کرنے کے طریقہ سے آشنا کیا ہے اور اسے اپنے مفادات اور ان تک پہنچنے کا راستہ سمجھایا ہے۔ اعطى کل شیء خلقه ثم هدى

سابقہ جملہ قرینہ ہے کہ "ہدی" کا متعلق خلقت کی خصوصیات اور انہیں اپنے مفادات میں استعمال کرنے کا طریقہ ہے۔

6_ عالم خلقت میں حساب و کتاب اور اندازے کا وجود۔ اعطى کل شیء خلقه

7_ فرعون اور اسکے حواری، خالق کائنات اور موجودات کے رب کے درمیان فرق کا عقیدہ رکھتے تھے۔
من ربكما ... ربنا الذی اعطى کل شیء خلقه

سوال کے جواب میں کوشش ہوتی ہے کہ نامعلوم شے کو پہنچانے کیلئے ایک معلوم مطلب سے استفادہ کیا جائے فرعون کے سوال (من ربكما) کے جواب میں حضرت موسیٰ (ع) نے بھی ایک جانی پہچانی چیز سے استفادہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی خالقیت کی صفت کے ساتھ تو صیف کی کیونکہ فرعون اور اسکے پیروکار، خدا تعالیٰ کے خالق ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور ان کا نقطہ اختلاف صرف، ربوبیت تھی۔

8_ فرعون اور اس کے پیروکار معترف تھے کہ عالم ہستی کا خالق، خدا ہے لیکن وہ اس کی ربوبیت کے منکر تھے۔
من ربكما ... ربنا الذی اعطى کل شیء خلقه

9_ حضرت موسیٰ (ع) نے فرعون کے سامنے کائنات کے خالق اور پروردگار کے ایک ہونے پر زور دیا۔
من ربكما ... ربنا الذی اعطى کل شیء خلقه

10_ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا، موجودات کو خلق کرنا اور انہیں اپنے کمال وجودی کی طرف ہدایت کرنا ہے۔
ربنا الذی اعطى کل شیء خلقه ثم هدی

11_ تمام موجودات ہستی کی خلقت اور انہیں ہدایت کرنا خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی دلیل ہے۔
ربنا الذی اعطى کل شیء خلقه ثم هدی

حضرت موسیٰ (ع) کے کلام کی بازگشت، محکم اور منطقی دلیل کی طرف ہے کہ جس کی صورت یوں ہے "اللہ تعالیٰ رب ہے کیونکہ وہ خالق اور ہادی ہے"۔

12_ سب موجودات، خدا تعالیٰ کی ہدایات سے بہرہ مند ہیں۔ اعطى کل شیء خلقه ثم هدی

13_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی رسالت کو وسیع ربوبی ہدایت کا ایک جلوہ قرار دیا۔ من ربكما ... ربنا الذی اعطى کل شیء خلقه ثم هدی فرعون کے ساتھ حضرت موسیٰ (ع) کی بحث کے موقع و محل کا تقاضا ہے کہ آپ (ع)، خدا تعالیٰ کی عام ہدایت والا موضوع اٹھائیں تاکہ فرعون کے مخفی سوال کا جواب دیا جاسکے کیونکہ ممکن تھا فرعون کہتا کہ فرض کریں خدائے خالق تیرا رب ہے کیا دلیل ہے کہ اس کے رسولوں کی بات ماننا بھی ضروری ہے حضرت موسیٰ (ع) نے خدا تعالیٰ کی عام ہدایت کا تذکرہ کر کے نہ صرف فرعون کے ممکنہ سوال کا جواب دے دیا بلکہ کلی طور پر اپنی رسالت کو ثابت کرنے کا موضوع بھی چھیڑ دیا۔

14_ "عن محمد بن مسلم قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن قول الله عز وجل: "اعطى كل شيء خلقه ثم هدى" قال: ليس شيء من خلق الله إلا وهو يعرف من شكله الذكر من الانثى قلت: ما يعنى "ثم

ہدی "؟ قال: هداه للنکاح و السفاح من شکله؛ محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے امام صادق علیہ السلام سے خدا تعالیٰ کے فرمان "اعطی کل شیء خلقہ ثم ہدی" کے بارے میں سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی چیز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنی جنس کے ز اور مادہ کو پہچانتی ہے۔ میں نے پوچھا "ثم ہدی" کا معنی کیا ہے تو آپ (ع) فرمایا: خدا تعالیٰ نے اسے اپنی نوع کے ساتھ جنسی آمیزش کے درست اور نادرست طریقے سے آشنا کیا ہے۔^(۱)

آفرینش: اسکا اندازہ ۶

اقرار: خدا تعالیٰ کی خالقیت کا اقرار ۸

بدن: اسکے اعضا سے استفادے کی روش ۵

توحید: خالقیت میں توحید ۳

خدا تعالیٰ: اس کا اختیار ۲؛ اسکی تعلیمات ۵؛ اس کا ہدایت کرنا ۱، ۳؛ اسکی خالقیت ۱، ۲، ۳، ۹؛ اسکی ربوبیت ۱۳، ۹؛ اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والے ۸؛ اسکی ربوبیت کے اثرات ۱۰؛ اسکی ربوبیت کے دلائل ۱۱؛ اسکی ہدایت ۱۲، ۱۳؛ اسکی ہدایات کی نشانی ۱۳؛ اس کے افعال ۲؛ روایت: ۱۳ اسکے عطیات ۲، ۳؛

فرعون: اس کا اقرار ۸؛ اس کا عقیدہ ۴؛ فرعون اور خالق کائنات ۴؛ فرعون اور موجودات کی تربیت کرنے والا ۴

فرعون کے پیروکار: ان کا اقرار ۸؛ ان کا عقیدہ ۴؛ یہ اور خالق کائنات ۴؛ یہ موجودات کی تربیت کرنے والا ۴

موجودات: انکا خالق ۳، ۳؛ انکی آمیزش ۱۳؛ انکی تعلیم ۵؛ انکی خلقت ۶، ۱۱؛ انکی خلقت کا پیش خیمہ ۱۰؛ انکی خلقت کا تکامل ۳؛ انکی ہدایت کا پیش خیمہ ۱۰؛ انکی ہدایت ۱۱، ۱۲ انکے تکامل کا پیش خیمہ ۱۰؛

موسیٰ (ع): آپ کی تربیت کرنے والا ۱۳ آپ کا قصہ ۱، ۹؛ آپکی رسالت ۱۳؛ آپ کی سوچ ۱۳؛

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۳

اس نے کہا کہ پھر ان لوگوں کا کیا ہوگا جو پہلے گزر چکے ہیں (۵۱)

1_ مصر کی ماضی (حضرت موسیٰ (ع) کے ہم عصر فرعون سے پہلے) کی تاریخ ایسی اقوام کی زندگی کی گواہ ہے جو شرک ربوبی میں گرفتار تھیں اور خالق ہستی کی ربوبیت کا عقیدہ نہیں رکھتی تھیں۔ من ربکما ... ربنا الذی ... فما بال القرون الا ولی "قرن" یعنی ایک زمانے والے اور "بال" کا معنی "حال" ہے (قاموس)۔ "اولی" "اول" کی مؤنث ہے اور "قرون اولی" سے مراد فرعون سے پہلے کے مصری لوگ ہیں۔

2_ فرعون نے موسیٰ (ع) کے سامنے گزشتہ اقوام کے شرک ربوبی کو چھیڑ کر توحید ربوبی کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کئے اور اسے بعید قرار دیا۔ قال فما بال القرون الا ولی

3_ خدا تعالیٰ نے گزشتہ غیر مؤمن اقوام کے ساتھ کیسا سلوک کیا فرعون کا حضرت موسیٰ (ع) سے سوال۔

ان العذاب علی من کذب ... فما بال القرون الا ولی

چونکہ گزشتہ آیات میں حضرت موسیٰ (ع) نے ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے امن اور اسے جھٹلانے والوں کے عذاب کے بارے میں بات کی ہے لہذا فرعون نے یہ سوال اسلئے کیا تا کہ حضرت موسیٰ (ع) گزشتہ نسلوں کی حالت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں اور اس کے سوال کا مقصد موجودہ نسل کو حضرت موسیٰ (ع) کے اس جواب کے مقابلے میں برا نگیختہ کرنا ہو سکتا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد عذاب کا شکار ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ کا واضح جواب نہ دینا اس احتمال کی تقویت کرتا ہے۔

4_ فرعون، گزشتہ اقوام کے بارے میں وعدہ عذاب کے عملی ہونے کو باور نہ کر کے ان کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کی رائے جاننے کے درپے ہوا۔ قال فما بال القرون الا ولی

موسیٰ (ع) کے یہ (ان العذاب علی من کذب) کہنے کے بعد فرعون کا گزشتہ اقوام کے بارے

میں سوال اسکے باور نہ کرنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ انہیں نابود اور مٹ جانے والی اقوام سمجھتا تھا۔

5_ فرعون نے گزشتہ اقوام کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) سے سوال پوچھ کر انکی سخی کے مقابلے میں اپنی بے

بسی کو چھپانے کی کوشش کی۔ من ربكما ... الذی اعطى كل شيء خلقه ... فما بال القرون الا ولى

ممکن ہے گزشتہ اقوام کے بارے میں سوال کرنے کا مقصد صرف بحث کا رخ کسی نامشخص نقطے کی طرف موڑنا ہو۔

حضرت موسیٰ (ع) نے اس بحث میں داخل نہ ہو کر فرعون کی اس کوشش کو نقش بر آب کر دیا۔

6_ فرعون نے گزشتہ اقوام کے افکار و عقائد کا سہارا لے کر حضرت موسیٰ (ع) کا مقابلہ کرنے اور شرک کی حقانیت کو

ثابت کرنے کی کوشش کی۔ قال فما بال القرون الا ولى

فرعون کا گزشتہ اقوام کے افکار سے تمسک کرنا اور یہ کہ اگر موسیٰ (ع) کی رسالت حق ہوتی تو کیوں گزشتہ اقوام کیلئے ایسا

رسول نہیں آیا اور وہ عذاب کا شکار نہیں ہوئیں بتاتا ہے کہ اسکی نظر میں پہلی اقوام کے اعتقادات صحیح اور قابل پیروی

ہیں۔

7_ گزشتہ اقوام کی تاریخ اور اس کا تجزیہ و تحلیل، کفار اور معارف الہی کو باور نہ کرنے والوں کے ایمان و توحید کے

انکار اور رد کرنے کیلئے ایک بہانہ۔ قال فما بال القرون الا ولى

تاریخ: اس سے سو، استفادہ کرنا ۷

توحید: اسے جھٹلانے کے عوامل ۷

خدا تعالیٰ: اسکے مشرکین کے ساتھ سلوک کے بارے میں سوال ۳۔ اسکے عذابوں کو جھٹلانے والے ۳

فرعون: اس کا سوال ۳۔ ۳۔ اسکی شبہ انگیزی ۲۔ اس کا شرک ۶، ۲؛ یہ اور گزشتہ اقوام کا عقیدہ ۶۔ یہ اور موسیٰ (ع) ۳، ۶۔

اسکے سوال کا فلسفہ ۵ اس کا ذلت کو چھپانا ۵

قدیم مصر: اسکی تاریخ ۱۔ اسکے مشرکین ۱

کفار: انکی بہانہ تراشی ۷

گزشتہ اقوام: انکے عذاب کے بارے میں سوال ۳۔ انکی تاریخ ۱؛ انکے مشرکین ۲

موسیٰ (ع): ان سے سوال ۳، ۳، ۵۔ انکا قصہ ۳، ۵، ۶۔ انکا مقابلہ ۶

﴿قَالَ عَلِمَهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى﴾ (۵۲)
 ﴿الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتَّى﴾

۵۳)

﴿كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَى﴾ (۵۴)
 ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى﴾ (۵۵)
 ﴿وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَى﴾ (۵۶)
 ﴿قَالَ أَجِئْتَنَا لِنُخْرِجَكَ مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَى﴾ (۵۷)
 ﴿فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى﴾ (۵۸)
 ﴿قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ وَأَن يُخْشَرَ النَّاسُ ضَحًى﴾ (۵۹)
 ﴿فَتَوَلَّى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى﴾ (۶۰)

آیت ۶۱

﴿قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ﴾

موسیٰ نے ان لوگوں سے کہا کہ تم پروائے ہو اس پر افتراء نہ کرو کہ وہ تم کو عذاب کے ذریعہ تباہ برباد کر دیگا اور جس نے اس پر بہتان باندھا وہ یقیناً رسوا ہوا ہے (۶۱)

1_ فرعون اور اس کے پیروکار، خداوند عالم پر افتراء باندھنے والے لوگوں میں سے تھے۔ لا تفتروا علی اللہ کذابا
2_ حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات کو شرک اور جادو قرار دینا، انکی مثل لانے کا دعویٰ اور آپ کی رسالت کو جھٹلانا
خدا تعالیٰ پر فرعونوں کی تہمتوں میں سے۔ لا تفتروا علی اللہ کذابا
گذشتہ آیات کہ جو حضرت موسیٰ (ع) کی زبانی توحید کے بیان، معجزات دکھانے اور فرعون کی طرف سے انہیں جادو قرار دینے والے عمل پر مشتمل تھیں کو مد نظر رکھتے ہوئے فرعونوں کے تہمتوں کے بعض موارد کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

3_ انبیاء کے معجزات کو جادو قرار دینا، خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے۔ لا تفتروا علی اللہ کذابا
"افترا" یعنی جھوٹ باندھنا اور "علی اللہ" قرینہ ہے کہ اس سے مراد وہ جھوٹ ہے جو خدا تعالیٰ کے بارے میں گھڑا اور باندھا گیا اور کلمہ "کذاباً" تاکید کیلئے ہے۔

4_ خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنے کی وجہ سے فرعونوں کو عذاب سے ڈرانا، فرعون کے جادو گروں کے ساتھ مقابلہ کے میدان میں حضرت موسیٰ (ع) کا سرنامہ کلام۔ قال لهم موسى ويلكم لا تفتروا على الله كذباً فيسحتكم بعذاب
"ويل" یعنی اندوہ، ہلاکت اور ہر وہ سختی جو عذاب کی وجہ سے آئے (لسان العرب) "ويلکم" نفیرین ہے یعنی تم پر عذاب ہو بعض نے اسے فعل محذوف کا مفعول قرار دیا ہے یعنی "الزموا ويلکم" (اپنے عذاب اور ہلاکت کے ہمراہ رہو) جملہ "فیسحتکم بعذاب"، "ويلکم" کے معنی کو واضح کر رہا ہے۔

5_ خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنا اور اسکے بارے میں جھوٹی اور خود ساختہ باتیں کہنا، عظیم گناہ اور نابودی والے عذاب کے مستحق ہونے کا سبب ہے۔ لا تفتروا علی اللہ کذاباً فیسحتکم بعذاب

"یسحتکم" کے مصدر "اسحات" کا معنی ہے جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اور نابود کر دینا عذاب کے نکرہ ہونے کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو اسکی شدت اور سختی پر دلالت کرتا ہے "یسحتکم بعذاب" کا معنی یہ ہے کہ خدا سخت عذاب کے ذریعے تمہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا اور تمہیں ہلاک کر دیگا۔

6_ حضرت موسیٰ (ع) کا اپنے اور جادوگروں کا مقابلہ دیکھنے کیلئے مصر کے لوگوں کے اجتماع سے انہیں ڈرانے اور توجید و ایمان کی دعوت دینے کیلئے استفادہ کرنا۔ قال لهم موسیٰ ویلکم لاتفتروا علی اللہ کذباً

7_ لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرانا اور تبلیغ کیلئے فرصت سے استفادہ کرنا، مبلغین دین کے فرائض میں سے ہے۔ قال ... ویلکم لاتفتروا ... بعذاب

8_ خدا تعالیٰ پر افترا پردازی اور جھوٹ باندھنے کا اس کے انجام دینے والے کیلئے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لاتفتروا علی اللہ کذباً ... و قد خاب من افتری

"خیب" کا معنی ہے بے بہرہ اور محروم ہونا (قاموس) صدر آیہ کہ جس کا موضوع خدا تعالیٰ پر افترا باندھنا ہے۔ کے قرینے سے اس سے مراد خدا تعالیٰ کے بارے میں نادرست باتیں اور جھوٹ بولنے والے کا محروم رہنا اور کوئی نتیجہ حاصل نہ کرنا ہے۔

9_ دوسروں پر جھوٹ باندھنا اور افترا پردازی کرنا، ناروا اور بے نتیجہ کام ہے۔ وقد خاب من افتری

10_ حضرت موسیٰ (ع) نے خدا تعالیٰ پر فرعونوں کے بہتانوں کو دیکھتے ہوئے انہیں خبردار کیا اور انکی شکست اور ناکامی کی پیشین گوئی کی۔ ویلکم لاتفتروا علی اللہ ... و قد خاب من افتری

11_ حضرت موسیٰ (ع) نے سابقہ امتوں میں سے بہتان باندھنے والوں کی ناکامی کی یاد دہانی کرا کے اسے فرعونوں کیلئے عبرت قرار دیا۔ و قد خاب من افتری

جملہ "خاب..." گزشتہ لوگوں کے حال کے بارے میں ایک خبر ہے اور اسے موسیٰ (ع) اور فرعون کے میدان مقابلہ میں حاضر ہونے والوں کی عبرت کیلئے بیان کیا گیا ہے۔

انبیاء (ع): ان پر جادو کی تہمت ۳

بہتان باندھنا:

خدا پر بہتان باندھنے کے اثرات ۵؛ خدا پر بہتان باندھنا ۳؛ خدا پر بہتان باندھنے کا بے اثر ہونا ۸؛ بہتان باندھنے کا برا انجام ۹؛
 خدا پر بہتان باندھنے کا گناہ ۵؛ بہان باندھنے کا ناپسند ہونا ۹
 تبلیغ: اس میں فرصت ۶، ۷؛ اس میں انداز ۷
 توحید: اسکی دعوت ۶/ ڈرانا: عذاب سے ڈرانا ۳
 خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنے والے: ۱، ۲/ انکو ڈرانا ۳؛ ان سے عبرت حاصل کرنا ۱۱
 عذاب: اسکے اسباب ۵/ فرعون: اسکے بہتان ۱
 فرعون کے پیروکار: انکے بہتان ۱، ۲؛ انکو ڈرانا ۳؛ انکی شکست کی پیشین گوئی ۱۰؛ انکی عبرت کے عوامل ۱۱
 فرعون کے جادوگر: انکے ساتھ مناظرہ ۳/ گزشتہ اقوام: ان سے عبرت حاصل کرنا ۱۱
 گناہان کبیرہ: ۵/ فرصت: اس سے استفادہ ۶
 مبلغین: انکی ذمہ داری ۷
 موسیٰ (ع): انکا ڈرانا ۳، ۶، ۱۰؛ انکی پیشین گوئی ۱۰؛ انکی تعلیمات ۱۱؛ ان پر جادو کی تہمت ۲؛ انکی دعوت ۶؛ انکی تبلیغ کی
 روش ۶؛ انکا قصہ ۲، ۳، ۶، ۱۰، ۱۱؛ انکی نبوت کو جھٹلانے والے ۲؛ انکی مؤع شناسی ۶؛ انکے معجزہ کی مثل بنانا ۲
 ہلاکت: اسکے عوامل ۵

آیت ۶۲

﴿فَتَنَّا زَعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسْرُوا النَّجْوَى﴾

اس پر وہ لوگ آپس میں جھگڑا کرنے لگے اور سرگوشیوں میں مصروف ہو گئے (۶۲)

1_ مقابلہ کے میدان میں فرعونوں کو حضرت موسیٰ (ع) کا خبردار کرنا ان کے درمیان اختلاف اور کشمکش کا سبب بنا
 _وَلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا... فَتَنَّا زَعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

"فتنازعوا" میں "فا" اس نکتے پر دلالت کر رہی ہے کہ مقابلے کے میدان میں حضرت موسیٰ (ع) کے خبردار کرنے کے فوراً
 بعد فرعونوں کے درمیان نزاع اور کشمکش ہونے لگی۔

2_ فرعونوں کی صفوں میں بعض حق طلب اور نصیحت قبول کرنے والے افراد کا وجود فتنازعوا امرهم بینہم

حضرت موسیٰ (ع) کے بارے میں فرعونوں کی رائے کا مختلف ہونا بتاتا ہے کہ مقابلے والے دن ان میں سے بعض

حضرت موسیٰ (ع) کی طرف تمایل رکھتے تھے۔

3_ اہم اور بنیادی امور طے کرنے کیلئے فرعونوں کے درمیان مشاورت ہوتی تھی۔ فتنزعوا ۱ مرہم بینہم
فرعونوں کے درمیان تنازع کھڑا ہونا بتاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فرعون کا بے چون و چرا تابع نہیں سمجھتے تھے بلکہ اہم
امور میں اپنے لئے حق رائے کے قائل تھے۔

4_ فرعون کے پیروکار حضرت موسیٰ (ع) کے بارے میں اپنے اختلاف نظر کو سختی کے ساتھ لوگوں سے پنہان کرتے
تھے۔ فتنزعوا ... و اسروا النجوي

"نجوا" کا معنی ہے مخفی بات اور سرگوشی "اسروا" کا معنی بھی ہے "انہوں نے پنہان کیا" "نجوا" کو پنہان کرنا کہ جو خود بھی
پنہان ہے فرعونوں کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) سے متعلق امور کو سختی کے ساتھ پنہان کرنے سے حکایت کرتا
ہے۔

5_ فرعونی لوگ، حضرت موسیٰ (ع) کے بارے میں اپنی مختلف آراء کو پنہان کر کے اپنی خفیہ باتوں تک لوگوں کو
دسترسی حاصل کرنے سے روکتے تھے۔ فتنزعوا ... و اسروا النجوي

"النجوي" میں "ال" عہد ذکری کا ہے کہ جو فرعونوں کے درمیان پیدا ہونے والے نزاع اور ان کے درمیان ہونے والی
مختلف باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور فعل "اسروا" بتاتا ہے کہ اسے دوسروں سے مخفی کرتے اور کسی کو انکی اطلاع نہ
ہونے دیتے تھے۔

6_ فرعونوں کی آپس میں سرگوشیاں اختلاف اور کشمکش کو ختم کرنے اور اپنی صفوں میں اتحاد قائم کرنے کیلئے تھیں۔
فتنزعوا ... و اسروا النجوي

7_ حضرت موسیٰ (ع) کے مقابلے کے ضروری ہونے پر فرعونوں کے متفق ہونے کے باوجود اسکی روش کے بارے
میں ان کا اختلاف تھا۔ *فتنزعوا امرہم ... و اسروا

فعل "اسروا" سے اس بات کا استفادہ ہوتا ہے کہ طرفین نزاع اپنی گفتگو کے مخفی ہونے کے خواہان تھے اور جو کچھ لوگوں
کو سرکاری طور پر بتایا جاتا "اگر بعد کی آیت کے مطالب وہ ہوں جو فرعونوں کی طرف سے لوگوں کو بتائے جاتے تھے"۔ وہ
انکی مشترک باتیں ہوتیں تھیں جو وہ موسیٰ (ع) کا مقابلہ کرنے اور انکی سرگرمیوں کو روکنے

کیلئے ان تک پہنچائی جاتیں۔ کلمہ "امرہم" کہ جو نزاع کو فرعونوں کے امور میں قرار دے رہا ہے اسی نکتے کی تائید کرتا ہے۔
 فرعون کے ساتھی: انکے انذار کے اثرات ۱؛ انکا اتحاد ۲؛ انکے اختلاف کا چھپانا ۳، ۵؛ انکا اختلاف ۴؛ انکے حق طلب
 لوگ ۲؛ انکے اختلاف کا پیش خیمہ ۱؛ انکے اختلاف کا حل ۶؛ انکی صفات ۳؛ انکی سرگوشی کا فلسفہ ۶؛ انکی مشاورت ۳؛ انکے
 نصیحت قبول کرنے والے ۲

موسیٰ (ع): انکے اندر ز کے اثرات ۱؛ انکے مقابلے کی روش ۴؛ انکا قصہ ۱، ۳، ۵، ۷

آیت ۶۳

﴿قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ اِنٌّ يُرِيدَانِ اَنْ يُخْرِجَاكُم مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلٰى﴾

ان لوگوں نے کہا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں جو تم لوگوں کو اپنے جادو کے زور پر تمہاری سرزمین سے نکال دینا چاہتے ہیں اور
 تمہارے اچھے خاصے طریقہ کو مٹا دینا چاہتے ہیں (۶۳)

1_ حضرت موسیٰ (ع) کی گفتگو کے بعد بعض فرعونی، آپ کی طرف متمایل ہونے کی وجہ سے فرعونوں کے درمیان
 تنازعہ کا باعث بن گئے۔ فتنزعو... قالوا ان هذن لسحر

بعد والی آیت کا جملہ "فاجمعوا کیدکم" قرینہ ہے کہ "قالوا" کا فاعل فرعونوں کا وہ گروہ ہے کہ جو اپنے ہی دوسرے گروہ کے
 ساتھ محو گفتگو ہوا پچھلی آیت بھی اس معنی کو صراحت کے ساتھ بیان کر رہی ہے کہ فرعونوں کے درمیان تنازعہ کھڑا
 ہو گیا تھا یہ تنازعہ حضرت موسیٰ کے بارے میں تھا اور "قالوا" کا فاعل دوسرے گروہ کو سمجھانا چاہتا ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف مائل ہونے والوں کو جذب کرنے اور انہیں اپنی سمت لانے کیلئے فرعونوں نے
 پروپیگنڈا مہم شروع کی۔ فتنزعو... و اسروا النجوی قالوا ان هذان لسحران

3_ موسیٰ و ہارون کے ساحر ہونے پر زور دینا، فرعونوں کی پروپیگنڈا مہم کا حصہ۔ قالوا ان هذان لسحران
 حرف "ان" "ان" کا مخفف ہے اور عمل نہیں کر رہا لیکن یہ تاکید کا معنی دیتا ہے۔

4_ حضرت ہارون (ع)، فرعون کے ساتھ مقابلے میں موسیٰ کے قدم بقدم اور موسیٰ اور جادوگروں کے مقابلے کے
 میدان میں حاضر۔ ان هذن لسحران

5_ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) پر جادو کے ذریعے قبطیوں کو مصر سے نکال باہر کرنے کی کوشش کرنے اور منصوبہ بنانے کا الزام، فرعونوں کی طرف سے موسیٰ (ع) کے خلاف پروپیگنڈا مہم کا حصہ تھا۔

لسحران یریدان ان یخرجاکم من ارضکم بسحرهم

6_ فرعونوں کو (قبطی) سرزمین مصر کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے۔ یخرجاکم من ارضکم

7_ فرعونوں نے اپنے آپ کو ایک نمونہ اور برتر راہ و روش کے حامل سمجھتے تھے۔ و یدہبا بطریقتکم المثلی

"طریقہ" یعنی راہ و روش اور "مثلی"، "امثل" کی مؤنث ہے یعنی حق کے زیادہ مشابہ اور خیر و خوبی کے زیادہ نزدیک (مفردات راغب)

8_ فرعونوں نے موسیٰ و ہارون کے خلاف پروپیگنڈے میں انہیں اپنے نمونہ اور برتر راہ و روش کو نابود کرنے والے متعارف کرایا۔ و یدہبا بطریقتکم المثلی

9_ فرعونوں کا اپنی پروپیگنڈا مہم میں قبطیوں کی وطن و سرزمین سے محبت اور قومی و مذہبی جذبات سے استفادہ کرنا۔ یخرجاکم من ارضکم ... بطریقتکم المثلی

10_ الزام تراشی اور اپنے دین اور طرز زندگی کی برتری کا دعویٰ، دین انبیاء اور حق کے رد عمل میں استکبار کا شیوا۔ ان هذن لسحرن ... بطریقتکم المثلی

11_ فرعون کے طرف دار اور دست و بازو، حضرت موسیٰ (ع) کے بارے میں و فرعون کی انہی باتوں اور نظریات کا تکرار اور پرچار کرتے تھے۔ ا جئنا لتخرجنا من ارضنا بسحرک ... لسحرن یریدان ان یخرجاکم

استکبار: اسکی حق دشمنی ۱۰؛ اس کا سلوک ۱۰

انبیاء: انکے ساتھ سلوک ۱۰

پروپیگنڈا: اس میں جذبات کو بھڑکانا ۹

تمایلات: موسیٰ کی طرف تمایل ۱

سرزمین: سرزمین مصر کی مالکیت ۶

فرعون: اسکے پروپیگنڈے کی روش ۱۱؛ فرعون اور موسیٰ (ع) ۱۱؛ اسکے ساتھ مبارزت ۳

فرعون کے پیروکار: انہیں مصر سے نکالنا ۵؛ انکا دعویٰ ۶؛ انکے دین کی برتری ۷؛ انکی سوچ ۸، ۷؛ انکا پروپیگنڈا ۲؛ انکی توجیہ ۲؛ انکی تہمتیں ۳، ۵؛ انکے جذبات کو بھڑکانا ۹؛ انکے پروپیگنڈے کی روش ۳، ۵، ۹، ۱۱؛ انکے اختلاف کا پیش خیمہ ۱؛ یہ اور موسیٰ ۱۱؛ انکی قومیت پرستی ۹؛ انکی طرز زندگی کو نابود کرنے والے ۸

فرعون کے جادوگر: انکا مقابلہ ۳

موسیٰ (ع): انکے سخن کے اثرات ۱؛ انکے خلاف پروپیگنڈا ۳، ۵، ۸، ۹، ۱۱؛ ان پر جادو کی تہمت ۳، ۵؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵؛ انکا مقابلہ ۳؛ انکی تاثیر ۸

ہارون (ع): انکے خلاف پروپیگنڈا ۱، ۳، ۵، ۸، ۹؛ ان پر جادو کی تہمت ۳، ۵؛ انکا قصہ ۳، ۵؛ انکا مقابلہ ۳؛ انکی تاثیر ۸، ۳

آیت ۶۳

﴿فَاجْمَعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ﴾

لہذا تم لوگ اپنی تدبیروں کو جمع کرو اور برا باندھ کر ان کے مقابلہ پر آجاؤ جو آج کے دن غالب آجائے گا وہی کامیاب کہا جائیگا (۶۳)

1_ فرعون کے مبلغین اور دست و بازو سب فرعونوں کو موسیٰ (ع) کے خلاف ہم فکری، اتحاد اور تمام حربوں کو استعمال کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ فتنزعو ... قالوا ... فاجمعوا کیدکم ثم ائتوا صف

گذشتہ آیات سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی گفتگو کے بعد فرعونوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے (فتنازعوا) اور فرعون کے حامی اور مبلغین دوسرے گروہ کو کہ جو موسیٰ (ع) اور انکے ساتھ مقابلہ کرنے کے سلسلے میں تردید کا شکار ہو گیا تھا۔

اپنی سمت لانے کی کوشش میں تھے۔ لگتا ہے "اجمعوا" کا بھی اسی گروہ کی طرف سے اپنی سابقہ گفتگو کے نتیجے کے طور پر اظہار کیا گیا ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی گفتگو کے بعد فرعونوں کا اختلاف اور انتشار، میدان مقابلہ میں ان کیلئے ایک واقعی خطرہ اور ان کے مورچے کو کمزور کرنے کا باعث۔ ویلکم ... قالوا ... فاجمعوا کیدکم ثم ائتوا صف

یہ سب آیات موسیٰ (ع) کے مقابلے میں اپنے اتحاد کو بچانے کیلئے فرعونوں کی سخت کوشش سے حکایت کرتی ہیں اور دوسری جہت سے اس خطرے کو بیان کر رہی ہیں جو اختلاف کی وجہ سے ان کو لاحق ہو گیا تھا۔

3_ فرعونى حضرت موسى (ع) كے مقابلے ميں اپنے جادو اور پروگرام كے حيلہ اور مكر ہونے اور حقيقت سے خالى ہونے كے معترف تھے۔ فأجمعوا كيدكم

فرعونيوں كا اپنے كام اور جادو كے بارے ميں لفظ "كيد" كا استعمال بتاتا ہے كہ وہ خود اسكے حقيقت سے عارى اور جادو ہونے كا اعتراف كرتے تھے۔ اور اسے حضرت موسى (ع) كے مقابلے ميں صرف ايك حيلہ سمجھتے تھے۔

4_ پورى توانائيوں و ر خاص نظم و پيست كے ساتھ وارد ہونا، فرعونيوں كى طرف سے موسى كے مقابلے كيلئے ميدان ميں اپنى طاقت كا مظاہرہ كرنے كيلئے تجويز۔ فأجمعوا كيدكم ثم ائتوا صفا

5_ فرعون كے جادوگروں كے حضرت موسى (ع) كے ساتھ مقابلے كا دن، فرعونيوں كى نظر ميں تقدير ساز دن تھا۔
و قد افلح اليوم من استعلى "فلاح" كا معنى ہے كاميابى۔ فرعونيوں كى طرف سے اس بات كا اظہار گواہ ہے كہ وہ اس مقابلے كو زندگى اور موت كا مقابلہ اور اپنى تاريخ ميں ايك موڑ سمجھتے تھے۔

6_ فرعونى اپنى نجات اور بقا كو ميدان مقابلہ ميں جادوگروں كے حضرت موسى (ع) پر غالب آنے كا مرہون منت سمجھتے تھے۔ و قد افلح اليوم من استعلى

7_ فرعونى اپنى باتھوں اور پرويگنڈے ميں برتر اور بے رقيب جادو كو جادوگر كے مقصد اور اسكے عقائد كى حقانيت كى علامت قرار ديتے تھے۔ و قد افلح اليوم من استعلى

حضرت موسى (ع) كے دعووں كو باطل كرنے كيلئے جادوگروں كو جمع كرنا بتاتا ہے كہ فرعونيوں كى نظر ميں جادوگر كى طاقت حق و باطل كا ميزان ہے۔

8_ فرعونيوں نے دعوت موسى (ع) كے قبول كرنے كو انكے بے نظير جادو لانے پر قادر ہونے كے ساتھ مشروط كر ركھا تھا۔ و قد افلح اليوم من استعلى

اتحاد: اسكى دعوت ۱/ ايمان: موسى پر ايمان لانے كى شرائط ۸

فرعون: اسكے مبلغين كى دعوتیں ۱؛ اسكے موسى كے ساتھ وعدے كا دن ۵

فرعون كے جادوگر: انكى كاميابى كے اثرات ۶

فرعونى: انكا اتحاد ۱؛ انكا اختلاف ۲؛ انكى حقانيت كا دعوى ۷؛

انکا اقرار ۳؛ انکی سوچ ۵، ۶، ۷؛ انکا جادو ۳، ۷؛ انکے مطالبات ۳، ۸؛ انکو دعوت ۱؛ انکا سلوک ۳؛ انکے پروپیگنڈے کی روش ۷؛ انکی شکست کا پیش خیمہ ۲؛ انکی نجات کا پیش خیمہ ۶؛ انکی قدرت نمائی ۳؛ انکا مکر ۳
موسیٰ (ع): انکی سخن کے اثرات ۲؛ انکے خلاف پروپیگنڈا ۱؛ انکے خلاف سازش ۱؛ ان سے جادو کا مقابلہ ۸؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۸؛ انکے ساتھ مکر ۳

آیت ۶۵

﴿قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ موسیٰ تم اپنے جادو کو پھینکو گے یا ہم لوگ پہل کریں (۶۵)

1_ میدان مقابلہ اور موسیٰ (ع) کے ساتھ مقابلے میں فرعون کے جادو گروں نے آغاز کرنے والے کا تعین، حضرت موسیٰ کے سپرد کیا۔ قالوا یا موسیٰ إما ان تلقی وإما ان نکون اول من القی
2_ فرعون کے جادو گروں نے جادو دکھانے میں پیش قدم ہونے کیلئے اپنی آمادگی کا اعلان کیا۔
إما ان تلقی وإما ان نکون اول من القی

3_ فرعون کے جادو گر میدان مقابلہ میں حضرت موسیٰ (ع) پر اپنی کامیابی سے مطمئن تھے۔ ما إن تلقی وإما إن نکون اول من القی آغاز کرنے والے کے تعین کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کو پیشکش، جادو گروں کے اپنے کام اور اسکے نتیجے کے بارے میں اطمینان یا کم از کم انکی جانب سے اسکے تظاہر کی حکایت کرتی ہے۔

4_ میدان مقابلہ میں فرعون کے جادو گروں کی حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو اور سلوک آپکے ساتھ نرمی اور آپ کی نسبت اظہار ادب کے ساتھ تھا۔ یا موسیٰ ان تلقی وإما آغاز کرنے والے کے انتخاب کا حضرت موسیٰ کے حوالے کرنا اور اس سلسلے میں اپنی رائے کو مسلط نہ کرنا جادو گروں کی طرف سے نرمی اور ادب کے اظہار سے خالی نہیں ہے۔

5_ حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات پیش کرنے سے پہلے اپنا جادو دکھانا، فرعون کے جادو گروں کی خواہش۔ *

إما ان تلقی وإما ان نکون اول من القی

پیشکش کے دوسرے حصے میں تعبیر کا اختلاف اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ جادو گر شروع کرنے کیلئے زیادہ خواہش رکھتے تھے اور اس طریقے سے اس کا اظہار کرتے تھے کیونکہ "ان

نکون... کی جگہ "إما ان تلقى" بھی کہہ سکتے تھے۔

6_ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے جادو پیش کئے جانے کی صورت میں فرعون کے جادوگر انکی شکست کو حتمی سمجھ رہے تھے اور میدان عمل میں اپنے کو دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔ *إما ان تلقى و إما ان نکون اول منلقى جادوگروں نے اختیار کی دو شقیں اس طرح بیان کیں کہ گویا اگر موسیٰ (ع) اپنے جادو کو پیش کریں تو ان کا کام تمام ہو جائیگا اور ان کی ناتوانی سب کیلئے واضح ہو جائیگی اور صرف اس صورت میں پہلی اور دوسری بارے آئیگی جب وہ خود اسے شروع کریں اسلئے انہوں نے موسیٰ (ع) کے بارے میں "اول منلقى" کی تعبیر استعمال نہیں کی۔

7_ فرعون کے زمانے میں رائج جادو ایک خاص قسم اور زمین پر پھینکی ہوئی چیزوں کے اوپر جادو کی نمائش کی صورت میں محدود تھا۔ *إما ان تلقى و إما ان نکون اول منلقى

جادوگروں نے اپنے بیان میں جو تعبیر استعمال کی ہے (یا آپ پھینکیں یا پہلے ہم پھینکیں گے) ہو سکتا ہے اس بات سے حاکی ہو کہ کسی شخص کو کسی دوسری قسم کے جادو کی توقع نہیں تھی رسیوں اور ڈنڈوں کا فراہم کرنا کہ جس پر بعد والی آیت دلالت کر رہی ہے اسی نکتے کو بیان کرتا ہے۔

8_ فرعون کے جادوگروں نے حضرت موسیٰ (ع) کے معجزے جیسے جادو کو نظر میں رکھا ہوا تھا۔ ان تلقى... منلقى
9_ حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ مقابلے میں فرعون کے جادو گر یک زبان، یک دل اور ایک دوسری کے یار و مددگار تھے۔
و إما ان نکون اول منلقى

"اول منلقى" کا سبب جادوگروں پر صدق کرنا ان کے مشترک ہدف اور ایک روش سے حاکی ہے۔

جادو: اسکی تاریخ ۷؛ فرعون کے زمانے میں اسکی خصوصیات ۷

فرعون کے جادوگر: انکی تیاری ۲؛ انکا اتحاد ۹؛ انکا ادب ۳؛ انکا اطمینان ۳، ۶؛ انکی سوچ ۶؛ انکی پیشکش ۱؛ یہ اور موسیٰ ۱، ۲، ۳، ۵؛ انکا جادو ۸؛ ان کا سلوک ۳؛ ان کے تمایلات ۵

موسیٰ (ع): انکی شکست کا اطمینان ۶؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۸، ۹؛ ان کے ساتھ مبارزت ۹؛ انکا عصا والا معجزہ ۸

آیت ۶۶

﴿قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى﴾

موسیٰ نے کہا کہ نہیں تم ابتدا کرو ایک مرتبہ کیا دیکھا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں جادو کی بنا پر ایسی لگنے لگیں جیسے سب دوڑ رہی ہوں (۶۶)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے مقابلے کا آغاز، فرعون کے جادو گروں کے سپرد کیا اور ان کی طرف سے کام کے آغاز پر زور دیا۔ اِما ان تلقی ... قال بل القوا

2_ حضرت موسیٰ (ع) کو مخالفین پر کامیابی کے سلسلے میں خدا تعالیٰ کے وعدوں پر قوی اعتماد تھا۔ قال بل القوا گذشتہ آیات میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو اطمینان دلایا کہ واقعات پر اسکی مکمل نظر ہے اور پریشانی کی ضرورت نہیں ہے (لا تخافا انی معكما اسمع واری) میدان کارزار دشمن کے حوالے کرنا اور موسیٰ کا خود تماشائی بن کر بیٹھ جانا آپ کے اس وعدہ پر مکمل اعتماد کا غماز ہے

3_ شبہ کو باطل اور ختم کرنے کی تیاری کی خاطر ان کے بیان کرنے کا جائز ہونا۔ قال بل القوا فإذا حضرت موسیٰ (ع) یہ کر سکتے تھے کہ آغاز کا انتخاب کر کے جادو گروں کی بساط لیٹ دیتے اور انہیں بالکل اس کام کی اجازت ہی نہ دیتے لیکن انہوں نے جادو گروں کو اس لئے جادو کرنے کی اجازت دی تاکہ فرعون کی طرف سے ڈالا ہوا شبہ (فلنا تنک...) باطل کر کے اپنی حقانیت کا اظہار کر سکیں۔ اس اجازت کا مطلب یہ ہے کہ شبہات کا جواب دینے کیلئے انہیں بیان کرنے کی اجازت دینا اشکال نہیں رکھتا بلکہ یہ مطلوب بھی ہے۔

4_ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے اجازت ملتے ہی فرعون کے جادو گروں نے اپنے جادو کے آلات کو کام میں لاتے ہوئے اپنے جادو کا آغاز کر دیا۔ قال بل القوا فاذا

"فاذا" میں "فای" فصیحہ اور محذوف و مقدر جملوں کو بیان کر رہی ہے حرف "اذا" مفاجات کیلئے ہے اور جادو گروں کے عمل کی سرعت کی حکایت کر رہا ہے اس طرح آیت کریمہ کا معنی یہ ہے "موسیٰ (ع) نے کہا تم اپنا جادو پیش کرو اور انہوں نے اپنا جادو دکھایا کہ اچانک انکی رسیاں اور..."

5_ رسیاں اور ڈنڈے، فرعون کے جادوگروں کے کام کے آلات_ فإذا جبالهم و عصيهم

("جبال" کے مفرد) جبل کا معنی ہے رسی اور ("عصی" کے مفرد) عصا کا معنی ہے لکڑی کا ڈنڈا_

6_ فرعون کے جادوگروں نے اپنے جادو کے ساتھیوں اظہار کیا کہ انکی رسیاں اور ڈنڈے ہر طرف بھاگتے اور حرکت

کرتے ہیں_ فإذا جبالهم و عصيهم یخیل إلیہ من سحرهم انھا تسعى

"انھا تسعى"، "یخیل" کا نائب فاعل ہے اور فعل "یخیل" إلیہ "دلالت کر رہا ہے کہ درحقیقت رسیاں اور ڈنڈے بے حرکت

تھے نہ یہ کہ ان پر ایسا مادہ لگا ہوا تھا کہ ان پر دھوپ پڑنے کی وجہ سے وہ واقعا حرکت کرنے لگے ہوں_

7_ فرعون کے جادوگروں کے جادو کا لوگوں کے ادراک کرنے والے قوتوں پر اثر ہوا اور اس نے ان میں تخیل اور توہم

پیدا کر دیا_ یخیل إلیہ من سحرهم انھا تسعى

"یخیل" إلیہ "یعنی وہم و خیال نے موسیٰ کیلئے یوں اظہار کیا کہ رسیاں اور ڈنڈے حرکت کر رہے ہیں_ ضمیر "إلیہ" کا مرجع اگر

چہ موسیٰ (ع) ہیں لیکن واضح ہے کہ میدان کارزار میں موجود سب لوگ ایسا محسوس کر رہے تھے_

8_ جادو کا ادراک کرنے والی قوتوں اور خیالی قوت پر اثر ہوتا ہے_ یخیل إلیہ من سحرهم

9_ فرعون کے جادوگروں نے موسیٰ (ع) کے مقابلے کے میدان میں حاضر ہونے سے پہلے بہت ساری رسیوں اور

ڈنڈوں کا انتظام کر رکھا تھا_ فإذا جبالهم و عصيهم

10_ جادو، اشیاء کی حقیقت کو تبدیل نہیں کرتا_ یخیل إلیہ من سحرهم انھا تسعى

11_ حضرت موسیٰ (ع) کی خیالی قوت اور نقطہ نظر بھی فرعون کے جادوگروں کے جادو سے متاثر ہو گیا_

یخیل إلیہ من سحرهم انھا تسعى

12_ انبیاء الہی کی قوت وہم و خیال پر جادو کے اثر کا امکان_ یخیل إلیہ من سحرهم

انسان کی نظر میں کسی چیز کو اسکی حقیقی شکل و صورت سے مختلف صورت میں پیش کرنا (جیسے موج والے پانی میں پڑی

ہوئی لکڑی کا ٹوٹی ہوئی محسوس ہونا) اس کی حقیقت کی شناخت سے مانع نہیں ہے تاکہ یہ انسان کے درک و فہم کا نقص

شمار ہو اور نبوت کے منافی ہو_

ادراک:

ادراک کرنے والی قوتوں پر جادو کا اثر ۸

انبیاء (ع): ان پر جادو کا اثر ۱۲ // جادو: اسکے اثرات ۱۰; اسکے نفسیاتی اثرات ۸

خدا تعالیٰ: اسکے وعدے ۲ // شبہ: اسے دور کرنے کی روش ۳

فرعون کے جادوگر: ۷

ان کے جادو کے اثرات ۱۱; ان کے آلات ۵، ۹; انکا جادو ۳، ۶; ان کے جادو کی خیال انگیزی ۷; انکی رسیاں ۵، ۶، ۹; ان کے

ڈنڈے ۵، ۶، ۹

موسیٰ (ع): انکی اجازت ۳; انکا اطمینان ۲; ان میں جادو کی تاثیر ۱۱; انکا قصہ ۱، ۳، ۶، ۹، ۱۱; یہ اور فرعون کے جادوگر ۱;

انکی کامیابی کا وعدہ ۲

تو موسیٰ نے اپنے دل میں (قوم کی گمراہی کا)

آیت ۶۷

﴿فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى﴾

خوف محسوس کیا (۶۷)

۱_ فرعون کے جادوگروں کا جادو دیکھنے کے بعد، حضرت موسیٰ (ع) کو اسکے ممکنہ اثرات کی وجہ سے اپنے دل میں پریشانی

ہوئی۔ من سحرهم ... فأوجس في نفسه خيفة موسى

"أوجس" کا معنی ہے "احس" نیز "اضمر" (مخفی کیا) کے معنی میں بھی آیا ہے (لسان العرب) اس آیت میں "احس" کا

معنی زیادہ مناسب لگ رہا ہے کیونکہ "اخفا" کا معنی "فی نفسہ" میں آگیا ہے پس "أوجس في نفسه ... یعنی موسیٰ نے اپنے

دل میں خوف اور پریشانی کا احساس کیا۔

۲_ جادوگروں کے جادو کے نتائج سے حضرت موسیٰ (ع) کی پریشانی فقط ان کے دل میں تھی اور بالکل ظاہر نہ ہوئی۔

فأوجس في نفسه خيفة موسى

۳_ فرعون کے جادوگروں کی طرف سے پیش کیا گیا جادو جاذب نظر اور گمراہ کنندہ تھا۔ فأوجس في نفسه خيفة موسى

"خيفة" ایک قسم کے خوف اور پریشانی کے معنی میں ہے۔ فرعون کے جادوگروں کے جادو کے بعد موسیٰ (ع) کو یہ پریشانی

لاحق ہونا ان کے کام کے

جاذب نظر اور ماہرانہ ہونے سے حکایت کرتا ہے۔ اس طرح کہ حضرت موسیٰ (ع) لوگوں کے دھوکہ کھانے کو واضح طور پر دیکھ رہے تھے۔

4_ غلط پروپیگنڈے کے نتیجے میں لوگوں کے گرویدہ ہونے اور ان پر حق و باطل کے مشتبہ ہونے سے پریشان ہونا ایک ممکن امر اور اچھا خوف ہے۔ فا وجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ

بعد والی آیت میں نبی حضرت موسیٰ (ع) کو انکی پریشانی کی وجہ سے منع نہیں کر رہی بلکہ جملہ "انک انت الا علی" اس کام کے انجام اور یہ کہ کامیابی موسیٰ کو ہوگی کے بارے میں خبر دے رہی ہے اور موسیٰ (ع) کی پریشانی کو زائل کر رہی ہے۔

5_ انبیاء کے اندر عام انسانوں کی نفسیات اور حالات کا وجود۔ فا وجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ

6_ عن امیر المؤمنین (ع): لم یوجس موسیٰ (ع) خیفۃ علی نفسہ بل أشفق من غلبة الجهال و ذل الضلال؛ امیر المؤمنین (ع) سے روایت کی گئی ہے موسیٰ کو اپنی جان کا خطرہ نہیں تھا بلکہ انہیں خوف تھا کہ مبادا جہال اور گمراہ حکومتیں غالب آجائیں^(۱)

انبیاء: ان کا انسان ہونا ۵

پریشانی: پسندیدہ پریشانی ۲

خوف: پسندیدہ خوف ۳

روایت: ۶

عوام: انکی گمراہی کا خوف ۲

فرعون کے جادوگر: اسکے جادو کے اثرات ۱؛ انکے جادو کے جاذب ہونا ۳

فرعونی:

انکی کامیابی کا خوف ۶

موسیٰ (ع):

انکی پریشانی کا پہچان ہونا ۲؛ انکی پریشانی کے عوامل ۱؛ انکے خوف کا فلسفہ ۶؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۶

(1) نہج البلاغہ خطبہ ۴ حصہ پنجم۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۳۸۴ ح ۱۲۔

﴿قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ﴾

ہم نے کہا کہ موسیٰ ڈرو نہیں تم بہر حال غالب رہنے والے ہو (۶۸)

1_ مضبوط دل رکھنا اور فرعون کے جادو گروں کے جادو کے اثرات سے پریشان نہ ہونا جادو گروں کے ساتھ مقابلے کے

میدان میں حضرت موسیٰ (ع) کی طرف خدا تعالیٰ کی وحی کا محتوا_ فَأَوْجَس ... قلنا لا تخف

2_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو جادو گروں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں اپنی یقینی کامیابی سے آگاہ کر کے ان

کا دل مضبوط کیا اور انہیں اطمینان بخشا_ قلنا لا تخف إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ

3_ حضرت موسیٰ (ع) کو شکوک و شبہات پیدا کرنے اور جادو گروں کے جادو سے لوگوں کی گمراہی کے احتمال کی وجہ

سے پریشانی تھی_ قلنا لا تخف إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ

جملہ "إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ"، "لا تخف" کی علت ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) اس بات سے پریشان تھے

کہ کہیں ان کا معجزہ جادو گروں کے جادو کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے اور لوگ ان کی حقانیت تک نہ پہنچ سکیں خدا تعالیٰ نے انکی قطعی برتری کو بیان کر کے انکے خوف کی وجہ کو ختم کر دیا۔

4_ خدا تعالیٰ، حساس اور تقدیر ساز لمحات میں موسیٰ کا رہنما اور انہیں نفسیاتی بحرانوں اور ذہنی اضطراب سے نجات

دینے والا_ قلنا لا تخف

5_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو اطمینان دلایا کہ میدان مقابلہ میں موجود سب جادو گروں سے انکی توان زیادہ ہے

اور ان کا مقام، فرعون اور فرعونوں سے بلند ہے_ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ

بنی اسرائیل: انکی گمراہی سے پریشانی ۳

خدا تعالیٰ: اس کا علم غیب ۳؛ اس کا نجات دینا ۲

فرعون: اسکی کمزوری ۵

فرعون کے جادوگر: انکے جادو کے اثرات ۱، ۳

فرعون: انکی کمزوری ۵

موسیٰ (ع): انکی برتری ۵؛ انکو تسلی ۵؛ انکا خوف دور کرنا ۱؛ انکی پریشانی کے عوامل ۳؛ انکا قصہ ۱، ۳، ۵؛ انکا مقام و مرتبہ ۵؛

انکے اطمینان کا سرچشمہ ۲؛ انکا اضطراب ختم کرنے کا سرچشمہ ۳؛ انکی نجات کا سرچشمہ ۳؛ انکی کامیابی ۲؛ انکی طرف وحی ۱؛

انکی ہدایت ۲

آیت ۶۹

﴿وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سَاجِرٌ وَلَا يُفْلِحُ السَّاجِرُ حَيْثُ أَتَى﴾

اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو یہ ان کے سارے کئے دھرے کو چن لے گا ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے

وہ صرف جادوگر کی چال ہے اور بس اور جادوگر جہاں بھی جائے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا (۶۹)

1_ فرعون کے جادوگروں کا جادو پیش ہونے کے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کو اپنا ڈنڈا زمین پر پھینکنے کا حکم دیا

وَالْقِ مَا فِي يَمِينِكَ

"ما فی یمینک" سے مراد حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈا ہے کہ جو گزشتہ آیات میں "ما تلک یمینک" کے جواب میں حضرت موسیٰ

(ع) کی زبانی بیان ہو چکا ہے۔ اس بات کی تصریح نے حضرت موسیٰ (ع) کیلئے اس سوال و جواب کی یاد تازہ کردی اور

ان کیلئے زیادہ اطمینان کا موجب بنی۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کے ڈنڈے کے ذریعے فرعون کے جادوگروں کے جادو کا نگلا جانا اور انکی خود ساختہ چیزوں کا باطل

ہو جانا، خدا تعالیٰ کا حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ وعدہ۔ وَالْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا

3_ جادوگروں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں حضرت موسیٰ (ع) کا ڈنڈا ان کے دائیں ہاتھ میں تھا۔

وَالْقِ مَا فِي يَمِينِكَ

4_ ڈنڈا پکڑنے کے آداب میں سے ہے اسے دائیں ہاتھ میں پکڑا جائے۔ وَالْقِ مَا فِي يَمِينِكَ

انبیا کے کام اور انکی سنیں۔ سوائے ان کے مخصوص شخصی موارد کے سب کے سب ہمارے لئے قابل پیروی ہیں

ڈنڈے کا حضرت موسیٰ (ع) کے دائیں ہاتھ میں ہونا اور پھر اس کا قرآن میں مذکور ہونا اس کام کی برتری اور فضیلت کی دلیل ہے

5_ جادو، جادوگر کا جیلہ اور مکر ہے اور یہ واقعات کو تبدیل نہیں کرتا۔ اِنما صنعوا کید سحر

6_ خدا تعالیٰ نے فرعون کے سب جادوگروں کی طرف سے پیش کئے گئے جادو کے ایک جیسا ہونے کو بیان کر کے موسیٰ (ع) کیلئے اس کے ابطال کو آسان ظاہر کیا۔ کید سحر "ساحر" نکرہ اور وحدت پر دلالت کرنا ہے یعنی ایک جادوگر اور اس سے مراد حقیقی واحد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سب جادوگروں کا مکر و جیلہ ایک نوعیت کا اور ایک جیسا ہونے کی وجہ سے ایک جادوگر کے جیلے کے مترادف ہے اور جادوگروں کی کثرت سے اس کی پیچیدگی میں اضافہ نہیں ہوا۔

7_ حضرت موسیٰ کے ڈنڈے کے ذریعے جادوگروں کے جادو کا نگلا جانا جادو کے بطلان اور موسیٰ (ع) کے معجزے کی حقانیت کی نشانی ہے۔ و الی ما فی یمینک تلقف ما صنعوا اِنما صنعوا کید سحر

جملہ "اِنما صنعوا..."، "تلقف" کی علت ہے یعنی چونکہ جادو محض ایک مکر ہے اسلئے حضرت موسیٰ کے اعجاز کی حقیقت کے سامنے نابود ہو جائیگا یوں جادوگروں کے جادو کا بطلان اور معجزے کی حقانیت ثابت ہو جائیگی۔

8_ جادوگروں کیلئے کامیابی کا راستہ بند ہے۔ و لایفلح الساحر حیث اتی

"الساحر" کا "آل" جنس کیلئے ہے اور "حیث اتی" یعنی "حیث اقبل" (یعنی جہاں بھی آئے)۔

9_ جادو ایک ناجائز کام ہے اور اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ کید سحر و لایفلح الساحر حیث اتی جادو کا مکر ہونا اور اسکی کامیابی کے راستے کا بند ہونا کہ جو اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ اس کے غیر مشروع اور ناجائز ہونے کیلئے کافی ہے۔

10_ جادو ایک بے قدر و قیمت عمل ہے اور جادوگر کی جگہ کا تبدیل کرنا اسکے ثمر بخش ہونے میں اثر نہیں رکھتا۔ و لایفلح الساحر حیث اتی

11_ عن رسول اللہ (ص) قال: إذا أخذتم الساحر فاقتلوه ثم قرأ "لا یفلح الساحر حیث اتی" لا یأمن وجد؛ پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جہاں بھی جادوگر آپ کے ہاتھ آجائے اسے قتل کر دو پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "لا یفلح الساحر حیث اتی" (پھر) فرمایا جادوگر جہاں بھی مل جائے امان میں نہیں ہے۔^(۱)

احکام: ۹

جادو: اسکے احکام ۹؛ اس سے اجتناب کی اہمیت ۹؛ اس کا بے قدر و قیمت ہونا ۱۰؛ اسکی حرمت ۹؛ اس کا کردار و تاثیر ۵؛ اس میں جگہ کا کردار ۱۰

جادوگر: انکی شکست ۸؛ انکا قتل ۱۱؛ انکا مکر ۵؛ انکی ناامنی ۱۱؛ خدا تعالیٰ اسکے اوامر ۱؛ اسکے وعدے ۲
ڈنڈا: اسکے آداب ۳

روایت: ۱۱

فرعون کے جادوگر: انکے جادو کا باطل کرنا ۲، ۴؛ انکے جادو کے بطلان کے دلائل ۴؛ انکے جادو کے باطل کرنے کا آسان ہونا ۶

محرمات: ۹

موسیٰ (ع): انکے ڈنڈے کا پھینکنا ۱؛ انکا داہنا ہاتھ ۳؛ انکے معجزے کی حقانیت کے دلائل ۴؛ انکا ڈنڈا ۳؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۶؛ انکے ڈنڈے کا کردار ۲؛ انکے ساتھ وعدہ ۲
ہاتھ: دائیں ہاتھ کا کردار ۳

آیت ۸۰

﴿فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَى﴾

یہ دیکھ کر سارے جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور آواز دی کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر ایمان لے آئے (۸۰)
1_ حضرت موسیٰ کے اعجاز سے انکا ڈنڈا فرعون کے جادوگروں کے جادو کے تمام وسائل (رسیوں اور ڈنڈوں) کو نگل گیا
_ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ... فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ

"فَأُلْقِيَ" کی "فا" فصیحہ اور محذوف جملوں سے حاکی ہے تقدیرات کے ساتھ آیت کریمہ کا معنی یہ ہے موسیٰ نے اپنا ڈنڈا پھینکا اور ڈنڈا جادو کے آلات کو نگل گیا اس وقت جادوگر سجدے میں گر گئے۔

2_ جادوگر، حضرت موسیٰ (ع) کا معجزہ اور اسکے ذریعے اپنے جادو کے نگلے جانے کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَجْدًا

3_ جادوگروں نے حضرت موسیٰ (ع) کا معجزہ دیکھ کر اسے قدرت الہی سمجھا اور خدا تعالیٰ کی عظمت کے سامنے اظہار تواضع کرنے لگے۔ فالقی السحرة سجداً قالوا ء امنا برب هرون و موسیٰ

4_ حضرت موسیٰ (ع) کے معجزے کی طاقتور قوت جاذبہ نے فرعون کے جادوگروں سے ہر قسم کی مقاومت اور انتظار کی توان کو سلب کر لیا۔ فالقی السحرة

فعل "القی" مجہول ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ جادوگر سجدہ کرنے پر مجبور ہو گئے گویا کسی چیز نے انہیں سجدے پر مجبور کر دیا

5_ جادوگر چونکہ جادو میں مہارت رکھتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ (ع) کی باتوں کی حقانیت اور ان کے کام کے جادو نہ ہونے کا واضح ادراک کر لی فالقی السحرة سجداً قالوا ء امن

آیت کے ظاہر سے یوں لگتا ہے کہ میدان مقابلہ میں صرف جادوگروں نے اپنے ایمان کا اعلان کیا یا کم از کم یہ ایمان لانے والے پہلے افراد تھے جادوگروں کے ایمان کی طرف یہ سبقت انکی اپنے کام اور ان کے حضرت موسیٰ (ع) کے معجزے سے اختلاف کی شناخت کی وجہ سے تھی۔

6_ جادوگروں نے اپنے جادو کے بطلان کا مشاہدہ کر کے تمام موجودات پر خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو باور کر لیا اور اس پر ایمان لے آئے۔ قالوا امنا برب هرون و موسیٰ

7_ فرعون کے جادوگروں نے صراحت کے ساتھ خدا تعالیٰ پر ایمان کا اعلان کیا۔ قالوا ء امنا برب هرون و موسیٰ

8_ جادوگروں نے خدا تعالیٰ پر اپنے ایمان کا اس طرح اعلان کیا کہ فرعون اس میں تحریف نہ کر سکے اور اس سے سوء استفادہ نہ کر سکے۔ قالوا امنا برب هرون و موسیٰ چونکہ کچھ مدت تک حضرت موسیٰ نے فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی اگر جادوگر "رب موسیٰ (ع)" کہتے تو اس بات کا امکان تھا کہ فرعون انکے سجدے اور اعتراف کا رخ اپنی طرف موڑ کر اپنے آپ کو "رب موسیٰ (ع)" سمجھے لیکن انہوں نے حضرت موسیٰ کے نام کے ساتھ ہارون کا نام ذکر کر کے (رب ہارون و موسیٰ) فرعون کی طرف سے اپنی بات سے سوء استفادہ کرنے کا راستہ بند کر دیا۔

9_ حضرت موسیٰ اور ہارون نے ربوبیت خدا کے قبول کرنے کی دعوت کو اپنی دعوتوں میں سرفہرست قرار دیا۔

برب هارون و موسیٰ

10_ فرعون کے جادوگر موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) کا مقابلہ کرنے سے پہلے حضرت موسیٰ (ع) کی دعوت اور ان کے ساتھ ہارون کی ہم آہنگی سے آگاہ تھے۔ ء امنا برب ہارون و موسیٰ

11_ رسالت کی انجام دہی اور پیغام توحید کے پہچانے میں خدا تعالیٰ، موسیٰ اور ہارون کا تدبیر کرنے والا۔
رب ہرون و موسیٰ

12_ انبیاء کو معجزہ عطا کرنا ربوبیت خدا کا ایک جلوہ۔ رب ہرون و موسیٰ

13_ فرعون کے جادوگروں کے ساتھ مقابلے کے میدان میں حضرت ہارون حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہ حاضر تھے۔
ء امنا برب ہرون و موسیٰ

14_ خدا تعالیٰ کی عظمت کی طرف توجہ کرنا اسکی بارگاہ میں خضوع کرنا انسان کو اسکی ربوبیت کے قبول کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ فالقی السحرة سجداً قالوا ء امنا برب ہرون و موسیٰ

15_ خاک پر پیشانی رکھنا، قدیم زمانے سے خدا تعالیٰ کے سامنے خضوع کرنے کی علامت ہے اور یہ اسکی بندگی کا واضح جلوہ ہے۔ فالقی السحرة سجداً

16_ خدا تعالیٰ کا حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ یہ وعدہ، کہ وہ جادوگروں کے ساتھ میدان مقابلہ میں غالب اور برتر رہیں گے، بہترین صورت میں عملی ہوا۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ... فالقی السحرة سجداً قالوا ء امن

17_ سجدے کے وقت، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کرنا ضروری ہے۔ فالقی السحرة سجداً قالوا ء امنا برب ہرون و موسیٰ

اقرار: خدا کی ربوبیت کا اقرار ۱۷/۱۸ انبیاء (ع): انکا معجزہ ۱۲ ایمان: خدا کی ربوبیت پر ایمان کی اہمیت ۹; موسیٰ (ع) کی حقانیت پر ایمان ۵; خدا پر ایمان ۴; خدا کی ربوبیت پر ایمان ۶; موسیٰ کے معجزے پر ایمان ۵; خدا کی ربوبیت پر ایمان کی پیش خیمہ ۱۳ فرعون کے جادوگر: انکے جادو کا باطل کرنا ۱; انکا ایمان ۵، ۶، ۷; انکی سوچ ۳; انکا تواضع ۳; یہ اور موسیٰ کی دعوت ۱۰; یہ اور ہارون کی دعوت ۱۰; یہ اور موسیٰ کا معجزہ ۳; انکا سجدہ ۲; انکا عجز ۳; ان کے ایمان کی خصوصیات ۸

خدا تعالیٰ: اسکے وعدہ کا عملی ہونا ۱۶; اسکی تدبیر ۱۱; اسکے سامنے خضوع کے عوامل ۱۳; اسکے سامنے خضوع کی نشانیاں ۱۵; اسکی ربوبیت کی علامت ۱۲

ذکر:

ذکر خدا کی اثرات ۱۳

سجدہ: اس کے آداب ۱۷؛ اس کی تاریخ ۱۵؛ اس کی تاثیر ۱۵

عبودیت: اس کی نشانیاں ۱۵

فرعون: اس کے سوء استفادہ کو روکنا ۸

موسیٰ: ان کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۰، ۱۳؛ ان کی تربیت کرنے والا ۱۱؛ ان کا معجزہ ۱؛ ان کی سب سے اہم دعوت ۹؛ ان کے

ڈنڈے کا کردار ۱؛ ان کے معجزے کا کردار ۳؛ انکو کامیابی کا وعدہ ۱۶؛ موسیٰ و ہارون کی ہم آہنگی ۱۰

ہارون (ع): ان کی تربیت کرنے والا ۱۱؛ ان کی سب سے اہم دعوت ۹؛ یہ اور موسیٰ (ع) ۱۳

آیت ۷۱

﴿قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَأَقْطَعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَى﴾

فرعون نے کہا کہ تم میری اجازت کے بغیر ہی ایمان لے آئے تو یہ تم سے بھی بڑا جادوگر ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے اب میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دوں گا اور تمہیں خرمہ کی شاخ پر سولی دیدوں گا اور تمہیں خوب معلوم ہو جائے گا کہ زیادہ سخت عذاب کرنے والا اور دیر تک رہنے والا کون ہے (۷۱)

1_ موسیٰ (ع) پر ایمان لانے کی وجہ سے جادوگروں کو فرعون کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ اور توبیخ کا سامنا کرنا پڑا۔

قالوا ءامننا ... قال ءامنتم له قبل ان ءاذن لكم

"آمنتُم" چاہے جملہ خبریہ ہو چاہے استفہامیہ (ہمزہ کی تقدیر کے ساتھ) اس سے مراد توبیخ ہے اور "لہ" کی ضمیر کا مرجع حرف لام کے قرینے سے کہ جو "آمن" کے غیر خدا کے ساتھ ربط کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اور "لہ" لکیر کم "میں" "لہ" کی ضمیر کے تناسب سے۔ موسیٰ (ع) ہیں۔

2_ فرعون کے جادوگر، موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) کو پیغمبر خدا سمجھ کر ان پر ایمان لے آئے۔ ءامنتم له

گذشتہ آیت میں جادوگروں کی تعبیر "آمنابرب ہارون و موسیٰ" تھی لیکن فرعون نے ڈانٹتے ہوئے انہیں موسیٰ پر ایمان لانے والا قرار دیا یہ نکتہ "رب موسیٰ و ہارون" پر ایمان اور ربوبیت خدا کی دعوت کے سلسلے میں ان کی رسالت پر ایمان کے درمیان تلازم کو بیان کر رہا ہے۔

3_ فرعون، دین کے انتخاب اور لوگوں کے مسلک کی تبدیلی کو اپنی اجازت کے ساتھ مشروط سمجھتا تھا۔
ء امنتم له قبل ان ء اذن لكم

4_ فرعون کی حکومت میں موسیٰ (ع) پر ایمان لانا غیر قانونی اور ممنوع تھا۔ امنتم له قبل ان ء اذن لكم
موسیٰ (ع) پر ایمان لانے میں فرعون کی اجازت کی ضرورت اس زمانے میں آپ پر ایمان لانے کے غیر قانونی اور ممنوع ہونے کی علامت ہے۔

5_ فرعون کے نظام حکومت میں فکری اضطراب کا وجود اور عقیدے کی آزادی کا نہ ہونا۔ ء امنتم له قبل ان ء اذن لكم
عقیدے کیلئے فرعون کی اجازت کی ضرورت فرعون کی حکومت میں مکمل فکری اضطراب اور استبداد کی علامت ہے۔
6_ فرعون ایک ڈکٹیٹر، مغرور اور متکبر حکمران تھا۔ قبل ان ء اذن لكم

7_ فرعون نے موسیٰ (ع) کو بڑا جادوگر اور آپ کے معجزے کو اس سے بڑا جادو قرار دیا جو انہوں نے دوسروں کو سکھایا تھا۔ انه لكبيركم الذی علمکم السحر

8_ فرعون نے موسیٰ (ع) پر جادوگروں کا استاد ہونے اور ان کے امور کو چلانے کی تہمت لگائی۔
آمنتم له ... انه لكبيركم الذی علمکم السحر

9_ موسیٰ (ع) سے جادو سیکھنا اور فرعون کے خلاف سازش میں موسیٰ (ع) کے ساتھ شریک ہونا، فرعون کی طرف سے ایمان لانے والے جادوگروں پر لگائی جانے والی تہمتوں میں سے۔ انه لكبيركم الذی علمکم السحر

10_ فرعون نے موسیٰ (ع) کے مقابلے میں جادوگروں کی شکست کو ظاہر سازی اور پہلے سے موسیٰ کے ساتھ مل کر بنائی گئی سازش کا نتیجہ قرار دیا اور ان پر جان بوجھ کر تساہل برتنے کی تہمت لگائی۔ انه لكبيركم الذی علمکم السحر

11_ فرعون کی نظر میں جادوگر میدان مقابلہ میں حاضر ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ (ع) پر ایمان رکھتے تھے اور میدان مقابلہ میں انکا ایمان لانا صرف ظاہری اور پہلے سے ترتیب دیا ہوا تھا

۱۰ امتنم له قبل ان ء اذن لكم انه لكبيركم الذي علمكم السحر

12_ جادو ان علوم میں سے ہے کہ جو تعلیم و تعلم کے قابل ہیں۔ علمکم السحر

13_ مخالف سمت کے ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کا کاٹنا اور کھجور کے درخت کے تنے پر سولی دینا فرعون کی طرف سے ایمان لانے والے جادو گروں کیلئے قرار دی جانے والی سزاؤں میں ہے۔ فلا قطعن ایدیکم و ارجلکم من خلف و لا صلبنکم

جذع (جذوع کا مفرد) کا معنی ہے درخت کا تنہ اور حرف "فی" بتا رہا ہے کہ فرعون نے اپنی دھمکی میں جادو گروں کا ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بعد ان کا دائمی ٹھکانا سولی کی لکڑیاں قرار دے رکھا تھا یہ مطلب اس بات سے کنایہ ہے کہ کبھی بھی ان کا بدن نیچے نہیں اتارا جائیگا۔

14_ مجرموں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کے انہیں سولی پر لٹکانا، فرعون کے زمانے کی سخت ترین سزاؤں میں سے تھا۔ فلا قطعن ... ولا صلبنکم فی جذوع النخل

15_ فرعون کی طرف سے ایمان لانے والے جادو گروں کو سولی دینے انہیں شکنجے دینے اور ان کے اجر پر بلا واسطہ نظارت کرنے کی تصمیم، قطعی اور آمرانہ تھی۔ لا قطعن ... لا صلبنکم ... لتعلمن اننا اشد عذاباً و ابقی فرعون، موسیٰ کے مقابلے میں پہلے رد عمل میں اپنے حواریوں سے مشورہ کرتا تھا لیکن جادو گروں کی سزا کے سلسلے میں اس نے عمل کرنے کی قسم کے ساتھ اپنی شخصی اور آمرانہ رائے کا اعلان کیا اور اس نے لام قسم، نون تاکید ثقیلہ اور باب تفعیل کے فعلوں کے ساتھ اپنی اس تصمیم کی قاطعیت کا اظہار کیا۔ قابل ذکر ہے فعل "لا قطعن" اور "لا صلبن" باب تفعیل سے ہیں کہ جو ثلاثی مجرد کے ساتھ ہم معنی ہیں صرف اسکی نسبت ان میں تاکید زیادہ ہے۔

16_ فرعون کا دار الحکومت ایک گرم علاقہ میں تھا اور اس میں کھجور کے درخت تھے۔ و لا صلبنکم فی جذوع النخل

17_ فرعون نے اپنی طرف سے دیئے جانے والے عذاب اور شکنجوں کے اس عذاب سے زیادہ سخت ہونے کا اعلان کیا جس کا حضرت موسیٰ (ع) نے وعدہ دیا تھا۔ و لتعلمن اننا اشد عذاباً

حضرت موسیٰ نے مقابلے کے آغاز میں کہا تھا "ویلکم ... فیسحتکم بعذاب" فرعون نے اس بات کے مقابلے میں یوں وعدہ دیا کہ اس کا عذاب اس عذاب سے زیادہ سخت ہے جس کا موسیٰ (ع) نے وعدہ دیا ہے۔

18_ فرعون نے ایمان لانے والے جادو گروں کی سزا (ہاتھ پاؤں کا کاٹنا اور تختہ دار پر لٹکانا) کے

دورانے کا اس عذاب سے زیادہ طولانی اور دیرپا ہونے کا اعلان کیا کہ جس کا حضرت موسیٰ نے وعدہ دے رکھا تھا۔

و لتعلمن ایٹا اشد عذاباً و ابقی "عذاباً"، "اشد" کی تمیز اور "ابقی" کی مخذوف تمیز کا قرینہ ہے "و ابقی عذاباً"۔

19_ فرعون، موسیٰ (ع) اور ان کے پیروکاروں کو نابود اور ختم کرنے اور اپنی حکومت کو پائیدار ظاہر کرنے پر مصمم تھا۔
و لتعلمن ایٹا اشد عذاباً و ابقی فرعون کی طرف سے ایمان لانے والوں کے قتل اور عذاب کا وعدہ نیز زیادہ باقی رہنے کا ادعا (ابقی) اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ وہ ایمان لانے والوں کو نابود کرنے پر مصمم تھا۔ قابل ذکر ہے اس مطلب میں تمیز "عذاباً" کو کلمہ "اشد" کے ساتھ مختص کیا گیا ہے اور کلمہ "ابقی" کو تمیز سے خالی سمجھا گیا ہے۔

20_ فرعون نے اپنے شکنجوں کے موسیٰ (ع) کی طرف سے وعدہ دیئے گئے عذاب سے زیادہ سخت ہونے کے ادراک کو صرف ان کے چکھنے کی صورت میں ممکن قرار دیا۔ و لتعلمن ایٹا اشد عذاباً

21_ جادوگروں کے ماجرا اور ان کے موسیٰ (ع) پر ایمان لانے کے بعد فرعون کی حکومت کی بنیادیں بہت متزلزل ہو گئیں۔ و لتعلمن ایٹا اشد عذاباً و ابقی

فرعون کے پہلے رد عمل اور جادوگروں کے ایمان کے بعد کے رد عمل کے درمیان فرق اسکی حکومت کے تزلزل اور موسیٰ (ع) اور ان پر ایمان لانے والوں کی طرف سے شدید خطرے کے احساس سے حکایت کرتا ہے۔

22_ شکنجہ، قتل، ڈرانا اور دھمکانا موسیٰ (ع) کی تحریک کو روکنے اور اپنی حکومت کی بقاء کیلئے فرعون کے آخری حربوں میں سے۔ فلا قطعن ... لا صلبنکم ... و لتعلمن

23_ تہمت لگانا فرعون کے نظام میں ظالمانہ سزائوں اور سختی کرنے کیلئے ایک بہانہ۔ ء امنتم ... إنه لکبیرکم ... فلا قطعن ... اشد عذاباً و ابقی

24_ موسیٰ (ع) اور ہارون فرعون، کے گزند سے محفوظ اور فرعونوں کے تسلط سے باہر۔ إنه لکبیرکم ... فلا قطعن ا

یدیکم ... اشد عذاباً و ابقی موسیٰ (ع) و ہارون (ع) کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے جادوگروں کو شکنجے اور پھانسی کی دھمکی اور موسیٰ اور ہارون کی سزا سے خاموشی اسکے فرعون کیلئے ممکن نہ ہونے کی علامت ہے۔ ایمان: موسیٰ (ع) پر

ایمان ۱، ۲، ۳؛ ہارون (ع) پر ایمان ۲// جادو: جادو سیکھنا ۹، ۱۲؛ جادو سکھانا ۱۲

فرعون کے جادوگر: انکے ایمان کے اثرات ۲۱؛ انکا ایمان ۱، ۲، ۱۱؛

انہیں سولی دینا ۱۳، ۱۵؛ ان پر سازش میں شریک ہونے کی تہمت ۹، ۱۰، ۱۱؛ انکی سرزنش ۱؛ انکی شکست ۱۰؛ انکا شکنجہ ۱۵، ۱۸؛ انکا پاؤں کاٹنا ۱۳؛ انکا ہاتھ کاٹنا ۱۳؛ انکی سزا ۲۳

خدا تعالیٰ: اسکے عذاب کی سختی ۱۷، ۱۸

فرعون: اسکی حکومت میں سختی ۵؛ اسکی اجازت ۳؛ اسکا استبداد ۳، ۴، ۶، ۱۵، ۲۲؛ اسکی سوچ ۳، ۴، ۱۰، ۱۱، ۲۰؛ اس کا حکومت کو مستحکم کرنا ۱۹؛ اس کا تکبر ۶؛ اسکی سازش ۲۲؛ اسکی دھمکیاں ۱۷، ۱۸، ۲۲؛ اسکی تہمتیں ۴، ۸، ۹، ۱۰، ۲۳؛ اسکی دشمنی ۱۹؛ اسکے مقابلے کی روش ۲۲؛ اسکی حکومت کے انحطاط کا پیش خیمہ ۲۱؛ اسکے شکنجوں کی سختی ۱۷، ۲۰؛ اسکی سرزنش ۱؛ اسکے شکنجے ۱۳، ۱۵، ۲۲؛ اسکی صفات ۶؛ اس کا ظلم ۲۳؛ اسکی سزائیں ۱۳، ۲۳؛ اسکے دار الحکومت کا گرم ہونا ۱۶؛ اسکے شکنجوں کی مدت ۱۸؛ اس سے محفوظ رہنا ۲۳؛ اسکے دار الحکومت کی موسمی حیثیت ۱۶؛ اسکے دار الحکومت میں نخلستان ۱۶؛ اس کا حکومتی نظام ۳، ۵؛ اس کا سزا دینے کا نظام ۱۳؛ اسکی حکومت کی خصوصیات ۲۳

مجرین: انکی سزا ۱۳

موسیٰ: ان پر جادو کی تہمت ۴، ۸؛ ان کے دشمن ۱۹؛ ان پر ایمان لانے والوں کے دشمن ۱۹؛ انکے ساتھ مقابلے کی روش ۲۲؛ انکا قصہ ۲، ۴، ۸، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۳۱، ۲۲، ۲۳؛ ان پر ایمان لانے والے ۱۱؛ انکا محفوظ ہونا ۲۳؛ انکی نبوت ۲؛ انکا موثر ہونا ۹

ہارون (ع): انکا قصہ ۲۳؛ انکا محفوظ ہونا ۲۳؛ انکی نبوت ۲

آیت ۷۲

﴿قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرْنَا فَافْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾

ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس جو کھلی نشانیاں آچکی ہیں اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ہم اس پر تیری بات کو مقدم نہیں کر سکتے اب تجھے جو فیصلہ کرنا ہو کر لے تو فقط اس زندگانی دنیا ہی تک فیصلہ کر سکتا ہے (۷۲)

1۔ ایمان لانے والے جادو گروں کا پلٹ جانا (مرتد ہونا) اور دین فرعون کی پیروی کرنا انہیں فرعون کی دھمکیوں کے

اہداف میں سے۔ لا قطع ... قالوا لن نؤثرک

ایمان لانے والے جادو گروں کا فرعون کو جواب (لن نؤثرک) اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ فرعون کی دھمکیاں، جادو گروں کو ایمان کے راستے سے ہٹانے کیلئے تھیں۔

2_ ایمان لانے والے جادوگروں نے فرعون کو خدا تعالیٰ پر برتری دینے اور موسیٰ (ع) کے واضح دلائل کے مقابلے میں فرعون کی دھمکیوں کو اہمیت دینے کو کلی طور پر منفی قرار دیا اور انہوں نے اپنے ایمان کے محکم ہونے کا اظہار کیا۔
قالوا لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینت و الذی فطرنا

3_ مصر کے ایمان لانے والے جادوگر آیات الہی اور خدا تعالیٰ کے واضح دلائل سے متاثر ہو گئے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کو فرعون پر ترجیح دی۔ لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینت و الذی فطرنا

4_ حضرت موسیٰ (ع) کے بینات (واضح دلائل) انکی حقانیت اور فرعون کے دعووں کے بطلان کی واضح دلیلیں۔
قالوا لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینت

5_ ڈنڈے کو ایسی شے میں تبدیل کر دینا کہ جو جادوگروں کے جادو کے آلات کو نکل کر پہلی حالت پر پلٹ گئی حضرت موسیٰ (ع) کی رسالت کی متعدد نشانیوں کا حامل تھا۔

چونکہ جادوگروں نے اپنے مشاہدات کو "بینات" (بینہ کی جمع) سے تعبیر کیا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ ایک معجزے کے ضمن میں متعدد معجزات تھے۔

6_ فرعون کے پاس اپنے دعووں پر کوئی واضح دلیل نہیں تھی۔ قالوا لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینت

7_ ایمان لانے والے جادوگر اپنے خالق کی جانب سے موسیٰ کی رسالت کے معتقد۔ علی ما جاءنا من البینت و ا لذلّی فطرنا

8_ خدا تعالیٰ انسانوں کا خالق ہے۔ ا لذلّی فطرنا

"فَطَر" مادہ "فطرۃ" سے ابتدا و اختراع کے معنی میں ہے " فطر الله الخلق "یعنی انہیں خلق کیا اور آغاز کیا (لسان العرب)
9_ انسان کے خالق، خدا کے مقابلے میں ناتوان مخلوق کی ربوبیت کے ساتھ توصیف ناروا کام اور دلیل اور برہان سے عاری ہے۔ لن نؤثرک ... و ا لذلّی فطرنا

"و ا لذلّی فطرنا" کا عطف "ما جاءنا" پر ہے یعنی "لن نؤثرک علی الذی فطرنا" (ہم تجھے۔ اے فرعون کہ جو صرف مخلوق ہے۔ اپنے خدا پر کہ جس نے ہمیں خلق کیا ہے انتخاب نہیں کریں گے) یہ جملہ محکم استدلال پر مشتمل ہے یعنی چونکہ خدا تعالیٰ خالق ہے اور اس نے واضح دلائل کے ساتھ اپنی ربوبیت کو ہمارے لئے بیان کر دیا ہے لہذا اس کے غیر کو ربوبیت کیلئے انتخاب کرنا درست نہیں ہے

10_ خالقیت میں توحید، ربوبیت میں توحید کی دلیل ہے۔ لن نُؤثِرْکَ ... و الذی فطرنا

11_ ایمان لانے والے جادوگروں نے اپنے ایمان کو بچانے کی خاطر ہر قسم کے شکنجوں اور قتل کو برداشت کرنے کیلئے اپنی آمادگی کا اعلان کیا۔ لن نُؤثِرْکَ ... فاقض ما انت قاض

"قضا" کا معنی ہے فیصلہ کرنا "فاقض ..." کا جملہ ایمان لانے والے جادوگروں کی زبان سے فرعون کو خطاب ہے یعنی توجہ فیصلہ بھی کر سکتا ہے کر لے ہم اپنے ایمان کی راہ میں ہر قسم کے شکنجے اور عذاب کیلئے تیار ہیں۔

12_ ایمان لانے والے جادوگروں کی طرف سے دنیا اور اس میں فرعون کی محدود وقت کیلئے حکومت کی تحقیر۔ إِنَّمَا تَقْضَىٰ هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَعِلْ "تقضي" فرعون کو خطاب ہے اور "هذه الحياة" اس کا مفعول فیہ ہے یعنی "إِنَّمَا تَقْضَىٰ مَدَّةُ هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" تیری حکمرانی کا دائرہ کار یہی دنیاوی زندگی ہے اور اسکے علاوہ تیری دسترس سے باہر ہے۔

13_ دنیا کی عارضی زندگی کے ساتھ دل لگانا اور اس پر مغرور ہونا ناروا کام ہے۔ إِنَّمَا تَقْضَىٰ هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

14_ ایمان لانے والے جادوگروں نے فرعون کی طاقت کی تحقیر کر کے اسے بتادیا کہ تیرے سخت ترین شکنجے بھی صرف انکی دنیاوی زندگی کو ختم کریں گے اور انکی آخرت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ فاقض ما انت قاض إِنَّمَا تَقْضَىٰ هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

اگر "هذه الحياة"، "تقضي" کا مفعول بہ ہو تو "قضا" سے مراد ہوگا ختم کرنا اہل لغت کہتے ہیں "قضا" کے تمام معانی کی بازگشت منقطع ہونے اور ختم ہونے کی طرف ہے (لسان العرب) بنابرین آیت کریمہ کا معنی یہ ہوگا اے فرعون تو اپنے فیصلے کے ساتھ جسے ختم کر سکتا ہے کر دے کیونکہ تو صرف اس دنیاوی زندگی کو ختم کر سکتا ہے۔

15_ انبیا اور مؤمنین کے دشمنوں کی طاقت اور حکمرانی صرف دنیاوی زندگی تک محدود ہے۔ إِنَّمَا تَقْضَىٰ هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

16_ ایمان لانے والے جادوگر فرعون کی دھمکیوں کے باوجود اسکی ہدایت اور نصیحت و راہنمائی کے درپے تھے۔

ما جاءنا من البینت و الذی فطرنا فاقض ما انت قاض إِنَّمَا تَقْضَىٰ هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

فرعون کے دشمنانہ رویے کے بعد جادوگروں کا حضرت موسیٰ (ع) کے واضح دلائل، خدا تعالیٰ کی خالقیت اور فرعون کی قدرت کے محدود ہونے کی طرف اشارہ کرنا ہو سکتا ہے فرعون کو مطمئن کرنے اور اسے پند و نصیحت کرنے کی غرض سے

7_ حضرت موسیٰ پر ایمان لانے والے جادوگر، آخرت پر محکم ایمان و اعتقاد رکھنے والے تھے۔ فاقض ... إنما تقضى
هذه الحياة الدنيا

آخرت: اس پر ایمان لانے والے ۱۳، ۱۴

آیات خدا: ان پر ایمان لانے والے ۳

انیا: ان کے دشمنوں کی قدرت کا محدود ہونا ۱۵

انسان: اس کا خالق ۸

ایمان: موسیٰ پر ایمان ۲

توحید: توحید ربوبی کے دلائل ۱۰؛ اس کا خالقیت میں کردار ۱۰

فرعون کے جادوگر: انکی آخرت پرستی ۱۳، ۱۴؛ انکی آمادگی ۱۱؛ انکی استقامت ۲، ۱۱؛ انکا ایمان ۲، ۳، ۴، ۱۱، ۱۳، ۱۴؛ انکی سوچ ۱۲؛ انکی تبلیغ ۱۶؛ انکا خالق ۴؛ انکے مرتد ہونے کا پیش خیمہ ۱؛ انکی دھمکی کا فلسفہ ۱؛ انکی نصیحتیں ۱۶؛ انکا ہدایت کرنا ۱۶

خدا تعالیٰ: اسکی خالقیت ۸

دنیا پرستی: اسکا ناپسند ہونا ۱۳

ربوبیت: غیر خدا کی ربوبیت کا غیر منطقی ہونا ۹

زندگی: دنیاوی زندگی کا بے قدر و قیمت ہونا ۱۲

شرک: شرک ربوبی کا غیر منطقی ہونا ۹

عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۳

فرعون: اسکی دھمکیوں کے اہداف ۱؛ اسکی حکومت کا بے قدر و قیمت ہونا ۱۲؛ اس کا غیر منطقی ہونا ۶؛ اسکی تحقیر ۱۳؛

اسکے شکنجوں کو برداشت کرنا ۱۱، ۱۳؛ اسکے باطل ہونے کے دلائل ۳؛ اسکو نصیحت ۱۶

مؤمنین: انکے دشمنوں کی قدرت کا محدود ہونا ۱۵

موسیٰ: ان کے واضح دلائل ۳؛ انکے معجزوں کا متعدد ہونا ۵؛ انکی حقانیت کے دلائل ۳؛ انکی نبوت کے دلائل ۵؛ انکا قصہ ۲؛

ان پر ایمان لانے والے ۴؛ انکے دُندے کا کردار ۵؛ انکی نبوت کے دلائل کا واضح ہونا ۲

آیت ۷۳

﴿إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَبِيرٌ وَابْقَى﴾

ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے ہیں کہ وہ ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اور اس جادو کو بخش دے جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا اور اللہ سب سے بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے (۷۳)

1_ فرعون اور اسکی دھمکیوں کے مقابلے میں ایمان لانے والے جادوگروں نے اپنے پروردگار پر اپنے ایمان کی تاکید کی۔
لن نؤثرک ... إنا ء امنا بربنا

2_ ایمان لانے والے جادوگر اپنے گناہ و خطا کے معترف اور خدا تعالیٰ کی بخشش کے امیدوار تھے۔ إنا ء امنا بربنا لیغفرلنا خطایانا

4_ کفر و شرک گناہ ہے اور اس کیلئے بارگاہ خداوندی سے طلب مغفرت اور توبہ کی ضرورت ہے۔ لیغفرلنا خطایانا
بعد والی آیات کے قرینے سے کہ جن میں جرم اور ایمان کو ایک دوسرے کے مقابلے میں ذکر کیا گیا ہے یہاں پر "خطیئہ" کا مورد نظر مصداق خدا تعالیٰ کے ساتھ کفر اور حضرت موسیٰ کی رسالت کے انکار والا گناہ ہے۔

5_ ایمان لانے والے جادوگر اپنے باطنی میلان کے برخلاف اور حکومت فرعون کے دباؤ کی وجہ سے حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے پر مجبور ہوئے۔ و ما اکرہتنا علیہ من السحر

"اکراہ" یعنی کسی کو ایسے کام پر مجبور کرنا جسکی طرف وہ خود مائل نہ ہو۔ قابل ذکر ہے کہ "اکرہتنا" فرعون کو مخاطب بنائے ہوئے ایمان لانے والے جادوگروں کا کلام ہے یعنی تو نے ہمیں جادو اور موسیٰ کا مقابلہ کرنے پر مجبور کیا۔ جادوگروں نے جادو کو پیش کرنے کے طریقے کے سلسلے میں جو اقدامات کئے اگرچہ وہ اختیاری تھے لیکن حضرت موسیٰ (ع) کے مقابلے میں انہیں میدان میں حاضر کرنا اجباری تھا۔

6_ گناہ اگرچہ اپنے میلان کے بغیر اور کسی کے مجبور کرنے سے انجام پائے بخشش الہی اور توبہ کا نیاز مند ہے۔ إنا ء امنا لیغفر ... و ما اکرہتنا علیہ من السحر

ایمان لانے والے جادوگروں کی گفتگو میں "خطایا" کو بھی بخشش کا نیاز مند قرار دیا گیا ہے اور "ما اکرہتنا" کو بھی اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ اگرچہ کسی کے مجبور کرنے اور اپنے ذاتی تمایل کے بغیر ہو اس کیلئے مغفرت الہی کی ضرورت ہے۔

7_ فرعون کی حکومت میں دباؤ اور اجبار کا وجود اور آزادی کا نہ ہونا۔ ما اکرہتنا علیہ من السحر

8_ جادو اور جادو گروں کا یہ گناہ ہے کہ جسے توبہ اور بخشش خداوندی کی ضرورت ہے۔ لیغفرلنا ... و ما اکرهتنا علیہ من السحر جادو اور جادو گروں کا بخشش کا نیاز مند ہونا اس کے گناہ ہونے کی علامت ہے۔ جادو گری کا اس کے اجباری ہونے کی طرف اشارہ بخشش الہی کو حاصل کرنے کیلئے اس گناہ کے سرزد ہونے کے سلسلے میں ایک قسم کا عذر پیش کرنے کے مترادف ہے۔

9_ فرعون کے جادو گر حضرت موسیٰ (ع) پر ایمان لانے کے بعد فرعون کے حق میں جادو کے اقدام سے اظہار ندامت کر کے بخشش الہی کے طالب ہوئے۔ لیغفرلنا ... ما اکرهتنا علیہ من السحر

10_ خدا تعالیٰ خیر محض اور سب سے زیادہ پائندہ ہے۔ و اللہ خیر و ابقى "خیر" دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ۱_ وصفی معنی میں (شرک کے مقابلے میں) ۲_ تفصیلی معنی میں آیت کریمہ میں اگرچہ دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں لیکن مذکورہ بالا مطلب میں اس کا وصفی معنی مد نظر رکھا گیا ہے۔

11_ خدا تعالیٰ کی جزا، بہترین اور پائندہ ترین جزا ہے۔ و اللہ خیر و ابقى خدا تعالیٰ کا انسان کیلئے "خیر" ہونا۔ اگر خیر اسم تفضیل ہو۔ اس کی جزا کے بہتر ہونے کی طرف بھی ناظر ہے اور "ابقی" کا اطلاق خدا تعالیٰ کے ساتھ مربوط ہر شے کو شامل ہے یعنی وہ، اس کی جزا اور اس کا عذاب زیادہ اور سب سے زیادہ باقی رہنے والے ہیں۔

یہ جملہ جادو گروں کی طرف سے جواب ہے فرعون کو کہ جس نے کہا تھا "اینا اشد عذاباً و ابقى" 12_ جادو گروں نے فرعون کے جواب میں خدا تعالیٰ کو اس سے برتر، خدا تک پہنچنے کو دنیاوی آسائش سے زیادہ قدر و قیمت والا اور دنیاوی زندگی سے زیادہ دیرپا متعارف کرایا۔ انما تقضى هذه الحياة الدنيا ... و اللہ خیر و ابقى

13_ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا اس کی طرف سے گناہوں کی بخشش کیلئے زمین ہموار رکرتا ہے۔ اِنَّ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَاَنَا 14_ گناہوں کی بخشش، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک

جلوہ ہے۔ اِنَّا ء امّنا برّنا لیغفرلنا خطایانا

15_ "خیر" خدا تعالیٰ کے اوصاف میں سے ہے۔ و اللہ خیر

بخشش: اس کا پیش خیمہ ۱۳; اس کا سرچشمہ ۳، ۱۳

استغفار: جادو سے استغفار ۸; شرک سے استغفار ۳; کفر سے استغفار ۳; گناہ سے استغفار ۶

اسما و صفات: خیر ۱۵

اقرار: گناہ کا اقرار ۲

امیدوار: بخشش کا امیدوار ۲

ایمان: خدا پر ایمان کے اثرات ۱۳، خدا پر ایمان ۱

جزا: بہترین جزا ۱۱

توبہ: جادو سے توبہ ۸; گناہ سے توبہ ۶

جادو: اس کا گناہ ۸

فرعون کے جادوگر: انکا استغفار ۹; انکی استقامت ۱; انکا اقرار ۲; انکا اجبار ۵; انکی امیدواری ۲; انکا ایمان ۱، ۹; انکی

پشیمانی ۹; انکی خدا شناسی ۱۲; انکا زہد ۱۲; انکا گناہ ۲

خدا تعالیٰ: اسکے اختیارات ۳; اسکی جزا کا دائمی ہونا ۱۱; اس کا پائندہ ہونا ۱۰; اس کا خیر ہونا ۱۰; اسکی ربوبیت کی نشانیاں

۱۳; اسکی جزا کی خصوصیات ۱۱

خیر: اس کا سرچشمہ ۱۰

شرک: اس کا گناہ ۳

فرعون: اس کا استبداد ۴; اسکی دھمکیاں ۱; اس کا حکومتی نظام ۴

کفر: اس کا گناہ ۳

موسیٰ (ع): انکا قصہ ۵

آیت ۷۳

﴿إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ﴾

یقیناً جو اپنے رب کی بارگاہ میں مجرم بن کر آئے گا اس کے لئے وہ جہنم ہے جس نہ مر سکے گا اور نہ زندہ رہ سکے گا (۷۳)

1_ جو لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار کے بارے میں کفر کے ساتھ حاضر ہوں گے بلا شک جہنمی ہوں گے۔
انہ من یأت ربہ مجرمًا فإن لہ جہنم بعد والی آیت کے قرینے سے اس آیت میں "جرم" کفر کے معنی میں ہے کیونکہ بعد والی آیت میں آیا ہے "و من یأتہ مؤمنا ..."

2_ کفر، جرم اور گناہ ہے اور کفار، مجرم اور دوزخی ہیں "انہ من یأت ربہ مجرمًا فان لہ جہنم" میں لام استحقاق پر دلالت کر رہا ہے۔

3_ جہنم اور اسکے طاقت فرسا عذاب کا خوف فرعون کے جادو گروں کے دلوں میں ایمان کے محکم ہونے کا سبب بنا۔
إِنَّا ء امنا برَبِّنَا ... انہ من یأت ربہ مجرمًا فإن لہ جہنم
جملہ "انہ من یأت ... سابقہ آیت کے محتوی کی علت ہے۔

4_ ایمان اور توبہ، بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے سے پہلے گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔ إِنَّا ء امنا برَبِّنَا لیغفر ... انہ من یأت ربہ مجرم

5_ قیامت سب کے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے کا دن۔ انہ من یأت ربہ مجرم بعد والی آیت (و من یأتہ مؤمنا) قرینہ ہے کہ قیامت میں حاضر ہونا سبب کیلتے ہے۔

6_ اعمال کی جزا، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔ انہ من یأت ربہ مجرمًا فان لہ جہنم

7_ دوزخی لوگ نہ تو دوزخ میں مرے گے تاکہ انہیں عذاب کا احساس نہ ہو اور نہ ہی زندوں کی طرح ہوں گے۔
فإن لہ جہنم لایموت فیہا و لایحیی

"لا یموت فیہا" قرینہ ہے کہ "لا یموت" میں حیات سے مراد وہ ہے جو موت پر ترجیح رکھتی ہو اور اہل دوزخ کی حیات چونکہ ان کے عذاب میں اضافے کا سبب ہے لہذا موت سے کہ جو عذاب کو ختم کرنے والی ہے زیادہ دردناک اور زیادہ منفور ہے۔

8_ دوزخ کا عذاب دائمی ہے اور کفار اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ لایموت فیہ

9_ جہنم کا عذاب سخت اور ناقابل برداشت ہے۔ فإن لہ جہنم لایموت فیہا و لایحیی

10_ جہنم کے عذاب کا دائمی ہونا اور اس میں موت کا نہ ہونا اسکے کافروں کے اس عذاب اور آزار اور شکنجوں سے زیادہ دیرپا ہونے کی دلیل ہے جو وہ مؤمنین کیلئے روا رکھتے تھے۔ و اللہ خیر و ابقى إنه من یا ت ... لایموت فیہ

11_ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے جب اس آیت (انہ من یا ت ربہ مجرما فان لہ جہنم لایموت فیہا ولا یحیی) پر پہنچے تو فرمایا جہنم میں رہنے والے کہ جو اسکے اہل ہیں اس میں نہ مرے گی اور زندہ رہیں گے لیکن جو لوگ جہنم کے اہل نہیں ہیں تو آگ انہیں ایک دفعہ مار دے گی پھر شفاعت کرنے والے اٹھ کر انکی شفاعت کر دیں گے^(۱)

بخشش: اس کا سر پیش خیمہ ۳

ایمان: اسکے اثرات ۳

خوف: جہنم سے خوف کی اثرات ۳؛ اخروی عذاب سے خوف کے اثرات ۳

توبہ: اسکے اثرات ۳

فرعون کے جادوگر: انکے خوف کے اثرات ۳؛ ان کا ایمان ۳؛ انکی استقامت کے عوامل ۳

جہنم: اس میں ہمیشہ رہنے والے ۸؛ اس میں ہمیشہ رہنا ۸؛ اس کے عذاب کا دائمی ہونا ۸؛ اس میں حیات ۷، ۱۱؛ اسکے

عذاب کی سختی ۹؛ اس میں موت ۷، ۱۱؛ اسکے اسباب ۲

جہنمی لوگ: ۱، ۲

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۶

روایت: ۱۱

شرک: اسکے اخروی اثرات ۱

عذاب: اسکے درجے ۹

عمل: اسکی جزا ۶۱؛ اسکی سزا ۶۱

قیامت: اس میں جمع ہونا ۵؛ اسکی خصوصیات ۵

کفار: انکے شکنجے ۱۰؛ یہ جہنم میں ۸، ۱۰؛ انکی اخروی سزا ۱۰۱

کفر: اسکے اخروی اثرات ۱؛ اس کا گناہ ۲

گناہ کار لوگ، ۲

مؤمنین: انکا شکنجہ ۱۰

آیت ۷۵

﴿وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ﴾

اور جو اس کے حضور صاحب ایمان بن کر حاضر ہوگا اور اس نے نیک اعمال کئے ہوں گے اس کے لئے بلند ترین درجات ہیں (۷۵)

1_ عمل صالح رکھنے والے مؤمنین آخرت میں بلند مراتب اور درجات کے حامل ہوں گے۔

و من یاتہ مؤمنا ... لهم الدرجات العلی

2_ پروردگار کی بارگاہ (قیامت) میں حاضر ہونے تک ایمان کو محفوظ رکھنا آخرت میں بلند مرتبوں کے حامل ہونے کی شرط

ہے۔ و من یاتہ مؤمن

3_ آخرت میں بلند درجات کو حاصل کرنے کیلئے ایمان کے ہمراہ عمل صالح کی کثرت لازمی شرط ہے۔

و من یاتہ ... مؤمنا قد عمل الصلحت

4_ اہل بہشت مختلف مراتب اور درجات کے حامل ہیں۔ لهم الدرجات العلی

"الدرجات" کو جمع کی صورت میں لانا، انکی کثرت اور ان کے درمیان تفاوت سے حکایت کرتا ہے کیونکہ اگر سب کا مرتبہ ایک ہوتا تو اس کیلئے مفرد کا صیغہ کافی تھا۔

5_ عمل صالح رکھنے والے مؤمنین کا بارگاہ خداوندی میں بلند مقام اور بڑی شان ہے۔
و من یاتہ ... فا ولئک لہم الدرجت

اسم اشارہ "۱" ولئک" کہ جو بعید کیلئے ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤمنین کے احترام و اکرام پر مشتمل ہے۔
ایمان: اسکی حفاظت کے اثرات ۲؛ یہ اور عمل صالح ۳
بہشتی لوگ: انکے مراتب ۳؛ انکے مقامات ۲
صالحین: انکا اخروی مقام ۱؛ انکا مقام ۵
مؤمنین: انکا اخروی مقام ۱؛ انکا مقام ۵
مقام و مرتبہ: اخروی مقام و مرتبہ کے حاصل کرنے کی شرائط ۲، ۳

آیت ۷۶

﴿جَنَّاتٌ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى﴾

ہمیشہ رہنے والی جنت جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے کہ یہی پاکیزہ کردار لوگوں کی جزا ہے
(۷۶)

1_ بہشت، امن و آسائش سے سرشار اور بہشتیوں کے رہنے اور ٹھہرنے کیلئے ہر لحاظ سے آمادہ ہے۔ جنت عدن
"عدن" سے کیا مراد ہے اس کے سلسلے میں مفسرین کے مختلف نظریات ہیں بعض نے اسے آٹھ بہشتوں میں سے ایک کا
نام قرار دیا ہے، بعض نے اسے لغوی معنی کی رعایت کرتے ہوئے اسے قیام کرنے کے معنی میں لیا ہے اس صورت
میں "عدن" جنات کیلئے قید تو ضیحی ہوگی نہ احترازی، بعض اسے بہشت کی زمین کا خاص نام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں اس کے
ٹھہرنے کی جگہ ہونا اس نام کا سبب ہے۔ قابل ذکر ہے کہ تجید کے مقام میں ٹھہرنے کی جگہ (محل اقامت) اس جگہ کو کہا
جاتا ہے کہ جس میں آسائش کی تمام سہولیات فراہم ہوں۔

2_ بہشت، متعدد باغات سے تشکیل پائی ہے۔ جنت عدن

"جنات" کو جمع کی صورت میں ذکر کرنا اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ متعدد اور ایک دوسرے سے ممتاز باغات نے
بہشت کو تشکیل دیا ہے۔

3_ بہشت میں متعدد نہریں ہیں کہ جو اسکے نیچے سے جاری ہوتی ہیں۔ جنت عدن تجری من تحتها الانهار

4_ بہشتی لوگ، بہشت عدن میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔ جنت عدن ... خلدین فیہ

5_ بہشت عدن میں ہمیشہ رہنا آخرت میں عمل صالح رکھنے والے مؤمنین کے عالی درجات کا جلوہ ہے۔

لهم الدرجت العلی جنت عدن ... خلدین

"جنات عدن" الدرجات العلی "کیلئے بدل ہے یعنی وہ بلند درجات وہی بہشت عدن کے باغات ہیں۔

6_ بہشت عدن میں ہمیشہ رہنا کفر و شرک اور گناہ سے دور اور پاک رہنے کی جزا ہے۔

جنت عدن ... خلدین فیہا و ذلك جزاء من تزکی

7_ ایمان و عمل صالح، تزکیہ نفس اور انسان کے رشد و تکامل کا ذریعہ ہے۔

و من یأتہ مؤمنا قد عمل الصلحت ... و ذلك جزاء من تزکی

"تزکیہ" کا معنی ہے تطہیر گزشتہ آیات (کہ جن میں ایمان و عمل صالح رکھنے اور کفر و شرک سے دوری کی بات کی گئی ہے) کے قرینے سے لگتا ہے اس آیت میں اس سے مراد کفر و گناہ سے طہارت کیلئے ایمان اور عمل صالح کا حاصل کرنا ہے۔

ایمان: اسکے اثرات ۷

بہشت: اس میں آسائش ۱؛ اس میں ٹھہرنا ۱؛ اس میں امن ۱؛ اسکے باغوں کا متعدد ہونا ۲؛ بہشت عدن میں ہمیشہ رہنے والے ۵؛ بہشت عدن میں ہمیشہ رہنا ۳؛ بہشت عدن کے موجبات ۶؛ اسکی نعمتیں ۲، ۳؛ اسکی نہریں ۳؛ بہشت عدن کی

خصوصیات ۱

بہشتی لوگ: انکا ہمیشہ رہنا ۳

جزا: اسکے اسباب ۶

پاکی: اسکی جزا ۶

تزکیہ: اسکے عوامل ۷

رشد و تکامل: اسکے عوامل ۷

شرک: اس سے اجتناب کی جزا ۶۱
 صالحین: ان کا اخروی مقام ۵
 عمل صالح: اسکے اثرات ۷
 کفر: اس سے اجتناب کی جزا ۶۱
 گناہ: اس سے اجتناب کی جزا ۶۱
 مؤمنین: انکا اخروی مقام ۵

آیت ۷۷

﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرْكًا وَلَا تُخْشَىٰ﴾

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں عصا مار کر خشک راستہ بنا دو تمہیں نہ فرعون کے پالینے کا خطرہ ہے اور نہ ڈوب جانے کا (۷۷)

1_ مصر سے نکلنے اور ہجرت کرنے کیلئے حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو رات کے وقت روانہ کرنے پر مامور۔
 و لقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی

"اسرا" رات کے وقت سفر کرنے کے معنی میں ہے اور حرف "بای" تعدیہ کیلئے ہے۔ "اسر بعبادی" یعنی میرے بندوں کو رات کے وقت روانہ کر (اور مصر سے خارج کر)

2_ مصر سے بنی اسرائیل کی روانگی منصوبے کے تحت اور فرعونوں کی آنکھ سے اوجھل تھی۔*
 و لقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی

حضرت موسیٰ (ع) کا بنی اسرائیل کو رات کے وقت روانہ کرنے پر مامور ہونا اور فرعون کی طرف سے ان کا پیچھا کرنا اس احتمال کی تقویت کرتا ہے کہ رات کا انتخاب فرعون کے سپاہیوں سے مخفی اور پہنان رہنے کیلئے تھا۔

3_ مصر سے بنی اسرائیل کی ہجرت کا راستہ موسیٰ (ع) کی طرف وحی کے ذریعے مشخص ہو چکا تھا۔
 و لقد اوحینا الی موسیٰ ... فاضرب لهم طريقاً فی البحر

بنی اسرائیل کو رات کے وقت روانہ کرنے کا حکم اور اس چیز کا بیان کہ دوران سفر انہیں دریا کا سامنا ہوگا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انکے سفر کا راستہ وحی کے ذریعے مشخص ہو چکا تھا۔

4_ سفر رسالت کے تنگ راستوں اور دشوار مراحل میں وحی الہی حضرت موسیٰ کی رہنمائی و لقا و حینا الی موسیٰ

5_ فرعونوں کے شکنجے جھیلنے اور ان کا ظلم و ستم سہنے کے زمانے میں بنی اسرائیل پر خدا تعالیٰ کا لطف و کرم۔

اُسر بعبادی عباد کو ضمیر متکلم کی طرف مضاف کرنا بنی اسرائیل کی تکریم اور ان کے ساتھ لطف و کرم کے اظہار کیلئے ہے یہ چیز اس وقت وقوع پذیر ہوئی جب بنی اسرائیل فرعون کی حکومت اور اسکے شکنجوں کی زد میں تھے خدا تعالیٰ نے "عبادی" کی تعبیر کے ساتھ فرعونوں کی روش کہ جنہوں نے بنی اسرائیل کو اپنی بندگی میں لے رکھا تھا پر خط بطلان کھینچ دیا اور انہیں صرف اپنے بندے متعارف کر رہا۔

6_ ظالم حکومتوں کے شکنجوں کا شکار اور مظلوم بندوں پر خدا تعالیٰ کا لطف و کرم۔ اُسر بعبادی

بنی اسرائیل کو "عبادی" کے عنوان سے یاد کرنا جبکہ وہ فرعون کے ظلم و ستم اور شکنجوں میں پس رہے تھے اس نکتے پر دلالت کرتا ہے کہ ظالم حکومتوں کے شکنجوں کے شکار (اگر وہ آزادی چاہتے ہوں) بندوں پر خدا تعالیٰ کا لطف و کرم ہوتا ہے۔

7_ بنی اسرائیل مصر سے ہجرت اور فرعون کے عذاب سے آزادی حاصل کرنے کیلئے ضروری آمادگی کے حامل تھے۔ اُسر بعبادی رات کے وقت روانگی ان لوگوں کے چنگل سے فرار کرنا ہے کہ جو اس روانگی کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کر رہے تھے بنا براین بنی اسرائیل فرار کرنا چاہتے تھے اور فرعونوں کے پاس رہنے کی طرف تمایل نہیں رکھتے تھے۔

8_ بحیرہ احمر کے عمق میں بنی اسرائیل کے عبور کیلئے خشک راستہ بنانا، حضرت موسیٰ (ع) کی ایک ڈیوٹی۔ فاضرب لہم طریقاً فی البحر یس "اضرب لہم... یعنی ان کیلئے راستہ بنا" "یس" یعنی خشک "البحر" کا "ال" عہد ذہنی کا اور ایک مشخص دریا کی طرف اشارہ ہے کہ جو انکی ہجرت کے راستے میں پڑتا تھا بعض مفسرین نے اسے بحیرہ احمر اور بعض نے دریائے نیل قرار دیا ہے۔

9_ قدرتی وسائل (طبیعت) خدا تعالیٰ کے ارادے کے سامنے مجبور اور اسکے فرمان کو عملی کرنے والے ہیں۔

فاضرب لہم طریقاً فی البحر یس

"اضرب لہم" میں "ضرب" کا معنی ہے بنانا اور قرار دینا۔ دریا میں خشک راستہ بنانے کا حکم معجزہ دکھائے کا حکم ہے اور یہ خداوند متعال کے ارادے کے سامنے دریا کے مجبور ہوئے سے حکایت کرتا ہے۔

10_ انبیا کے معجزوں کا مؤمنین کے مفاد کیلئے استعمال ہونا۔ فاضرب لہم
دریا میں خشک راستے کا کھل جانا منکرین کیلئے حضرت موسیٰ کی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے انجام نہیں پایا بلکہ اس سے
مقصود بنی اسرائیل کو نجات دینا اور فرعونوں کو ہلاک کرنا تھا۔

11_ سب بنی اسرائیل کو ایک ہی راستے سے دریا عبور کر دیا گیا۔ *فاضرب لہم طریقا فی البحر
اگر "طریقاً" سے مراد جنس نہ ہو تو یہ وحدت پر دلالت کریگا۔

12_ حضرت موسیٰ (ع) مصر سے ہجرت کے دوران راستے میں فرعون کی فوج کا سامنا کرنے اور دیگر مشکلات پیش
آنے کی وجہ سے پریشان تھے۔ اسر بعبادی ... لا تحف درکا و لا تحشی
"درک" کا معنی ہے ملحق ہونا، پہنچ جانا نیز یہ رد عمل کے معنی میں بھی آیا ہے (قاموس) ہر قسم کا پیچھا کرنے اور رد عمل کی
نفی نیز ہجرت کے راستے کے امن ہونے کے سلسلے میں حضرت موسیٰ کو اطمینان بخشنا اس بات کی علامت ہے کہ پیچھا
کرنے نیز راستے کی دیگر پریشانیوں کیلئے حالات سازگار تھے۔

13_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اطمینان دلایا کہ مصر سے ہجرت کے سفر میں نہ تو دشمن کی فوج کا سامنا ہوگا اور نہ ہی
ان کیلئے کوئی دوسری بڑی مشکل کھڑی ہوگی۔ اسر بعبادی ... لا تحف درکا و لا تحشی

"لا تحشی" کے متعلق کا حذف ہونا ہر ایسی چیز کے شفی ہونے کو بیان کر رہا ہے کہ جو ڈر اور خوف کا سبب بنے جیسے دریا میں
غرق ہونے کا احتمال یا دیگر ایسی مشکلات جنکی پیشین گوئی نہیں ہو سکتی

بنی اسرائیل: انکی آمادگی ۷؛ انکی تاریخ ۱، ۲، ۵، ۷، ۸، ۱۱؛ ان کا شکنجہ ۵؛ انکا دریا سے عبور کرنا ۱۱؛ انکا بحیرہ احمر سے عبور
کرنا ۸؛ انکا دریائے نیل سے عبور کرنا ۸؛ ان پر لطف و کرم ۵؛ انکی ہجرت کا راستہ ۳، ۸، ۱۱؛ انکی ہجرت کی خصوصیات ۲؛
انکی ہجرت ۷، ۱۳؛ انکی رات کے وقت ہجرت ۱

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کی حکمرانی ۹؛ اسکے اوامر کو اجرا کرنے والے ۹

قدرتی وسائل: انکا مطیع ہونا ۹

فرعون: اسکے شکنجوں سے نجات ۷؛ فرعون: انکا خطرہ ۱۲

خدا کا لطف و کرم:

یہ جنگے شامل حال ہے ۵، ۶

مؤمنین: انکے مفادات ۱۰

مظلومین: انکا حامی ۶

معجزہ: اس کا کردار ۱۰

موسیٰ: انکا اطمینان ۱۳; انکی رسالت ۸، ۱; انکا قصہ ۱، ۸، ۱۲، ۱۳; انکی پریشانی ۱۳; انکی طرف وحی ۳، ۳; انکی ہدایت ۳

وحی: اس کا کردار ۲

آیت ۷۸

﴿فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَعَشِيَهُمْ مِّنَ اللَّيْلِ مَا عَشَيْتُهُمْ﴾

تب فرعون نے اپنے لشکر سمیت ان لوگوں کا پیچھا کیا اور دریا کی موجوں نے انھیں باقاعدہ ڈھانک لیا (۷۸)

1_ حضرت موسیٰ (ع)، خدا کے حکم کے مطابق رات کے وقت بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر چلے اور انہیں دریا سے گزارا۔ اُسے بعبادی ... فاتبعہم

"فاتبعہم" کی "فا" فصیحہ ہے یعنی اپنے سے قبل چند محذوف جملوں سے حکایت کر رہی ہے ان جملوں کا خلاصہ یہ ہے کہ موسیٰ، (ع) بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر چلے اور فرعونوں کو بھی انکی روانگی کی اطلاع ہو گئی۔

2_ بنی اسرائیل کی مصر سے روانگی کے بعد، فرعون اور اسکے لشکر نے ان کا پیچھا کیا۔ فاتبعہم فرعون وجنودہ

3_ بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے میں خود فرعون اپنی فوج کی کمان کر رہا تھا۔ فاتبعہم فرعون بجنودہ

4_ بنی اسرائیل کا مصر میں رہنا اور ان کا دوسروں سے جدا نہ ہونا فرعون اور فرعونوں کی زندگی کا مسئلہ تھا۔

اُسے بعبادی ... فاتبعہم فرعون بجنودہ

بنی اسرائیل کا پیچھا کرنا اور انہیں ہجرت سے روکنے کی کوشش کرنا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ بنی اسرائیل کا مصر کے معاشرے سے جدا ہونا ان کیلئے سنگین نتائج اور نقصان کا سبب تھا۔

5۔ بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے میں فرعون دریائے خشک راستے میں داخل ہوئے۔ طریقاً فی البحر ییساً ... فا تبعهم فرعون بجنوده

6۔ سمندر کی بڑی اور خطرناک لہروں نے فرعون اور اس کے لشکر کو گھیر کر نہیں نکل لیا۔ فغشیهم من الیم ما غشیهم "یم" کا معنی ہے سمندر نیز اس کا اطلاق اس بڑے دریا پر بھی ہوتا ہے جس کا پانی میٹھا ہو (لسان العرب) "غشاوہ" (غشی کا مصدر) ڈھانپنے اور گھیر لینے کے معنی میں ہے "ما غشیهم" کا ابہام، ان لہروں کے عظیم ہونے کو بیان کر رہا ہے کہ جو فرعونوں کے غرق ہونے کا سبب بنیں۔

7۔ قدرتی وسائل، خدا تعالیٰ کے ارادے کے سامنے مجبور ہیں اور وہ اس کے حکم کو اجرا کرنے والے ہیں۔ طریقاً فی البحر ییساً ... فغشیهم من الیم ما غشیهم

حضرت موسیٰ (ع) کے عبور کرنے کیلئے دریا کا کھل جانا اور فرعونوں کے داخل ہونے کے بعد اس کا مل جانا دونوں اعجاز کی صورت میں اور خدا تعالیٰ کے حکم سے تھے۔

بنی اسرائیل: انکی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۵، ۳؛ انکا پیچھا کرنا ۲، ۳، ۵؛ انکا دریا سے عبور کرنا ۱؛ انکی ہجرت کا راستہ ۱؛ مصر میں انکی رہائش کا کردار ۳؛ انکی رات کے وقت ہجرت ۱

خدا تعالیٰ: اس کے ارادے کی حکمرانی ۷؛ اس کے اوامر کو اجرا کرنے والے ۷

قدرتی وسائل: انکا کردار ۷

فرعون: اسکی حکومت کی بقا کے عوامل ۳؛ اس کا غرق ہونا ۶؛ یہ اور بنی اسرائیل ۲؛ اس کے لشکر کا کمانڈر ۳؛ اسکی کمان ۳

فرعون: ان کا غرق ہونا ۶؛ یہ دریا میں ۵؛ یہ اور بنی اسرائیل ۲؛ انکی حرکت کا راستہ ۵

موسیٰ: ان کا شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا ۱؛ انکا قصہ ۱، ۶

آیت ۷۹

﴿وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ﴾

اور فرعون نے در حقیقت اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا ہے ہدایت نہیں دی ہے (۷۹)

- 1_ اپنی عوام کی گمراہی میں فرعون کا بنیادی اور مرکزی کردار تھا۔ و ۱ ضل فرعون قومہ
- 2_ لوگوں کے گمراہی یا ہدایت میں معاشروں کے حکمرانوں اور رہنماؤں کا بہت مؤثر کردار ہے۔
و ۱ ضل فرعون قومہ

- 3_ لوگوں کو ہدایت کرنا، حکمرانوں اور پیشواؤں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ و ۱ ضل فرعون قومہ و ما ہدی
- "اَضَلَّ" اور "ماہدی" کا معنی ایک ہے اور یہ ایک ہی معنی کا دوسرے لفظ کے ساتھ تکرار ہے شاید "ماہدی" کا جملہ اس لئے آیا ہے کہ حکمرانوں اور رہنماؤں سے جس چیز کی توقع ہے وہ لوگوں کو ہدایت کرنا ہے۔
- 4_ فرعونوں کی نابودی اور ان کے نظام حکومت کا ختم ہو جانا ان کے فرعون کی پیروی کے نتائج میں سے تھا۔
فغشیہم ... و ۱ ضل فرعون قومہ و ما ہدی

- رہبر: انکی ذمہ داری ۳؛ انکا نقش و کردار ۲ راہبر؛ ان کا گمراہ کرنا ۲؛ انکا ہدایت کرنا ۲
- فرعون: اسکی پیروی کے اثرات ۳؛ اس کا گمراہ کرنا ۱
- فرعونی: انکی گمراہی کے عوامل ۱_ انکی ہلاکت کے عوامل ۳
- گمراہی: اسکے عوامل ۲
- لوگ: انکی ہدایت کی اہمیت ۳
- ہدایت: اسکے عوامل ۲

آیت ۸۰

﴿يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَوَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَى﴾

بنی اسرائیل ۱ ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دلائی ہے اور طور کی داہنی طرف سے توریت دینے کا وعدہ کیا ہے اور من و سلوی بھی نازل کیا ہے (۸۰)

1_ فرعون بنی اسرائیل کا دشمن تھا اور وہ انہیں تباہ کرنے کے درپے تھا۔ فَأَتْبَعَهُمْ فرعون ... یا بنی اسرائیل قد ا نَجیناکم من عدوکم

2_ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے خطرے سے نجات دلائی اور انہیں اسکی اسارت سے رہائی عطا کی۔ فَأَتْبَعَهُمْ فرعون ... ی بنی اسرائیل قد ا نَجیناکم من عدوکم

3_ بنی اسرائیل کے دریا سے عبور کرنے کے بعد خدا تعالیٰ نے انکے ساتھ گفتگو کا فیصلہ کیا اور انہیں قریبی رابطے کا وعدہ دیا۔ و وعدناکم جانب الطور الایمن

(بعد والی آیات کے جملے) "وما اعجلک عن قومک یا موسیٰ" قرینہ ہے کہ "واعدناکم" کا متعلق حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو اور سرگوشی کرنے کا وعدہ تھا یہ وعدہ اگرچہ سب بنی اسرائیل کے ساتھ نہیں تھا لیکن چونکہ اسکے فوائد (جیسے تورات کا نزول) سب کیلئے تھے لہذا اسے سب بنی اسرائیل پر ایک نعمت کے عنوان سے یاد کیا گیا۔

4_ کوہ طور کی دائیں جانب، بنی اسرائیل کے خدا تعالیٰ کی دعوت کا جواب دینے کیلئے شرفیاب ہونے کی وعدہ گاہ۔ و وعدناکم جانب الطور الایمن

"ایمن" کا معنی ہے "ایمن" یعنی دائیں طرف اور "طور کے دائیں جانب" سے مراد اسکی دائیں جانب کی فضا یا دامن ہے۔ 5_ کوہ طور ایک مبارک اور خدا تعالیٰ کی مورد عنایت جگہ۔ و وعدناکم جانب الطور الایمن

مذکورہ بالا مطلب میں "ایمن" کو "ایمن" کے مادہ سے لیا گیا ہے اور یہ مبارک کے معنی میں ہے یہ کلمہ اگرچہ "جانب" کی صفت ہے لیکن کسی چیز کے جز کی صفت خود اس کل چیز (کل) کی بھی صفت شمار ہوئی ہے وعدہ گاہ کے طور پر کوہ طور کا انتخاب اسکے خاص امتیاز کی علامت ہے۔

6_ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے کے بنی اسرائیل پر کھانے کی چیزیں "من و سلویٰ" نازل کیں۔
ونزلنا علیکم المن و السلویٰ

"من" وہ قطرات ہیں جو آسمان سے درختوں اور پتھروں کے اوپر نازل ہو کر شہد کی صورت اختیار کر جائے ہیں انکا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے اور درخت کے شیرے کی طرح خشک ہو جاتے ہیں (قاموس) بعض مفسرین نے اس کا معنی ترنگبین کیا ہے۔
"سلویٰ" کبوتر جیسا ایک پرندہ ہے کہ جس کی ٹانگیں اور گردن لمبی ہوتی ہیں اسکی رفتار تیز اور اس کا رنگ بٹیر کے رنگ جیسا ہوتا ہے (مصباح) بعض نے اسے وہی بٹیر قرار دیا ہے۔

7_ بنی اسرائیل پر من و سلویٰ کا نزول انکے فرعون کے چنگل سے نجات حاصل کرنے اور بیابان میں ٹھہرنے کے بعد تھا۔ قد انجیناکم ... وعدناکم ... و نزلنا علیکم المن و السلویٰ
"من و سلویٰ" کا نزول اس علاقے کے کھانے پینے کی عام چیزوں سے خالی ہونے اور انکے ٹھہرنے کی جگہ کے بیابان ہونے کی علامت ہے۔

8_ "من و سلویٰ" کا نزول ان معجزات میں سے تھا جو حضرت موسیٰ کی قوم کو دکھائے گئے۔ و نزلنا
کھانے پینے کی چیزوں میں سے "من و سلویٰ" کا مخصوص ہونا اور ان کے بنی اسرائیل پر نزول کی یاد دہانی کرانا ان کے نزول کے غیر معمولی ہونے کی علامت ہے۔

9_ بنی اسرائیل کو فرعونوں سے نجات دینا، انہیں گفتگو کیلئے کوہ طور پر آنے کی دعوت دینا اور ان پر من و سلویٰ نازل کرنا حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے کے بنی اسرائیل پر خدا تعالیٰ کی نعمتیں۔ یا بنی اسرائیل قد انجیناکم و نزلنا علیکم المن
السلویٰ

10_ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے کے بنی اسرائیل، تاریخ کے برجستہ اور بہت ہی قابل تامل ابواب رکھنے والے ہیں
انجیناکم ... وعدناکم ... و نزلنا

11_ تاریخ کے ان حساس لمحوں اور اہم واقعات کو یاد کرنا ضروری ہے کہ جن میں خدا تعالیٰ کا لطف و کرم نازل ہوا۔
انجیناکم ... وعدناکم ... و نزلنا

12_ ستمگر دشمن کے چنگل سے نجات دینا، اس دشمن کو

نابود کرنا، مکتب اور زندگی کا لائحہ عمل دینا اور رزق عطا کرنا خدا تعالیٰ کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ہیں۔
انجیناکم ... وعدناکم ... نزلنا علیکم المن و السلوی

تین قسم کی نعمتوں کی صورت میں بنی اسرائیل پر احسان کو بیان کیا گیا ہے نجات، طور کے مقام پر ضابطہ حیاط کا عطا کرنا (تورات) اور انہیں رزق عطا کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین چیزیں خدا تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہیں۔

مقدس مقامات: ۵

بنی اسرائیل: یہ بیابان میں ۷؛ یہ میقات میں ۳؛ انکی تاریخ ۲، ۶، ۷، ۱۰؛ ان کے دشمن ۱؛ انکی دعوت ۹؛ انکی نجات ۲، ۷، ۹؛
ان پر بیڑ کا نزول ۶؛ ان پر ترنگبین کا نزول ۶؛ ان پر سلوی کا نزول ۶، ۷، ۸؛ ان پر من کا نزول ۶، ۷، ۸؛ انکی نعمتیں ۷، ۹؛ ان کے ساتھ وعدہ ۳

خدا تعالیٰ: اسکی بنی اسرائیل کے ساتھ گفتگو ۳، ۳؛ اس کا نجات بخشنا ۲؛ اسکی نعمتیں ۹، ۱۲؛ اس کے وعدے ۳
کھانے کی چیزیں: سلوی ۶؛ من ۶

ذکر تاریخ کے ذکر کی اہمیت ۱۱

فرعون: اسکی دشمنی ۱؛ اس سے نجات ۲، ۷

فرعون: ان سے نجات ۹

کوه طور: اس کا تقدس ۵؛ اسکی طرف دعوت ۹؛ اسکی دائیں طرف ۳؛ اس میں مناجات ۹

موسیٰ (ع): انکا معجزہ ۸

نعمت: اس کے درجے ۱۲؛ سلوی والی نعمت کا نزول ۹؛ من والی نعمت کا نزول ۹؛ دین والی نعمت ۱۲؛ روزی والی نعمت

۱۲؛ ظالموں سے نجات والی نعمت ۱۲؛ دشمنوں کی ہلاکت والی نعمت ۱۲

آیت ۸۱

﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ﴾

تم ہمارے پاکیزہ رزق کو کھاؤ اور اس میں سرکشی اور زیادتی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو جائے کہ جس پر میرا غضب نازل ہو گیا وہ یقیناً برباد ہو گیا (۸۱)

1_ من و سلوی، خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کیلئے عطیہ اور پاکیزہ و خوش ذائقہ قسم کی روزی تھی۔
و نزلنا علیکم المن والسلوی کلا من طیب ما رزقناکم

"طیب" اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس سے انسان کے نفس اور حواس کو لذت حاصل ہو (مفردات راغب) "طاب" یعنی لذیذ اور پاکیزہ ہو گیا (قاموس) البتہ "طیب" کا ایک معنی حلال بھی ہے لیکن چونکہ ہر رزق الہی حلال ہے لہذا وہ معنی کہ جس کا مطلب رزق کی حلال و حرام کی طرف تقسیم ہو مناسب معنی نہیں ہے۔

2_ پاکیزہ اور خوش ذائقہ رزق سے بہرہ مند ہونا، خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو نصیحت۔ کلا من طیب ما رزقناکم

3_ دین موسیٰ (ع) میں صحیح و سالم غذا اور اصول صحت پر توجہ۔ کلا من طیب ما رزقناکم

4_ کھانے کی چیزیں، خدا تعالیٰ کا رزق اور اس کا عطیہ ہیں۔ کلا من طیب ما رزقناکم

5_ خدا تعالیٰ، انسان کو روزی دینے والا ہے۔ رزقناکم

6_ خدا تعالیٰ کی روزی انسان کیلئے پاکیزہ اور خوشگوار عطیہ ہے۔ طیب ما رزقناکم

"طیبات" کی "ما رزقناکم" کی طرف اضافت ممکن ہے بیانیہ ہو اور اس نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ جو کچھ ہم نے تمہیں روزی دی ہے وہ طیب اور پاک و پاکیزہ ہے۔

7_ خدا تعالیٰ کے عطیات اور نعمتوں کو اپنے اوپر حرام کرنا ایک ناروا عمل اور بے جا پرہیز ہے۔ کلا من طیب ما رزقناکم

طیبات سے استفادہ کرنے کی نصیحت اس کام کے افراط پر مبنی ریاضتوں کے مقابلے میں برتر ہونے کی علامت ہے۔

8_ روزی اور وسائل سے بہرہ مندی کا جواز اسکے مزاج کے موافق ہونے کا مرہون منت ہے۔

کلا من طیب ما رزقناکم

9_ خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے استفادہ کرنا اور انہیں بے کار نہ رکھنا انکے عطا کرنے کا اصلی ہدف ہے۔

"مارزقناکم" ایسا عنوان ہے کہ جو "کلوا" کی علت کے مقام میں اور مخاطب کو نعمت سے استفادہ کرنے کے لازمی ہونے کی طرف متوجہ کر رہا ہے اور اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ ہم نے یہ رزق تمہیں دیا ہے تاکہ یہ تمہاری غذا ہو پس اس کے استعمال سے دریغ نہ کرو۔

10_ کھانے پینے کی چیزوں میں اصل اور قاعدہ اولیہ حلیت ہے۔ کلوا من طیب ما رزقناکم

11_ دریا کو عبور کرنے کے بعد، بنی اسرائیل کے ٹھکانے میں سالم غذا کے وسائل نہیں تھے اور اس میں خراب اور انسانی مزاج کے منافی غذائی چیزیں تھیں۔ کلوا من طیب ما رزقناکم و لا تطغوا فیہ

12_ نعمتوں سے استفادہ کرنے میں قوانین الہی اور اعتدال کی حد سے تجاوز نہ کرنا، خدا تعالیٰ کی بنی اسرائیل کو نصیحت۔ کلوا من طیب ... و لا تطغوا فیہ

13_ نعمات الہی سے استفادہ کرنے میں حدود اور اعتدال کی حفاظت کرنا اور اس میں اسراف و تبذیر اور ناشکری سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ کلوا من طیب ما رزقناکم و لا تطغوا فیہ

نعمتوں کے بارے میں سرکشی کا واضح مصداق کفران، ناشکری، اسراف اور تبذیر ہے۔

14_ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رزق سے استفادہ کرنے کیلئے خاص احکام اور قواعد و ضوابط ہیں۔ کلوا من طیب ... و لا تطغوا فیہ "طغیان" کا معنی ہے حد سے تجاوز کرنا۔ بنی اسرائیل کو طیبات سے استفادہ کرنے میں طغیان سے بھی اس بات سے حکایت کرتی ہے کہ طیبات سے استفادہ کرنے کے قواعد و ضوابط اور حدود ہیں کہ جن سے خروج طغیان شمار ہوتا ہے۔

15_ کھانے کی چیزوں میں طغیان کرنے کے خطرناک اسباب موجود ہیں۔ کلوا ... و لا تطغوا فیہ

"فیہ" کی ضمیر کا مرجع ممکن ہے "کلوا" کا مصدر (یعنی "اکل") ہو اور ممکن ہے اس کا مرجع "مارزقناکم" کا "ما" ہو اس لحاظ سے کہ اس کا "کلوا" فعل کے ساتھ ارتباط ہے ہر صورت میں مذکورہ بالا مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

16_ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے سلسلے میں حد سے تجاوز کرنا ستم گروں کی حکمرانی سے آزادی حاصل کرنے والے معاشروں کیلئے ایک خطرہ۔ انجیناکم من عدوکم ... کلوا ... لا تطغوا فیہ

بنی اسرائیل کو طغیان سے بھی ان کے دریا سے عبور

کرنے اور فرعونوں کے ظلم و ستم سے نجات حاصل کرنے کے بعد ذکر ہوئی ہے اس موقع پر اس مسئلے کو چھیڑنا ایسے حالات میں طغیان کی طرف لے جانے والے اسباب کے وجود کو بیان کرتا ہے۔

17_ نعمتوں سے استفادہ کرنے میں حد سے تجاوز کرنا (ناشکری، اسراف...) غضب الہی کے نزول اور اسکے انسان پر مسلط ہونے کے اسباب فراہم کرتا ہے۔ کلوا ... و لاتطغوا فیہ فیحل علیکم غضبی "سکّل" یعنی "ینزل" غضب کا نزول اسکے مکمل طور پر مستقر ہونے سے کنایہ ہے۔

18_ سقوط اور ہلاکت ان معاشروں اور افراد کا حتمی مقدر ہے کہ جن پر خدا تعالیٰ کا غضب ہو۔
و من یحلل علیہ غضبی فقد ہوی

19_ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے سلسلے میں طغیان کرنا اور حد اعتدال سے خارج ہونا بہت بڑا گناہ ہے۔
و لاتطغوا ... و من یحلل علیہ غضبی فقد ہوی

نعمتوں کے سلسلے میں طغیان کرنے والوں پر غضب الہی ان کے گناہ کے بڑا ہونے کی علامت ہے۔
20_ راوی کہتا ہے میں امام باقر (ع) کے حضور میں تھا کہ عمرو بن عبید داخل ہوا اور امام (ع) سے کہنے لگا آپ (ع) پر قربان ہو جاؤں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان "و من یحلل علیہ غضبی فقد ہوی" میں غضب سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ عذاب ہے اے عمرو بیشک جو شخص یہ گمان کرے کہ خدا تعالیٰ ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوتا ہے تو اس نے مخلوق کی صفت کے ساتھ اسے متصف کیا ہے اور خدا تعالیٰ کو کوئی چیز حرکت نہیں دیتی تاکہ اس میں تبدیلی آئے^(۱)
اسراف: اسکے اثرات ۱۷؛ اس سے اجتناب کی اہمیت ۱۳؛ اس کا گناہ ۱۹

انسان: اس کا مزاج ۸// بنی اسرائیل: انکی تاریخ ۱۱؛ انکو نصیحت ۲، ۱۲؛ انکی روزی ۱، ۲؛ ان کے طببات ۱؛ انکی رہائش گاہ ۱۱؛ انکی نعمتیں ۱// تجاوز: اس سے اجتناب کرنا ۱۲

غذا: اس میں حفظان صحت کی اہمیت ۲// معاشرہ: اسکی آسیب شناسی ۱۶
خدا تعالیٰ: اسکی نصیحتیں ۲، ۱۲؛ اس کا رازق ہونا ۳، ۵؛ اسکے غضب کا پیش خیمہ ۱۷؛ اسکی نعمتوں کا فلسفہ ۹؛ اسکے غضب سے مراد ۲۰؛ اسکی نعمتیں ۱، ۶

کھانے کی چیزیں: انکا کردار ۱۵

روایت ۲۰// روزی: اس سے استفادہ کے شرائط ۸; اس کا سرچشمہ ۵

نہد: اس میں افراط کا ناپسندیدہ ہونا ۷

طغیان: اسکے اثرات ۱۷; اس کا پیش خیمہ ۱۵، ۱۶; اس کا گناہ ۱۹

طببات: ان سے استفادہ کرنا ۳

عمل: ناپسندیدہ عمل ۷// قواعد فقہیہ: ۱۰// قاعدہ حلیت ۱۰

کفران: کفران نعمت کے اثرات ۱۷; کفران نعمت سے اجتناب کرنا ۱۳; کفران نعمت کا گناہ ۱۹

گناہان کبیرہ: ۱۹

جن پر خدا کا غضب ہے: انکا انجام ۱۸; انکی ہلاکت ۱۸

نعمت: اسکے احکام ۳; اس سے استفادہ کرنا ۹; اس سے استفادہ کرنے میں اعتدال ۱۲، ۱۳; اس سے استفادہ کرنے کے

شرائط ۱۳; اسکے حرام کرنے کا ناپسند ہونا ۷; کھانے کی چیزوں کی نعمت ۳; روزی والی نعمت ۶; سلوی والی نعمت ۱;

طببات والی نعمت ۶; من والی نعمت ۱

یہودیت: اس میں حفظان صحت ۳; اس میں غذا ۳

آیت ۸۲

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾

اور میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں اس شخص کے لئے جو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے اور پھر راہ

ہدایت پر ثابت قدم رہے (۸۲)

۱_ خداوند متعال، بہت بخشنے والا ہے۔ وِیٰی لغفار

۲_ شرک، کفر اور عصیان سے توبہ کرنے والے با ایمان لوگ کہ جو عمل صالح انجام دیتے ہیں اور ہدایت کے پیچھے جاتے

ہیں قطعاً مغفرت الہی کے مستحق قرار پائیں گے۔ وِیٰی لغفار لمن تاب و امن ... ثم اهتدیٰ گزشتہ آیت قرینہ ہے کہ توبہ

سے مراد کھانے کی چیزوں کے سلسلے میں حد سے تجاوز کرنے والے گناہ سے توبہ ہے اور چونکہ

"تاب" کے بعد ایمان کی بات کی گئی ہے اس لئے یہ شرک و کفر کے گناہ سے توبہ کو بھی شامل ہے۔

3_ توبہ، ایمان، عمل صالح اور ہدایت کے پیچھے جانا مغفرت الہی کے حصول کے ذرائع ہیں۔ وِ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ ... ثم اهتدي اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ توبہ، ایمان اور عمل صالح خود ہدایت یافتہ ہونے سے حکایت کرتے ہیں "ثم اهتدي" ہدایت پر باقی رہنے اور مسلسل اس کے پیچھے رہنے کو بیان کر رہا ہے۔

4_ رہبانیت کو اپنانے والے اور فضول خرچی کرنے والے اگر توبہ کر لیں تو مغفرت الہی ان کے شامل حال ہو جائیگی کَلُوا ... و لا تطغوا ... وِ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَاب

5_ گناہ گاروں اور مغضوبین کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے توبہ اور واپس پلٹنے کا راستہ کھلا ہے۔ یَحْلِلْ غَضَبِیْ ... وِ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَاب حد سے تجاوز کرنے والوں کو دھمکی دینے کے بعد خدا تعالیٰ کی مغفرت و اسعہ پر تاکید گناہ گاروں کو بخشش الہی کا امیدوار کرنے اور راہ توبہ کے کھلا ہونے کو بیان کرنے کیلئے ہے۔

6_ گناہ سے توبہ کا ضروری ہونا ادیان آسمانی کی مشترکہ تعلیمات میں سے ہے۔ وِ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَاب

7_ عمل صالح کے انجام کا ضروری ہونا، سب ادیان الہی کے احکام میں سے ہے۔ وِ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَاب و ء امن و عمل صالح

8_ توبہ کرنے والے اور نیک کردار مؤمنین کیلئے خدا تعالیٰ کی مغفرت وسیع اور عام ہے۔ وِ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَاب "غفار" مبالغہ کا صیغہ ہے اور مؤمنین اور نیک کردار توبہ کرنے والوں کے سلسلے میں بخشش الہی کے وسیع ہونے پر دلالت کر رہا ہے

9_ آسمانی ادیان کی تربیت کی روش میں بشارت اور انذار ایک دوسرے کو مکمل کرنے والے ہیں و لا تطغوا فیہ فیحلل علیکم غَضَبِیْ ... وِ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ

10_ حد سے تجاوز کرنا ایمان کو تباہ کرنے والا ہے۔ و لا تطغوا فیہ ... وِ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَن تَاب و امن طغیان کے بعد نئے ایمان کی بات ممکن ہے اس نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ طغیان ایمان کو ختم کر دیتا ہے اور یا اس سے بہت نقصان پہنچاتا ہے۔

11_ بڑھتی ہوئی اور تکامل کا راستہ طے کرتی ہوئی ہدایت، توبہ، ایمان اور عمل صالح کا نتیجہ۔ لِّمَن تَاب و امن و عمل صالحاً ثم اهتدي ممکن ہے "ثم اهتدي" ہدایت کے اعلیٰ مراتب اور بلند درجات کی طرف ناظر ہو کہ جو

توبہ، ایمان اور عمل صالح کے نتیجے میں حاصل ہوتے ہیں یہ نکتہ باب افتعال کہ جو مطاوعہ کیلئے آتا ہے کے معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے زیادہ واضح ہوتا ہے۔

12_ ہدایت ایسی چیز ہے کہ جس میں رشد و تکامل ہو سکتا ہے۔ تاب و ءامن و عمل صالحاً ثم اھتدی

13_ توبہ کی قبولیت اور گناہوں کی بخشش انہیں ہمیشہ ترک کرنے اور نئے گناہ سے پرہیز کے ساتھ مشروط ہے۔

و اینی لغفار لمن تاب ... ثم اھتدی "ثم اھتدی" کہ جو توبہ کے بعد والے مرحلے کی طرف ناظر ہے اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ اگر راہ ہدایت کو چھوڑ دیا جائے اور جس گناہ سے توبہ کی تھی اسے دوبارہ انجام دیا جائے تو مغفرت الہی انسان کے شامل حال نہیں ہوگی۔

بخشش: اس کا پیش خیمہ ۳۔ اسکی شرائط ۱۳۔ یہ جنکے شامل حال ہے ۲

ادیان آسمانی: انکی تعلیمات ۶، ۷، ۹۔ انکی ہم آہنگی ۶

اسما و صفات: غفار // ایمان: اسکے اثرات ۲، ۳، ۱۱۔ اسکے زوال کے عوامل ۱۰

تاہنیں: انکی بخشش ۲، ۸ // تربیت: اس میں انذار ۹۔ اس میں بشارت ۹۔ اسکی روش ۹

توبہ: اسکے اثرات ۱۱۔ یہ ادیان آسمانی میں ۶؛ اسکی قبولیت کے شرائط ۱۳

خدا تعالیٰ: اسکی بخشش ۱۔ اسکی بخشش کا پیش خیمہ ۳، ۴؛ اسکی بخشش کی وسعت ۸

شرک: اسکی بخشش کے شرائط ۲، ۳

صالحین: انکی بخشش ۸

طغیان: اسکے اثرات ۱۰

عصیان: اسکی بخشش کے شرائط ۲

عمل صالح: اسکے اثرات ۲، ۳، ۱۱؛ اسکی اہمیت ۷

کفر: اسکی بخشش کے شرائط ۲

گناہ: اس سے اجتناب ۱۳

گناہ گار لوگ: انکی توبہ ۵

مؤمنین: انکی بخشش ۸

اسراف کرنے والے: انکی توبہ کے اثرات ۳۔ انکی بخشش کے شرائط ۳

خدا کے مغضوب لوگ: انکی توبہ ۵

ہدایت: اسے قبول کرنے کے اثرات ۳۔ اس کا زیادہ ہونا ۱۲۔ اسکے زیادہ ہونے کا پیش خیمہ ۱۱۔ اسکے مراتب ۱۲

آیت ۸۳

﴿وَمَا أَغْجَلَكْ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَى﴾

اور اے موسی تمہیں قوم کو چھوڑ کر جلدی آنے پر کس شے نے آمادہ کیا ہے (۸۳)

1۔ خدا تعالیٰ نے حضرت موسی (ع) اور ان کی قوم کے ساتھ کوہ طور کے قریب گفتگو کرنا طے فرمایا تھا۔

وعدناکم جانب الطور الایمن ... و ما ا عجلک عن قومک

اس سورت کی آیت ۸۰ میں (کوہ طور میں) بنی اسرائیل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وعدے کی بات ہوئی تھی ظاہراً "ما ا عجلک"۔ کہ جو حضرت موسی (ع) کے وعدہ گاہ میں آنے کے سلسلے میں عجلت کرنے سے حاکمی ہے۔ اسی وعدے کے ساتھ مربوط ہے۔

2۔ وعدہ گاہ میں پہنچنے کیلئے حضرت موسی (ع) اپنی قوم کے ہمراہ آنے پر مامور۔ و ا عجلک عن قومک یا موسی

حضرت موسی (ع) سے خدا تعالیٰ کا سوال۔ بعد والی آیت میں ان کے جواب کے قرینے سے۔ تو نبی اور ملامت کے مقام میں ہے اس سرزنش سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسی (ع) نے اپنی قوم کو چھوڑ کر اور ان سے جدا ہو کر ترک اولیٰ کا ارتکاب کیا تھا اور انہیں چاہے تھا کہ اپنی قوم کے ہمراہ چلتے اور ان پر سبقت نہ کرتے۔

3۔ وعدہ گاہ میں پہنچنے کیلئے حضرت موسی (ع) نے جلد سے کام لیا اور اپنی قوم پر سبقت کی۔ و ما ا عجلک عن قومک یا

موسی

4۔ وعدہ گاہ پر پہنچنے میں حضرت موسی (ع) کے قوم پر سبقت کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان سے باز پرس کی۔

و ما ا عجلک عن قومک یا موسی

5۔ کوہ طور پر آنے میں عجلت سے کام لینے کے بارے میں خدا تعالیٰ کا حضرت موسی (ع) سے سوال کرنا خدا تعالیٰ کی ان

کے ساتھ پہلی گفتگو نہیں تھی۔ و ما اَعْجَلَک "و ما اَعْجَلَک" میں "واو" محذوف پر عطف کیلئے ہے یعنی حضرت موسیٰ (ع) (ع) کے کوہ طور پر حاضر ہونے کے بعد بات یا باتیں ہوئیں اس وقت یہ سوال اٹھایا گیا۔

6۔ انبیاء الہی تمام مراحل اور پروگراموں میں اپنی امت اور قوم کے ہمراہ رہنے پر مامور ہیں۔ و ما اَعْجَلَک عن قومک یا موسیٰ (ع) وعدہ گاہ پر پہنچنے کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کے اپنی قوم سے جدا ہونے کی وجہ سے ان کا مؤاخذہ ہونا بتاتا ہے کہ یہ چیز ضروری ہے کہ کسی بھی حالات میں انبیاء اپنی قوم سے جدا نہ ہوں۔

7۔ ضروری ہے کہ انبیاء، خدا تعالیٰ کے حکم کی بغیر اپنی قوم سے جدا نہ ہوں۔ و ما اَعْجَلَک عن قومک یا موسیٰ (ع)

8۔ ضروری ہے کہ دینی راہنما تمام میدانوں میں لوگوں کے ساتھ ساتھ رہیں۔ و ما اَعْجَلَک عن قومک یا موسیٰ (ع)

انبیاء (ع): انکی ذمہ داری ۶، ۷

بنی اسرائیل: وعدہ گاہ میں ان کے نمائندے ۱، ۲

خدا تعالیٰ: اسکی طرف سے سرزنش ۳، ۵؛ اسکی موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو

دینی راہنما: انکی ذمہ داری ۸

لوگ: ان کے ہمراہ رہنے کی اہمیت ۶، ۷، ۸

موسیٰ (ع): انکی عجلت کے اثرات ۳؛ انکا عجلت سے کام لینا ۳، ۵؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳؛ انکا مؤاخذہ ۳، ۵؛ انکی ذمہ داری ۲؛ یہ

وعدہ گاہ میں ۳، ۴

آیت ۸۳

﴿قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ﴾

موسیٰ نے عرض کی کہ وہ سب میرے پیچھے آرہے ہیں اور میں نے راہ خیر میں اس لئے عجلت کی ہے کہ تو خوش ہو جائے (۸۳)

1۔ حضرت موسیٰ (ع) نے وعدہ گاہ پر آنے کے سلسلے میں اپنی قوم پر سبقت کرنے کی وجہ یہ قرار دی کہ انہیں اپنی قوم کے بارے میں اطمینان تھا کہ وہ انکی پیروی کرے گی اور وعدہ گاہ تک کی مسافت طے کرے گی۔ قال ہم اولا، علی اثری "اولا" اسم اشارہ بعید کیلئے ہے اور "اثر" کا معنی ہے ہر چیز کا باقی ماندہ علامت اس لئے پاؤں کے نشان کو بھی اثر

کے ہیں۔ "اثر پیچھے چلنے اور اتباع کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے (مقایس اللغة) چنانچہ آیت کریمہ کا معنی یہ بنے گا کہ یہ وہی جماعت ہے جو میرے پاؤں کے نشان پر چلتے ہوئے وعدہ گاہ کی طرف رواں رواں ہے یا یہ کہ وہ میرے پیچھے وعدہ گاہ کی طرف آرہے ہیں۔

2_ وعدہ گاہ میں حضرت موسیٰ (ع) اپنی قوم سے تھوڑا سا پہلے پہنچے۔ و ما اعجلک ... قال ہم ا ولاء علی اثری حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے ان کے ہمراہیوں کا مورد اشارہ قرار پانا بتاتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ (ع) کی نظروں میں تھے اور وعدہ گاہ میں پہنچنے کیلئے انہیں زیادہ وقت نہیں چاہیے تھا۔ بنا براین وعدہ گاہ میں حضرت موسیٰ (ع) کے وارد ہونے اور انکی قوم کے وارد ہونے کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔

3_ موسیٰ (ع) کی قوم تھوڑے وقت کے بعد، حضرت موسیٰ (ع) کے اور انکے پاؤں کے نشانات پر وعدہ گاہ کی طرف روا نہ ہوئی۔ و ما اعجلک ... قال ہم ا ولاء علی اثری

4_ حضرت موسیٰ (ع) طے شدہ وقت اور اپنی قوم سے پہلے وعدہ گاہ میں پہنچنے کو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا سبب سمجھتے تھے۔ و ما اعجلک ... و عجلت إلیک رب لترضی

5_ حضرت موسیٰ (ع) کو اپنے پروردگار کی ملاقات، اسکے ساتھ گفتگو اور اسکی رضا کو حاصل کرنے کا شوق انکے وعدہ گاہ کی طرف آنے میں عجلت کرنے کا سبب بنا۔ و عجلت إلیک رب لترضی

6_ کار خیر میں جلدی کرنے اور وعدے کی وفا میں عجلت سے کام لینا خدا تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کا سبب ہے۔ و ما اعجلک ... و عجلت إلیک رب لترضی اگرچہ اپنی قوم سے جدا ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (ع) سے باز پرس کی لیکن اس جلدی سے ان کے ہدف پر تنقید نہیں کی گئی اس کا مطلب یہ ہے کہ وعدے کی وفا میں جلدی کرنا اور وعدہ گاہ میں حاضر ہو جانا بذات مطلوب کام تھا۔

7_ عبادت، خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ عجلت إلیک رب لترضی

8_ ہر کام کی خوبی اسکے نیت خیر کے ساتھ انجام پانے کے علاوہ خدا تعالیٰ کے دیگر احکام اور خواہشات کے ساتھ ہم آہنگ ہونے میں مخفی ہے۔ و ما اعجلک ... و عجلت إلیک رب لترضی باوجود اس کے کہ حضرت موسیٰ (ع) جلدی کرنے میں نیت خیر رکھتے تھے لیکن ان سے باز پرس ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عمل کی بلندی کیلئے

صرف نیت خیر رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ اس عمل کا دیگر دلیلوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے اگر ان کے کا منافی نہ ہو تو اس کا احترام کیا جائے۔

9۔ انبیاء (ع) خدا تعالیٰ کی رضا کے موارد کی تشخیص کیلئے خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی کے محتاج ہیں۔ و ما اعجلک ... عجلت إليك رب لترضي

10۔ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے نیت خیر رکھنے والوں اور کار خیر میں سبقت کرنے والوں کو جزا دی جائے۔ و عجلت إليك رب لترضي

11۔ سفر کے دوران ہم سفروں کے ہمراہ رہنا اور راستے میں ان سے جدا نہ ہونا سفر کے آداب میں سے ہے۔ و ما اعجلک ... قال ہم ا ولاء علی أثري

انبیاء (ع): انکی معنوی ضروریات ۹؛ انکی ہدایت ۹
بنی اسرائیل: وعدہ گاہ میں ان کے نمائندے ۱، ۲، ۳

شرعی فریضہ: اس پر عمل ۸

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کے اثرات ۱۱؛ اسکی رضا کی تشخیص کا پیش خیمہ ۹؛ اسکی رضا کا پیش خیمہ ۳، ۶، ۷؛ اسکی موسیٰ (ع) کے ساتھ گفتگو ۵

عبادت: اسکے اثرات ۷

عمل: عمل خیر میں پیش قدمی کے اثرات ۶۔ عمل خیر میں پیش قدمی کرنے والوں کی جزا ۱۱؛ عمل خیر کی جزا کا پیش خیمہ ۱۱؛ عمل خیر کی شرائط ۸؛ عمل خیر میں نیت ۸

سفر: اسکے آداب ۱۲

موسیٰ (ع): انکی سوچ ۳؛ انکی پیروی ۱؛ انکی عجلت ۱، ۲، ۳؛ انکے تمایلات ۵؛ انکی عجلت کے عوامل ۵؛ انکا قصہ، ۲، ۳، ۵؛ انکی خدا کے ساتھ ملاقات ۵؛ آپ وعدہ گاہ میں ۱، ۲، ۳، ۳، ۵

ضروریات: خدا تعالیٰ کی ہدایت کی ضرورت ۹

نیت: اسکے اثرات ۸ // وعدہ: اسکی وفا میں جلدی کرنے کے اثرات ۶

ہم سفر: انکے ہمراہ رہنا ۱۲

آیت ۸۵

﴿قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ﴾

ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہارے بعد تمہاری قوم کا امتحان لیا اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا ہے (۸۵)

- 1_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کو آزمائش الہی کا سامنا_ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ "من بعدک" یعنی (اے موسیٰ (ع)) بعد اسکے کہ تو اپنی قوم سے جدا ہوا اور ان کی نظروں سے غائب ہوا_ قابل ذکر ہے کہ "فتنہ" دراصل اس سونے اور چاندی کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جسے آگ کے ساتھ پگھلا کر اچھے اور برے کو جدا کر لیا گیا ہو_ (مصباح) اور آیت کریمہ میں اس سے مراد آزمائش ہے کہ جو اچھے اور برے انسانوں کی تشخیص کا ذریعہ ہے_
- 2_ حضرت موسیٰ (ع)، وعدہ گاہ میں اور وحی کے ذریعے اپنی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کی آزمائش اور ان کے گمراہ ہونے سے آگاہ ہوئے_ و عجلت إليك ... فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ

3_ حقائق کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کے علم کا محدود ہونا_ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ

4_ سامری حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب بنا_ و اضلهم السامري "سامری" ایک شخص کا نام ہے جو بنی اسرائیل سے تھا اور انکی گمراہی کا سبب بنا_

5_ معاشرے میں الہی پیشوا کا وجود، انحراف سے بچانے کیلئے بنیادی کردار کا حامل ہوتا ہے_ فانا قد فتننا قومك من بعدك و اضلهم السامري

"من بعدک" بتاتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کے اپنی قوم کے درمیان نہ ہونے سے اس گمراہی کے مقدمات کا آغاز ہوا_

6_ ہر معاشرے کے برجستہ افراد اور شخصیات اس کی تاریخ اور اجتماعی وقائع میں مؤثر کردار کے حامل ہوتے ہیں_

من بعدك

7_ انبیاء کی امتیں اپنے رہبروں کی عدم موجودگی کی صورت میں آزمائش الہی سے دوچار۔ فَاِنَا قَدْ فِتْنَا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ
حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے آزمائے جانے کی خبر کے ذریعے تمام امتوں کو خبردار کیا جا رہا ہے
کہ اپنے پیشواؤں کے کی عدم موجودگی (انکی موت یا عدم موجودگی) کے زمانے میں کافی حد تک ہوشیار رہیں تاکہ آزمائشوں سے
سر بلندی کے ساتھ نکل سکیں۔

8_ خاص اوقات میں امتوں کیلئے امداد الہی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بعد والے مراحل میں آزمائشوں سے معاف ہیں۔
قَدْ اَنْجَيْنَاكَ ... فَاِنَا قَدْ فِتْنَا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ

9_ حضرت موسیٰ (ع) کے عوام سے جدا ہونے اور ان سے سبقت لینے کے سلسلے میں خدا تعالیٰ کا ان پر اعتراض آپ
کی عدم موجودگی میں ان کے درمیان انحراف پیدا ہونے کی وجہ سے تھا۔ و مَا اَعْجَلَكَ ... فَاِنَا قَدْ فِتْنَا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ
10_ گمراہی کے عوامل، خدا تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی آزمائش کے ذرائع اور اسکی قدرت کے سامنے مجبور رہیں۔
فِتْنَا ... و اَضْلَهُمُ السَّامِرِيَّ بِاَوْجُودِ اس کے کہ سامری کا گمراہ کرنا خود اسکی طرف منسوب ہے لیکن اسے آزمائش الہی کا
مصدق قرار دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسکے کام پر تسلط رکھتا تھا لیکن اس نے اسے اپنی مرضی سے آزاد
چھوڑا۔

11_ بنی اسرائیل کا مرتد ہونا اور ان کے درمیان بچھڑا پرستی کا وجود میں آنا ان کے دریا سے عبور کرنے کے بعد تھا۔
يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ اَنْجَيْنَاكَ مِنْ عَدُوِّكَ ... فِتْنَا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ

آزمائش: اس کا ذریعہ ۱۰

امتیں: انکی آزمائش ۸_ انکی امداد ۸_ انکی آزمائش کا پیش خیمہ ۷_ انکی گمراہی کا پیش خیمہ ۷_ انکی گمراہی ۸

معاشرتی انحرافات: انکے موانع ۵

بنی اسرائیل: اس کا مرتد ہونا ۱۱؛ اسکی آزمائش ۱، ۲؛ یہ موسیٰ (ع) کی غیبت میں ۱، ۲، ۳، ۹؛ اسکی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۱۱؛ اس کی

گمراہی کا پیش خیمہ ۹؛ سکی گمراہی کے عوامل ۳؛ اسکی گمراہی ۲؛ اسکی بچھڑا پرستی ۱۱

تاریخ: اسکے تحولات میں مؤثر عوامل ۶

معاشرتی تحولات: اس میں مؤثر عوامل ۶

خدا تعالیٰ: اسکی آزمائش ۱، ۱۰؛ اسکی امداد ۸؛ اسکی طرف سے سرزنش ۹؛ اسکی قدرت ۱۰

رہبر: انکا نقش و کردار ۶

دینی راہنما: انکا معاشرتی کردار ۵; انکا نقش و کردار ۷

سامری: اس کا گمراہ کرنا ۳

گمراہی: اس کے عوادل کا کردار ۱۰

موسیٰ (ع): انکی عجلت ۹; ان کے مؤاخذے کا فلسفہ ۹; انکا قصہ ۲، ۳، ۹; ان کے علم کا اثر ۳; انکی طرف وحی ۲

وحی: اس کا کردار ۲

آیت ۸۶

﴿فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعَدًّا حَسَنًا أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي﴾

یہ سن کر موسیٰ اپنی قوم کی طرف محزون اور غصہ میں بھرے ہوئے پلٹے اور کہا کہ اے قوم کیا تمہارے رب نے تم سے بہترین وعدہ نہیں کیا تھا اور کیا اس عہد میں کچھ زیادہ طول ہو گیا ہے یا تم نے یہی چاہا کہ تم پر پروردگار کا غضب وارد ہو جائے اس لئے تم نے میرے وعدہ کی مخالفت کی (۸۶)

1_ حضرت موسیٰ (ع) بنی اسرائیل کی گمراہی سے آگاہ ہونے کے بعد، شدید غم و غصے کے ساتھ ان کی طرف واپس پلٹے۔
و ا ضلھم السامری فرجع موسیٰ الی قومہ غضباناً اسف

اس سلسلے میں قرآن کی دیگر آیات نیز خود ان آیات میں موجود قرائن کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے لگتا ہے کہ بنی اسرائیل کا سامری کے ذریعے گمراہ ہونا حضرت موسیٰ (ع) کے چالیس دن کے میقات کے دوران ہوا اور حضرت موسیٰ (ع) کا اپنی قوم کی طرف لوٹنا بھی اس میقات کے مکمل ہونے کے بعد تھا بعض اہل لغت کے بقول "غضبنا" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو شدید غضب میں ہو اور "اسف" اس غصے والے شخص کو کہا جاتا ہے جس کو کسی چیز پر افسوس ہو (لسان العرب)

2_ ہدایت کے بعد، لوگوں کا مرتد اور گمراہ ہونا ایسی چیز ہے کہ جس پر غصہ آنا اور غم و اندوہ میں مبتلا ہونا بجائے۔
و ا ضلّہم السامري۔ فرجع موسى إلى قومه غضباناً اسفا

3_ حضرت موسیٰ (ع) پر غصہ اور غم و اندوہ کا اثر۔ غضباناً اسفا

4_ عام انسانوں کے حالات کا انبیاء میں موجود ہونا۔ غضباناً اسفا

5_ حضرت موسیٰ (ع) کے میقات کی طرف جانے سے پہلے بنی اسرائیل کو خدا کی طرف سے ایک اچھا وعدہ (تورات کا نزول) ملا تھا۔ لم يعدکم ربکم وعداً حسناً

حضرت موسیٰ (ع) کا بنی اسرائیل سے استفہام تقریری یا انکاری بتاتا ہے کہ موسیٰ (ع) کے میقات پر جانے سے پہلے انہیں ایک وعدہ دیا جا چکا تھا بعض نے اس وعدے کا محتو تورات کا نزول قرار دیا ہے۔

6_ بنی اسرائیل نے خدا کے وعدے (تورات کا عطا کرنا) کی پروانہ کر کے اپنی گمراہی کا پیش خیمہ فراہم کیا۔
و ا ضلّہم السامري ... لم يعدکم ربکم وعداً حسناً

7_ بنی اسرائیل نے بغیر اسکے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے (تورات عطا کرنا) کے عملی ہونے میں کوئی تاخیر ہوئی ہو گمراہی کو گلے لگالیا۔ لم يعدکم ربکم ... أفضال علیکم العهد

"أفضال" کا استفہام انکاری ہے اور "عہد" سے مراد وقت ہے (قاموس) اور اس سے مراد اس وعدے کے عملی ہونے کا وقت ہے کہ جس پر "لم يعدکم" دلالت کر رہا ہے اور ممکن ہے "عہد" سے مراد حضرت موسیٰ (ع) کی دوری کا وقت ہو۔

8_ بنی اسرائیل، خدا تعالیٰ کی عظیم آیات اور معجزات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود راسخ ایمان سے عاری تھے۔
یا بنی اسرائیل قد انجیناکم ... ا ضلّہم السامري ... لم يعدکم ربکم

اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ سامری کے ذریعے بنی اسرائیل کی گمراہی فرعون کے چنگل سے نجات پانے، دریا سے عبور کرنے اور اس پورے عرصے میں متعدد آیات الہی کا مشاہدہ کرنے کے بعد تھی لگتا ہے کہ وہ کمزور سوچ اور ایمان کے حامل تھے کہ اس طرح سامری کے گمراہ کرنے سے گمراہوں کی صف میں جا کھڑے ہوئے۔

9_ بنی اسرائیل نے سامری کی پیروی کر کے اور وعدہ الہی کی پروانہ کر کے اپن ے غضب خداوند میں گرفتار ہونے کیلئے زمین ہموار کی۔ و ا ضلّہم السامري ... ا م اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم

اس آیت میں "ام" منقطع ہے اور "ام اردتم" کا معنی یہ ہے کہ بچھڑا پرستی کی وجہ وعدہ کا مؤخر ہونا نہ تھی بلکہ تم لوگوں نے اس طرح عمل کیا ہے جیسے غضب الہی کا شوق رکھنے والے کرتے ہیں پس جملہ "اردتم..." استعارہ ہے کہ جو ان کے کام کی ظاہری صورت کے بارے میں بتا رہا ہے۔

10_ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان لانا اور ان کے بارے میں بے اعتنائی سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔
افطال علیکم العهد ام اردتم ان یحل علیکم غضبا

11_ حضرت موسیٰ (ع) نے میقات پر جانے سے پہلے بنی اسرائیل کو ضروری ہدایات جاری کردی تھیں اور ان کے ساتھ ایمان کی حفاظت کیلئے عہد و پیمان باندھ چکے تھے۔ فاخلفتم موعدی

اس آیت میں "موعد" مصدر اور "وعدہ" کے معنی میں ہے پس "فاخلفتم" یعنی تم نے میرے ساتھ اپنے عہد و پیمان کی مخالفت کی اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) نے میقات پر جانے سے پہلے اس کی پیشین گوئی کردی تھی چنانچہ اس لحاظ سے انہوں نے بنی اسرائیل پر اتمام حجت کر دیا تھا۔

12_ گمراہی کے مقدمات اور لغزش کے مقامات کی پیشین گوئی کرنا اور انکی بادے میں خبردار کرنا انبیاء اور دینی رہنماؤں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ فاخلفتم موعدی

13_ انبیاء کے ساتھ وعدہ خلافی کرنا اور انکے عہد و پیمان کو توڑنا غضب الہی میں گرفتار ہونے کیلئے زمین ہموار کرتا ہے۔
ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم فاخلفتم موعدی

14_ حضرت موسیٰ (ع) نے بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کو عہد شکنی کرنے والے لوگ قرار دیا اور انہیں خدا تعالیٰ کے سخت عذاب کی نسبت خبردار کیا۔ ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم

15_ مرتد ہو جانے والوں اور شرک و بت پرستی کی طرف پلٹ جانے والوں پر غضب الہی اسکی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ اذلّہم السامري ... ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم

16_ ہدایت کے بعد گمراہی اور توحید کے بعد شرک خدا تعالیٰ کے شدید اور دائمی غضب اور اسکی طرف سے سخت اور طولانی عذاب میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔ اذلّہم السامري ... ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم
"حلول غضب" اسکے دائمی ہونے اور "غضب" کا نکرہ ہونا اسکے عظیم اور شدید ہونے سے کنایہ ہے اور غضب الہی نازل ہونا نزول عذاب سے کنایہ ہے۔

مرتد ہونا: اسکے اثرات ۱۶؛ اسکی سزا ۱۶

انبیاء (ع): ان کے ساتھ عہد شکنی کے اثرات ۱۳؛ انکا بشر ہونا ۳؛ انکی ذمہ داری ۱۲

غم و اندوہ: اسکے عوادل ۲ ایمان: خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان ۱۰

بت پرست لوگ: انکا مغضوب ہونا ۱۵

بنی اسرائیل: انکی گمراہی کے اثرات ۱؛ ان کے بچھڑا پرستوں کو انداز ۱۳؛ یہ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں ۱؛

انکی بے ایمانی ۸؛ انکی تاریخ ۱، ۵، ۷، ۹، ۱۱، ۱۳؛ انکو نصیحت ۱۱؛ انکی گمراہی کا پیش خیمہ ۶؛ انکی صفات ۸؛ ان کے

مغضوب ہونے کے عوادل ۹؛ ان کی عہد شکنی ۱۳؛ انکی گمراہی ۷؛ انکی ہٹ دھرمی ۸؛ انکا نقش و کردار ۶؛ ان کے ساتھ

وعدہ ۵، ۷

تورات: اس کا نزول ۵

خدا تعالیٰ: اسکے وعدوں سے بے اعتنائی کے اثرات ۹؛ اسکی ربوبیت کے اثرات ۱۵؛ اسکے وعدوں سے بے اعتنائی ۶؛

اسکے غضب کا پیش خیمہ ۹، ۱۳، ۱۶؛ اسکے وعدے ۵، ۷؛ دینی راہنما: انکی ذمہ داری ۱۲

سامری: اسکی پیروی کے اثرات ۹

عذاب: اسکے درجے ۱۶؛ اسکے اسباب ۱۶

غضب: اسکے عوادل ۲ گمراہی: اسکی پیش گوئی ۱۲

مرتد ہو جانے والے: انکا مغضوب ہونا ۱۵ لوگ: لوگوں کے مرتد ہو جانے کے اثرات ۲؛ لوگوں کی گمراہی کے اثرات ۲

مشرکین: انکا مغضوب ہونا ۱۵ خدا تعالیٰ کے مغضوبین: ۹، ۱۵

موسیٰ (ع) (ع): انکا غم و اندوہ ۳؛ انکا انداز ۱۳؛ انکی بازگشت ۱؛ انکی نصیحتیں ۱۱؛ انکے غم و اندوہ کے عوادل ۱؛ ان کے

غضب کے عوادل ۱؛ انکا بنی اسرائیل کے ساتھ عہد ۱۱؛ انکا غضب ۳؛ انکا قصہ ۱، ۱۱، ۱۳

آیت ۸۷

﴿قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلَكِنَا وَلَكِنَّا حَمَلْنَا أُوزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ﴾

قوم نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کی مخالفت نہیں کی ہے بلکہ ہم پر قوم کے زیورات کا بوجھ لاد دیا گیا تھا تو ہم نے اسے آگ میں ڈال دیا اور اس طرح سامری نے بھی اپنے زیورات کو ڈال دیا (۸۷)

1۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ (ع) کی جانب سے اپنی باز پرس اور ڈانٹ ڈپٹ کے بعد، - بچھڑا پرستی کے مابرا میں اپنے آپ کو بے قصور ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ اَلْم یَعِدْکُم ... اَفْطَال ... اَم اَرْدْتُمْ ... قَالُوا مَا اَخْلَفْنَا مَوْعِدْکَ بِمَلْکِنِ جملہ "ما اخلفنا" نیز "حملنا" یہ سب بنی اسرائیل کی طرف سے بچھڑا پرستی کو قبول کرنے کے سلسلے میں بہانہ تراشیاں تھیں

2۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ اپنی پیمان شکنی اور وعدہ خلافی کے معترف تھے۔ ما اخلفنا موعده بملکن

3۔ اپنے آپ کو بے اختیار قرار دینا، بنی اسرائیل کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کے ساتھ عہد شکنی کرنے اور اپنے درمیان بچھڑا پرستی کو قبول کرنے کا ایک بہانہ۔ ما اخلفنا موعده بملکن

"موعد" مصدر اور "وعدہ" کے معنی میں ہے اور "ملک" بھی مصدر ہے اور بنی اسرائیل کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنے امور کے مالک نہیں تھے اس وجہ سے "ما اخلفنا" کا معنی یوں ہوگا ہم نے آپ کے ساتھ کئے گئے عہد و پیمان کی مخالفت اپنے اختیار کے ساتھ نہیں کی۔

4۔ بنی اسرائیل، فرعونوں کے بہت سارے زیورات اپنے ہمراہ لے آئے تھے۔ وَلَکِنَّا حَمَلْنَا اُوزَارًا مِّن زِیْنَةِ الْقَوْمِ ظاہراً "القوم" سے مراد فرعونی ہیں اور "وزر" کا معنی ہے بوجھ اور ثقل اسی لئے گناہ کو بھی "وزر و ثقل" کہا جاتا ہے کیونکہ اس سے گناہ گار کے کندھوں پر بوجھ آجاتا ہے اس کلمے کا استعمال شاید اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل فرعونوں کے ان زیورات کو ہمراہ لانا جائز نہیں سمجھتے تھے۔

5۔ بنی اسرائیل فرعونوں کے زیورات ہمراہ لانے میں بھی اپنے آپ کو بے اختیار قرار دیتے تھے۔ و لکننا حملنا اوزارا من زینۃ القوم بنی اسرائیل کے اپنے عمل کی بہانہ تراشیوں کے تسلسل میں "حملنا" کے مجہول آنے کا مطلب یہ ہے کہ فرعونوں کے زیورات اٹھانے میں بھی ہم نے بادل خواستہ کام کیا اور ہمیں اس پر مجبور کیا گی

6۔ بنی اسرائیل کا فرعونوں کے زیورات اپنے ہمراہ لانا اور ان پر قبضہ کرنا، حضرت موسیٰ (ع) کے حکم کے بغیر انجام پایا تھا و لکننا حملنا اوزاراً من زینۃ القوم "حملنا" کی تعبیر اور کلمہ "وزر" اس بات سے حکایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ (ع) نے اس سلسلے میں کوئی حکم نہیں دیا تھا اور بنی اسرائیل نے خود سری کے ساتھ یہ کام انجام دیا تھا۔

7۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی اور ان کے میقات پر جانے کے زمانہ میں اپنے لوٹے ہوئے زیورات پھینک دیئے تھے۔ حملنا اوزاراً من زینۃ القوم فقد فنه

"قذف" کا معنی ہے پھینک دینا جملہ "حملنا اوزاراً" کو مد نظر رکھتے ہوئے لگتا ہے بنی اسرائیل نے لوٹے ہوئے زیورات کو اس بنا پر کہ یہ گناہ ہے دور پھینک دیا تھا یا صحرا و بیابان کی زندگی میں انکے بے قدر و قیمت ہو جانے کی وجہ سے انہوں نے انہیں پھینک دینے کا عزم کیا۔

8۔ بنی اسرائیل کے ہاتھوں زیورات پھینک دیئے جانے کے ماجرے میں سامری کا برجستہ کردار تھا۔ فقد فنها فکذلک القى السامري جن لوگوں نے زیورات پھینک دیئے تھے ان میں سامری کو مشخص کرنا اس سلسلے میں اس کے برجستہ کردار کی علامت ہے۔

9۔ بنی اسرائیل اس چیز کے گواہ ہیں کہ فرعونوں کی رہ جانے والی غنیمتوں کے پھینک دینے میں سامری نے بنی اسرائیل کے عمومی اقدام کے مشابہ اقدام کی فقد فنها فکذلک القى السامري

"کذلک" یعنی اسکی مانند جو ہم نے انجام دیا تھا۔ یہ وصف اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ سامری نے بنی اسرائیل کے حضور میں اور ان کی مثل عمل کرتے ہوئے چیزوں کو دور پھینک دیا تھا۔

10۔ سامری نے اپنی چیزیں پھینک دینے والا اقدام اس کے بعد کیا کہ بنی اسرائیل نے اپنے ساتھ والی غنیمت کی چیزوں کو پھینک دیا تھا۔ فکذلک القى السامري

11۔ بنی اسرائیل نے فرعونوں کے مال غنیمت کو بچھڑا بنانے کے اخراجات مہیا کرنے کا ذریعہ بتایا اور اپنے آپ کو اسکی ہر قسم کی مالی امداد سے مبرا قرار دیا۔ ما ۱ خلفنا موعداً بملکنا ولکننا حملنا أوزار

"ملک" کے جو معانی بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک "ملوک" ہے (قاموس) اس معنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے آیت کریمہ کا مطلب یہ بنے گا ہم نے اپنے اموال کے ذریعے اپنے آپ کو اس انحراف میں حصہ دار نہیں بنایا بلکہ جو اموال ہم نے پھینک دیئے تھے ان کے ذریعے سامری نے یہ فتنہ کھڑا کیا۔

بنی اسرائیل: ان کا اقرار ۲؛ یہ موسیٰ (ع) کی غیبت میں ۷؛ انکی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱؛ انکی بہانہ تراشی ۱، ۳؛ انکی جبر پرستی ۳، ۵؛ انکا زیورات کو دور پھینکنا ۷، ۸، ۹، ۱۰؛ ان کے زیورات ۳، ۵، ۶؛ انکی سرزنش ۱؛ انکی عہد شکنی ۲، ۳؛ انکی بچھڑا پرستی ۱، ۳

سامری: اس کا زیورات کو دور پھینکنا دینا ۹، ۱۰؛ اس کا نقش و کردار ۸؛ اسکے بچھڑے کے اخراجات ۱۱

فرعونی: فرعونوں کے زیورات ۳، ۵، ۶، ۹، ۱۱

موسیٰ (ع): انکی طرف سے سرزنش ۱؛ ان کے ساتھ عہد شکنی کرنے والے ۳۲؛ انکا نقش و کردار ۶

آیت ۸۸

﴿فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلاً جَسَداً لَهُ خُوَارٌّ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ﴾

پھر سامری نے ان کے لئے ایک مجسمہ گائے کے بچے کا نکالا جس میں آواز بھی تھی اور کہا کہ یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے جس سے موسیٰ غافل ہو کر اسے طور پر ڈھونڈنے چلے گئے ہیں (۸۸)

1۔ سامری نے بنی اسرائیل کے پھینکے ہوئے زیورات سے بچھڑے کی صورت کا پتلا بنا کر پیش کیا۔

فأخرج لهم عجلاً جسداً "عجل" یعنی بچھڑا "عجل" کا "جسد" کے ساتھ وصف بیان کرنا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ بچھڑا ایک پتلے کی صورت میں تھا نہ واقعی بچھڑا جملہ "فأخرج لهم..." ممکن ہے خدا تعالیٰ کا کلام ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ بنی اسرائیل کی گفتگو کا تسلسل ہو دوسری صورت میں "لنا" کی بجائے "لهم" کہنا قرینہ ہے کہ انکی مراد بچھڑے کی پرستش سے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دینا ہے۔

2۔ سامری نے چھپ کر اور بنی اسرائیل کی آنکھوں سے دور سنہرے رنگ کا بچھڑا بنایا۔ فأخرج لهم عجلاً جسداً

"اخرج" صرف بنی اسرائیل پر بچھڑا پیش کرنے کے مرحلے کی طرف ناظر ہے اور اس سے پہلے کے مراحل (بچھڑے کی ساخت) کا تذکرہ نہ ہونا ان مراحل کے عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

3۔ سامری کے بچھڑے کے سنہری پتلے سے بچھڑے کی آواز جیسی آواز نکلتی تھی۔ فأخرج لهم عجلاً جسداً له خوار "خوار" یعنی گائے اور بچھڑے کی بلند آواز (لسان العرب)۔

4۔ سامری مجسمہ سازی کے فن کا ماہر اور بنی اسرائیل کی فکری کمزوریوں سے آشنا تھا۔ فأخرج لهم عجلاً جسداً له خوار یہ تعبیر (اس نے بچھڑا پیش کر دیا) بچھڑے کے مجسمے کے اسکی حقیقی شکل کے ساتھ شدت مشابہت کو بیان کر رہی ہے۔

5۔ سامری کے ہاتھ سے بنے ہوئے پتلے سے بچھڑے کی آواز کا سنا جانا، بنی اسرائیل کے گرویدہ ہونے اور اسے معبود سمجھنے کا سبب بنا۔ له خوار بچھڑے کے اوصاف میں سے ہر ایک کا تذکرہ اسکے بنی اسرائیل کے تمایل میں دخیل ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

6۔ سامری نے بچھڑے کے سنہری پتلے کو بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ (ع) کا "معبود" متعارف کرایا۔
فأخرج ... فقالوا هذا إلهكم و إله موسى

7۔ سنہری بچھڑے کو معبود کے طور پر متعارف کرانے میں بنی اسرائیل کا ایک گروہ سامری کے ساتھ تھا۔ عجلاً ... فقالوا هذا إلهكم و إله موسى فعل جمع "قالوا" بتاتا ہے کہ کچھ لوگ سامری کے ارد گرد جمع ہو کر اسکے مقصد کی ترویج کر رہے تھے یا یہ کہ یہ لوگ پہلے سے ہی عملی اور فکری لحاظ سے اسکے ہمراہ تھے اور جب بچھڑے کی نمائش کی گئی تو یہ اپنے باطل عقیدے کی ترویج کرنے لگے۔

8۔ بنی اسرائیل سنہری بچھڑے کو معبود ماننے کیلئے مناسب فکر رکھتے تھے۔ فقالوا هذا إلهكم و إله موسى بنی اسرائیل کو بت پرستی میں مبتلا کرنے کیلئے بچھڑے کی شکل کا انتخاب اور پھر بنی اسرائیل کا جلدی سے گمراہ ہو جانا بالخصوص حضرت موسیٰ (ع) کے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

9۔ سامری اور اسکے پیروکاروں نے جھوٹا دعویٰ کیا کہ حضرت موسیٰ (ع) بچھڑے کو معبود کے طور پر متعارف کرانا بھول گئے۔ هذا إلهكم و إله موسى (ع) فنسی "نسی" کی فاعلی ضمیر کے مرجع کے بارے میں دو احتمال ہیں: ۱۔ یہ کہ موسیٰ (ع) ہوں۔

2_ یہ کہ سامری ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے

10_ سامری، اسکے حامیوں اور اسکے مبلغین نے بچھڑے کی پرستش کو حضرت موسیٰ (ع) کے عقائد میں سے بیان کیا
_ فقالوا هذا الهکم و إله موسیٰ فنسی

11_ منحرف عقائد گھڑنے اور ان کے انبیاء (ع) اور ان کے مکتب کی طرف منسوب کرنے کے مقابلے میں ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ هذا الهکم و الہ موسیٰ فنسی سامری اور اسکے پیروکاروں کے حضرت موسیٰ (ع) پر افترا اور اپنے انحرافی عقائد کو حضرت موسیٰ (ع) (ع) کے عقائد کے طور پر پیش کرنے کا تذکرہ کرنا سب کو بالخصوص ادیان الہی کے پاسداروں کو خبردار کرنے کیلئے ہے کہ اہم ترین عقائد میں انبیاء الہی پر جھوٹ باندھنے کا خطرہ ہمیشہ موجود ہے۔

12_ معاشرے کی محبوب شخصیات سے استفادہ کرنا اور اپنے عقائد و افکار کو ان سے وابستہ ظاہر کرنا گمراہی کے راہبروں کے ہتھکنڈوں میں سے ہے۔ فقالوا هذا ... الہ موسیٰ (ع) فنسی

13_ سامری اور اسکے پیروکاروں کی نظر اور پروپیگنڈے میں حضرت موسیٰ (ع) ایک ایسے راہبر تھے جو حتیٰ کہ سب سے اہم اعتقادی مسائل میں بھی فراموشی کا شکار ہو جاتے تھے۔ فقالوا هذا الهکم و الہ موسیٰ فنسی

14_ سامری، خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں ناشکرا اور اسکی خاص امداد اور لطف و کرم سے بے پروائی کرنے والا تھا۔ فنسی اگر "نسی" کی فاعلی ضمیر کا مرجع سامری ہو تو سامری کے بھولنے سے مراد اس کا فرعونوں سے نجات، من و سلویٰ کے نزول اور اس جیسے دیگر کاموں کے سلسلے میں عنایات الہی کی پروانہ کرنا ہوگا۔

آسمانی ادیان: ان پر تہمت لگانے کا خطرہ ۱۱

انبیاء (ع): ان پر تہمت لگانے کا خطرہ ۱۱

بنی اسرائیل: انکے بچھڑے کی ساخت کا مخفی ہونا ۲؛ انکی تاریخ ۱، ۲، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۳؛ انکی بچھڑا پرستی کا پیش خیمہ ۸؛
انکی کمزوری ۳؛ انکا عقیدہ ۷؛ انکی گمراہی کے عوامل ۵؛ انکے بچھڑا پرست لوگ ۷؛ انکے معبود ۶، ۹

معاشرہ: معاشرتی آسیب شناسی ۱۲

راہبر: گمراہی کے راہبروں کے ساتھ نمٹنے کی روش ۱۲

سامری: اسکے پیروکاروں کی سوچ ۱۳; اسکی سوچ ۱۳; اسکے پیروکار ۷; اسکے پیروکاروں کی تہمتیں ۹، ۱۰; اسکی تہمتیں ۹، ۱۰;
اسکے بچھڑے کی نوع ۱، ۲; اسکے بچھڑے کی نوعیت ۱; اسکے پیروکاروں کی دروغگوئی ۹; اسکی دروغگوئی ۹; اسکی نفسیات
شناسی ۳; اسکی شخصیت ۳; اسکے بچھڑے کی آواز ۳; اسکی غفلت ۱۳; اس کی ناشکری ۱۳; اس کا بچھڑا ۶۱; اسکی مجسمہ
سازی ۱، ۳; اسکی مہارت ۳; اسکے بچھڑ کی آواز کا کردار ۵
بچھڑا: اس کا مجسمہ ۱، ۳، ۶

طرف سے بنی اسرائیل کی توبیخ اور سرزنش۔ ا فلا یرون ا لا یرجع الیہم قول
"ا فلا یرون" میں استفہام انکار توبیخی کیلئے ہے

4۔ جواب دینے اور خواہشات کو قبول کرنے کی قدرت اور نفع و ضرر پہچانے کی توان حقیقی معبود کی لازمی خصوصیات
میں سے ہے۔ ا فلا یرون ا لا یرجع الیہم قول و لا یملک لہم ضرراً و لا نفعاً
"قول کو واپس پلٹانا" ایسا مفہوم ہے جو دعا قبول کرنے کو بھی شامل ہے۔

5۔ بنی اسرائیل کے بچھڑا پرست، ایسے لوگ تھے جو جاہل اور فکر سے دور تھے۔ ا فلا یرون ا لا یرجع الیہم قول
6۔ سامری کے بچھڑے سے نکلنے والی آواز ہر قسم کے لفظی مفہوم سے خالی تھی۔ لہ خوار ... ا فلا یرون ا لا یرجع
الیہم قول

بنی اسرائیل: ان کے بچھڑا پرستوں کا بے عقل ہونا ۵؛ انکے بچھڑا پرستوں کی جہالت ۵؛ ان کی سرزنش ۳؛ انکا باطل عقیدہ
۳؛ ان کی بچھڑا پرستی ۳

تعقل: اسکے اثرات ۲

تقلید: اندھی تقلید ۳

خدا تعالیٰ: اسکی طرف سے سرزنش ۳؛ خدا شناسی کے مبانی ۲

سامری: اسکے بچھڑے کی آواز ۶؛ اسکے بچھڑے کا عاجز ہونا ۱

حقیقی معبود: انکا نقصان پہچانا ۳؛ ان کا نفع پہچانا ۳؛ انکی خصوصیات ۳

آیت ۹۰

﴿وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِيَ﴾

اور ہارون نے ان لوگوں سے پہلے ہی کہہ دیا کہ اے قوم اس طرح تمہارا امتحان لیا گیا ہے اور تمہارا رب رحمان ہی ہے لہذا میرا اتباع کرو اور میرے امر کی اطاعت کرو (۹۰)

1_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کا انحراف اور بچھڑا پرستی حضرت ہارون (ع) کے خبردار کرنے کے باوجود انجام پایا۔ و لقد قال لهم هرون من قبل

"من قبل" یعنی حضرت موسیٰ (ع) کے میقات سے واپس پلٹنے سے پہلے۔

2_ سامری کا بچھڑا بنی اسرائیل کی آزمائش کا ذریعہ تھا۔ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ

3_ سامری کے سنہرے بچھڑے کا آزمائش ہونا ان چیزوں میں سے تھا کہ جن کے بارے میں حضرت ہارون (ع) نے بنی اسرائیل کو خبردار کیا۔ و لقد قال لهم هرون ... إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ

4_ حضرت ہارون (ع) نے توحید اور ربوبیت خدا کے ایمان پر ثابت قدم رہنے کو آزمائش الہی میں کامیابی کی شرط قرار دیا۔ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ

5_ حضرت ہارون (ع) نے بنی اسرائیل کے سامنے خدا تعالیٰ کی وسیع رحمت کا تذکرہ کر کے انہیں شرک و ارتداد سے واپس پلٹنے کیلئے راستہ کھلا ہونے کی یاد دہانی کرائی۔ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ

بنی اسرائیل کی نافرمانی اور بچھڑا پرستی کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت ہارون (ع) کے کلام میں خدا تعالیٰ کی "الرحمان" کے ساتھ توصیف، شرک سے توبہ کی صورت میں ان کے ساتھ رحمت الہی کے وعدہ پر مشتمل ہے۔

6_ منخرقین اور خطاکاروں کو رحمت اور مغفرت الہی سے امیدوار رکھنا ضروری ہے۔ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ

7_ خداوند رحمن (وسیع رحمت والا) سب لوگوں کا پروردگار ہے۔ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ

8_ رحمن ہونا، معبود ہونے کی لازمی خصوصیات میں سے ہے۔ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَى ... وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ

حضرت ہارون (ع) نے سامری کے بچھڑے کے معبود ہونے کو رد کرنے کے مقام میں حقیقی معبود کی بعض خصوصیات بیان کی ہیں کہ جن میں سے اس کا "رحمان" ہونا ہے۔

10_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) بنی اسرائیل کی رہنمائی اور ہدایت کے ذمہ دار۔
و لقد قال لهم هرون من قبل

12_ گمراہ لوگوں کے ساتھ اظہارِ مہر و محبت انکی ہدایت کے سلسلے میں ایک پسندیدہ روش ہے۔ یا قوم انما فتنتم به وإن ربکم الرحمن

4_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) بنی اسرائیل پر ولایت و اطاعت کا حق رکھتے تھے۔
و لقد قال لهم هرون ... فاتبعوني و اطيعوا امری حضرت ہارون (ع) کا لوگوں کو اپنی پیروی اور اطاعت کا حکم دینا اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل پر ولایت و اطاعت کا حق رکھتے تھے۔

6_1 حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) نے رہنمائی، خبردار کرنا، امر بالمعروف اور نہی از منکر کا فریضہ پوری طرح انجام دیا۔ و لقد قال لهم هرون من قبل يا قوم ... فاتبعوني و اطيعوا امری

71_ بچھڑا پرستی کا مقابلہ کرنے اور بنی اسرائیل میں توحید کو زندہ کرنے کیلئے حضرت ہارون (ع) کے پاس مشخص پروگرام تھا۔ ا طیعوا امری

"اتبعونی" کے حکم کے بعد حضرت ہارون (ع) کا بنی اسرائیل کو اپنے اوامر کی اطاعت کا حکم دینا اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل کیلئے انکی طرف سے اپنی پیروی کی صورت میں اوامر کا انتظام کر رکھا تھا۔

8 1_ فتنوں میں محفوظ رہنے کیلئے انبیاء الہی کے اوامر اور ہدایات کی اطاعت اور پیروی کرنا ضروری ہے۔

إِنَّمَا فَتَنَّتُمْ بِهِ ... فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي

اسما و صفات: رحمان ۷

اطاعت: انبیاء کی اطاعت کے اثرات ۱۸؛ ہارون (ع) کی اطاعت ۱۳، ۱۵

آزمائش: اس کا ذریعہ ۲؛ سامری کے بچھڑے کے ذریعے آزمائش ۳

امیدوار ہونا: بخشش کا امیدوار ہونا ۶؛ رحمت خدا کا امیدوار ہونا ۶

انبیاء (ع): انکی سیرت ۱۳؛ ان کا ہدایت کرنا ۱۳

ریمان: توحید پر ایمان ۳؛ ربوبیت خدا پر ایمان ۳

بنی اسرائیل: انکے امتحان کا ذریعہ ۲؛ ان میں توحید کا احیا ۲؛ انکو انذار ۱؛ یہ موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں ۱۰؛ انکی تاریخ ۱،

۳، ۵، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۵؛ انکو نصیحت ۵؛ انکو دعوت ۱۵؛ ان کے بچھڑا پرستوں کے ساتھ نمٹنے کی روش ۱۱؛ انکی گمراہی ۱؛

انکی بچھڑا پرستی ۱؛ ان پر ولایت ۱۳؛ انکی ہدایت ۱۰، ۱۱؛ انکو خبردار کرنا ۳

یاد دہانی کرانا: رحمت خدا کی یاد دہانی کرانا ۵

توبہ: مرتد ہونے سے توبہ ۵؛ شرک سے توبہ ۵

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت ۷؛ اسکی رحمانیت ۷؛ اسکی آزمائشوں میں کامیابی کے شرائط ۳

ربوبیت: اس میں رحمان ہونا ۹؛ اسکے شرائط ۹

سامری: اس سے منہ موڑنا ۱۵؛ اسکے بچھڑے کا کردار ۲

گمراہ لوگ: انکو امید دلانے کی اہمیت ۶؛ انکی محبت ۱۲

گمراہی: اسکے موانع ۱۸ // بچھڑا پرستی: اس کا مقابلہ ۱۷

سچے معبود: ان کا رحمن ہونا ۸؛ انکی خصوصیات ۸

ہارون (ع):

ان کا امر بالمعروف ۱۶؛ انکا ڈرانا ۱۶؛ انکی منصوبہ بندی ۱۴؛ انکی تبلیغ ۱۰؛ انکی نصیحتیں ۵؛ انکی دعوت ۱۵؛ انکی تبلیغ کی روش ۱۴؛ انکی شرک دشمنی ۱۴؛ انکا عقیدہ ۳؛ انکا شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا ۱۶؛ انکا قصہ ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷؛ انکی ذمہ داری ۱۰؛ انکا مقام و مرتبہ ۱۳؛ انکی مہربانی ۱۱؛ ان کا نہی از منکر ۱۶؛ انکی ولایت ۱۳؛ انکی مینجمنٹ کی خصوصیات ۱۷؛ یہ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں ۱۶، ۱۳؛ انکا ہدایت کرنا ۱۱، ۱۶؛ انکا خبردار کرنا ۳ ہدایت: اسکے لئے مقدمات فراہم کرنا ۱۳؛ اسکی روش ۱۲، ۱۳

آیت ۹۱

﴿قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ﴾

- ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے گرد جمع رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہمارے درمیان واپس آجائیں (۹۱)
- 1۔ بنی اسرائیل، حضرت ہارون (ع) کے احکام کو قبول کرنے اور بچھڑا پرستی سے توبہ کرنے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ فاتبعونی و اطیعوا امری ... قالوا لن نبرح علیه عكفين "لن نبرح" یعنی "لا نزال" (ثابت قدم رہیں گے) "عاکف" اسے کہتے ہیں جو کسی چیز کی طرف توجہ کرے اور اپنے آپ کو اسکی تعظیم پر مجبور کرے (مفردات راغب)
- 2۔ بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کے میقات سے واپس آنے اور ذمہ داری کے تعین تک سامری کے بچھڑے کی پرستش کا فیصلہ۔ لن نبرح علیه عكفين حتی يرجع إلینا موسیٰ
- 3۔ بنی اسرائیل نے سامری کے بچھڑے کے ٹھہرنے کی جگہ کو اپنی عبادت گاہ بنا لیا اور بہت ساری گھڑیاں اسکی عبادت کیلئے مختص کر دیں۔ لن نبرح علیه عكفين تسلسل اور دوام "عکفین" کے لفظ سے حاصل ہوتا ہے۔
- 4۔ بنی اسرائیل شخصیت پرست لوگ تھے نہ حقیقت طلب۔ لن نبرح ... حتی يرجع إلینا موسیٰ
- بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں نے حضرت ہارون (ع) کی باتوں میں غور کرنے اور حقیقت کو پہچاننے کی بجائے انہیں صرف یہ جواب دیا کہ انہوں نے حضرت موسیٰ (ع) کے میقات سے واپس پلٹنے کو اپنے عقائد میں نظر ثانی کی شرط قرار دیا ہے جبکہ معقول یہ تھا کہ وہ اپنے کام

اور حضرت ہارون (ع) کی باتوں میں صحیح طور پر غور و فکر کرتے۔

5۔ بنی اسرائیل کی نظر میں حضرت موسیٰ (ع) کی شخصیت حضرت ہارون (ع) کی شخصیت سے زیادہ برجستہ تھی۔

و لقد قال لهم هرون ... قالوا لن نبرح عليه عكفين حتى يرجع الينا موسى

حضرت ہارون (ع) کی باتوں سے بے اعتنائی اور حضرت موسیٰ (ع) کے لوٹنے کو مؤثر سمجھنا بنی اسرائیل کی نظر میں ان دو کی شخصیت کے مختلف ہونے سے حکایت کرتا ہے۔

بنی اسرائیل: انکی سوچ ۵؛ انکی تاریخ ۱، ۲، ۳؛ انکا حق کو قبول نہ کرنا ۳؛ انکی شخصیت پرستی ۳؛ انکی صفات ۳؛ انکی عبادت گاہ ۳؛ انکی نافرمانی ۱؛ انکی بچھڑا پرستی ۱؛ انکی ہٹ دھرمی ۱، ۲؛ انکی بچھڑا پرستی کی مدت ۲؛ انکی بچھڑا پرستی کی جگہ ۳

نافرمانی: حضرت ہارون (ع) کی نافرمانی ۱

موسیٰ (ع): انکی ہارون (ع) پر برتری ۵؛ انکا قصہ ۲

ہارون (ع): انکا قصہ ۱

آیت ۹۲

﴿قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا﴾

موسیٰ نے ہارون سے خطاب کر کے کہا کہ جب تم نے دیکھ لیا تھا کہ یہ قوم گمراہ ہو گئی ہے تو تمہیں کون سی بات آڑے آگئی تھی (۹۲)

1۔ حضرت موسیٰ (ع) نے میقات سے واپس پلٹنے کے بعد حضرت ہارون (ع) سے انکے بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کے مقابلے میں رد عمل کے سلسلے میں باز پرس اور توبیخ کی۔ یاہرون ما منعك اذ رأيتهم ضلّو

2۔ بنی اسرائیل کو گمراہی اور انحراف سے روکنا حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) کی ذمہ داری تھی۔ یاہرون ما منعك اذ رأيتهم ضلّو

3۔ حضرت موسیٰ (ع) نے بنی اسرائیل کے انحراف اور ان کے بچھڑا پرستی کی طرف مائل ہو

نے میں اپنے بھائی ہارون (ع) کو قصور وار ٹھہرایا۔ قال یاہرون ما منعك إذ رأيتهم ضلّوا

"ما منعك..." استفہام انکاری ہے اور ہارون (ع) پر حضرت موسیٰ (ع) کے اعتراض کو بیان کر رہا ہے۔

4_ دینی رہنما، رشتہ داری کی بنا پر قصور واروں کا مواخذہ کرنے سے چشم پوشی نہ کریں۔ قال یاہرون ما منعك

5_ دینی معاشروں کے ذمہ دار لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے اعتقادی انحرافات کے سلسلے میں حساس ہوں

اور اپنے رد عمل کا اظہار کریں۔ یاہرون ما منعك

6_ بنی اسرائیل کو انحراف اور گمراہی سے روکنا حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) کی ذمہ داری

تھی۔ یاہرون ما منعك اذ رأيتهم ضلّوا

بنی اسرائیل: انکی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۶؛ انکی گمراہی کے عوامل ۳؛ انکی بچھڑا پرستی کے عوامل ۳؛ انکی بچھڑا پرستی ۱؛ انکی

گمراہی کو روکنا ۲، ۶

دینی راہنما: ان کے رشتہ داروں کی سزا ۳؛ انکی ذمہ داری ۲، ۵

گمراہی: اسکو روکنا ۵

موسیٰ (ع): انکی سوچ ۳، انکی طرف سے سرزنش ۱؛ انکا قصہ ۱، ۳

ہارون (ع): انکا قصہ ۱، ۳، ۶؛ ان کا مواخذہ ۱؛ انکی ذمہ داری ۲، ۶؛ انکا نقش و کردار ۳؛ یہ موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں ۲، ۶

آیت ۹۳

﴿لَا تَتَّبِعَنِ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي﴾

کہ تم نے میرا اتباع نہیں کیا کیا تم نے میرے امر کی مخالفت کی ہے (۹۳)

1_ انبیاء (ع) اور ان کے جانشین اپنی توان کی حد تک لوگوں کو گمراہ اور منحرف ہونے سے بچانے کے ذمہ دار ہیں۔

ما منعك إذ رأيتهم ضلّوا لَا تَتَّبِعَنِ ہارون (ع) کی طرف سے موسیٰ (ع) کے اتباع سے مراد کہ جسے "ما منعك... لَا تَتَّبِعَنِ"

کا جملہ بیان کر رہا ہے۔ یہ ہے کہ حضرت ہارون (ع) کیلئے ضروری تھا کہ حضرت کی عدم موجودگی میں ان جیسا عمل کرتے

اور انحراف کے سلسلے میں لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آنے اور یا یہ کہ حضرت موسیٰ (ع) کی ہدایات اور نصیحتوں

(اصلاح ولا تتبع سبیل المفسدین) لانے بعض نے کہا ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں حضرت ہارون (ع) بنی اسرائیل کی ہدایت اور راہنمائی کے ذمہ دار تھے۔
ی ہرون ما منعك ... الا تتبعن

3_ حضرت موسیٰ (ع) نے اپنی عدم موجودگی میں ہارون کیلئے ان کی ذمہ داریوں کو معین کر دیا تھا۔ ما منعك ... الا تتبعن افعصیت امری "الا تتبعن" میں "لا" اس نفی کی تاکید کیلئے ہے جو "منعك" سے حاصل ہو رہی ہے اور دراصل مراد یہ تھی "ما منعك ان تتبعن" بعض نے کہا ہے "لا" زائدہ نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ "ما الذی صدك و حملك علی الا تتبعن" یعنی کس چیز نے تجھے روکا اور میری پیروی نہ کرنے پر مجبور کیا (مفردات راغب)

4_ بنی اسرائیل کے انحراف کے مقابلے میں خاموش رہنے اور کسی رد عمل کے اظہار نہ کرنے کی وجہ سے حضرت ہارون (ع) پر حضرت موسیٰ (ع) کے اوامر کی مخالفت کا الزام۔ ما منعك ... افعصیت امری "افعصیت..." حضرت موسیٰ (ع) کا حضرت ہارون (ع) کو خطاب ہے آیت کے ظاہر کو دیکھ کریں لگتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے حضرت ہارون کا ان کے فرامین کی مخالفت کرنا کم از کم ایک الزام کی صورت میں سامنے آیا تھا۔

5_ لوگوں کی گمراہی اور انحراف کے مقابلے میں ذمہ دار لوگوں کا خاموش رہنا اور کسی رد عمل کا اظہار نہ کرنا توبیخ اور باز پرس کے مقابل ہے۔ ما منعك اذ رایتهم ضلّوا ... افعصیت امری

6_ ذمہ دار لوگ حتیٰ کہ معاشرے کے بالاترین مقام پر فائز حضرات کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کے دائرے میں رہتے ہوئے انحرافات کے مقابلے میں جواب دہ ہوں۔ ما منعك ... الا تتبعن افعصیت امری

حضرت موسیٰ (ع) نے میقات سے واپس آنے کے بعد حضرت ہارون (ع) سے انکی ذمہ داری کے سلسلے میں باز پرس اور توبیخ کی اور بچھڑا پرستوں کے ساتھ انکے نمٹنے کی روش اور اسکے علل و اسباب کے بارے میں جستجو کی۔ اس چیز کے پیش نظر کہ حضرت ہارون (ع) پیغمبر تھے اور اس کے باوجود ان سے باز پرس ہوئی اس سے ذمہ دار لوگوں کی خصوصی ذمہ داری اور اسکے مقابلے میں لازمی طور پر ان کا جوابدہ ہونا واضح ہوتا ہے۔

7_ ہارون (ع) مقام نبوت کے حامل ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ (ع) اور ان کے فرامین کی پیروی کرنے پر مامور تھے۔ ما منعك ... الا تتبعن افعصیت امری "الا تتبعن" حضرت ہارون (ع) کو خطاب اور اس نکتہ پر دال ہے کہ آپ نبی ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ (ع) کے فرامین کی پیروی کرنے پر مامور تھے۔

8_ معاشرے میں ایک راہبر کی پیروی ہونا ضروری ہے ما منعك ... الا تتبعن افعصیت امری

9_ الہی ذمہ داریوں میں کلمہ "امر" وجوب میں ظہور رکھتا ہے۔ افعصیت ۱ مری امر کی مخالفت پر عصیان کا صدق کرنا مذکورہ نکتے پر دلالت کر رہا ہے۔

اطاعت: موسیٰ (ع) کی اطاعت ۴؛ راہبر کی اطاعت کی اہمیت ۸

امر: صیغہ امر کا معنی ۹/ انبیاء (ع): انکی ذمہ داری کا دائرہ ۱؛ انکے جانشینوں کی ذمہ داری کا دائرہ ۱

بنی اسرائیل: انکی تاریخ ۲، ۳، ۳؛ انکی گمراہی کے عوامل ۳؛ انکی ہدایت ۲

راہبر: اسکے جوابدہ ہونے کی اہمیت ۶؛ ان کے رد عمل ظاہر نہ کرنے کی سرزنش ۵؛ انکی ذمہ داری ۶

نافرمانی: حضرت موسیٰ (ع) کی نافرمانی ۳/ لوگ: لوگوں کی ہدایت کی اہمیت ۱؛ لوگوں کو گمراہی سے بچانا ۱

موسیٰ (ع): ان کے اوامر ۳، ۳؛ انکا قصہ ۲، ۳، ۳

ہارون (ع): انکی شرعی ذمہ داری ۴؛ انکی راہبری ۲؛ انکا قصہ ۲، ۳، ۳؛ انکی ذمہ داری کا دائرہ ۳؛ انکی ذمہ داری ۲؛ انکا مقام و

مرتبہ ۴؛ انکی نبوت ۴؛ انکا کردار و تاثیر ۳؛ یہ موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں ۲، ۳

آیت ۹۳

﴿قَالَ يَا ابْنَ أُمِّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي﴾

ہارون نے کہ کہ بھیا آپ میری ڈاڑھی اور میرا سر نہ پکڑیں مجھے تو یہ خوف تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں اختلاف پیدا کر دیا ہے اور میری بات کا انتظار نہیں کیا ہے (۹۳)

1_ حضرت موسیٰ (ع) میقات سے واپس آنے کے بعد بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی کو دیکھ کر سخت ناراض ہوئے۔ سینٹوم لا تاخذ بلحیتی و لا برأسی ہارون (ع) کا سر اور داڑھی پکڑنا بنی اسرائیل کے انحراف کے سلسلے میں حضرت موسیٰ (ع) کے سخت غصے کی علامت ہے۔

2_ حضرت موسیٰ (ع) نے حضرت ہارون (ع) کا سر اور داڑھی پکڑ کر ان سے اپنی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے بچھڑا پرست ہونے کے سلسلے میں باز پرس کی۔ یاہرون ما منعك ... لا تأخذ بلحیتی و لا برأسی

3_ حضرت موسیٰ (ع) کی نظر میں حضرت ہارون (ع) بنی اسرائیل کے گمراہ ہونے اور ان کی بچھڑا پرستی کے مقابلے میں ذمہ دار تھے۔ یاہرون ما منعك ... لا تأخذ بلحیتی و لا برأسی

4_ انحرافات اور گمراہی کو دیکھ کر غضب ناک ہونا قابل تعریف ہے۔ لا تأخذ بلحیتی و لا برأسی

حضرت موسیٰ (ع) کے غضب کے ماجر کو جو انکے اپنے بھائی کا سر اور داڑھی کے بال پکڑنے میں کی صورت میں ظاہر ہوا انکی مذمت کے بغیر نقل کرنا دینی امور میں اس حالت کے پسندیدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

5_ حضرت ہارون (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کا غضب دیکھ کر اسے ٹھنڈا کرنے، ان کی محبت حاصل کرنے اور ان کے جذبات کو جگانے کی کوشش کی۔ حضرت موسیٰ (ع) کو "یا بن ام" کہہ کر پکارنا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت ہارون (ع) نے موسیٰ (ع) کے جذبات کو بھڑکا کر ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور اسکے بعد اپنی وضاحت پیش کی۔ کلمہ "ام" کے مفتوح ہونے کے بارے میں متعدد توجیہات پیش کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ اصل میں "یا بن اماہ" تھا اور تخفیف کی وجہ سے اس طرح ہو گیا۔

6_ انبیاء کی مختلف روشوں میں جذبات کی تاثیر۔ قال بینوم

7_ موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) دونوں مادری بھائی تھے۔ * قال یابن امّ

حضرت موسیٰ (ع) کا حضرت ہارون (ع) کی طرف سے "یا بن ام" (ماں کا بیٹا) کی تعبیر کے ساتھ مخاطب قرار پانا ممکن ہے اس وجہ سے ہو کہ موسیٰ (ع) و ہارون (ع) دونوں مادری بھائی تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کلمہ "ماں" کا تذکرہ صرف حضرت موسیٰ (ع) کے احساسات اور جذبات کو جذب کرنے کیلئے ہو۔

8_ حضرت ہارون (ع) نے بچھڑا پرستوں کے ساتھ اپنے سلوک کی علل و اسباب کی وضاحت کرنے کیلئے حضرت موسیٰ (ع) سے مہلت طلب کی۔ لا تأخذ بلحیتی و لا برأسی إنی خشیت

9_ ملزمین کو اپنے دفاع کا موقع دینا ضروری ہے۔ لا تأخذ بلحیتی و لا برأسی إنی خشیت

10_ انبیاء کا علم محدود ہے۔ ما منعک ... لا تأخذ بلحیتی ... إنی خشیت

11_ حضرت ہارون (ع) کی طرف سے بچھڑا پرستوں کا مقابلہ کرنے کیلئے عملی اور سنجیدہ قدم اٹھانے کی صورت میں بنی اسرائیل کو انتشار و افتراق کا خطرہ۔ إنی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل

12_ وحدت کو بچانا اور افتراق کو روکنا بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستوں کے خلاف عملی اقدام نہ کرنے کے سلسلے میں حضرت ہارون (ع) کا عذر۔ إنی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل

13_ بنی اسرائیل کی وحدت اور یکجہتی کی حفاظت کرنا حضرت موسیٰ (ع) کی حضرت ہارون (ع) کو ایک سفارش۔ فرقت بین بنی اسرائیل و لم ترقب قولی "ترقب" کا معنی ہے "تحفظ" اور "لم ترقب" کے "فرقت" پر عطف کو مد نظر رکھتے ہوئے

جملہ "انی خشیت..." کا معنی یہ ہے کہ میں اس چیز سے پریشان تھا کہ مبادا آپ مجھے کہیں تو نے بنی اسرائیل کو متفرق کر دیا ہے اور میری بات کا خیال نہیں رکھا اور حضرت ہارون (ع) کا یہ کہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) نے میقات پر جانے سے پہلے بنی اسرائیل کے اتحاد کو بچانے کے سلسلے میں انہیں ضروری ہدایات دے دی تھیں۔

14_ معاشرے کی وحدت کی حفاظت کرنے اور اسے انتشار و افتراق سے بچانے کی مصلحت اسکے افراد کے ایک گروہ کے انحراف کے خطرے سے زیادہ ہے اگر از سر نو انکی ہدایت کا امکان باقی رہے۔ **انی خشیت** ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل حضرت ہارون (ع) نے "حتی یرجع إلینا موسیٰ (ع)" کا جملہ سننے کے بعد بچھڑا پرستوں کی از سر نو ہدایت کو منتفی نہ سمجھا اور مؤمنین اور کفار کو باہم دست و گریبان کرنے اور بنی اسرائیل کی وحدت کی حفاظت کرنے میں سے دوسری صورت کا انتخاب کیا حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے اس انتخاب کا قبول ہونا اور قرآن کا اس پر کوئی تنقید نہ کرنا ایسے حالات میں ایسے موقف کے صحیح ہونے کی علامت ہے۔

15_ عملی میدان میں تمام معیاروں کی طرف توجہ کرنا، انکی درجہ بندی کرنا اور اہم و مہم کو مشخص کرنا ضروری ہے۔ **ما منعک ...** **انی خشیت** ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل حضرت ہارون (ع) نے حضرت موسیٰ (ع) کے فرامین پر عمل کے سلسلے میں صرف ایک جہت کو مد نظر نہیں رکھا تھا بلکہ انہوں نے تمام معیاروں کا آپس میں مقابلہ کرنے کے بعد ایک راستے کا انتخاب کیا تھا ان کا یہ عمل سب کیلئے نمونہ ہے کہ میدان عمل میں صرف ایک جہت کو نظر میں نہ رکھیں بلکہ سب جہات کو مد نظر رکھیں اور معیاروں کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد دینی احکام کو ایک مجموعہ کی صورت میں دیکھیں۔

16_ فرائض پر عمل کے سلسلے میں ایک جہت کو مد نظر رکھنے اور جمود سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ **ما منعک ...** **انی خشیت** ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل

17_ بچھڑا پرست لوگ حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کی عمومی صورتحال پر غالب تھے۔ **انی خشیت** ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل

بنی اسرائیل کے اتحاد و یگانگت کا منظر ان کے ارتداد کے زمانے میں، مرتد اور بچھڑا پرستوں کی حکمرانی کو بیان کر رہا ہے۔ 18_ حضرت ہارون (ع) حضرت موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی اور ان کے میقات پر رہنے کی پوری مدت میں ان کے فرامین کو دقیق طور پر عملی کرنا چاہتے تھے اور ان کے معیاروں سے ہٹنا نہیں چاہتے تھے۔ **انی خشیت** ان تقول ... و لم ترقب قوٰلی

19_ حضرت ہارون (ع) کی نظر میں حضرت موسیٰ (ع) معاشرے کے انتشار و افتراق کے مقابلے میں ایک حساس اور

عوامل اختلاف کے ساتھ قاطعیت کے ساتھ نمٹنے والے رہبر تھے۔ اپنی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل
 20_ انتشار و افتراق ڈالنے کا الزام حضرت ہارون (ع) کیلئے سخت اور ناقابل برداشت تھا۔ اپنی خشیت ان تقول
 فرقت بین بنی اسرائیل حضرت ہارون (ع) کا تفرقہ ڈالنے کے الزام سے خوف کلمہ "خشیت" کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جس
 میں خوف کے ہمراہ بڑا شمار کرنا بھی ہے اسکے ان کے لئے سخت ناگوار ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

21_ لمبی ڈاڑھی، ادیان آسمانی کے ماننے والوں کی تاریخ میں مطلوب وضع قطع کا حصہ رہی ہے۔ لا تأخذ بلحیتی

22_ "علی بن سالم عن ابيه قال: قلت لابي عبدالله (ع) اخبرني عن هارون لم قال لموسي (ع) يابن ام ... و لم
 يقل يابن ابي فقال: إنّ العداوات بين الاخوة اكثرها تكون اذا كانوا بنى علات و متى كانوا بنى ام قلت العداوة
 بينهم ... قال: قلت له: فلم اخذ براسه يحرمه اليه و بلحيته و لم يكن له في اتخاذهم العجل و عبادتهم له ذنب؟
 فقال: انما فعل ذلك به لانه لم يفارقهم لما فعلوا ذلك و لم يلحق بموسي (ع) و كان اذا فارقهم ينزل بهم العذاب؛ علي
 ابن سالم نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا میں نے امام صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا مجھے حضرت
 ہارون (ع) کے بارے میں بتائیے انہوں نے کیوں اپنے بھائی موسیٰ (ع) سے کہا "اے میری ماں کے بیٹے..." اور نہیں
 کہا اے میرے باپ کے بیٹے؟ تو امام (ع) نے فرمایا بھائیوں کے درمیان اس وقت دشمنی زیادہ ہوتی ہے جب ان کی
 مائیں مختلف ہوں اور اگر انکی ماں ایک ہو تو ان کے درمیان دشمنی کم ہوتی ہے۔ میں نے امام (ع) سے عرض کیا کیوں
 حضرت موسیٰ (ع) نے اپنے بھائی کی داڑھی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا جبکہ اس قوم کی بچھڑا پرستی میں ہارون (ع) کا
 کوئی قصور نہیں تھا امام نے فرمایا اس لئے کہ وہ بچھڑا پرستی کے زمانے میں ان سے جدا ہو کر موسیٰ (ع) کے ساتھ ملحق نہ
 ہوئے اور اگر انہیں چھوڑ دیتے تو ان پر عذاب نازل ہو جاتا۔^(۱)

23_ "عن ابي جعفر (ع) قال: ... انّ امير المؤمنين (ع) خطب الناس ... فقال: ... كان هارون اخا موسی
 لایہ و امّہ؛ امام محمد باقر (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا امیر المؤمنین (ع) نے لوگوں کو خطبہ دیا ...
 پھر فرمایا ... ہارون (ع)، حضرت موسیٰ (ع) کے

(1) علل الشرائع ص ۶۸ ب ۵۸ ح ۱؛ نور الثقلین ج ۳ ص ۷۲ ج ۲۷۔

باپ اور ماں کی طرف سے بھائی تھے۔^(۱)

اتحاد: اسکی اہمیت ۱۳/ انبیاء (ع): ان کا اثر قبول کرنا ۶; ان کے احساسات کو تحریک کرنا ۶; انکے علم کا دائرہ ۱۰
اہم و مہم: ۱۳/ ان کے درج ۱۵

بنی اسرائیل: انکی بچھڑا پرستی کے اثرات ۱، ۲; انکے اتحاد کی اہمیت ۱۲; یہ موسیٰ (ع) کی عدم موجودگی میں ۱۴; انکی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۱۲، ۱۴; انکی گمراہی کو بیان کرنا ۸; ان کے بچھڑا پرستوں کی حکمرانی ۱۴; ان کے اختلاف کا خطرہ ۱۱; ان کے بچھڑا پرستوں کے ساتھ نمٹنے کی روش ۸; انکی گمراہی کے عوامل ۳; انکی بچھڑا پرستی کے عوامل ۳; ان کے بچھڑا پرستوں کا مقابلہ ۱۱

جمود: اس سے اجتناب ۱۶/ شرعی ذمہ داری: اس پر عمل کی روش ۱۶

خود: خود کا دفاع ۹

روایت: ۲۲، ۲۳/ داڑھی: اسکی تاریخ ۲۱; یہ آسمانی ادیان میں ۲۱

غضب: پسندیدہ غضب ۳/ ملزمین: ان کے حقوق ۹

موسیٰ (ع): انکا اتحاد کو اہمیت دینا ۱۳; انکا باپ اور ماں کی طرف سے بھائی ۲۳; انکا مادری بھائی ۴، ۲۲; انکی سوچ ۳، ۱۹; ان کے جذبات کو تحریک کرنا ۵; انکی نصیحتیں ۱۳; انکا سلوک ۲; ان کے غضب کے عوامل ۱; انکا غضب ۲، ۵; انکی قاطعیت ۱۹; انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۸، ۱۳، ۱۴، ۱۸; یہ اور ہارون (ع) ۱۹

ہارون (ع): ان کا مہلت طلب کرنا ۸; انکا باپ اور ماں کی طرف سے بھائی ۲۳; انکا مادری بھائی ۴، ۲۲; انکے ساتھ سلوک ۲; انکو اتحاد کی نصیحت ۱۳; ان پر اختلاف ڈالنے کی تہمت ۲۰; ان کے رد عمل کا اظہار نہ کرنے کی وجوہات ۱۲; انکا شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا ۱۸; انکا قصہ ۲، ۳، ۵، ۸، ۱۲، ۱۳، ۱۸، ۲۰; انکی داڑھی پکڑنا ۲; انکا سر پکڑنا ۲; انکا مواخذہ ۲; انکا ذمہ داری قبول کرنا ۱۸; انکا کردار و تاثیر ۳، ۵; یہ موسیٰ (ع) کے عدم موجودگی میں ۱۸

ہدایت: اس کا پیش خیمہ ۱۳

﴿قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ﴾

پھر موسیٰ نے سامری سے کہا کہ تیرا کیا حال ہے (۹۵)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے بنی اسرائیل کی توبیخ اور ہارون (ع) کے ساتھ سختی سے نمٹنے کے بعد، بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی میں سامری کی بلا واسطہ مداخلت کو دیکھ کر اس سے باز پرس اور تفتیش کی۔ قال فما خطبك يا سامري

2_ سنہری بچھڑا بنانے اور لوگوں کو گمراہ کرنے میں سامری کے ہدف اور مقصد کے بارے میں سوال، حضرت موسیٰ (ع) کے باز پرس کے موارد میں سے ف ما خطبك يا سامري

بعض اہل لغت کے نزدیک "خطب" کا معنی ہے سبب امر (لسان العرب) زخمخشی نے اسے طلب کے معنی میں قرار دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ "ما خطبك" یعنی تیرے کام کا سبب یا تیرا مطلوب اور مقصود کیا تھا؟ نیز اس کلمے کے معانی میں سے "شان" اور "امر" بھی شمار کئے گئے ہیں (قاموس)

3_ لوگوں کے اعتقادی اور فکری انحرافات کے بارے میں تحقیق اور ان کے علل و اسباب کی شناخت ضروری ہے۔ قال فما خطبك يا سامري مسلم ہے کہ سامری کا کام، انحراف، مذموم اور حضرت موسیٰ (ع) کے اعتقادات کے مخالف تھا اسکے باوجود حضرت موسیٰ (ع) اسکے کام کے بارے میں سوال کر کے اسکے علل و اسباب جاننا چاہتے ہیں۔

4_ حضرت موسیٰ (ع) نڈر، اور مضبوط ارادی اور بلند ہمت والی شخص تھی۔ ہارون.. قال فما خطبك يا سامري قال يا قوم ... قال

حضرت موسیٰ (ع) نے میقات سے واپسی کے بعد تن تنہا بنی اسرائیل کے سردار و رعایا اور فردو گروہ کی باز پرس کی اور ان کے غالب نظام کے ساتھ ٹکرائے اور ان سب سے قوت کے ساتھ مخاطب ہوئے یہ روش، انکی شجاعت اور بلند ہمت ہونے کی علامت ہے۔

بنی اسرائیل: انکی تاریخ ۱، ۲؛ انکی سرزنش ۱؛

انکی گمراہی کے عوال ۲؛ انکی بچھڑا پرستی کے عوال ۱

سامری: اس کا گمراہ کرنا ۲؛ اسکی مجسمہ سازی کا مقصد ۲؛ اس کا قصہ ۱، ۲؛ اس کا مواخذہ ۲، ۱؛ اس کا نقش و تاثیر ۱
گمراہی: اسکے عوال تلاش کرنا ۳ موسیٰ (ع) ان کا ارادہ ۳؛ انکے سلوک کی روش ۱؛ انکی طرف سے سرزنش ۱؛ انکی شجاعت
۳؛ انکے فضائل ۳؛ انکی قدرت ۳؛ انکا قصہ ۱، ۲؛ پہ اور ہارون (ع) ۱
ہارون (ع): ان کا قصہ ۱

آیت ۹۶

﴿قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي﴾

اس نے کہا کہ میں نے وہ دیکھا ہے جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا ہے تو میں نے نمائے وہ پروردگار کے نشان قدم کی ایک
مٹھی خاک اٹھالی اور اس کو گوسالہ کے اندر ڈال دیا اور مجھے میرے نفس نے اسی طرح سمجھایا تھا (۹۶)

1۔ سامری اس بات کا مدعی تھا کہ وہ ممتاز فکر، درک حقائق اور ان علوم کا مالک ہے کہ جن سے دوسرے لوگ بے بہرہ

ہیں۔ قال بصرت بمالم یبصروا بہ

فعل "بصر" اس وقت آنکھ کے ساتھ دیکھنے کے بارے میں استعمال ہوتا ہے کہ جب اسکے ہمراہ قلبی ادراک بھی ہو اور
ایسے موارد میں اس کا استعمال نہایت کم ہے کہ جہاں قلبی ادراک نہ ہو (مفردات راغب) اس بارے میں کہ سامری کی
اس بات سے مراد کیا تھی کئی احتمالات ذکر کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ مجھے ایسے فنون و حقائق سے آگاہی
حاصل ہوئی کہ جن کی بنا پر میں رسالت کے اثرات سے زیادہ استفادہ کر سکا اور دوسرے لوگ اس سے محروم رہے۔

2۔ سامری کو بنی اسرائیل پر علمی برتری حاصل تھی۔ قال بصرت بمالم یبصروا بہ

3۔ سامری نے اپنے علم و آگاہی کی مدد سے خدا کے ایک بھیجے رسولوں میں سے ایک رسول کے بعض آثار اور تعلیمات تک

دسترس حاصل کی اور انہیں اپنے اختیار میں لے لیا۔ بصرت ... فقبطت قبضةً من اثر الرسول

ممکن ہے "اثر الرسول" سے مراد وہ علم و اسرار ہوں کہ جو حضرت موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) یا ان سے پہلے کے انبیاء
کے پاس تھے اور وہ سامری کے ہاتھ لگ گئے تھے اور اس نے اپنے نفس کی گمراہی کے ذریعے انہیں لوگوں کو گمراہ کرنے
کیلئے

استعمال کیا ہو۔ "الرسول" کا "ال" دلالت کر رہا ہے کہ سامری کے مد نظر شخص کو حضرت موسیٰ (ع) بھی پہچانتے تھے لیکن گویا سامری نے دوسرے لوگوں کے ماجر کی حقیقت تک نہ پہنچنے کی خاطر بنی اسرائیل کے عام لوگوں کیلئے رسول کا نام اور اس کا اثر معین نہ کیا۔

4۔ بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے اور ان کے درمیان بچھڑا پرستی کو ترویج دینے کیلئے دین اور تعلیمات آسمانی سے سوء استفادہ کرنا، حضرت موسیٰ (ع) کے سامنے سامری کے اعترافات میں سے تھا۔ فنبذتہ ممکن ہے "بندتھا" میں "بند" اپنے حقیقی معنی "یعنی آثار رسالت کو دور پھینکنا" میں ہو اور ممکن ہے مجاز اور خدا کے رسولوں کی تعلیمات سے سوء استفادہ کے معنی میں ہو دوسرے معنی کی بنیاد پر سامری اعتراف کرتا ہے کہ اس نے اپنی معلومات سے غلط استفادہ کر کے انہیں ضائع اور نابود کر دیا۔

5۔ سامری نے اپنی خصوصی اور الہی معلومات کی بے اعتنائی کر کے اور انہیں دور پھینک کر بچھڑا سازی اور لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔ فنبذتھا و كذلك سولت لی نفسی

مندرجہ بالا آیت کے معانی میں ایک احتمالی معنی یہ ہے کہ "بندتھا" سے مراد معلومات (بصرت... قبضت) سے بے اعتنائی کرنا ہو یعنی سامری نے اعتراف کیا تھا کہ میں نے الہی علوم و دانش کہ جو میں نے انبیاء سے حاصل کئے تھے۔ کو دور پھینک دیا اسکے نتیجے میں اپنے نفس سے دھوکہ کھا کر یہ سب انجام دے دیا۔

6۔ سامری کا مرتد ہونا، بنی اسرائیل کے انحراف کا سبب بنا۔ فنبذتہ

7۔ خطا کرنا اور نفس کی تسویل (نفس کا عمل کو مزین کر کے پیش کرنا) باز پرسی کے وقت سامری کے اعترافات میں سے۔ قال بصرت... و كذلك سولت لی نفسی

"تسویل" کا معنی ہے کسی چیز کو دوسرے کی نظر میں خوب صورت کر کے اور محبوب صورت میں پیش کرنا تاکہ وہ مخصوص بات کے کہنے یا خاص کام کے انجام دینے پر مجبور ہو جائے (لسان العرب) بعض نے اسے "سول" بمعنی "استرخا" (نرمی و آسانی) سے مشتق قرار دیا ہے اور اسے آسان کرنے کے معنی میں لیا ہے۔

8۔ نفس کی فریب کاری اور اسکی ظاہر سازی نے سامری کو بنی اسرائیل میں بچھڑا پرستی والا انحراف پیدا کرنے پر مجبور کیا۔ و كذلك سولت لی نفسی ایسے موارد میں "کذلک" ایک چیز کو اپنے ساتھ تشبیہ دینے کیلئے ہوتا ہے اس بنا پر سامری کا

اس تشبیہ سے مراد یہ کہ ہے میری نفسانی تسویلات کیلئے خود اسی تسویل۔ کہ جو لوگوں کو بچھڑا پرستی کی دعوت دینا ہے۔ سے بہتر مثال نہیں ہے۔

9۔ نفس کے وسوسے اور تسویلات، لوگوں کو گمراہ کرنے اور انحراف پیدا کرنے کی خاطر دین و دانش کے استعمال کیلئے زمینہ ہموار کرتے ہیں۔ بصرت ... فنبذتھا و کذلک سولت لی نفسی جو کچھ سامری کے ہاتھ میں تھا جو خود اسکی اور بہت سارے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنا وہ علوم و معارف تھے کہ جنہیں اس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے استعمال کیا۔

10۔ نفس کی تسویلات (برے اور ناروا کاموں کو خوبصورت کر کے پیش کرنا) ایسا خطرہ جو افراد اور جوامع کیلئے کمین لگائے ہوئے ہے۔ و کذلک سولت لی نفسی

11۔ ناروا کاموں کو خوبصورت بنانا، انسانی نفس کی خصوصیات میں سے ہے۔ و کذلک سولت لی نفسی

12۔ انسان کے لئے اپنے نفس کی تسویلات کے مقابلے میں ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ و کذلک سولت لی نفسی

اقرار: ناپسندیدہ عمل کو خوبصورت بنانے کا اقرار ۷

انبیاء (ع): ان کے علم تک دسترسی ۳

بنی اسرائیل: انکی تاریخ ۳، ۶، ۷، ۸؛ انکی گمراہی کے عوامل ۶؛ انکی بچھڑا پرستی کے عوامل ۸

معاشرہ: معاشرتی آسیب شناسی ۹، ۱۰؛ اسکے انحطاط کے عوامل ۱۰

خدا تعالیٰ: اسکی تعلیمات سے بے اعتنائی ۵

دین: اس سے سوء استفادہ کرنے کا پیش خیمہ ۹؛ اس سے سوء استفادہ کرنا ۳

سامری: اسکے مرتد ہونے کے اثرات ۶؛ اسکی خواہش پرستی کے اثرات ۸؛ اسکے گمراہ کرنے کا آلہ ۳؛ اسکے دعوے ۱؛ اس

کا گمراہ کرنا ۵، ۷، ۸؛ اس کا اقرار ۳، ۷؛ اسکی تبلیغ کی روشن ۳؛ اس کا سود استفادہ ۳؛ اس کا علم ۱، ۲؛ اسکے فضائل ۲؛ اس کا

قصہ ۳، ۴، ۵، ۶، ۷؛ اسکی مجسمہ سازی ۵؛ اسکے علم کا سرچشمہ ۳/ عمل: ناپسندیدہ عمل کو خوبصورت بنانے کے اثرات ۱۰؛

ناپسندیدہ عمل کو خوبصورت بنانا ۱۱/ لوگ: لوگوں کو گمراہ کرنے کا پیش خیمہ ۹

خواہش پرستی: اسکے اثرات ۹، ۱۱؛ اسکے مقابلے میں ہوشیاری کی اہمیت ۱۲

﴿قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ وَانْظُرْ إِلَى إِلْهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا﴾

موسیٰ نے کہا کہ اچھا جا دور ہو جا اب زندگانی دنیا میں تیری سزا یہ ہے کہ ہر ایک سے بھی کہتا پھرے گا کہ مجھے چھونا نہیں اور آخرت میں ایک خاص وعدہ ہے جس کی مخالفت نہیں ہو سکتی اور اب دیکھ اپنے خدا کو جس کے گرد تو نے اعتکاف کر رکھا ہے کہ میں اسے جلا کر خاکستر کر دوں گا اور اس کی راکھ دریا میں اڑا دوں گا (۹۷)

1_ حضرت موسیٰ (ع) نے سامری کی عدالتی کارروائی کے بعد اسکے فوری طور پر معاشرے سے نکل جانے، تنہا ہو جانے اور پوری زندگی میں لوگوں کے ساتھ اسکی قطع تعلقی کا فیصلہ سنایا۔ قال فاذهب فإن لك في الحى وة إن تقول لامساس "فاذهب" کی "فای" اس بات پر دلالت کرنے کے علاوہ کہ سامری کے نکل جانے کا حکم اس کے خلاف فیصلے پر مترتب تھا اسکے فوری ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے "مساس" باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور "لامساس" کا مطلب ہے ہر قسم کے رابطے اور تعلق کی نفی یعنی تو اپنی زندگی میں اس انجام کا مستحق ہے کہ تیری پہلی اور آخری بات اپنی بے کسی اور اس بات کی خبر دینا ہوگی کہ تیرے ساتھ کوئی بھی رابطے میں نہیں ہے۔

2_ دین موسیٰ (ع) میں دہتکارنا اور تن تنہا کر دینا، مرتدوں اور گمراہ کرنے والوں کی سزا تھی قال فاذهب فإن لك في الحى وة ان تقول لا مساس "لامساس" کے بارے میں دو رائے کا اظہار کیا گیا ہے ۱۔ یہ حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے عدالتی فیصلہ تھا ۲۔ یہ سامری کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کی نفرین ہے مذکورہ مطلب پہلی رائے کے مطابق ہے۔ 3_ سامری کا لوگوں سے دور ہونے اور لوگوں کا اس سے دور ہونے سے دوچار ہونا اسکے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کی

نفرین کا نتیجہ تھا۔ فإن لك في الحى وة ان تقول لامساس

جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے احتمال ہے کہ "فإن لك في الحى وة..." سامری کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کی نفرین ہو۔ یعنی سامری اپنی خاص نفسیاتی یا جسمانی بیماری میں مبتلا ہو جائے کہ لوگ اس سے دور رہیں اور وہ لوگوں سے دوری اختیار کرے۔

4_ لوگوں سے رابطہ ختم ہونا اور معاشرے سے دھتکارا جانا اور تنہا ہو جانا ایسی سزا تھی کہ جو سامری کیلئے سزاوار تھی۔
قال فاذهب فإن لك ... لامساس

"لک" کا "لام" سامری کے استحقاق پر دلالت کرتا ہے اور (پچھلی آیت میں مذکور) "نبذتہا" کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ معاشرے سے دھتکارا جانا سامری کی طرف سے رسالت کے آثار کو درو پھینکنے والے گناہ کے مناسب سزا تھی۔
5_ معاشرے کو گمراہ کرنے والے عناصر سے پاک کرنا اور ان کے اور لوگوں کے دو طرفہ روابط کو منقطع کرنا ضروری ہے۔ قال فاذهب ... لامساس

6_ سامری کو دنیاوی سزا کے علاوہ آخرت میں حتمی اور قطعی سزا کا سامنا ہوگا۔ لك في الحياة ... و إن لك موعداً لن تخلفه

"موعد" وعدہ، وعدہ کی جگہ اور وعدہ کا وقت کے معانی میں استعمال ہوتا ہے اور ظاہراً اس سے مراد وہ عذاب ہے جس کا قیامت میں وعدہ دیا گیا ہے۔

7_ گمراہ قائدین دنیاوی سزا کی وجہ سے اخروی سزا سے معاف نہیں ہوں گے۔ في الحى وة ... لامساس و إن لك موعداً لن تخلفه

8_ خدا تعالیٰ کی بعض دھمکیوں کا قطعی ہونا۔ موعداً لن تخلفه "لن تخلفه" مجہول ہے اور اس کا غیر مذکورہ فاعل خدا تعالیٰ ہے۔

9_ سامری خود بھی اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بچھڑے کی پرستش کرتا تھا۔ و انظر إلى إلهك الذي ظلت عليه عاكف "الہک" سامری کے معبود کی تحقیق کے علاوہ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ خود سامری نے بھی اسے معبود کے طور پر قبول کر رکھا تھا۔

10_ سامری نے خود کو اپنے دست ساز بچھڑے کی مکمل نگرانی کا پابند بنا رکھا تھا اور مسلسل اسکے ہمراہ رہتا۔ ظلت عليه عاكف "ظلت"، "ظلمت" (تو اس پر کار بند تھا) کا مخفف ہے "عکوف" کا معنی ہے کسی چیز کو چمٹا رہنا اور اسی سے دائمی سرکشی ہے (مصباح) اور "ظلت عليه عاكفاً" یعنی اسکی طرف تیری بہت توجہ تھی اور تو ہمیشہ اس کا دیدار کر رہا تھا۔
11_ سامری کے بچھڑے کو مکمل طور پر جلا کر اسکے آثار کو ختم کر دینا اور اسکی راکھ کو دریا میں پھینک دینا سامری کے

سنہرے بچھڑے کے بارے میں حضرت موسیٰ (ع) کی قطعی اور مؤکد تصمیم و انظر إلى إلهك ... لنحرقنه ثم لننسفنه فی الیم نسف ("لنحرقنه" کے مصدر) تحریق کا معنی ہے زیادہ جلانا (مصباح) نسف کا معنی ہے جڑ سے اکھاڑنا، گرا دینا اور ہوا میں منتشر کر دینا (قاموس) قابل ذکر ہے کہ آیت میں آخری معنی زیادہ مناسب لگ رہا ہے پس "ثم لننسفنه" یعنی بچھڑے کو جلانے کے بعد (اسے راکھ کرنا) اسکی راکھ کو دریا میں پھینک دیں گے۔

12_ سامری کے بچھڑے کو جلانا اور اسکی راکھ کو دریا میں پھینکنا، سامری اور دیگر لوگوں کے سامنے انجام پایا۔ و انظر ... لنحرقنه ثم لننسفنه فی الیم "انظر" حضرت موسیٰ (ع) کی طرف سے سامری کو حکم ہے اور ظاہراً اس سے مراد جلانے اور دریا میں پھینکنے والے پروگرام کا نظارہ کرنا ہے۔ "لنحرقنه" اور "لنسفنه" کی جمع کی ضمیر میں موقع پر لوگوں کے حاضر ہونے کو بیان کر رہی ہیں۔

13_ حضرت موسیٰ (ع) نے سامری کے بچھڑے کو نابود کرنے کیلئے بنی اسرائیل کی مدد کا انتظام کیا تھا اور آپ انہیں اس کام میں شریک کرنے پر مصمم تھے۔ لنحرقنه ثم لننسفنه "لنحرقنه" اور "لنسفنه" کی جمع کی ضمیریں مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہیں۔

14_ سامری کے بچھڑے کو تراش کر اسے ناقابل استعمال برادے میں تبدیل کرنا اور پھر اسے دریا میں منتشر کر دینا بنی اسرائیل کے بچھڑا پرستی والے انحراف کا قلع قمع کرنے کیلئے حضرت موسیٰ (ع) کا پروگرام۔ لنحرقنه "حرق" اور "تحریق" کے معانی میں سے ایک نرم کرنا اور پگھلانا ہے۔ اور "تحریق" اسکے تسلسل اور شدت پر دلالت کر رہا ہے (لسان العرب) مذکورہ مطلب اسی معنی کی بنا پر ہے۔

15_ شرک کے فکری اور عینی ذرائع کے ساتھ مقابلہ کرنا اور انہیں نابود کرنا، بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی کے خلاف حضرت موسیٰ (ع) کی روش۔ إلهك الذي ... لنحرقنه ثم لننسفنه

سامری کے بچھڑے کو جلانا چند جہات سے قابل تامل ہے ۱: نابود کرنے اور اسے لوگوں کی نظروں سے مٹا دینے کی جہت سے تاکہ دوبارہ اسکی طرف مائل نہ ہو جائیں ۲: اس سنہرے بچھڑے کو جلا کر راکھ کر دینے سے ظاہر بینوں کیلئے اس کے معبود نہ ہونے کو ثابت کرنا۔ پہلی جہت عینی اور دوسری فکری ہے۔

16_ شرک اور غیر خدا کی پرستش کی جڑوں کو کاٹنا اور لوگوں

کی زندگی سے اسکے آثار کو محو کر دینا ضروری ہے۔ اِلْهٰک ... لَنْحَرِقَنه ثُمَّ لَنْنَسْفَنه فِی الْیَمِ نَسْف

17۔ مادی اور فنی اقدار کو شرک کے خلاف مقابلے اور اسکے آثار اور ذرائع کو نابود کرنے میں سستی کا موجب نہیں بننا چاہیے۔ وَ اَنْظِرْ اِلٰی اِلْهٰک ... لَنْحَرِقَنه ثُمَّ لَنْنَسْفَنه فِی الْیَمِ نَسْف باوجود اسکے کہ سامری کا بچھڑا قیمتی دھاتوں سے بنایا گیا تھا اور اس سے صحیح استفادے کا امکان تھا حضرت موسیٰ (ع) نے جلانے اور نابود کر دینے کا حکم دیا کیونکہ صحیح عقائد کی حفاظت اور اعتقادی انحرافات کے ساتھ مقابلے کی قدر و قیمت مادی اقدار کے ساتھ قابل قیاس نہیں ہے۔

ہنری آثار: انکا کردار ۱۷

مدد طلب کرنا: بنی اسرائیل سے مدد طلب کرنا ۱۳

بنی اسرائیل: انکی تاریخ ۱، ۳، ۱۳، ۱۳، ۱۵؛ انکی بچھڑا پرستی کے خلاف مبارزت کی روش ۱۳، ۱۵؛ انکا کردار نقش و ۱۳ خدا تعالیٰ: اسکی دھمکیوں کا قطعی ہونا ۸

راہنما: گمراہی کے راہنماؤں کی اخروی سزا ۷؛ گمراہی کے راہنماؤں کی دنیوی سزا ۷

سامری: اسکے بچھڑے کو دریا بردہ کرنا ۱۱، ۱۲؛ اسکی جلا وطنی ۱؛ اسکے بچھڑے کو نابود کرنے کی روش ۱۳؛ اسکے بچھڑے کو جلانا ۱۱، ۱۲؛ اسے مطرود کرنا ۳، ۳، ۶؛ اس کا قصہ ۱، ۳، ۹، ۱۰؛ اسکے ساتھ قطع تعلقی ۱؛ اسکی اخروی سزا کا قطعی ہونا ۶؛ اسکی دنیوی سزا ۶؛ اسکی سزا ۳؛ اسکی بچھڑا پرستی ۹؛ اسکے بچھڑے کی نگرانی ۱۰؛ اسکے خلاف عدالتی کارروائی ۱؛ اسکے بچھڑے کی نابودی ۱۳؛ اس پر نفرین ۳؛ اس کا کردار و نقش ۱۰

شرک دشمنی: اسکی اہمیت ۱۶، ۱۷

گمراہ لوگ: انکے ساتھ نمٹنے کی روش ۵؛ انہیں مطرود کرنا ۵؛ انکے ساتھ قطع تعلقی ۵

مرتد: اسکے احکام ۲؛ اسکی جلا وطنی ۲؛ یہ یہودیت میں ۲

موسیٰ (ع) (ع): انکی نفرین کے اثرات ۳؛ انکی تصمیم ۱۱؛ انکی شرک دشمنی کی روش ۱۵؛ انکا قصہ ۱، ۳، ۱۱، ۱۲، ۱۳،

۱۳، ۱۵؛ انکا فیصلہ ۱؛ یہ اور سامری کا بچھڑا ۱۱

یہودیت: اسکی تعلیمات ۲

آیت ۹۸

﴿إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾

یقیناً تم سب کا خدا صرف اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہی ہر شے کا وسیع علم رکھنے والا ہے (۹۸)

1_ لوگوں کو عبادت میں توحید کی طرف متوجہ کرنا، حضرت موسیٰ (ع) کا سامری کے بچھڑے کو جلا کر راکھ کر دینے کا

مقصد_ لنحرقنه ... إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ

ظاہراً یہ آیت حضرت موسیٰ (ع) کی اپنی قوم کے ساتھ گفتگو کا تسلسل ہے۔ سامری کے خلاف عدالتی کارروائی اور اسکے خلاف فیصلے نیز اسکے بچھڑے کو نابود کرنے کے بعد ان بیانات کو پیش کرنا کی تصمیم اس پورے واقعے کا نتیجہ ہے اور یہ اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت موسیٰ (ع) نے یہ نتیجہ (شرک کا ابطال اور توحید کا اثبات) اخذ کرنے کیلئے یہ سب کام انجام دیئے تھے۔

2_ صرف اللہ تعالیٰ، انسانوں کا حقیقی معبود ہے۔ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ

3_ "اللہ" عالم ہستی کے واحد حقیقی معبود کا مخصوص نام ہے۔ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

4_ انسان کا حقیقی معبود، عالم ہستی کا یکتا معبود ہے۔ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

"الذی..." کا وصف تعلیل کیلئے ہے یعنی چونکہ "اللہ" وہ ذات ہے کہ کائنات میں اسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے لہذا تمہارا خدا بھی وہی ہے۔

5_ کائنات کی تمام مخلوقات، خدائے یکتا کے علم میں ہیں اللہ الذی ... وسع کل شیء علم

"علماً"، "وسع" کے فاعل کیلئے تمیز ہے یعنی خدا تعالیٰ علم و آگاہی کے لحاظ سے تمام مخلوقات پر محیط ہے۔

6_ وہ معبود لائق عبادت ہے جو شریک سے بے نیاز ہو اس کا علم مطلق ہو اور سب چیزوں پر محیط ہو۔

إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ ... وسع کل شیء علم

"وسع" کا جملہ "لا اِلهَ اِلاَّ هُوَ" کیلئے بدل ہے اور یہ دونوں "اِنْمَا اِلٰهَکُمْ..." کیلئے تعلیل ہیں۔

اسما و صفات : اللہ ۳

انسان : اس کا معبود ۴

توحید: توحید عبادی کی اہمیت ۱؛ توحید عبادی ۲

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۲؛ اسکے علم کی وسعت ۵

سامری: اسکے بچھڑے کو نابود کرنے کا فلسفہ ۱ سچا معبود ۲، ۳

اس کا احاطہ ۶؛ اس کا بے مثال ہونا ۶؛ اس کا بے نیاز ہونا ۶؛ اسکی شرائط ۶؛ اس کا علم ۶؛ اس کا نام ۳

موجودات: ان کا علم ۵

موسیٰ (ع): انکے اہداف ۱

آیت ۹۹

﴿كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا﴾

اور ہم اسی طرح گزشتہ دور کے واقعات آپ سے بیان کرتے ہیں اور ہم نے اپنی بارگاہ سے آپ کو قرآن بھی عطا کر دیا ہے (۹۹)

- 1_ سابقہ اقوام کی سرگزشت نقل کرنے میں قرآنی روش کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ کذالك نقص عليك من انباء ما قد سبق "کذلک" دوسروں کی سرگزشت کے نقل کرنے کو موسیٰ (ع) کی داستان کے نقل کرنے کے ساتھ تشبیہ دینے کیلئے ہے اور آیت کا ذیل "آیناک ... ذکرًا" اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ خدا تعالیٰ ان قصوں میں بھی پند آموز نکات کا انتخاب کر کے انہیں قرآن میں بیان کرتا ہے جیسا کہ اس نے حضرت موسیٰ (ع) اور بنی اسرائیل کی داستان میں کیا ہے۔
- 2_ گزشتہ انبیاء (ع) اور امتوں کی اخبار کو مسلسل نقل کرنا، خدا تعالیٰ کا پیغمبر (ص) کے ساتھ ایک وعدہ۔

كذلك نقص عليك من انباء ما قد سبق

"نقص عليك... گزشتہ لوگوں کی تاریخ کے گوشوں کو نقل کرنے کے سلسلے میں خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

3_ قرآن مجید کی داستانیں، تاریخی واقعات سے ماخوذ ہیں نقص عليك من انباء ما قد سبق

"بنا" خبر کے معنی میں ہے "ما قد سبق" یعنی وہ جو ماضی میں واقع ہو چکا ہے نہ یہ کہ صرف خیالی اور غیر واقعی امور ہوں۔

4_ قرآن مجید خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کیلئے ایک عظیم عطیہ اور نصیحت گیری اور ہوشیار رہنے کا ایک ذریعہ

ہے۔ و قد اتيناك من لدنا ذكرا

"ذکر" کا نکرہ ہونا اسکی عظمت پر دلالت کرتا ہے (بعد والی آیت میں) "من اعرض عنه" قرینہ ہے کہ ذکر سے مراد قرآن ہے۔

5_ قرآن کریم میں گزشتہ لوگوں کی داستانوں کو نقل کرنا یاد آوری اور بیدار کرنے کیلئے ہے۔ نقص عليك من انباء ما قد

سبق ... ذکرا

6_ نصیحت گیری اور سبق حاصل کرنے کیلئے قرآن کی داستانوں میں غور و فکر کرنا ضروری ہے۔ نقص عليك من انباء

سبق ... ذکرا

7_ "ذکر" قرآن مجید کے ناموں اور اوصاف میں سے ہے۔ و قد اتيناك من لدنا ذكرا

8_ قرآن مجید کی داستانیں، خدا تعالیٰ کے علم کے سرچشمہ سے نازل ہوئی ہیں نہ یہ کہ دوسروں کی باتوں سے ماخوذ ہوں۔

من لدنا

آنحضرت (ص): آپ (ص) کے ساتھ وعدہ ۲

تدبر: قرآن کے قصوں میں تدبر ۶

خدا تعالیٰ: اسکے عطیات ۳؛ اس کا علم ۸؛ اسکے وعدے ۲

ذکر: ۷ قرآن مجید: اس میں تاریخ ۱، ۲؛ اسکی تعلیمات کی روش ۱؛ اس کی فضیلت ۳؛ اسکے قصوں کا فلسفہ ۵؛ اسکے نزول کا

فلسفہ ۳؛ اسکے قصوں کا سرچشمہ ۸؛ اسکے نام ۷؛ اسکے قصوں کی حقیقت ۳

نعمت: قرآن کی نعمت ۳

یاد دہانی: پیغمبر کو یاد دہانی ۳؛ اسکے عوالم ۳، ۵، ۶

﴿مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا﴾

جو اس سے اعراض کرے گا وہ قیامت کے دن اس انکار کا بوجھ اٹھائے گا (۱۰۰)

1_ قرآن مجید اور اسکی نصیحتوں سے روگردانی کرنے والے قیامت کے دن اپنے کندھوں پر گناہ کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا

2_ قرآن مجید سے روگردانی گناہ ہے اور قیامت والے دن یہ انسان کے دامنگیر ہوگی۔ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا

3_ قرآن اور اسکی نصیحتوں سے روگردانی کرنے والے دنیا میں انحراف اور گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں۔
ءَاتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ ... وِزْرًا

جملہ "فإنه يحمل..." ممکن ہے قرآن مجید سے اعراض کرنے والوں کے دیگر گناہوں میں گرفتار ہونے کو بیان کر رہا ہو یعنی یہ لوگ اس روگردانی کی وجہ سے دنیا میں گناہ کے جال میں پھنس جائیں گے اور قیامت میں اس کے بوجھ تلے اور اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

4_ قیامت، انسان کے دنیاوی اعمال کے ظہور کا دن ہے۔ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا
"وزر" کا معنی ہے پھاری بوجھ اور چونکہ گناہ بھی گناہ گار کے کندھے پر بھاری بوجھ ہوتا ہے اس لئے اسے بھی "وزر" کہتے ہیں (مفردات راغب) "حمل وزر" اس چیز کی حکایت کر رہا ہے کہ قیامت کے دن گناہ، گناہ گار کے کندھے پر بوجھ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

5_ قرآن مجید اور اسکی نصیحتوں کی طرف توجہ قیامت والے دن بوجھ کے ہلکا ہونے اور نجات کا سبب ہے۔
مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا

جس طرح قرآن مجید سے روگردانی قیامت کے دن بوجھ کے بھاری ہونے اور پریشانی کا سبب ہے اسی طرح قرآن مجید کی طرف پلٹنا اور اس کے ساتھ تمسک قیامت والے دن انسان کے بوجھ کے ہلکا کرنے اور اسکی نجات کا سبب ہے۔

6_ قرآن مجید، قیامت والے دن اعمال کے پرکھنے کا محور اور میزان ہے۔ من أعرض عنه فإنه يحمل يوم القيامة وزرا
آیت کا منطوق دلالت کر رہا ہے کہ قرآن سے روگردانی "وزر" آور ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسکی طرف توجہ نجات کا
سبب ہے پس قیامت کے دن انسان کے اعمال اور عقائد کی قدر و قیمت کا معیار اس کی قرآن سے دوری اور نزدیکی ہوگی
اور اس ذریعہ سے اس کیلئے ثواب و عقاب کی درجہ بندی ہوگی۔

ذکر: قرآن کے ذکر کے اثرات ۵

عمل: اس کا میزان ۶

قرآن مجید: اس سے روگردانی کے اثرات ۳; اس سے روگردانی کرنے والوں کے گناہ کا سنگین ہونا ۱; اس سے روگردانی
کرنے والوں کی گمراہی ۳; اس سے روگردانی کرنے کا گناہ ۲; اس سے روگردانی کرنے والے قیامت میں ۱; اس کا اخروی
کردار ۶

قیامت: اس میں پاداش ۳; اس میں عمل کا مجسم ہونا ۳; اس میں حقائق کا ظہور ۳; اس میں سزا ۳; اسکی خصوصیات ۳

گمراہی: اسکے عوامل ۳

گناہ: اسکے عوامل ۳

نجات: اخروی نجات کے عوامل ۵

آیت ۱۰۱

﴿خَالِدِينَ فِيهِ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا﴾

اور پھر اسی حال میں رہے گا اور قیامت کے دن یہ بہت بڑا بوجھ ہوگا (۱۰۱)

1_ قرآن مجید سے اعراض کرنے کی سزا، قیامت میں بھاری بوجھ کی طرح اعراض کرنے والوں کے گندھوں پر ہوگی۔

من أعرض عنه ... وزراً خالدين فيه ... حملاً

"حمل" اس اٹھائی ہوئی چیز کو کہتے ہیں کہ جو سریا پشت پر اٹھائے ہوئے وزن کی طرح آشکار ہو (لسان العرب) اور اس کا
نکرہ ہونا اسکے بھاری ہونے کو بیان کر رہا۔

2_ قرآن مجید سے روگردانی کرنے والوں کی اخروی سز

اور نتائجِ ابدی ہوں گے اور کبھی جدا نہیں ہوں گے۔ وزرا خلدین فیہ و ساء لہم

"فیہ" کی ضمیر کا مرجع "وزرا" ہے جو گزشتہ آیت میں تھا "وزر" میں خلود اور ہمیشگی کا معنی اسکے اثرات اور نتائج کا دائمی ہونا۔

3_ قیامت کے دن قرآن مجید سے روگردانی کا وزر اور عقوبت روگردانی کرنے والوں کے کندھوں پر ناگوار اور مشقت بار

وزن ہوگا۔ وزراً ... و ساء لہم یوم القيامة حملاً

4_ اخروی سزائیں، دنیوی اعمال کا تجسم ہیں۔ فإنه یحمل یوم القيامة وزراً خلدین فیہ ... حملاً

گناہ گاروں کا وزر اور گناہ میں ہمیشہ رہنا اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ قیامت کی عقوبتیں اور مشکلات دنیوی اعمال کا تجسم ہیں کیونکہ وہ اپنے گناہ میں ہمیشہ ہیں۔

5_ قیامت، گناہ گاروں کی سزا کا دن ہے۔ و ساء لہم یوم القيامة حملاً

عذاب: اس میں ہمیشہ رہنا ۲

عمل: اس کا مجسم ہونا ۳

قرآن مجید: اس سے روگردانی کرنے والوں کی سزا کا سخت ہونا ۳؛ اس سے روگردانی کرنے والوں کی سزا کا سنگین ہونا ۱؛

اس سے روگردانی کرنے والوں کی اخروی سزا ۱، ۲

قیامت: اسکی خصوصیات ۵

سزا: اخروی سزا کی حقیقت ۳

گناہ گار لوگ: انکی اخروی سزا ۵

آیت ۱۰۲

﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا﴾

جس دن صور پھونکا جائے گا اور ہم تمام مجرمین کو بدلے ہوئے رنگ میں اکٹھا کریں گے (۱۰۲)

1_ صور (بگل یا صورت اور پیکر) میں پھونکا جانا، روز قیامت کے واقعات میں سے ہے۔ یوم ینفخ فی الصور

ممکن ہے صور ان دو معنوں میں سے ایک میں ہو۔ ۱_ سینگ کے

معنی میں تو اس صورت میں مراد بگل میں پھونکا جانا ہوگا کیونکہ قدیم زمانے میں جانوروں کے سینگ میں سوراخ کر کے اس سے بناتے تھے ۲۔ ممکن ہے صور "صورة" کی جمع ہو تو اس صورت میں مراد مردوں کے جسموں اور پیکروں میں پھونکا جانا ہوگا تاکہ وہ زندہ ہو جائیں بعض آیات کہ جن میں کلمہ "صور" آیا ہے دوسرے معنی کے ساتھ سازگار نہیں ہیں۔

2_ صور میں پھونکا جانا اور قیامت میں محشور ہونا ایسے دو واقعات ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں۔ یوم یفخ فی الصور و نحشر المجرمین "حشر" کا "نفخ صور" پر عطف بتاتا ہے قیامت کے برپا ہونے کے سلسلے میں یہ دو واقعات آپس میں مربوط ہیں۔

3_ قیامت، مردوں کے اجساد میں دوبارہ روحوں کے پھونکنے جانے کا دن۔ *یوم یفخ فی الصور مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنا پر ہے کہ "صور" "صورة" کی جمع اور "اجساد" کے معنی میں ہو۔

4_ مجرمین جس لمحظ قیامت میں حاضر ہوں گے پریشانی کے ساتھ اپنے انجام پر نظریں لگائے مبہوت اور حیرت زدہ ہوں گے۔ و نحشر المجرمین یومئذ زرقا

"زرقاً"، "المجرمین" کیلئے حال ہے اور اس کا مفرد "ارزق" یا "رزقائی" اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس کی آنکھ کی سفیدی اسکی سیاہی کو ڈھانپ لے (لسان العرب) یہ حالت مجرمین کے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کی علامت ہے اور ان کے شدید اندرونی اضطراب کو بیان کر رہی ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آنکھ کے سفید ہونے کا لازمہ اس کا اندھا ہونا ہے (لسان العرب)۔

5_ قیامت میں مجرمین کا محشور ہونا شدید رنج، الم اور وحشت کے ساتھ ہوگا۔ و ساء لهم یوم القيامة حملاً ... نحشر المجرمین یومئذ زرقا "حملاً" اور "زرقا" قیامت کے دن منکرین قرآن کی پریشان حالی اور سخت حالات پر دلالت کر رہے ہیں

6_ قیامت کے دن مجرمین نیل پڑے اور اترے ہوئے چہروں کے ساتھ محشور ہوں گے۔ *و نحشر المجرمین یومئذ زرقا ممکن ہے ("زرقاً" کے مفرد) "ارزق" یا "رزقائی" سے مراد لاجوردی رنگ ہو کہ جسے آسمانی رنگ یا نیلگوں بھی کہا جاتا ہے یہ صفت اگرچہ عام طور پر آنکھوں کیلئے استعمال ہوتی ہے لیکن آنکھ کے غیر میں بھی استعمال ہوتی ہے (لسان العرب) مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "زرقاً" مجرمین کی جسمانی حالت کو بیان کر رہا ہو۔

7_ قیامت انسانوں کے جمع اور اکٹھا ہونے کا دن۔ نحشر المجرمین

"حشر" کا معنی ہے جمع کرنا (لسان العرب) اور اس میں چلانے کا معنی ہی ملحوظ ہوتا ہے۔

8_ قیامت برپا کرنا اور اس میں مجرمین کو حاضر کرنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں اور اسکے ارادے کے ساتھ مربوط ہے۔ نحشر
9_ قرآن مجید سے روگردانی کرنے والے ایسے مجرم ہیں جن کا برا انجام ہے۔ ء اتینک ... من أعرض ... و نحشر
المجرمین یومئذ زرقا

انسان: اس میں روح پھونکنا ۳
خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۸
قرآن مجید: اس سے روگردانی کرنے والوں کا انجام ۹
قیامت: اس میں جمع ہونا ۴; اس میں محشور ہونا ۲; اس میں آنکھ خیرہ ہونا ۳; اسکے برپا ہونے کا سرچشمہ ۳; اس میں صور
پھونکنا ۱، ۲; اسکی خصوصیات ۱، ۳، ۴
گناہ گار لوگ: انکی اخروی حیرت ۳; ان کا اخروی خوف ۵; انکے چہرے کا رنگ ۶; انکی آنکھ کا خیرہ ہونا ۳; انکا برا انجام ۹;
انکے محشور ہونے کا سرچشمہ ۸; انکی اخروی پریشانی ۳; ان کے محشور ہونے کی خصوصیات ۵
مردے: انہیں آخرت میں زندہ کرنا ۳

آیت ۱۰۳

﴿يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا﴾

یہ سب آپس میں یہ بات کر رہے ہوں گے کہ ہم دنیا میں صرف دس ہی دن تو رہے ہیں (۱۰۳)
1_ گناہ گار اور قرآن سے روگردانی کرنے والے روز قیامت ایک دوسرے کے ساتھ آہستہ آہستہ باتیں کریں گے۔
یتخفتون بینہم

"خفت" کا مطلب ہے بات کو مخفی رکھنا (لسان العرب) "یتخفتون" باب تفاعل سے ہے اور اس بات پر دلالت کرتا ہے
کہ ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کرتے وقت انکی آواز سنائی نہیں دیں گی قابل ذکر ہے کہ (بعد والی آیات میں مذکور)
"خشعت الا صوات للرحمان" قرینہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے احساس اور اسکی رحمت کی توقع نے مجرمین کو آوازیں ا
نچی رکھنے پر مجبور کیا۔

2_ برزخ میں ٹھہرنے کی مدت کا اندازہ قیامت کے دن قرآن سے روگردانی کرنے والوں کی آپس میں خفیہ گفتگو کا حصہ۔
یتخفتون بینہم إن لبثتم

اپنے ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں مجرمین کا سوال۔ اس قرینے کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ دنیا میں انکی عمریں بہت مختلف تھیں۔ موت کے بعد گزرنے والی مدت کے بارے میں سوال ہے۔

3_ مجرمین اور قرآن سے روگردانی کرنے والا ایک گروہ، قیامت کے دن برزخ میں اپنے ٹھہرنے کی مدت کا اندازہ دس دن لگائے گا۔ إن لبثتم إلا عشرا

"لبث" کا معنی ہے ٹھہرنا اور بعد والی آیت میں مذکورہ "یوماً" قرینہ ہے کہ "عشرًا" سے مراد دس دن ہیں یہ کلمہ اگرچہ صرف مونث (جیسے لیالی) کیلئے استعمال ہوتا ہے لیکن اگر تمیز محذوف ہو تو مذکر (جیسے ایام) کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

4_ موت سے روز قیامت تک کا فاصلہ، حاضرین قیامت کی نظر میں بہت ہی کم اور معمولی فاصلہ ہے۔
یتخفون بینہم إن لبثتم إلا عشرا

5_ قیامت میں بھی بعض لوگوں کیلئے بعض حقائق مخفی رہیں گے۔ یتخفتون بینہم إن لبثتم إلا عشرا
جملہ "یتخفتون" بتاتا ہے کہ "إن لبثتم إلا عشرًا" کا محتوا مجرمین کی گفتگو کا محور تھا نہ یہ کہ اس پر ان کا اتفاق رائے ہو اور مختلف نظریات کا پیش کرنا ان میں سے بعض کیلئے حقیقت کے مشخص نہ ہونے سے حکایت کرتا ہے۔

عدد: دس کا عدد ۳ عالم برزخ

اسکی مدت کا کم ہونا ۳؛ اسکی مدت ۲، ۳

قرآن مجید: اس سے روگردانی کرنے والوں کی آخری سرگوشیاں ۱، ۲، ۳

قیامت: اس میں حقائق کا مخفی رہنا ۵

گناہ گار لوگ: انکی اخروی سرگوشیاں ۱

موت: اس کا قیامت تک کا فاصلہ ۳

آیت ۱۰۳

﴿نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا﴾

ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں جب ان کا سب ہے ہوشیار یہ کہہ رہا تھا کہ تم لوگ صرف ایک دن رہے ہو (۱۰۳)
1_ اللہ تعالیٰ، قیامت کے دن مجرین کی برزخ میں ان کے ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کے بارے میں سب سے زیادہ آگاہ ہے۔ **إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا** نحن أعلم بما يقولون

"ما يقولون" یعنی جو وہ کہتے ہیں اور ممکن ہے اس سے مراد مجرین کی طرف سے آپس میں بولے گئے جملے ہوں اور ممکن ہے اس سے مراد وہ موضوع ہو کہ جسکے بارے میں مجرین اظہار نظر کرتے ہیں مذکورہ مطلب میں پہلا احتمال مد نظر رکھا گیا ہے

2_ خدا تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ **يَتَخَفَتُونَ ...** نحن أعلم بما يقولون

3_ خدا تعالیٰ برزخ میں انسانوں کے ٹھہرنے کی مدت کے بارے میں سب سے زیادہ آگاہ ہے۔ **نحن أعلم بما يقولون**
"ما يقولون" کے دو احتمالی معنوں میں سے ایک کی بنیاد پر اس سے مراد وہ موضوع ہے کہ جو روز قیامت مجرین کی گفتگو کا محور ہوگا۔

4_ روز قیامت سب سے زیادہ صحیح فکر والے مجرین سب کیلئے برزخ میں ٹھہرنے کی مدت کا اندازہ ایک دن لگائیں گے۔
إِذْ يَقُولُ امْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا "امثلهم طریقة" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو افراد میں سے سب سے زیادہ منصف اور حق پرستوں کے سب سے زیادہ مشابہ ہو اور جو کچھ کہتا ہو زیادہ اطمینان سے کہتا ہو (قاموس)۔

5_ برزخ کی تھوڑی سی مدت کا ایک دن یا اس سے زیادہ اندازہ لگانا، ایک نادرست اور حقیقت سے دور اندازہ ہے
نحن أعلم ... **إِذْ يَقُولُ ...** **إِلَّا يَوْمًا** "إِذْ"، "أَعْلَمُ" کیلئے ظرف ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ صحیح ترین فکر والے مجرین کی طرف سے اظہار رائے کی صورت میں بھی خدا تعالیٰ سب سے زیادہ آگاہ ہے۔ اور یہ چیز کنایہ ہے کہ ان میں

سے کسی نے بھی حقیقت کا اظہار نہیں کیا۔

6_ روز قیامت میں لوگوں کی درک اور فہم مختلف ہوگی۔ عشراً ... إذ يقول أمثلهم طريقة إن لبثتم إلا يوماً ان لوگوں کا موجود ہونا کہ جو نسبتاً صحیح سوچتے ہیں اور دوسروں کی نسبت واقعت سے قریب تر فیصلہ کرتے ہیں اس تفاوت کو بیان کر رہا ہے کہ جو قیامت کے دن لوگوں کے درمیان اس لحاظ سے ہوگا۔

7_ انسانوں کی مہارتیں اور فرق، قیامت کے دن بھی ظہور کریں گے۔ إذ يقول أمثلهم طريقة "أمثلهم طريقة" اس شخص کی حالت کو بیان کر رہا ہے کہ جس نے ایک دن والا نظریہ پیش کیا اور اس شخص کیلئے آخرت میں اس حالت کا پیدا ہونا بعید نظر آتا ہے پس یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ خصوصیت ان مہارتوں کا ظہور ہے کہ جو دنیا میں انسان کو حاصل ہوئی ہیں۔

8_ نظریات کا واقعت سے فاصلہ ان کی قدر و قیمت لگانے اور جاننے کا معیار ہے۔ إذ يقول أمثلهم طريقة إن لبثتم إلا یوما

9_ قیامت کی سختیوں اور عظمت کے مقابلے میں برزخ کا زمانہ بہت ہی کم اور معمولی ہے۔ إذ يقول أمثلهم طريقة إن لبثتم إلا یوما

موت سے قیامت تک کی مدت کا کم ظاہر ہونا ظاہراً قیامت اور برزخ کے درمیان ایک قسم کے موازنے کا نتیجہ ہے اور اس فیصلے کا سرچشمہ ممکن ہے قیامت کی سختیوں کا مشاہدہ اور اسکے خلود اور دائمی ہونے کو مد نظر رکھنا ہو "إن لبثتم إلا یوماً" کہنے والے کو حق کے نزدیک تر کہنا گویا قرآن کی طرف سے برزخ کے زمانے کے کم ہونے کی تاکید ہے کیونکہ اس نے ایک روز اور دس روز میں سے پہلے کو حقیقت سے نزدیک تر قرار دیا ہے۔

قدر و قیمت لگانا: اس کا معیار ۸

انسان: ان کا اخروی تفاوت ۶، ۷؛ انکی اخروی فہم ۶

سوچ: اسکی قدر و قیمت کا معیار ۸ / خدا تعالیٰ: اس کا علم ۳، اس کا علم غیب ۱، ۲

عالم برزخ: اسکی مدت کی کمی ۹؛ اسکی مدت ۳، ۳، ۵

قیامت: اس کے ہول ۹؛ اس میں حقائق کا ظہور ۷؛ اسکی خصوصیات ۷

گناہ گار لوگ: انکی اخروی گفتگو ۱

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا﴾

اور یہ لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا ہوگا تو کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار انہیں ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا (۱۰۵)

1_ قیامت کے دن، دنیا کا نظام اور اس کا جغرافیہ گہرے تغیر و تبدل سے دوچار ہو جائیگا۔ و یسئلونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی لوگوں کا پیغمبر اکرم (ص) سے قیامت کے دن پہاڑوں کے انجام کے بارے میں سوال اس بات کا گواہ ہے کہ موجودہ جہان کا درہم برہم ہو جانا ارتکاز کی صورت میں یا دیگر آیات سے استفادہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کے اذہان میں ایک مسلم چیز تھی لیکن پہاڑوں کی عظمت نے ان کیلئے یہ سوال پیدا کیا کہ ان کا انجام کیا ہوگا۔

2_ پہاڑوں کی عظمت اور ان کے محکم و مضبوط ہونے کی وجہ سے کائنات کے انجام کی تحلیل کرنے والے ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جانے کو بعید سمجھتے ہیں۔ و یسئلونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی

3_ صدر اسلام کے کچھ لوگ، پیغمبر اکرم (ص) سے قیامت کے وقت پہاڑوں کے انجام کے بارے میں وضاحت طلب کرتے تھے۔ و یسئلونک عن الجبال

4_ قیامت کے وقت زمین کے سب پہاڑ جڑ سے اکھڑ کر اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جائیں گے۔ و یسئلونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی نسفا "نسف" کا معنی ہے جڑ سے اکھاڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جانا (مصباح)

5_ قیامت کے وقت پہاڑوں کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر منتشر ہو جانا، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا جلوہ اور اسکے حکم سے ہوگا۔ فقل ینسفہا ربی نسفا

6_ لوگوں کا پیغمبر اکرم (ص) سے سوال بعض آیات کے نزول اور ان کیلئے مطالب کے بیان کا سبب بنتا تھا۔ و یسئلونک عن الجبال فقل

7_ پیغمبر اکرم (ص) لوگوں تک معارف الہی کے پہنچانے کا ذریعہ تھے۔

و یسٹلونک ... فقل ینسفہا ربی

8_ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (ص) اکرم کو لوگوں کے سوالوں کا جواب دینے کا طریقہ سکھایا۔ و یسٹلونک ... فقل ینسفہا ربی

9_ قیامت اور اس سے پہلے رونما ہونے والے واقعات کے بارے میں پیغمبر (ص) اکرم کی آگاہی، وحی کی مرہون منت اور علم الہی کے سرچشمہ سے منسلک تھی۔ و یسٹلونک ... فقل

10_ صدر اسلام کے مسلمانوں میں تحقیق اور تفحص کے جذبے کا وجود۔ و یسٹلونک

11_ معارف الہی اور حقائق دینی کو آہستہ آہستہ بیان کیا گیا۔ و یسٹلونک ... فقل

خلقت: اس کا انجام ۲

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳

خدا تعالیٰ: اسکے اوامر ۵؛ اسکی تعلیمات ۸؛ اسکی ربوبیت کی

نشانیوں ۵؛ اسکے علم کا کردار ۹

دین: اس کا تدریجی نزول ۱۱

قرآن مجید: اسکی آیات کے نزول کا پیش خیمہ ۶

قیامت: اسکے وقت زمین ۱؛ اسکے وقت پہاڑ ۳، ۴، ۵؛ اسکی نشانیاں ۱، ۳

پہاڑ: ان کے محکم ہونے کے اثرات ۲؛ انکی عظمت کے اثرات ۲؛ انکے انہدام کا بعید ہونا ۲؛ انکا منہدم ہونا ۳، ۵؛ انکے

انجام کے بارے میں سوال ۳؛ انکا انجام ۲

آنحضرت (ص): آپ سے سوال ۳، ۶؛ آپکی تبلیغ ۴؛ آپکا معلم ۸؛ آپکے علم کے سرچشمہ ۹؛ آپ کا نقش و کردار ۴

لوگ: صدر اسلام کے لوگوں کی پرستش کے اثرات ۶؛ صدر اسلام کے لوگوں کی پرستش ۳

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمانوں کا سوال پوچھنا ۱۰؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی صفات ۱۰

وحی: اس کا کردار ۹

پھر زمین کو چٹیل میدان بنا دے گا (۱۰۶)

1_ قیامت والے دن پہاڑ ہموار زمین میں تبدیل ہو جائیں گے۔ عن الجبال ... فیذ رہا قاعاً صفصفا
"قاع" کا معنی ایسی ہموار اور صاف زمین ہے کہ جس میں درخت نہ اگیں اور "صفصف" کا معنی ایسی ہموار زمین ہے کہ
جس میں کسی قسم کے نباتات کے اگنے، امکان نہ ہو (لسان العرب)

2_ قیامت کے وقت زمین کا جغرافیہ بڑے تغیر و تبدل سے دوچار ہو جائیگا۔ الجبال ... ینسفھا ... قاعاً صفصفا

3_ قیامت کے وقوع پذیر ہونے کے وقت سطح زمین ہر قسم کے نباتات سے خالی ہو جائی۔ فیذ رہا قاعاً صفصفا

4_ قیامت کے وقت، پہاڑوں کو ہموار اور مسطح زمین میں تبدیل کرنا خدا تعالیٰ کا کام اور اس کے حکم سے ہوگا

ینسفھا ربی ... فیذ رہا قاعا

پہاڑ: ان کو ہموار کرنا ۱

خدا تعالیٰ: اسکے افعال ۳؛ اسکے اوامر ۳

زمین: اسے ہموار کرنے کا سرچشمہ ۳

قیامت: اسکے وقت زمین ۲، ۳، ۴؛ اسکے وقت پہاڑ ۱؛ اسکی نشانیاں ۱، ۲، ۳

آیت ۱۰۷

﴿لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا﴾

جس میں تم کسی طرح کی کجی یا ناہمواری نہ دیکھو گے (۱۰۷)

1_ قیامت کے دن، سطح زمین کے اوپر معمولی سانشیب و فراز بھی نظر نہیں آئیگا۔ لا تری فیہا عوجاً ولا امت "عوج" اعتدال کی ضد ہے (مصباح) اور "امت" کا معنی ہے بلند جگہ اور نشیب و فراز کو بھی کہا جاتا ہے (قاموس) "لا تری..." کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے وقت زمین میں کسی قسم کی ناہمواری اور کجی نظر نہیں آئیگی۔

2_ زمین، قیامت کے وقوع پذیر ہونے اور انسانوں کے محشور ہونے کی جگہ۔ فیدرہا قاعاً صفصفاً لا تری فیہا عوجاً و لا امت زمین کا ہموار ہونا ممکن ہے لوگوں کو اٹھنے کیلئے آمادہ کرنے کیلئے ہو بنا براین قیامت اور اس کا خوفناک منظر اسی زمین پر وقوع پذیر ہوگا۔

حشر: اسکی جگہ ۲

زمین: اسے ہموار کرنا ۱؛ اس کا کردار ۲

قیامت: اس میں زمین ۱؛ اسکی جگہ ۲؛ اسکی خصوصیات ۱

آیت ۱۰۸

﴿يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا﴾

اس دن سب داعی پروردگار کے پیچھے دوڑ پڑیں گے اور کسی طرح کی کجی نہ ہوگی اور ساری آوازیں رحمان کے سامنے دب جائیں گی کہ تم گھنگھناہٹ کے علاوہ کچھ نہ سناؤ گے (۱۰۸)

1_ روز قیامت پہاڑوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرنے کے وقت ایک دعوت دینے والا انسانوں کو قبروں سے باہر آنے کی دعوت دیگا۔ یومئذ یتبعون الداعی لا عوج له

ظاہراً داعی، کہ تمام لوگ جسکی اتباع کریں گے اور اسکی ندا پر لبیک کہیں گے سے مراد وہ ہے کہ جو انسانوں کو قبروں سے محشور ہونے کی دعوت دیگا۔

2_ روز قیامت سب لوگ بغیر کسی مخالفت کے اور مکمل نظم کے ساتھ داعی کی ندا کا جواب دیں گے اور اسکی پیروی کریں گے۔ یومئذ یتبعون الداعی لا عوج له

ممکن ہے "لہ" کی ضمیر کا مرجع اتباع ہو (جو "یتبعون" سے مستفاد ہے) اس صورت میں "لا عوج لہ" کا معنی یہ ہوگا کہ روز قیامت کے داعی کی پیروی میں کسی قسم کی مخالفت اور انحراف نہیں ہوگا۔

3_ قیامت میں انسانوں کو حاضر کرنے کا حکم سب کیلئے اور ہر قسم کی بد نظمی اور کجی سے دور ہوگا۔ یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہ ممکن ہے "لہ" کی ضمیر داعی کی طرف پلٹ رہی ہو اور دعوت میں "عوج" اور کجی کے نہ ہونے سے حاکی ہو۔

4_ روز قیامت میں خدا تعالیٰ کی حاکمیت مطلق کا ظہور۔ یومئذ یتبعون الداعی

5_ میدان قیامت میں حاضر لوگ اپنی گفتگو آہستہ آواز کے ساتھ زبان پر لائیں گے۔ یومئذ ... خشعت الا صوات للرحمن "خشوع صوت" کا معنی آواز کو نیچے لانا ہے (تاج العروس)

6_ واقعہ قیامت کی عظمت اور اس دن رحمت خدا پر نظریں لگانا آوازوں کو سینوں میں روک دیگا۔ یومئذ ... و خشعت الا صوات للرحمن روز قیامت آواز کو نیچے رکھنے کا سرچشمہ خشوع قلب ہے کہ جو انسان کے اس دن کے مناظر کے مشاہدہ کا نتیجہ ہے۔

7_ قیامت، خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے ظہور کا دن۔ و خشعت الا صوات للرحمن "رحمن" یعنی وسیع اور سب کے شامل حال رحمت کا مالک۔

8_ خدا کی رحمانیت قیامت کے دہشت ناک اور خوفناک منظر میں سب لوگوں کی امید اور پناہ گاہ۔ و خشعت الا صوات للرحمن

9_ قیامت کے دن مخفی اور زیر لب آوازیاقدموں کی آہستہ آہٹ کے علاوہ انسانوں کی کسی قسم کی آواز سنائی نہیں دے گی۔ و خشعت الا صوات للرحمن فلا تسمع إلا ہمس

"ہمس" یعنی مخفی آواز اور "ہمس الا قدام" مخفی ترین قدم اٹھانے کو کہا جاتا ہے (معجم مقاییس اللغة) اس آیت میں دونوں معنوں کا احتمال ہے۔

امید: خدا کی رحمانیت کی امید^۸

انسان: اسکی اخروی امید^۸; یہ قیامت میں ۵; اس ک

آخرت میں محشور ہونا ۳؛ اس کا محشور ہونا ۱، ۲

محشور ہونا: اس کا سب کو شامل ہونا ۳

خدا تعالیٰ: اسکی رحمت کی توقع ۶؛ اسکی اخروی حاکمیت ۳؛ اسکی اخروی رحمانیت ۸، ۷

زمین: اسے ہموار کرنا ۱

قیامت: اس میں آہستہ بولنا ۵، ۹؛ اسکے منادی کو جواب دینا ۲؛ اسکی ہولناکیاں ۹؛ اس میں زمین ۱؛ اس میں حقائق کا ظہور

۳، ۷؛ اسکی عظمت ۶؛ اس میں آہستہ بولنے کے عوامل ۶؛ اس کا منادی ۱؛ اسکی خصوصیات ۶، ۷، ۹

پہاڑن پہاڑوں کا انہدام ۱

آیت ۱۰۹

﴿يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾

اس دن کسی کی سفارش کام نہ آئے گی سوائے ان کے جنہیں خدا نے اجازت دیدی ہو اور وہ ان کی بات سے راضی ہو (۱۰۹)

1_ روز قیامت، شفاعت کا ر ساز ہوگی۔ یومئذ لا تنفع الشفاعة إلا

شفاعت کے سودمند نہ ہونے کی بات سوائے ان لوگوں کیلئے کہ جن کو اذن ہوگا اصل شفاعت کے مسلم ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

2_ شفاعت ایک با ضابطہ اور محدود و معین چیز ہے۔ یومئذ لا تنفع الشفاعة إلا من أذن

3_ شفاعت کا سودمند ہونا ان لوگوں کیلئے ہے کہ جنہیں خدا تعالیٰ نے شفاعت کے لائق ہونے کی اجازت دی ہے۔ لا

تنفع الشفاعة الا من أذن له الرحمن ممکن ہے "من أذن له الرحمن" میں "مَنْ" "لا تنفع" کا مفعول ہو اس صورت میں جملے کا معنی یہ ہوگا کہ قیامت کے دن شفاعت کسی کو فائدہ نہیں پہنچائے گی مگر جنہیں اذن ہوگا۔

4_ قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان لوگوں کیلئے قبول کی جائیگی کہ جنکی گفتگو سے خدا تعالیٰ راضی ہوگا
_ لا تنفع الشفاعة إلا ... و رضى له قول

5_ خدا تعالیٰ روز قیامت کا مطلق اور بے چون و چرا حاکم ہوگا۔ إلا من أذن له الرحمن

6_ شفاعت، قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی مطلق حاکمیت کے ساتھ تضاد نہیں رکھتی۔ یومئذ لا تنفع الشفاعة إلا من أذن له الرحمن

7_ قیامت کے دن، شفاعت کے وجود اور محدود دائرے میں اس کے موثر ہونے کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے۔
لا تنفع الشفاعة إلا من أذن له الرحمن

8_ قیامت کے دن صرف وہ لوگ شفاعت کریں گے جنہیں خدا کی طرف سے اذن ہوگا۔ لا تنفع الشفاعة إلا من أذن له الرحمن ممکن ہے جملہ "لا تنفع..." شفاعت کرنے والوں کی طرف ناظر ہو اس احتمال کی بنا پر آیت کی ترکیب کے سلسلے میں متعدد وجوہ ذکر کی گئی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ "الشفاعة" شافع کی طرف اشارہ ہے اور آیت کا حقیقی مفاد یہ ہے کہ "لا ینفع شافع إلا..."

9_ قیامت کے دن ان لوگوں کو شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی کہ جنکی گفتگو سے خدا تعالیٰ راضی ہوگا۔ لا تنفع الشفاعة إلا من ... رضى له قول "اذن" قرینہ ہے کہ جملہ "رضی له قولاً" قیامت سے مربوط ہے اور اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ شفاعت کرنے والے اس صورت میں شفاعت کر سکتے ہیں کہ نادرست بات زبان پر نہ لائیں اور شفاعت کے وقت جو کچھ زبان پر لائیں وہ حق اور خدا کو پسند ہو۔ یہ بھی بعید نہیں ہے کہ یہ جملہ شفاعت کرنے والوں کی دنیاوی گفتگو کی طرف نظر رکھتا ہو۔

10_ خدا تعالیٰ کا راضی ہونا قیامت کے دن انسانوں کی گفتگو کے ثمر بخش ہونے کی شرط ہے۔ و رضى له قول

11_ انسان کیلئے ضروری ہے کہ اپنی گفتگو کی دقیق نگرانی کرے اور ایسی گفتگو سے پرہیز کرے جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو۔ و رضى له قول

12_ گفتگو کا انسان کی تقدیر اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور ناراضگی کے حاصل کرنے میں بڑا کردار ہے۔ لا تنفع الشفاعة

... و رضى له قول انسان: اسکی تقدیر میں موثر عوامل ۱۲

خدا تعالیٰ: اسکی رحمانیت کے اثرات ۴؛ اسکی خوشنودی کے اثرات

۹، ۱۰؛ اسکے غضب سے اجتناب کرنا ۱۱؛ اس کا اذن ۳، ۸؛ اسکی اخروی حاکمیت ۵؛ اسکی خوشنودی کا پیش خیمہ ۱۱؛ اسکے غضب کا پیش خیمہ ۱۲

خدا تعالیٰ کی خوشنودی: یہ جنکے شامل حال ہے انکی شفاعت ۳
گفتگو: اسکے اثرات ۱۲؛ اس کی نگرانی کے اہمیت ۱۱

شفاعت: اسکے اثرات ۱؛ اس کا قطعی ہونا ۱؛ اسکے شرائط ۳، ۳، ۸؛ یہ اور خدا کی حاکمیت ۶؛ اس کا تحت قانون ہونا ۲؛ اس کا دائرہ کار ۲؛ یہ جنکے شامل حال ہے ۳؛ اس کا سرچشمہ ۴
شفاعت کرنے والے: ان سے راضی ہونا ۹؛ انکی شرائط ۹
قیامت: اس کا حاکم ۵؛ اس میں گفتگو کی تاثیر کے شرائط ۱۰؛ اس میں شفاعت ۱، ۲، ۴

آیت ۱۱۰

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾

وہ سب کے سامنے اور پیچھے کے حالات سے باخبر ہے اور کسی کا علم اس کی ذات کو محیط نہیں ہے (۱۱۰)

1_ خدا تعالیٰ سب انسانوں کے ماضی و حال سے مکمل اور دقیق آگاہی رکھتا ہے۔ يعلم ما بین ایدیہم و ما خلفہم
"ما بین ایدیہم" کی تعبیر اس چیز پر بولی جاتی ہے کہ جس کا زیادہ وقت نہ گزرا ہو اور (آیت حبیبی) موارد میں "ما بین ایدیہم و ما خلفہم" سے مراد سب زمانوں میں انسان کے سب حالات ہیں قابل ذکر ہے کہ جو چیز افراد کے سامنے ہو اسے بھی "ما بین ایدیہم" کہتے ہیں۔

2_ خدا تعالیٰ مخفی اور آشکار کا مطلق جاننے والا ہے يعلم ما بین ایدیہم و ما خلفہم
"آگے اور پیچھے" ممکن ہے ظاہر اور مخفی سے کنایہ ہو کیونکہ عام طور پر جو چیز انسان کی آنکھوں کے سامنے نہ ہو وہ اس سے مخفی ہوتی ہے۔

3_ خدا تعالیٰ قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کے (ماضی، استقبال اور ظاہر اور مخفی) حالات سے مکمل آگاہ ہے۔
لا تنفع الشفاعة إلا

من أذن له ... يعلم ما بين أيديهم و ما خلفهم

"ایدیہم" اور "خلفہم" کی ضمیر کا مرجع سابقہ آیت میں مذکور "من" ہے کہ جو جمع کے معنی میں ہے اور لفظ کے اعتبار سے ضمیر مفرد اور معنی کے اعتبار سے جمع کی ضمیر کا مرجع بن سکتا ہے۔

4۔ بندوں کے اعمال اور حالات سے خدا تعالیٰ کی وسیع آگاہی، قیامت کے دن شفاعت والے قانون اور اسکی اجازت کے صادر ہونے یا نہ ہونے کا سرچشمہ ہے۔ لا تنفع الشفاعة إلا من أذن ... يعلم ما بين أيديهم و ما خلفهم

5۔ مکمل اور دقیق آگاہی، قانون بنانے اور اسے اجراء کرنے والوں کی لازمی شرط ہے۔ لا تنفع الشفاعة إلا من أذن له ... يعلم ما بين أيديهم و ما خلفهم

6۔ کوئی بھی شخص، خدا تعالیٰ کے علم اور معلومات پر محیط ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ يعلم ما ... ولا يحيطون به علم صدر آیت کے قرینے سے خدا تعالیٰ کے علمی احاطے سے مراد اس کے معلومات اور اس کے کاموں میں مخفی اسرار کا احاطہ ہے۔

7۔ انسان، خدا تعالیٰ کے کاموں کے سب اسرار اور معیاروں سے مطلع ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ولا يحيطون به علم 8۔ روز قیامت میں دھوکہ بازی اور شفاعت سے سوء استفادہ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

لا تنفع الشفاعة إلا من أذن له ... يعلم ما ... ولا يحيطون به علم

انسان: اس کا عاجز ہونا ۶، ۷

خدا تعالیٰ: اس کے علم غیب کے اثرات ۳؛ اسکی خصوصیات ۶؛ اس کے افعال کا راز ۷؛ اس کا علم غیب ۱، ۳، ۲؛ اس کے اذن کے عوالم ۳؛ اس کے علم کی وسعت ۱، ۶

شفاعت: اس کا تحت ضابطہ ہونا ۳

شفاعت کرنے والے: یہ قیامت میں ۲

قانون: اسے اجراء کرنے والوں کے شرائط ۵

قانون بنانے والے: ان کے شرائط ۵؛ ان کا علم ۵

قیامت: اس میں شفاعت ۳، ۸؛ اس میں مکر ۸؛ اسکی خصوصیات ۸

﴿وَعَنْتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا﴾

اس دن سارے چہرے خدائے حی و قیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ظلم کا بوجھ اٹھانے والا ناکام اور رسوا ہوگا (۱۱۱)

1_ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے مقابلے میں خضوع و خشوع کی علامات سب انسانوں کے چہروں پر منقوش ہوں گی۔
و عننت الوجوه للحی القيوم "عنا" کا معنی ہے خاضع اور مطیع ہونا (لسان العرب) اور "وجه" کا معنی ہے چہرہ اور چونکہ خضوع و ذلت کے آثار سب سے زیادہ چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں اس لئے یہ کلمہ استعمال ہوا ہے "الوجوه" کے "ال" کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ استغراق کیلئے ہوا یا مضاف الیہ کے عوض ہو اور اس سے مراد "وجہ مجرین" ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنا پر ہے۔

2_ مجرین اور متکبرین روز قیامت ذلت آمیز اور خاضع چہروں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔
و عننت الوجوه للحی القيوم "عنائ" کے معانی میں سے ہے ذلیل ہونا (مصباح) اور "الوجوه" میں "ال" مضاف الیہ کی جگہ پر ہے یعنی "وجوہ ہم" اور اس سے مراد ان مجرین کے چہرے ہیں کہ جنکے بارے میں گذشتہ آیات میں بات ہو چکی ہے۔
فعل "عننت" بتاتا ہے کہ ان کا خضوع تازہ ہے اور اس سے پہلے دنیا میں خدا تعالیٰ کے مقابلے میں خضوع نہیں کرتے تھے۔
3_ خدا تعالیٰ حی و قیوم (زندہ اور ہستی کو قائم رکھنے والا) ہے و عننت الوجوه للحی القيوم

"قیوم" ا سے کہا جاتا ہے کہ جو خود بخود قائم ہو اور سب چیزوں کا محافظ اور ہر چیز کو اس کا ذریعہ قوام عطا کرنے والا ہو (مفردات راغب)

4_ خدا تعالیٰ جہان ہستی کا چلانے والا اور اسکی تدبیر کرنے والا ہے اور جہان ہستی کا قوام اور دوام اسکے ذریعے سے ہے۔ للہی القیوم

بعض اہل لغت کے قول مطابق "قیوم" وہ ذات ہے کہ جو مخلوق کے امور کو قائم کرے اور اس نے تمام حالات میں کائنات کی تدبیر اپنی ذمے لے رکھی ہو (لسان العرب)۔

5_ خدا تعالیٰ کی اپنے غیر سے مطلق بی نیازی۔ القیوم

"قیوم" اسے کہا جاتا ہے کہ جو قائم بالذات ہو اور اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہ ہو۔ (لسان العرب)

6_ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے دائمی ہونے اور عالم ہستی پر اسکی قیومیت کا ظہور اسکے مقابلے میں لوگوں کے گہرے خضوع اور ذلت کا سبب ہوگا۔ و عنت الوجوه للہی القیوم

7_ دنیا میں ہر قسم کا ظلم و ستم قیامت کے دن ظالموں کے کندھوں پر بھاری بوجھ ہوگا۔ من حمل ظلم

8_ ظلم، قیامت کے دن انسان کے نقصان اور محرومیت کا سبب ہوگا۔ و قد خاب من حمل ظلم

"خبیہ" یعنی مطلوب کو ہاتھ سے دے بیٹھنا (مفردات راغب)

9_ قرآن سے روگردانی ظلم ہے۔ و قد خاب من حمل ظلم

گذشتہ آیات قرینہ ہیں کہ ظلم سے مراد قرآن مجید سے منہ موڑنا ہے کہ جسے "وزر" کہا گیا تھا۔

10_ اپنے اور دوسروں کے حق میں ہر قسم کے ظلم و ستم سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ و قد خاب من حمل ظلم

11_ ستم کرنے والے (قیامت کے دن) شفاعت کرنے اور شفاعت کے لائق ہونے کے اذن سے محروم ہوں گے۔

یومئذ لا تنفع الشفاعة ... و قد خاب من حمل ظلم

12_ قیامت کے دن صرف وہ مجرمین ناکام اور محروم ہوں گے کہ جنکے پاس کچھ ایمان اور عمل صالح نہیں ہوگا۔ من

حمل ظلم بعد والی آیت میں جملہ "ومن يعمل من الصالحات..." اس بات کا قرینہ ہو سکتا ہے کہ "من حمل ظلماً" مطلق

نہیں ہے بلکہ صرف وہ لوگ مراد ہیں کہ جو نہ مؤمن ہیں اور نہ نیکوکار۔

خلقت: اسکی تدبیر^۳; اسکی بقا کا سرچشمہ^۴

اسما و صفات: حی^۳; صفات جلال^۵; قیوم^۶

انسان: یہ قیامت میں ۱؛ اس کا اخروی خضوع ۱، ۶؛ اسکی اخروی ذلت ۶؛ اس کا اخروی حلیہ ۱
 خدا تعالیٰ: اسکے دائمی ہونے کا اثرات ۶؛ اسکی قیومیت کے اثرات ۶؛ اسکی بے نیازی ۵؛ اسکی تدبیر ۳؛ اسکے مقابلے میں
 خضوع ۶؛ اسکے مقابلے میں خضوع کی نشانیاں ۱
 نقصان: اخروی نقصان کے عوامل ۸
 شفاعت: اس سے محروم لوگ ۱۱
 سرکشی کرنے والے: انکا اخروی خضوع ۲؛ انکی اخروی ذلت ۲؛ انکا اخروی حلیہ ۲
 ظلم: اسکے اثرات ۸۔ اس سے اجتناب کی اہمیت ۱۰ اس کا آخرت میں بھاری ہونا ۷
 قرآن کریم: اس سے روگردانی کرنے کا ظلم ۹
 قیامت: اس میں خضوع ۶؛ اس میں شفاعت ۱۱
 کفار: انکی اخروی محرومیت ۱۲
 گناہ گار لوگ: انکا اخروی خضوع ۲؛ انکی اخروی ذلت ۲؛ انکا اخروی حلیہ ۲؛ انکی اخروی محرومیت ۱۲

آیت ۱۱۲

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا﴾

اور جو نیک اعمال کرے گا اور صاحب ایمان ہوگا وہ نہ ظلم سے ڈرے گا اور نہ نقصان سے (۱۱۲)

۱۔ مؤمنین جو اعمال صالح رکھتے ہیں قیامت کے دن اپنے کام کے ثمرات میں ہر قسم کی کمی اور تباہی سے محفوظ ہوں گے
 ۲۔ مَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا

"ہضم" یعنی ناقص کرنا اور کم کرنا (مصباح) پس "لا یخاف ظلماً و لا ہضمًا" یعنی نہ اس پر کوئی ستم کو روا رکھے گا تاکہ
 اس کا ناحق مؤاخذہ کرے اور نہ اسکے عمل کی جزا میں نقصان اور کمی آئیگی۔

2_ قیامت کے دن مؤمنین کے امن اور قلبی سکون کا انحصار دنیا میں ان کے اعمال صالح پر ہے۔ و من يعمل من الصلحت ... فلا یخاف ظلماً و لا هضم "من الصلحت" میں "من" تبعیض کیلئے ہے اور دلالت کر رہا ہے کہ قیامت کے دن مؤمنین کی نجات کیلئے بعض اعمال صالح کا صدور کافی ہے۔

3_ بے ایمانی اور اعمال صالح سے دوری ایسے ظلم ہیں کہ جو روز قیامت انسان کے دامنگیر ہوں گی۔ و قد خاب من حمل ظلماً و من يعمل من الصلحت و هو مؤمن اس آیت اور اس سے پہلے والی آیت کے درمیان مقابلے سے یہ ظاہر ہے کہ اس آیت کا موضوع ظالموں کے مقابل والا گروہ ہے۔

4_ خدا تعالیٰ بندوں کا مواخذہ کرنے میں ہرگز حق سے تجاوز نہیں کرتا۔ فلا یخاف ظلماً و لا هضم ظلم اور ہضم کے درمیان فرق کے سلسلے میں کئی احتمالات دیئے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ظلم یعنی حق سے زیادہ کا مطالبہ کرنا اور ہضم یعنی حق سے کم کرنا۔

5_ قیامت کے دن اعمال کی پاداش عادلانہ اور ہر قسم کے نقص و کمی سے دور ہوگی۔ و من يعمل ... فلا یخاف ظلماً و لا هضم

6_ ایمان، قیامت کے دن اعمال صالح کے ثمر بخش ہونے اور انکی مکمل جزا سے بہرہ مند ہونے کی شرط ہے۔ و من يعمل ... و هو مؤمن فلا یخاف ظلماً و لا هضم

آخرت میں مؤمن کے عمل کی جزا میں کمی کی نفی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان نہ ہونے کی صورت میں انجام دیا گیا عمل صالح نقص اور کمی سے دوچار ہو جائیگا۔

7_ "عن ابی جعفر (ع) فی قوله "لا یخاف ظلماً و لا هضماً" یقول: لا ینقص من عملہ شیء و اما "ظلماً" یقول: لن یدھب بہ؛ امام محمد باقر (ع) سے خدا تعالیٰ کے اس فرمان "لا یخاف ظلماً و لا هضماً" کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے اعمال سے کمی نہیں کی جائیگی اور (کلمہ) "ظلماً" (تو خدا تعالیٰ اس کلمے کے ساتھ) فرما رہا ہے کہ اسکے اعمال ختم نہیں ہوں گے۔^(۱)

اسما و صفات: صفات جلال ۳

ایمان: اس سے روگردانی کرنے کے اخروی آثار ۳؛ اسکے اخروی آثار ۶؛ اس سے روگردانی کرنے کا ظلم ۳

پاداش: اس میں عدل ۵

خدا تعالیٰ: خدا تعالیٰ اور ظلم ۳; خدا تعالیٰ کا عدل ۳

روایت: ۷

ظلم: اسکے اخروی آثار ۳

عمل: اسکے بقا ۷; اسکے اخروی جزا ۵; اسکے اخروی سزا ۵

عمل صالح: اس سے اعراض کے اخروی اثرات ۳; اسکے اخروی اثرات ۱; اسکے پاداش ۶; اس سے اعراض کا ظلم ۳

قیامت: اس میں عدل ۵

سزا: اس میں عدل ۵

مؤمنین: ان کے اخروی سکون کے عوامل ۱; ان کے اخروی امن کے عوامل ۱

آیت ۱۱۳

﴿وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا﴾

اور اسی طرح ہم نے قرآن کی عربی زبان میں نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح سے عذاب کا تذکرہ کیا ہے کہ شاید یہ لوگ پرہیزگار بن جائیں یا قرآن ان کے اندر کسی طرح کی عبرت پیدا کر دے (۱۱۳)

1_ قرآن ایسی کتاب ہے جو فصیح اور واضح بیان کے ساتھ خدا تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

و كذلك ا نزلناه قرء انا عربی

"عربیاً" کا معنی یا تو فصیح اور واضح ہے (مفردات راغب) اور یا یہ اسکے عرب زبانوں کی طرف منسوب ہونے کو بیان کر رہا ہے (لسان العرب) مذکورہ مطلب پہلے معنی کی طرف ناظر ہے۔

2_ حقائق و معارف کو بیان کرنے میں بیان کا واضح ہونا تبلیغ کیلئے لازمی خصوصیات میں سے ہے۔

قرآنا عربیاً و صرفنا فیہ من الوعد لعلہم یتقون

3_ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور یہ اسکے قواعد و ضوابط کے مطابق ہے۔ و كذلك ا نزلناه قرء انا عربی

مذکورہ مطلب اس احتمال کی طرف ناظر ہے کہ "عربیاً" عربوں کی مخصوص زبان کے معنی میں ہو۔

4_ قرآن، پیغمبر (ص) اکرم پر نازل شدہ کتاب کا نام ہے۔ ا نزلنہ قرء انا عربی

5_ قرآن مختلف اور گونا گون دھمکیوں اور تہدیدات پر مشتمل ہے۔ و صرفنا فیہ من الوعید

"صرف" یا "تصریف" کا معنی ہے ایک چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت میں پھیرنا یا اسے تبدیل کرنا۔ قابل ذکر ہے کہ تصریف میں زیادہ مبالغہ ہے (مفردات راغب) بنا براین "صرفنا..." سے مقصود یہ ہے کہ ہم نے دھمکیوں کو مختلف صورتوں میں پیش کیا ہے۔

6_ بیان کا متنوع ہونا اور اسکی مختلف صورتوں کو پیش کرنا تبلیغ و تربیت میں قرآن کی ایک روش ہے۔ و صرفنا فیہ من الوعید لعلہم یتقون

7_ انسان میں روح تقویٰ کا پیدا ہونا نزول قرآن کے اہداف میں سے ہے۔ ۱ نزلنہ ... لعلہم یتقون

8_ قرآن کے واضح بیانات کی مخالفت سے لوگوں کو باز رکھنا قرآن کی دھمکیوں کا فلسفہ۔ و صرفنا فیہ من الوعید لعلہم یتقون

قرآن سے روگردانی کرنے والوں کو گذشتہ آیات میں دھمکیاں ملنا نیز جملہ "انزلناہ قرآنا عربیاً" اس بات کا قرینہ ہے کہ "یتقون" کا متعلق قرآن سے روگردانی کرنا ہے۔

9_ انسان میں روح تقویٰ کا پیدا کرنا دھمکیوں اور تہدیدات کے استعمال کا محتاج ہے۔ و صرفنا فیہ من الوعید لعلہم یتقون

10_ انسان کو متنبہ کرنا اور اسے یاد دہانی کرنا قرآن کے اہداف اور اس کے واضح بیانات میں سے ہے۔ و صرفنا فیہ من الوعید لعلہم ... ۱ و یحدث لہم ذکرا

"ذکر" نسیان اور بھولنے کی ضد ہے (مقابیس اللغۃ) پس "ذکر" یعنی فراموش نہ کرنا اور دل میں محفوظ رکھنا۔

11_ خدا تعالیٰ قرآن کے الفاظ اور کلمات کو نظم دینے والا اور متنوع آیات کے قالب میں انسان کو متنبہ کرنے والا ہے۔ ۱ نزلناہ قرء انا عربیاً و صرفنا فیہ من الوعید

(نزول کی حالت میں) قرآن کے عربی ہونے کا وصف بیان کرنا اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ قرآن کے محتوا کے علاوہ اسکے الفاظ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

12_ قرآن کے معارف لوگوں کیلئے قابل درک ہیں۔

و صرفنا فيه من الوعيد لعلهم يتقون

3_1 قرآن کی مکرر اور متنوع تنبیہات کو سنجیدہ لینا اور اسکے معارف اور تعلیمات کو خاطر میں رکھنا ضروری ہے۔
۱ نزلناہ ... لعلهم يتقون ۱ و يحدث لهم ذكرا

"لعل" امید کے اظہار کیلئے ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام میں اس سے مقصود مخاطبین کی امید ہے یعنی یہ مخاطبین کو فراہم شدہ حالات سے فائدہ اٹھانے کی دعوت دیتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ اسکے نتیجے سے امیدوار ہونا چاہیے۔

4_1 قیامت اور مجرمین کے مستقبل کے حالات کی تشریح تقوا کے پیدا ہونے اور انسان سے غفلت کو دور کرنے کا سبب ہے۔ و كذلك ۱ نزلناہ ... لعلهم يتقون ۱ و يحدث لهم ذكرا

"کذلک" میں حرف کاف تشبیہ کیلئے ہے اور یہ گذشتہ آیات کو تقوا اور یاد دہانی پیدا کرنے کیلئے آیات الہی کے نمونے کے طور پر متعارف کر رہا ہے۔ / انسان: اس کا خبردار ہونا ۱۰

تبلیغ: اس میں بیان کا متنوع ہونا ۶؛ اسکی روش ۶؛ اسکے شرائط ۲؛ اس میں فصاحت ۲

یاد دہانی کرانا: انسان کو یاد دہانی کرانا ۱۰

تقوا: اس کا پیش خیمہ ۷، ۹، ۱۳

خدا تعالیٰ: خدا تعالیٰ کا نقش اور کردار ۱۱

ذکر: قرآن کی دھمکیوں کا ذکر ۱۳

غفلت: اسے دور کرنے کا پیش خیمہ ۱۳

قرآن کریم: اسکی تعلیمات ۵؛ اسکے بیان کا متنوع ہونا ۵، ۱۱؛ اسکے فہم کا آسان ہونا ۱۲؛ اس کا عربی ہونا ۳؛ اسکی فصاحت

۱؛ اسکے نزول کا فلسفہ ۷، ۱۰؛ اسکی دھمکیوں کا فلسفہ ۸؛ اسکی مخالفت سے ممانعت ۸؛ اسکی تدوین کا سرچشمہ ۱۱؛ اس کا وحی

ہونا ۱؛ اس کا واضح ہونا ۱، ۱۲؛ اسکی دھمکیاں ۵، ۱۱؛ اسکی خصوصیات ۱، ۳

قیامت: اسکے واقعات کا بیان کرنا ۱۳

گناہ گار لوگ: نئے انجام کا بیان کرنا ۳

محمد- (ص): آپ کی آسمانی کتاب ۱۳

دھمکی: اسکے اثرات ۹

﴿فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾

پس بلند و برتر ہے وہ خدا جو بادشاہ برحق ہے اور آپ وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے بارے میں عجلت سے کام نہ لیا کریں اور یہ کہتے رہیں کہ پروردگار میرے علم اضافہ فرما (۱۱۳)

- 1_ خدا تعالیٰ، بلند مرتبہ حقیقت، بے نظیر اور کمال کے عروج پر ہے۔ فتعلیٰ اللہ
- "تعالیٰ" کا معنی ہے بلند مرتبہ اور اس سے مراد خدا تعالیٰ کی صفات کا مخلوقات کی صفات سے برتر ہونا ہے۔
- 2_ خدا تعالیٰ کائنات کا حقیقی مالک اور اس کا مطلق فرمان روا ہے۔ فتعلیٰ اللہ الملک
- 3_ خدا تعالیٰ حق محض ہے اور اس میں کسی قسم کا باطل روا نہیں ہے۔ فتعلیٰ اللہ الملک الحق
- 3_ خدا تعالیٰ کے افعال اور موجودات کی آفرینش حکیمانہ اور خردمندانہ ہے۔ الحق
- حق اسے کہا جاتا ہے کہ جو کسی چیز کو حکمت کی بنیاد پر خلق کرے (مفردات راغب)
- 5_ خدا تعالیٰ کی عالم ہستی پر فرمانروائی اور اسکی مالکیت ایسی ثابت حقیقت ہے کہ جس کا فنا ہونا ممکن نہیں ہے۔

الملک الحق

"حق" یعنی واجب و ثابت (مصباح) اور آیت میں "الحق" ممکن ہے "الملک" کی صفت ہو نیز ممکن ہے یہ "اللہ" کی دوسری صفت ہو اور اسکے صفت "الملک" کے بعد مذکور ہونے کو مد نظر رکھتے ہوئے مذکورہ نکتہ حاصل ہوتا ہے۔

6_ حق کی حکومت خدا تعالیٰ سے مخصوص ہے۔

الملک الحق

6_ قرآن کا نزول خدا تعالیٰ کی مطلق فرمانروائی اس کی حقانیت اور اسکے بلند مرتبہ ہونے کا ایک جلوہ ہے۔

و كذلك انزلناه ... فتعلیٰ اللہ الملک الحق "فتعلیٰ" میں "فای" تفریع کیلئے ہے اور اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ اسکے بعد کے مطالب تک پہنچنا اسکے ماقبل کی طرف توجہ کا نتیجہ ہے۔

8_ قیامت کا عظیم واقعہ، کائنات میں بڑی تبدیلیاں اور اس کا دقیق اور عادلانہ نظام خدا تعالیٰ کے بلند مرتبہ اسکی مطلق فرمانروائی اور ہر قسم کے باطل سے منزہ ہونے کے جلوے ہیں۔ فتعلیٰ اللہ الملک الحق

اس آیت کا سابقہ آیات کے ساتھ ارتباط کہ جو قیامت کے قریب کے اور روز قیامت کے واقعات کے بارے میں تھیں۔
مذکورہ نکتے کو بیان کر رہا ہے۔

9_ پورے قرآن کا نسبتاً جلدی نزول اور اسکی آیات کے مجموعے کی جلدی تکمیل پیغمبر اکرم (ص) کا قلبی تقاضا و لاتعجل بالقرء ان من قبل ان یقضی الیک وحیہ اس آیت کریمہ کے نزول کی علت کے بارے میں مختلف آراء ہیں ۱۔
پیغمبر (ص) اکرم جبرائیل کی قرائت کے ہمراہ آیات کی قرائت کرتے تاکہ مکمل طور پر اسکے حصول سے مطمئن ہو جائیں۔

2_ پیغمبر (ص) اکرم آیات کا معنی واضح ہونے سے پہلے اسے اصحاب کو لکھوا دیتے تھے۔

3_ پیغمبر (ص) اکرم کم وقت میں پورے قرآن کا نزول چاہتے تھے اور چونکہ "القرء ان" کی تعبیر پورے قرآن کے مراد ہونے کے ساتھ زیادہ سازگار ہے اسلئے تیسرے احتمال کو ترجیح دے جاسکتی ہے۔

10_ پیغمبر (ص) اکرم وحی کے ختم ہونے سے پہلے قرآن کی آیات کو زبان پر جاری کرتے اور انکی تلاوت میں عجلت سے کام لیتے۔* و لاتعجل بالقرء ان من قبل ان یقضی الیک وحیہ

11_ پیغمبر (ص) اکرم آیات قرآن کو حفظ کرنے اور انہیں سپرد خاطر کرنے کیلئے بہت اشتیاق رکھتے تھے۔

و لاتعجل بالقرء ان من قبل ان یقضی الیک وحیہ کہا جا چکا ہے کہ جبرائیل کی قرائت کے ہمراہ پیغمبر اکرم (ص) کے قرائت کا محرک وحی کے کامل حصول کا اطمینان تھا۔

12_ خدا تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو وحی کے ختم ہونے سے پہلے آیات کی تلاوت میں عجلت نہ کرنے کی نصیحت کی۔
و لا تعجل بالقرء ان من قبل ان یقضی الیک وحیہ

13_ قرآن پورے کا پورا وحی الہی ہے۔ من قبل ان یقضی الیک و حیہ

14_ پیغمبر اکرم (ص) پر قرآن کی آیات اور کلمات کا نزول

تدریجی تھا۔ و لا تعجل بالقرء ان من قبل ان یقضی الیک وحیہ

15_ پیغمبر اکرم (ص) قرآن کی آیات کے تدریجی نزول سے پہلے اس سے آگاہ تھے۔ *ولا تعجل بالقرء ان من قبل ان یقضی الیک وحیہ آیت کے بارے میں مذکور احتمالات میں سے ایک یہ ہے کہ جب بھی جبرائیل پیغمبر اکرم (ص) کے سامنے کوئی نئی آیت پڑھتے تو آپ (ص) چونکہ پہلے سے ہی پورے قرآن سے آشنا تھے۔ کیونکہ شب قدر میں اسے حاصل کر چکے تھے۔ اسلئے آیت کا بعد والا حصہ خود ہی آگے آگے تلاوت کرتے جاتے اور اس آیت میں آپ (ص) کو ہر آیت کی وحی کے مکمل ہونے تک پوری طرح خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

16_ قرآن کا مکرر نزول۔ و لا تعجل بالقرء ان

مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ پورا قرآن شب قدر میں نازل ہوا تھا کہ جسکے نتیجے میں پیغمبر (ص) اکرم آیات کے تدریجی نزول سے پہلے ہی ان سے آگاہ تھے۔

17_ علم کے زیادہ ہونے کی دعا، خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کو نصیحت۔ و قل رب زدنی علما

18_ علم انسان کیلئے ایک لامتناہی چیز ہے اور ہمیشہ قابل اضافہ ہے۔ و قل رب زدنی علما

19_ علم، خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے اور یہ اسکی ربوبیت سے نشأت پکڑتا ہے۔ و قل رب زدنی علما

20_ قرآن، علم میں اضافہ کرتا ہے۔ و لا تعجل بالقرء ان ... و قل رب زدنی علما

21_ خدا تعالیٰ انبیاء کو تعلیم دینے والا اور انکی تربیت کرنے والا ہے۔ و قل رب زدنی علما

22_ خدا تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں پیغمبر (ص) اکرم کا علم محدود اور قابل اضافہ تھا۔ و قل رب زدنی علما

23_ پورے قرآن کے نزول میں جلدی نہ کرنا اور ہر آیت کے نزول کے ختم ہونے تک مکمل خاموشی خدا تعالیٰ کی جانب

سے علوم پیغمبر (ص) میں اضافے کا سبب۔ و لا تعجل بالقرء ان ... و قل رب زدنی علما

24_ پیغمبر (ص) اکرم کا علم و آگاہی آپ (ص) کیلئے خدا کا عطیہ۔ و قل رب زدنی علما

25_ جلد بازی اور عجلت، تحصیل علم کی آفات میں سے ہیں۔ و لا تعجل بالقرء ان ... و قل رب زدنی علما

26_ علم میں اضافہ کیلئے بارگاہ الہی میں دعا کرنا ضروری

ہے۔ و قل رب زدنی علما

27_ دعائیں "رب" کے نام کو ذکر کرنا دعا کے آداب میں سے ہے۔ و قل رب زدنی علما

آفرینش: اس کا حاکم ۲، ۵؛ اس کا تحت قانون ہونا ۳؛ اس کا مالک ۲، ۵؛ اس کا نظام ۸

اسما و صفات: صفات جلال ۳

انبیا (ع): ان کے علم کا دائرہ ۲۲؛ انکی تربیت کرنے والا ۲۱؛ انکا معلم ۲۱

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کے اثرات ۱۹؛ اسکی خصوصیات ۶؛ اس کا بے نظیر ہونا ۱؛ اسکی تعلیمات ۲۱؛ اسکی نصیحتیں ۱۲،

۱۷؛ اسکی حاکمیت کا دائمی ہونا ۵؛ اسکی مالکیت کا دائمی ہونا ۵؛ اسکی حکمرانی ۲؛ اسکی حکمرانی کی حقانیت ۷؛ اسکی حکومت کی

حقانیت ۶؛ اسکی حقانیت ۳؛ اسکی حکمت ۳؛ یہ اور باطل ۳؛ اسکی ربوبیت ۲۱؛ اس کا علو ۱؛ اس کا کمال ۱؛ اسکی مالکیت ۲؛

اسکی حاکمیت کی نشانیاں ۷، ۸؛ اسکے علو کی نشانیاں ۷، ۸؛ اسکے علم کی وسعت ۲۲

دعا: اسکے آداب ۷؛ علم میں اضافے کی دعا ۱۷، ۲۶

ذکر: ربوبیت خدا کا ذکر ۲۷

عجلت: اسکے اثرات ۲۵

محبت: حفظ قرآن کی محبت ۱۱

علم: اسکی آفات ۲۵؛ اس کا زیادہ ہونا ۱۸؛ اس کا سرچشمہ ۱۹؛ اسکی وسعت ۱۸؛ اسکی خصوصیات ۱۸

قرآن کریم: اس میں عجلت کرنے سے اجتناب کرنا ۲۳؛ اسکے حفظ کی اہمیت ۱۱؛ اسکے نزول کی اہمیت ۷؛ اسکے نزول میں

عجلت کرنا ۹؛ اسکے نزول کا متعدد ہونا ۱۶؛ اس کا علم ہونا ۲۰؛ اس کا تدریجی نزول ۱۳؛ اس کا وحی ہونا ۱۳؛ اسکی

خصوصیات ۱۳؛ اظہار: اس کا کردار ۸

محمد (ص): آپ (ص) کے علم کا زیادہ ہونا ۲۲؛ آپکی تلاوت قرآن ۱۰، ۱۲؛ آپ کو نصیحت ۱۲، ۱۷؛ آپ (ص) کے مطالبے

۹؛ آپ کے علم کے زیادہ ہونے کا پیش خیمہ ۲۳؛ آپ کی عجلت ۱۰، ۱۲؛ آپکی محبت ۱۱؛ آپ کا علم ۱۵، ۲۳؛ آپ (ص) اور

قرآن ۱۵؛ آپ کا معلم ۲۳؛ آپکی نعمتیں ۲۳؛ آپکی طرف وحی ۱۰

نعمت: یہ جنکے شامل حال ہے ۲۳؛ علم کی نعمت ۱۹

﴿وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا﴾

اور ہم نے آدم سے اس سے پہلے عہد لیا مگر انھوں نے اسے ترک کر دیا اور ہم نے ان کے پاس عزم و ثبات نہیں پایا (۱۱۵)

1_ قرآن خدا تعالیٰ کے وعدوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہے۔ و كذلك انزلناه ... لعلهم ... و لقد عہدنا إلی ء ادم من قبل "عہد" یعنی نصیحت (قاموس) اور "و لقد عہدنا" میں "واو" نے حضرت آدم (ع) کی داستان کا اس سے پہلے والے مطالب (و كذلك انزلناه) پر عطف کیا ہے خدا تعالیٰ کے حضرت آدم کے ساتھ عہد کا قرآن کے نازل کرنے کے ساتھ ارتباط اس بات کو بیان کر رہا ہے کہ قرآن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی نصیحتیں سکھانے کیلئے ہے۔

2_ خدا تعالیٰ نے انسان کی خلقت کے آغاز میں اور نزول قرآن کے زمانے سے پہلے ابوالبشر آدم (ع) کے سامنے خواہش اور نصیحت رکھی تھی۔ و كذلك انزلناه ... و لقد عہدنا إلی ء ادم من قبل

گذشتہ آیت قرینہ ہے کہ کلمہ "قبل" کا مضاف الیہ قرآن کے نزول کا زمانہ ہے اور ممکن ہے اس سے مراد ان واقعات سے قبل ہو جن کا تذکرہ اس سورت کے آغاز سے ہی کیا گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے حضرت آدم کے ساتھ جو عہد کیا تھا اس سے مراد جیسا کہ حضرت آدم کے قصے کی دیگر آیات سے استفادہ ہوتا ہے۔ ممنوعہ درخت سے نہ کھانا تھا۔

3_ حضرت آدم (ع) نے خدا تعالیٰ کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ و لقد عہدنا إلی ء ادم من قبل فَنَسِيَ حضرت آدم (ع) کے ساتھ شیطان کی گفتگو (ما نہا کما ربکما ... اعراف ۲۰) قرینہ ہے کہ نسیان سے مراد حقیقی فراموشی نہیں تھی بلکہ اس کا لازمہ (ترک عمل) تھی۔

4_ حضرت آدم (ع) میں خدا تعالیٰ کی نصیحت پر کاربند ہونے کیلئے لازمی عزم و ارادہ نہیں تھا۔ و لقد عہدنا إلی ء ادم ... فَنَسِيَ و لم نجد له عزمًا

5_ خدا تعالیٰ کی نصیحتوں پر عمل کرنے کیلئے سنجیدہ عزم

اور تصمیم قابل قدر عادت ہے۔ و لقد عهدنا إلى آدم ... فنسى و لم نجد له عزمًا
 "نہیں تھا" کی بجائے "ہم نے نہیں پایا" کی تعبیر اس بات کو بیان کر رہی ہے کہ ایسے موارد میں عزم کا وجود مطلوب اور
 متوقع ہے۔

6۔ خدا تعالیٰ کی نصیحتوں پر عمل کرنے کیلئے سنجیدہ عزم و تصمیم انسان کے بارگاہ خداوندی میں قابل قدر ہونے کا سبب
 ہے۔ و لم نجد له عزم "لم نجد" میں فاعلی ضمیر دلالت کرتی ہے کہ حضرت آدم (ع) میں عزم کا وجود خدا تعالیٰ کو مطلوب
 تھا اور اس کا نہ ہونا خلاف توقع تھا۔

7۔ "عن اب جعفر (ع) قال: إن الله تبارك و تعالى عهد إلى آدم (ع) أن لا يقرب الشجرة ... نسي فاكل منها
 وهو قول الله تبارك و تعالى: "و لقد عهدنا إلى آدم من قبل فنسى و لم نجد له عزمًا"; امام باقر (ع) سے روایت کی
 گئی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کو حکم دیا تھا کہ اس درخت کے نزدیک نہ جائیں ... انہوں نے وہ حکم فراموش
 کر دیا اور اس درخت سے کھا لیا اور یہی مراد ہے خدا تعالیٰ کے فرمان "و لقد عهدنا ... سے" (۱)

آدم (ع): انکو نصیحت ۲، ۴؛ انکی نافرمانی ۳؛ انکی عہد شکنی ۳، ۴؛ انکی فراموشی ۴؛ انکا قصہ ۲، ۳، ۳

اخلاق: اخلاقی فضائل ۵

اقدار: انکا معیار ۶

خدا تعالیٰ: اسکی نصیحتوں پر عمل کے اثرات ۶؛ اسکے عہد پر عمل کی تصمیم ۵؛ اسکی نصیحتیں ۱، ۲، ۴؛ اسکی نصیحتوں پر عمل
 ۳؛ اس کا عہد ۱؛ اسکے ساتھ عہد شکنی ۳، ۴

روایت: ۴

قرآن کریم: اسکی تعلیمات ۱

آیت ۱۱۶

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى﴾

اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ تم سب آدم کے لئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا اور اس نے انکار کر دیا (۱۱۶)

1_ فرشتوں کے حضرت آدم (ع) کے سامنے سجدہ کرنے اور ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کی داستان قابل توجہ اور سبق آموز ہے۔ وِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسجدو "وَ" فعل محذوف کا مفعول ہے اور اس جیسی آیات کے قرینے سے وہ فعل "اذکر" (یاد کرو اور خاطر میں رکھو) ہے۔

2_ خدا تعالیٰ کے حکم سے فرشتے حضرت آدم (ع) کیلئے سجدہ کرنے اور ان کے سامنے خاضع ہونے پر مامور ہوئے وِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسجدوا لا دم

3_ سب فرشتوں نے حضرت آدم (ع) کیلئے سجدے کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور بلا توقف ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ فسجدو حرف "فای" سجدے والے حکم اور اسکے انجام کے درمیان فاصلہ نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

4_ فرشتوں کی طرح ابلیس بھی حضرت آدم (ع) کے سامنے سجدہ کرنے پر مامور تھا۔ لِلْمَلَائِكَةِ اسجدوا لا دم فسجدوا
إِلَّا إِبْلِيسَ

5_ ابلیس نے حضرت آدم (ع) کے سامنے سجدہ کرنے کے سلسلے میں حکم خداوندی کی نافرمانی کی۔ فسجدوا إِلَّا إِبْلِيسَ ا
بِی

6_ ابلیس خدا کی اطاعت یا معصیت پر مجبور نہیں تھا۔ فسجدوا لا دم إِلَّا إِبْلِيسَ ا بِی

7_ فرشتوں اور ابلیس کی خلقت انسان کی خلقت پر مقدم تھی۔ لِلْمَلَائِكَةِ اسجدوا ... إِلَّا إِبْلِيسَ ا بِی

8_ حضرت آدم (ع) کا مقام اور مرتبہ فرشتوں سے برتر تھا۔ وِ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

9_ انسان اپنی وسیع استعداد اور ذاتی صلاحیتوں کی وجہ سے فرشتوں سے برتر ہے۔ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

10_ کسی دوسری چیز کے سامنے سجدہ خدا تعالیٰ کے حکم سے اور اسکی اطاعت کرتے ہوئے جائز ہے اور اس شرعی

پرستش کی علامت نہیں ہے۔ وِ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

آدم (ع): انکی فرشتوں پر برتری ۵؛ ان کے قصے سے عبرت حاصل کرنا ۱؛ انکا قصہ ۳، ۳، ۸؛ انکا مقام و مرتبہ ۵

ابلیس: اس کا اختیار ۹؛ اسکی خلقت کی تاریخ ۱۰؛ اسکی شرعی ذمہ داری ۸؛ اسکی نافرمانی ۱، ۳

احکام: ۷

اطاعت: خدا کی اطاعت ۷

انسان: اسکی استعداد ۶؛ فرشتوں پر اسکی برتری ۶؛ اسکی خلقت کی تاریخ ۱۰؛ اسکے فضائل ۶

جبر و اختیار: ۹

خدا تعالیٰ: اسکے اوامر ۲، ۷

ذکر: آدم کے قصے کا ذکر ۱

سجدہ: اسکے احکام ۷؛ غیر خدا کو سجدے کا جواز ۷؛ آدم (ع) کے سامنے سجدہ ۲، ۳، ۸؛ آدم (ع) کے سامنے سجدے کو ترک

کرنا ۳

عبرت: اسکے عوادل ۱

نافرمانی: خدا کی نافرمانی ۳

فرشتے: انکی استعداد ۶؛ انکا مطیع ہونا ۳؛ انکی خلقت کی تاریخ ۱۰؛ انکی شرعی ذمہ داری ۲، ۸؛ انکا سجدہ ۳؛ انکا آدم (ع) کے

سامنے سجدہ ۱؛ انکے فضائل ۶؛ انکا مقام و مرتبہ ۵

آیت ۱۱۷

﴿فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوُّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكَمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى﴾

تو ہم نے کہا کہ آدم یہ تمہارا اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے کہیں تمہیں جنت سے نکال نہ دے کہ تم زحمت میں پڑ جاؤ (۱۱۷)

- 1_ حضرت آدم (ع) اور ان کی بیوی حوا، بہشت میں رہائش پذیر تھے۔ فَقُلْنَا ... فلا يخرجنكما من الجنة "جنت" کا معنی باغ ہے اور قرآن میں عام طور پر "الجنة" بہشت کے معنی میں استعمال ہوا ہے قابل ذکر ہے کہ آدم و حوا کا اپنی بہشت سے نکلنا اس بات کی علامت ہے کہ وہ بہشت موعود کے علاوہ تھی۔
- 2_ ابلیس، آدم (ع) و حوا (ع) کو بہشت سے نکالنے کیلئے کمین لگائے ہوئے تھا۔ إِنَّ هَذَا عَدُوُّكَ و لَزَوْجِكَ فلا يخرجنكم 3_ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کو ابلیس کی ان کے ساتھ اور انکی بیوی کے ساتھ دشمنی سے آگاہ کیا۔ اسجدوا ... اَبی فقلنا ی اَدم اِنَّ هَذَا عَدُوْلَكَ و لَزَوْجَكَ
- 4_ ابلیس کا حضرت آدم (ع) کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار اسکی حضرت آدم (ع) اور دیگر انسانوں کے ساتھ دشمنی کی علامت ہے۔ اِلَّا اِبْلِيسَ اَبی فقلنا ی اَدم اِنَّ هَذَا عَدُوْلَكَ و لَزَوْجَكَ
- سجدے سے انکار کے بعد ابلیس کو آدم (ع) و حوا (ع) کے دشمن کے طور پر متعارف کرانا اس بات کا غماز ہے کہ ترک سجدہ اس دشمنی کی علامت تھی اور اس کا حوا کا دشمن ہونا اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ حضرت آدم (ع) کے سامنے سجدے والے مابرا کے بعد ابلیس پوری نوع انسانیت کا دشمن ہو گیا تھا۔
- 5_ بہشت جو آدم و حوا کی رہائش گاہ تھی وہ ایسی جگہ تھی جو آرام و آسائش کیلئے تیار کی گئی تھی اور وہ ہر قسم کی سختی و مشقت سے دور تھی۔ فلا يخرجنكما من الجنة فتشقى
- 6_ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کی بہشت سے باہر والی زندگی کو سخت اور رنج آور زندگی قرار دیا اور انہیں اس میں مبتلا ہونے سے ڈرایا۔ فلا يخرجنكما من الجنة فتشقى
- "شقاوة" کا معنی ہے سختی اور تنگی (قاموس) بعد والی آیات میں ان سختیوں کے بعض نمونے تلویحاً بیان کئے گئے ہیں۔
- 7_ خدا تعالیٰ نے آدم (ع) و حوا (ع) کو انکے ساتھ شیطان کی دشمنی کے سلسلے میں اس لئے خبردار کیا تا کہ وہ رنج و الم اور سختی میں گرفتار نہ ہوں۔ فلا يخرجنكما من الجنة فتشقى

8_ ابلیس انسان کا دشمن اور بدخواہ ہے اور اسے نعمات الہی سے محروم کرنے اور رنج و الم میں گرفتار کرنے کے درپے ہے اِن هَذَا عَدُوْلَكَ وَ لَزُوْجَكَ ... فَتَشْقٰی

ابلیس کی حوا (ع) کے ساتھ دشمنی اس بات کو بیان کر رہی ہے کہ وہ سب انسانوں کا دشمن ہے۔

9_ آدَم (ع) وَ حَوَا (ع) اپنی رہائش والی بہشت میں بھی بعض شرعی ذمہ داریوں کے انجام دینے کے پابند تھے۔
فَلَا یُخْرِجَنَّکُمْ اِغْرَہُ "فَلَا یُخْرِجَنَّ" ابلیس کو نہیں ہے لیکن اسکے ساتھ آدَم وَ حَوَا کو مخاطب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان دو کو شیطان کے القانات سے متاثر ہونے سے نہیں ہے۔

10_ حَوَا (ع) اپنی رہائش کی بہشت میں حضرت آدَم (ع) کی بیوی اور انکی سرپرستی میں تھیں۔ عَدُوْلَكَ وَ لَزُوْجَكَ فَلَا یُخْرِجَنَّکُمْ خَدَاتَعَالٰی نے حَوَا (ع) سے متعلق ہدایات حضرت آدَم (ع) کے سامنے رکھیں اور حضرت آدَم (ع) کو حکم دیا کہ وہ دونوں بہشت سے نکلنے کے اسباب فراہم کرنے سے پرہیز کریں اس طرح کے خطاب کو آدَم (ع) کی سرپرستی کی نشانی قرار دیا جاسکتا ہے۔

11_ خَدَاتَعَالٰی کے نزدیک حضرت آدَم (ع) حَوَا (ع) سے بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ عَدُوْلَكَ وَ لَزُوْجَكَ
اِغْرَہُ بہشت کے ماجر میں جناب حَوَا (ع) حضرت آدَم (ع) کے ساتھ انجام میں شریک تھیں لیکن خَدَاتَعَالٰی نے صرف حضرت آدَم (ع) کو مخاطب کیا یہ خصوصیت حضرت آدَم (ع) کی برتری کی علامت ہے۔

12_ خَدَاتَعَالٰی کی حضرت آدَم (ع) کے ساتھ بلا واسطہ گفتگو۔ فَقُلْنَا یَا اٰدَم

13_ آدَم (ع) اور انکی بیوی حَوَا (ع) خَدَاتَعَالٰی کے یہاں بلند مقام رکھتے تھے۔ اسجدوا لآدَم ... اِن هَذَا عَدُوْلَكَ وَ لَزُوْجَكَ آدَم (ع) کے سامنے سجدہ کا حکم کہ جو گذشتہ آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور خَدَاتَعَالٰی کا حضرت آدَم (ع) کو ابلیس کی ان کے ساتھ اور حَوَا (ع) کے ساتھ دشمنی کے بارے میں خبردار کرنا ان دونوں کے خدا کے نزدیک بلند مرتبہ ہونے کی علامت ہے۔

14_ عورت اور مرد دونوں شیطان کے وسوسوں کے شکار ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں۔ فَلَا یُخْرِجَنَّکُمْ

15_ شوہروں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے رنج و الم اور سختیوں کو دور کرنے کیلئے کوشش کریں۔

فَلَا یُخْرِجَنَّکُمْ مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰی

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ شیطان کی آدم (ع) و حوا (ع) کے ساتھ دشمنی ایک جیسی تھی اور وہ اس بات کے درپے تھا کہ دونوں کو بہشت سے نکال کر انہیں مشقت میں ڈالے لیکن اسکے باوجود فعل "تشتی" مفرد آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حوا (ع) کی سختیوں اور رنج و الم کو دور کرنا بھی حضرت آدم (ع) کی ذمہ داری تھی۔

16_ "حسین بن میسر قال: سالت ابا عبد الله (ع) عن جنة آدم فقال: جنة من جنات الدنيا تطلع فيها الشمس والقمر و لو كانت من جنات الآخرة ما خرج منها أبداً" حسین بن میسر کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے حضرت آدم (ع) کی بہشت کے بارے میں سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا وہ دنیا کے باغوں میں سے ایک باغ تھا کہ جس پر آفتاب و مہتاب طلوع کرتے تھے اور اگر وہ آخرت کا باغ ہوتا تو ہرگز وہ اس سے خارج نہ ہوتے۔^(۱)

آدم (ع): انکی بہشت میں آسائس ۵؛ انکا انذار ۶؛ انکی حوا پر برتری ۱۱؛ بہشت میں انکی شرعی ذمہ داری ۹؛ انکی بہشت کی حقیقت ۱۶؛ ان کے دشمن ۲، ۳، ۴؛ زمین میں انکی زندگی کی سختی ۶؛ بہشت میں انکی رہائش ۱؛ بہشت سے ان کے اخراج کے عوامل ۲؛ ان کے فضائل ۱۱، ۱۳؛ ان کے انذار کا فلسفہ ۷؛ ان کا قصہ ۱، ۳، ۴، ۵، ۷، ۹، ۱۰؛ ان کی مشکلات ۷؛ انکی بہشت کی خصوصیات ۵، ۹، ۱۰؛ انکی بیوی ۱۰

ایلیس: اس کا دھوکہ دینا ۲، ۸؛ اسکی دشمنی ۲، ۳، ۷، ۸؛ اسکی نافرمانی ۳؛ اسکی دشمنی کی علامتیں ۳
انسان: اسکے دشمن ۳، ۸/ حوا (ع): انکی کفالت کرنا ۱۰؛ بہشت میں انکی شرعی ذمہ داری ۹؛ ان کے دشمن ۲، ۳، ۷؛ بہشت میں انکی رہائش ۱؛ ان کے فضائل ۱۱، ۱۳؛ ان کے انذار کا فلسفہ ۷؛ انکی مشکلات ۷
فیملی: اسکی مشکلات کو دور کرنے کا ذمہ دار ۱۵

خدا تعالیٰ: اس کا انذار ۶؛ اسکے انذار کا فلسفہ ۷؛ اسکی آدم (ع) کے ساتھ گفتگو ۱۲

روایت: ۱۶/ عورت: اسکے دھوکہ کھانے کا پیش خیمہ ۱۳

سجدہ: آدم (ع) کے سامنے سجدہ ترک کرنا ۳/ شوہر: اسکی ذمہ داری ۱۵

شیطان: اسکے وسوسوں کا خطرہ ۱۳/ مرد: اسکے دھوکہ کھانے کا پیش خیمہ ۱۳

مشکلات: ان کا پیش خیمہ ۸/ نعمت: اس سے محرومیت کے عوامل ۸

﴿إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى﴾

بیشک یہاں جنت میں تمہارا فائدہ یہ ہے کہ نہ بھوکے رہو گے اور نہ برہنہ رہو گے (۱۱۸)

1_ آدم (ع) کیلئے ان کی بہشت میں خوراک اور لباس کا انتظام تھا۔ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى

"إِنَّ لَكَ..." کی تعبیر خدا تعالیٰ کی جانب سے حضرت آدم (ع) کے ساتھ وعدہ ہے اور یہ بہشت کی خاصیت کا بیان نہیں ہے کیونکہ ممنوعہ درخت سے کھانا اسی بہشت میں حضرت آدم (ع) کے عریان ہونے کا سبب بنا اور "لا تعری" کا وعدہ ان کے حق میں عملی نہ ہوا۔

1_ آدم (ع) و حوا (ع) کو اپنی رہائش والی بہشت میں لباس و خوراک کی ضرورت تھی۔ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى

فعلوں کا حضرت آدم (ع) کے ساتھ مختص ہونا شاید اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی اصل گفتگو آدم (ع) کے ساتھ تھی اور دونوں کو مخاطب کرنے کی ضروری نہیں تھی۔ پس لباس اور خوراک کی جہت سے آدم (ع) کی طرح حوا کی ضرورت بھی پوری ہو رہی تھی۔

3_ انسان کی آفرینش کے آغاز سے ہی لباس اور خوراک اسکی اصلی ضروریات میں سے تھے۔ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى

آدم (ع): انکا لباس ۲؛ انکی بہشت میں لباس ۱؛ انکا کھانا ۲؛ انکی بہشت میں کھانا ۱؛ انکا قصہ ۱، ۲؛ انکی مادی ضروریات ۲؛ انکی بہشت کی خصوصیات ۱، ۲

انسان: اسکی مادی ضروریات ۳

حوا (ع): انکا لباس ۲؛ انکا کھانا ۲؛ انکی مادی ضروریات ۲

ضروریات: لباس کی ضرورت ۲، ۳؛ کھانا کی ضرورت ۲، ۳

﴿وَأَنْتَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَى﴾

اور یقیناً یہاں نہ پیا سے رہو گے اور نہ دھوپ کھاؤ گے (۱۱۹)

1_ حضرت آدم (ع) اپنی بہشت میں پیاس اور دھوپ کی تپش سے محفوظ تھے۔ وَأَنْتَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَى
 "لا تضحیٰ" یعنی آپ سورج کے روبرو قرار نہیں پائیں گے اور اسکی تپش آپ تک نہیں پہنچے گی (لسان العرب) یہ وصف
 "جنۃ" کے لغوی معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو درختوں سے ڈھکا ہوا باغ ہے۔ آدم (ع) کی رہائش گاہ میں کثیر سایہ کے
 وجود کی طرف اشارہ ہے۔

2_ آغاز خلقت سے پانی اور گھر انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہیں۔ وَأَنْتَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَى
 3_ بہشت سے باہر انسان کی بنیادی ضروریات (خوراک، لباس، پانی، گھر) کی فراہمی کا مشکل ہونا خدا تعالیٰ کی طرف سے
 حضرت آدم (ع) کو تنبیہ۔ فَتَشْقَىٰ إِنَّ لَكَ إِلَّا تَجُوعٌ فِيهَا وَلَا تَعْرِىٰ وَأَنْتَ ... لَا تَضْحَىٰ
 "انک" کا عطف "إِلَّا تَجُوعٌ" پر ہے اور جملہ "إِنَّ لَكَ ... " "فَتَشْقَىٰ" کی تفسیر ہے بھوک، برہنگی، دھوپ اور پیاس کی
 نفی ان سختیوں کی طرف اشارہ ہے کہ جنکا بہشت سے اخراج کی صورت میں حضرت آدم (ع) کو سامنا ہوگا۔
 آدم (ع): انکی بہشت میں تشنگی ۱؛ انکا قصہ ۱؛ انکی بہشت میں گرمی ۱؛ انکی بہشت کی خصوصیات ۱؛ انکو خبردار کرنا ۳
 انسان: اسکی مادی ضروریات ۲
 خدا تعالیٰ: اس کا خبردار کرنا ۳
 ضروریات: دنیوی ضروریات کی فراہمی کا مشکل ہونا ۳؛ پانی کی ضرورت ۲؛ گھر کی ضرورت ۲

آیت ۱۲۰

﴿فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَى﴾

پھر شیطان نے انھیں وسوسہ میں مبتلا کرنا چاہا اور کہا کہ آدم میں تمھیں ہمیشگی کے درخت کی طرف رہنمائی کر دوں اور ایسا ملک بتا دوں جو کبھی زائل نہ ہو (۱۲۰)

1_ شیطان، ابلیس کا دوسرا نام اور پہچان ہے۔ اِلا ابلیس ... اِن ہذا عدو ... فوسوس اِلَیہ الشیطان
"شیطان"، "شطن" کے مادہ سے لیا گیا ہے کہ جس کا معنی ہے دوری یا لمبی رسی یہ اشتقاق ابلیس کی رحمت خدا سے دوری یا لمبی خباثت کی طرف اشارہ ہے۔

2_ شیطان انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ فوسوس اِلَیہ الشیطان

3_ شیطان بہشت میں حضرت آدم (ع) کو وسوسے میں ڈال کر انہیں بہشت سے نکلوانے کیلئے زمینہ ہموار کر رہا تھا۔
فلا یخرجنکما ... فوسوس اِلَیہ الشیطان

4_ شیطان، حضرت آدم (ع) کی بہشت میں حاضر ہوا تھا۔ قال یا آدم

5_ شیطان کی حضرت آدم (ع) کے ساتھ بلا واسطہ گفتگو۔ قال یا آدم

6_ آدم (ع) کی ہمیشگی درخت اور دائمی مملکت و سلطنت کی طرف رہنمائی شیطان کا آدم و حوا (ع) کو دھوکہ دینے اور انہیں ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر مجبور کرنے کیلئے جال۔ هل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لا یبلى
"شجرة الخلد" سے مراد وہ درخت ہے کہ جسکے پھل کا کھانا دوام کا سبب ہو "ملک" کا معنی مال ہے اور سلطنت بھی ہے (قاموس) "ملک لا یبلى" سے مراد وہ سلطنت اور حکمرانی ہے جسے کبھی زوال نہ ہو۔

7_ خیر خواہ کا لبادہ، انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے اور انہیں دھوکہ دینے کیلئے شیطان کی روش ہے۔
فوسوس اِلَیہ الشیطان فقال هل ا دلك

8_ انسان دائمی زندگی اور فنانہ ہونے والے ملک اور مالکیت کا خواہاں ہے۔ هل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لا یبلى
شیطان نے حضرت آدم (ع) کے سلسلے میں اپنے وسوسوں کو مؤثر بنانے کیلئے ان چیزوں سے استفادہ کیا جو آدم (ع) میں موجود تھیں وہ چیزیں ہمیشہ رہنے اور فنانہ ہونے والی مالکیت کی طرف تمایل ہے۔

9_ حضرت آدم (ع) کو بہشت میں اپنی دائمی رہائش کا اطمینان نہیں تھا۔ اِن لک لآتجوع ... هل ا دلك على شجرة الخلد خدا تعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کو خوراک، لباس، پانی اور رہائش جیسی ضروریات پوری ہونے کی خبر دی تھی لیکن گویا حضرت آدم (ع) کو ان نعمتوں کی ضمانت کے باوجود اس بہشت میں اپنے ہمیشہ رہنے کا اطمینان نہ تھا اسی وجہ سے شیطان کا وسوسہ ان پر اثر کر گیا۔

10_ شیطان، انسان کی خواہشات اور آرزوں سے آگاہ ہے۔ هل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لا یبلیٰ
11_ شیطان انسان کو دھوکہ دینے اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالنے کیلئے اسکی ضروریات اور خواہشات سے استفادہ کرتا ہے۔ هل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لا یبلیٰ

12_ شیطان اپنے اہداف کی خاطر حقائق کو الٹا کر کے دکھاتا ہے۔ فلا یخرجنکما ... هل ا دلك على شجرة الخلد
13_ شیطان انسان کو اپنی خواہشات کے مطابق مجبور نہیں کر سکتا۔ فوسوس ... هل ا دلك
14_ حضرت آدم (ع) بہشت کی بعض درختوں کی خاصیات سے بے خبر تھے۔ هل ا دلك على شجرة الخلد و ملك لا یبلیٰ

آدم (ع): آپ (ع) اور ممنوعہ درخت ۶؛ انکی بہشت میں دوام ۹؛ بہشت سے ان کے اخراج کا پیش خیمہ ۳؛ انکی بہشت میں شیطان ۳؛ انکی بہشت کے پھلوں کے فوائد ۱۳؛ انکا قصہ ۵، ۶، ۹؛ ۱۳؛ ان کے علم کا دائرہ ۱۳؛ انکا وسوسہ ۳ ابلیس: اسکی شیطنت ۱؛ اسکے نام ۱

انسان: اسکی آرزوئیں ۱۰؛ اس کا اختیار ۱۳؛ اسکی خواہشات ۸، ۱۰؛ اسکے وسوسے کا پیش خیمہ ۱۱؛ اسکی ضروریات ۱۱؛ اس کا وسوسہ ۷

حکومت:

دائمی حکومت تک پہنچانا ۶؛ دائمی حکومت کی درخواست ۸

درخت: دائمی درخت تک پہنچانا ۶

زندگی: دائمی زندگی کی درخواست ۸

شیطان: اسکی طرف سے خیر خواہی کا مظاہر ۷؛ اسکے دھوکے کی روش ۶، ۱۱، ۱۲؛ اسکے وسوسوں کی روش ۷؛ اس کا علم ۱۰؛

اسکی آدم (ع) کے ساتھ گفتگو ۵؛ اس کا نقش و کردار ۱۳؛ اسکے وسوسے ۲، ۳؛ اسکی خصوصیات ۲

مالکیت: دائمی مالکیت تک پہنچانا ۶؛ دائمی مالکیت کی درخواست ۸

ممنوعہ درخت: اس سے کھانے کا پیش خیمہ ۶

آیت ۱۲۱

﴿فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتَ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى﴾

تو ان دونوں نے درخت سے کھالیا اور ان کے لئے ان کا آگاہی ظاہر ہو گیا اور وہ اسے جنت کے پتوں سے چھپانے لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راحت کے راستہ سے بے راہ ہو گئے (۱۲۱)

1_ آدم (ع) و حوا (ع) نے شیطان کے وسوسے میں آکر ممنوعہ درخت سے کھالیا _ فوسوس إليه الشيطان ... فأكلا منه
2_ ممنوعہ درخت سے کھانے کے واقع میں جناب حوا (ع) اپنے شوہر آدم (ع) کی تصمیم کے مطابق عمل کر رہی تھیں _ فوسوس إليه الشيطان ... فأكلا منه آدم (ع) کا ممنوعہ درخت سے کھانا شیطان کے وسوسوں سے متاثر ہونے کی وجہ سے تھا لیکن حوا (ع) ایسے نہیں تھیں (فوسوس إليه الشيطان) ممکن ہے حوا (ع) کے اقدام کا سرچشمہ یہ ہو کہ وہ آدم (ع) کے عمل سے متاثر تھیں۔

3_ آدم (ع) کے خلود، دوام اور لازوال ملک کی طرف تمایل اور اسکی طمع نے انہیں اور انکی بیوی کو ممنوعہ درخت سے کھانے پر مجبور کیا۔

هل ادلك على شجرة الخلد ... فأكلا منه

4_ آدم (ع) و حوا (ع) باوجود اسکے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں شیطان کی ان کے ساتھ دشمنی کے بارے میں شدت سے خبردار کیا تھا شیطان کی باتوں سے متاثر ہو گئے۔ إن هذا عدوك و لزوجك ... فأكلا منه

5_ آدم (ع) کا شیطان کے وسوسے سے متاثر ہونا اور ممنوعہ درخت سے کھانا ان کے عہد الہی کو فراموش کرنے کا ایک نمونہ تھا۔ و لقد عهدنا ... فنسی ... فأکلا منه آدم (ع) و حوا (ع) کی داستان، ان کے ممنوعہ درخت سے کھانے اور اسکے نتائج کا بیان یہ سب اس مجموعہ کی پہلی آیت کی وضاحت ہے اور عہد الہی کے سلسلے میں حضرت آدم (ع) کی فراموشی اور ان میں سنجیدہ عزم کے نہ ہونے کا بیان ہے۔

6_ خدا تعالیٰ کے فرامین اور عہد کی طرف متوجہ رہنا اور انہیں ہمیشہ یاد رکھنا انسان کو شیطان کے وسوسوں میں گرفتار ہونے سے بچاتا ہے۔ و لقد عهدنا ... فنسی ... فأکلا منه

7_ انسان دھوکہ کھانے والا ہے۔ فوسوس ... فأکلا منه

8_ ممنوعہ درخت سے کھانے سے پہلے آدم (ع) و حوا (ع) کی شرمگاہ خود ان سے پوشیدہ تھی۔ فأکلا منها فبدت لهما سوئ تھم "سَوَاءٌ" کا معنی ہے شرمگاہ (لسان العرب) اور ممکن ہے "بدت لهما" کا معنی یہ ہو کہ ہر ایک کی شرمگاہ دوسرے کیلئے آشکار ہو گئی اور ممکن ہے مراد یہ ہو کہ انکی شرمگاہ خود ان کیلئے آشکار ہو گئی دوسرے احتمال کی بنیاد پر ممنوعہ درخت کا پھل کھانا سے پہلے ان کی شرمگاہ خود ان کیلئے بھی پوشیدہ تھی۔

9_ ممنوعہ درخت سے کھانا آدم (ع) و حوا (ع) کی شرمگاہ کے آشکار ہونے اور ان کی عریانی کا سبب بنا۔ فأکلا منها فبدت لهما سوئ تھم

10_ آدم (ع) و حوا (ع) کی نافرمانی ان کے خدا تعالیٰ کے اس وعدے سے محرومیت کا سبب بنی کہ بہشت میں ان کے لباس والی ضرورت پوری ہوگی۔ إن لك ... لاتعری ... فبدت لهما سوئ تھم

11_ جھوٹ انسان کو دھوکہ دینے کیلئے شیطان کا ایک ہتھکنڈا۔ هل ا ذلك على شجرة الخلد و ملك لا یبلی ... فبدت لهما سوئ تھم

12_ شرمگاہوں کے ظاہر ہونے کے بعد آدم (ع) و حوا (ع) انہیں درختوں کے پتوں سے چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔ فبدت لهما سوئ تھما و طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنة

"طفقا" یعنی انہوں نے آغاز کیا اور "خصف" اگر "علی" کے ساتھ متعدی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے چیزوں کو ملا کر سینا اور انہیں ایک جگہ پر ڈالنا یعنی آدم و حوا نے درختوں کے پتوں کو آپس میں ملا کر اپنے اوپر ڈال دیا۔

3_1 آدم (ع) و حوا (ع) اپنے آپ انسانی غریزے یا عادت کی وجہ سے حتیٰ ایک دوسرے سے بھی اپنی شرم گاہ کو چھپانے کا پابند کئے ہوئے تھے۔ وطفقا یخصفان علیہما من ورق الجنة

4_1 انسانی فطرت اپنی شرمگاہ کے ظاہر ہونے سے متنفر ہے اور اسے برا سمجھتی ہے۔* وطفقا یخصفان علیہم

آدم (ع) و حوا (ع) کی خود کی ڈھانپنے کی کوشش برہنگی کو ناپسندیدہ شمار کرنے کی حکایت کرتی ہے۔

5_1 وہ بہشت کہ جس میں آدم و حوا رہائش پذیر تھے ایک مادی باغ اور مادہ کے آثار و خواص کی حامل تھی۔ یخصفان علیہما من ورق الجنة

6_1 حضرت آدم (ع) نے ممنوعہ درخت سے کھا کر پروردگار کی معصیت کا ارتکاب کیا۔ فأکلا ... وعصى ء ادم ربہ

7_1 ممنوعہ درخت سے کھانے سے پہلے حضرت آدم (ع) کو خدا تعالیٰ کی جانب سے اسکی ممنوعیت کا حکم مل چکا تھا۔

فأکلا منها ... و عصی ء ادم ربہ "عصیان" اس صورت میں ہو سکتا ہے جب خدا تعالیٰ کی جانب سے امر یا نہی صادر ہو چکا ہو بنا براین اگرچہ ان آیات میں اس درخت کے ممنوع ہونے کی تصریح نہیں کی گئی لیکن عصیان کا ذکر کرنا اس درخت سے کھانے کے سلسلے میں نہی کے صادر ہونے کا واضح گواہ ہے۔

8_1 خدا تعالیٰ کے اوامر و نواہی اور متنبہ کرنا سب، انسان کے رشد و تکامل اور تربیت کیلئے ہے۔ ربہ

9_1 حضرت آدم (ع) بہشت میں دائمی زندگی اور ابدی حکومت کو حاصل نہ کر سکے اور اپنی خواہش کے سلسلے میں ناکام رہے۔ هل اذک علی شجرة الخلد ... فأکلا ... فعصى ء ادم ربہ فغوی "غوی" یعنی ناکام ہو گیا اور راستے کو گم کر بیٹھا (مصباح) ابلیس کے وسوسے قرینہ ہیں کہ آدم (ع) کی ناکامی اور گمراہی سے مراد ان کا شیطان کی طرف سے القاء کی گئی آرزوں کو نہ پانا ہے۔

20_2 پروردگار کی نافرمانی انسان کی ناکامی اور اسکے رشد و تکامل سے محروم رہنے کا سبب ہے۔ و عصی ء ادم ربہ فغوی

21_2 آدم (ع) خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور ممنوعہ درخت سے کھانے کے نتیجے میں اپنی ترقی سے محروم رہے۔ فغوی "غوی" کا مصدر "غی" ہے جو کہ "رشد" کی ضد ہے (مقایس اللغة)

22_2 ہر گناہ کے نتائج اس گناہ کا ارتکاب کرنے والے سب افراد کیلئے ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔ فأکلا ... و عصی ء

ادم ربہ فغوی جناب حوا (ع) کی نافرمانی کا تذکرہ کرنا شاید اس وجہ سے ہو کہ اپنی نافرمانی میں وہ خود اصل نہیں تھیں بلکہ انہوں نے اپنے شوہر کے عمل کو اپنے لئے نمونہ بنایا تھا لہذا انکی نافرمانی حضرت آدم (ع) کی نافرمانی کی حد تک نہیں تھی۔

3_2 "رب" خداوند متعال کے اسماء و صفات میں سے ہیں۔ و عصی ء ادم ربہ

4_2 "عن ابی عبد اللہ (ع) فی قوله: " بدت لها سوا تهما " قال: كانت سوا تهما لا تبدوا لهما; یعنی، کانت داخلۃ; خدا تعالیٰ کے فرمان "بدت لہما سوء تہما" کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ اس سے پہلے ان دونوں (آدم و حوا) کی شرمگاہیں ان کیلئے آشکار نہیں تھیں کیونکہ انکی شرمگاہیں (انکے بدن کی جلد کے) اندر تھیں^(۱)

5_2 "قال ابو عبد اللہ (ع): ... فلما اسکن اللہ عزوجل آدم و زوجته الجنة قال لهما; " ... و لا تقربا هذه الشجرة ... " فلما اכלا من الشجرة طار الحلی و الحلل عن اجسادهما و بقیا عریانین; (ایک حدیث میں) امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا جب خدا تعالیٰ نے آدم و حوا کو بہشت میں جگہ دی تو انہیں فرمایا ... اس درخت کے نزدیک نہ جانا ... اور انہوں نے جو بھی اس درخت سے کھایا تو ان کے جسم سے زیور اور لباس اڑ گئے اور وہ عریان رہ گئے۔^(۲)

6_2 "عن الرضا (ع) قال: ... كان ذلك من آدم قبل النبوة و لم يكن ذلك بذنب كبير استحق به دخول النار و إنما كان من الصغائر الموهوبة التي تجوز على الانبياء قبل نزول الوحي عليهم...; (خدا تعالیٰ کے فرمان) "و عصی آدم ربہ فغوی" کے بارے میں امام رضا (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا حضرت آدم (ع) کی یہ نافرمانی نبوت سے پہلے تھی اور یہ کوئی ایسا بڑا گناہ نہیں تھا کہ جسکی وجہ سے حضرت آدم (ع) آگ کے مستحق ہوتے بلکہ صغیرہ گناہوں میں سے تھا کہ جو بخش دیا گیا اور وحی کے نازل ہونے سے پہلے یہ انبیاء کیلئے ممکن ہے۔^(۳)

آدم (ع): انکی طمع کے اثرات ۳; انکی نافرمانی کے اثرات ۱۰، ۲۱; آپ نبوت سے پہلے ۲۵; آپ اور ممنوعہ درخت ۱، ۲، ۵، ۸، ۹، ۱۴; آپکا دھوکے میں آنا ۱، ۳، ۵; آپکی بہشت کے مادی وسائل ۱۵; آپکے تمایلات ۱۳; آپکی نافرمانی کا پیش خیمہ ۳; آپکی شرمگاہ کا چھپانا ۸، ۱۳، ۲۳; آپکی نافرمانی ۱، ۱۶; آپکی شرمگاہ کے ظاہر ہونے کے عوامل ۹، ۱۰; آپ کی محرومیت کے عوامل ۱۰; آپکا غریزہ ۱۳; آپکی فراموشی ۵; آپکا فانی ہونا کو ۱۹; آپکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۵، ۸، ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۶، ۱۷، ۱۹، ۲۱، ۲۳، ۲۳; آپکی شرمگاہ کا ظاہر ہونا ۱۲، ۲۳; آپکا گناہ

(1) تفسیر قمی ج ۱، ص ۲۲۵; نور الثقلین ج ۲ ص ۱۵ ح ۴۱ (2) معانی الاخبار، ص ۱۰۹; ح ۱_ نور الثقلین ج ۲، ص ۱۲، ح ۳۵۔

(3) عیون اخبار الرضا ج ۱، ص ۱۹۵، ح ۱_ نور الثقلین ج ۳، ص ۴۰۳، ح ۶۰۔

صغیرہ ۲۵؛ آپکی نافرمانی سے مراد ۲۵؛ آپکا نقش و کردار ۲؛ آپکی بہشت کی خصوصیات ۱۵؛ آپکو خبردار کرنا ۳
احکام: انکا فلسفہ ۱۸

انبیاء (ع): یہ نبوت سے پہلے ۲۵

انسان: اس کا دھوکے میں آنا ۷؛ اسکی فطرت ۱۳؛ اسکی محرومیت کے عوامل ۲۰

تربیت: اس میں مؤثر عوامل ۱۸

تکامل: اسکے عوامل ۱۸؛ اسکے موانع ۲۰

حوالہ (ع): انکی نافرمانی کے اثرات ۱۰؛ انکا دھوکے میں آنا ۱، ۳؛ انکا آدم کی پیروی کرنا ۲؛ یہ اور ممنوعہ درخت ۱، ۲، ۸، ۹؛

انکی نافرمانی کا پیش خیمہ ۳؛ انکی شرمگاہ کا چھپانا ۸، ۱۳، ۲۳؛ انکی نافرمانی ۱؛ انکی شرمگاہ کے ظاہر ہونے کے عوامل ۹، ۱۰؛ انکی

محرومیت کے عوامل ۱۰؛ انکا غریزہ ۱۳؛ انکی شرمگاہ کا ظاہر کرنا ۱۲، ۲۳؛ انکو خبردار کرنا ۳

خدا تعالیٰ: اسکے عہد کی فراموشی ۵؛ اسکے اوامر کا فلسفہ ۱۸؛ اسکے نواہی کا فلسفہ ۱۸؛ اسکے متنبہ کرنا کا فلسفہ ۱۸؛ اس کا متنبہ کرنا ۳

ممنوعہ درخت: اس سے کھانے کے اثرات ۹، ۱۶، ۲۱؛ اس سے کھانا ۱، ۲، ۵؛ اس سے کھانے کا پیش خیمہ ۳

جھوٹ: اسکے اثرات ۱۱

ذکر: عہد خدا کے ذکر کے اثرات ۶ روایت: ۲۳، ۲۳، ۲۵

شخصیت: اسکی آسیب شناسی ۲۰

شیطان: اسکے فریب دینے کا آلہ ۱۱؛ اس کا جھوٹ بولنا ۱۱؛ اسکی دشمنی ۳؛ اسکے وسوسوں کی تاثیر کے موانع ۶؛ اسکے

وسوسے ۱، ۵

نافرمانی: خدا کی نافرمانی کے اثرات ۲۰

شرمگاہ: اسے درخت کے پتوں سے چھپانا ۱۲؛ اسے ظاہر کرنے کا ناپسند ہونا ۱۳

گمراہی: اسکے عوامل ۱۱

گناہ: اسکے اثرات ۲۲

گناہ گار لوگ: انکا تفاوت ۲۲

پھر خدا نے انہیں چن لیا اور انکی توبہ قبول کر لی اور انہیں راستہ پر لگادیا (۱۲۲)

1_ حضرت آدم (ع) نافرمانی اور ممنوعہ درخت سے کھانے کے بعد اپنے کئے سے پشیمان ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں توبہ کرنے لگے۔ ثم اجتبه ربہ فتاب علیہ "اجتبی" کے اصل مادہ "جبا یہ" کا معنی ہے جمع کرنا اور حاصل کرنا اور "اجتبائی" کا معنی ہے "اصطفائی" (خالص چیز کو انتخاب کرنا) اور اختیار (لسان العرب) اس بنا پر "اجتباہ ربہ" یعنی خدا تعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کے ادھر ادھر کے تمایلات کو ختم کر دیا اور سب کو اپنے لئے جمع کر لیا اور انہیں اپنے لئے خالص کر لیا۔ یہ تعبیر حضرت آدم (ع) کے غیر خدا سے مکمل طور پر منقطع ہونے اور انکی حقیقی توبہ سے حکایت کرتی ہے۔

2_ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کے رشد و ترقی کیلئے ان کے غیر الہی تمایلات کو ان سے دور کر دیا اور انہیں اپنے لئے خالص کر لیا۔ ثم اجتبه ربہ فتاب علیہ

3_ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم (ع) کو دوبارہ قبول کرنا اور انہیں چن لینا ممنوعہ درخت سے کھانے والی خطا سے کچھ مدت گزرنے کے بعد ہوا۔ ثم اجتبه ربہ فتاب علیہ "ثم" تراخی کیلئے ہے اور بتاتا ہے کہ اجتبا نے الہی کہ جو آدم (ع) کو توبہ اور غیر خدا سے منقطع ہونے کی توفیق دینا تھا۔ کچھ دیر سے انجام پایا۔

4_ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم (ع) کو چننا اسکی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔ ثم اجتبه ربہ

5_ خدا تعالیٰ نے عطوفت اور مہربانی کی ساتھ حضرت آدم (ع) کی توبہ قبول کی اور انکا گناہ معاف کر دیا۔ ثم اجتبه ربہ فتاب علیہ

"تاب" یعنی لوٹ آیا اور صرف "علی" کی وجہ سے اس میں عطوفت و رحمت کا معنی تضمین کیا گیا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے اس حالت میں آدم (ع) کی

طرف توجہ اور ان پر عنایت کی کہ وہ ان پر عطف اور مہربان تھا۔

6_ حضرت آدم (ع) کا غیر خدا سے مکمل طور پر منقطع ہونے اور ان کی پوری توجہ کے خدا کی طرف مڑ جانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی عنایات سے دوبارہ نوازا۔ اجتہد ربہ فتاب علیہ

حرف "فا" "تاب علیہ" کے اس سابقہ جملہ پر متفرع ہونے کو بیان کر رہا ہے کہ جو حضرت آدم (ع) کی تمام وابستگیوں اور تمایلات کے سمٹ کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

7_ حضرت آدم (ع) منتخب اور معاف ہونے کے بعد ہدایت الہی سے بھی بہرہ مند ہوئے۔ ثم اجتہد ربہ فتاب علیہ و ہدی

8_ حضرت آدم (ع) نے گناہ کی بخشش کے بعد اپنے رشد و ترقی کی راہ کو پایا۔ و ہدی

گذشتہ آیت میں آیا تھا کہ حضرت آدم (ع) نافرمانی اور عصیان کے بعد اپنے رشد و تکامل سے محروم رہ گئے (غوی) اس آیت میں فعل "ہدی" دلالت کر رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس گمراہی کے آثار کو ختم کر دیا اور انہیں کمال اور برگزیدگی کی راہ دکھادی۔

9_ حضرت آدم (ع) بارگاہ خداوندی میں قابل قدر شخصیت کے مالک تھے۔ ثم اجتہد ربہ فتاب علیہ و ہدی

10_ حضرت آدم (ع) کی توبہ کو قبول کرنا اور انہیں خدا کی طرف حرکت کی رہنمائی کرنا ان کیلئے خدا تعالیٰ کی تربیت اور اسکی ربوبیت کا ایک جلوہ تھا۔ ثم اجتہد ربہ فتاب علیہ و ہدی کلمہ "ربہ" کا فعل "تاب" اور "ہدی" کے ساتھ ارتباط مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے اور "اجتہد ربہ" قرینہ ہے کہ ہدایت سے مراد خدا تعالیٰ کی طرف ہدایت ہے۔

آدم (ع): ان کے منقطع ہونے کے اثرات ۶؛ انکی نافرمانی کے اثرات ۱؛ آپ اور ممنوعہ درخت ۱؛ انکی بخشش ۵، ۸؛ انکا برگزیدہ ہونا ۲، ۳، ۴؛ انکی تربیت ۲، ۱۰؛ انکا تکامل ۲، ۸؛ انکی توبہ ۱؛ انکی پشیمانی کے عوامل ۱؛ انکے فضائل ۹؛ انکی توبہ کی

قبولیت ۳، ۵، ۱۰؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸؛ انکے اخلاص کا سرچشمہ ۲؛ انکی ہدایت ۷، ۸، ۱۰

خدا تعالیٰ: اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ ۶؛ اسکی مہربانی ۵؛ اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۳، ۱۰

ممنوعہ درخت: اس سے کھانے کے اثرات ۱

ہدایت یافتہ فوگ: ۷

آیت ۱۲۳

﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى﴾

اور حکم دیا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ سب ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اس کے بعد اگر میری طرف ہے ہدایت آجائے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ پریشان (۱۲۳)

1_ آدم (ع) و حوا (ع) نے ممنوعہ درخت سے کھا کر بہشت میں رہنے کی صلاحیت ضائع کر دی۔ فَاَكَلَا مِنْهَا ... قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا "اہبطای" ممکن ہے آدم (ع) و حوا (ع) کو خطاب ہو اور ممکن ہے آدم اور ابلیس کو خطاب ہو دوسری صورت میں چونکہ حوا (ع) اپنی نافرمانی اور اس کے نتیجے میں حضرت آدم کے تابع تھیں اسلئے مخاطب قرار نہیں پائیں۔ دونوں صورتوں میں مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

2_ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کو دھوکہ دینے اور انہیں وسوسے میں ڈالنے کی وجہ سے شیطان کو بہشت سے نکال دیا اور اسے زمین پر آنے کا حکم دیا۔ فَوَسَّوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطَانُ ... قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "اہبطا" میں مخاطب آدم (ع) اور شیطان ہوں۔

3_ آدم (ع) و حوا (ع) بہشت میں شیطان کے وسوسے پر عمل کرنے اور خدا تعالیٰ کے خبردار کرنے کی پروا نہ کرنے کی وجہ سے اس بلند مقام سے نکال دیئے گئے اور زمین پر اتر آئے۔ فَاَكَلَا مِنْهَا ... و عَصَىٰ اٰدَمُ ... قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا "ہبوط" یعنی "نزول" (مصباح) اور "اہبطا" کا حکم ایک حکم تکوینی ہے کیونکہ عام طور پر انسان کیلئے زمین پر ہبوط نہیں ہے۔

4_ شیطان نے اپنے وسوسے اور فریب دہی کے ساتھ آدم (ع) و حوا (ع) کو بہشت سے نکالنے اور ان کے زمین پر ہبوط کے اسباب فراہم کئے۔ فَوَسَّوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطَانُ ... قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا

5_ پروردگار کے حکم کی مخالفت اور نافرمانی انسان کے سقوط اور اس کے مقام کے تنزل کا سبب ہے۔ و عَصَىٰ اٰدَمُ ... قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمْلہ "ثم اجتباہ ... " اگرچہ ہبوط والے واقعے سے پہلے ذکر ہوا ہے لیکن ان آیات کی بنیاد پر کہ جو سورہ بقرہ میں گزر چکی ہیں حضرت آدم (ع) کی توبہ ہبوط کے بعد وقوع پذیر ہوئی تھی اس بنا پر جملہ قال "اہبطا ..." حضرت آدم (ع) کی نافرمانی کی سزا کا بیان ہے اور "ثم اجتباہ ..." جملہ معترضہ ہے۔

6_ آدم (ع) و حوا (ع) کے زمین پر اترنے کا لازمہ پوری نسل انسانی کو اس میں باقی رکھنا ہے۔ قال اہبطا ... بعضکم لبعض عدو فإما یأتینکم "بعضکم" اور "یا تینکم" کی جمع کی ضمیر ویں اس نکتے کو بیان کر رہی ہیں کہ ہبوط والے حکم کے صادر ہونے کے وقت زمین میں انسانی زندگی کا مسلسل ہونا قطعی تھا۔

7_ زمین میں انسان کی زندگی ہمیشہ انسانوں کی آپس میں دشمنی اور مخالفت کے ہمراہ رہی ہے۔ اہبطا منها جمیعاً بعضکم لبعض عدو "بعضکم لبعض عدو" کے بارے میں دو نظر ہیں ۱۔ اس سے مراد شیاطین کی انسانوں کے ساتھ دشمنی ہے اس نظریے کے مطابق "اہبطا" ابلیس اور آدم (ع) کو خطاب ہوگا ۲۔ اس سے مراد انسانوں کی آپس کی دشمنی ہے اس نظریہ کی بنیاد یہ ہے کہ "اہبطا" کے مخاطب آدم (ع) و حوا ہیں۔ دونوں صورتوں میں آدم (ع) اور حوا و ابلیس کو مخاطب بنانا انکی اولاد کے لحاظ سے ہوگا۔ مذکورہ مطلب دوسرے نظریے کی بنیاد پر ہے۔

8_ انسان اور شیطان ایسے دشمن ہیں کہ جن میں صلح کا امکان نہیں ہے۔ اہبطا ... بعضکم لبعض عدو مذکورہ مطلب میں "اہبطا" آدم (ع) اور ابلیس کو خطاب ہے۔

9_ حضرت آدم (ع) کی بہشت ایسی جگہ تھی کہ جس میں صلح و آشتی، اور مکمل ضروریات کی فراہمی تھی اور اسکے باسیوں کے درمیان دشمنی نہیں تھی۔ إن لک ألا تجوع ... اہبطا ... بعضکم لبعض عدو چونکہ افراد بشر کی آپس میں دشمنی کا موضوع، سزا اور ہبوط کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے اس سے لگتا ہے کہ حضرت آدم (ع) کے پہلے گھر (بہشت) میں یہ چیز نہیں تھی اور ضروریات کی فراہمی کی وجہ سے اس میں دشمنی کا پیش خیمہ ہی نہیں تھا۔

10_ خدا تعالیٰ نے زمین پر انسان کے اترنے کے آغاز سے ہی اسکی زندگی کیلئے رہنمائی اور منصوبہ بندی کر رکھی تھی۔ اہبطا منها ... فإما یأتینکم منی ہدی "إما یأتینکم" میں مخاطب صرف انسان ہیں (اگرچہ "اہبطا" کے مخاطب آدم (ع) اور ابلیس ہیں) کیونکہ شیاطین کی گمراہی کے حتمی ہونے کے بعد انہیں ہدایت دینا بے سود ہے۔

11_ انسان کو ہدایت سے بہرہ مند کرنا انسان کے پہلے افراد کو خدا تعالیٰ کی بشارت۔ اہبطا ... فإما یأتینکم منی ہدی "إما یأتینکم" دو تاکیدوں پر مشتمل ہے۔ ۱۔ "انا" (ان ما) میں مازاندہ ۲۔ نون تاکید اس طرح عبارت کا معنی یہ ہے کہ اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئی۔ کہ جو یقیناً آئیگی ...

2_1 آدم(ع) و حوا(ع) کے ممنوعہ درخت سے کھانے کی وجہ سے انسانوں میں دشمنی پیدا ہونے کے اسباب فراہم ہوئے۔ فأکلا ... بعضکم لبعض عدو

3_1 خدا تعالیٰ نے افراد بشر کی آپس کی دشمنی کے بارے میں آدم(ع) و حوا(ع) کو مطلع کر دیا اور انہیں اسکے نتائج سے بچنے کا راستہ بھی دکھا دیا تھا۔ بعضکم لبعض عدو ... فمن إتبع هداى فلا يضل و لا يشقى

4_1 خدا تعالیٰ کی ہدایات کی پیروی انسان کو زمین پر رہنے والوں کی باہمی کشمکش اور دشمنی کے برے انجام سے بچاتی ہے۔ بعضکم لبعض عدو فإما ياتينکم منى هدي

5_1 انسان ہدایت یا گمراہی کے راستے کے انتخاب کے سلسلے میں با اختیار ہے۔ فاما ياتينکم منى هدي فمن اتبع هداي

6_1 ہدایت الہی کی پیروی گمراہی اور بدبختی سے مانع ہے۔ فمن اتبع هداى فلا يضل و لا يشقى

7_1 ہدایات الہی سے روگردانی انسان کی گمراہی اور اسکے رنج و الم میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔ فمن اتبع هداى فلا يضل و لا يشقى "شقاوت" کا معنی ہے سختی اور دشواری (قاموس) اور بعد والی آیت قرینہ ہے کہ اس سے مراد زندگی کا دباؤ اور مشکلات ہیں۔

8_1 انسان، غلطیوں سے بچنے اور خوش بختی تک پہنچنے کیلئے ہدایت الہی کا محتاج ہے۔ فمن اتبع هداى فلا يضل و لا يشقى

آدم(ع): انکے دھوکہ کھانے کے اثرات ۳؛ یہ اور ممنوعہ درخت ۱، ۳، ۱۲؛ انہیں بہشت سے نکالنا ۲، ۳؛ انکی بہشت میں امن ۹؛ انکو بشارت ۱۱؛ انکی بہشت میں ضروریات کی فراہمی ۹؛ انکی بہشت سے نکالنے کا پیش خیمہ ۳؛ انکے ہبوط کا پیش خیمہ ۳؛ انکی بہشت میں صلح ۹؛ انکی محرومیت کے عوادل ۱؛ انکی بہشت سے محرومیت کے عوادل ۱؛ انکے ہبوط کے عوادل ۳؛ انکے ہبوط کا فلسفہ ۶؛ انکا قصہ ۱، ۲؛ انکا معلم ۱۳؛ انکی بہشت کی خصوصیات ۹

اطاعت: خدا تعالیٰ کی اطاعت کے اثرات ۱۳، ۱۶

انسان: اس کا اختیار ۱۵؛ زمین میں اسکی نسل کی بقا ۶؛ اسکے دشمن ۸؛ اس کی دشمنی ۴، ۱۳؛ اس کی دشمنی کا پیش

خیمہ ۱۲: اسکے انحطاط کے عوادل ۵: اسکی نجات کے عوادل ۱۳: اسکی معنوی ضروریات ۱۸: اسکی ہدایت ۱۰

بشارت: ہدایت کی بشارت ۱۱

جبر و اختیار ۱۵

حوا (ع): انکے دھوکہ کھانے کے اثرات ۳: یہ اور ممنوعہ درخت ۱، ۳، ۱۲: ان کے ہبوط کا پیش خیمہ ۳: انکی محرومیت کے

عوادل ۱: ان کے ہبوط کے عوادل ۳: ان کے ہبوط کا فلسفہ ۶: انکا معلم ۱۳

خدا تعالیٰ: اسکی بشارتیں ۱۱: اسکی تعلیمات ۱۳: اسکی راہنمائی ۱۰: اسکی ہدایات ۱۱، ۱۸

ممنوعہ درخت: اس سے کھانے کے اثرات ۱، ۱۲

دشمنی: اس سے نجات کے عوادل ۱۳: اس سے نجات ۱۳

زمین: اس میں دشمنی ۷

سختی: اسکے عوادل ۱۷

سعادت: اسکے عوادل ۱۸

شخصیت: اسکی آسیب شناسی ۵

شقاوت: اسکے موانع ۱۶

شیطان: اسکے دھوکہ دینے کے اثرات ۲، ۳: اسکے وسوسوں کے اثرات ۳، ۳: اسے نکال باہر کرنا ۲: اسکی دشمنی ۸: اس کا

نقش و کردار ۳: اس کا ہبوط ۲

نافرمانی: خدا تعالیٰ کی نافرمانی کے اثرات ۱۷، ۵

گمراہی: اس کا پیش خیمہ ۱۵: اسکے عوادل ۱۷، اس کے موانع ۱۶

ضروریات: ہدایت الہی کی ضرورت ۱۸

ہدایت: اس کا پیش خیمہ ۱۵

آیت ۱۲۳

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى﴾

اور جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا اس کے لئے زندگی کی تنگی بھی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا بھی محسوس کریں گے (۱۲۳)

1_ ہدایت الہی اور اسکی یاد سے روگردانی لئے انسان کے لئے سخت اور مشکلات سے پر زندگی میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔ من اتبع ہدای ... و من أعرض عن ذکری فإن له معیشتہ ضنک

"معیشتہ" یا تو مصدر میسی ہے اور یا "ما یعاش بہ" کے معنی میں ہے یعنی وہ چیز جسکے ساتھ زندگی گزرتی ہے "ضنک" کا معنی ہے تنگی اور سختی (لسان العرب)

2_ ہدایت الہی کی پیروی اور خدا کی یاد میں رہنا زندگی کی آسانی اور مشکلات کے دور ہونے کا سبب ہے۔ من اتبع ہدای ... لا یشقی _ و من أعرض عن ذکری فإن له معیشتہ ضنک

3_ الہی تفکر اور ہدایات کو مد نظر رکھے بغیر دنیاوی زندگی ایک تنگ اور محدود زندگی ہے۔ و من أعرض عن ذکری فان له معیشتہ ضنک جس طرح خدا تعالیٰ نے دیگر آیات میں دنیاوی زندگی کو "متاع قلیل" قرار دیا ہے ممکن ہے اس آیت میں بھی دنیاوی زندگی کو "تنگ" زندگی کے طور پر متعارف کرایا ہو یعنی دنیا ہر حد و اندازے اور ہر مقدار میں اگر ہدایت سے خالی ہو تو یہ "تنگ زندگی" کے سوا کچھ نہیں ہوگی کیونکہ بلا مقصد اور آخرت پر اعتقاد کے بغیر زندگی تھکا دینے والی، روزمرہ کا تکرار اور فضول زحمت ہے۔

4_ ہدایت الہی کی پیروی اور اسکی طرف توجہ یا خدا کا جلوہ ہے۔ من اتبع ہدای ... و من أعرض عن ذکری اس آیت میں "من اعرض" سابقہ آیت میں "من اتبع" کے مقابلے میں ہے مقابلے کا تقاضا یہ تھا کہ فرماتا "و من لم یتبع ہدای" لیکن اس کے بجائے فرمایا ہے "و من أعرض عن ذکری" اس انتخاب کی وجہ یا تو ہدایت میں ذکر خدا کا کردار ہے اور یا ذکر و ہدایت کا ایک ہونا ہے۔

5_ ہدایت الہی اور یاد خدا سے روگردانی کرنے والے میدان قیامت میں اندھے محسوس ہوں گے۔ و من أعرض عن ذکری ... و نحشرہ یوم القیامۃ اعمی

6_ ہدایت الہی اور ہمیشہ خدا کی یاد میں رہنا زندگی میں بصیرت کا سبب ہے۔ و من أعرض عن ذكرى ... و نحشره يوم القيامة اعمی گمراہ لوگوں کا اندھا محسوس ہونا دنیا میں ان کے ہدایت کو دیکھنے اور پانے سے اندھا ہونے کا نتیجہ ہے۔ اس خاص سزا سے یہ نتیجہ لیا جاسکتا ہے کہ ہدایت، زندگی کی راہ میں بصیرت کا سبب ہے۔

7_ قیامت کے دن حقائق واضح ہو جائیں گے۔ و نحشره يوم القيامة اعمی

8_ قیامت انسانوں کو جمع کرنے اور ان کو حاضر کرنے کا دن ہے۔ و نحشره يوم القيامة

"حشر" کا معنی ہے جمع کرنا کہ جس کے ہمراہ پیچھے سے چلانا اور ہانکنا ہو (مقایس اللغة) یہ کلمہ صرف گروہ کے بارے میں استعمال ہوتا ہے (مفردات راغب) اور آیت کریمہ میں ضمائر اگرچہ مفرد کی استعمال کی گئی ہیں لیکن چونکہ یاد خدا سے غافل سب لوگوں کا انجام یہی ہوگا اس لئے "حشر" کو درحقیقت گروہ کی طرف نسبت دی گئی ہے۔

9_ قیامت کو برپا کرنا اور اس میں یاد خدا سے غافل لوگوں کو حاضر کرنا خدا تعالیٰ کے اختیاریں ہے اور وہ اسکے ارادے سے مربوط ہے۔ و نحشره يوم القيامة اعمی

10_ مشکل زندگی یاد خدا سے غافل ہونے کا فطری اثر اور روز قیامت نابینائی اسکی الہی سزا ہے۔ فَإِنْ لَهُ مَعِيشَةٌ ضَنْكًا و نحشره يوم القيامة اعمی "فإن له ... اور "نحشره ... کی تعبیروں میں فرق کہ دوسری کو خدا تعالیٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے اور پہلی خود عمل پر متفرع ہوئی ہے ممکن ہے مذکورہ مطلب کی طرف اشارہ ہو۔

11_ دنیا میں سخت زندگی اور قیامت میں نابینا محسوس ہونا انسان کی گمراہی اور بد بختی کے جلوے ہیں۔

فمن اتبع هداى فلا يضل و لا يشقى — و من أعرض عن ذكرى فإن له معيشة ضنكاً و نحشره يوم القيامة اعمی مذکورہ مطلب ہدایت یافتہ اور غافلین کے گروہوں کے درمیان تقابل کا لازمہ ہے کہ جسے دو آیتیں مجموعی طور پر بیان کر رہی ہیں۔

12_ "عن امير المؤمنين (ع) : و إن المعيشة الضنك التي حذر الله منها عدوه ه عذاب القبر، انه يسلط على الكافر في قبره تسعة و تسعين تینا فینھشن لحمه و یکسرن عظمه و یترددن علیہ كذلك إلى يوم یبعث; امیر المؤمنین (ع) سے روایت کی گئی ہے "معيشة ضنك" کہ جس سے خدا تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو ڈرایا ہے عذاب قبر ہے

خدا تعالیٰ کا فرپر اسکی قبر میں ۹۹ سانپ مسلط کرتا ہے کو جو اسکے گوشت کو ڈستے ہیں اور اسکی ہڈی کو توڑتے ہیں اور اسی طرح اس پر آتے جاتے رہتے ہیں اس دن تک کہ اسے اٹھایا جائے۔^(۱)

3_1 " معاویہ بن عمار عن ابي عبد الله (ع) قال: سالتہ عن رجل لم یحج قط و له مال قال: هو ممن قال الله : " و نحره يوم القيامة اعمى " قلت : سبحان الله اعمى؟ قال: اعماه الله عن طريق الجنة؛ معاویہ بن عمار کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جسکے پاس مال تھا لیکن اس نے حج نہ کیا تو آپ (ع) نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جنکے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے " و نحره يوم القيامة اعمى " میں نے کہا سبحان اللہ نابینا؟ فرمایا خدا تعالیٰ نے اسے بہشت کا راستہ (دیکھنے) سے نابینا کر دیا ہے۔^(۲)

اطاعت: خدا کی اطاعت کے اثرات ۲، ۳

انسان: اس کا محسور ہونا ۸؛ اسکی شقاوت کی نشانیاں ۱۱؛ اسکی گمراہی کی نشانیاں ۱۱
بصیرت: اسکے عوامل ۶

حج: تارکین حج قیامت میں ۱۳؛ تارکین حج کا آخرت میں اندھاپن ۱۳
خدا تعالیٰ: اس سے روگردانی کے اثرات ۱۰؛ اسکی ہدایت کے اثرات ۳، ۶؛ اس کا ارادہ ۹؛ اسکے افعال ۹؛ اس سے غفلت کرنے والوں کا آخرت میں اندھاپن ۱۰؛ اس سے روگردانی کی سزا ۱۰
ذکر: ذکر خدا کے اثرات ۲، ۶؛ ذکر خدا کی نشانیاں ۳

روایت: ۱۲، ۱۳

زندگی: اسکی سختی ۱۱؛ اسے آسان کرنے کے عوامل ۱؛ اسکی سختی کے عوامل ۱، ۳، ۱۰؛ سخت زندگی سے مراد ۱۲
سختی: اسے دور کرنے کے عوامل ۲
نافرمانی: خدا کی نافرمانی کے اثرات ۱
غافلین: ان کا آخرت میں اندھاپن ۵؛ ان کے محسور ہونا کا سرچشمہ ۹
غفلت: خدا سے غفلت کے اثرات ۱/ قیامت:

(1) امالی شیخ طوسی ج ۱، ص ۲۷؛ تفسیر بہان ج ۳، ص ۴۸، ح ۹-2) تفسیر قمی ج ۲، ص ۶۶-نور الثقلین ج ۳، ص ۴۰۶، ح ۱۷۳۔

اس میں حقائق کا ظہور ۷؛ اس میں اندھا ہونے کے عوامل ۱۰؛ اس میں اندھا ہونا ۱۱؛ اس میں محسور ہونے کا سرچشمہ ۹
کفار: انکا عذاب قبر ۱۲

گمراہ لوگ: ان کا آخرت میں اندھا پن ۵

خدا سے اعراض کرنے والے: ان کا آخرت میں اندھا پن ۵، ۱۰

آیت ۱۲۵

﴿قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا﴾

وہ کہے گا کہ پروردگار یہ تو نے مجھے اندھا کیوں محسور کیا ہے جب کہ میں دار دنیا میں صاحب بصارت تھا (۱۲۵)

1_ ہدایت اور یاد الہی سے روگردانی کرنے والے روز قیامت نابینا محسور ہوں گے۔ قال رب لم حشرتني أعمى

2_ یاد خدا سے غافل لوگ روز قیامت تعجب کے ساتھ اور شکایت کے انداز میں خدا تعالیٰ سے اپنے اندھے پن کی علت

کے بارے میں سوال کریں گے۔ قال رب لم حشرتني أعمى

3_ یاد خدا سے غافل لوگ روز قیامت محسور ہونے کے بعد اپنی نجات کے راستے کی شناخت سے ناتوان ہوں گے۔ *

قال رب لم حشرتني أعمى ممکن ہے اندھے پن سے مراد قیامت کے ماحول اور اسکی مشکلات سے نجات کا راستہ پانے سے آگاہ نہ ہونا ہو اس بنا پر "قد كنت بصيرًا" کہنے والے اپنے آپ کو اس طرح سمجھتے ہیں کہ جو دنیا میں سب چیزوں کو خوب سمجھتے تھے اور عمیق فکر رکھتے تھے۔

4_ روز قیامت انسان کو خدا تعالیٰ سے سوال پوچھنے کی اجازت ہے۔ قال رب لم حشرتني أعمى

"قال" کے ظاہر سے یوں لگتا ہے کہ یہ سوال لفظوں میں ہوگا اور نابیناؤں کی طرف سے روز قیامت کیا جائیگا۔

5_ قیامت کے دن انسان اپنے نقائص کو درک اور محسوس کریگا۔ قال رب لم حشرتني أعمى

6_ یاد خدا سے اعراض کرنے والے میدان قیامت میں

حاضر ہو کر خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کریں گے۔ قال رب

7۔ بصیرت و بینائی کو عطا کرنا اور اس کا چھین لینا خدا تعالیٰ کی ربوبیت کے جلوے ہیں۔ قال رب لم حشرتني أعمى

8۔ حاضرین قیامت خدا تعالیٰ کو انسانوں کا محشور کرنے والا اور فہم و درک کی قوتوں کا اختیار رکھنے والا سمجھتے ہیں۔

لم حشرتني أعمى

9۔ یاد خدا سے غافل لوگ قیامت میں حاضر ہونے کے وقت اپنی دنیاوی زندگی کو ہوشمندانہ قرار دیکر فہم و درک کے

راستے کے بند ہونے سے تعجب کریں گے۔ *قال رب لم حشرتني أعمى و قد كنت بصيرا

مذکورہ مطلب بالا اس بنا پر ہے کہ "اعمى" سے مراد "دل کا اندھا" ہو۔

10۔ قیامت کے دن انسان دنیا میں زندگی کے حالات اور اس میں اپنی جسمانی خصوصیات سے آگاہ ہوگا۔

قال رب لم حشرتني أعمى و قد كنت بصيرا

11۔ حاضرین قیامت کی نظر میں ضروری ہے کہ انسان کا وہاں کا جسم اسکے دنیاوی بدن جیسا ہو۔ لم حشرتني أعمى و

قد كنت بصيرا

12۔ روز قیامت انسان کا محشور ہونا جسمانی خصوصیات کے ہمراہ ہوگا۔ قال رب لم حشرتني أعمى و قد كنت بصيرا

13۔ ہدایت الہی کی پیروی روز قیامت بصیرت اور بینائی کا سبب ہے۔ فمن اتبع هداي ... و من اعرض ... لم

حشرتني أعمى

14۔ خدا سے غفلت کے ہوتے ہوئے گہری فکر بھی در حقیقت اندھاپن اور بے بصیرتی ہے۔ لم حشرتني أعمى و قد

كنت بصيرا قیامت میں اندھاپن دنیا میں انسان کی حقیقت کا جلوہ ہے یعنی اگرچہ وہ اپنے آپ کو با بصیرت سمجھتا ہے

لیکن در حقیقت بصیرت سے عاری ہے۔

اطاعت: خدا کی اطاعت کے اثرات ۱۳

اقرار: ربوبیت خدا کا اقرار ۶/ اندھاپن: اس کا سرچشمہ ۷

انسان: اسکی اخروی سوچ ۸، ۱۱؛ اس کا اخروی تنبہ ۱۰؛ اسکے محشور ہونے کا سرچشمہ ۸؛ اسکے درک کا سرچشمہ ۸؛ اسکے

محشور ہونے کی خصوصیات ۱۲

بصیرت: اخروی بصیرت کے عوامل ۱۳؛ اس کا سرچشمہ ۷

خدا تعالیٰ: اسکے افعال ۸؛ اس سے سوال ۲، ۳؛ اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۷

خدا سے اعراض کرنے والے: انکا اخروی اقرار ۶؛ انکا اخروی تعجب ۹؛ انکا محشور ہونا ۱، ۳؛ انکا عجز ۳؛ انکا اخروی اندھاپن ۱؛ انکی دنیوی ہوشیاری ۹

غافلین: انکا اخروی اقرار ۶؛ انکا اخروی سوال ۲؛ انکا اخروی تعجب ۲، ۹؛ انکا محشور ہونا ۳؛ انکا عجز ۳؛ انکا اخروی اندھاپن ۱، ۲؛ انکا اندھاپن ۱۳؛ انکا اخروی گلہ ۲

غفلت: خدا تعالیٰ سے غفلت کے اثرات ۱۳

قیامت: اس میں سوال ۳؛ اس میں نقائص کا درک ۵؛ اس میں حقائق کا ظہور ۵، ۱۰

گمراہ لوگ: ان کا محشور ہونا ۱؛ ان کا اخروی اندھاپن ۱

معاد: معاد جسمانی ۱۱، ۱۲

آیت ۱۲۶

﴿إِن كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى﴾

- ارشاد ہوگا کہ اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئے اور تو نے انھیں بھلا دیا تو آج تو بھی نظر انداز کر دیا جائے گا (۱۲۶)
- 1_ خدا تعالیٰ نے بشر کی ہدایت اور اسے یاد دہانی کرانے کیلئے متعدد آیات بھیجی ہیں۔ قال کذلک ائتک ء اتین
 - 2_ آیات اور ہدایت الہی کو فراموش کرنا اور ان سے غافل ہونا روز قیامت ناپسند محشور ہونے کا سبب ہے۔
لم حشرتنی اعمی ... قال کذلک ائتک و ء آیا تنافسیتہ
 - 3_ خدا تعالیٰ فرائض کے بیان کرنے اور انہیں بندوں تک پہنچانے بغیر انہیں سزا نہیں دیتا۔ قال کذلک ء اتیتک ء ای تن روز قیامت غافلین کو کہا جائیگا "ائتک ء ایاتنا" یعنی تیرے پاس ہماری آیات آئیں تھیں نہ یہ کہ ہم نے آیات بھیجیں تھیں آپ تک پہنچی ہوں یا نہ لہذا خدا تعالیٰ نے مواخذے کا معیار آیات کے ابلاغ کو قرار دیا ہے۔
 - 4_ مجرمین کا خدا تعالیٰ سے سوال اور اس کا جواب وصول کرنا میدان قیامت کے واقعات میں سے۔
رب لم حشرتنی ... قال کذلک ائتک ای تن
- "قال کذلک" کے ظاہر سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ "لم حشرتنی" کے سوال کا جواب بھی الفاظ کے ساتھ بیان ہوگا نہ کہ صرف نفس میں ایک حالت پیدا ہوگی

اگرچہ ممکن ہے یہ جواب بلا واسطہ نہ ہو بلکہ فرشتوں وغیرہ کے ذریعے انجام پائے۔

5_ خدا تعالیٰ کی طرف سے پہنچائی گئی ہدایات اسکی آیات ہیں۔ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنْهُ هُدًى فَمَنْ اتَّبَعَ هُدَايَ ... قَالَ كَذَلِكَ

۱ تَتَكُ أَيُّ تَنَ گزشتہ آیات میں "ہدایت" کلام کا محور تھا اس آیت میں "ہدایات الہی" کہ جن کا "ہدی" اور "ہدای" کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔ کو "آیتنا" کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے تاکہ اس حقیقت کو بیان کرے کہ ہدایات الہی وہی اسکی آیات ہیں۔

6_ روز قیامت خدا تعالیٰ آیات اور معارف الہی کی اعتناء نہ کرنے والے افراد سے روگردانی کرے گا اور انکی اعتنا نہیں کریگا۔ أَتُنْكُ آيَاتِنَا فَتُنْسِيهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ فَعْلٌ "تنسی" میں اگرچہ فاعل نامعلوم ہے لیکن (گزشتہ آیت میں) "رب لم حشرتنی" کے قرینے سے کہا جاسکتا ہے کہ فاعل خدا تعالیٰ ہے۔ نسیان دو معنوں کے درمیان مشترک ہے ۱۔ غفلت کی وجہ سے ترک کرنا ۲۔ جان بوجھ کر ترک کرنا (مصباح) گزشتہ آیات قرینہ ہیں کہ اس آیت میں دوسرا معنی مراد ہے۔

7_ آیات اور ہدایات الہی سے غفلت اور انہیں فراموش کردینا روز قیامت انسان کے خدا تعالیٰ کی توجہات و عنایات سے محروم ہونے کا ایک عامل ہے۔ أَتُنْكُ آيَاتِنَا فَتُنْسِيهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ

(گزشتہ آیات میں مذکور) "مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي" قرینہ کہ ہے "نسیتها" میں نسیان سے مراد آیات الہی سے روگردانی اور بے اعتنائی ہے اور اس کا "تنسی" کے ساتھ تقابل اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ اس کلمے میں بھی نسیان کا معنی روگردانی اور ترک کرنا ہے۔

8_ روز قیامت نابینائی اور ورک انسان کے راستے کا مسدود ہونا اسکے خدا تعالیٰ کی توجہ اور عنایات سے محروم ہونے کا مظہر ہے۔ لَمْ حَشَرْتَنِي أَعْمَى ... كَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ

9_ روز قیامت انسان کو محسوس کرنے اور اسکے اعمال کی جزا کی کیفیت اسکے دنیاوی کردار کے ساتھ متناسب ہوگی۔ فَنَسِيْتَهَا ... تُنْسَىٰ

10_ روز قیامت انسان کی سزا اسکے دنیاوی کردار سے نشأت پکڑتی ہے۔ فَنَسِيْتَهَا ... الْيَوْمَ تُنْسَىٰ

آیات خدا:

انکی فراموشی کے اثرات ۲، ۴؛ ان سے اعراض کرنے والوں سے بے اعتنائی ۶؛ ان سے اعراض کرنے والے قیامت میں ۶؛ ان کا کردار ۱؛ انکا ہدایت کرنا ۱، ۵

انسان: اسکے اخروی اندھے پن کا سرچشمہ ۸

پاداش: اس کا عمل کے ساتھ متناسب ہونا ۹؛ اخروی پاداش کے عوامل ۱۰
محشور ہونا: اسکی کیفیت ۹

خدا تعالیٰ: اسکے لطف و کرم سے محرومیت کے اثرات ۸؛ اس سے سوال ۳؛ اس کے لطف و کرم سے محرومیت کے عوامل ۴؛ اسکی ہدایات ۱، ۵

عمل: اسکے اثرات ۹، ۱۰؛ اسکی اخروی پاداش ۹؛ اسکی اخروی سزا ۹
غفلت: آیات الہی سے غفلت کے اثرات ۴؛ خدا تعالیٰ سے غفلت کے اثرات ۲، ۴
قواعد فقہیہ: ۳

قاعدہ عقاب بلا بیان ۳

قیامت: اس میں سوال و جواب ۳؛ اسکی خصوصیات ۳

اندھاپن: اخروی اندھے پن کے عوامل ۲

سزا: اس کا گناہ کے ساتھ متناسب ہونا ۹؛ اخروی سزا کے عوامل ۱۰

گناہ گار لوگ: ان کا اخروی جواب ۳؛ ان کا اخروی سوال ۳

جزا کا نظام: ۹

سزا کا نظام ۳

ہدایت: اسکی اہمیت ۱

آیت ۱۲۷

﴿وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى﴾

اور ہم زیادتی کرنے والے اور اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان نہ لانے والوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب یقیناً سخت ترین اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے (۱۲۷)

1_ دنیا میں سخت اور تنگ زندگی اور قیامت میں اندھاپن اور خدا تعالیٰ کی سرد مہری میں گرفتار ہونا اسراف کرنے والوں کی سزا ہے۔ معیشتہ ضنکاً و نحشر يوم القيامة اعمى ... و كذلك نجزي من اسرف اسراف یعنی حد اعتدال سے تجاوز کرنا (مصباح) "من اتباع ہدای" کے قرینے سے اس آیت میں اس سے مراد ہدایات الہی سے تجاوز کرنا ہے اور "کذلک" میں "ذلک" ان سزاؤں کی طرف اشارہ ہے کہ جو گزشتہ آیات میں یاد خدا سے روگردانی کرنے والوں کیلئے بیان ہو چکی ہیں۔

2_ آیات اور ہدایات الہی سے روگردانی کرنے والے اسراف کرنے والوں کا کامل اور بارز مصداق ہیں و من أعرض عن ذكری ... و كذلك نجزي من أسرف

اگر "کذلک نجزي ... " کا گزشتہ آیت پر عطف ہو اور یہ خدا تعالیٰ کی یاد الہی سے غافل لوگوں کے ساتھ گفتگو کا تسلسل ہو تو "من اسرف" غافلین کیلئے دوسرا عنوان ہوگا۔

3_ اسراف کرنے والے اور آیات الہی پر ایمان لانے سے روگردانی کرنے والے روز قیامت خدا تعالیٰ کی توجہ اور عنایات سے محروم ہوں گے۔ و كذلك اليوم تنسى و كذلك نجزي من أسرف و لم يؤمن بآیات ربہ

4_ انسان کی ہدایت کیلئے آیات پیش کرنا ربوبیت الہی کا ایک جلوہ ہے۔ باقی ت ربہ

5_ خدا تعالیٰ مستحقین عذاب کو سزا دینے کے نظام کا حاکم ہے۔ نجزي

6_ دنیوی سزاؤں کی نسبت اخروی عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہوگا۔ و لعذاب الآخرة أشد و ابقى

7_ اسراف کرنے والوں اور آیات الہی پر ایمان نہ لانے والوں کو دنیاوی سزا اور روز قیامت اندھا ہونے کے علاوہ

آخرت میں زیادہ سخت اور دیرپا عذاب کا سامنا ہوگا۔ و لعذاب الآخرة أشد و ابقى

"کذلک" بتاتا ہے کہ دنیا میں سخت زندگی اور قیامت کا اندھا پن غافلین کے علاوہ بے ایمان اسراف کرنے والوں کیلئے بھی خطرہ ہے اور جملہ "لعذاب الآخرة..." اس کے علاوہ مزید عذاب سے حکایت کر رہا ہے کہ جو روز قیامت کے ختم ہونے کے بعد شروع ہوگا اور دنیاوی اور روز قیامت کے عذاب سے زیادہ سخت اور دیرپا ہوگا۔

8_ آیات اور ہدایات الہی پر ایمان دنیا و آخرت میں عذاب الہی سے محفوظ رہنے کی شرط ہے۔ و کذلک نجزي ... لم يؤمن ... اشد و ابقى

اسراف کرنے والے: ۱۲ انکے عذاب کا دائمی ہونا؛ ۱۱ انکی زندگی کا سخت ہونا؛ ۱۰ انکا اخروی عذاب؛ ۹ انکا اخروی اندھا پن؛ ۸ انکی سزا؛ ۷، ۱۱؛ ۱۲ انکی اخروی محرومیت ۳

آیات خدا: ان سے روگردانی کرنے والوں کا اسراف؛ ۲ ان سے اعراض کرنے والوں کا اخروی عذاب؛ ۷ ان سے اعراض کرنے والوں کی سزا؛ ۷ ان سے اعراض کرنے والوں کی اخروی محرومیت ۳؛ ان کا کردار ۳

ایمان: آیات الہی پر ایمان کے اثرات ۸؛ خدا تعالیٰ پر ایمان کے اثرات ۸

خدا تعالیٰ: اسکی حاکمیت ۵؛ اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۳

عذاب: اخروی عذاب کی شدت ۶؛ اس سے بچنے کے شرائط ۸؛ دنیوی عذاب ۶؛ اسکے درجے ۶؛ اخروی عذاب کے درجے ۷

خدا کا لطف و کرم: اس سے محروم لوگ ۳

سزا کا نظام: اس کا حاکم ۵

ہدایت: اسکے عوامل ۳

﴿أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِينِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَى﴾

کیا انھیں اس بات نے رہنمائی نہیں دی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی نسلوں کو ہلاک کر دیا جو اپنے علاقہ میں نہایت اطمینان سے چل پھر رہے تھے بیشک اس میں صاحبان عقل کے لئے بڑی نشانیاں ہیں (۱۲۸)

1_ خدا تعالیٰ نے طول تاریخ میں بہت سارے معاشروں اور امتوں کو ہلاک اور نابود کیا ہے۔ کم اٹھلکنا قبلہم من القرون "قرن" کا معنی ہے قوم اور وہ لوگ جو ایک زمانے میں زندگی گزار رہے ہوں (مفردات راغب)

2_ آیات اور ہدایات الہی کے بارے میں کفر طول تاریخ میں بہت ساری امتوں کی نابودی کا سبب بنا۔ و كذلك نجزي من أسرف و لم يؤمن ... کم اھلکنا قبلہم من القرون گزشتہ آیات قرینہ ہیں کہ سابقہ امتوں کی ہلاکت ان کے آیات و ہدایات الہی کے مقابلے میں کفر اختیار کرنے کی وجہ سے ہوتی تھی۔

3_ گزشتہ اقوام کی عذاب الہی کے ساتھ ہلاکت خدا تعالیٰ کی دھمکیوں کے سنجیدہ ہونے کے واضح نمونے ہیں اور عصر بعثت کے مشرکین کیلئے کفایت کرنے والا رہنما۔ ا فلم یهد لهم کم اھلکنا قبلہم من القرون

4_ تاریخ اور گزشتہ امتوں کی ہلاکت سے سبق حاصل نہ کرنا تو بیخ اور مذمت کے قابل ہے۔ ا فلم یهد لهم کم اھلکنا قبلہم "ا فلم" میں استفہام انکار تو بیخی کیلئے ہے اور "لم یهد" کا فاعل "اہلاک" ہے کہ جو "کم اھلکنا" سے سمجھ آ رہا ہے اور "لم یهد" حرف لام کے ساتھ متعدی ہونے کی وجہ سے اس میں تبیین کا معنی بھی تضمین کیا گیا ہے اور جملے کا معنی یہ ہے کہ کیا بہت ساری گزشتہ امتوں کو نابود کرنے سے مشرکین کیلئے واضح نہیں ہوا کہ وہ ان جیسا عمل نہ کریں۔

5_ عصر پیغمبر (ص) کے کفار بہت ساری گزشتہ امتوں کی ہلاکت سے آگاہ تھے اور ان کے باقی رہ جانے والے آثار قدیمہ سے آشنا تھے۔ ا فلم یهد لهم کم اھلکنا ... یمشون فی مسکنہم جملہ "یمشون ... " "ہم" کیلئے حال ہے اور سیاق آیت قرینہ ہے کہ اس سے مراد صدر اسلام کے مشرکین ہیں ان کا عاد، ثمود، لوط اور... کے گھروں سے عبور کرنا کہ جو جملہ "یمشون..." کا معنی ہے ان کے گزشتہ امتوں کے مرگبار واقعات سے آگاہی کا سبب ہے ہمزہ استفہام سے مستفاد تو بیخی بھی ان کی آگاہی پر متفرع ہے۔

6_ گذشتہ امتوں میں سے بہت سے لوگ جب عذاب الہی میں گرفتار ہوئے اس وقت اپنے شہر اور گھروں میں معمول کے مطابق رفت و آمد میں مصروف تھے۔ * کم اہلکنا قبلہم من القرون یمشون فی مسکنہم ممکن ہے جملہ "یمشون..." "القرون" کیلئے حال ہو۔

7_ تاریخ کا تغیر و تبدل خدا تعالیٰ کے ارادے سے وابستہ ہے۔ کم اہلکنا قبلہم

8_ نابود شدہ اقوام کے باقی رہ جانے والے آثار قدیمہ سے سبق حاصل کرنے اور عبرت لینے کیلئے بہت ساری چیزیں ہیں۔
_ أفلم یہدہم کم اہلکنا ... إن فی ذلک لآیات

9_ گذشتہ امتوں کے باقی رہ جانے والے عبرت آموز آثار کا مطالعہ اور تحقیق اور انکی ہلاکت کے اسباب معلوم کرنا ضروری ہے۔ کم اہلکنا ... إن فی ذلک لآیات

گذشتہ امتوں کی تاریخ اور ان کے آثار کے آیت ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کو مہم اور قیمتی ہدایات اور عبرتوں کی طرف رہنمائی کرنے کے قابل ہیں۔

10_ گذشتہ امتوں کے باقی رہ جانے والے آثار قدیمہ کے مطالعے سے صرف صاحبان عقل بہرہ مند ہوتے ہیں اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔ کم اہلکنا قبلہم ... إن فی ذلک لآیات لا ولی النہی

آیات کا نشانی اور آیت ہونا عبرت حاصل کرنے والے کے موجود ہونے کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ ایک ثابت صفت ہے لہذا اس کا "اولی النہی" کے ساتھ مختص ہونا صرف صاحبان عقل کے آیت سے بہرہ مند ہونے کی طرف ناظر ہے یعنی اگرچہ آیات اور نشانیاں موجود ہیں لیکن بے عقل لوگ اس سے بہرہ مند نہیں ہوتے۔

11_ عقل اور دانائی ایک قیمتی جوہر ہیں اور انسان کو ناروا کاموں سے روکتے ہے۔ ان فی ذلک لآیات لا ولی النہی
"نہی" یا تو "نہیہ" (عقل) کی جمع ہے اور یا یہ مفرد لفظ ہے عقل کے معنی میں (قاموس) اور اس لئے عقل کو یہ نام دیا گیا ہے کہ یہ انسان کو برائیوں سے نہیں کرتی ہے۔

12_ جو لوگ گذشتہ اقوام کے انجام سے عبرت نہیں لیتے وہ عقل و خرد سے بے بہرہ ہیں۔ اِن فی ذلک لآیات لا ولی النہی

13_ خدا تعالیٰ انسان کو عقل سے استفادہ کرنے اور اسے استعمال کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ اُفلم یہد ... اِن فی ذلک لآیات لا ولی النہی اس آیت کا ذیل کہ جو صاحبان عقل کی تعریف کر رہا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے نیز اسکے شروع میں فاء عاطفہ اس مقدر پر عطف کر رہی ہے کہ جسے آیت کا ذیل بیان کر رہا ہے در حقیقت اس پر استفہام تو بخنی داخل ہوا ہے اور "لم یہد" اس پر تفریع ہے اور اصل میں کلام یوں تھا "ا فلم یتفکروا فلم یہد..." کیا انہوں نے سوچا نہیں گذشتہ اقوام کے انجام کا مطالعہ انکی ہدایت کا سبب نہیں بنا؟

آثار قدیمہ: یہ صدر اسلام میں ۵؛ ان سے عبرت لینا ۸، ۹، ۱۰

آیات خدا: انہیں جھٹلانے کے اثرات ۱۲

آثار قدیمہ شناسی: اسکی اہمیت ۹

گذشتہ اقوام: ان کے آثار قدیمہ ۵؛ انکی تاریخ ۱، ۲، ۶؛ ان سے عبرت لینا ۹؛ ان سے عبرت حاصل نہ کرنا ۱۲؛ انکی ہلاکت کے عوامل ۲؛ ان کے عذاب کی کیفیت ۶؛ انکی ہلاکت ۱، ۳، ۵

تاریخ: اسکے مطالعے کی اہمیت ۹؛ اس سے عبرت لینا ۳، ۸؛ اسکے تحولات کا سرچشمہ ۷

تعقل: اسکی تشویق ۱۳

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۷؛ اسکے افعال ۱؛ اسکی تشویق ۱۳؛ اسکی دھمکیوں کا حتمی ہونا ۳

عقلا: یہ اور آثار قدیمہ ۱۰/ عبرت: عبرت نہ لینے والوں کی بے عقلی ۱۲؛ عبرت نہ لینے کی مذمت ۳؛ اسکے عوامل ۸، ۱۰

عذاب: اہل عذاب سے عبرت حاصل کرنا ۳

عقل: اسکی قدر و قیمت ۱۱؛ بے عقل لوگ ۱۲؛ اس کا کردار ۱۱

عمل: ناپسندیدہ عمل کے موانع ۱۱

کفار: صدر اسلام کے کفار کا علم ۵

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کو دھمکی ۳

﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى﴾

- اور اگر آپ کے رب کے طرف سے بات طے نہ ہو چکی ہوتی اور وقت مقرر نہ ہوتا تو عذاب لازمی طور پر آچکا ہوتا (۱۲۹)
- 1_ خدا تعالیٰ نے معاشروں اور امتوں کے امور کی تدبیر کیلئے محکم و ثابت قوانین اور سننیں قرار دے رکھی ہیں۔
و لو لا کلمۃ سبقت من ربك اس مناسبت سے کہ بحث معاشروں اور انہیں مہلت دینے کے بارے میں ہے اس آیت میں "کلمۃ" سے مراد تاریخ اور معاشروں پر حاکم قوانین الہی اور سننیں ہیں۔
- 2_ کافر امتوں کے انجام اور انکی ہلاکت و بقا کیلئے معین سنن و قوانین اور مشخص اوقات ہیں۔
کم اہلکنا قبلہم ... و لو لا کلمۃ سبقت من ربك لکان لازم گذشتہ آیت کہ جو کافر معاشروں کی ہلاکت کے بارے میں ہے قیہ ہے کہ "لو لا کلمۃ..." کا معنی یہ ہے خدا تعالیٰ نے کفار کے عذاب کا وقت اور اسکے دیگر معیارات کو پہلے سے مشخص و معین کر رکھا ہے۔
- 3_ کفار پر الہی سنتوں کا حاکم ہونا ان کے عذاب الہی کے ساتھ جلدی نابود ہونے سے مانع ہے۔ و لو لا کلمۃ سبقت من ربك لکان لازم
- 4_ آیات اور ہدایات الہی کے بارے میں کفر کرنے والے دنیا میں سزا اور عذاب کے مستحق ہیں۔ و لو لا کلمۃ سبقت من ربك لکان لازم لفظ "لزماً" باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور مصدر کا خبر واقع ہونا مبالغہ پر دلالت کرتا ہے، اس بنا پر جملہ "کان لزماً" کا مفادیوں ہوگا (اگر خدا کی طرف سے مجرمین کو مہلت دینے کی سنت نہ ہوتی) عذاب الہی مخالفت کرنے والوں کے ساتھ ساتھ ہوتا (یہاں تک کہ مختصر سی مدت کے لیے بھی) ان سے الگ نہ ہوتا۔
- 5_ خداوند متعال ہرگز اپنی سنتوں (طی شدہ باتوں) سے پیچھے نہیں رہے گا۔ و لو لا کلمۃ سبقت من ربك لکان لازم

6_ آیات الہی کا انکار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے منہ پھیر لینا ناقابل معاف گناہ ہیں۔

و من أعرض عن ذكری ... و لم یؤمن بأیات ربہ ... لو لا کلمة سبقت من ربك لکان لزام

7_ بعثت کے دوران سب سے والے کافروں اور مشرکوں کو مہلت دینا، خداوند عالم کی طرف سے رسول اکرم (ص) پر خصوصی عنایت کی وجہ سے تھی۔ رَبَّک

"رب" کے مقدس نام کا رسول خدا کی ضمیر خطاب کی طرف اضافہ ہونا کافروں پر عذاب نازل کرنے میں تاخیر اور ان کو مہلت دینا خدا کی طرف سے رسول اکرم (ص) پر خصوصی عنایت ہونے کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ایک اور سورے میں فرماتا ہے: "و ما کان الله ليعذبهم و انت فیہم"

8_ انسانیت سے متعلق مصلحتیں اور خداوند کی طرف سے قوموں کے معاملات کی تدبیر کرنا دنیا میں مخالفین کو جلدی سزا نہ دینے کی دلیل ہے۔ رَبَّک

9_ روی زمین پر انسانی زندگی کو معین مدت تک کے لیے جاری رکھنے کی سنت (طی شدہ قانون) حق کی مخالفت کرنے والوں کو فوراً نابود کرنے کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔ و لو لا کلمة سبقت من ربك لکان لزماً و اجل مسمی (اجل) کا معنی پوری مدت یا آخری وقت ہے (لسان العرب) اور "اجل مسمی" "کلمة" پر عطف ہوا ہے یعنی "لو لا کلمة و اجل مسمی"۔ یہاں کلمہ اور اجل سے مراد دو مستقل چیزیں ہیں یا دونوں ایک حقیقت کی دو تعبیر ہے اس بارے میں علماء نے مختلف بیانات دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک احتمال یہ ہے کہ "کلمہ" سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو آدم (ع) کو بہشت سے نکل کر زمین پر آتے وقت فرمایا "لکم فی الارض مستقر و متاع الی حین" (بقرہ ۳۶) اور "اجل" سے مراد اس احتمال کی بنا پر دنیا کی آخری عمر ہے مذکورہ نظریہ اس احتمال کی بنا پر ہے۔

10_ اللہ تعالیٰ نے دنیوی زندگی کو تمام کافروں کو جلد مواخذہ کرنے کی جگہ قرار نہیں دی ہے۔ و لو لا ... اجل مسمی اللہ تعالیٰ کی سنت (اور روش) کی جس پر "لو لا کلمة ... دلالت کرتا ہے یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی بھی مختلف کرنے والے پر عذاب نازل نہیں کرتا بلکہ اسکی سنت یہ ہے کہ ساری مخالفین کو تباہ نہیں کرے گا کیونکہ اگر ہر کافر کو نابود کرنا منشا ہوتا تو انسانی نسل ختم ہونے کا خطرہ تھا (اس صورت میں) اجل مسمی تک نسل بشر باقی نہ رہتی۔

11_ قوموں کے خاتمے لینے ایک معین اور طی شدہ مدت ہے۔ و لو لا کلمة سبقت من ربك لکان لزماً اجل مسمی

﴿فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ﴾

لہذا آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور آفتاب نکلنے سے پہلے اور اسکے ڈوبنے کے بعد اپنے رب کی تسبیح کرتے رہیں اور رات کے اوقات میں اور دن کے اطراف میں بھی تسبیح پروردگار کریں کہ شاید آپ اس طرح راضی اور خوش ہو جائیں (۱۳۰)

1_ کفار رسول خدا (ص) کو اپنی (بے بنیاد) باتوں کے ذریعے روحی طور پر اذیت پہنچاتے تھے۔ فاصبر علی ما یقولون خدا کی طرف سے رسول (ص) کی صبر کی تلقین اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ آنحضرت (ص) کافروں کی باتیں سننے سے رنجیدہ خاطر ہوتے تھے۔

2_ کفار عذاب میں تاخیر ہونے اور فوری طور پر عذاب نازل نہ ہونے کو بہانہ بنا کر رسول خدا کو روحی فشار میں رکھتے اور انکے خلاف سخت پروپیگنڈا کرتے تھے۔ فاصبر علی ما یقولون ما قبل والی آیت کے قرینے سے "ما یقولون" سے مراد کافروں کی وہ باتیں ہیں جو عذاب نازل نہ ہونے اور رسول (ص) خدا کے وعدوں کا مذاق اڑانے کے لیے اظہار کرتے تھے

3_ خدا کی طرف سے رسول اکرم (ص) کو کافروں کی بے بنیاد باتوں اور انکی طرف سے نفسیاتی اذیت پہنچانے کے لئے پروپیگنڈا کرنے پر صبر و تحمل کرنے کی وصیت۔ فاصبر علی ما یقولون

4_ کافروں کو مہلت دینے کی حکمت کے بارے میں خدا کی طرف سے آیات کا نزول کافروں کی طرف سے کی جانے والی تبلیغات پر رسول اکرم (ص) کے تحمل اور صبر کا موجب بنا۔ لو لا کلمۃ سبقت ... فاصبر علی ما یقولون

"فا صبر" ما قبل والی آیت پر عطف اور تفریع ہے یعنی چونکہ کافروں کو عذاب دینے میں تاخیر سہل انگاری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک قانون اور سنت کی وجہ سے ہے پس ان سختیوں کو برداشت کریں ان آیات میں خداوند عالم نے مخالفین کو مہلت دینے کی علت اور تاریخ (بشریت) پر حکم فرما روشن اور سنت کو بیان فرما کر رسول خدا (ص) اور اہل ایمان کی نسل ہونے کا زینہ فراہم کر دیا ہے۔

5_ سنت الہی پر سے آگاہ ہونا اور اسکی علت کو سمجھنا سختیوں اور پریشانیوں میں صبر و تحمل کرنے کے لئے پیش خیمہ۔

و لو لا کلمۃ ... فاصبر علی ما یقولون

6_ رسول خدا (ص) اور اہل ایمان لوگوں کو سورج طلوع کرنے اور ڈوبنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہنا چاہیئے۔

و سبّح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبہ

"بحمد ربك" میں باء یا مصاجبت کے لئے ہے یا استعانت کے لئے بہر حال اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرنے کا حکم ایک ساتھ آیا ہے۔ تسبیح کرنے کا خطاب اگرچہ بظاہر رسول اکرم (ص) کے متعلق ہے لیکن بعد والی آیتوں کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم رسول اکرم (ص) کے لئے مختص نہیں ہے (بلکہ تمام اہل ایمان بھی اس حکم کا مخاطب ہیں)۔

7۔ رسول خدا (ص) اور اہل ایمان کسی یہ ذمہ داری ہے کہ رات کے کچھ حصے اور دن کے دونوں فوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کیا کریں۔ و من ۛ اثناء اللیل فسیبح و اطراف النہار

"ۛ اناۛ" کا معنی اوقات ہے اور "من" یہاں تبعیض کے لیے آیا ہے۔ لہذا "من اثناء اللیل" سے مراد یہ ہے کہ رات کے کچھ اوقات حمد اور تسبیح میں مشغول رہیں اور آیت کے شروع میں "بحمدک" آنا اس بات کا قرینہ ہے کہ یہ تسبیح بھی حمد کے ساتھ ہونی چاہیے۔

8۔ تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور ذکر لازمی ہے۔ فسیبح ... قبل طلوع ... اثناء اللیل ... اطراف النہار اگرچہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کے لیے کچھ اوقات معین کیا گیا ہے لیکن ان موارد کی کثرت سے ایسا لگتا ہے کہ ہدف یہ ہے کہ تمام فرصت کے موقعوں پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اول اسکی تسبیح کرتے رہنا چاہیے۔

9۔ انسان سخت شرائط نہیں آنے کی صورت میں زیادہ صبر اور تحمل حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اسکی تسبیح کرنے کی طرف محتاج ہے۔ فاصبر علی ما یقولون و سبّح بحمد ربك

صبر کرنے کا دستور دینے کے بعد تسبیح کا دستور آنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ صبر کرنے کی طاقت حاصل کرنے کے لئے تسبیح کو دخل ہے۔

10۔ خدا اور دین کے خلاف کافروں کی طرف سے ہونے والے پر اپگنڈوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے راستوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کرنا ہے۔ و سبّح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبہ

12۔ رات کے کچھ حصوں، صبح کے قریب اور سورج غروب کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرنا خصوصی نتائج کے حامل ہیں۔ و من ۛ اثناء اللیل فسیبح و اطراف النہار

"اطراف نہار" سے مراد دن کا آغاز اور اختتام ہے۔ اور اس لفظ "اطراف نہار" کو جمع کی صورت میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے چونکہ اثناء اللیل کے ساتھ آیا ہے اسلئے ساتھ لفظی موافقت کی خاطر جمع لایا ہے یا دن کے آغاز اور اختتام کے متعدد

لحظات کو شامل کرنے کے لئے ہے تاکہ وقت پر وسعت کہ دلالت کرے یعنی ذکر خداوند اور دعاؤں کے آغاز اور اختتام سے پہلے اور آخری لمحہ سے مخصوص نہیں ہے۔

3_1 دن اور رات کے تمام اوقات ذکر اور دعا کے لئے مناسب اور ایک درجہ پر نہیں ہیں۔

و سبح بحمد ربك قبل طلوع ... ء انا اللیل فسیح و اطراف النهار

4_1 خداوند کی تسبیح (یعنی تمام نقائص سے اس کو پاک اور منزل جاننا) مناسب ہے کہ حمد کے ساتھ ہو اور حمد یعنی خدا کو تمام صفات کمال کے ساتھ متصف جاننا ہے۔ و سبح بحمد ربك اگر "بحمد ربك" "سبح" کے فاعل کے لئے حال ہو تو جملہ کا معنی یہ ہوگا: اللہ کی تسبیح کیا کرو اس حال میں کہ اس کی حمد و ثناء کرتے ہو۔

5_1 اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کی تعریف کے ذریعے اسکی تسبیح کرنا تسبیح کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ فسبح بحمد ربك مذکورہ مطلب کے استفادہ کرنے میں "بحمد ربك" کی باء کو استعانت کے معنی میں لیا گیا ہے۔

6_1 خداوند کی تدبیر، عذاب اور سزاؤں کے لئے ایک خاص قانون کے ہونے پر توجہ کرنا، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کا انگیزہ انسان میں حاصل ہونے کا باعث بنتا ہے۔ و لو لا کلمة ... بحمد ربك

7_1 اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اسکی پاکانی کا بیان، اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ہونا چاہیے جس کے ساتھ خود خداوند نے اپنی تعریف کی ہے۔ فسبح بحمد ربك حمد کو "رب" کی طرف اضافہ کرنے کی دو وجوہ ادبی ہو سکتی ہیں۔ پہلی وجہ: حمد اپنے فاعل کی طرف اضافہ ہوا ہے۔ دوسری وجہ: حمد اپنے مفعول کی طرف اضافہ ہوا ہے ابھی حمد کے بارے میں جو مطلب ذکر ہوا ہے وہ احتمال اول کی بنا پر تھا جس کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے ذریعے اپنی تعریف کی ہے تم اسی کے توسط سے اسکی تسبیح کرو۔

8_1 نماز پنجگانہ جو حمد اور تسبیح پر مشتمل ہے یہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں تشریع ہوئی ہے۔ و سبح ... قبل طلوع ... ء انا اللیل فسیح و اطراف النهار یہ آیت کربمہ چار نماز کے اوقات کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے نماز صبح (قبل طلوع الشمس) نماز عصر (قبل غروب) نماز صبح اور مغرب (اطراف النهار) اور نماز عشاء (آناء اللیل) بعض علماء نے اطراف نہار کے اندر زوال آفتاب کو شامل کر کے نماز ظہر کو بھی اس آیت میں شامل سمجھا ہے۔ لیکن چونکہ سورہ مبارکہ "طہ" مکہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ سورہ بنی اسرائیل سے پہلے نازل ہوئی ہے کہ جس میں نماز ظہر کا وقت ذکر ہوا ہے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آیت نماز ظہر کو بیان نہیں کر رہی ہے۔

9_1 مقدرات الہی کو رضایت کی نظر سے قبول کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان صبر کرتا ہے اور دن اور رات کے مختلف اوقات میں خدا کی حمد اور تسبیح کرتے رہتا ہے۔ و لو لا کلمۃ سبقت من ربک ... و سبح بحمد ربک ... لعلک ترضی "ترضی" کا متعلق یعنی مفعول پہلی آیت کے قرینے سے کافروں کو مہلت دینے کی سنت ہے اور آیت کا مفاد یہ ہے کہ خدا کی تسبیح مسلسل کرتے رہنے اور اس کی مدح و ثناء پر مداومت کرنے سے اللہ تعالیٰ کے افعال کی محبت انسان کے دل میں پختہ ہو جاتی ہے اور اسکے نتیجہ میں کافروں کو دی جانے والی مہلت اور خداوند کی دیگر سنتوں پر انسان راضی رہتا ہے۔ اور "لَعَلَّ" کا لفظ اسی بات کو بیان کرتا ہے کہ مکرر تسبیح کرتے رہنے سے انسان کے اندر رضایت کا زمینہ ہموار ہو جاتا ہے۔

0_2 انسان کو چاہیے کہ خداوند متعال کی تمام خواہشات اور تمام سنتوں پر راضی رہے اور اس کو ہر قسم کے عیب اور نقص سے مبرا سمجھے۔ لَعَلَّک ترضی

1_2 رضایت کا مقام نہایت بلند اور قیمتی ہے اور اس تک پہنچنا دشوار ہے۔ فاصبر۔ و سبح بحمد ربک۔ لعلک ترضی
2_2 رسول اکرم (ص) کا مقام رضا پر پہنچنا صبر، تسبیح خدا اور اس کی حمد کی وجہ سے ہے۔ فاصبر ... و سبح ... لعلک ترضی

3_2 رسول خدا (ص) اپنی زندگی میں معنوی تکامل رکھتے تھے۔ فاصبر ... لعلک ترضی
4_2 دن اور رات کے مختلف حصوں میں خداوند متعال کی تسبیح اور حمد کرنے کا نتیجہ باطنی سکون اور مقام رضا تک پہنچنا ہے۔ و سبح بحمد ربک لعلک ترضی ممکن ہے آیت میں مذکور خوشنودی کافروں کی باتوں سے پیغمبر اکرم (ص) کی اس دل گیری کے مقابلے میں ہو کہ جس کا تذکرہ آیت کے شروع میں ہے اس صورت میں مقصود دل کی خوشنودی اور قلبی سکون ہوگا۔

5_2 "اسماعیل بن الفضل قا: سالت ابا عبد اللہ (ع) عن قول اللہ عزوجل: " و سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا" فقال: فريضة على كل مسلم ان يقول قبل طلوع الشمس عشر مرات و قبل غروبھا عشر مرات: لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك و له الحمد يحيى و يميت و هو حي لا يموت بيده الخير و هو على كل شيء قدير؛ اسماعيل بن فضل کہتے ہیں میں نے خدا تعالیٰ کے فرمان (و سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا) کے بارے میں امام صادق (ع) سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا ہر مسلمان کا فريضہ ہے کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے دس مرتبہ " لا اله الا الله وحده لا شريك

لہ ... "کہے^(۱) و سبح بحمد ربك ... لعلك ترضی

26_ "عن زرار عن ابی جعفر (ع) ... قال : قلت له ؛ " و اطراف النهار لعلك ترضی " قال : یعنی تطوع بالنهار : زرارہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے امام باقر (ع) کی خدمت میں عرض کیا یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "و سبح" و اطراف النهار لعلك ترضی " تو اس سے مراد کیا ہے؟ تو آپ (ع) نے فرمایا یعنی دن میں مستحب نماز پڑھ^(۲)

27_ "عن النبی (ص) فی قوله: " و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها " قال : " قبل طلوع الشمس " صلاة الصبح " و قبل غروبها " صلاة العصر، پیغمبر (ص) اکرم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ص) نے خدا تعالیٰ کے فرمان "و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها" کے متعلق فرمایا "قبل طلوع الشمس" نماز صبح (کا وقت) ہے اور "قبل غروبها" نماز عصر (کا وقت) ہے^(۳)

آنحضرت (ص): آپ (ص) کے صبر کے اثرات ۲۲؛ آپکو اذیت ۱؛ آپ (ص) کے خلاف پروپیگنڈا ۲؛ آپکی تسبیح ۲۲؛ آپکا تکامل ۲۳؛ آپکی شرعی ذمہ داری ۶، ۷؛ آپ (ص) کو نصیحت ۳؛ آپکو تسلی ۳؛ آپکا صبر ۳؛ آپکا مقام و مرتبہ ۲۳؛ آپ (ص) کا مقام رضا ۲۲

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۲/ اوقات: ان کا تفاوت ۱۳

ایمان: تقدیرات الہی پر ایمان ۱۹/ انسان: اسکی معنوی ضروریات ۹

تحریک کرنا: اسکے عوادل ۱۶/ تسبیح: تسبیح خدا کے اثرات ۹، ۱۹، ۲۲، ۲۳؛ تسبیح خدا کے آداب ۶، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵؛ تسبیح خدا کی اہمیت ۸؛ تسبیح دن کے آخر میں ۷، ۱۲؛ تسبیح سختی میں ۹؛ تسبیح رات میں ۱۲، ۷؛ تسبیح طلوع سے پہلے ۷، ۱۱، ۲۴، ۲۵؛ تسبیح نماز صبح سے پہلے ۲۴؛ تسبیح نماز عصر سے پہلے ۲۴؛ تسبیح غروب سے پہلے ۶، ۱۱، ۲۵، ۲۶؛ تسبیح خدا میں حمد ۱۳، ۱۴، ۱۵؛ تسبیح خدا کا پیش خیمہ ۱۶؛ تسبیح خدا کی فضیلت ۱۲؛ تسبیح خدا کا وقت ۷، ۶

حمد: حمد الہی کے اثرات ۲۲، ۲۳؛ حمد خدا کے آداب ۶، ۱۱، ۱۲؛ حمد خدا رات میں ۷، ۱۲؛ حمد خدا مبارزت میں ۱۰؛ حمد خدا نماز میں ۱۸؛ حمد خدا طلوع سے

(1) خصال صدوق ج ۲ ص ۴۵۲_ ب ۱۰ ح ۵۸_ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۰۷ ح ۱۷۷_ (2) کافی ج ۳ ص ۴۴۴ ح ۱۱_ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۰۷ ح ۱۸۱_

پہلے ۶، ۱۱؛ حمد خدا غروب سے پہلے ۶، ۱۱؛ حمد خدا کا پیش خیمہ ۱۶؛ حمد خدا کی فضیلت ۱۱، ۱۲؛ حمد خدا کا وقت ۶، ۷
خدا تعالیٰ: اسکی سنن کے علم کے اثرات ۵؛ اسکے خلاف پروپیگنڈا ۱۰؛ اسکی نصیحتیں ۳؛ اسکی سنن سے راضی ہونا ۲۰؛
اسکی تقدیرات سے رضامندی ۱۹، ۲۰

دعا: اس کا وقت ۱۳

دین: اسکے خلاف پروپیگنڈا ۱۰

روایت: ۲۵، ۲۶، ۲۷

سختی: اس میں صبر کا پیش خیمہ ۵

صبر: اسکے اثرات ۱۹

ضروریات: تسبیح خدا کی ضرورت ۹؛ ذکر خدا کی ضرورت ۹

عذاب: اسکی تاخیر ۲

عمل: ناپسندیدہ عمل ۱۵

کفار: انکی اذیتیں ۱؛ انکا پروپیگنڈا ۲، ۱۰؛ ان کے خلاف مقابلے کی روش ۱۰؛ انکی اذیتوں پر صبر کرنا ۳؛ انہیں مہلت دینے کا
فلسفہ ۳؛ انہیں مہلت دینا ۲

مؤمنین: انکی شرعی ذمہ داری ۶، ۷؛ ان کے مقابلے کرنے کی روش ۱۰

مقام رضا: اسکی قدر و قیمت ۲۱؛ اس کا پیش خیمہ ۲۳؛ اسکی سختی ۲۱

نماز: اسکے اذکار ۱۸؛ یومیہ نمازوں کی تشریح کی تاریخ ۱۸؛ یومیہ نمازوں کی تشریح کی جگہ ۱۸؛ مستحب نمازوں کا وقت ۲۶

یاد کرنا: تدبیر الہی کے یاد کرنے کے اثرات ۱۶؛ یاد خدا کے اثرات ۹؛ یاد خدا کی اہمیت ۸؛ یاد خدا سختی میں ۹؛ عذاب الہی
کے قانون کے تابع ہونے کی یاد ۱۶؛ خدا تعالیٰ کی سزاؤں کے قانون کے تابع ہونے کی یاد ۱۶

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ﴾

اور خبردار ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو جو زندگی دنیا کی رونق سے مالا مال کر دیا ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں کہ یہ ان کی آزمائش کا ذریعہ ہے اور آپ کے پروردگار کا رزق اس سے کہیں زیادہ بہتر اور پائیدار ہے (۱۳۱)

1_ عصر بعثت کے بعض کافر مرد اور عورتیں (مکہ میں) بڑی دولت اور وسائل کے مالک تھے۔

و لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ "منہم" کی ضمیر ان کفار کی طرف لوٹ رہی ہے جن کے بارے میں گذشتہ آیات میں بحث ہوئی ہے چونکہ سورہ "طہ" مکہ میں نازل ہوئی ہے اس لے مکہ کے کفار مراد ہیں۔ "ازدوج" یا تو ان مردوں اور عورتوں کے معنی میں ہے جن سے خاندان تشکیل پاتا ہے یا یہ "اصناف" کے معنی میں ہے اور "منہم" میں من تبعض کے لیے ہے۔

2_ خداوند عالم نے پیغمبر اکرم (ص) کو کفار کے خاطر خواہ سرمایہ کی طرف توجہ کرنے اور اس سے بہرہ مند ہونے کے اشتیاق سے منع فرمایا ہے۔ و لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ

"مد العین" (آنکھ کھینچنا) نظر کو ایک چیز سے اٹھا کر دوسری چیز کی طرف متوجہ کرنا اور کھینچ لانا ہے اور دیگر آیات (جیسے لاتعد عیناک عنہم کہف ۲۸) کے قرینے سے آیت کریمہ سے مراد تہی دستوں سے توجہ ہٹا کر ثروتمندوں کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ بعض نے یہ احتمال دیا ہے کہ کھینچنے سے مراد جاری رکھنا ہے اور آیت کریمہ عمیق اور سیر نگاہ کی طرف ناظر ہے۔

3_ پیغمبر (ص) اکرم اور مسلمانوں کی زندگی کا معیار، کفار مکہ کی زندگی سے کافی مختلف تھا۔

و لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ

4_ صدر اسلام کے مسلمان کافروں کی آسائش کے نتیجے میں دنیا کے مال و اسباب کی طرف جذب ہو جانے کے خطرے سے دوچار تھے۔ و لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ یہ آیت کریمہ اگرچہ پیغمبر اکرم (ص) کو خطاب ہے لیکن ممکن ہے اس سے مقصود مسلمانوں کی تربیت کرنا ہو اور اگر خود پیغمبر اکرم (ص) مراد ہوں تو دیگر مسلمانوں میں یہ خطرہ زیادہ ہوگا۔

5_ دنیا داروں کے مال و متاع پر نظریں لگانا اور اس پر رشک کرنا، ناروا اور قابل مذمت امر ہے۔ و لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ

6_ الہی رُہبروں کیلئے دنیا پرستی اور دنیا داری کی طرف متوجہ ہونے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ لَاتَمَدَّنْ عَیْنِکَ اِلٰی مَا مَتَعَن

7_ کافروں کی بڑی ثروت سے استفادے کے ممکن ہونے کی وجہ سے دینی رہنماؤں کی توجہ کافر اغنیاء کی طرف مبذول نہیں ہونی چاہیے۔ و لَاتَمَدَّنْ عَیْنِکَ اِلٰی مَا مَتَعَنَا بِہٖ اَزْوَاجًا مِنْہُمْ

خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کو کافروں کی ثروت کی طرف متوجہ ہونے سے منع کرنا ممکن ہے اس نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ مؤمنین کی زندگی میں بہتری لانے کیلئے کافروں کے سرمایہ پر نظریں نہیں لگانی چاہیں اور اس مقصد کیلئے ان کے مسلمان ہونے کی آرزو بھی نہیں کرنی چاہیے۔

8_ دنیا اور دوسروں کی پر آسائش زندگی کے ساتھ دل لگانا اور اس پر نظریں جمانا، مقام رضاتک پہنچنے سے مانع ہے۔ لَعَلَّکَ تَرْضٰی و لَاتَمَدَّنْ عَیْنِکَ اِلٰی مَا مَتَعَن مُمْکِن ہِیَ یَہٗ اَیْتِ سَابِقَہٗ اَیْتِ کے آخری جملے کے ساتھ مربوط ہو۔ اس ارتباط کا تقاضا یہ ہے کہ شب و روز میں پروردگار کی تسبیح و تقدیس کہ جو رضایت خاطر کے حاصل کرنے کا سبب ہے۔ کے علاوہ دوسروں کے دنیاوی مال و متاع پر نظریں نہ جمانے کا بھی انسان کے مقام رضاتک پہنچنے میں بڑا کردار ہے۔

9_ نظر، انسان کے تمایلات کے برانگیختہ ہونے اور اسکے دلربا مناظر کا شیفہ ہونے کا باعث ہے۔ و لَاتَمَدَّنْ عَیْنِکَ اِلٰی مَا مَتَعَنَا بِہٖ اَزْوَاجًا مِنْہُمْ

10_ نظر، گناہ میں واقع ہونے کا پیش خیمہ ہے۔ و لَاتَمَدَّنْ عَیْنِکَ اِلٰی مَا مَتَعَنَا بِہٖ اَزْوَاجًا مِنْہُمْ

11_ دنیا کے وسائل اور مال و اسباب، سب خدا تعالیٰ کی ملک اور اسکی عطا ہیں۔ متعن

12_ معاشروں کے افراد کی ثروت کی مقدار کا مختلف ہونا جائز ہے اور ثروت و دولت کے لحاظ سے سب کا برابر ہونا

ضروری نہیں ہے۔ و لَاتَمَدَّنْ عَیْنِکَ اِلٰی مَا مَتَعَنَا بِہٖ اَزْوَاجًا مِنْہُمْ

13_ دنیاوی زندگی کے وسائل دلربا اور جذاب ہیں اور انسان ان کے فریفتہ ہونے کے خطرے سے دوچار ہے۔

و لَاتَمَدَّنْ عَیْنِکَ اِلٰی مَا مَتَعَنَا ... زہرۃ الحیۃ الدینی

"زہرۃ" کا معنی ہے ایک شگوفہ۔ اس آیت کریمہ میں دنیا کے مال و متاع اور وسائل کو درخت کے شگوفے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح درخت کا شگوفہ اسکی خوبصورتی اور جذابیت کا سبب ہے دنیاوی وسائل بھی دنیوی زندگی کے حسن اور خوبصورتی کا سبب ہیں

۔ اس آیت میں مذکورہ کلمہ "ما متعنا" میں "ما" کیلئے حال ہے اور اس کا مفرد ہونا دنیا کی تمام لذتوں کے ایک جیسا ہونے سے حکایت کر رہا ہے اور ممکن ہے یہ انکی تحقیر کیلئے بھی ہو۔

14_ کافروں کی پر آسائش زندگی ان کیلئے الہی آزمائش ہے۔ زهرة الحياة الدنيا لفتنہم فیہ

در اصل "فتنہ" اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب سونے یا چاندی کو آگ میں رکھا جائے تاکہ اچھا اور برا جدا جدا ہو جائے (مصباح) اور چونکہ آزمائش کا ہدف اچھے کو برے سے تمیز دینا ہوتا ہے اس لئے اسے بھی "فتنہ" کہا جاتا ہے کافروں کی آزمائش اس طرح ہے کہ نعمتوں کی کثرت انکی ذمہ داریوں میں اضافہ کر دیتی ہے۔ نتیجہ جو کفار اپنی شرعی ذمہ داری سے فرار کریں گے ان کے عذاب میں اضافہ ہو جائیگا۔

15_ خدا تعالیٰ، انسانوں کی آزمائش کرنے والا ہے۔ لفتنہم فیہ

16_ نعمات الہی اور وسائل دنیا انسانوں کی آزمائش کا پیش خیمہ ہیں۔ متعنا بہ ... لفتنہم فیہ

17_ ڈھیروں ثروت کافروں کیلئے عذاب آور اور ان کیلئے مشکلات کا باعث ہے۔ لتفتنہم لفتنہم فیہ

"فتنہ" کا ایک معنی عاب اور مشقت ہے (قاموس) کا لام، لام عاقبت ہے اور ثروت مندی کے نتائج کو بیان کر رہا ہے۔

18_ پیغمبر اکرم (ص) م کو خدا تعالیٰ کی جانب سے خصوصی رزق حاصل تھا۔ ورزق ربك خیر

اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ دنیا کی تمام نعمتیں جیسا کہ "متعنا" کی تعبیر سے بیان کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رزق اور اسکی عطا ہے پس پیغمبر اکرم (ص) کو عطا کئے گئے رزق سے مراد مخصوص اور معنوی و اخروی قسم کا رزق ہوگا کلمہ "رب" نیز اس کا ضمیر مخاطب کی طرف مضاف ہونا اس نکتے کا قرینہ ہے۔

19_ معنوی رزق اور نعمتیں سب دنیاوی نعمتوں سے زیادہ دیرپا اور زیادہ قیمتی ہیں ورزق ربك خیر و أبقی

20_ خدا تعالیٰ کا پیغمبر اکرم (ص) م کو خاص رزق عطا کرنا اسکی آپ (ص) پر عنایات اور ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔

ورزق ربك

21_ آخرت کی نعمتیں الہی رزق ہیں اور ان تک دسترسی توفیق الہی سے ہوتی ہے۔ ورزق ربك

عبارت "رزق ربك" کا "زهرة الحياة الدنيا" کے مقابلے میں آنا اسکی اخروی ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

22_ پروردگار کے دائمی اور سراسر خیر پر بنی رزق کی طرف توجہ دوسروں کے دنیاوی وسائل پر نظریں جمانے سے دوری

اختیار کرنے کا پیش خیمہ ہے ولا تمدن عینیک ... ورزق ربك خیر و أبقی

آزمائش: اس کا ذریعہ ۱۳، ۱۶؛ یہ مادی وسائل کے ساتھ ۱۳، ۱۶؛ یہ نعمت کے ساتھ ۱۶

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۳؛ صدر اسلام میں اقتصادی تفاوت ۳

آنحضرت (ص): آپ (ص) کی شرعی ذمہ داری ۲؛ آپ کی روزی ۱۸، ۲۰؛ آپ (ص) کی زندگی کا معیار ۳؛ آپ (ص) کے

وسائل ۱۸؛ آپ (ص) اور کافروں کے مادی وسائل ۲؛ آپ (ص) کو نبی ۲

انسان: اس کا امتحان ۱۵؛ اسکے تمایلات کو برانگیختہ کرنا ۹؛ انسانوں کا اقتصادی تفاوت ۱۲؛ اسکے لغزش کھانے کی جگہ ۱۳

ثروت: اس کا سرچشمہ ۱۱

ثروت مند لوگ: کافر ثروتمندوں کو اہمیت دینا ۷

خدا تعالیٰ: اسکی نعمتوں کی قیمت ۱۹؛ اسکی آزمائش ۱۳، ۱۵؛ اس کا رازق ہونا ۱۸، ۲۱؛ اسکی عطا ۱۱؛ اسکی ربوبیت کی

نشانیوں ۲۰؛ اسکے نواہی ۲

دنیا پرست لوگ: ان سے بے اعتنائی کرنا ۶

دنیا پرستی: اسکے اثرات ۸؛ اسکی مذمت ۵

دینی راہنما: انکا زہد ۶؛ انکی ذمہ داری ۶، ۷

ذکر: روزی کے ذکر کے اثرات ۲۲

رشک: ناپسندیدہ رشک ۵

روزی: اسکی قدر و قیمت ۱۹؛ اس کا خیر ہونا ۲۲؛ اضروی روزی ۲۱؛ اس کا سرچشمہ ۲۱

طمع: اسکے اثرات ۸؛ اسکی مذمت ۵؛ اسکے موانع ۲۲

عذاب: اس کا ذریعہ ۱۷؛ یہ ثروت کے ذریعے ۱۷

عمل: ناپسندیدہ عمل ۵

کفار: انکی ثروت کے اثرات ۱۷؛ انکی ثروت سے استفادہ کرنا ۷؛ انکا امتحان ۱۳؛ صدر اسلام کے کافروں کے مادی وسائل

۱؛ ان کے مادی وسائل سے بے اعتنائی کرنا ۲؛ صدر اسلام کے کافروں کی آسائش ۳؛ انکا عذاب ۱۷؛ صدر اسلام کے

ثروتمند کافر ۱

کفار مکہ: انکی زندگی کا معیار ۳

گناہ: اس کا پیش خیمہ ۱۰

خدا کا لطف و کرم: یہ جنکے شامل حال ہے

معاشرتی طبقات: یہ صدر اسلام میں ۱، ۳

مادی وسائل: انکی قدر و قیمت ۱۹؛ انکی جذابیت ۱۳؛ ان کا سرچشمہ ۱۱

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمانوں میں آسائش طلبی کا خطرہ ۳؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی زندگی کا معیار ۳

مقام رضا: اسکے موانع ۸

نعمت: اخروی نعمتیں ۲۱

نگاہ: اسکے اثر ۹، ۱۰

آیت ۱۳۲

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى﴾

اور اپنے اہل کو نماز کا حکم دیں اور اس پر صبر کریں ہم آپ سے رزق کے طلبگار نہیں ہیں ہم تو خود ہی رزق دیتے ہیں اور عاقبت صرف صاحبان تقوی کے لئے ہے (۱۳۲)

1_ اپنے گھروالوں اور رشتہ داروں کو نماز کا حکم دینا اور انہیں اسکی طرف دعوت دینا، پیغمبر (ص) اکرم کے الہی فرائض میں شامل تھا۔ وَاْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ

ہر شخص کے "اہل" اس کے گھروالے اور اسکے رشتہ دار ہیں نیز جو لوگ انسان کے ساتھ زیادہ وابستگی رکھتے ہوں انہیں بھی "اہل" کہا جاتا ہے (لسان العرب) اور چونکہ سورہ طہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اس لئے آنحضرت (ص) کے مکہ میں موجود رشتہ دار (حضرت علی (ع)، جناب خدیجہ (ع) اور...) مد نظر ہیں۔

2_ گھروالوں کی دینی اور معنوی تربیت اور انکی نگرانی کرنا ضروری ہے وَاْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ

3_ نماز قائم کرنے کی دائمی نگرانی اور اسکی پابندی کرنا پیغمبر اکرم (ص) کی شرعی ذمہ داریوں میں سے تھا

وَاْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا یعنی پوری طاقت کے ساتھ اپنے آپ کو صبر کا پابند بنائے مفردات (راغب)

4_ نماز کی مسلسل نگرانی کرنا اور اسے قائم کرنے کی پابندی ضروری ہے۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهِ

5_ نماز قائم کرنے کی پابندی کرنے کیلئے صبر اور نفس کو اس کا پابند بنانے کی ضرورت ہے۔ وَاَصْطَبِرْ عَلَيْهِ

6_ معاشرے کے رہنماؤں کے قول و فعل کے درمیان ہم آہنگی ضروری ہے۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهِ

7_ مبلغین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نصیحتوں پر عمل کرنے کیلئے زیادہ کوشش اور پائیداری دکھائیں۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهِ نماز پر بہت صبر کرنے کی ذمہ داری گھروالوں کو اسکی نصیحت کرنے کے بعد مذکورہ نکتے کو بیان کر رہی ہے

8_ زبانی دعوت کے ساتھ ساتھ عملی دعوت دینا بھی ضروری ہے وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهِ

دوسروں کو نماز کی دعوت دینے کے بعد نماز پر پابند رہنے کی ذمہ داری ممکن ہے دوسروں کو نماز کی ترغیب دلانے میں اسکی تاثیر کی غرض سے ہو۔

9_ مسلمان گھرانے میں نماز کا وجود کافروں کے گھروں کے مال و آسائش کا بہترین بدل ہے۔

متعنا به أزواجاً منهم ... وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ ان آیات میں "ازواج" اور "اہل" کے کلمات میں گھروالے مد نظر ہیں اور اس طرح یہ مسلمان گھرانے کے کافر گھرانے سے ممتاز ہونے کے لازم ہونے کو بیان کر رہا ہے

10_ نماز قائم کرنا اور اسکی پابندی کرنا دنیا پرستانہ تمایلات کے مقابلے میں ایک بند اور دوسروں کی دنیا پر نظریں جمانے سے مانع ہے۔ وَلَا تَمْدَدْ عَيْنِكَ ... وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهِ

دنیا داروں کے مال و متاع پر نظریں لگانے سے منع کرنے کے بعد نماز کی پابندی کا حکم اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ نماز قائم کرنے اور اسکے دامن میں وسعت دینے کے ساتھ دلوں کو کافروں کی ثروت سے موڑنے کے اسباب فراہم کئے جاسکتے ہیں۔

11_ بارگاہ الہی میں خاندان پیغمبر اکرم (ص) کا بلند مقام تھا۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ

12_ نماز کی تشریع، بعثت کے پہلے سالوں میں ہی ہو چکی تھی۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهِ

سورہ طہ پہلی مکی سورتوں میں سے ہے اور لگتا ہے کہ نماز کا حکم اس سے پہلے صادر ہو چکا تھا اور اس سورت میں اسکے قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

3_1 خدا تعالیٰ نے انسان پر توشہ زندگی اور رزق اکٹھا کرنے کی ذمہ داری عائد نہیں کی لانسئلک رزق
اس آیت کریمہ میں سوال سے مراد طلب تکلیفی ہے اور "رزقاً" کو نکرہ لانا تعمیم کیلئے ہے پس "نحن نرزقک" کے قرینہ کو مد
نظر رکھتے ہوئے "لانسئلک رزقاً" کا معنی یوں بنے گا کہ ہم نے تم پر اپنے اور اپنے گھروالوں کا رزق آمادہ کرنے کی ذمہ
داری عائد نہیں کی

4_1 خدا تعالیٰ سب کو روزی دینے والا اور انکی ضروریات پوری کرنے والا ہے۔ نحن نرزقک
5_1 اس بات کی طرف توجہ کہ خدا تعالیٰ رازق ہے اور انسان توشہ زندگی کے فراہم کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے عبادت و
نماز والے فرائض کی انجام دہی اور اس پر کاربند رہنے کیلئے اسباب فراہم کرتی ہے۔ وامر اهلك بالصلوة ... لانسئلک
رزقاً نحن نرزقک

6_1 خدا تعالیٰ نے بندوں کو نماز کی جو ذمہ داری دی ہے تو اس میں اس نے اپنے لئے کسی فائدے کو مد نظر نہیں رکھا اور
نہ ہی وہ اپنے لئے رزق اور توشہ حیات کے انتظام کی فکر میں تھا۔ وامر اهلك بالصلوة ... لانسئلک رزق
جملہ "لانسئلک رزقاً" کا مطلب ممکن ہے یہ ہو کہ ہم تجھے نماز کا حکم دے کر تجھ سے رزق اور اپنی ضروریات کی فراہمی نہیں
چاہتے۔

7_1 معاش کی فراہمی میں سب انسانوں کے خدا تعالیٰ کا محتاج ہونے کی طرف توجہ، خدا تعالیٰ کے بندوں کی عبادت سے
فائدہ اٹھانے کی فکر کو ختم کر دیتی ہے۔ لانسئلک رزقاً نحن نرزقک
مذکورہ تفسیر میں جملہ "نحن نرزقک" ماقبل جملے کے لئے علت کے مقام پر ہے یعنی چونکہ تیرا رزق ہمارے ہاتھوں سے
فراہم ہوتا ہے لہذا واضح ہے کہ ہم نے تجھے فرمان نماز دیا ہے اس کے ذریعہ کوئی روزی حاصل نہیں کرنا چاہتے۔
8_1 معاش کی فراہمی کی فکر کو عبادت اور تبلیغ کی انجام دہی میں رکاوٹ نہیں بننا چاہئے۔ وامر باهلك بالصلوة و
اصطبر علیہا ... نحن نرزقک

9_1 اہل تقویٰ کا نیک انجام ہے۔ والعاقبة للتقوی "التقویٰ" کہہ کر "اہل تقویٰ" مراد لینا مبالغہ کے لئے ہے۔
20_ نماز کا قیام، تقویٰ کا زینہ فراہم کرنے کا سبب

ہے۔ والعاقبة للتقوى

2 1_ خداوند عالم انسان سے تقویٰ کی طرف میلان چاہتا ہے نہ کہ رزق کے لیے تلاش اس کا تقاضا ہے۔
لا نسئلك رزقاً ... والعاقبة للتقوى

2 2_ نیک عاقبت سے دل لگانا اور فانی لذات سے ناخوش ہونا ضروری ہے۔ والعاقبة للتقوى

2 3_ دینا کی نعمتیں بالآخر اہل تقویٰ کے اختیار میں دے دی جائیں گی۔ والعاقبة للتقوى

ممکن ہے کہ "العاقبة" میں الف لام مضاف الیہ محذوف کا جانشین ہو کہ ماقبل آیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے "عاقبة الحياة الدنيا" مراد ہوگی اور نیز ممکن ہے کہ الف لام "جنسیہ" ہو کہ اس صورت میں مراد نیک عاقبت ہوگی مذکورہ تفسیر پہلے احتمال کی بناء پر ہے۔

2 4_ روی عن الباقر (ع) فی قوله تعالى " و امر اهلك بالصلوة و اصطبر عليها" قال امر الله نبيه ان يخص اهل بيته و اهله دون الناس ليعلم الناس ان لا هله منزلة عند الله ليست لغيرهم فامرهم مع الناس عامته ثم امرهم خاصة (۱) امام صادق (ع) سے خداوند عالم کے اس فرمان "و امر اهلك بالصلوة ..." کے بارے میں روایت منقول ہے کہ آپ (ع) نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبر (ص) کو یہ حکم دیا کہ اپنے خاندان کو لوگوں کے علاوہ (نماز کے حکم کے سلسلہ میں مخصوص قرار دے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ پیغمبر (ص) اکرم کے اہل بیت (ع) کا خداوند عالم کے نزدیک ایسا مقام و مرتبہ ہے جو دوسروں کے لئے نہیں ہے پس خداوند عالم نے (ایک بار) پیغمبر (ص) اکرم کے اہل بیت (ع) کو لوگوں کے ساتھ حکم دیا ہے اور اس کے بعد بطور خاص ان کو مورد خطاب قرار دیا ہے۔

اقدار: ۹// امیدواری: اس کے نیک انجام کی امیدواری ۲۲

انسان: اس کی ذمہ داری کا دائرہ کار ۱۳؛ اس کی ذمہ داری کا کردار ۱۶

اہل بیت (ع): ان کے فضائل ۲۳// تبلیغ: اس کے موانع ۱۸

تقویٰ: اس کی اہمیت ۲۱؛ اس کا سبب ۲۰// خاندان: اس کی دینی تربیت کی اہمیت ۲

خدا: اس کی منفعت رسانی کا خیال ۱۶، ۱۷؛ اس کی نصیحتیں ۲۱؛ اس کی روزی ۱۶؛ اس کی رازقیت ۱۳

خود: اپنی بات پر عمل ۷ // دعوت: عملی دعوت کی اہمیت ۸؛ اس کی روش ۸
دنیا طلبی: اس کی موانع ۱۰ // ذکر: خدا کی رازقیت کے آثار ۱۰؛ انسانوں کی نیازمندی کے آثار ۱۷
روایت: ۲۳

روزی: اس کا ذمہ دار ۱۳؛ اس کا سرچشمہ ۲۱، ۱۳ // رہنما: ان کی بات ۶؛ ان کا عمل ۶؛ ان کی ذمہ داری ۶
گفتگو: مل کے ساتھ سازگاری ۶

صبر: اس کا سبب ۱۰ // للچ: اس کے موانع ۱۰

عبادت: اس کا سبب ۱۵؛ اس کے موانع ۱۸

عقیدہ: اس کے باطل ہونے کے موانع ۱۷

کفار: ان کے فلاح کی بے وقعتی ۹؛ ان کے مال کی بے وقعتی ۹

لذات: مادی لذات سے اعراض ۲۲

مبلغین: ان کی عملی دعوت ۷؛ ان کا صبر ۷؛ ان کی ذمہ داری ۷

تیقن: ان کا نیک انجام ۱۹؛ ان کے فضائل ۲۳

محمد (ص): ان کی خصوص تبلیغ ۲۳؛ ان کی ذمہ داری ۳، ۱، ۲۳؛ ان کا خاندان ۱؛ ان کے خاندان کے مراتب ۱۱

تربیت کرنے والے افراد: انکی بات ۶؛ ان کا عمل ۶؛ ان کی ذمہ داری ۶

مسلمان افراد: ان کی نماز کی اہمیت ۹؛ ان کی نماز کی قدر و قیمت ۹

معاش: اس کی فراہمی کا کردار ۱۸

نعمت: نعمت کے شامل حال افراد ۲۳

نماز: اس کے قیام کے آثار ۲۰؛ اس کے آثار ۱۰؛ اس کے قیام کی اہمیت ۳؛ اس کی تشریع کی تاریخ ۱۲؛ اس کے قیام کی

دعوت ۲۳؛ اس کی دعوت ۱؛ اس کے قیام کا زمینہ ۱۵؛ اس کے قیام کے سلسلہ میں صبر ۱۵؛ اس کی حفاظت ۳، ۳، ۵

﴿وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةٌ مَّا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ﴾

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے ہیں تو کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی گواہی نہیں آئی ہے (۱۳۳)

1_ قرآن مجید کے معجزہ ہونے کے منکرین نے رسول خدا (ص) کو اس لئے تنقید کا نشانہ بنایا کہ وہ معجزہ اقتراح کو نہیں دکھاتے ہیں۔ و قالوا لو لا یا تینا بایۃ من ربہ

2_ رسول خدا (ص) کی رسالت کے منکرین نے قرآن مجید کو معجزہ تسلیم نہ کرتے ہوئے یہ خیال کیا کہ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی معجزہ نہیں ہے۔ و قالوا لو لا یا تینا بایۃ من ربہ ا و لم تا تم بینۃ

3_ عصر بعثت کے کفار نے قرآن مجید کے واضح و روشن اور دوسری آسمانی کتابوں کے ساتھ سازگار ہونے کے باوجود اس کو نظر انداز کیا اور وہ اس کے معجزہ ہونے کا انکار کرتے تھے۔ لو لا یا تینا بایۃ من ربہ ا و لم تا تم

4_ رسول خدا (ص) کے معجزات اور ان کی رسالت کے واضح دلائل کا انکار، آنحضرت (ص) کے لئے مشقت و رنج کا باعث تھا۔ فاصبر علی ما یقولون ... و قالو لو لا یا تینا بایۃ

5_ عصر بعثت کے کفار، انسانوں پر ربوبیت الہی کا انکار کرتے تھے۔ من ربہ چنانچہ خداوند عالم کی ربوبیت کا اعتراف کرتے تو وہ یہ کہتے "ربنا"۔

6_ قرآن مجید دوسری آسمانی کتابوں کی صداقت اور درستگی کے لئے واضح و روشن دلیل ہے۔ ا و لم تا تم بینۃ ما فی الصحف الا ولی

"ما فی الصحف الا ولی" کا عنوان اس بات پر قرینہ ہے کہ "بینۃ" سے مراد پیغمبر اکرم (ص) کی آسمانی کتاب قرآن مجید کے جو دوسری آسمانی کتابوں کی مانند معارف پر مشتمل ہے اور چونکہ یہ براہ راست خداوند عالم کی جانب سے نازل ہوئی ہے یہ ان کتابوں کے معارف کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

7_ قرآن مجید، گذشتہ آسمانی کتابوں کے معارف پر مشتمل ہے۔ ا و لم تا تم بینۃ ما فی الصحف الا ولی

قرآن مجید کی اسی وصف کے ساتھ توصیف وہ دوسری آسمانی کتابوں کے لئے بینہ ہے دو نکات کو روشن کر رہی ہے؟

۱۔ قرآن کے مطالب اور دوسری آسمانی کتابوں کے مطالب ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ ۲۔ یہ کتاب دوسری کتابوں کی صداقت پر شاہد و اور گواہ ہے۔

8۔ قرآن مجید کے نزول سے قبل چند دوسری آسمانی کتابوں کا نزول ہو چکا تھا۔ الصحف الا ولی

9۔ عصرت بعثت کے کفار، گزشتہ آسمانی کتابوں کے معارف سے آگاہ تھے۔ قرا و لم تا تم بینة ما فی الصحف الا ولی
10۔ قرآن مجید آنحضرت (ص) کا معجزہ اور آنحضرت (ص) کی نبوت کی روشن دلیل ہے۔ ا و لم تا تم بینة ما فی
الصحف الا ولی "بیان" کا معنی واضح اور انکشاف کرنا ہے (مصباح) اس بناء پر بینہ ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو چیز واضح
ہو کلمہ "من قبلہ" (ما قبل آیت میں) میں مذکر کی ضمیر اس کلمہ کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ اس پر دلالت کر رہا ہے کہ اس
سے برہان و دلیل کا ارادہ ہوا ہے (کشاف)

11۔ قرآن مجید کا نزول ربوبیت خداوند کا جلوہ ہے اور یہ رسالت کے اہداف کی پیشرفت کا وسیلہ ہے۔
جملہ "ا و لم تا تم..." نے قرآن کو معجزہ کا مصداق قرار دیا ہے کہ خداوند عالم کو اسے پیغمبر اکرم (ص) پر نازل کرنا چاہیے
اور پیغمبر اکرم (ص) پر ربوبیت خداوندی کو شامل ہے جو آنحضرت (ص) کی رسالت کی ساخت و بنیاد کے رشد و تربیت
کے معنی میں ہے۔

12۔ قرآن مجید، انسانوں پر ربوبیت خداوندی کی واضح و اور روشن دلیل ہے۔ بایة من ربہ ا و لم تا تم

13۔ قرآن مجید الہی آیات میں سے ہے۔ بایة من ربہ ا و لم تا تم

14۔ خداوند عالم کی طرف سے روشن و واضح دلائل کا پیش کرنے کا سرچشمہ ربوبیت خداوندی ہے۔

بایة من ربہ ا و لم تا تم بینة ما فی الصحف الا ولی

15۔ اسلام کی بنیاد واضح و روشن دلیل پر ہے۔ ا و لم تا تم بینة ما فی الحف الا ولی

16۔ اپنے عقائد اور دینی نظریوں کو دلیل اور برہان پر استوار کرنا ضروری ہے۔ ا و لم تا تم بینة ما فی الصحف الا ولی

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳؛ اس کے دلائل ۱۵؛ اس کا منطقی ہونا ۱۵؛ اس کی خصوصیات ۱۵

انبیاء:

ان کی بینات ۱۳

انسان: انسانوں کے تربیت کرنے والے ۱۲

خدا: اس کی ربوبیت کے آثار ۱۳؛ اس کی ربوبیت کے دلائل ۱۲؛ اس کی ربوبیت کی تکذیب کرنے والے ۵؛ اس کی ربوبیت کی نشانیاں

قرآن: اس کو جھٹلانے والوں کا اعتراض ۱؛ اس کا معجزہ ۱۰؛ اس کی تعلیمات ۷؛ اس کو جھٹلانے والوں کے تقاضا ۱؛ اسکے اعجاز کو جھٹلانے والے ۳؛ اس کا کردار ۱۰، ۱۱، ۱۲؛ اس کی رہبانیت ۱۱؛ اس کی خصوصیات ۱۱، ۱۲

کفار: صدر اسلام میں ان کا علم ۹؛ صدر اسلام اور آسمانی کتابیں ۹؛ صدر اسلام کا کفر ۵؛ صدر اسلام کے کفار کی ہٹ دھرمی ۳

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کی تاریخ ۸؛ ان کی تصدیق ۱، ۶؛ اس کا توافق ۷، ۶

محمد (ص): ان پر اعتراض ۱؛ ان کی بینات اور دلائل ۱؛ ان کو جھٹلانے والوں کی فکر ۲؛ ان کے معجزہ کی تکذیب ۲، ۳؛ ان کی نبوت کے دلائل ۱۰؛ ان کی اذیت کے عوامل ۳؛ ان کے اہداف و مقاصد میں مؤثر عوامل ۱۱؛ ان کا معجزہ ۷

معجزہ: جدید معجزہ کا رد

آیت ۱۳۳

﴿وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ﴾

اور اگر ہم نے رسول سے پہلے انھیں عذاب کر کے ہلاک کر دیا ہوتا تو یہ کہتے پروردگار تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے ہی تیری نشانوں کا اتباع کر لیتے (۱۳۳)

1_ انبیاء کی بعثت اور آیات و معجزات کے نزول کا مقصد_ اتمام حجت اور ہر قسم کے اعتراض کی حقانیت_

کو ختم کرنا ہے۔ وَلَوْ اَنَا اهلكنهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت

"من" کی ضمیر سے مراد رسول اکرم (ص) ہیں اور اس پر قرینہ "لولا ارسلت" ہے اور ممکن ہے یہ "بینۃ" (ما قبل آیت میں) سے متعلق ہو اگرچہ کلمہ "بینۃ" مونث ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ یہ برہان کے معنی میں ہے ضمیر مذکر کو اس کی طرف لوٹانا صحیح ہے۔

2_ خدا تعالیٰ، انبیاء کو بھیجے بغیر اور لوگوں پر حجت تمام کئے بغیر انہیں عذاب نہیں دیتا۔ و لو انا اهلکنا ہم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لو لا ارسلت "لو انا..." میں "لو" امتناع کیلئے ہے یعنی اگر انبیاء کو بھیجے اور حجت تمام کئے بغیر عذاب دیتے۔ جو یقیناً نہیں کریں گے۔ تو اعتراض کی گنجائش ہوتی۔

3_ بیان اور اتمام حجت سے پہلے سزا دینا ناروا کام ہے و لو انا... لو لا ارسلت الینا رسول اگرچہ اس آیت میں "لو لا ارسلت" کافروں کی زبان سے نقل کیا گیا ہے اعتراض ہے لیکن اس لحاظ سے کہ اس فرضی اعتراض پر اثر مترتب کیا گیا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ اعتراض قابل قبول ہے اور اتمام حجت کرنے کیلئے انبیاء کو بھیجنا ضروری ہے۔

4_ انبیاء الہی کی تعلیمات، مشرکین پر اتمام حجت کیلئے کافی ہیں اگرچہ انہوں نے اپنی رسالت کو معجزات کے ساتھ ثابت نہ کیا ہو۔ و لو انا اهلکنا ہم... لقالوا ربنا لو لا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ۱ ای تک خدا تعالیٰ نے انبیاء کے آنے سے پہلے مشرکین کے عذاب کیلئے قابل قبول اعتراض کو "آیات الہی سے محرومیت" میں منحصر کیا ہے یعنی شرک کے بطلان کو سمجھنے کیلئے صرف انبیاء کا آنا اور تعلیمات الہی کو لانا کافی ہے نہ یہ کہ وہ آیات خدا کو سننے کے بعد معجزے کے صادر ہونے کے منتظر رہیں تاکہ شرک کے بطلان کو سمجھ سکیں۔

5_ آیات قرآن، منکرین رسالت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اتمام حجت۔ اُولم تأتھم بینة... و لو انا اهلکنا ہم بعذاب من قبلہ... فنتبع ۱ ای تک

6_ بعض لوگوں کا ہدایت کو قبول نہ کرنا انکی طرف پیغمبر الہی کو بھیجنے سے مانع نہیں ہے۔ اُولم تأتھم... و لو انا اهلکنا ہم... لو لا ارسلت

7_ رسالت انبیاء کے منکرین، آیات الہی کو حاصل کرنے کے بعد سخت سزا اور تہس نہس کر دینے والے عذاب کے ساتھ نابودی کے مستحق ہیں۔ و لو انا اهلکنا ہم بعذاب من قبلہ لقالوا... فنتبع ۱ ای تک عذاب نکرہ ہے اور اس کا نامعلوم ہونا اسکی شدت اور سختی سے حاکی ہے اس طرح کہ اسکی حقیقت کو مخاطب کیلئے ترسیم نہیں کیا جاسکتا۔

8_ بعثت پیغمبر اکرم (ص) سے پہلے اہل مکہ، انبیاء الہی کی تعلیمات سے محروم تھے۔ من قبلہ لقالوا ربنا لو لا ارسلت الینا رسولاً فنتبع ۱ ای تک

9_ حجت تمام کرنا اور آیات الہی کے ابلاغ کیلئے انبیاء کو بھیجنا، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

ربنا لو لا أرسلت إلينا رسولاً فنتبع ء ايتك

10_ عذاب میں گرفتار لوگ، خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا ادراک اور اس کا اعتراف کریں گے۔ و لو أنا أهلكنا هم ... لقالوا ربنا

11_ انبیاء کو بھیجنا انسان کیلئے ہدایت اور آیات الہی تک دسترسی کی راہ ہموار کرتا ہے۔ و لو لا أرسلت إلينا رسولاً فنتبع ء ای تک

12_ انبیاء الہی کے پیروکار، مہلک عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ و لو أنا أهلكنا هم ... لقالوا ربنا لولا أرسلت إلينا رسولاً فنتبع ء ای تک

13_ تاریخ کے تحولات اور امتوں کی تقدیر پر ارادہ الہی کی حکمرانی ہے۔ و لو أنا أهلكنا هم

14_ عذاب الہی کے ذریعے ہلاکت، ذلت خواری کا موجب ہے۔ و لو أنا أهلكنا هم بعذاب من قبله لقالوا ... أن نذل و نخزي ذلت کا معنی ہے کمزوری اور حقارت (مصباح) اور "خزى" نرمی، رسوائی، شرمندگی اور ہلاکت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (لسان العرب)

15_ انبیاء اور آیات الہی کی پیروی، عزت و بزرگی کا موجب ہے۔ و لو لا أرسلت ... فنتبع أى تك من قبل أن نذل و نخزي آیات و انبیاء الہی کی پیروی کی صورت میں ذلت و خزی کا منتفی ہونا صاحب عزت و بزرگی ہونے کے برابر ہے۔ آیات خدا: انکی تبلیغ ۹؛ ان کے نزول کا پیش خیمہ ۱۱؛ ان کے نزول کا فلسفہ ۱

اتمام حجت: اسکے اثرات ۲

اقرار: ربوبیت خدا کا اقرار ۱۰

انبیاء (ع): انکی پیروی کے اثرات ۱۵؛ ان کے ذریعے اتمام حجت ۱؛ انکی تعلیمات کی اہمیت ۳؛ انکی نبوت کے اہمیت ۶؛ انکی تقدیر میں مؤثر عوامل ۱۳؛ انکی نبوت کا فلسفہ ۱؛ انہیں جھٹلانے والوں کی سزا ۱۱؛ ان کے پیروکاروں کا محفوظ ہونا ۱۲؛ انکی نبوت کا سرچشمہ ۹؛ ان کا نقش و کردار ۲، ۹، ۱۱؛ انکا ہدایت کرنا ۱۱

تاریخ: اسکے تحولات کا سرچشمہ ۱۳

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کے اثرات ۹؛ اسکے عذاب کے اثرات ۱۳؛ اس کا اتمام حجت کرنا ۱، ۳، ۵؛ اسکے ارادے کی حکمرانی ۱۳؛ اسکے اتمام حجت کا سرچشمہ ۹

دین: اسکے ساتھ اتمام حجت ۳

ذلت: اسکے عوائل ۱۳

عذاب: اہل عذاب کا اقرار ۱۰؛ تہس نہس کر دینے والا عذاب ۷؛ اسکے درجے ۷؛ مہلک عذاب سے محفوظ ہونا ۱۲

عزت: اسکے عوائل ۱۵

قرآن کریم: اسکے ساتھ اتمام حجت ۵؛ اس کا کردار ۵

قواعد فقہیہ ۳

سزا: بیان کے بغیر سزا کا ناپسندیدہ ہونا ۳

آنحضرت (ص): آپ (ص) کا نقش و کردار ۸

مشرکین: ان پر اتمام حجت ۳

معجزہ: اسکے ساتھ اتمام حجت ۱؛ اس کا فلسفہ ۱

مکہ: اس میں انبیاء ۸؛ اہل مکہ کی محرومیت ۸

نبوت: سے جھٹلانے والوں پر اتمام حجت کرنا ۵

ہدایت: اس کا پیش خیمہ ۱۱؛ اسے قبول نہ کرنے والوں کا نقش و کردار ۶

آیت ۱۳۵

﴿قُلْ كُلٌّ مُتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَى﴾

آپ کہہ دیجئے کہ سب اپنے اپنے وقت کا انتظار کر رہے ہیں تم بھی انتظار کرو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کون لوگ

سیدھے راستہ پر چلنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں (۱۳۵)

1_ کفار مکہ پر اتمام حجت کے بعد آیات الہی کے انکار کی وجہ سے نابودی اور عذاب کے مستحق تھے۔

و لو آتانا أهلكنا هم ... فستعلمون من أصحاب الصراط السوي و من اهتدى

2_ کفار کو خدا تعالیٰ کی جانب سے عذاب کے ساتھ ہلاکت کے خطرے سے ڈرانا، پیغمبر اکرم (ص) کے فرائض میں سے تھا۔ ولو اٰتٰا اٰهلکنا هم بعداب ... قل کل متربص فتربصوا فستعلمون

"تربص" کا معنی ہے انتظار (مصباح) پیغمبر اکرم (ص) کو "قل" کا فرمان اس بات کو بیان کر رہا ہے کہ کفار کو اس نکتے کا ابلاغ آنحضرت (ص) کا فریضہ تھا

3_ پیغمبر اکرم (ص) عصر بعثت کے کفار کے ایک گروہ کے ہدایت حاصل کرنے سے مایوس تھے۔
قل کل متربص فتربصوا فستعلمون

4_ خدا تعالیٰ کی طرف سے کافروں کو ہلاکت اور عذاب کی دھمکی کا صدر اسلام کے کفار کی طرف سے مذاق اڑایا جانا۔ و لو اٰتٰا اٰهلکنا هم بعداب ... قل کل متربص چونکہ گذشتہ آیات عذاب کے نازل ہونے، اس میں تاخیر کے اسباب نیز اس پر حاکم سنن الہی کے بارے میں تھیں لگتا ہے جملہ "قل کل متربص" عذاب کے وعدے کے بارے میں کافروں کے مذاق کا جواب ہے یعنی تم لوگ ہمارے بارے میں بڑے کڑے وقت کی پیش گوئی کرتے ہو اور جس کی ہمیں تمہارے بارے میں توقع ہے اس سے تم لوگ خوفزدہ نہیں ہو اور اسے کالعدم سمجھتے ہو۔ وقت گزرنے دو سب کو حقیقت کا پتا چل جائیگا۔
5_ وقت کا گزرنا اور کفار و مؤمنین کے انجام کا مشاہدہ، بعض کافروں کیلئے حقائق کے منکشف ہونے کا واحد راستہ ہے۔ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون انتظار کا حکم بتاتا ہے کہ مخاطبین کے متنبہ ہونے کی امید نہیں ہے اور صرف وقت کا گزرنا ہی ان کیلئے حقیقت کو منکشف کر سکتا ہے۔

6_ تاریخ، دین الہی کی حقانیت کا مظہر اور اسکی تجلی گاہ ہے فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوي مستقبل کا حقائق کے قطعی ظہور کے وقت کے عنوان سے تذکرہ کرنا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ تاریخ احقاق حق کا مناسب ذریعہ ہے کہ جو حقائق کو حوادث و واقعات کے تناسب سے مرحلہ ظہور میں پہنچاتی ہے۔

7_ صدر اسلام کے کفار، اسلام کی نابودی اور شکست کے انتظار میں تھے۔ قل کل متربص فتربصوا فستعلمون
8_ انبیاء (ع) اور آیات الہی کی تکذیب کرنے والوں کی نابودی ایسی سزا ہے کہ ہر آن میں اور ہر قسم کے حالات میں اسکے وقوع پذیر ہونے کی توقع ہے۔ ولو اٰتٰا اٰهلکنا هم بعداب ... فتربصوا فستعلمون

9_ اسلام اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کی حقانیت ہمیشہ مخفی نہیں رہے گی اور مستقل قریب میں ہی سب کیلئے واضح ہو جائیگی۔
_ فتربصوا فستعلمون من اصحاب الصراط السوي

10_ صرف راہ اعتدال پر چلنے والے اور حقیقت کو پالینے والے عذاب سے نجات حاصل کریں گے۔
و لو آتأ اهلکنا هم بعذاب ... فستعلمون من أصحاب الصراط السوی و من اهتدی

11_ اسلام، اعتدال کا راستہ ہے اور مسلمان اس راستے پر چلنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں۔ فستعلمون من أصحاب الصراط السوی و من اهتدی "سوی" بروزن "فعیل" اسم فاعل کے معنی میں ہے یعنی مستوی اور معتدل (لسان العرب)

12_ صدر اسلام کے کفار، راہ اعتدال پر چلنے اور ہدایت یافتہ ہونے کے مدعی تھے۔ فستعلمون من أصحاب الصراط السوی و من اهتدی

آیات الہی: انکی تکذیب کے اثرات ۱؛ انہیں جھٹلانے والوں کی ہلاکت ۸
دعویٰ: ہدایت کا دعویٰ ۱۲

اسلام: اس کا اعتدال ۱۱؛ اسکی شکست کی توقع ۸؛ صدر اسلام کی تاریخ ۷؛ اسکی حقانیت کا ظہور ۹
انبیائی (ع): انہیں جھٹلانے والوں کی ہلاکت ۸

ڈرانا: عذاب سے ڈرانا ۲/تاریخ: اس کا مطالعہ ۵؛ اس کا کردار ۵، ۶
حقائق: ان کے کشف کے عوامل ۵

خدا تعالیٰ: اسکے عذاب کا مذاق اڑانا ۳، اسکے وعدے کا عملی ہونا ۹
دین: اسکی حقانیت کے ظہور کا پیش خیمہ ۶

عدالت خواہ لوگ: انکی نجات ۱۰/عذاب: اہل عذاب ۱؛ اس سے نجات ۱۰

کفار: صدر اسلام کے کفار کے دعوے ۱۲؛ صدر اسلام کے کفار کا مذاق اڑانا ۳؛ صدر اسلام کے کفار کی توقعات ۷؛ انہیں
ڈرانا ۲؛ صدر اسلام کے کفار کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۳

کفار مکہ: ان پر اتمام حجت کرنا ۱؛ انکا عذاب ۱؛ انکی ہلاکت ۱

آنحضرت (ص): آپ (ص) کا ڈرانا ۲؛ آپ (ص) کی رسالت ۲؛ آپ (ص) کی مایوسی ۳

مسلمان: ان کی ہدایت ۱۱

ہدایت یافتہ لوگ: ۱۱/انکی نجات ۱۰

آیت نمبر ۱

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

﴿اَقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مَّعْرُضُونَ﴾

بنام خدائے رحمان رحیم

لوگوں کے لئے حساب کا وقت آپہنچا ہے اور وہ ابھی غفلت ہی میں پڑے ہوئے ہیں اور کنارہ کشی کئے جا رہے ہیں (۱)

1_ انسان، روز قیامت کے حساب کے نزدیک ہونے کے باوجود اس سے انتہائی غافل ہے اقترَب للناس حسابهم و هم في غفلة معرضون کلمہ "فی"، "فی غفلة" میں ظرفیت مجازی کیلئے ہے اور یہ وصف کی شدت پر دلالت کرتا ہے یعنی لوگوں کی آخرت کے حساب سے غفلت بہت زیادہ ہے۔

2_ لوگوں کے اعمال کا حساب و کتاب قریب اور قطعی ہے اقترَب للناس حسابهم

3_ صدر اسلام کے مشرکین، قیامت کے حساب کتاب والے مسئلہ سے بالکل غافل تھے اور اس کے واضح اور روشن دلائل اور علامات میں غور و فکر کرنے سے بھی روگردان تھے۔ اقترَب للناس حسابهم و هم في غفلة معرضون مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ یہ سورت مکی ہے اور "الناس" کے پہلے مخاطب اور مصداق مشرکین ہیں۔

4_ حساب و کتاب، قیامت کے اہم واقعات میں سے ہے۔ اقترَب للناس حسابهم

سورہ کے آغاز میں حساب و کتاب کا تذکرہ اور قیامت کے دیگر واقعات میں سے صرف اس کا بیان مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

5_ قیامت کو یاد کرنا اور اسکے حقائق و واقعات میں تدبر و تامل ایک ضروری اور لازمی امر ہے۔

اقترب للناس حسابهم و هم في غفلة معرضون

آیت کریمہ ان لوگوں کی مذمت کر رہی ہے جو قیامت اور اسکے واقعات سے غافل ہیں یہ مذمت قیامت اور اسکے حالات کے بارے میں غور و فکر کے لازمی ہونے کو بیان کر رہی ہے۔

6_ انسان اپنی رفتار و کردار کا ذمہ دار ہے اور قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی اور اس کا مواخذہ کیا جائیگا۔

اقترب للناس حسابهم

مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ حساب و کتاب اس وقت معقول اور تصور ہے جب ذمہ داری اور مسئولیت ہو۔

7_ انسان، قیامت کی نشانیوں اور اس کے اثبات کے دلائل کے بارے میں غور و فکر کرنے سے روگردانی کرنے والا

ہے۔ اقترب للناس حسابهم و هم في غفلة معرضون

"غفلت" اور "اعراض" کا متعلق دو چیزیں ہیں کیونکہ غفلت کسی مسئلہ کی طرف توجہ نہ کرنے کی علامت ہے جبکہ روگردانی اسکی طرف توجہ کرنے کی نشانی ہے۔ اور ممکن نہیں ہے کہ ایک چیز کی طرف توجہ ہو بھی اور نہ بھی ہو لہذا اعراض سے مراد قیامت کو ثابت کرنے والے روشن دلائل سے روگردانی کرنا اور قیامت کے بارے میں تدبر و تفکر نہ کرنا ہے۔

انسان: اس کا اخروی حساب و کتاب ۶؛ اسکی غفلت ۱؛ اسکی ذمہ داری ۶

تفکر: قیامت میں تفکر کی اہمیت ۵؛ قیامت میں عدم تفکر کی نشانیاں ۷

حساب و کتاب: اخروی حساب و کتاب سے غافل لوگ ۳

ذکر: قیامت کے ذکر کی اہمیت ۵

عمل: اسکی حساب و کتاب کا قطعی ہونا ۲؛ اس کا ذمہ دار ۶؛ اسکی حساب کا نزدیک ہونا ۲

غفلت: اخروی حساب سے غفلت ۱؛ قیامت سے غفلت ۱

قیامت: اس میں حساب و کتاب ۳؛ اسکی واقعات ۳؛ اس سے اعراض کرنے والے ۳، ۷؛ اسکی خصوصیات ۳

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کا عدم تفکر ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کی غفلت ۳

آیت ۲

﴿مَا يَأْتِيهِمْ مِّن ذِكْرٍ مَّن رَّبِّهِمْ مُّحَدَّثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ﴾

ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی نئی یاد دہانی نہیں آتی ہے مگر یہ کہ کان لگا کر سن لیتے ہیں اور پھر کھیل تماشے میں لگ جاتے ہیں (۲)

1_ مشرکین، وحی کے نزول اور خدا تعالیٰ کے نئے پیغام (قرآن) کو سرسری لیتے اور کھیلنے کے ساتھ اسے سنتے۔
ما یأتیہم من ذکر من ربہم ... و ہم یلعبون زیادہ تر مفسرین کا یہ کہنا ہے کہ ذکر سے مراد ہر قسم کی وحی اور یا فقط قرآن کریم ہے۔ اور جملہ "وہم یلعبون"، "استمعوہ" کے فاعل کیلئے حال ہے یعنی وہ کھیل میں مصروف ہونے کی حالت میں آیات الہی کو سنتے اور انہیں سنجیدگی اور سنجیدگی سے استماع نہ کرتے۔

2_ مشرکین کا آیات الہی کے ساتھ غیر شائستہ اور کھیل کود والا سلوک انکی انتہائی غفلت اور بے خبری کی علامت ہے۔
وہم فی غفلة معرضون . ما یأتیہم من ذکر من ربہم جملہ "ما یأتیہم من ذکر ... یا تو سابقہ جملے کیلئے بیان ہے اور یا اسکی تعلیل کے طور پر ہے۔ بہر حال یہ مشرکین کی انتہائی غفلت اور بے خبری کی کیفیت کو بیان کر رہا ہے

3_ وحی الہی (قرآن اور...) غفلت کو دور کرنے، انسان کی سوتی ہوئی فطرت کو جگانے اور اس کی فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کیلئے ہے۔ و ہم فی غفلة معرضون ... ما یأتیہم من ذکر من ربہم

معنی کے لحاظ سے "ذکر"، "حفظ" کی طرح ہے اس فرق کے ساتھ کہ "حفظ شئی" اسکے معلوم کرنے اور حاصل کرنے کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ "ذکر شئی" اسے حاضر کرنے اور یاد کرنے کے اعتبار سے ہوتا ہے (مفردات راغب) لہذا قرآن کی "ذکر" کے ساتھ توصیف کرنا اس

اعتبار سے ہے کہ قرآن، انسان کی فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کرانے والا اور غافل انسان کی فطرت کو جگانے والا ہے

4_ وحی الہی، لوگوں کو یاد دہانی کرانا اور غفلت و بے خبری سے انہیں نجات دینا خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔
ما یأتیہم من ذکر من ربہم

5_ "رب" خداوند متعال کی اسما و صفات میں سے ہے۔ ما یأتیہم من ذکر من ربہم

5_ قرآن، دیگر آسمانی کتابوں کے مقابلے میں نئی اور جدید تعلیمات پر مشتمل ہے۔ ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث
"محدث" کا معنی ہے جدید اور نئی چیز۔ اور آیت کسبہ میں یہ "ذکر" کی صفت ہے قرآن کی جدید اور نئے ہونے کے ساتھ
توصیف ہو سکتا ہے جدید آیات کے نزول کے اعتبار سے ہو اسی طرح ہو سکتا ہے آیات قرآنی اور اسکی تعلیمات کے دیگر
آسمانی کتابوں کے مقابلے میں تازہ اور نئی ہونے کے لحاظ سے ہو مذکورہ مطلب دوسرے فرضیے کی بنا پر ہے۔

6_ عصر بعثت میں مشرکین، روایت پرست اور پرانی ذہنیت کے لوگ تھے۔ ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث

مشرکین کی طرف سے خدا تعالیٰ کے جدید پیغامات کی مخالفت انکی روایت پرستی اور پرانی ذہنیت کی علامت ہے۔

7_ وحی الہی اور آسمانی کتابوں میں سنجیدہ اور عاقلانہ غور و فکر کی ضرورت ہے۔ ما یأتیہم من ذکر ... ہم یلعبون

8_ وحی اور قیامت پر ایمان کے بغیر زندگی کھیل تماشا اور بے مقصد ہے۔ ما یأتیہم من ذکر ... و ہم یلعبون

مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ "یلعبون" مشرکین کی طبعی اور روزمرہ کی زندگی کی طرف ناظر ہو یعنی نزول وحی
کے وقت وہ لوگ سب بے مقصد اور کھیل تماشا والی زندگی میں مشغول ہوتے لہذا جو لوگ مبدا و معاد کا انکار کرتے
ہیں وہ بھی (مشرکین کی طرح) زندگی میں لہو و لعب اور کھیل تماشا میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

9_ قیامت سے غفلت، وحی سے بے اعتنائی اور دین کو بازیچہ اطفال قرار دینے کا پیش خیمہ ہے۔

و ہم فی غفلة معرضون ما یأتیہم ... و ہم یلعبون

10_ انسان کا دنیا کے ساتھ سرگرم رہنا، اسکے وحی اور دین الہی سے غافل ہونے کا سبب ہے۔ ما یأتیہم من ذکر ...

و ہم یلعبون جملہ "و ہم یلعبون"، "استمعوه" کی فاعلی ضمیر کیلئے حال اور مشرکین اور حق سے گریز کرنے والے لوگوں

کی حالت کو بیان کر رہا ہے یہ حالت ہو سکتا ہے حق سے گریز کرنے اور پیغامات الہی سے بے اعتنائی کرنے میں موثر

ہو۔ قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت کے شروع

میں جملہ "لا هیة قلوبهم" کہ جو جملہ "و ہم یلعبون" میں مبتدا کیلئے حال ہے اسی مطلب کی تائید کرتا ہے۔

11_1 "قال ابو الحسن (ع) : التوراة و الانجیل والزبور والفرقان و کل کتاب ا نزل کان کلام اللہ تعالیٰ ا نزلہ للعالمین نوراً و ہدیً و ہی کلہا محدثہ و ہی غیر اللہ ... قال: " ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث إلا استمعوہ و ہم یلعبون" و اللہ ا حدث الکتب کلہا الذی أنزلہا ...; امام رضا (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: تورات، انجیل، زبور، قرآن اور نازل ہونے والی ہر کتاب کلام الہی ہے کہ جسے اس نے سب جہانوں کی ہدایت کیلئے نازل کیا ہے اور یہ سب کتابیں حادث ہیں اور حادث غیر خدا ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "ما یأتیہم من ذکر من ربہم محدث الا استمعوہ و ہم یلعبون" اور خدا تعالیٰ نے جتنی بھی کتابیں نازل کی ہیں اس نے انہیں خلق کیا ہے^(۱)

آیات الہی: ان کے ساتھ کھیلنا ۲

آسمانی کتب: ان کا حادث ہونا ۱۱

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۶

ایمان: قیامت پر ایمان کے اثرات ۸; وحی پر ایمان کے اثرات ۸

تفکر: آسمانی کتابوں میں تفکر کی اہمیت ۸; وحی میں تفکر کے اثرات ۸

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کے اثرات ۳

دنیا پرستی: اسکے اثرات ۱۰/ دین: اسکی آسیب شناسی ۱۰; اسکے ساتھ کھیلنے کا پیش خیمہ ۹

روایت: ۱۱

زندگی: قابل قدر زندگی ۸; زندگی کے کھوکھلا ہونے کے عوامل ۸

غفلت: قیامت سے غفلت کے اثرات ۹; دین سے غفلت کے عوامل ۱۰; وحی سے غفلت کے عوامل ۱۰

فطرت: اسکے متنبہ ہونے کے عوامل ۳

قرآن مجید: اس کے ساتھ کھیلنا ۱; اس سے بے اعتنائی ۱; اس کا غفلت کو دور کرنا ۳; اس کے نزول کا فلسفہ ۳; اس کا جدید

ہونا ۵; اسکی تعلیمات کی خصوصیات ۵; اس کا ہدایت کرنا ۳

(1) بحار الانوار ج ۱۰، ص ۳۴۴ ح ۵۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۴۱۲، ح ۶۔

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی ہٹ دھرمی ۶؛ انکا سلوک ۲؛ صدر اسلام کے مشرکین کی روایت پرستی ۶؛ یہ اور آیات الہی ۲؛ یہ اور قرآن ۱؛ انکی غفلت کی نشانیاں ۲
وحی: اس سے روگردانی کا پیش خیمہ ۹؛ اس کا فلسفہ ۳؛ اسکے نزول کا سرچشمہ ۳
ہدایت: اس کا سرچشمہ ۳

آیت ۳

﴿لَا هِيَّةَ قُلُوبُهُمْ وَأَسْرُوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السَّحَرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ﴾

ان کے دل بالکل غافل ہو گئی ہیں اور یہ ظالم اس طرح آپس میں راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے ہیں کہ یہ بھی تو تمہارے ہی طرح کے ایک انسان ہیں کیا تم دیدہ و دانستہ ان کے جادو کے چکر میں آ رہے ہو (۳)
1_ مشرکین ایسے لوگ ہیں جو زندگی کے اصلی اور سنجیدہ مسائل سے غافل ہیں اور لغو اور بے قیمت قسم کی چیزوں سے دل لگائے ہوئے ہیں۔ وہم یلعبون لاهية قلوبهم

"لہو" کا معنی وہ چیز ہے جو انسان کو اہم اور سودمند کاموں سے باز رکھے (مفردات راغب) مشرکین کی اس بات کے ساتھ تو صیف کہ ان کے دل لہو و لعب اور غیر اہم کاموں میں مشغول ہیں مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔
2_ دل کی بیداری اور ہوشمندی حقائق الہی کو سمجھنے اور وحی و کتب آسمانی سے متاثر ہونے کی لازمی شرط ہے۔
ما یأتیہم ... لا ہیة قلوبہم

3_ لہو و لعب اور دل کا غیر مہم اور بے قدر و قیمت امور میں مشغول ہونا دل کی بیماریوں میں سے ہے اور یہ ایک بری اور ناپسندیدہ چیز ہے۔ لاهية قلوبہم

آیت کریمہ مشرکین کے ناپسندیدہ اوصاف، انکی منفی خصوصیات اور ان کی مذمت کے بیان کے مقام میں ہے۔
4_ ستم گر مشرکین کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کے خلاف خفیہ میٹنگوں اور مخفی مشاورتوں کا انعقاد۔
و أسروا النجوى الذين ظلمو

5_ وحی کے ساتھ ناشائستہ سلوک اور اس کے ساتھ کھیلنا ظلم و ستم کا مصداق ہے۔ و ہم یلعبون لاهية قلوبہم ...
الذين ظلمو

6_ ستم گر مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کی دعوت کے خلاف اجتماعی اور منہجم حرکات رکھتے تھے۔ و أسروا النجوى الذين ظلمو "اسروا" (مصدر اسرار ہے) یعنی پنہان رکھتے تھے اور "نجوى" کا معنی ہے خفیہ گفتگو اور یہ "اسروا" کا مفعول ہے پس "نجوى" کرنا ایک اجتماعی تحرک کی دلیل ہے اور اسے مخفی رکھنا ان کے اس تحرک کو دوسروں (مسلمانوں) کی نظروں سے دور رکھنے کی کوشش کا غماز ہے۔

7_ پیغمبر اکرم (ص) اور آپ (ع) کی دعوت کے خلاف مشرکین کے خاص گروہ کی طرف سے سازش کا تیار کیا جانا۔
و أسروا النجوى الذين ظلمو مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "الذين ظلموا" قید احترازی ہو یعنی مشرکین کا وہ گروہ جو ظلم و ستم اور تجاوز کرنے والی فطرت رکھتے ہیں۔

8_ اسلام، ظلم دشمنی کا دین ہے اور تعلیمات قرآن معاشرے کے چہرے سے ظلم اور سیاہ کاری کو مٹانے کیلئے ہیں۔
ما يأتيهم من ذكر من ربهم محدث إلا استمعوه و هم يلعبون ... و أسروا النجوى الذين ظلمو
ستم گر ٹولے کی طرف سے پیغمبر (ص) اکرم اور قرآن کی مخالفت اور ان کے خلاف سازش اس نکتے کو بیان کر رہے ہیں کہ اسلام معاشرے سے ظلم کو دور کرنے اور استعماری طبقے کے ظالمانہ مفادات کو ختم کرنے کے درپے ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ صرف یہی گروہ اسلام کی مخالفت پر تلا ہوا ہے

9_ پیغمبر اکرم (ص) کا بشر ہونا، مشرکین کی سازش اور خفیہ گفتگو کا محتوی اور اسلام و قرآن کے خلاف دستاویز۔
و أسروا النجوى الذين ظلموا هل هذا إلا بشر مثلكم

10_ مشرکین کی نظریں انسان ہونے کا مقام نبوت کا حاصل کرنے کے ساتھ سازگار نہ ہونا۔ هل هذا إلا بشر مثلكم
11_ پیغمبر اکرم (ص) لوگوں کے درمیان بلا واسطہ اور قابل احساس طریقے سے حاضر رہتے اور انہیں کی طرح زندگی گزارتے۔ هل هذا إلا بشر مثلكم

"مثلكم" بشر کی صفت ہے (بشر ہونے کے علاوہ) پیغمبر اکرم (ص) کی تمہارے جیسا ہونے کے ساتھ توصیف ممکن ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہو۔

12_ ستمگر مشرکین کی طرف سے قرآن کی طرف جادو ہونے اور پیغمبر اکرم (ص) کی طرف جادو گر ہونے کی ناروا نسبت
_أفتأتون السحر و أنتم تبصرون

13_ ستمگر مشرکین قرآن پر جادو ہونے کی تہمت لگا کر اسے ہرگز پیروی کے لائق نہیں سمجھتے تھے۔

أَفْتَأْتُونَ السَّحَرَ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ جملہ "أَفْتَأْتُونَ السَّحَرَ" میں استفہام انکاری ہے اور جملہ "وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ" "تاتون" کے فاعل کیلئے حال ہے اس بنا پر آیت کا معنی یوں ہوگا کیا تم لوگ آنکھ اور آگاہی کے ساتھ قرآن کہ جو جادو ہے کے پیچھے جاتے ہو؟ یعنی یہ کہ قرآن کا پیروی کے لائق نہ ہونا واضح و روشن امر ہے۔

4_1 پیغمبر اکرم (ص) کے زمانے کے لوگوں پر قرآن کی غیر معمولی اور تعجب آور تاثیر۔ أَفْتَأْتُونَ السَّحَرَ

قرآن پر جادو ہونے کی تہمت سے لگتا ہے کہ قرآن غیر معمولی اثر رکھتا تھا۔

5_1 قرآن کا جادو اور پیغمبر اکرم (ص) کا جادو گر ہونا ستمگر مشرکین کے ایمان نہ لانے کا ایک اور بہانہ اور کھوکھلی دلیل۔

أَفْتَأْتُونَ السَّحَرَ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ

مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کے دعوے کو رد کرنے کیلئے دو بہانے اور کھوکھلی دلیلیں لاتے تھے ۱۔ آنحضرت (ص) کا بشر ہونا (هل هذا إلا بشر مثلكم) ۲۔ آپ (ص) کا جادو گر ہونا (أَفْتَأْتُونَ السَّحَرَ)

6_1 صدر اسلام کے مشرکین جادو کی پیروی کو عقل و خرد کے ساتھ سازگار نہیں سمجھتے تھے۔ أَفْتَأْتُونَ السَّحَرَ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ

7_1 پیغمبر اکرم (ص) کو جھٹلانا اور انکی طرف ناروا نسبتیں (جادو گر ہونا وغیرہ) دینا ظلم ہے۔ وَأَسْرُوا النِّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هل هذا إلا بشر ... أَفْتَأْتُونَ السَّحَرَ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ جملہ (هل هذا بشر ... أَفْتَأْتُونَ السَّحَرَ ...) "النِّجْوَى" کیلئے بدل ہے یعنی ستمگروں کی سرگوشیوں کا محتویہ تھا کہ پیغمبر اکرم کی طرف جادو کی نسبت دیتے اور ان افراد کو ظالم کہنا بتاتا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کی طرف ناروا نسبت دینا ظلم کا واضح مصداق ہے۔

آسمانی کتب: انکے سمجھنے کا پیش خیمہ ۳

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳، ۶، ۷؛ اسلام کے خلاف سازش ۹؛ اسکی ظلم و دشمنی ۸؛ اسکی خصوصیات ۸

آنحضرت (ص): آپ (ص) کا بشر ہونا ۹، ۱۱؛ آپ (ص) کے خلاف سازش ۳، ۶، ۷؛ آپ (ص) پر جادو گری کی تہمت ۱۲،

۱۵، ۱۶؛ بصیرت: اسکے اثرات ۲

جادو: اسکی پیروی کے موانع ۱۶/ حقائق: انکے سمجھنے کا پیش خیمہ ۲

دنیا پرستی: اسکے اثرات ۳/ صفات:

ناپسندیدہ صفات ۳

ظالم لوگ: صدر اسلام کے ظالموں کی سازش ۷، ۸

ظلم: اسکے موارد ۵، ۱۷

عقل: اس کا کردار ۱۶

غافل لوگ: ۱

قرآن کریم: اسکے خلاف سازش ۹؛ اس پر جادو کی تہمت ۱۲، ۱۳، ۱۵؛ اسکی ظلم دشمنی ۸؛ اس سے روگردانی کرنے والے

۱۳؛ اس کا کردار ۱۳

دل: اسکی بیماری کا پیش خیمہ ۳

لہو و لعب: اسکے اثرات ۳

آہکی سیرت ۱۱؛ آپ (ص) پر ظلم ۳؛ آپ کو جھٹلانے کا ظلم ۱۷

لوگ: صدر اسلام کے لوگ اور قرآن ۱۳

مشرکین: انکی بہانہ تراشی ۱۵؛ انکا غیر منطقی ہونا ۱۵؛ انکی سوچ ۱۰؛ صدر اسلام کے مشرکین کی سوچ ۱۶؛ انکی زندگی کا کھوکھلا

ہونا ۱؛ صدر اسلام کے مشرکین کا منظم ہونا ۶؛ صدر اسلام کے مشرکین کی سازش ۳، ۷، ۸، ۹؛ انکی تہمتیں ۱۲، ۱۳، ۱۵؛

صدر اسلام کے مشرکین کی خفیہ میٹنگیں ۳، ۶؛ صدر اسلام کے مشرکین کی مشاورتی میٹنگیں ۳؛ انکی غفلت ۱؛ صدر اسلام

کے مشرکین کی سرگوشیاں ۹/ نبوت: بشر کی نبوت کو جھٹلانے والے ۱۰

وحی: اسکے ساتھ کھیلنا ۵؛ اسے سمجھنے کا پیش خیمہ ۲

آیت ۳

﴿قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

تو پیغمبر نے جواب دیا کہ میرا پروردگار آسمان و زمین کی تمام باتوں کو جانتا ہے وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے (۳)

1_ پروردگار کا اہل زمین و آسمان کی تمام باتوں سے آگاہ ہونا۔ قال ربی یعلم القول فی السماء و الأرض

2_ آسمانی موجودات میں کلام اور سخن کا موجود ہونا۔

قال ربی یعلم القول فی السماء

3_ خدا تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو ستم گر مشرکین کی خفیہ میٹنگوں اور مخفی گفتگو سے آگاہ کیا۔
أَسْرُوا النَجْوَى ... قال ربی یعلم القول فی السماء

4_ خدا تعالیٰ کی طرف سے ستمگر مشرکین کو پیغمبر اکرم (ص) اور اسلام کے خلاف خفیہ سازشیں اور سرگوشیاں کرنے کے بارے میں تنبیہ۔ أَسْرُوا النَجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا ... قال ربی یعلم القول فی السماء و الأرض
سرگوشیاں اور سازشیں کرنے والے مشرکین کو اس آیت کی یاد دہانی کہ خدا تعالیٰ آسمان و زمین میں ہونے والی ہر بات سے آگاہ ہے ان کیلئے انکی سازشوں کے برے انجام کے بارے میں تنبیہ ہے۔
5_ مطلق علم اور شنوائی، صرف خدا تعالیٰ کی شان ہے۔ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

ادبی لحاظ سے جب بھی ابتدا معرفہ اور خبر پر الف و لام ہو تو یہ حصر کا فائدہ دیتا ہے آیت کریمہ میں بھی ایسے ہی ہے۔
6_ اس بات کی طرف توجہ کہ خدا تعالیٰ موجودات عالم کے اعمال و گفتار سے مکمل آگاہی رکھتا ہے انسان کو حق دشمنی اور گناہ سے باز رکھتا ہے۔ أَسْرُوا النَجْوَى ... قال ربی یعلم القول فی السماء و الأرض وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
خدا تعالیٰ نے مشرکین کی اسلام کے خلاف خفیہ سازشوں اور سرگوشیوں کے جواب میں پیغمبر اکرم کو حکم دیا کہ انہیں خدا تعالیٰ کے مکمل علم کی خبر دیں۔ یہ حقیقت ہو سکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہو۔
7_ خدا تعالیٰ سمیع (سننے والا) اور علیم (جاننے والا) ہے۔ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

آسمان: اہل آسمان کا کلام ۱؛ اسکے موجودات کا گفتگو کرنا ۲؛ اسکے باشعور موجودات ۲

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳؛ اسکے خلاف سازش کرنا ۴

اسما و صفات: سمیع ۴؛ علیم ۵

انسان: اسکی سخن ۱

آنحضرت (ص): آپ (ص) کے خلاف سازش ۴؛ آپ (ص) کے علم کا سرچشمہ ۳

حق: حق دشمنی کے موانع ۶

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۵؛ اس کا افشا کرنا ۳؛ اسکی شنوائی ۵؛ اس کا علم ۱، ۵؛ اس کا خبردار کرنا ۴

ذکر: خدا تعالیٰ کے علم غیب کے ذکر کے اثرات ۶

گناہ: اسکے موانع ۶

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کو افشا کرنا ۳؛ انکی سازشیں ۳؛ صدر اسلام کی مشرکین کے خفیہ میٹینگیں ۳، ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کو تنبیہ ۳

موجودات: ان کا کلام کرنا ۶؛ انکا عمل ۶

آیت ۵

﴿بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلْ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ﴾

بلکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو سب خواب پریشاں کا مجموعہ ہے بلکہ یہ خود پیغمبر کی طرف سے افتراء ہے بلکہ یہ شاعر ہیں اور رشاعری کر رہے ہیں ورنہ ایسی نشانی لے کر آتے جیسی نشانی لے کر پہلے پیغمبر بھیجے گئے تھے (۵)

1_ قرآن کو پرانہ اور پریشان خواب سمجھنا، ستمگر مشرکین کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کا حصہ۔ بل قالوا أضغاث أحلام

"اضغاث" (ضغث کی جمع) کا معنی ہے دستے اور مختلط چیزیں اور "احلام" (جمع حلم کی) کا معنی ہے خواب۔ یہ تعبیر (أضغاث أحلام) پریشان اور پرانہ خوابوں کے سلسلے میں بولی جاتی ہے۔

2_ قرآن کو ایک غیر منظم مجموعہ اور غیر منسجم کتاب کے طور پر متعارف کرانا، ستمگر مشرکین کے زہریلے پروپیگنڈے کا حصہ تھا۔ بل قالوا أضغاث أحلام

مذکورہ نکتہ "اضغاث" کے لغوی معنی (پریشان چیزیں، پرانہ اور غیر منسجم دستے) کو دیکھتے ہوئے ہے۔

3_ قرآن کریم کا پیغمبر اکرم (ص) کی طرف سے گھڑا ہوا ہونا ستمگر مشرکین کی آنحضرت (ص) پر تہمت۔ بل افتری ھ

4_ ستمگر مشرکین کی طرف سے قرآن اور پیغمبر اکرم (ص) کی طرف شعر و شاعری کی ناروا نسبت۔

بل هو شاعر

5_ قرآن کا خوبصورت اور جذاب ہونا مشرکین مکہ کی نظر میں مسلم اور قابل قبول تھا۔ بل هو شاعر

چونکہ شعر خاص قسم کی خوبصورتی اور جذابیت کا حامل ہوتا ہے اس لئے مشرکین، پیغمبر اکرم (ص) کو شاعر سمجھتے تھے۔

6_ مشرکین، قرآن کا مقابلہ کرنے میں اور اسکے خلاف واضح موقف اختیار کرنے میں سرگردان اور ناتوان تھے۔

بل قالوا أضغاث أحلام ... بل هو شاعر

آیت کریمہ میں "بل" اضطراب انتقالی کیلئے ہے اور یہ صرف ایسے موارد میں استعمال ہوتا ہے کہ جہاں متکلم پہلے نکتے سے صرف نظر کر کے دوسرا نکتہ بیان کرنے کے درپے ہو اور ایک ہی کلام میں اس کا تکرار متکلم کے اضطراب، شک و تردید یا تصمیم کرنے میں اسکی ناتوانی کا غماز ہے۔

7_ مشرکین، پیغمبر اکرم (ص) سے سابقہ انبیاء کے معجزات جیسا معجزہ طلب کرتے تھے۔ فلیأتنا بأیة کما أرسل الأولون

8_ عصر بعثت میں مشرکین کا حقیقت معجزہ اور اسکے جادو، پریشان خواب اور شعر کے ساتھ فرق سے آگاہ ہونا۔
بل قالوا أضغاث أحلام بل افتری ه بل هو شاعر

مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کی مخالفت میں پہلے تو آپ (ص) کے کلام کو جادو، شعریا پر اکندہ خواب قرار دیتے تھے پھر آپ (ص) کی رسالت کے اثبات کیلئے آپ (ص) سے معجزہ کے طالب ہوئے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ معجزہ اور سحر و شعرو غیرہ کے ساتھ اسکے فرق سے آگاہ تھے اور اس کا اعتراف کرتے تھے۔

9_ سابقہ انبیاء کے معجزوں جیسے معجزے کی درخواست آنحضرت (ص) کی رسالت کو قبول نہ کرنے کیلئے مشرکین کا ایک بہانہ۔ و أسروا النجوى الذين ظلموا ... فلیأتنا بأیة کما أرسل الأولون

10_ صدر اسلام کے ستمگر مشرکین ہٹ دھرم، حق کو قبول نہ کرنے والے اور بہانہ خور لوگ تھے۔
بل قالوا ... فلیأتنا بأیة کما أرسل الأولون

11_ ستمگر مشرکین کا پیغمبر اکرم (ص) کے خلاف تمام ممکنہ سیاسی، ثقافتی اور تبلیغی ہتھکنڈوں سے استفادہ کرنا۔
أسروا النجوى ... هل هذا إلا بشر ... بل قالوا أضغاث أحلام بل افتری ه بل هو شاعر فلیأتنا بأیة کما أرسل الأولون

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲، ۱۱

افترا باندھنا: قرآن پر افترا باندھنا ۳

قرآن کریم: ۱ اسکے خلاف پروپیگنڈا ۲؛ اس پر پر اکندہ ہونے کی تہمت ۲؛ اس پر منتشر خواب ہونے کی تہمت ۱؛ اس پر شعر ہونے کی تہمت ۳؛ اسکی جذابت ۵؛ اسکے ساتھ مقابلے کی روش ۶؛ اسکی خوبصورتی ۵

آنحضرت (ص): آپ (ص) کو جھٹلانے والوں کا بہانہ خور ہونا ۹؛ آپ (ص) کے خلاف سازش ۱؛ آپ (ص) پر تہمت ۱، ۳؛ آپ (ص) پر شاعر ہونے کی تہمت ۳

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی بہانہ جوئی ۹، ۱۰؛ صدر اسلام کے مشرکین کی سوچ ۸؛ صدر اسلام کے مشرکین کا پروپیگنڈا ۱۱؛ انکا پروپیگنڈا ۲؛ انکا حیرت زدہ ہونا ۶؛ انکی سازشیں ۱؛ انکی تہمتیں ۱، ۳، ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کا حق کو قبول نہ کرنا ۱۰؛ صدر اسلام کے مشرکین کے مطالبے ۷؛ صدر اسلام کے مشرکین کے پروپیگنڈے کی روش ۱۱؛ انکا عاجز ہونا ۶؛ صدر اسلام کے مشرکین کی ہٹ دھرمی ۱۰

مشرکین مکہ: انکی سوچ ۵

معجزہ: اس کا جادو سے فرق ۸؛ اسکے حقیقت ۸؛ اسکی درخواست ۷؛ مطلوبہ معجزہ کا فلسفہ ۹؛ مطلوبہ معجزہ ۷

آیت ۶

﴿مَا آمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ﴾

ان سے پہلے ہم نے جن بستیوں کو سرکشی کی بنا پر تباہ کر ڈالا وہ تو ایمان لائے نہیں یہ کیا ایمان لائیں گے (۶)

1_ جن امتوں پر عذاب نازل کیا گیا انہوں نے معجزات الہی سے بہرہ مند ہونے کے باوجود ایمان قبول نہ کیا۔

ما أمنت قبلهم من قرية أهلكناها

2_ گذشتہ امتوں کی ہلاکت اور ان کا عذاب معجزات الہی پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے تھا۔ فليأتنا بآية ... ما أمنت قبلهم من قرية أهلكناها

3_ ہلاکت ان امتوں کا مقدر ہے جو اپنے درخواست کردہ معجزات پر ایمان نہ لائیں۔ ما أمنت قبلهم من قرية أهلكناها

4_ ایمان، انسانی معاشروں اور تہذیبوں کی حفاظت اور بقا میں مؤثر ہے۔ ما أمنت قبلهم من قرية أهلكناها

5_ قرآن کی پیشین گوئی تھی کہ صدر اسلام کے بعض

مشرکین ایمان نہیں لائیں گے اپنے درخواست کردہ معجزات کے نزول کے بعد بھی۔ ما أمنت قبلهم ... أفهم يؤمنون

6_ انبیاء کو جھٹلانے والے انکی مخالفت کے سلسلے میں ایک جیسی روش اور حربوں کے حامل ہوتے ہیں۔

فليأتنا بآية ... ما أمنت قبلهم من قرية أهلكناها أفهم يؤمنون

خدا تعالیٰ نے گزشتہ آیت میں اس بات کی یاد دہانی کرائی ہے کہ مشرکین آنحضرت (ص) سے (سابقہ انبیا (ع) کے معجزات جیسے) معجزے کے خواہان ہوئے اور اس آیت میں فرماتا ہے کہ گزشتہ امتیں انبیا (ع) کے معجزے دیکھنے کے باوجود ایمان نہ لائیں پس قطعاً تم بھی ایمان نہیں لاؤ گے یہ یاد دہانی اس بات سے حکایت کرتی ہے کہ انبیا (ع) کو جھٹلانے والوں کے مقابلے کی روش اور ہتھکنڈے ایک جیسے تھے۔

7۔ صدر اسلام کے بعض مشرکین کی ہٹ دھرمی اور عناد سابقہ انبیاء کے مخالفین کے مقابلے میں زیادہ سخت اور شدید تھی۔ ما أمنت قبلهم ... أفهم يؤمنون

"اَفہم" کا ہمزہ استفہام انکاری کیلئے اور اسکی "فای" تعقیب کا فائدہ دینے کیلئے ہے اس بنا پر آیت کا معنی یوں ہوگا گزشتہ امتیں اپنے درخواست کردہ معجزات کے آنے کے باوجود ایمان نہ لائیں آیا یہ لوگ جو زیادہ ہٹ دھرم اور حق دشمن ہیں ایمان لائیں گے۔

8۔ مکہ کے ستم گر مشرکین کی طرف سے معجزے کی درخواست بہانہ تھی نہ حقیقت تک پہنچنے کیلئے۔ فلیأتنا أفهم يؤمنون خدا تعالیٰ نے مشرکین کی طرف سے معجزہ کی درخواست کو اسلئے رد فرمایا کہ یہ بھی گزشتہ مشرکین کی طرح ایمان نہیں لانا چاہتے لہذا ایسی درخواست صرف ایک بہانہ اور ہتھکنڈا ہے۔

9۔ ستمگر مشرکین کا ایمان نہ لانا اور حق کو قبول نہ کرنا ان کے پیغمبر اکرم (ص) سے معجزہ کے درخواست کے رد ہونے کی وجہ اور فلسفہ۔ فلیأتنا بأية ... أفهم يؤمنون

آنحضرت (ص): آپ (ص) کے دشمن ۷

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۹

گزشتہ امتیں: انکی تاریخ ۳؛ انکی ہلاکت کے عوامل ۳؛ انکا انجام ۳؛ انکے عذاب کا فلسفہ ۲؛ انکی ہلاکت کا فلسفہ ۲
انبیا (ع): انہیں جھٹلانے والوں کا ہدف ۶؛ ان کے دشمن ۷؛ ان کے دشمنوں کی ہم آہنگی ۶؛ انہیں جھٹلانے والوں کی ہم آہنگی ۶

ایمان: اسکے اجتماعی اثرات ۳

تہذیبیں: ان کی بقاء کے عوامل ۳

معاشرہ: معاشروں کی بقا کے عوامل ۳

عذاب: اہل عذاب کا کفر؛ ۱ اہل عذاب کا لیچڑپن ۱

قرآن کریم: اسکی پیشین گوئی ۵

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کے حق کو قبول نہ کرنے کے اثرات ۹؛ صدر اسلام کے مشرکین کے کفر کے اثرات ۹؛

صدر اسلام کے مشرکین کی دشمنی کی شدت ۷؛ صدر اسلام کے مشرکین کا کفر ۵؛ صدر اسلام کے مشرکین کا لیچڑپن ۵

مشرکین مکہ: انکی بہانہ جوئی ۸؛ ان کے مطالبوں کا فلسفہ ۸

معجزہ: اسے جھٹلانے کے اثرات ۳؛ اسکی درخواست ۸؛ اپنی مرضی کے معجزہ کے رد ہونے کا فلسفہ ۹؛ اسے جھٹلانے کی سزا

۲؛ اپنی مرضی کا معجزہ ۸

آیت ۷

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی جن رسولوں کو بھیجا ہے وہ سب مرہی تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ تو تم لوگ

اگر نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کر لو (۷)

1_ تمام انبیاء الہی، انسان اور مرد تھے۔ و ما أرسلنا قبلك إلا رجال

2_ صاحب رسالت کا انسان ہونے کے منافی ہونا، مشرکین کی باطل سوچ۔ هل هذا إلا بشر مثلکم ... ما أرسلنا

قبلك إلا رجال

3_ مقام رسالت، انسان ہونے کے منافی نہیں ہے بلکہ انبیاء (ع) کا انسان ہونا سنت الہی ہے۔

هل هذا إلا بشر مثلکم ... ما أرسلنا قبلك إلا رجال

4_ خدا تعالیٰ، وحی اور انبیاء (ع) کو بھیجنے کا سرچشمہ ہے۔ و ما أرسلنا قبلك إلا رجالا نوحی إليهم

5_ انبیاء (ع) کا وحی سے بہرہ مند ہونا ان کا دیگر انسانوں سے امتیاز۔

و ما أرسلنا قبلك إلا رجالا نوحی إليهم

6_ وحی الہی کو حاصل کرنا، منصب رسالت کا لازمہ ہے۔ و ما أرسلنا ... نوحی إليهم

7_ انبیاء کی دعوت، صرف وحی الہی پر مبنی تھی۔ بل قالوا أضعاف بل هو شاعر۔ و ما أرسلنا إلا رجالا نوحی إليهم

8_ خدا تعالیٰ کی طرف سے مشرکین مکہ کو دعوت کہ وہ سابقہ انبیاء کے بشر ہونے کے بارے میں علم رکھنے والوں سے پوچھ لیں۔ فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

9_ انبیا (ع) ء کا انسان ہونا، عصر بعثت کے دینی علما اور تاریخ انبیا (ع) ء سے آگاہ لوگوں کے ہاں مسلم تھا۔
و ما أرسلنا ... فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

"اہل ذکر" سے مراد دینی علماء ہیں کیونکہ اولاً عام لوگ انبیا (ع) ء کی تاریخ سے بے خبر تھے اور اس قسم کے معلومات دینی علما کے پاس تھے اور ثانیاً کلمہ "ذکر" قرآن میں آسمانی کتابوں اور خود قرآن پر بولا گیا ہے۔

10_ عصر بعثت کے مشرکین کے جاہلانہ ماحول میں تاریخ انبیا (ع) ء سے واقف لوگوں کا موجود ہونا۔
فسئلوا اهل الذکر

11_ اعتقادی اور دینی مسائل میں علم و آگاہی کے حصول تک کوشش اور جستجو کرنا ضروری ہے۔
فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

جملہ "اسئلوا..." مقدر شرط کا جواب ہے اور جملہ "ان کنتم لا تعلمون" اسکی تفسیر کر رہا ہے اور یہ دراصل یوں ہی "ان کنتم لا تعلمون فاسئلوا..." (اگر نہیں جانتے تو سوال کرو) اس بات کا لازمہ یہ ہے کہ اگر انسان کسی چیز کو نہیں جانتا تو جاننے تک کوشش اور سوال کرنا ضروری ہے۔

12_ گذشتہ انبیا (ع) ء کے بشر ہونے کے بارے میں مشرکین مکہ کا تجاہل عارفانہ۔ فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
"ان کنتم لا تعلمون" کی قید مشرکین کے علم کی طرف اشارہ ہے ورنہ اگر وہ واقعاً نہیں جانتے تھے تو مذکورہ قید (اگر نہیں جانتے) کا لانا لغو اور بے سود ہوتا)

13_ مشرکین مکہ کے نزدیک دینی علماء اور آسمانی کتابوں کی اطلاع رکھنے والوں کا خاص معاشرتی مقام تھا۔ فسئلوا اهل الذکر

مشرکین کو دینی علماء اور تاریخ انبیا (ع) ء سے واقف لوگوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم دینا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ مشرکین کے درمیان ان علماء کا خاص مقام تھا اور یہ ان لوگوں کی بات کو قبول کرتے تھے۔

14_ دینی مسائل کے بارے میں علماء کیلئے جاہلوں کے سوالوں کا جواب دینا ضروری ہے۔ فسئلوا اهل الذکر
قابل ذکر ہے کہ اگر سوال واجب ہو تو جواب بھی واجب ہو ورنہ سوال کا واجب ہونا لغو اور بے

فائدہ ہوگا کیونکہ اگر جواب واجب نہ ہو تو ممکن ہے سوال بغیر جواب کے رہ جائے اور اس صورت میں غرض حاصل نہیں ہوگی اور یہ خداوند حکیم سے دور ہے۔

15_ علماء دین اور اہل خبرہ افراد کی بات کا حجت اور قابل اعتبار ہونا فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون مذکورہ مطلب خدا تعالیٰ کے، ناشناختہ مسائل میں علماء کی طرف رجوع کرنے کے حکم کے لازم سے استفادہ ہوتا ہے کیونکہ علماء کے اظہار نظر کے حجت اور قابل اعتبار ہونے کے بغیر انکی طرف رجوع کو لازمی قرار دینا لغو ہوگا اور یہ خدا کے حکیم ہونے سے دور ہے۔

16_ "قال رسول الله (ص): لا ينبغي للعالم ان يسكت على علمه و لا ينبغي للجاهل ان يسكت على جهله و قد قال الله "فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون"; رسول خدا (ص) نے فرمایا: کہ عالم کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ وہ علم کے باوجود خاموش رہے (اور اسے چھپائے) اور جاہل کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ جہل کے باوجود خاموش رہے (اور سوال نہ کرے) جبکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون" (۱)

انبیاء (ع): ان کا بشر ہونا ۱، ۳، ۸، ۹، ۱۲؛ انکی نوع ۱؛ انکا مرد ہونا ۱؛ انکا مقام و مرتبہ ۵؛ انکی بعثت کا سرچشمہ ۳؛ انکی دعوت کا سرچشمہ ۴؛ انکی طرف وحی ۵

اہل خبرہ: انکی بات کا حجت ہونا ۱۵

خیال: باطل خیال ۲/ جہلائی: انکی ذمہ داری ۱۶/ خدا تعالیٰ: اسکی دعوت ۸؛ اسکی سنت ۳؛ اس کا نقش و کردار ۳

دین: دینی سوالوں کا جواب ۱۳/ روایت ۱۶/ عقیدہ: اعتقادی مسائل میں جستجو ۱۱؛ اس میں علم ۱۱

علمائے: ان سے سوال ۸؛ زمان بعثت کے علما ۱۰؛ انکی ذمہ داری ۱۳

دینی علمائے: انکا احترام ۱۳؛ زمان بعثت کے دینی علما کی سوچ ۹؛ انکی بات کی حجیت ۱۵؛ صدر اسلام کے دینی علما ۱۳؛ انکی

معاشرتی حیثیت ۱۳/ مشرکین: انکی سوچ ۲

مشرکین مکہ: انکی سوچ ۱۳؛ انکا تجاہل عارفانہ ۱۲؛ انکو دعوت ۸

مؤرخین: زمان بعثت کے مؤرخین کی سوچ ۹؛ زمان بعثت کے مؤرخین ۱۰

نبوت: اس کی شرائط ۶؛ انسان کی نبوت کو جھٹلانے والے ۲
وحی: اس کا سرچشمہ ۳؛ اس کا کردار ۴؛ یہ اور نبوت ۶

آیت ۸

﴿وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَداً لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ﴾

اور ہم نے ان لوگوں کے لئے بھی کوئی ایسا جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتا ہو اور وہ بھی ہمیشہ رہنے والے نہیں تھے (۸)

1_ دیگر انسانوں کی طرح انبیاء (ع) کے بدن کو بھی غذا کی ضرورت ہے۔ و ما جعلنہم جسداً لا یأکلون الطعام

2_ انبیاء (ع) اور دیگر لوگ جسمانی خصوصیات اور انسانی ضروریات کے لحاظ سے ایک جیسے ہیں۔ و ما جعلنہم جسداً لا یأکلون

3_ دیگر انسانوں کی طرح انبیاء بھی دنیا میں دائمی زندگی سے بہرہ مند نہیں تھے۔ و ما جعلنہم جسداً ... ما کانوا خلدین

4_ انبیاء (ع) کا غذا سے بے نیاز ہونا اور ان کا دنیا میں زندہ و جاوید ہونا، مشرکین کا باطل خیال۔

و ما جعلنہم جسداً لا یأکلون الطعام و ما کانوا خلدین

5_ فانی ہونا اور خوراک کی احتیاج، انسانی جسم کے عوارض میں سے ہے۔ و ما جعلنہم جسداً لا یأکلون الطعام و ما کانوا خلدین

لفظ "جسد" کا استعمال اور پھر انبیاء (ع) کی یہ توصیف کہ وہ بھی کھاتے اور موت کا شکار ہوتے ہیں اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ یہ دو صفتیں انبیاء (ع) کے وجود کے جسمانی ہونے کے ساتھ مربوط ہیں کیونکہ یہ انسان کا جسم ہے جسے خوراک کی ضرورت ہے اور یہ فانی ہے نہ انسان کی روح۔

6_ موت، ایسی حتمی تقدیر ہے کہ جس سے حتی انبیاء کا بھی

چھٹکارا نہیں ہے۔ و ما کانوا خلدین

انبیاء: ان کا انسان ہونا ۱، ۲، ۳؛ انکا دائمی ہونا ۳؛ ان کا طعام ۱، ۳؛ انکا انجام ۶؛ انکی موت ۳، ۶؛ انکی مادی ضروریات ۱، ۲
انسان: اسکے بدن کا فانی ہونا ۵؛ اسکی مادی ضروریات ۲، ۵

سوچ: باطل سوچ ۳

مشرکین: انکی سوچ ۳

ضروریات: غذا کی ضرورت ۱، ۵

آیت ۹

﴿ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَّشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ﴾

پھر ہم نے ان کے وعدہ کو سچ کر دکھایا اور انہیں اور ان کے ساتھ جن کو چاہا بچالیا اور زیادتی کرنے والوں کو تباہ و برباد کر دیا (۹)

1_ انبیا (ع) ؑ اور مؤمنین کو دشمنوں سے نجات دینا اور انہیں ان پر کامیابی عطا کرنا، خدا تعالیٰ کا ان کے ساتھ وعدہ۔
و ما ارسلنا قبلك إلا رجالاً ... ثم صدقنهم الوعد فأنجینهم و من نشاء

2_ دشمنوں کی نابودی، خدا تعالیٰ کا انبیا (ع) ؑ اور مؤمنین کے ساتھ وعدہ۔ ثم صدقنهم الوعد ... و أهلكنا المسرفین

3_ خدا تعالیٰ نے انبیا (ع) ؑ و مؤمنین کو نجات دینے اور دشمنوں کو ہلاک کرنے والے اپنے وعدے پر عمل کیا۔
ثم صدقنهم الوعد فأنجینهم و من نشاء و أهلكنا المسرفین

"صدقنا" کا مصدر "صدق" دو چیزوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ۱_ اعتقادات میں اس صورت میں اس کا معنی ہوتا ہے واقع کے مطابق اعتقاد۔ ۲_ انسان کے اعمال کے بارے میں اس صورت میں اس سے مراد ہوتا ہے کام کو شائستہ اور صحیح طریقے سے انجام دینا (مفردات راغب) اس آیت میں دوسرا معنی مقصود ہے۔ قابل ذکر ہے کہ مادہ "صدق" بعض موارد میں دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور یہ آیت بھی انہیں میں سے ہے۔

4_ لوگوں کی دشمنوں سے نجات اور رہائی، خدا تعالیٰ کی مشیت کی مرہون منت ہے۔ فأنجیناهم و من نشاء

5_ اسراف کرنے والے، انبیا (ع) ؑ کے مقابلے میں انکے مخالفین کی صفوں میں اور ان کے دشمن تھے۔

فأنجیناهم

6_ سخت دشمنی اور شدید مخالفت، انبیا (ع) کے ہلاک شدہ مخالفین کی خصوصیات میں سے تھیں۔ ثم صدقنا ہم الوعد ... و اهلکنا المسرفین مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ اسراف سے مراد حکم و موضوع اور آیت کے مورد کے تناسب

سے۔ انبیا (ع) کی مخالفت اور دشمنی میں حد سے تجاوز کرنا ہے نہ کہ امور مالی و غیرہ میں اسراف

7_ خدا تعالیٰ کی جانب سے پیغمبر اکرم (ص) اور مؤمنین کی حوصلہ افزائی اور انہیں تسلی دینا اور مشرکین کو دھمکی دینا۔ ثم صدقنا ہم الوعد ... و اهلکنا المسرفین

خدا تعالیٰ کے انبیا (ع) اور مؤمنین کے ساتھ کامیابی اور ان کے دشمنوں کی نابودی کے وعدے کا تذکرہ ہو سکتا ہے مذکورہ نکتے کو بیان کرنے کیلئے ہو۔

8_ انبیا (ع) کے دشمن اور مخالفین، اسراف کرنے والے ہیں۔ ثم صدقنا ہم الوعد ... اهلکنا المسرفین

9_ اسراف کرنا، حق کو قبول نہ کرنے اور انبیا (ع) کی مخالفت کے اسباب فراہم کرتا ہے اور ہلاکت اور نابودی کا سبب ہے۔ و اهلکنا المسرفین ہلاک ہونے والوں کی "مسرفین" کے ساتھ توصیف ان کی ہلاکت میں اس وصف کی تاثیر اور علت ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

10_ مشرکین کے خلاف کامیابی، خدا تعالیٰ کا پیغمبر (ص) اسلام کے ساتھ وعدہ۔ ثم صدقنا ہم الوعد

آیت کریمہ پیغمبر (ص) اسلام کو تسلی دینے کے مقام میں ہے اور خدا تعالیٰ عمومی روش کو بیان کر کے (سب انبیا (ع) کی کامیابی کا وعدہ) در حقیقت پیغمبر اکرم (ص) کو بھی کامیابی کا وعدہ دے رہا ہے۔

اسراف: اسکے اثرات ۹

انبیاء (ع): ان کے دشمنوں کا اسراف ۸؛ ان کے دشمن ۵؛ ان کے دشمنوں کی دشمنی ۶؛ ان کے ساتھ دشمنی کے عوامل ۹؛ ان کے ساتھ وعدہ ۲؛ ان کی کامیابی کا وعدہ ۱؛ ان کی نجات کا وعدہ ۱، ۳؛ ان کے دشمنوں کی خصوصیات ۶؛ ان کے دشمنوں کی ہلاکت ۲، ۳

حق: اسے قبول نہ کرنے کے عوامل ۹

خدا تعالیٰ:

اسکی مشیت کے اثرات ۳؛ اسکی دھمکیاں ۷؛ اسکے وعدے ۳

دشمن: ان سے نجات کا سرچشمہ ۳؛ ان سے نجات ۱

مؤمنین: انکی حوصلہ افزائی ۷؛ انکو تسلی ۷؛ ان کے ساتھ وعدہ ۲؛ انکی کامیابی کا وعدہ ۱؛ انکی نجات کا وعدہ ۱، ۳؛ ان کے دشمنوں کی ہلاکت ۲، ۳

آنحضرت (ص): آپ (ص) کی حوصلہ افزائی ۷؛ آپکو تسلی ۷؛ آپ کو کامیابی کا وعدہ ۱۰

مصرفین: ۸

انکی دشمنی ۵

مشرکین: ان پر کامیابی ۱۰؛ انکی دھمکی ۷

ہلاکت: اسکے عوامل

وعدہ: اسکی وفا، ۳

آیت ۱۰

﴿لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾

بیشک ہم نے تمہاری طرف وہ کتاب نازل کی ہے جس میں خود تمہارا بھی ذکر ہے تو کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے ہو (۱۰)

۱_ قرآن، آسمانی کتاب اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ لقد أنزلنا إليكم كتب

۲_ قرآن، با عظمت اور بلند مرتبہ کتاب ہے۔ لقد أنزلنا إليكم كتب "کتاباً" کی تنوین تفعیم اور تعظیم پر دل ہے۔

۳_ قرآن، پیغمبر اکرم (ص) کے زمانے میں (بعثت کے پہلے نصف حصے میں) کتاب کے طور پر جانی پہچانی جاتی تھی۔

لقد أنزلنا إليكم كتب اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کے سورہ "انبیاء" مکہ میں نازل ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ بعثت کے پہلے نصف حصے میں قرآن کتاب کے طور پر پہچانا جاتا تھا۔

4_ قرآن، انسان کو یاد دہانی کرانے والا اور انسان کے ساتھ مربوط مسائل پر مشتمل ہے۔ کتاباً فیہ ذکر کم مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ذکر" کسی چیز کو زبان پر لانے اور یاد کرنے کے معنی میں ہو۔ قابل ذکر ہے کہ یہ معنی اسکے مشہور اور غالب معانی میں سے ہے۔

5_ قرآن، انسان کیلئے سبق آموز اور پند و نصیحت کا سبب ہے۔ کتاباً فیہ ذکر کم مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "ذکر" کا معنی نصیحت اور نصیحت حاصل کرنا ہو۔

6_ قرآن، انسان اور امت اسلامی کی شرافت و بزرگی کا سبب اور اس کا نعرہ ہے۔ کتاباً فیہ ذکر کم اہل لغت نے کلمہ "ذکر" کیلئے جو معانی ذکر کئے ہیں ان میں سے شرافت، بزرگی اور شہرت ہے (قاموس) اس بنا پر "فیہ ذکر کم" سے مراد یہ ہے کہ شرافت و بزرگی اور شہرت، قرآن کے سائے میں اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ قابل ذکر ہے کہ "ذکر کم" کی ضمیر مخاطب سے مراد ہو سکتا ہے سب انسان ہوں اور ہو سکتا ہے صرف امت اسلامی ہو۔ مذکورہ مطلب میں دونوں احتمال ملحوظ ہیں۔

7_ انسان کے فطری اور غریزی محرکات و تمایلات سے استفادہ کرنا قرآن کی تربیتی اور ہدایت کرنے کی ایک روش۔ فیہ ذکر کم مذکورہ مطلب مندرجہ ذیل دو نکتوں پر مبتنی ہے ۱_ ذکر ثناء اور نغمے کے معنی میں ہو ۲_ نام کے ہمیشہ رہنے اور بلند شہرت کا شوق، سب انسانوں کی طبع اور غریزے میں ہے۔

8_ خدا تعالیٰ، انسان کو معارف قرآن میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے اور اسکی ترغیب دلاتا ہے۔ أَفَلَا تَعْقِلُونَ 9_ مشرکین کا قرآن کا جھٹلانا ان کے عقل و خرد سے کام نہ لینے کا نتیجہ ہے۔ ہم فی غفلة معرضون ... لا هیة قلوبہم ... لقد أنزلنا ... أَفَلَا تَعْقِلُونَ

10_ پیغمبر اکرم (ص) اور قرآن کی حقانیت تک پہنچنے میں خرد مندی اور غور و فکر کا مؤثر اور تعمیری کردار ہے۔ لقد أنزلنا ... أَفَلَا تَعْقِلُونَ

11_ قرآن کے معارف اور تعلیمات عقل و خرد کے موافق اور اسکے ساتھ سازگار ہیں۔ لقد أنزلنا إلیکم کتاباً ... أَفَلَا تَعْقِلُونَ قرآن میں غور و فکر کرنے کی تشویق دلانا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ یہ آسمانی کتاب محتوا کے لحاظ سے عقل و خرد کے ساتھ سازگار ہے۔

12_ قرآن اپنی اور پیغمبر (ص) اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کی بہترین اور سب سے زیادہ قوی دلیل اور معجزہ

ہے۔ لقد أنزلنا إليكم كتباً فيه ذكركم أفلا تعقلون

ممکن ہے یہ آیت کریمہ مشرکین کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) سے اپنی حقانیت کو ثابت کرنے کیلئے معجزہ لانے کے بہانے والی درخواست کا جواب ہو یعنی اگر یہ لوگ غور کریں تو سمجھ جائیں گے کہ قرآن، پیغمبر (ص) اسلام کا معجزہ ہے۔ قابل ذکر ہے کہ اس حقیقت کی لام قسم اور حرف تحقیق (لقد) کے ساتھ تاکید اسی مطلب کی تائید کرتی ہے۔
آسمانی کتب: ۱

آنحضرت (ص): آپ کی حقانیت ۱۰؛ آپ کی (ص) حقانیت کے دلائل ۱۲
تربیت: اس کی روش ۷

غور و فکر کرنا: اس کے اثرات ۱۰؛ اس کی تشویق ۸؛ یہ قرآن میں ۸

خدا تعالیٰ: اس کی تشویق ۸

ذکر: انسان کا ذکر ۳

عبرت: اس کے عوامل ۵

عزت: اس کے عوامل ۶

غریزہ: اس کا کردار ۷

فطریات: ان کا کردار ۷

قرآن کریم: اس کا معجزہ ہونا ۱۲؛ اس کی تاریخ ۳؛ اس کی تعلیمات ۳؛ اس کا جمع کرنا ۳؛ اس کی حقانیت ۱۰؛ اس کی حقانیت کے دلائل ۱۲؛ اسے جھٹلانے کا پیش خیمہ ۹؛ اس سے عبرت حاصل کرنا ۵؛ اس کی عظمت ۲؛ اس کی تعلیمات کا عقلی ہونا ۱۱؛ اس کی فضیلت ۳؛ اس کا نزول ۱؛ اس کا کردار ۵، ۶، ۱۲؛ اس کا وحی ہونا ۱

کتاب: ۳

مسلمان: ان کی عزت کے عوامل ۶

مشرکین: ان کے غور نہ کرنے کے اثرات ۹

ہدایت: اس کی روش ۷

آیت ۱۱

﴿وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ﴾

اور ہم نے کتنی ہی ظالم بستیوں کو تباہ کر دیا اور ان کے بعد ان کی جگہ پر دوسری قوموں کو ایجاد کر دیا (۱۱)
 1_ خدا تعالیٰ نے بہت سے شہروں اور آبادیوں کو ان کے لوگوں کے ظلم و ستم کی وجہ سے سختی کے ساتھ کچل دیا اور نابود کر دیا و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة "قصمنا" کے مصدر "قصم" کا معنی ہے سختی کے ساتھ کسی چیز کو توڑنا اس طرح کہ وہ پرانہ اجزاء اور ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے (لسان العرب) اور اس آیت میں اس سے مراد نابودی اور ہلاکت ہے

2_ ظلم و ستم، معاشروں اور تہذیبوں کے مکمل انحطاط اور انہدام کا سبب ہے۔ و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة "قریہ" (شہروں کے لوگ) کی "ظالمہ" (ستمگر) کے ساتھ توصیف نابودی اور انہدام میں ظلم کے کردار کو بیان کر رہی ہے۔
 3_ خدا تعالیٰ کی طرف سے مشرکین اور ستمگر معاشروں اور مشرکین کو ہلاکت اور نابودی کی دھمکی۔ و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة

4_ قرآن اور پیغمبر (ص) اسلام کی مخالفت اور ان کے ساتھ مقابلہ ظلم و ستم کا واضح مصداق ہے۔ لقد أنزلنا إليكم ... و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة خدا تعالیٰ نے نزول قرآن کو بیان کرنے اور لوگوں کو اس میں غور و فکر کی دعوت دینے نیز بہت سی اقوام کو ان کے ظلم کی وجہ سے نابود کرنے کا تذکرہ کرنے کے بعد اسلام اور قرآن کے مخالفین کو عذاب اور نابودی کی دھمکی دی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام اور قرآن کی مخالفت ظلم کا واضح مصداق اور نابودی کا موجب ہے۔

5_ ظلم، اسراف ہے اور ستمگر معاشرے مسرفین کی تاریخ کے واضح مصداق ہیں۔
 و أهلكننا المسرفين ... و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة

خدا تعالیٰ نے سابقہ دو آیتوں میں انبیاء (ع) کے دشمنوں کو مسرفین کہا ہے (و أهلكن المسرفين) اور اس آیت میں بہت ساری اقوام کو کہ جو دین الہی کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے نابود ہوئی ہیں ظالم کہا ہے ان دو آیتوں کے ارتباط سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ ظالمین وہی مسرفین ہیں۔

6_ بہت سارے معاشروں کا انحطاط اور انکی نابودی ان کے لوگوں کے کردار کی وجہ سے ہوئی۔ و کم قصمنا من قریۃ کانت ظلمۃ "کم قصمنا" میں کلمہ "کم" خبریہ اور کثیر کے معنی میں ہے اور قریوں اور امتوں کو ظالم کہنا ان کی ہلاکت اور نابودی کے سبب کا بیان ہے۔

7_ خدا تعالیٰ نے ستمگر اقوام کو نابود کرنے کے بعد دوسرے لوگوں کو پیدا کیا اور ان کی جگہ پر قرار دیا۔
و أنشأنا بعدها قومًا آخرین "انشأنا" کے مصدر "انشأ" کا معنی ہے کسی جاندار شے کو خلق کرنا اور اسے وجود میں لانا اور اسکی تربیت کرنا (مفردات راغب)۔

8_ معاشروں اور تہذیبوں کا تغیر و تبدل اور دگرگونی خدا تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے تابع ہے۔
و کم قصمنا ... و أنشأنا بعدها قومًا آخرین

آنحضرت (ص): آپ (ص) کے ساتھ دشمنی ۳; آپ (ص) کے ساتھ مقابلہ ۳
اسراف: اسکے موارد ۵

اقوام: انکے متبادل لانے کا سرچشمہ ۷، ۸
تہذیبیں: ان کے ختم ہونے کے عوامل ۲، ۶; ان کے ختم ہونے کا سرچشمہ ۸
معاشرہ: اسکی آسیب شناسی ۲

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۸; اسکی مشیت کے اثرات ۸; اسکے افعال ۷; اسکی دھمکیاں ۳
شہر: انکی نابودی کے عوامل ۱

ظالم لوگ: ۵ انہیں دھمکی دینا ۳; انکی ہلاکت ۷

ظلم: اسکے اثرات ۱، ۲، ۵; اسکے موارد ۳

عمل: اسکے اثرات ۶

قرآن کریم: اسکے ساتھ دشمنی ۳; اسکے ساتھ مبارزت ۳

مصرفین: ۵ مشرکین: ان کو دھمکی دینا ۳

ہلاکت: اسکی دھمکی ۳

آیت ۱۲

﴿فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُونَ﴾

پھر جب ان لوگوں نے عذاب کی آہٹ محسوس کی تو اسے دیکھ کر بھاگنا شروع کر دیا (۱۲)

1_ ستمگر اقوام اور معاشرے جب عذاب الہی کے نزول کا احساس کرتے ہیں تو بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

فلما أحسّوا بأسنا إذا هم منها يركضون

(یرکضون کے مصدر) "رکض" کا اصلی معنی زمین پر پاؤں مارنا ہے اور جب اسے شخص کی طرف نسبت دی جائے تو اس سے مراد بھاگنا اور تیز چلنا ہوتا ہے۔

2_ ستمگر معاشروں کی ہلاکت اور نابودی سے پہلے عذاب کی نشانیوں اور علامات کا ظاہر ہونا۔ فلما أحسّوا بأسن

مذکورہ مطلب اس نکتے پر مبنی ہے کہ عذاب کے احساس سے مراد اسکی نشانیوں اور علامات کا مشاہدہ ہو اور اس وقت عذاب کے شکار لوگوں کا فرار کرنا اسی مطلب کی تائید کرتا ہے کیونکہ اگر وہ خود عذاب کا احساس کرتے تو بھاگنے کی فرصت اور راستہ ہی نہ ہوتا۔

3_ عذاب الہی کی علامات اور نشانیوں کے ظہور کے وقت، ستمگر معاشروں کا شدید اور ناگہانی اضطراب اور وحشت۔ فلما أحسّوا ... إذا هم منها يركضون مذکورہ مطلب "إذا" فجائیہ... کہ جو ناگہانی اور غیر متوقع امر پر دلالت کرتا ہے۔ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ ناگہانی فرار ایک قسم کے وحشت اور اضطراب کی دلیل ہے۔

4_ ستمگر معاشروں پر نازل ہونے والا عذاب تدریجی ہوتا تھا۔ فلما أحسّوا ... يركضون

اس چیز کے پیش نظر کے آیت کریمہ میں عذاب کے شکار لوگوں کے فرار کو بیان کیا گیا ہے لگتا ہے کہ عذاب کے احساس کے آغاز اور انکی نابودی کے جس کا تذکرہ بعد کی تین آیتوں میں ہے۔ کے درمیان فاصلہ موجود تھا۔

گذشتہ اقوام: انکی تاریخ ۱؛ انکا تدریجی عذاب ۳؛ انکی ہلاکت ۲

ظالم لوگ:

انکا اضطراب ۳؛ انکا خوف ۳؛ یہ عذاب کے وقت ۱، ۳؛ انکا تدریجی عذاب ۳؛ انکا فرار ۱؛ انکی ہلاکت ۲
عذاب: اس سے فرار ۱؛ اسکی نشانیاں ۲

آیت ۱۳

﴿لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِينَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ﴾

ہم نے کہا کہ اب بھاگو نہیں اور اپنے گھروں کی طرف اور اپنے سامان عیش و عشرت کی طرف پلٹ کر جاؤ کہ تم سے اس کے بارے میں پوچھ کچھ کی جائے گی (۱۳)

1_ "فرار نہ کرو اور پر آسائش زندگی کی طرف پلٹ آؤ" مہلک عذاب کے نزول کے وقت خدا تعالیٰ کی ستمگر اور پر آسائش کی زندگی گزارنے والوں کے ساتھ استہزاء والی گفتگو۔ لا ترکضوا وارجعوا إلى ما أترفتم فيه

"الترف" کا معنی ہے صاحب نعمت ہونا اور "الترف" کا معنی ہے خود نعمت اور "مترف" سے کہتے ہیں جو فراوان نعمتوں اور آسائشوں سے بہرہ مند ہو اس طرح کہ غرور کرنے لگے (لسان العرب) یا اس طرح ناز و نعمت میں ہو کہ اسے کوئی روک نہ سکے اور جو اس کا دل چاہے کرے قابل ذکر ہے کہ "لا ترکضوا" اور "ارجعوا..." میں نہی اور امر طلب حقیقی کیلئے نہیں ہیں بلکہ مجاز اور تہکم و استہزاء کیلئے ہیں۔

2_ ستمگر اور پر آسائش زندگی گزارنے والے معاشروں کا عذاب اور سزا حتمی ہے اور اس سے فرار کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لا ترکضوا وارجعوا إلى ما أترفتم فيه

3_ پر آسائش زندگی گزارنے والے ستمگر نزول عذاب کے وقت اپنا مال و متاع اور گھر چھوڑ کر اپنے شہر و دیار سے فرار کر جاتے ہیں۔ و ارجعوا إلى ما أترفتم فيه و مسکنکم

4_ مادی اور خوشگوار زندگی میں غوطہ زن ہونا ستمگر معاشروں میں زندگی گزارنے کا طریقہ ہے۔ قرية كانت ظالمة ... و ارجعوا إلى ما أترفتم فيه

5_ خوش گذرانی اور ناز و نعمت اور آسائشوں میں غرق رہنا دنیوی عذاب اور ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔ و کم قصمنا من قرية ... و ارجعوا إلى ما أترفتم فيه مذکورہ مطلب "فیه" سے کہ جو ظرفیت کل سے ہے حاصل ہوتا ہے اس طرح کہ نعمت اور آسائش کو ظرف اور انسان جو صاحب نعمت ہے اس کو مظروف قرار دیا گیا ہے اور یہ چیز پر آسائش زندگی گزارنے والے ستمگروں کے ناز و نعمت میں غرق ہونے کو بیان کرتی ہے۔

6_ معاشرے کے ستمگر اور پر آسائش زندگی گزارنے والے لوگ، تہذیبوں کی نابودی اور معاشرے کے افراد کی ہلاکت کا سبب ہیں و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... ارجعوا إلى ما أترفتم فيه

ان آیات کے مخاطب کچھ خاص لوگ ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے انکی دو صفتیں بیان کی ہیں ستمگر ہونا اور پر نعمت ہونا اور یہ دو صفتیں عام طور پر معاشرے کے خاص طبقے میں ہوتی ہیں اور اکثر لوگ نہ ظالم ہیں اور نہ پر آسائش۔

7_ گذشتہ ظالم معاشروں کے پر آسائش زندگی والے لوگ خوبصورت اور مجلل عمارتیں اور گھر رکھتے تھے۔ و ارجعوا إلى ما أترفتم فيه و مسکنکم پر آسائش زندگی والوں کے مال و متاع میں سے "گھروں" کا تذکرہ انکی خصوصیت کا گواہ ہے نیز یہ انکے بایسوں کی دلی وابستگی کی بھی دلیل ہے۔

8_ ستمگر معاشروں کے پر آسائش زندگی والے افراد کی ممتاز معاشرتی اور اقتصادی حیثیت۔ ارجعوا ... لعلکم تسئلون اس سلسلے میں کہ "تسئلون" میں سوال کیا ہے اور سوال کرنے والے کون ہیں مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سوال کرنے والے لوگ ہیں اور سوال سے مراد، معاشرتی مسائل میں مشورہ اور اقتصادی مسائل میں مدد اور درخواست ہے۔

9_ ماضی کے ستمگر اور پر آسائش معاشروں میں فقیر اور نادار طبقے کا وجود۔ ارجعوا ... لعلکم تسئلون مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنا پر ہے کہ "لعلکم تسئلون" سے مراد فقراء کی ان سے درخواست اور سوال ہو۔

10_ گذشتہ معاشروں کے ستمگر اور پر آسائش زندگی والے لوگ انبیاء (ع) الہی کی مخالفت اور ان کے خلاف مقابلہ

میں پیش ہوتے۔ و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... ارجعوا إلى ما أترفتم فيه و مسکنکم لعلکم تسئلون مذکورہ مطلب اس نکتے کو پیش نظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ اور اس سے پہلے کی دو آیتیں ان لوگوں کے بارے میں ہیں کہ جو انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے عذاب الہی میں گرفتار ہوئے۔

11_ پر آسائش زندگی والے ستمگر لوگوں کا نعمات الہی اور آسائش سے بہرہ مند ہونے کی وجہ سے مؤاخذہ ہوگا اور ان

سے سوال کیا جائیگا۔ ارجعوا إلى ما أترفتم فيه و مسکنکم لعلکم تسئلون

امتیں: ان کی ہلاکت کے عوامل ۶/ انبیاء (ع):

ان کے دشمن ۱۰

تہذیبیں: ان کے ختم ہونے کے عوامل ۶

معاشرہ: اسکی آسیب شناسی ۶

خدا تعالیٰ: اس کا مذاق اڑانا ۱

گذشتہ اقوام: انکی تاریخ ۷، ۸، ۹، ۱۰؛ ان کے ظالموں کی دشمنی ۱۰؛ ان کے معاشرتی طبقات ۹؛ ان کے پر آسائش لوگوں کے گھر ۷؛ ان کے ظالموں کی معاشرتی حیثیت ۸؛ ان کے پر آسائش زندگی والے افراد کی معاشرتی حیثیت ۸؛ ان کے ظالموں کی اقتصادی حیثیت ۸؛ ان کے عیش و عشرت والوں کی اقتصادی حیثیت ۸

دنیا پرستی: اسکے اثرات ۵

ظالم لوگ: ان کا مذاق اڑانا ۱؛ ان کے عذاب کا حتمی ہونا ۲؛ انکی خوش گذرانی ۳؛ ان کی دنیا پرستی ۳؛ ان کی روش زندگی ۳؛ یہ عذاب کے وقت ۳؛ انکا فرار ۳؛ انکا مواخذہ ۱۱؛ ان کا نقش و کردار ۶

عذاب: اس کا پیش خیمہ ۵؛ جرّ سے اکھاڑ پھینکنے والا عذاب ۱؛ اس سے فرار ۱

پر آسائش زندگی والے لوگ: ان کا مذاق اڑانا ۱؛ ان کے عذاب کا حتمی ہونا ۲؛ ماضی کے پر آسائش زندگی والوں کی دشمنی ۱۰؛ ان کا فرار ۱، ۳؛ ان کا مواخذہ ۱۱؛ یہ عذاب کی وقت ۳؛ انکا نقش و کردار ۶

نعمت: صاحبان نعمت کا مواخذہ ۱۱

ہلاکت: بس کا پیش خیمہ ۵

خواہش پرستی: اسکے اثرات ۵

آیت ۱۳

﴿قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ ہائے افسوس ہم واقعاً ظالم تھے (۱۳)

1_ ظالم معاشروں کے عیش و عشرت پسند لوگ، عذاب الہی کے احساس کے بعد اپنے ظلم و ستم کا اعتراف کر لیتے ہیں
_ فلما أحسوا بأسنا ... قالوا یا ویلنا! إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ

2_ عیش و عشرت پسند ظالم لوگ، عذاب الہی کو دیکھ کر

حسرت اور ندامت میں ڈوب جاتے ہیں۔ فلما أحسّوا بأسنا ... قالوا يا ويلنا إنّنا كنا ظالمين

3_ ہلاک کر دینے والی مشکلات اور عذاب الہی کے مشاہدہ کے وقت انسان کا حقائق کی طرف توجہ کرنا اور اپنے کردار

سے پشیمان ہونا۔ فلما أحسّوا بأسنا ... قالوا يا ويلنا إنّنا كنا ظالمين

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "قالوا يا ويلنا ... مستأنفہ اور جملہ "فلما أحسّوا بأسنا ... کیلئے بیان ہو یعنی جب ہمارے عذاب کو محسوس کرتے ہیں تو اپنے گناہ کا اقرار اور حقیقت حال کا اعتراف کر لیتے ہیں پس عذاب کو محسوس کرنا اور تباہ و برباد کر دینے والی مشکلات کا مشاہدہ انسان کے حقائق کی طرف توجہ کرنے اور ان کے اعتراف کا سبب ہے۔

4_ معاشروں کے عیش و عشرت پسند اور خوش گذران لوگ ظالم اور ستمگر ہیں۔

قرية كانت ظالمة ... ما أترفتّم فيه ... إنّنا كنا ظالمين

5_ مسلسل ظلم، نابودی اور عذاب الہی کے نزول کا سبب ہے۔ فلما أحسّوا بأسنا ... قالوا يا ويلنا إنّنا كنا ظالمين

بتلا ہونا: عذاب میں مبتلا ہونے کے اثرات ۳

اقرار: ظلم کا اقرار ۱

پشیمانی: اسکے عوادل ۳

متنبہ ہونا: اسکے عوادل ۳

خوش گذراں لوگ: ان کا ظلم ۳

ظالم لوگ: ان کا اقرار ۱؛ انکی حسرت ۲؛ یہ عذاب کے وقت ۱، ۲

ظلم: اسکے اثرات ۵

عذاب: اسکے دیکھنے کے اثرات ۳؛ اسکے وقت پشیمانی ۱؛ اسکے عوادل ۵

عیش و عشرت پرست لوگ: ان کا اقرار ۱؛ ان کی پشیمانی ۲؛ انکی حسرت ۲؛ انکا ظلم ۳؛ یہ عذاب کے وقت ۱، ۲

آیت ۱۵

﴿فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ﴾

اور یہ کہہ کر فریاد کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انھیں کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بنا کر ان کے سارے جوش کو ٹھنڈا کر دیا (۱۵)

1_ عیش و عشرت پرست ستمگر لوگ، عذاب کے احساس سے لیکر ہلاکت و نابودی تک افسوس اور پشیمانی میں رہیں گے۔ فما زالت تلك دعوى هم حتى جعلناهم حصيداً خمدین

2_ عذاب الہی کی نشانیاں اور علامات دیکھنے کے بعد ایمان لانا اور ظلم و گناہ کا اعتراف کرنا بے ثمر ہے۔
إنا كنا ظالمين فما زالت تلك دعوى هم حتى جعلنهم حصيد

یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "گناہ گار لوگ عذاب کے مشاہدے کے وقت سے لیکر ہلاکت کے وقت تک مسلسل اپنے ظلم کا اعتراف کرتے ہیں" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عذاب کے مشاہدے کے وقت گناہ کا اعتراف کرنا اثر نہیں رکھتا اور ضروری ہے کہ توبہ عذاب کو دیکھنے سے پہلے انجام پائے۔

3_ بہت سارے ستمگر اور پر آسائش زندگی والے معاشرے، خدا تعالیٰ کے شدید عذاب کے نتیجے میں بالکل نابود ہو گئے۔
و کم قصمنا ... حتی جعلنهم حصيداً خمدین

"حصید" کا معنی ہے محسود یعنی کاٹا ہوا اور "خامد" "خمدت النار خموداً" کا اسم فاعل ہے یعنی آگ کا بجھا ہوا شعلہ اور یہ اس آیت میں موت سے کنایہ ہے (مفردات راغب)۔

اقرار: ظلم کا اقرار ۲؛ گناہ کا اقرار ۲

ایمان: بے ثمر ایمان ۲

گذشتہ اقوام: انکی تاریخ ۳؛ انکا عذاب ۳؛ ان کے ختم ہونے کے عوامل ۳

ظالم لوگ: انکی پشیمانی ۱؛ یہ عذاب کے وقت ۱
 عذاب: اسے دیکھنے کے اثرات ۲؛ اس کے وقت پشیمانی ۱
 عیش و عشرت پسند لوگ: انکی پشیمانی ۱؛ یہ عذاب کے وقت ۱

آیت ۱۶

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ﴾

- اور ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو کھیل تماشے کے لئے نہیں بنایا ہے (۱۶)
- 1_ آسمان و زمین اور فضا کے موجودات (عالم وجود) کی خلقت، فضول اور کھیل تماشہ نہیں ہے بلکہ بامقصد اور باہدف ہے۔ و ما خلقنا السماء والأرض و ما بينهما لعبين
- "لعب" کا معنی ہے ایسا بے فائدہ کام کہ جس کا کوئی صحیح مقصد اور سود نہ ہو "لاعبين"، "خلقنا" کی ضمیر کیلئے حال ہے یعنی ہم نے عالم ہستی کو کھیل تماشے کے قصد سے خلق نہیں کیا۔
- 2_ آسمان و زمین کے درمیان کی فضا میں مخلوقات اور موجودات ہیں۔ و ما خلقنا السماء والأرض و ما بينهما لعبين
- 3_ انبیا (ع) کی بعثت اور ستمگر اور دین دشمن معاشروں کی ہلاکت، نظام ہستی کے باہدف ہونے کی بنیاد پر ہے۔ و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... و ما خلقنا السماء والأرض و ما بينهما لعبين
- ستمگر اقوام کی ہلاکت کے بعد کائنات کے باہدف ہونے کی یاد دہانی ہو سکتا ہے اس نکتے کو بیان کر رہی ہو کہ جب کائنات با مقصد اور باہدف ہے تو ستمگر اقوام کی ہلاکت بھی کائنات کے اسی باہدف ہونے اور کھیل تماشہ نہ ہونے کا حصہ ہوگی
- 4_ ظلم اور انبیا (ع) کی مخالفت، عالم ہستی کے قانون کے تابع ہونے والے نظام کے خلاف ہے۔ و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... و ما خلقنا السماء والأرض و ما بينهما لعبين
- ستمگروں کی نابودی کے بعد، خدا تعالیٰ کی طرف سے خلقت کائنات کے فضول نہ ہونے کی یاد دہانی ہو سکتا ہے اس حقیقت کو بیان کر رہی ہو کہ انسان ظلم نہ کرے اور ستم کرنا کائنات کی بامقصد حرکت کے خلاف ہے۔
- 5_ عیش و عشرت پسند ستمگر لوگ، کائنات کو کھیل تماشہ اور بے مقصد سمجھتے ہیں۔ و ارجعوا إلى ما أنفتم فيه ... و ما خلقنا السماء والأرض و ما بينهما لعبين
- 6_ کائنات کو بے مقصد سمجھنا، عالم خلقت کو فضول اور کھیل تماشہ سمجھنے کے مترادف ہے۔

و ما خلقنا السماء و الأرض و ما بينهما لعبين

"مبطلین" کے بجائے "لعبین" کی تعبیر بتاتی ہے کہ کائنات کو باطل اور بے مقصد سمجھنا عالم خلقت کو کھیل تماشا سمجھنے کے مترادف ہے۔

آسمان: اسکی خلقت کا قانون کے مطابق ہونا ۲

خلقت: اسکے ساتھ کھیلنا ۶؛ اسکو کھوکھلا سمجھنا ۵، ۶؛ اس کا قانون کے مطابق ہونا ۱، ۳، ۳

انبیاء (ع): انکے ساتھ مخالفت کی حقیقت ۳؛ انکی بعثت کا قانون کے مطابق ہونا ۳

سوچ: غلط سوچ ۶

دین: اسکے دشمنوں کی ہلاکت کا قانون کے مطابق ہونا ۳

زمین: اسکی خلقت کا قانون کے مطابق ہونا ۱

ظالم لوگ: انکی سوچ ۵؛ انکا کھوکھلے یں کا طرف تمایل ۵؛ انکی ہلاکت کا قانون کے مطابق ہونا ۳

ظلم: اسکی حقیقت ۳

فضا: اسکے موجودات کی خلقت کا قانون کے مطابق ہونا ۱؛ اسکے موجودات ۲

عیش و عشرت پسند لوگ: ان کی سوچ ۵؛ انکا کھوکھلے پن کی طرف تمایل ۵

آیت ۱۷

﴿لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهَوًا لَّاتَّخَذْنَا مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ﴾

ہم کھیل ہی بنانا چاہتے تو اپنی طرف ہی سے بنا لیتے اگر ہمیں ایسا کرنا ہوتا (۱۷)

1_ خدا تعالیٰ کا ارادہ، کھیل اور سرگرمی کی خاطر کسی کام کے انجام دینے کے ساتھ تعلق نہیں پکڑتا۔

و ما خلقنا ... لعبین۔ لو أردنا أن نتخذ لھو

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "لو" امتناعیہ ہو۔ اس بنا پر آیت کا معنی یوں بنے گا "اگر ہم کسی چیز کو۔ بر فرض محال اور اسکے ممکن یا غیر ممکن ہونے یا ہماری شان سے کم ہونے سے صرف نظر کرتے ہوئے۔ کھیل اور اپنی سرگرمی کیلئے انجام دیتے..." قابل ذکر ہے کہ بعض مفسرین کے مطابق "ان کنا فاعلین" میں "ان" نافیہ ہے۔ یہ بھی مذکورہ مطلب کا مؤید ہوگا

2_ مخلوقات کبھی بھی اپنے خالق کے لہو و لعب اور سرگرمی کا ذریعہ نہیں ہیں۔
لو أردنا أن نتخذ لهُوّاً لآتخذنه من لدنا إن كنا فاعلين

3_ موجودہ کائنات کو اپنے کھیل تما شے کیلئے خلق کرنے کی قدرت، صرف خدا تعالیٰ کے پاس ہے اور کوئی بھی موجود اس پر قادر نہیں ہے۔ لو أردنا نتخذ لهُوّاً لآتخذنه من لدنّ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "من لدنا" کا معنی "من جہۃ قدرتنا" ہو (جیسا کہ بعض بزرگ مفسرین کی یہی رائے ہے) اور یا کہ یہ "من لدنا" (ظرف مختص) "من لدن غیرنا" کے مقابلے میں ہو۔ اس بنا پر آیت کا پیغام یوں ہوگا اگر بنایہ ہوتی کہ کائنات کو اپنے لئے سرگرمی قرار دیں تو بھی یہ کام صرف ہماری قدرت میں ہے نہ ان خداؤں کی قدرت میں جنکا مشرکین دعویٰ کرتے ہیں اور نہ کوئی اور قدرت اسے انجام دے سکتی ہے پس مطلق قدرت اور ربوبیت صرف خدا تعالیٰ کے پاس ہے قابل ذکر ہے کہ "عندنا" کی جگہ کہ جو صرف حضور کیلئے ہے "لدنا" جو ابتدائے غایت کیلئے ہے کا آنا مذکورہ مطلب کی تائید کرتا ہے۔

4_ بر فرض محال اگر خدا تعالیٰ اپنی سرگرمی کیلئے کائنات کو خلق کرتا تو یہ مادی کائنات اسکی غرض کے لائق نہیں تھی بلکہ اس سے برتر جہان کا انتخاب کرتا۔ لو أردنا أن نتخذ لهُوّاً لآتخذنه من لدنا إن كنا فاعلين
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "من لدنا" کا معنی ہو "مما عندنا" یا "مما یلیق بحضرتنا..." یعنی اگر ہم سرگرمی چاہتے تو ان جہانوں اور موجودات میں سے کہ جو ہمارے پاس ہیں اور ہمارے زیادہ قریب ہیں اور اس مادی کائنات سے برتر ہیں (جیسے عالم مجردات...) ان سے انتخاب کرتے۔

5_ خدا تعالیٰ، کائنات کے خلق کرنے والے کام میں حق اور صحیح ہدف رکھتا تھا۔ و ما خلقنا السمائی ... لعین لو أردنا أن نتخذ لهُوّاً لآتخذنه من لدنا إن كنا فاعلين خدا تعالیٰ نے گذشتہ آیت میں کائنات کی خلقت کو باہدف قرار دیا ہے اور اس آیت میں مزید تاکید کیلئے فرمایا ہے "ہم نے کائنات کو اپنی سرگرمی اور کھیل کیلئے خلق نہیں کیا" ان دو آیتوں کے مجموعے سے استفادہ ہوتا ہے کہ کائنات کی خلقت میں ایک ہدف ملحوظ تھا اور وہ ہدف صحیح اور حق ہے کیونکہ کلمہ "لہو و لعب" کا معنی وہی باطل ہے اور جو باطل نہ ہو وہ صحیح اور حق ہوگا۔
خلقت:

اس کے ساتھ سرگرمی ۳، ۳؛ اس کا قانون کے مطابق ہونا ۵؛ اس کا باہدف ہونا ۵

توحید: توحید افعالی ۳

خدا تعالیٰ: اسکی خالقیت ۳؛ یہ اور کھیل ۱، ۲، ۳، ۳؛ یہ اور لہو، ۱، ۲، ۳، ۳؛ اسکی قدرت ۳؛ اسکی ارادے کا متعلق ۱
موجودات: انکی حقیقت ۲؛ ان کے ساتھ سرگرمی ۲

آیت ۱۸

﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ﴾

بلکہ ہم توق کو باطل کے سرپردے مارتے ہیں اور اس کے دماغ کو کچل دیتے ہیں اور وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور تمہارے لئے ویل ہے کہ تم ایسی بے ربط باتیں بیان کر رہے ہو (۱۸)

1_ حق و باطل کی جنگ میں آخری کامیابی اہل حق کی ہے۔ بل نقذف بالحق علی الباطل

2_ حق کے عقیدے اور نظریہ کائنات کے حق ہونے کی باطل عقیدے اور باطل نظریہ کائنات پر کامیابی سنت الہی

ہے۔ و ما خلقنا السماء ... لعین ... بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه

خدا تعالیٰ نے گزشتہ آیت میں کائنات کی خلقت کے باہدف ہونے اور اسکی خلقت کے فضول اور بیہودہ ہونے والے عقیدہ کے باطل ہونے کی بات کی ہے یہ بات قرینہ ہے کہ آیت کریمہ میں حق و باطل سے مراد حق و باطل عقیدہ اور ان کا نظریہ کائنات ہے قابل ذکر ہے کہ اسی آیت کا ذیل (ولکم الویل مما تصفون) کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف ناروا نسبت اور اسکی نادرست امور کے ساتھ توصیف کے بارے میں ہے مذکورہ مطلب کا مؤید ہے۔

3_ حق کی باطل پر کامیابی، نظام خلقت کے بامقصد ہونے کا ایک جلوہ ہے۔

و ما خلقنا السماء ... بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه

گزشتہ آیت میں خدا تعالیٰ نے حق کی بنیاد پر کائنات کی خلقت کی بات کی تھی اور اس آیت میں حق کی باطل پر کامیابی کی یاد دہانی کرائی ہے ان دو باتوں کے درمیان ارتباط مذکورہ مطلب کو بیان کرتا ہے۔

4_ طول تاریخ میں حق و باطل کے درمیان مسلسل جنگ اور کشمکش و کم قصمنا من قریۃ کانت ظالمة ... بل نقذف

بالحق علی الباطل فیدمغه

5_ باطل اور نادرست عقیدوں کی نابودی اہل حق کے باطل کے خلاف میدان مبارزت میں حاضر ہونے کا مرہون منت ہے۔ بل نقذف بالحق علی البطل فیدمغه

"بالحق" میں "بائی" استعانت کیلئے ہے اس بنا پر آیت کا معنی یوں بنے گا "ہم حق کی مدد سے باطل کو نابود اور تہس نہس کر دیں گے" اس کا مطلب یہ ہے کہ حق کا باطل کے مقابلے میں میدان کارزار میں حاضر رہنا ضروری ہے تاکہ اسکے ذریعے باطل اور نادرست عقیدوں کو نابود کیا جاسکے۔ قابل ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے باطل کو نابود کرنے کو اپنی طرف نسبت نہیں دی بلکہ حق کو باطل کا نابود کرنے والا قرار دیا ہے (فیدمغه) یہ نکتہ بھی اسی مطلب کی تائید کرتا ہے۔

6_ غیر متوقع حالات میں باطل کی ناگہانی نابودی۔ بل نقذف بالحق علی البطل فیدمغه فإذا ہو زاهق "إذا" فجائیہ کہ جو ناگہانی اور غیر متوقع ہونے پر دلالت کرتا ہے، سے مذکورہ بالا مطلب حاصل ہوتا ہے۔

7_ حق، استحکام و صلابت رکھتا ہے اور باطل کھوکھلا اور قابل شکست ہے۔ بل نقذف بالحق علی البطل فیدمغه فإذا ہو زاهق چونکہ خدا تعالیٰ نے حق کو باطل کو ختم کر دینے والا اور اس سے تہس نہس کر دینے والا قرار دیا ہے اس سے حق کا مستحکم ہونا ظاہر ہوتا ہے اور اس سے کہ باطل ناگہانی طور پر اور فوراً ختم ہو گیا اس کا کھوکھلا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ تعبیر "قذف" یعنی زور سے پھینکنا مذکورہ مطلب کی تائید کرتی ہے۔

8_ ماضی کے ستمگر معاشروں کی ہلاکت اور نابودی حق کی باطل کے خلاف کامیابی کا ایک نمونہ ہے۔ و کم قصمنا من قرية كانت ظالمة ... بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فإذا ہو زاهق

9_ عصر پیغمبر اکرم (ص) کے مشرکین کا نظام خلقت اور انبیاء (ع) کی بعثت کو کھیل تماشا قرار دینا۔ و ما خلقنا السماء ... لعین ... و لكم الویل مما تصفون "لکم" اور "تصفون" کے مخاطب مشرکین ہیں اور گزشتہ آیات قرینہ ہیں کہ تو صیغہ سے مراد مشرکین کا خلقت کائنات کے بارے میں غیر صحیح عقیدہ اور خدا تعالیٰ کی طرف نظام خلقت کو سرگرمی کے طور پر لینے کی ناروا نسبت ہے۔

10_ خدا تعالیٰ کی طرف ناروا نسبت ہلاکت اور عذاب الہی کے مستحق ہونے کا سبب ہے۔

لکم الویل مما تصفون "الویل" کا اصلی معنی عذاب اور ہلاکت ہے اور یہ اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں کسی شخص یا اشخاص کو ایسی ہلاکت کا خطرہ ہو جسکے وہ مستحق ہیں (لسان العرب)۔

11_ خدا تعالیٰ کی جانب سے پیغمبر اکرم (ص) اور مؤمنین کو کامیابی کی خوشخبری اور مشرکین کو شکست اور نابودی کی دھمکی بل نقذف بالحق ... و لكم الويل مما تصفون

اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ پیغمبر اکرم (ص) اور اہل حق، حق دشمن مشرکین کے ساتھ مقابلے میں مشغول تھے۔ آیت شریفہ کے لحن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیغمبر اکرم (ص) اور مؤمنین کو کامیابی کی خوشخبری دے رہی ہے اور اسی طرح مشرکین کو شکست اور نابودی کی دھمکی دے رہی ہے۔

12_ "عن اَيُّوب بن الحر ... قال: قال لى ابو عبدالله (ع): يا اَيُّوب ما من احدٍ اِلا و قد برز عليه الحق حتى يصدع، قبله ا م تركه و ذلك ان الله يقول فى كتابه: "بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فإذا هو زاهق ..."; امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ کوئی شخص نہیں ہے مگر یہ کہ حق مکمل طور پر اس کیلئے ظاہر ہو چکا ہے چاہے اسے قبول کرے یا رد کرے خدا تعالیٰ یہی اپنی کتاب میں فرما رہا ہے "بل نقذف بالحق على البطل فيدمغه فإذا هو زاهق"۔

آنحضرت (ص): آپ (ص) کو بشارت ۱۱

انبیاء (ع): انکی بعثت کو فضول سمجھنا ۹

باطل: اس کا کھوکھلا پن ۴؛ اسکی شکست کا پیش خیمہ ۵؛ اسکی شکست ۱، ۲، ۳؛ اسکی ناگہانی شکست ۶؛ اس کا انجام ۱؛ اسکی شکست کے موارد ۸

بشارت: مؤمنین کو کامیابی کی بشارت ۱۱؛ آنحضرت (ص) کو کامیابی کی بشارت ۱۱

حق: اس کا مستحکم ہونا ۴؛ اسکی کامیابی ۱، ۲، ۳، ۱۲؛ اس کا انجام ۱؛ اسکی کامیابی کے موارد ۸؛ حق و باطل کے درمیان کشمکش ۱، ۳، ۵

حق پرست لوگ: ان کا کردار اور نقش ۵

خدا تعالیٰ: اسکی بشارتیں ۱۱؛ اسکی دھمکیاں ۱۱؛ اسکی سنت ۲

روایت: ۱۲

گذشتہ اقوام: انکی ہلاکت ۸ / ظالم لوگ: انکی ہلاکت ۸

عذاب: اسکے اسباب ۱۰

عقیدہ: باطل عقیدہ ۲، ۵؛ حق عقیدہ ۲

مؤمنین: انہیں بشارت ۱۱

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی سوچ ۹؛ انکو دھمکی ۱۱

آیت ۱۹

﴿وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ﴾

اور اسی خدا کے لئے زمین و آسمان کی کل کائنات ہے اور جو افراد اس کی بارگاہ میں ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے اکڑ کر انکار کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں (۱۹)

1_ خدا تعالیٰ ان سب کا مالک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ و له من فى السموات و الأرض

2_ غیر خدا کی مالکیت (حتی کہ اپنے اوپر) مجازى ہے۔ و له من فى السموات و الأرض

3_ آسمانوں اور زمین میں صاحب شعور و عقل مخلوق کا وجود۔ و له من السموات والأرض

"من" ان موجودات کیلئے استعمال ہوتا ہے جو صاحب عقل و شعور ہوں۔

4_ جہان خلقت میں متعدد آسمان ہیں۔ السموات

5_ خدا تعالیٰ کا جہان ہستی کا بطور مطلق مالک ہونا حق کی باطل پر کامیابی کی ضمانت اور پشت پناہ ہے۔ بل نقذف بالحق

... و له من فى السموات و الأرض جملہ "و له من فى السموات ... " کا جملہ "لو أردنا ... بل نقذف بالحق

... "پر عطف ہے اور یہ خلقت کائنات کے حق ہونے اور حق کی باطل کے خلاف کامیابی کو بیان کر رہا ہے کیونکہ جب

پوری کائنات خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے تو اس کیلئے حق کو باطل پر کامیاب کرنا ممکن اور آسان ہوگا۔

6_ مقربین خدا (فرشتے) اسکی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ و من عنده لا يستكبرون عن عبادته

مفسرین کے بقول "من عندہ" سے مراد فرشتے ہیں۔

7_ تقرب الہی ایسا مقام و مرتبہ ہے کہ جو عبادت میں تکبر کرنے اور اسکے مقابلے میں اکڑنے کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔
و من عندہ لایستکبرون عن عبادتہ "لایستکبرون عنہ" کے بجائے "لایستکبرون عن عبادتہ" کی تعبیر سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

8_ بارگاہ خداوندی کے مقربین کبھی بھی اسکی عبادت سے ملول اور تھکاوٹ کا شکار نہیں ہوتے۔ من عندہ لایستکبرون عن عبادتہ و لایستحسرون ("لایستحسرون" کے مصدر) "استحسار" کا معنی ہے تھکاوٹ اور ملالت۔

9_ تقرب الہی کے مقام تک دسترسی کا خدا تعالیٰ کی عبادت سے نہ تھکنے اور تکبر نہ کرنے میں مؤثر ہونا۔ و من عندہ لایستکبرون عن عبادتہ و لایستحسرون یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو ہمارے پاس اور مقرب ہیں وہ خدا کی عبادت سے نہیں تھکتے اور تکبر نہیں کرتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقرب الہی کو حاصل کرنا نہ تھکنے اور تکبر نہ کرنے میں اثر رکھتا ہے۔

10_ خدا تعالیٰ کی عبادت میں تسلسل اور نہ تھکنا پسندیدہ اور قابل قدر چیزیں ہیں۔ و من عندہ لایستکبرون عن عبادتہ و لایستحسرون مذکور مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ آیت کریمہ مقربین خدا کی تعریف و تمجید کر رہی ہے اور بندوں کو پروردگار کی عبادت کی تشویق دلا رہی ہے۔

آسمان: ان کا متعدد ہونا ۳؛ ان کے باشعور موجودات ۳

باطل: اس پر کامیابی کا سرچشمہ ۵

تقرب: اسکے اثرات ۹/ تکبر: اسکے موانع ۹

حق: اسکی کامیابی کا سرچشمہ ۵

خاضعین: ۶

خدا تعالیٰ: اسکی مالکیت کے اثرات ۵؛ اسکی مالکیت ۱

عبادت: اسکے تسلسل کی قدر و قیمت ۱۰؛ اس میں خضوع ۶، ۹؛ اس میں سستی کے موانع ۹؛ اس میں نشاط ۸، ۹

عمل: پسندیدہ عمل ۱۰

مالکیت: غیر خدا کی مالکیت ۲

مقربین: انکا خضوع ۶؛ انکی عبادات ۶، ۸؛ ان کے فضائل ۸؛ یہ اور تکبر کرنا ۷؛ انکا نشاط

فرشتے: ان کا خضوع ۶؛ انکی عبادات ۶

موجودات: ان کا مالک ۱؛ باشعور موجودات ۳

آیت ۲۰

﴿يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْترُونَ﴾

دن رات اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور سستی کا بھی شکار نہیں ہوتے ہیں (۲۰)

1_ بارگاہ الہی کے مقربین کی مسلسل اور دن رات تسبیح_ و من عندہ ... یسبحون الیل و النهار

2_ خدا تعالیٰ کی مسلسل تسبیح میں مقربین الہی (فرشتوں) کا سستی کا شکار نہ ہونا_ و من عندہ ... یسبحون الیل و النهار
لا یفترون (یفترون کی مصدر) "فتر" کا معنی ہے کمزوری اور سستی۔

3_ "عن أبي عبد الله (ع) : والملائكة ينامون، فقلت: يقول الله عزوجل: "يسبحون الليل والنهار لا يفترون" قال: ا نفاسهم تسبیح؛ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ فرشتے بھی سوتے ہیں (راوی کہتا ہے) میں نے عرض کیا (کیسے جبکہ) خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

"یسبحون اللیل والنهار لا یفترون" تو آپ (ع) نے فرمایا ان کے سانس تسبیح ہیں (۱)

تسبیح: یہ دن میں ۱؛ یہ رات میں ۱
فرشتے: انکی تسبیح کا تسلسل ۲؛ انکی تسبیح ۳

روایت: ۳

مقربین: انکی تسبیح کا تسلسل ۱، ۲

(1) کمال الدین صدوق ۶۶۶، ب ۵۸، ح ۸_ نور الثقلین ج ۳، ص ۴۱۷، ح ۲۲_

﴿أَمْ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ﴾

کیا ان لوگوں نے زمین میں ایسے خدا بنائے ہیں جو ان کو زندہ کرنے والے ہیں (۲۱)

1_ مشرکین کا زمینی عناصر اور مواد سے بنائے گئے خداؤں پر اعتقاد رکھنا۔ اَمْ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ

"اَمْ اتَّخَذُوا" میں "اَمْ" منقطعہ اور "بل" کے معنی پر مشتمل ہے کہ جو اضراب کیلتے ہے۔

2_ عصر بعثت کے مشرکین کئی خداؤں کی پرستش کرتے تھے اور کئی معبودوں کا اعتقاد رکھتے تھے۔ اَمْ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ

الارض "آلہہ"، "الہ" کی جمع ہے یعنی خدا اور معبود۔

3_ مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت، مقام الوہیت کا قطعی لازمہ ہے۔ اَمْ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ

مذکورہ مطلب دو نکتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے۔ پچھلی اور بعد کی آیات خدا تعالیٰ کی الوہیت اور توحید کے

بارے میں ہیں ۲۔ آیت شریفہ نے خدا کہے جانے والوں کی مردوں کو زندہ کرنے پر ہر قسم کی قدرت کی نفی کی ہے ان آیات

کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو زندہ کرنا صرف حقیقی الوہیت کا لازمہ ہے اور یہ اسی میں منحصر ہے۔

4_ مشرکین کے خداؤں کا مردوں کو زندہ کرنے سے عاجز ہونا۔ اَمْ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ

مذکورہ مطلب اس چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہے کہ جملہ "ہم ینشرون" مستأنفہ ہے اور یا محل نصب میں اور "آلہہ" کی

صفت ہے۔

دونوں صورتوں میں اس سے پہلے استفہام انکاری کا ہمزہ مقدر ہے اور انکار بھی انکار و قوعی ہے یعنی مشرکین کے معبودوں

کے ذریعے مردوں کا زندہ ہونا محال ہے۔

5_ مردوں کو زندہ کرنا اور قیامت برپا کرنا، صرف خدا تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔ لہٰذا من فی السموات و الارض ... اَمْ

اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ خدا تعالیٰ جہاں ہستی پر اپنی ملکیت اور قدرت

مطلقہ کو ثابت کر کے (لہ من فی السموات...) اور خدا پکارے جانے والوں کی مردوں کو زندہ کرنے پر قدرت کی نفی کر کے اس نکتے کو بیان فرمانا چاہتا ہے کہ انہیں زندہ کرنا صرف خدا تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔

6۔ باطل عقیدے اور سوچ کے بارے میں تحقیق اور سوال کرنا صحیح عقیدے اور سوچ کے بیان کرنے اور اسکی طرف ہدایت کرنے کی ایک روش ہے۔ ۱ م اتخذوا آلهة من الأرض ہم ینشرون مذکورہ مطلب جملہ استفہامیہ "ہم ینشرون" سے حاصل ہوتا ہے۔

الوہیت: اسکے شرائط ۳

باطل معبود: ان کا متعدد ہونا ۲؛ انکا عجز ۳؛ ان کے عناصر، ۱

توحید: توحید افعالی ۵

سوال: اسکے فوائد ۶

سچے معبود: انکا زندہ کرنا ۳

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۵

عقیدہ: باطل عقیدہ کے بارے میں سوال ۶؛ اسے صحیح کرنے کی روش ۶

قیامت: اسکے برپا ہونے کا سرچشمہ ۵

مردے: انہیں زندہ کرنے سے عاجز ہونا ۴؛ انہیں زندہ کرنے کا سرچشمہ ۵

مشرکین: انکا باطل عقیدہ ۱؛ صدر اسلام کے مشرکین کا باطل عقیدہ ۲؛ صدر اسلام کے مشرکین کے معبود ۲؛ ان کے باطل

معبود، ۱

ہدایت: اسکی روش ۶

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۵

آیت ۲۲

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾

یاد رکھو اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور خدا بھی ہوتے تو زمین و آسمان دونوں برباد ہو جاتے عرش ہے اور وہ ہر ایک کا حساب لینے والا ہے (۲۲)

1_ عالم خلقت میں خداؤں کا متعدد ہونا ناممکن اور محال ہے۔ لو کان فیہما آلہة إِلَّا اللہ لفسدت مذکورہ مطلب "لو کان" میں "لو" امتناعیہ سے حاصل ہوتا ہے۔

2_ عالم ہستی میں خداؤں کا متعدد ہونا اسکے نظام کے فاسد ہونے اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا سبب ہے۔
لو کان فیہما آلہة إِلَّا اللہ لفسدت "فساد"، "صلاح" کی ضد ہے اور اس کا معنی ہے حد اعتدال سے خارج ہونا (مفردات راغب) قابل ذکر ہے کہ ہر شے کی درستگی اور فاسد و خراب ہونا اسکے اپنے تناسب سے ہے اور آسمانوں اور زمین کا فاسد و خراب ہونا یعنی اسکے موجودہ نظام کا ختم ہو جانا اور اسکے انجام اور پیوستگی کا ٹوٹ جانا۔

3_ عالم خلقت کا منظم اور ہم آہنگ ہونا، خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل ہے۔ لو کان فیہما آلہة إِلَّا اللہ لفسدت مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "إِلَّا"، "غیر" کے معنی میں ہو یعنی اگر کائنات میں خدا کے علاوہ دیگر خدا ہوتے تو اس کا موجودہ نظام ختم ہو جاتا اس کا مفہوم اور پیغام یہ ہے کہ کائنات کا موجودہ نظام صرف خدا کے ارادے سے ہے اور اسکی وحدانیت کی دلیل ہے۔

4_ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی طاقت کائنات کو منظم اور منسجم طور پر چلانے پر قادر نہیں ہے۔ لو کان فیہما آلہة إِلَّا اللہ لفسدت

خدا تعالیٰ نے امور کائنات میں دخل رکھنے والے چند خداؤں کے وجود کی نفی کی ہے اور اسے نظام کائنات کے بگڑ جانے اور فاسد ہونے کا سبب قرار دیا ہے یہ فاسد اور خراب ہونا ممکن ہے اس وجہ سے ہو کہ دیگر خدا کائنات کو چلانے اور اسے سر و سامان دینے پر قادر نہیں ہیں۔

5_ تعلیمات اسلامی کے اصول اور مبانی برہان اور استدلال پر مبنی ہیں۔ لو کان فیہما آلہة إِلَّا اللہ لفسدت آیت شریفہ کہ جو وحدانیت خدا اور اسکی انحصاری ربوبیت کو بیان کر رہی ہے میں بہترین اور اہم ترین عقلی استدلال اور برہان سے استفادہ کیا گیا ہے بعض علماء علم کلام نے اسے "برہان تمنع" کے نام سے یاد کیا ہے۔

6۔ ہر کلام میں ہم آہنگی اور نظم کیلئے ایک رہبری اور مینجمنٹ کی ضرورت ہے۔ لو کان فیہما اٰلہۃ اِلا اللہ لفسدت مذکورہ مطلب آیت کے مورد سے منزع ہوتا ہے کیونکہ الوہیت و ربوبیت کے متعدد ہونے کی وجہ سے کائنات کے نظام کا خراب اور ختم ہو جانا ہر شے کے کام کی نسبت قابل تصور ہے اور آسمانوں اور زمین کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

7۔ خدائے یکتا مشرکین کے خیالوں اور وصفوں سے منزہ و مبرا ہے۔ لو کان فیہما اٰلہۃ ... فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون

8۔ عرش (نظام ہستی کا مرکز) صرف خدا تعالیٰ کی ربوبیت اور تدبیر کے تحت ہے۔ رب العرش "عرش" کا معنی ہے بادشاہی اور حکمرانی کا تخت اور خدا تعالیٰ کی نسبت یہ نظام ہستی کے مرکز کی طرف اشارہ ہے۔ قابل ذکر ہے کہ آیت کے شروع میں کسی بھی دوسرے معبود اور مشرکین کے وجود کی نفی کی گئی ہے اس سے عرش کی تدبیر کا صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں منحصر ہونا حاصل ہوتا ہے۔

9۔ زمینی اور آسمانی موجودات کے درمیان عرش الہی کی عظمت اور اہمیت۔ فسبحان اللہ رب العرش

10۔ خدا تعالیٰ عرش (نظام ہستی کا مرکز) کا مالک و مختار ہے۔ فسبحان اللہ رب العرش

مذکورہ مطلب "رب" کے معنی میں سے ایک (مالک اور صاحب اختیار) پر مبنی ہے۔

11۔ عرش پر خدا تعالیٰ کی ربوبیت اور تدبیر اس کے یکتا ہونے اور عالم ہستی میں کسی دوسرے معبود اور شریک کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔ لو کان فیہما اٰلہۃ ... فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون

"رب العرش" اسم جلالہ (اللہ) کیلئے صفت ہے اور کائنات میں دیگر خداؤں اور معبودوں کی نفی کے بعد خدا تعالیٰ کی یہ صفت ذکر کرنا ممکن ہے اس نکتے کو بیان کر رہا ہو کہ صفت "رب" اور امور کی تدبیر صرف خدا تعالیٰ میں منحصر ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اسلام: اس کا منطقی ہونا ۵

اللہ تعالیٰ: اس کا منزہ ہونا ۷؛ س کا مالک ہونا ۱۰؛ اس کی تدبیر کا مرکز ۸؛ اس کی ربوبیت کا مرکز ۱۱

انتظام و انصرام: اس میں وحدت کے اثرات ۶ برہان نظم ۳

توحید: توحیدی نظریہ کائنات ۳، ۳

راہبری: اسکی وحدت کے اثرات ۶

شرک: اسے رد کرنے کے دلائل ۱۱

عرش: اسکی تدبیر کے اثرات ۱۱؛ اسکی اہمیت ۹؛ اسکی عظمت ۹؛ اس کا مالک ۱۰؛ اس کا مدبر ۸؛ اس کا کردار ۸

نظام خلقت: اسکے انہدام کے عوامل ۲؛ اسکے فاسد ہونے کے عوامل ۲؛ اسکی تدبیر کا مرکز ۱۰؛ اس کے منظم ہونے کا

سرچشمہ ۳؛ اس میں ہم آہنگی ۳

عقیدہ: اس میں برہان ۵

مشرکین: انکی غلط سوچ ۴

معبود: ان کے متعدد ہونے کے اثرات ۲؛ ان کے تعدد کا محال ہونا ۱

نظم و نسق: اسکے عوامل ۶

آیت ۲۳

﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾

اس سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ ہر ایک کا حساب لینے والا ہے۔ (۲۳)

۱۔ خدا تعالیٰ اپنے کاموں کے سلسلے میں کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے اور کسی کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔

لایسئل عما یفعل جملہ "وہم یسئلون" قرینہ ہے کہ جملہ "لا یسئل" ... "میں سوال سے مراد اعمال و رفتار کی کیفیت اور

فلسفہ کے بارے میں سوال ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے تاکہ کوئی اسکے کاموں کی

کیفیت کے بارے میں سوال کرے اور اس سے باز پرس کرے نیز کسی کا خدا تعالیٰ پر حق نہیں ہے تاکہ اسکے ساتھ اپنے

حق کے بارے میں بات کرے۔

2_ خدا تعالیٰ کے تمام افعال حکیمانہ، شائستہ اور حق کے مطابق ہیں۔ لایسٹل عما یفعل
خدا تعالیٰ کا جوابدہ نہ ہونا ممکن ہے اس وجہ سے ہو کہ اسکے تمام کام حکیمانہ، شائستہ اور حق کے مطابق ہیں لہذا سوال اور
بازپرس کی گنجائش ہی نہیں ہے کیونکہ اس ہستی کے کاموں کی کیفیت کی بارے میں سوال کیا جاسکتا ہے کہ جو خطا کار ہو یا
اس میں خطا کا احتمال ہو اور خدا تعالیٰ ایسا نہیں ہے۔

3_ خدا تعالیٰ کے کاموں کے بارے میں چون و چرا اور اعتراض کرنا ناشائستہ فعل ہے۔ لایسٹل عما یفعل
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ خبریہ "لایسٹل عما یفعل" مقام انشاء میں ہو یعنی خدا تعالیٰ کے افعال کی کیفیت
کے بارے میں سوال نہ کریں اور ان اعتراض نہ کریں۔

4_ مقام الوہیت بازپرسی اور محاسبہ ہونے کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔ فسبحان اللہ ... لایسٹل عما یفعل و ہم
یسئلون

5_ مشرکین کے خیالی خداؤں (فرشتوں اور مقربین) سے بھی بازپرس ہوگی اور ان کا اپنا بھی محاسبہ ہوگا۔
لایسٹل عما یفعل و ہم یسئلون مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ ضمیر "ہم" کا مرجع "من عندہ" ہو کہ جس سے مراد
بارگاہ الہی کے مقربین ہیں اور انکے بارز مصداق فرشتے ہیں۔

6_ کائنات کی تمام باشعور مخلوقات خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے بازپرس کریگا۔ و ہم یسئلون
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ ضمیر "ہم" کا مرجع "من" ہو کہ جو (من فی السماوات) میں ہے۔
الوہیت: اسکے اثرات ۲

باطل معبود: ان کا محاسبہ ۵

سوال: اسکے موانع ۳

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۱؛ اسکے افعال کی حقانیت ۲؛ اس پر حق ۱؛ اس پر ذمہ داری کا نہ ہونا ۱؛ اسکے افعال کا قانون
کے تحت ہونا ۲؛ اس سے سوال کا ناپسندیدہ ہونا ۳؛ اس پر اعتراض کا ناپسندیدہ ہونا ۳
مقربین: ان کا محاسبہ ۵ / فرشتے: ان کا محاسبہ ۵

موجودات: باشعور موجودات کا محاسبہ ۶؛ باشعور موجودات ۶

آیت ۲۳

﴿أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَذَا ذِكْرٌ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرٌ مَنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُونَ﴾

کیا ان لوگوں نے اس کے علاوہ اور خدا بنا لئے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ ذرا اپنی دلیل تولاؤ۔ یہ میرے ساتھ والوں کا ذکر اور مجھ سے پہلے والوں کا ذکر سب موجود ہے لیکن ان کی اکثریت حق سے ناواقف ہے اور اسی لئے کنارہ کشی کر رہی ہے (۲۳)

1_ عصر بعثت میں مشرکین متعدد خداؤں اور معبودوں کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً "آلہ"، "الہ" کی جمع ہے یعنی خدا اور معبود۔

2_ "الہ" کے علاوہ کائنات میں کوئی معبود اور خدا نہیں ہے۔ اَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً

3_ باطل عقیدے اور خیال کے بارے میں باز پرس کرنا اور اس پر سوالیہ نشان لگانا صحیح عقیدے کے بیان کرنے اور اسکی طرف ہدایت کرنے کی ایک روش ہے۔ اَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً

مذکورہ مطلب اس چیز کے پیش نظر حاصل ہوتا ہے کہ اَمْ متقطعہ استفہام تو نیخی پر دلالت کرتا ہے۔

4_ پیغمبر اکرم (ص)، مشرکین سے ان کے شرک کے بارے میں واضح دلیل و برہان کا مطالبہ کرنے پر مامور۔ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ "برہان" کا معنی ہے واضح اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی دلیل اور حجت۔

5_ پیغمبر اکرم (ص) اور الہی مبلغین کا فریضہ ہے کہ وہ مخالفین کے ساتھ منطقی اور استدلالی طرز اپنائیں۔ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

6_ دلیل و برہان، فکر و اعتقاد کی صحت کا معیار ہے۔ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

7_ شرک ایک بے دلیل، کھوکھلی اور ناقابل اثبات سوچ اور عقیدہ ہے۔ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ "ہاتوا" کا امر تعجیز کیلئے ہے یعنی یہ بتاتا ہے کہ مشرکین دلیل اور برہان لانے سے ناتوان ہیں۔

8_ اعتقادات و نظریات کا قطعی ادلہ و براہین پر مستثنی ہونا ضروری ہے۔ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

9_ توحید اور شرک کی نفی، تمام انبیاء (ع) ی، موحدین اور آسمانی کتابوں کا پیغام۔ ہذا ذکر من معی و ذکر من قبلی سابقہ آیات کے قرینے سے "ہذا" کا مشار الیہ توحید اور نفی شرک ہے۔

10_ قرآن اور آسمانی کتابیں (تورات، زبور، انجیل) انسان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگانے والی اور اس کی فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کرانے والی ہیں۔ ہذا ذکر من معی و ذکر من قبلی

معنی کے لحاظ سے "ذکر"، "حفظ" کی طرح ہے اس فرق کے ساتھ کہ حفظ شے جاننے اور حاصل کرنے کے لحاظ سے ہوتا ہے اور ذکر شے یاد کرنے اور حاضر کرنے کے اعتبار سے ہوتا ہے (مفردات راغب) اس بنا پر قرآن اور آسمانی کتابوں کی "ذکر" کے ساتھ توصیف ممکن ہے اس اعتبار سے ہو کہ یہ انسان کی فراموش شدہ معلومات کی یادآوری کراتی ہیں اور غافل انسان کی فطرت کو بیدار کرتی ہیں۔

11_ صدر اسلام کے اکثر مشرکین حق سے جاہل اور ناآگاہ تھے۔ بل اکثر ہم لا یعلمون الحق

12_ جاہل و ناآگاہی اکثر مشرکین کے حق سے روگردانی اور شرک کی طرف مائل ہونے کا عامل ہے۔

بل اکثرهم لا یعلمون الحق فہم معرضون

"فہم معرضون" میں "فای" عاطفہ اور سبب و مسبب کے درمیان ربط پیدا کرنے کیلئے ہے یعنی چونکہ وہ جاہل ہیں اس لئے حق سے روگردانی کرتے ہیں۔

13_ جاہل و ناآگاہی بہت سے انسانوں کے حق و حقیقت سے گریز کرنے کا سبب ہے۔ بل اکثرهم لا یعلمون الحق فہم

معرضون

14_ صدر اسلام میں مشرکین کا ایک بڑا گروہ حق کی شناخت کے باوجود حق سے گریزاں تھا۔ بل اکثر ہم لا یعلمون الحق کلمہ "اکثر" افعّل التفضیل ہے اور اس کا مقابل کثیر ہے نہ قلیل اس وجہ سے "بڑا گروہ" مستفاد ہوتا ہے یعنی اگرچہ دانا اور حق سے گریز کرنے والے مشرکین نادانوں کے مقابلے میں کم تھے لیکن وہ خود زیادہ تھے۔

15_ حق کی شناخت اور حقائق دینی کو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے جستجو کرنا ضروری ہے۔ بل اکثرهم لا یعلمون الحق فہم معرضون مذکورہ بالا آیت فقط مشرکین کی حالت زار کو بیان نہیں کر رہی بلکہ انکی مذمت کرنے کے بھی درپے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حق کی شناخت ایک لازمی امر ہے کیونکہ غیر لازمی امر پر مذمت کرنا معقول نہیں ہے۔

انبیاء (ع): انکی شرک دشمنی ۹؛ انکی ہم آہنگی ۹

انجیل: اسکی یاد دہانیاں ۱۰؛ اس کا کردار ۱۰

توحید: توحید عبادی ۲؛ اسکی دعوت ۹

تورات: اسکی یاد دہانیاں ۱۰؛ اس کا کردار ۱۰

سوال: اسکے فوائد ۳

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۲

جہالت: اسکے اثرات ۱۲، ۱۳

حق: اسکی تشخیص کی اہمیت ۱۵؛ اس سے روگردانی کے عوامل ۱۲؛ اسے قبول نہ کرنے کے عوامل ۱۳

دین: دین شناسی کی اہمیت ۱۵

زبور: اسکی یاد دہانیاں ۱۰؛ اس کا کردار ۱۰

شرک: اس کا کھوکھلا پن ۷؛ اسکے عوامل ۱۲

عقیدہ: اس میں برہان کی اہمیت ۸؛ اس میں برہان ۶؛ باطل عقیدے کے بارے میں سوال ۳؛ باطل عقیدہ ۷؛ اسکی درستگی

کا معیار ۶

فطرت: اسکے متنبہ ہونے کے عوامل ۱۰/ قرآن کریم: اسکی یاد دہانیاں ۱۰؛ اس کا کردار ۱۰

کتب آسمانی: انکی یاد دہانیاں ۱۰؛ انکی شرک دشمنی ۹؛ ان کا کردار ۱۰؛ انکی ہم آہنگی ۹

مبلغین: انکی ذمہ داری ۵/ آنحضرت (ص): آپکی ذمہ داری ۵، ۳

مخالفین: ان کے ساتھ پیش آنے کی روش ۵

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی اکثریت کی جہالت ۱۱؛ صدر اسلام کے مشرکین کی اکثریت کا حق کو قبول نہ کرنا ۱۱،

۱۳؛ ان سے برہان کی درخواست ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کا باطل عقیدہ ۱؛ صدر اسلام کے مشرکین کا لیچرپن ۱۳؛ صدر

اسلام کے مشرکین کے معبود ۱/ موحدین: انکی شرک دشمنی ۹؛ انکی تعلیمات کی ہم آہنگی ۹

ہدایت: اسکی روش ۳

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ (٢٥)

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ﴾ (٢٦)

﴿لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ﴾ (٢٧)

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ﴾ (٢٨)

آیت ۲۹

﴿وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِّنْ دُونِهِ فَذَلِكْ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ﴾

اور اگر ان میں سے بھی کوئی یہ کہہ دے کہ خدا کے علاوہ میں بھی خدا ہوں تو ہم اس کو بھی جہنم کی سزا دیں گے کہ ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں (۲۹)

1_ اگر فرشتے الوہیت کا دعویٰ کریں تو دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ و من يقل منهم إني إله من دونه فذلك نجزيه جهنم

2_ گناہ اور لغزش کی صورت میں فرشتے عذاب الہی سے امان میں نہیں ہوں گے۔ و من يقل منهم إني إله من دونه فذلك نجزيه جهنم

3_ الوہیت کا دعویٰ ناقابلِ بخشش گناہ ہے اگرچہ مقربین الہی کی طرف سے ہو۔ و من يقل منهم إني إله من دونه فذلك نجزيه جهنم

4_ جہنم، جھوٹی الوہیت کا دعویٰ کرنے والوں کی سزا ہے۔ و من يقل منهم إني إله من دونه فذلك نجزيه جهنم

5_ جن کو خدا بنایا گیا ہے لیکن وہ خود اس کے مدعی نہیں ہیں تو وہ گناہ گار نہیں ہیں اور ان کو سزا نہیں ملے گی۔ و من يقل منهم إني إله... نجزيه جهنم

مذکورہ بالا مطلب مفہوم شرط سے حاصل ہوتا ہے یعنی خدا صرف خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کو عذاب دیگا نہ انہیں جو خدا ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔

6_ الوہیت کا دعویٰ کرنا ظلم ہے اور خدائی کا دعویٰ کرنے والے ظالم ہیں۔ و من يقل منهم إني إله... نجزيه جهنم

7_ جہنم، سب ستمگروں کی سزا ہے۔

نجزيه جهنم كذلك نجزي الظالمين

الوہیت: اسکے دعوے کا ظلم ہونا ۶؛ اسکے دعوے کی سزا ۱؛ اسکا دعویٰ کرنے والوں کی سزا ۳؛ اسکے دعوے کا گناہ ۳
باطل معبود: ۵

جہنم: اسکے اسباب ۱، ۲، ۴

خدا تعالیٰ: اسکے عذاب کا عام ہونا ۲

ظالم لوگ: ۶ یہ جہنم میں ۴؛ ان کی سزا ۴

ظلم: اسکے موارد ۶

گناہ: اسکے اثرات ۲؛ ناقابل بخشش گناہ ۳

معبود: اسکی سزا کے شرائط ۵

فرشتے: یہ اور الوہیت ۱؛ یہ اور عذاب ۲؛ یہ اور گناہ ۲

آیت ۳۰

﴿أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ﴾

کیا ان کافروں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ زمین و آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے اور ہم نے ان کو الگ کیا ہے اور ہر جاندار کو پانی سے قرار دیا ہے پھر کیا یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے (۳۰)

1_ ابتدائے خلقت میں عالم طبیعت (آسمان و زمین) مترالم اور آپس میں جڑا ہوا تھا۔

أن السموت و الأرض كانتا رتق

"رتق" کا معنی ہے ملا ہوا اور جڑا ہوا ہونا اور "فتق" کا معنی ہے الگ اور جدا ہونا اور "رتق" سے مراد ابتدائے خلقت میں آسمان و زمین کا آپس میں ملا ہوا اور الٹھا ہونا ہے اور "فتق" سے مراد بعد میں ان دو کا ایک دوسرے سے الگ اور جدا ہونا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ "أولم ير" میں رؤیت سے مراد قلبی اور علمی رؤیت ہے۔

2_ عالم طبیعت میں متعدد آسمان ہیں۔ السموات

3_ پانی، عالم طبیعت میں سرچشمہ حیات و جعلنا من الماء كل شيء حي

"من المائ" میں "من" ابتدائیہ ہے یعنی ہر زندہ چیز نے پانی سے نشأت پکڑی ہے اور اس کا سرچشمہ پانی ہے۔

4_ زندہ موجودات کی پیدائش آسمانوں اور زمین کے تراکم اور ایک دوسرے کے ساتھ پیوستگی کے زمانے کے گزر جانے کے بعد تھی۔ اَنْ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَهُمَا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

5_ عالم طبیعت اپنی پیدائش کے مختلف ادوار اور مراحل رکھتا۔ اَنْ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَهُمَا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

6_ توحید تک دسترسی حاصل کرنے کیلئے عالم خلقت کے موجودات کے تحولات میں غور کرنا ضروری ہے۔
أَوَلَمْ يَرَالَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ السَّمَوَاتِ ... فَفَتَقْنَهُمَا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ

7_ آسمانوں و زمین کی خلقت، ان کے سیر تحولات، نیز حیات کا پانی سے پیدا ہونا یہ سب ربوبی اور خدا تعالیٰ کی یکتائی کی نشانیاں ہیں۔ اُولَمْ يَرِ ... السَّمَوَاتِ ... وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ

مذکورہ مطلب اس بات سے حاصل ہوتا ہے کہ آیات کریمہ خدا تعالیٰ کی توحید ربوبی کو ثابت کرنے اور اس پر ایمان لانے کی ترغیب دلانے کے درپے ہیں ورنہ مشرکین کہ جو ان آیات کے مخاطب ہیں خدا تعالیٰ کی خالقیت کے منکر نہیں تھے۔

8_ عالم خلقت کے موجودات میں غور و فکر انسان کے توحید تک دسترسی حاصل کرنے کا ایک راستہ ہے۔
أَوَلَمْ يَرَالَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ السَّمَوَاتِ ... أَفَلَا يُؤْمِنُونَ

9_ کفار، عالم خلقت کے موجودات کے تغیر و تبدیل کی طرف توجہ نہ کرنے اور خدائے یکتا پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے مذمت کے مستحق ہیں۔ اُولَمْ يَرَالَّذِينَ كَفَرُوا ان السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ... أَفَلَا يُؤْمِنُونَ

"اُولَمْ ... " کا ہمزہ استفہام انکاری کیلئے ہے اور تونیج کا فائدہ دے رہا ہے۔

10_ "قال ابو جعفر (ع): ... ان قول الله عز وجل: "كانتا رتقا" يقول: كانت السماء رتقا لا تنزل المطر وكانت الأرض رتقا لا تنبت الحب ... فتق السماء بالمطر والأرض بنبات الحب ...: امام باقر (ع) سے روایت کی گئی کہ آپ (ع) نے فرمایا ... خدا تعالیٰ کا فرمان "كانتا رتقا" بیان کر رہا ہے کہ آسمان بند تھا اور بارش نہیں برساتا تھا اور زمین بند تھی اور نباتات نہیں اگتی تھی ... پس خدا تعالیٰ نے آسمان کو بارش برسانے اور زمین کو نباتات اگانے کے ساتھ شگافتہ کیا (۱)

پانی: اسکے فوائد ۳، ۷

آسمان: اس کا شگافتہ ہونا ۱۰؛ آسمان اور زمین کی پیوستگی ۱؛ ان کا متعدد ہونا ۳؛ ان کی خلقت ۷۳
کائنات: اسکی خلقت کا آغاز ۱؛ اسکے مطالعے کی اہمیت ۶؛ اسکی پیوستگی ۱؛ اسکی خلقت کے مراحل ۵

آیات خدا: آفاقی آیات ۸

بارش: اسکے فوائد ۱۰/تفکر: خلقت میں تفکر کے اثرات ۷

توحید: توحید ربوبی کے دلائل ۷؛ اس کا پیش خیمہ ۹

زندگی: اس کا سرچشمہ ۳، ۷

روایت: ۱۰/زمین: اس کا شگافتہ ہونا ۱۰؛ اسکی خلقت ۷

کفار: انکی مذمت ۹؛ انکا عدم تفکر ۹

نباتات: ان کی پیدائش کا سرچشمہ ۳

موجودات: زندہ موجودات کی پیدائش کی تاریخ ۲

آیت ۳۱

﴿وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ﴾

اور ہم نے زمین پر پہاڑ قرار دے دیے ہیں کہ وہ ان لوگوں کو لے کر کسی طرف جھک نہ جائے اور پھر اس میں وسیع تر راستے قرار دے دیے ہیں کہ اس طرح یہ منزل مقصود تک پہنچ سکیں (۳۱)

1_ زمین کو انسانوں کو لرزانے اور انہیں جنبش دینے سے روکنے کیلئے مضبوط پہاڑوں کی خلقت۔

و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بهم

"رسا" کا معنی ہے "ثبت" اور "رسخ" اور پہاڑوں کو اسلئے "رواسی" کہا جاتا ہے کیونکہ یہ راسخ اور مضبوط ہوتے ہیں اور زمین کی لرزش اور اضطراب سے مانع ہوتے ہیں۔

("تمید" کے مصدر) "مید" کا معنی ہے اضطراب اور مختلف سمتوں کی طرف حرکت کرنا۔

2_ پہاڑوں کی پیدائش، زمین کی خلقت کے بعد تھی۔ و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بهم

ظاہر یہ ہے کہ کسی شے کو ایک ظرف میں قرار دینا اس ظرف کے وجود پر متفرغ ہے لہذا پہاڑوں کو زمین میں قرار دینا خود زمین کے وجود سے پہاڑوں کی پیدائش کے متأخر ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

3_ دروں، اور وسیع و عریض راستوں کی خلقت اس لئے ہوئی تاکہ انسان راہ پا سکے۔ و جعلنا فیہا فجاجاً سبلاً لعلہم یہتدون "فج" کا معنی ہے دو پہاڑوں کے درمیان وسیع راستہ کہ جو دروں و پہاڑی راستوں کو شامل ہے اور "سبل" کا معنی ہے "راستے"۔

4_ انسان کی زندگی کیلئے قدرتی راستوں اور پہاڑوں کا حیات بخش کردار اور اہمیت۔

و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بهم ... سبلاً لعلہم یہتدون

5_ پہاڑوں، راستوں اور دروں کی خلقت کی طرف توجہ، توحید تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے۔ و جعلنا فی الأرض رواسی ... لعلہم یہتدون آیت میں "یہتدون" کا متعلق مذکور نہیں ہے لیکن اس بات کے قرینے سے کہ ان آیات کریمہ کے مخاطب مشرکین اور یہ آیات توحید کو ثابت کرنے کے درپے ہیں مذکورہ مطلب کا استفادہ ہونا ہے۔

6_ خدا تعالیٰ کے افعال حکمت آمیز ہیں۔ و جعلنا فی الأرض رواسی أن تمید بهم ... سبلاً لعلہم یہتدون

خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے پیش نظر کہ ہم نے پہاڑوں کو زمین کو لرزش اور اضطراب سے بچانے کیلئے اور راستوں کو انسان کے راہ پانے کیلئے خلق کیا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام باہدف اور حکمت آمیز ہوتے ہیں۔

توحید: اس کا پیش خیمہ ۵

خدا تعالیٰ: اسکے افعال میں حکمت ۶

درے: ان کے فوائد ۳

ذکر: دروں کی خلقت کے ذکر کے اثرات ۵; راستوں کی خلقت کے ذکر کے اثرات ۵; پہاڑوں کی خلقت کے ذکر کے

اثرات ۵

راستے: ان کی اہمیت ۳; ان کے فوائد ۳; ان کا کردار ۳

راستہ پانا:

اسکی نشانیاں ۳

زمین: اسکی تاریخ ۲؛ اسکے لرزنے کے موانع ۱

پہاڑ: انکی اہمیت ۳؛ انکی خلقت کی تاریخ ۲؛ ان کے فوائد ۱؛ انکا کردار ۳

آیت ۳۲

﴿وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ﴾

اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت کی طرح بنایا ہے اور یہ لوگ اس کی نشانیوں سے برابر اعراض کر رہے ہیں (۳۲)

1_ خدا تعالیٰ نے آسمان کو ایسی چھت بنایا ہے جو گرنے سے محفوظ ہے۔ و جعلنا السماء سقفاً محفوظ

2_ خدا تعالیٰ نے فضا اور آسمان کے موجودات کو اہل زمین پر گرنے سے محفوظ رکھا ہے۔ و جعلنا السماء سقفاً محفوظ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ آسمان سے مراد فضا ہو کہ جو زمین کی نسبت چھت کی مانند ہے اور اس کا محفوظ ہونا یا تو آسمانی اور فضائی موجودات کے لحاظ سے ہے اور یا نظام شمسی کے سیاروں کی قاتل شعاعوں کے فضا سے زمین کی طرف نفوذ کرنے کے لحاظ سے ہے۔

3_ آسمان کی خلقت اور اہل زمین کیلئے اسکے کردار کی طرف توجہ توحید تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے۔

أن السموات و الأرض ... و جعلنا السماء سقفاً محفوظ

4_ آسمان میں خدا شناسی اور توحید تک پہنچنے کیلئے مختلف آیات پائی جاتی ہیں۔ و ہم عن ای تھا معرضون

5_ کفار، خدا تعالیٰ کی آسمانی آیات سے اعراض کرنے والے اور روگردان ہیں۔ و ہم عن ای تھا معرضون

آسمان: اسکی حقیقت ۱؛ اس کا گرنا ۱

آیات الہی:

آفاقی آیات ۳؛ آفاقی آیات سے اعراض کرنے والے ۵؛ ان سے اعراض کرنے والے ۵
 اجرام فلکی: ان کا گرنا ۲؛ انکی حفاظت ۲
 توحید: اسکے دلائل ۳؛ اس کا پیش خیمہ ۳
 خدا تعالیٰ: اسکے افعال ۱
 ذکر: خلقت آسمان کے ذکر کے اثرات ۳؛ آسمان کے فوائد کے ذکر کے اثرات ۳
 فضا: اسکے موجودات کا گرنا ۲؛ اسکے موجودات کی حفاظت ۲
 کفار: یہ اور آفاقی آیات ۵

آیت ۳۳

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾

وہ وہی خدا ہے جس نے رات دن اور آفتاب و ماہتاب سب کو پیدا کیا ہے اور سب اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں
 (۳۳)

- 1_ صرف خدا تعالیٰ شب و روز اور سورج و چاند کا خالق ہے۔ و هو الذی خلق الیل و النهار و الشمس و القمر
- 2_ سورج اور چاند میں سے ہر ایک، ایک مخصوص مدار میں محور حرکت ہے۔ کل فی فلک یسبحون
- "فلک" یعنی ستاروں کا مدار اور "سبح" یا "سباح" یعنی تیرنا (لسان العرب) و (قاموس)
- 3_ ہر سیارہ اور ستارہ اپنے مخصوص مدار میں محور حرکت ہے۔ أن السموات و الأرض ... الشمس و القمر کل فی فلک یسبحون لفظ "کل" مضاف الیہ محذوف (جیسے "ہا" وغیرہ) کی طرف مضاف ہے اور ضمیر کا مرجع آسمانوں اور زمین کا مجموعہ ہے کہ جن کا گذشتہ تین آیات میں تذکرہ ہو چکا ہے۔
- 4_ شب و روز اور سورج و چاند کی خلقت توحید ربوبی کی

ایک نشانی ہے۔ و ہوالذی خلق الیل ... کل فی فلک یسبحون

5_ خدا تعالیٰ کی طرف سے کائنات کی خلقت اور اسکی تدبیر، توحیدی نظریہ کائنات میں ایسے دو قانون اور اصل ہیں کہ جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ و ما خلقنا السماء ... و جعلنا ... و ہوالذی خلق ... کل فی فلک یسبحون آیات کا سیاق بتاتا ہے کہ یہ مشرکین کے اس نظریے و رد کرنے کے درپے ہیں کہ خدا کیلئے مقام خالقیت ہے اور ان کے خداؤں کیلئے تدبیر کا مقام ہے اور خدا تعالیٰ نے گذشتہ آیات میں مقام تدبیر کو اور اس آیت میں مقام خلقت کو اپنی طرف نسبت دی ہے اور ان دو کی جدائی کو رد فرمایا ہے۔

عالم خلقت: اس کا خالق ۵؛ اس کا مدبر ۵

توحید: خالقیت میں توحید ۱، ۵؛ توحید ربوبی ۵؛ توحید ربوبی کی نشانیاں ۳

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۱؛ اسکی خالقیت ۱؛ اسکی ربوبیت ۵

چاند: اس کا خالق ۱؛ اسکی خلقت ۳؛ اسکی گردش ۲

سورج: اس کا خالق ۱؛ اسکی خلقت ۳؛ اس کی گردش ۲

دن: اس کا خالق ۱؛ اسکی خلقت ۳

ستارے: ان کی حرکت ۳

سیارے: انکی حرکت ۳

رات: اس کا خالق ۱؛ اسکی خلقت ۳

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱، ۵

آیت ۳۳

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِيَشْرَ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمْ الْخَالِدُونَ﴾

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشگی نہیں قرار دی ہے تو کیا اگر آپ مرجائیں گے تو یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں (۳۳)

1_ خدا تعالیٰ نے دنیا میں کسی انسان کیلئے حیات جاوید قرار نہیں دی۔

و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد

2_ مشرکین کا یہ خیال تھا کہ انبیاء (ع) کیلئے دنیا میں حیات جاوید ہونا ضروری ہے۔ و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد

3_ مشرکین، پیغمبر اکرم (ص) کی موت سے آپ (ع) کی شریعت کی نابودی کے منتظر تھے۔ اَفَإِنْ مَتَّ فُهِمُ الْخَالِدُونَ
آیت کے لحن سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) کے مخالفین اور مشرکین آپ (ص) کی موت کے منتظر تھے یا آپ (ص) کو قتل کرنے کے درپے تھے جیسا کہ بعض مکی سوروں میں اسکی تصریح کی گئی ہے۔ (ام یقولون شاعر نتر بص بہ ریب المنون)

4_ مشرکین پیغمبر اسلام (ص) کی دعوت کا مقابلہ کرنے سے ناتوان تھے۔ و ما جعلنا ... اَفَإِنْ مَتَّ فُهِمُ الْخَالِدُونَ
چونکہ مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کی موت اور آپ (ص) کی شریعت کی نابودی کے درپے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کی دعوت کے مقابلے میں عاجز تھے۔

5_ پیغمبر کی وفات سے پہلے اسلام کی کامیابی اور کفر و شرک کے سرغنوں کی موت کے بارے میں قرآن کی پیشین گوئی۔
اَفَإِنْ مَتَّ فُهِمُ الْخَالِدُونَ

"اَفَإِنْ" میں ہمراہ استفہام انکاری کیلئے اور نفی کے معنی پر مشتمل ہے لہذا آیت کریمہ کا اصلی پیغام یوں ہوگا۔ اس طرح نہیں ہے کہ وہ (پیغمبر اکرم (ص)) فوت ہو جائیں اور تم زندہ رہو اور لمبی مدت تک جیتے رہو بلکہ حقیقت اس کے برعکس ہے وہ رہے گا اور تم اے کفر کے سرغنوں ان سے پہلے مر جاؤ گے۔

آنحضرت (ص): آپ (ص) کی موت کا انتظار ۳؛ آپ (ص) کے ساتھ مقابلہ ۴

اسلام: اسکی نابودی کا انتظار ۳؛ اسکی کامیابی ۵

انبیاء (ع): انکا زندہ و جاوید ہونا ۲

سوچ: غلط سوچ ۲

رہبر: رہبر ان شرک کی موت ۵؛ رہبر ان کفر کی موت ۵

زندگی: دنیاوی زندگی کی ناپائیداری ۱

قرآن کریم: اسکی پیشین گوئی ۵

مشرکین: انکی توقعات ۳؛ انکی سوچ ۲؛ ان کا عاجز ہونا ۴

آیت ۳۵

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾

ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تو اچھائی اور برائی کے ذریعہ تم سب کو آزمائیں گے اور تم سب پلٹا کر ہماری ہی بارگاہ میں لائے جاؤ گے (۳۵)

1_ موت، انسان کی حتمی تقدیر ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت

"نفس" کے کئی معانی میں ان میں سے ایک "حقیقت، عین اور ذات" ہے لہذا "کل نفس ذائقۃ الموت" یعنی ہر شخص موت کا ذائقہ چکھے گا۔

2_ سب انسان حتیٰ کہ انبیاء (ع) بھی آزمائش الہی سے دوچار ہیں۔ ا فاین مت ... و نبلوکم بالشر و الخیر فتنۃ

3_ انسان، دنیا میں موجود شر و خیر کے ذریعے آزمائے جاتے ہیں۔ و نبلوکم بالشر و الخیر فتنۃ

4_ انسان کی خلقت کا فلسفہ اور حکمت اسکی آزمائش اور امتحان ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت و نبلوکم بالشر و الخیر

فتنۃ دو جملوں "کل ... اور "نبلوکم ... کے ارتباط سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری جملہ مقدر سوال کا جواب ہے کہ اگر موت سب کا مقدر ہے تو انسانوں کو خلق کیوں کیا گیا؟

5_ سب انسانوں کی بازگشت، خدا تعالیٰ کی طرف ہے۔ و إلینا ترجعون

6_ خدا تعالیٰ انسانوں کی حرکت کا نقطہ آغاز ہے۔ و إلینا ترجعون

مذکورہ مطلب "رجوع" سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ ہر رجوع اور پلٹنے کیلئے ایک نقطہ آغاز ہوتا ہے۔

7_ موت نابودی نہیں ہے بلکہ موت کے بعد انسان کی زندگی کا تسلسل چلتا رہیگا۔ کل نفس ذائقة ... و إلینا ترجعون موت کے بعد انسان کا خدا تعالیٰ کی طرف پلٹ کر جانا (إلینا ترجعون) مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

8_ قیامت، انسانوں کی آزمائش اور امتحان کے نتیجے کے ظاہر ہونے کا دن ہے۔ و نبلوكم ... و إلینا ترجعون ان دو جملوں " نبلوكم ... " اور "إلینا ترجعون ... " کے ارتباط سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری جملے نے امتحان اور آزمائش کے فلسفہ اور غرض و غایت کو بیان کیا ہے۔

9_ عن ابی عبد اللہ (ع) ... فی قوله تعالیٰ: "کل نفس ذائقة الموت" ... قال: إنه يموت أهل الأرض حتى لا يبقى أحد ثم يموت أهل السما ... فيقال: من بقي؟ فيقول: يا رب لم يبق إلا ملك الموت فيقال له: مت يا ملك الموت فيموت؛ آیت شریفہ "کل نفس ذائقة الموت" کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: اہل زمین مرجائیں گے یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہیں رہیگا پھر اہل آسمان مرجائیں گے اس وقت پوچھا جائیگا کہ کون باقی ہے؟ تو ملک الموت کہے گا پروردگار اسوائے فرشتہ موت کے کوئی نہیں بچا پھر اس سے کہا جائیگا اے فرشتہ موت مرجا تو وہ مرجائیگا^(۱)

10_ "روی عن ابی عبد اللہ (ع): إنَّ امیر المؤمنین (ع) مرض فعاده إخوانه فقالوا: کیف تجدك یا امیر المؤمنین (ع)؟ قال: بشر قالوا: ما هذا کلام مثلك قال: إن الله تعالیٰ يقول: "و نبلوكم بالشر و الخیر فتنه" فالخیر الصحه و الغنی و الشر المرض و الفقر؛ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ امیر المؤمنین (ع) بیمار ہو گئے اور ان کے (دینی) برادران نے انکی عیادت کی اور کہنے لگے (اب) آپ خود کو کیسا پاتے ہیں اے امیر المؤمنین (ع) تو آپ (ع) نے فرمایا شریں (بتلا ہو چکا ہوں) تو کہنے لگے یہ آپ حبیبے لوگوں کی بات نہیں ہے تو فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے "و نبلوكم بالشر و الخیر فتنه" اور صحت اور بے نیازی خیر اور بیماری اور تنگدستی شر ہے^(۲)

امتحان: اس کا ذریعہ ۱۰، ۳؛ یہ خیر کے ذریعے ۱۰، ۳؛ یہ شر کے ذریعے ۱۰، ۳

انبیاء (ع): ان کا امتحان ۲

انسان: اس کا امتحان ۳، ۳؛ اس کا انجام ۱، ۵؛ اسکی خلقت کا فلسفہ ۳؛ اسکی حرکت کا سرچشمہ ۶

(1) کافی ج ۳، ص ۲۵۶ ح ۲۵_ نور الثقلین ج ۱، ص ۴۱۹، ح ۴۷۰۔

(2) مجمع البیان ج ۷، ص ۷۴_ نور الثقلین ج ۳، ص ۴۲۹ ح ۶۸۔

خدا کی طرف بازگشت: ۵

قیامت: اس میں حقائق کا ظہور ۸

خیر: اس سے مراد ۱۰

روایت ۹، ۱۰

زندگی: موت کے بعد زندگی ۷

شر: اس سے مراد ۱۰

عزرائیل: اسکی موت ۹

موت: اس کا حتمی ہونا ۱؛ اسکی حقیقت ۷؛ اس کا عام ہونا ۹

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۵

آیت ۳۶

﴿وَإِذَا رَأَوْا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْكُمْ لَیَسْتَحْذَرُونَ إِلَّا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْإِثْمِ كَافِرُونَ﴾

اور جب بھی یہ کفار آپ کو دیکھتے ہیں تو اس بات کا مذاق اڑاتے ہیں کہ یہی وہ شخص ہے جو تمہارے خداؤں کا ذکر کیا کرتا ہے اور یہ لوگ خود تو رحمان کے ذکر سے انکار ہی کرنے والے ہیں (۳۶)

۱۔ مکہ کے مشرکین اور کفار جب پیغمبر اکرم (ص) کے سامنے آتے تو آپ (ص) کا مذاق اڑاتے اور مسخرہ کرتے۔
و إذا رء اك الذين كفروا ان يتخذونك إلا هزو

۲۔ مذاق اڑانا اور مسخرہ کرنا، مکہ کے کفار اور مشرکین کا آنحضرت (ص) کے ساتھ پیش آنے کا واحد طریقہ۔
و إذا رء اك الذين كفروا ان يتخذونك إلا هزو

حرف نفی "إن" اور اس کے بعد حرف استثنا "إلا" کہ جو حصر پر دلالت کرتے ہیں نیز "هؤلاء" کا مصدر کی صورت میں آنا یہ سب مذاق اڑانے اور مسخرہ کرنے میں شدت اور تسلسل کو بیان کر رہے ہیں۔

۳۔ مکہ کے کفار اور مشرکین کا اسلام اور پیغمبر اکرم (ص) کی منطق اور استدلال کے مقابلے میں ناتوانی۔
و إذا رء اك الذين كفروا ان يتخذونك إلا هزو

چونکہ کفار و مشرکین مسلسل آنحضرت (ص) کا مذاق اڑاتے تھے اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ منطق، دلیل اور بہانہ کا راستہ اختیار کرنے سے عاجز تھے اور ان کے پاس مذاق کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔

4_ شرک اور مشرکین کے باطل اور خیالی معبودوں کے ساتھ مقابلہ آنحضرت (ص) کے پروگراموں میں سر فہرست۔
۱ ہذا الذی یذکر ء الہتکم ذکر اور یاد کرنا خیر کے ساتھ بھی ہے اور شرک کے ساتھ بھی لیکن قرینہ مقام بتاتا ہے کہ یہاں پر مراد شرک کے ساتھ یاد کرنا ہے۔

5_ کفار مکہ کی طرف سے ہمیشہ پیغمبر اکرم (ص) کی تحقیر کی جاتی۔ و إذا رء ا ک ... أھذا الذی یذکر ء الہتکم "اٰہذا..." میں ہمزہ استفہامیہ تعجب کیلئے ہے اور استہزا قرینہ ہے کہ اسم اشارہ، "ہذا" تحقیر میں استعمال ہوا ہے۔
6_ لوگوں کے دینی جذبات اور عقائد سے استفادہ کرنا اور انہیں آنحضرت (ص) کے خلاف بھڑکانا کفر و شرک کے سرغٹوں کی آنحضرت (ص) کے ساتھ پیش آنے کی ایک روش۔ ۱ ہذا الذی یذکر ء الہتکم
چونکہ کفار مکہ نے لوگوں کو مخاطب قرار دیا ہے اور انہوں نے "آلہتکم" کہا ہے نہ "آلہتنا" تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیغمبر (ص) اکرم کے خلاف لوگوں کے جذبات اور عقائد سے استفادہ کرتے تھے۔

7_ مکہ کے کفار اور مشرکین خدا تعالیٰ کے نام "رحمان" کے سلسلے میں بڑے حساس اور خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے منکر ہے۔ و ہم بذکر الرحمن ہم منکرون پروردگار کے ناموں میں سے خاص طور پر "رحمان" کا ذکر کرنا نیز "ہم" کا تکرار مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

8_ کفار مکہ خدائے رحمان کے منکر تھے۔ و ہم بذکر الرحمن ہم کفرون قابل ذکر ہے کہ کفار نام "رحمان" کے منکر تھے اس سے بدرجہ اولیٰ استفادہ ہوتا ہے کہ وہ ذات خدائے رحمان کے بھی منکر تھے۔

9_ قرآن کا آسمانی ہونا کفار اور مشرکین مکہ کا مورد انکار و ہم بذکر الرحمن ہم کفرون
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "ذکر" سے مراد قرآن کریم ہو جیسا کہ قرآن کریم کے متعدد موارد میں۔ جیسا کہ اس سورت کی دوسری آیت میں ہے۔ قرآن کو ذکر سے یاد کیا گیا ہے۔

10_ رحمان خدا تعالیٰ کے اہم اور برجستہ ناموں میں سے ہے۔ و ہم بذکر الرحمن ہم کفرون
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے کفار کو عذاب کا مستحق متعارف کراتے ہوئے انہیں منکرینِ رحمانیت قرار
دیا ہے مذکورہ مطلب کا استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

11_ مکہ کے کفار اور مشرکین تنگ نظر، متعصب اور مخالفین کی افکار کو برداشت نہ کرنے والے لوگ تھے۔
أهذا الذي يذكره الهتكم و هم بذکر الرحمن هم کفرون

مذکورہ مطلب اس نکتے کی طرف توجہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے کہ کفار مکہ کو حتیٰ کہ "خدائے رحمان" کا نام سننا بھی گوارا
نہیں تھا اور ہمیشہ پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ مذاق اور تمسخر کے ساتھ پیش آتے۔
اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲، ۵، ۶؛ اس کے ساتھ مبارزت ۳
اسما و صفات: رحمان ۱۰

آنحضرت (ص): آپ (ص) کا مذاق اڑانا ۱، ۲؛ آپ (ص) کے خلاف جذبات کو بھڑکانا ۶؛ آپ (ص) کی تحقیر ۵؛ آپ
(ص) کی شرک دشمنی ۳؛ آپ (ص) کے ساتھ مقابلہ ۳؛ آپ (ص) کی طرف سے مقابلہ ۳؛ آپ (ص) کی اہم ترین رسالت
۴

خدا تعالیٰ: اسکی رحمانیت کی اہمیت ۱۰؛ اسکی رحمانیت کو جھٹلانے والے ۸۷
باطل معبود: ان کے ساتھ مبارزت ۳

رہبران: رہبران شرک کے پیش آنے کی روش ۶؛ رہبران کفر کے پیش آنے کی روش ۶
قرآن کریم: اسکے وحی ہونے کو جھٹلانے والے ۹

کفار مکہ: انکی تمسخر بازی ۱، ۲؛ انکی سوچ ۷، ۸، ۹؛ انکا تعصب ۱۱؛ ان کے پیش آنے کی روش ۱، ۲، ۵؛ انکی تنگ نظری ۱۱؛
انکا عاجز ہونا ۳؛ انکا مقابلہ کرنا ۳

مشرکین مکہ: انکا مذاق اڑانا ۱، ۲؛ انکی سوچ ۷، ۹؛ انکا تعصب ۱۱؛ ان کے پیش آنے کی روش ۱، ۲؛ انکی تنگ نظری ۱۱؛ انکا
عاجز ہونا ۳؛ انکا مقابلہ ۳

آیت ۳۷

﴿خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ﴾

انسان کے خمیر میں عجلت شامل ہو گئی ہے اور عنقریب ہم تمہیں اپنی نشانیاں دکھلائیں گے تو پھر تم لوگ جلدی نہیں کرو گے (۳۷)

1_ انسانی فطرت، بہت جلد باز اور عجولانہ ہے۔ خلق الإنسان من عجل

"انسان عجلت سے پیدا کیا گیا ہے" کی تعبیر اس بات سے کنایہ ہے کہ جلد بازی انسان کی فطرت میں ہے ورنہ انسان تو نطفے اور... سے پیدا ہوا ہے نہ جلد بازی سے۔

2_ آدمی، قدرتی انسانی تمایلات سے بھی متاثر ہے اور صرف بیرونی حالات سے متاثر نہیں ہے۔ خلق الإنسان من عجل چونکہ انسان کی خلقت کو جلد بازی کے خمیر سے قرار دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان صرف بیرونی حالات اور ماحول (معاشرہ، تربیت اور...) سے ہی متاثر نہیں ہوتا بلکہ انسانی غریزے بھی اس میں مؤثر ہیں۔

3_ خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا انکار جلد بازی کا فیصلہ ہے اور یہ عاقلانہ سوچ نہیں ہے۔ ہم بذكر الرحمن هم كفرون خلق الانسان من عجل مذکورہ مطلب اس آیت کے سابقہ آیت کے ساتھ ارتباط سے حاصل ہوتا ہے اس طرح کہ مشرکین خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا انکار کرتے تھے اور خدا تعالیٰ انسان کی فطرت اور جلد بازی سے نہیں کو بیان کر کے اس نکتے کو ذکر کرنا چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا انکار جلد بازی کا فیصلہ ہے اور ضروری ہے کہ آیات الہی کا مطالعہ کر کے عمیق علمی فکر اپنائی جائے۔

4_ کفار مکہ شکست اور دنیوی عذاب کی دلیلیز پر تھے۔ سَأُرِيكُمْ ءَايَاتِي

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ آیات سے مراد کفار مکہ کی شکست اور ان کا دنیوی عذاب ہو۔ قابل ذکر ہے کہ ان آیات کا ملکی ہونا اس مطلب کی تائید کرتا ہے۔

5_ کفار مکہ کو قریب الوقوع عذاب اور نابودی کی دھمکی دی گئی تھی۔ سَؤریکم ء ای تی فلا تستعجلون بعد والی آیات (... بل تأتیهم بغتة ...) کے قرینے سے "آیاتی" سے مراد عذاب اور ہلاکت ہے۔

6_ دین دشمن کافروں کی نابودی اور مسلمانوں کی کامیابی قاعدے اور قانون کے مطابق ہے اور اس کا مناسب وقت ہے۔ خلق الانسان من عجل سَؤریکم ء ای تی فلا تستعجلون

مذکورہ مطلب اس آیت کے سابقہ آیت کے ساتھ ارتباط سے حاصل ہوتا ہے اس طرح کہ مؤمنین، پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ مشرکین کی گستاخانہ روش کو دیکھ کر بے صبری کے ساتھ خدا تعالیٰ کے دشمنوں کی ہلاکت اور مسلمانوں کی کامیابی والے وعدے کے عملی ہونے کے منتظر تھے اور خدا تعالیٰ نے انہیں صبر کرنے اور جلد بازی نہ کرنے کی دعوت دی ہے قابل ذکر ہے کہ مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "سَؤریکم ... فلا تستعجلون" کے مخاطب مسلمان ہوں۔

7_ کفار اور دین دشمنوں کی ہلاکت و شکست اور مؤمنین کی کامیابی آیات الہی میں سے ہے۔ سَؤریکم ء ای تی مذکورہ مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ کفار کی ہلاکت اور مسلمانوں کی کامیابی کو "آیات" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ 8_ صدر اسلام کے مؤمنین، کافروں پر جلدی غالب آنے اور کامیاب ہونے کے منتظر تھے۔ سَؤریکم ء ای تی

فلا تستعجلون

مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "آیات" سے مقصود کافروں کی دنیاوی ہلاکت اور دنیاوی عذاب ہو اور "سَؤریکم ... فلا تستعجلون" کے مخاطب مسلمان ہوں۔

9_ مناسب وقت سے پہلے اور جلد بازی کا کام اگرچہ کام اچھا ہی ہو ایک ناپسندیدہ اور قابل مذمت امر ہے۔ خلق الإنسان من عجل ... فلا تستعجلون

10_ انسانی غریزوں اور طبائع کو کنٹرول کرنا ممکن ہے۔ خلق الإنسان من عجل ... فلا تستعجلون
خدا تعالیٰ نے جلد بازی سے نہی کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلد بازی پر قابو پانے کی قدرت انسان میں موجود ہے۔
آیات خدا: ۷۱ / انسان: اس کا متاثر ہونا ۲؛ اسکی صفات ۱، ۲؛ اسکی جلد بازی ۱
خدا تعالیٰ: اسکی رحمانیت کو جھٹلانے کا غیر منطقی ہونا ۳؛ اسکے عذابوں کا قاعدے اور قانون کے مطابق ہونا ۶
دین: دین دشمنوں کی شکست ۷؛ دین دشمنوں کی ہلاکت ۷، ۸

جلدبازی: اسکی مذمت ۹

عمل: عمل خیر میں جلدبازی کرنا ۹

غرائز: ان کو کنٹرول کرنا ۱۰

کفار: ان کی شکست ۷; انکی ہلاکت ۶، ۷

کفار مکہ: انکی شکست ۳; انکا دنیوی عذاب ۳; انکا عذاب ۵; انکو تنبیہ ۵; انکی ہلاکت ۵

مؤمنین: صدر اسلام کے مؤمنین کی توقعات ۸; انکی کامیابی ۷

مسلمان: انکی کامیابی ۶; انکی کامیابی میں جلدی ۸

آیت ۳۸

﴿وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو اس وعدہ قیامت کا وقت آخر کب آئے گا (۳۸)

1_ کفار کی شکست و ہلاکت اور مؤمنین کی کامیابی، وعدہ الہی۔ سؤریکم ء ای تی ... و یقولون متی هذا الوعد

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "وعدہ" سے مراد مؤمنین کی کامیابی اور مشرکین کی شکست ہو۔

2_ قیامت کا برپا ہونا اور دین دشمن کافروں کی سزا، وعدہ الہی ہے۔ و یقولون متی هذا الوعد

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "الوعدہ" کا "ال" عہد حضوری کا اور اس سے مقصود قیامت کا برپا ہونا اور کافروں کا

عذاب ہو کہ جس کا تمام انبیاء (ع) مسلسل اپنی امتوں کو وعدہ دیتے رہے اور یہ وعدہ امتوں کی یادداشت میں باقی تھا۔

3_ کفار مکہ، قیامت اور اخروی عذاب کے منکر تھے۔ و یقولون متی هذا الوعد إن كنتم صادقین

4_ مکہ کے دین دشمن کفار، خدا تعالیٰ کے وعدوں اور دھمکیوں (عذاب، اخروی سزا وغیرہ) کا مذاق اڑاتے اور انکا تمسخر

کرتے۔ و یقولون متی هذا الوعد

جملہ استفہامیہ "و یقولون متی هذا الوعد" تہکم اور استہزا کیلئے ہے۔

5_ مکہ کے دین دشمن کفار، خدا تعالیٰ کے وعدوں کے سلسلے میں پیغمبر اسلام (ص) اور مؤمنین کو جھوٹا سمجھتے تھے۔
و يقولون متى هذا الوعد ان كنتم صدقين

6_ انسان کی عجولانہ خصلت کفار مکہ کی طرف سے خدا تعالیٰ کے وعدوں (عذاب، قیامت برپا کرنا وغیرہ) کے عملی ہونے کی درخواست کا سبب بنی۔ خلق الانسان من عجل... و يقولون متى هذا الوعد ان كنتم صدقين
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "يقولون متى..." کا جملہ "سأوريكم..." پر عطف ہو اور یہ دو جملے "خلق الانسان من عجل" کہ جو انسانوں کی عمومی خصلت کو بیان کر رہا ہے کے ساتھ مربوط ہو۔

آنحضرت (ص): آپ (ص) پر جھوٹ کی تہمت ۵

انسان: اسکی جلدبازی کے اثرات ۶؛ اسکی صفات ۶

خدا تعالیٰ: اس کے عذاب کا مذاق اڑانا ۳؛ اس کے متنبہ کرنے کا مذاق اڑانا ۳؛ اس کے وعدے ۱، ۲؛ اسکی دھمکیاں ۱، ۲
دین دشمنوں کی سزا کا وعدہ ۲

عذاب: اس میں جلدی کرنے کی درخواست کا پیش خیمہ ۶؛ اخروی عذاب کو جھٹلانے والے ۳

قیامت: اس میں جلدی کرنے کی درخواست کا پیش خیمہ ۶؛ اسے جھٹلانے والے ۳؛ اس کا وعدہ ۲

کفار: انکی سوچ ۳

کفار مکہ: انکا مذاق اڑانا ۳؛ انکی تہمتیں ۵؛ انکی جلدبازی کا پیش خیمہ ۶؛ انکی شکست کا وعدہ ۱؛ انکی ہلاکت کا وعدہ ۱

سزا: اخروی سزا کا مذاق اڑانا ۳

مؤمنین: ان پر جھوٹے ہونے کی تہمت ۵؛ انکی کامیابی کا وعدہ ۱

﴿لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ﴾ (٣٩)

﴿بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ﴾ (٤٠)

آیت ۳۱

﴿وَلَقَدْ اسْتَهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾

اور پیغمبر آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے جس کے بعد ان کفار کو اس عذاب نے گھیر لیا جس کا یہ مذاق اڑا رہے تھے (۳۱)

1_ بشر، پیغمبر خاتم (ص) سے پہلے صاحبان رسالت انبیا (ع) کے وجود سے بہرہ مند تھا۔ و لقد استهزي برسل من قبلك

2_ طول تاریخ میں حق دشمن عناصر کا انبیاء الہی کے ساتھ تمسخر آمیز سلوک۔ و لقد استهزي برسل من قبلك

3_ کفار طول تاریخ میں انبیا (ع) ء الہی کے ساتھ غیر منطقی سلوک کرنے میں ایک جیسے رہے ہیں۔

و لقد استهزي برسل من قبلك

تمسخر آمیز سلوک، موقف اپنانے میں دلیل و منطق کے نہ ہونے کو بیان کر رہا ہے اور چونکہ گزشتہ انبیا (ع) ء اور پیغمبر اکرم (ص) اسلام کفار کے مذاق کا نشانہ بن چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا سلوک ایک جیسا تھا اور وہ ایک جیسا موقف رکھتے تھے۔

4_ کفار کے مذاق کے مقابلے میں خدا تعالیٰ کا پیغمبر اکرم (ص) کو تسلی دینا۔ و لقد استهزي برسل من قبلك

خدا تعالیٰ نے گزشتہ آیات میں کافروں کے پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ مذاق کرنے کے موضوع کا تذکرہ کیا اور اس آیت میں گزشتہ انبیا (ع) ء کے تمسخر کی یاد دہانی کرائی ہے۔ یہ یاد دہانی ممکن ہے آنحضرت (ص) کی تسلی کی غرض سے ہو۔

5_ انبیا (ع) ء بھی انسانی خصوصیات (دلی رنج و الم اور دلجوئی و تسلی کی ضرورت) کے حامل ہوتے ہیں۔

و لقد استهزي برسل من قبلك

کفار کے تمسخر کے مقابلے میں خدا تعالیٰ کا پیغمبر اکرم (ص) کی دلجوئی کرنا اس حقیقت کا غماز ہے کہ پیغمبر اکرم بھی دیگر انسانوں کی طرح دشمنوں کے حملوں سے متاثر ہوتے ہیں اور انہیں بھی دلی تسلی کی ضرورت ہوتی ہے۔

6_ طول تاریخ میں رہبران الہی کی کوشش اور رنج و الم کی طرف توجہ، دین کے راستے میں کوشش کرنے والوں کی تسلی کا

سبب ہے۔ و لقد استهزي برسل من قبلك

7_ راہ الہی میں حرکت، شدید نفسیاتی اور روحی مشکلات اور سختیوں کو ہمراہ لاتی ہے۔ و لقد استهزی برسل من قبلک اس سے کہ خدا تعالیٰ نے گزشتہ انبیاء (ع) کی مشکلات اور رنج و الم کی یاد آوری کرائی ہے معلوم ہوتا ہے کہ راہ حق کو طے کرنا مشکلات کے ہمراہ ہوتا ہے۔

8_ انبیاء (ع) کا مذاق اڑانے والے اس عذاب میں مبتلا ہوئے کہ جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔
فحاق بالذین سخروا منهم ما کانوا بہ يستهزئون

"ما کانوا بہ يستهزئون" سے مراد مہلک عذاب ہے کیونکہ طول تاریخ میں کفار جس کا مذاق اڑاتے تھے اور وہی ان پر نازل ہوا وہ مہلک عذاب تھا۔

9_ حق کے مقابلے میں ہٹ دہرمی اور انبیاء (ع) و رہبران الہی کا مسلسل مذاق اڑانا عذاب خداوندی میں مبتلا ہونے کے اسباب فراہم کرتا ہے۔ و لقد استهزی برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منهم ما کانوا بہ يستهزئون
10_ انسانوں کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب اور سزا، خود ان کے اپنے عمل کا رد عمل اور نتیجہ ہے۔
ولقد استهزی ... فحاق بالذین سخروا منهم ما کانوا بہ يستهزئون

11_ پیغمبر اکرم (ص) کا مذاق اڑانے والوں کو عذاب الہی کی دھمکی

و لقد استهزی برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منهم ما کانوا بہ يستهزئون

اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ گزشتہ آیات میں کافروں کے پیغمبر اکرم (ص) کا مذاق اڑانے کا تذکرہ تھا۔ انبیاء (ع) کا مسخرہ کرنے والوں کے عذاب میں مبتلا ہونے کی یاد دہانی سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ انجام پیغمبر اکرم (ص) کا مذاق اڑانے والوں کا بھی ہے۔

انبیاء (ع): ان کا مذاق اڑانے کے اثرات ۹؛ ان کا مذاق اڑانے والے ۲؛ آنحضرت (ص) سے پہلے کے انبیاء (ع) ۱۶؛ ان کا بشر ہونا ۵؛ انکی تاریخ ۱، ۲؛ انکو تسلی ۵؛ ان کا مذاق اڑانے والوں کا عذاب ۸؛ انکی معنوی ضروریات ۵

آنحضرت (ص): آپ (ص) کا مذاق اڑانا ۳؛ آپ (ص) کا مذاق اڑانے والوں کو دھمکی ۱۱؛ آپ (ص) کو تسلی ۳؛ آپ کا مذاق اڑانے والوں کا عذاب ۱۱

حق: حق پرستی کے اثرات ۴؛ حق کو قبول نہ کرنے کے اثرات ۹
ذکر:

دینی رہنماؤں کے رنج و غم کا ذکر ۶

دینی راہنما: ان کا مذاق اڑانے کے اثرات ۹؛ انکی تسلی کے عوامل ۶

عذاب: اہل عذاب ۸؛ اس کا پیش خیمہ ۹؛ اسکے عوامل ۱۰

عمل: اسکے اثرات ۱۰

کفار: انکا مذاق اڑانا ۳؛ انکا غیر منطقی ہونا ۳؛ ان کے پیش آنے کی روش ۳؛ یہ اور انبیاء ۳؛ انکی ہم آہنگی ۳

سزا: اسکے عوامل ۱۰

مشکلات: نفسیاتی مشکلات کا پیش خیمہ ۷

نعمت: انبیاء کی نعمت ۱

آیت ۳۲

﴿قُلْ مَنْ يَكْلُوْكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَنِ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾

آپ ان سے کہہ دیجئے کہ انھیں رات یا دن میں رحمان کے عذاب سے بچانے کے لئے کون پہرہ دے سکتا ہے مگر یہ ہیں کہ رحمان کی یاد سے مسلسل منہ موڑے ہوئے ہیں (۳۲)

1_ کفار کو شب و روز کے ہر لمحے میں عذاب الہی کا خطرہ۔ قل من یکلؤکم ... من الرحمن

مذکورہ بالا مطلب اس بنا پر ہے کہ "من الرحمن" سے مراد "من بأس الرحمن و عذابہ" ہو گزشتہ آیت کہ جو عذاب الہی کے بارے میں ہے اسی نکتے کی تائید کرتی ہے۔

2_ ارادہ الہی کے مقابلے میں تمام موجودات کی ناتوانی اور عاجز ہونا۔ قل من یکلؤکم ... من الرحمن

3_ انسان کو زندگی کے تمام لمحوں میں خدا تعالیٰ کی حمایت اور حفاظت کی ضرورت ہے۔

قل من یکلؤکم باللیل و النهار من الرحمن

"یکلائی" کے مادے "کلاءة" کا معنی ہے شے کی حفاظت کرنا اور "من الرحمان" میں "من" بدلیہ ہے یعنی خدائے رحمن کی بجائے۔

4_ کافروں کی اپنے پروردگار سے روگردانی اس کی مسلسل رحمت سے بہرہ مند ہونے کے باوجود
قل من یکلؤکم ... من الرحمن بل ہم عن ذکر ربهم معرضون

آیت کریمہ میں "بل" اضراب انتقالی کیلئے ہے یعنی خدا تعالیٰ نے بشر کی خدائے رحمان کی طرف نیاز مندی کو بیان کرنے اور اسکے عذاب کے تذکرے کے بعد کافروں کے کفر کی اصلی علت (یاد پروردگار سے روگردانی اور ربوبیت الہی کی طرف توجہ نہ کرنا) کو بیان کیا ہے۔

5_ کفار کا کلام الہی کے سننے اور مفہیم و معارف قرآنی کے درک کرنا سے روگردانی کرنا ان کے خدا تعالیٰ کی وسیع رحمت کی طرف توجہ نہ کرنے اور پیغمبر اکرم (ص) کی نصیحتوں سے متاثر نہ ہونے کی دلیل ہے۔
قل من یکلؤکم ... من الرحمن بل ہم عن ذکر ربهم معرضون

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "ذکر" سے مراد قرآن ہو کیونکہ قرآن کا ایک نام اور صفت "ذکر" ہے۔
6_ سب انسانوں حتیٰ کہ پروردگار سے روگردانی کرنے والوں کو بھی رحمت الہی شامل ہے۔
قل من یکلؤکم ... بل ہم عن ذکر ربهم معرضون

7_ انسان کیلئے اپنے پروردگار اور تربیت کرنے والے کو یاد کرنا ضروری ہے۔ بل ہم عن ذکر ربهم معرضون
پروردگار کی یاد سے روگردانی کرنے کی وجہ سے کفار کو ڈانٹ ڈپٹ، اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ عقل کے حکم کے مطابق انسان کیلئے ضروری ہے کہ اپنے پروردگار اور تربیت کرنے والے سے غفلت نہ کرے۔

انسان: اسکی معنوی ضروریات ۳/ آنحضرت (ص): آپ (ص) کی نصیحت ۵
خدا تعالیٰ: اسکی رحمت کا تسلسل ۳؛ اسکے ارادے کی حکمرانی ۲؛ اسکی رحمت عامہ ۶
ذکر: ذکر خدا کی اہمیت ۷؛ ربوبیت خدا کا ذکر ۷؛ تربیت کرنے والے کا ذکر ۷
رحمت: یہ جنکے شامل حال ہے ۳/ قرآن کریم: اس سے اعراض کرنے والے ۵
کفار: انکا اعراض ۳؛ ان پر نصیحت کا اثر نہ کرنا ۵؛ انکا حق کو قبول نہ کرنا ۵؛ ان کو عذاب کا خطرہ ۱؛ ان پر رحمت ۳
خدا تعالیٰ سے اعراض کرنے والے ۳؛ ان پر رحمت ۶

موجودات: انکے عاجز ہونا ۲

ضروریات: خدا تعالیٰ کی حمایت کی ضرورت ۳

آیت ۳۳

﴿أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ﴾

کیا ان کے پاس ایسے خدا موجود ہیں جو ہمارے بغیر انہیں بچا سکیں گے یہ بچارے تو خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے ہیں اور نہ انہیں خود بھی عذاب سے پناہ دی جائے گی (۳۳)

1_ جھوٹے خدا اور معبود، مشرکین کو عذاب الہی سے بچانے کیلئے تو ان نہیں رکھتے۔ اَمْ لَهُمْ ءَالِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا
آیت کریمہ میں "اَمْ" منقطعہ کی قسم سے اور "بل" کی طرح استفہام انکاری کے معنی پر مشتمل ہے اور (اِلٰہ کی جمع) اٰلہۃ کا معنی معبود ہے۔

2_ مشرکین کے جھوٹے معبود اور خدا، اور خدا تعالیٰ کے علاوہ ہر طاقت اپنی حمایت اور حفاظت سے بھی ناتوان ہے۔
لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ جملہ "لَا يَسْتَطِيعُونَ..."، "تَمْنَعُهُمْ" کے فاعل کیلئے حال ہے کہ جو خدا اور معبود ہیں۔
3_ مشرکین کے معبود خود اپنی مدد کرنے سے ناتوان اور خدا تعالیٰ کی مدد سے محروم ہیں۔ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَ لَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ

"يُصْحَبُونَ" (صحب کے مادہ سے) "عاشر" کے معنی میں ہے اور اس معنی کا لازمہ نصرت اور تائید ہے کیونکہ ایک ہم نشین اپنے دوسرے ہم نشینوں کی حمایت کرتا ہے۔

4_ احتیاج اور نیاز مندی مقام الوہیت کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ

خدا تعالیٰ نے "اٰلہۃ" کی خود اپنی حفاظت میں ناتوانی اور ان کے دیگر محافظوں کی طرف محتاج

ہونے کو ان کے الوہیت کے لائق نہ ہونے کی دلیل شمار کیا ہے۔ اس حقیقت کی یاد دہانی ممکن ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہو۔

5_ کفار کا عذاب الہی کے مقابلے میں ہر طرف سے بے پناہ ہونا اور ان کی ہلاکت کا حتمی ہونا۔

۱ م لهم آلهة تمنعهم من دوننا ... و لا هم منا يصحبون

6_ کافروں کا یہ عقیدہ کہ ان کے جھوٹے خدا، خدا تعالیٰ کے نزدیک معزز اور معتبر ہیں کھوکھلا اور بے بنیاد ہے۔

لا يستطيعون نصر أنفسهم و لا هم منا يصحبون

اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ آیت کریمہ کے مخاطبین مشرکین ہیں اور وہ اپنے معبود اور خداؤں کو اپنا شفیع سمجھتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ کا مقصد ایسے خیال کے بطلان کو بیان کرتا ہے۔

الوہیت: اسکے شرائط ۲

عذاب: اہل عذاب ۵؛ اہل عذاب کا بے یار و مددگار ہونا ۱

عقیدہ: باطل عقیدہ ۶

کفار: ان کا بے پناہ ہونا ۵؛ ان کے عذاب کا حتمی ہونا ۵؛ ان کا عقیدہ ۶

مشرکین: ان کی امداد ۳؛ ان کا بے یار و مددگار ہونا ۲، ۱؛ باطل معبود ۶

ان کی امداد ۳؛ ان کا بے یار و مددگار ہونا ۳؛ ان کا عاجز ہونا ۱، ۲، ۳

سچے معبود: ان کی نیاز مندی ۳

آیت ۳۳

﴿بَلْ مَتَّعْنَا هَؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ﴾

بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو تھوڑی سی لذت دنیا دیدی ہے یہاں تک کہ ان کا زمانہ طویل ہو گیا تو کیا یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم برابر زمین کی طرف آتے جارہے ہیں اور اس کو چاروں طرف سے کم کرتے جارہے ہیں کیا اس کے بعد

بھی یہ ہم پر غالب آجانے والے ہیں (۳۳)

1_ مشرک معاشروں کے نعمات الہی سے بہرہ مند ہونے کے ساتھ ان کی لمبی عمر، ان کی معبودوں کے ساتھ دل

بستگی اور ان کے کارساز ہونے کی خیال کے سبب بنی۔ بل ہم عن ذکر رھم معرضون ... بل متعنا هولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر

جملہ "بل متعنا..." میں "بل" سابقہ موضوع (آم لہم آلہہ تمنعہم من دوننا) سے اضراب کیلئے ہے یعنی یہ خیال کہ یہ معبودان کی حمایت کریں گے ان کی مہلت اور لمبی عمر کے ساتھ نعمتوں سے مال زندگی کی وجہ سے ہے۔

2_ دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مندی اور اس کے ساتھ ساتھ لمبی عمر، اہل مکہ اور ان کے آباؤ اجداد کی غفلت اور تکبر کا سبب تھی۔ بل ہم عن ذکر رھم معرضون ... بل متعنا هولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ہولائی" مخاطبین (مکہ کے لوگ) کے اذہان میں موجود لوگوں کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ مکہ میں نازل ہونے والی بہت سی آیات کا مشار الیہ اس سرزمین کے لوگ ہیں۔

3_ معبودوں اور خداؤں کا عمر کی مقدار اور انسان کی مادی بہرہ مندی میں دخل رکھنا مشرکین کا باطل خیال۔
ا م لہم آلہہ تمنعہم ... بل متعنا هولاء و آبائہم حتی طال علیہم العمر

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "بل..." "آم لہم آلہہ..." سے اضراب ہو اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ مشرکین اپنے خداؤں کیلئے ایسی قدرت کا اعتقاد رکھتے تھے۔

4_ کفر و شرک والی فکر سرزمین مکہ میں عرصہ دراز سے موجود تھی۔ عن ذکر رھم معرضون۔ ا م لہم آلہہ ... بل متعنا هولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے اہل مکہ کے آباؤ اجداد کو خدا سے اعراض کرنے والے اور دنیاوی نعمتوں اور لمبی عمر سے بہرہ مند شمار کیا ہے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

5_ خدا تعالیٰ نے بعض گزشتہ اقوام اور ملتوں کو دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مند کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں لمبی عمر بھی عطا کی۔ بل متعنا هولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر

6_ معاشروں اور تمدنوں کا لمبی عمر اور دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مند ہونا انکی حقانیت اور کامیابی کی دلیل نہیں ہے۔
بل متعنا هولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر ... أفہم الغالبون

7_ سرزمین مکہ عرصہ دراز سے دنیاوی نعمتوں سے مالا مال اور ہلاکت خیز حوادث اور عذاب الہی سے محفوظ تھی۔ بل متعنا هولاء و أباء ہم حتی طال علیہم العمر یہ چیز کہ خدا تعالیٰ نے اہل مکہ اور ان کے آباؤ اجداد کو لمبی مدت تک دنیاوی منافع سے بہرہ مند کیا سرزمین مکہ کے عرصہ دراز سے ہلاکت خیز حوادث سے محفوظ رہنے کو بیان کرتی ہے۔

8_ انسان کا نعمتوں اور اپنی عمر کی مقدار سے مستفید ہونا خدا تعالیٰ کے اختیار میں اور اسکے ارادے کے تابع ہے۔
بل متعنا هولاء ... أنا نأتی الأرض نقصها من أطرافها أفهم الغالبون

9_ اہل زمین کی آبادی کو کم کرنا اور ملتوں اور اقوام کی موت سنت الہی اور ایک دائمی امر ہے۔ أفلا یرون أنا نأتی الأرض نقصها من أطرافه "نقصها" میں "نقص" سے مراد اہل زمین کو کم کرنا ہے نہ خود زمین کو کم کرنا اور اس کا فرسودہ ہونا اگرچہ بعض مفسرین نے یہ احتمال ذکر کیا ہے قابل ذکر ہے کہ "نأتی" اور "نقصها" کا صیغہ مضارع کی صورت میں آنا ان دو فعلوں کے محتوا کے استمرار پر دلالت کرتا ہے۔

10_ امتوں اور تہذیبوں کی تاریخ سے آگاہ ہونا اور اس سے سبق سیکھنا ایسی چیزیں ہیں جو پسندیدہ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مورد تشویق ہیں۔ أفلا یرون أنا نأتی الأرض نقصها من أطرافه مادہ "رؤیت" جب دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو تو "علم" کے معنی میں ہوتا ہے (لسان العرب) اور اس آیت میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ جملہ "أنا نأتی..." مصدر کی تاویل میں ہو کر دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔

11_ انسانوں کی موت اور معاشروں اور تہذیبوں کا ختم ہونا انسان کیلئے عبرت کا سامان ہے۔
أفلا یرون أنا نأتی الأرض نقصها من أطرافه

12_ انسانی معاشروں اور تہذیبوں کے زوال کا تدریجی ہونا۔ أنا نأتی الأرض نقصها من أطرافه
کلمہ "نقص" یعنی کم کرنا اور فعل مضارع "نأتی" اور "نقصها" کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو استمرار کا فائدہ دیتے ہیں۔ مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

13_ کفار کا انسانوں کی قوت اور معاشروں اور تہذیبوں کے زوال کے مشاہدہ سے عبرت حاصل نہ کرنا۔
أفلا یرون أنا نأتی الأرض نقصها من أطرافه

14_ خدا تعالیٰ کی طرف سے کافرو مشرک معاشروں کی نابودی، اسلام کی کامیابی اور اسلامی سرزمین کے حدود کے وسیع ہونے کی خوشخبری۔ أفلا یرون أنا نأتی الأرض نقصها من أطرافه بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ آیات کفار اور منکرین قرآن کے بارے میں ہیں۔ زمین اور اہل زمین کو کم کرنے سے مقصود کفار کی تعداد کو کم کرنا اور مسلمانوں کی تعداد کو بڑھانا ہے "أفلا یرون" کی ضمیر غائب اور "أفهم الغالبون" میں ہمزہ استفہام انکاری اس مطلب کا مؤید ہو سکتا ہے۔

15_ ارادہ خدا کے مقابلے میں کفار اور ان کے خداؤں کا کمزور اور ناتوان ہونا۔

أفهم الغالبون

"أفهم" میں ہمزہ استفہام انکاری کیلتے ہے۔

16_ عالم ہستی میں خدا تعالیٰ بے مثال قادر اور مطلق حاکم ہے۔ بل متعنا هولاء ... أنا نأتی الأرض نقصها من أطرافها أفهم الغالبون

17_ انسانوں کو موت دینا اور معاشروں اور تہذیبوں کو نابود کرنا خدا تعالیٰ کی بے مثال اور ناقابل شکست قدرت کی دلیل ہے۔ اَنَا نَأْتِي الْأَرْضَ نَقْصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفْهَمُ الْغَالِبُونَ

خدا تعالیٰ کے ذریعے انسان کی موت کے مسئلے کو ذکر کرنے کے بعد قدرت الہی کے مقابلے میں کفار کی کامیابی اور غلبے کی نفی کرنا اور اس پر سوالیہ نشان لگانا (أفهم الغالبون) ہو سکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

انسان: اسکی موت ۱۷

عالم خلقت: اس کا حاکم ۱۶

گذشتہ اقوام: ان کے مادی وسائل ۵؛ انکی تاریخ ۵؛ ان سے عبرت حاصل کرنا ۱۰؛ ان کی لمبی عمر ۵

امم: انکی حقانیت کے دلائل ۶

مادی وسائل: ان کا سرچشمہ ۳

خوشخبری: اسلام کی کامیابی کی خوشخبری ۱۳؛ اسلام کی وسعت کی خوشخبری ۱۳؛ شرک کی نابودی کی خوشخبری ۱۳؛ کفر کی نابودی کی خوشخبری ۱۳/تاریخ: اسکے مطالعے کی تشویق ۱۰

تہذیبیں: انکا تدریجی زوال ۱۲؛ انکا زوال ۱۷؛ ان کے زوال سے عبرت حاصل کرنا ۱۱، ۱۳

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۱۶؛ اسکے اختیارات ۸؛ اسکا ارادہ ۸، ۱۵؛ اسکی بشارتیں ۱۳؛ اسکی ترغیب ۱۰؛ اسکی حکمرانی ۱۶؛

اسکی عزت کے دلائل ۱۷؛ اسکی قدرت کے دلائل ۱۷؛ اسکی سننیں ۹؛ اسکی قدرت ۱۶

شرک: اسکی تاریخ ۳/عبرت: اسکی ترغیب دلانا ۱۰؛ اسکے عوامل ۱۱

عقیدہ: باطل عقیدہ ۳؛ باطل معبودوں کا عقیدہ ۱

عمر: لمبی عمر کے اثرات ۱؛ اس کا سرچشمہ ۸؛ لمبی عمر کا سرچشمہ ۳؛ لمبی عمر کا کردار ۶

عمل:

پسندیدہ عمل ۱۰

کفار: انکی ذلت ۱۵; انکی کمزوری ۱۵; انکا عبرت حاصل نہ کرنا ۱۳

کفر: اسکی تاریخ ۳

موت: اس کا دائمی ہونا ۹; اس سے عبرت حاصل کرنا ۱۱، ۱۳

مشرکین: انکی آسائش کے اثرات ۱; انکا عقیدہ ۳; انکی لمبی عمر ۱; انکی نعمتیں ۱

باطل معبود: انکا عاجز ہونا ۱۵; انکا کردار ۳

مکہ: اس کا امن ۴; اسکی تاریخ ۳، ۴; اہل مکہ کی لمبی عمر ۲; اہل مکہ کے تکبر کے عوائل ۲; اہل مکہ کی غفلت کے عوائل ۲;

اسکی فضیلت ۴; اہل مکہ کی دنیاوی نعمتیں ۲

نعمت: اس کا سرچشمہ ۸

آیت ۳۵

﴿قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ﴾

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم لوگوں کو وحی کے مطابق ڈراتا ہوں اور بہرہ کو جب بھی ڈرایا جاتا ہے وہ آوازہ کو سنتا ہی نہیں ہے (۳۵)

1_ پیغمبر اکرم (ص) لوگوں کیلئے اپنے اصلی فریضے اور رسالت کے دائرہ کار کو بیان کرنے پر مامور۔ قل إنما أُنذِرکم بالوحي

2_ لوگوں کو وحی کے سائے میں انداز کرنا، پیغمبر اسلام (ص) کا اصلی فریضہ و رسالت۔ قل إنما أُنذِرکم بالوحي

3_ پیغمبر اکرم (ص) کا انداز صرف وحی الہی کی بنیاد پر تھا نہ ذاتی اور نفسانی خواہشات و نظریات کے مطابق۔

قل إنما أُنذِرکم بالوحي

4_ وحی، دینی معرفت اور تعلیمات الہی کی شناخت کا

اصلی منبع ہے۔ قل إنما أُنذركم بالوحي

مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) لوگوں کو صرف وحی کی بنیاد پر انذار کرنے پر مامور تھے۔

5۔ لوگوں کو انذار کرنے اور تبلیغ دین کے سلسلے میں وحی الہی پر بھروسہ کرنا ضروری ہے۔ قل إنما أُنذركم بالوحي

6۔ دین کے اہداف کو آگے بڑھانے میں انذار کی اہمیت اور اس کا اعلیٰ کردار۔ إنما أُنذركم بالوحي

7۔ انسان، دین الہی کے اس کو تھامے بغیر سقوط اور ناقابل علاج آفتوں میں مبتلا ہونے کے خطرے سے دوچار ہے۔

قل إنما أُنذركم بالوحي وحی کا انذار اور اس کا خطرے سے آگاہ کرنا انسان کے راستے میں بہت سے خطرات اور آفتوں

کے وجود کو بیان کر رہا ہے اگر انسان ان خطرات و آفات کو صحیح طریقے سے پہچانتا ہوتا اور ان کا حل نکال لیتا تو

خدا تعالیٰ کی طرف سے انذار اور خطرے سے آگاہ کرنے کا آنا لغو اور فضول ہوتا لہذا انذار الہی اس چیز کو بیان کر رہا ہے

کہ دین کے بغیر انسان مہلک خطرات اور آفتوں سے دوچار ہو جائیگا۔

8۔ بعض لوگوں میں پیغمبر اکرم (ص) کے انذار کا اثر نہ کرنا ان کی بات نہ سننے وجہ سے تھا نہ وحی کے استدلال اور پیغمبر

اکرم (ص) کے بیان میں نقص کی وجہ سے۔ قل إنما أُنذركم بالوحي و لا يسمع الصم الدعاء إذا ما يندرون

9۔ بعض لوگ بہروں کی طرح ہر گز حق کی بات کو نہیں سنتے اور اسکی طرف توجہ نہیں کرتے۔

لا يسمع الصم الدعاء اذا ما يندرون

آنحضرت - (ص): آپ کی رسالت کی حدود کا بیان کرنا ۱؛ آپ (ص) کے انذار کے اثر نہ کرنے کے عوامل ۸؛ آپ (ص) کی ذمہ

داری ۱، ۲؛ آپ (ص) کے انذار کا سرچشمہ ۳

انسان: اسے انذار کرنا ۲

تبلیغ: اس میں انذار ۵؛ اس میں انذار کی اہمیت ۶؛ اسکی روش ۵، ۶

حق: اسے قبول نہ کرنے کے اثرات ۸؛ اسے قبول نہ کرنے والے ۹

خطرہ: اس کا پیش خیمہ ۷ / دین: دین شناسی کے منابع ۳ اس کا کردار ۷

شناخت: اسکے منابع ۳

معاشرتی گروہ: ۹

وحی: اس کا کردار ۲، ۳، ۴، ۵، ۸

ہلاکت: اس کا پیش خیمہ ۷

آیت ۳۶

﴿وَلئن مَسَّتْهُمُ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ﴾

حالانکہ انھیں عذاب الہی کی ہوا بھی چھو جائے تو کہہ اٹھیں گے کہ افسوس ہم واقعی ظالم تھے (۳۶)

1_ خدا تعالیٰ کی طرف سے معمولی سے عذاب کو محسوس کرنے کے وقت، کافروں کی اپنے ظلم و ستم سے ندامت اور

حسرت وَلئن مَسَّتْهُمُ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ

لغت میں "نفحہ" کا معنی ہے ہوا کا چلنا یا اس کا ایک جھونکا۔ یہ عام طور پر امور خیر میں استعمال ہوتا ہے اور بعض اوقات امور شر میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مفسرین کی نظر کے مطابق آیت کریمہ میں یہ کلمہ تین وجوہات کی بنا پر تقلیل پر دلالت کر رہا ہے ۱۔ مادہ "نفحہ" تقلیل پر دلالت کرتا ہے ۲؛ یہ "مرۃ" کے وزن پر ہے ۳۔ یہ نکرہ کی صورت میں آیا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ لفظ "ویل" وہ شخص بولتا ہے جو ہلاکت اور بد بختی میں مبتلا ہو اور افسوس و حسرت کی بنا پر اس لفظ کو ادا کرتا ہے۔

2_ معمولی سے عذاب الہی میں گرفتار ہونے کے بعد کفار کا اپنے ظلم و ستم کا اعتراف و اقرار۔

وَلئن مَسَّتْهُمُ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ

3_ مشکلات اور سختیاں انسان کے متنبہ ہونے اور اسکے حق کا اعتراف کرنے کا سبب ہیں۔

وَلئن مَسَّتْهُمُ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ

4_ عذاب الہی بہت سخت ہے اور اسکے مقابلے میں انسان بہت ناتوان ہے وَلئن مَسَّتْهُمُ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ

لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا

ہٹ دھرم کفار کا معمولی سے عذاب الہی کو محسوس کرنے کے ساتھ ہی حق کا اعتراف کر لینا عذاب الہی کی شدت اور

اسکے مقابلے میں انسان کی ناتوانی کو بیان کر رہا ہے۔

5_ کفار کا عذاب، ربوبیت الہی کی ایک شان ہے

ولئن مستهم نفعه من عذاب ربك

6_ کفر، شرک اور انبیا (ع) کا مذاق اڑانا آشکارا ظلم و ستم ہے۔ یاویلنا اِنَّا کُنَّا ظلمین
تمسخر اڑانے والے مشرکین و کفار کا اپنے ستمگر ہونے کا اعتراف کرنا کفر و شرک اور انبیا (ع) کے تمسخر کے ظلم ہونے
پر دلالت کرتا ہے۔

7_ لیچڑ قسم کے انسان اور کفار خدا تعالیٰ کی قدرت اور عذاب سے اٹھ لیتے ہیں نہ منطق و استدلال سے۔
ولئن مستهم نفعه من عذاب ربك ليقولن یاویلنا اِنَّا کُنَّا ظلمین

اقرار: ظلم کا اقرار ۲: حق کے اقرار کے عوادل ۳

انبیاء (ع): ان کے مذاق اڑانے کا ظلم ہونا ۶

انسان: اسکی صفات ۷; اس کا عاجز ہونا ۳

خدا تعالیٰ: اسکے عذاب کے اثرات ۷; اسکی ربوبیت ۵; اسکے عذاب کی شدت ۳

سختی: اسکے اثرات ۳

شرک: اس کا ظلم ہونا ۶

ظلم: اس سے پشیمانی ۱; اسکے موارد ۶

عذاب: اسکے درجے ۳

کفار: انکا اقرار ۲; انکی پشیمانی ۱; انکی حسرت ۱; انکی صفات ۷; انکا عذاب ۵; انکے متنبہ ہونے کے عوادل ۷; یہ عذاب کے

وقت ۱، ۲

کفر: اس کا ظلم ۶

متنبہ ہونا: اسکے عوادل ۳

آیت ۳۷

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ﴾

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کریں گے اور کسی نفس پر ادنیٰ ظلم نہیں کیا جائے گا اور کسی کا عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہے تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم سب کا حساب کرنے کے لئے کافی ہیں (۳۷)

1_ روز قیامت، انسانوں کا حساب و کتاب عدل و انصاف کے میزان پر ہوگا۔ و نضع الموازين القسط ليوم القيامة مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ليوم القيامة" میں "لام" ظرفیت کیلئے اور "في" یا "عند" کے معنی میں ہو۔
2_ بندوں کے اعمال کا قسط و عدل کی بنیاد پر حساب و کتاب کرنا قیامت کے برپا ہونے کا ایک فلسفہ۔ و نضع الموازين القسط ليوم القيامة مذکورہ مطلب اس بنا پر ہے کہ "ليوم القيامة" کا لام تعلیل کیلئے ہو اس بنیاد پر آیت کریمہ کا پیغام یہ ہوگا کہ قیامت کے برپا ہونے کی خاطر ہم قسط و عدل کے ترازو رکھیں گے۔

3_ روز قیامت اعمال کے تولنے کے آلات (میزان) متعدد ہیں۔ و نضع الموازين القسط موازين (میزان کی جمع) یعنی ترازو اور اس کا جمع آنا تعدد کی دلیل ہے اگرچہ مفسرین کے درمیان عدل کے ترازوں کے متعدد ہونے کی کیفیت کے بارے میں اختلاف ہے۔

4_ خدا تعالیٰ کا دقیق اور عادلانہ حساب و کتاب انسان کے تمام چھوٹے بڑے اعمال کو شامل ہوگا۔
و نضع الموازين القسط ليوم القيامة ... من خردل

"جبة" کا معنی ہے گندم، جو یا ان جیسی کسی چیز کا ایک دانہ اور "خردل" کا معنی ہے بہت باریک بیج "مثقال جبة من خردل" ہر دقیق اور چھوٹی چیز کو بیان کرنے کیلئے ضرب المثل ہے اور اس آیت کریمہ میں اس سے مراد انسان کے تمام چھوٹے بڑے اعمال ہیں۔

5_ روز قیامت، خدا تعالیٰ کا حساب و کتاب اس طرح ہوگا کہ کسی پر معمولی سا بھی ظلم نہیں ہوگا۔ و نضع الموازين... فلا تظلم نفس شیئا

6_ خدا تعالیٰ انسان کے سب چھوٹے بڑے اور ہلکے اور بھاری اعمال سے پوری طرح آگاہ ہے۔ و إن کان مثقال حبة من خردل أتینا به سب اعمال حتیٰ کہ ان میں سے سب سے چھوٹے عمل کو بھی لانا خدا تعالیٰ کی ان اعمال سے دقیق آگاہی کی دلیل ہے۔

7_ روز قیامت انسانوں کے اعمال۔ حتیٰ کہ ان میں سے سب سے چھوٹا عمل بھی۔ حاضر اور ظاہر ہوں گے۔ و إن کان مثقال حبة من خردل أتینا به مذکورہ مطلب اس بات پر مستثنیٰ ہے کہ "اتینا بها" سے اس کا ظاہری معنی مراد ہو۔

8_ دنیا میں انسان کے اعمال دائمی اور زوال و نابودی سے محفوظ ہیں۔ اتینا بہ

"اعمال کو لانے" کی تعبیر بتاتی ہے کہ انسان کا کردار موجود رہتا ہے اور نابود نہیں ہوتا۔

9_ روز قیامت بندوں کے اعمال کے حساب و کتاب کیلئے خدا تعالیٰ کافی ہے اور اسے دوسروں کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ و کفی بنا حسبین

10_ انسان کے سب سے چھوٹے اور سب سے ہلکے عمل کا بھی خدا کی طرف سے محاسبہ اور باز پرس ہوگی اور اسکی جزادی جائیگی۔ و إن کان مثقال حبة من خردل أتینا بها و کفی بنا حسبین

11_ "عن هشام بن سالم قال: سألت أبا عبد الله (ع) عن قول الله عز وجل: "و نضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئاً" قال: هم الا نبياء و الا وصياء (ع); هشام بن سالم سے منقول کہ ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے خدا تعالیٰ کے فرمان "و نضع الموازين القسط ليوم القيامة..." کے بارے میں پوچھا تو آپ (ع) نے فرمایا موازين قسط انبیا (ع) ء اور اصیا (ع) ء ہیں (۱)

ائمہ (ع): ان کا نقش و کردار ۱۱

اسما و صفات: صفات جلال ۵

انبیاء:

ان کا نقش و کردار ۱۱

حساب و کتاب: اسکے آلات کا متعدد ہونا ۳؛ اس میں عدل و انصاف ۱؛ اخروی حساب و کتاب میں عدل و انصاف ۲، ۳، ۵؛ اخروی حساب و کتاب کا معیار ۱۱

خدا تعالیٰ: اسکی امداد ۹؛ اسکی بے نیازی ۹؛ یہ اور ظلم ۵؛ اسکے حساب و کتاب کا دقیق ہونا ۱۰؛ اس کا عدل ظاہر ہونا ۷؛ اس کا فلسفہ ۲؛ اس میں میزان ۱، ۱۱ و انصاف ۳؛ اسکے علم کی وسعت ۶؛ اسکے حساب و کتاب کی خصوصیات ۱۰، ۹، ۵، ۳ روایت ۱۱

عمل: اس کا باقی رہنا ۸؛ اس کی پاداش ۱۰؛ اس کا مجسم ہونا ۷؛ اسکی سزا ۱۰ قیامت: اس میں میزان کا متعدد ہونا ۳؛ اس میں حقائق ک

آیت ۳۸

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ﴾

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل میں فرق کرنے والی وہ کتاب عطا کی ہے جو ہدایت کی روشنی اور ان صاحبان تقویٰ کے لئے یاد الہی کا ذریعہ ہے (۳۸)

1_ حضرت موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) مشترکہ رسالت اور آسمانی کتاب رکھنے والے دو پیغمبر۔
ولقد آتینا موسیٰ و ہارون الفرقان و ضیاء و ذکر

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "الفرقان" سے مراد آسمانی کتاب تورات ہو اس بنا پر حضرت موسیٰ (ع) کے ہمراہ حضرت ہارون (ع) کو آسمانی کتاب دینا اس چیز کو بیان کرتا ہے کہ حضرت ہارون (ع) بھی حضرت موسیٰ (ع) کی طرح نبوت اور آسمانی کتاب کے وصول کرنے میں برابر کے شریک تھے۔

2_ تورات، حق و باطل کو جدا کرنے والی ہے۔ ایتنا موسیٰ و ہارون الفرقان و ضیاء و ذکر

کلمہ "فرقان" حق کو باطل سے جدا کرنے والی ہر چیز پر بولا جاتا ہے آسمانی کتاب تورات کی "فرقان" کے ساتھ تو صیف مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

3_ حضرت موسیٰ (ع) اور ہارون (ع)، خدا تعالیٰ کے لطف و کرم کے سائے میں حق و باطل کی تشخیص کی قدرت رکھتے تھے۔ ولقد یتنا موسیٰ و ہارون الفرقان

"فرقان" کے لغوی معنی (حق و باطل کو جدا کرنے والی شے) کو دیکھتے ہوئے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

4_ انسان حق و باطل کی تشخیص کیلئے خدا تعالیٰ کی رہنمائی کا محتاج ہے اور اسکے بغیر اپنی تشخیص میں غلطی سے دوچار ہو جائیگا۔ ولقد یتنا موسیٰ و ہارون الفرقان

چونکہ انبیا (ع) اپنی تشخیص کی قدرت خدا تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں تو دیگر انسان اسکے بدرجہ اولیٰ نیاز مند ہیں۔

5_ حضرت موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) خدا تعالیٰ کی حجت اور برہان کے حامل دو پیغمبر۔

ولقد یتنا موسیٰ و ہارون الفرقان فرقان کا ایک لغوی معنی حجت اور برہان ہے (لسان العرب)

6_ تورات، متقین کیلئے زندگی میں روشنی بخش اور انہیں ہدایت اور دینی ضروریات کے راستے کی یاد دہانی کرانے والی ہے۔ و ضیاء و ذکراً للمتقین

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "فرقان" سے مراد تورات ہو اور "ضیاء" اور "ذکراً" اسکی صفتیں بیان کر رہے ہوں۔ قابل ذکر ہے کہ "ذکر" کا معنی یاد اور یاد دہانی کرانا ہے اور اکثر مفسرین کے مطابق اس سے مراد دینی ضروریات اور ہدایت سے متعلق مسائل کی یاد دہانی ہے۔

7_ تقوا، ہدایت الہی اور آسمانی کتابوں سے بہرہ مند ہونے کی شرط ہے۔ ذکراً للمتقین

8_ متقی لوگ زندگی میں خدا تعالیٰ کی خصوصی ہدایت، نور اور روشنی سے بہرہ مند ہیں۔ و ضیاء و ذکراً للمتقین

9_ تقوا اعلیٰ اقدار میں سے ہے اور متقین تمام آسمانی کتابوں اور توحیدی ادیان میں خاص فضیلت اور بزرگی رکھتے ہیں۔ و ضیاء و ذکراً للمتقین چونکہ متقین کو موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) کی آسمانی کتاب کے نزول اور نور و ہدایت الہی کے وصول کا ہدف اور مقصد قرار دیا گیا ہے اور قرآن نے بھی اپنی تعلیمات کا ایک محور مسئلہ تقوا کو قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقوا تمام توحیدی ادیان میں خصوصی مقام و مرتبہ کا حامل رہا ہے۔

انسان: اسکی معنوی ضروریات ۲ / آسمانی کتابیں: انکی ہدایت ۱

باطل: اسکی تشخیص ۳؛ اسکی تشخیص کے شرائط ۴

تقوا: اسکے اثرات ۷؛ اسکی قدر و قیمت ۹

تورات: اس کا روشنی بخش ہونا ۳؛ اس کا کردار ۲؛ اس کا ہدایت کرنے والا ہونا ۶

حق: اسکی تشخیص ۳؛ اسکی تشخیص کے شرائط ۳؛ حق و باطل کو جدا کرنے والا ۲

خدا تعالیٰ: اسکی تعلیمات کی اہمیت ۳؛ اسکی ہدایات ۷، ۸

خدا تعالیٰ کا لطف و کرم: یہ جنکے شامل حال ہے ۳

متقین: ان کے فضائل ۸؛ آسمانی کتابوں میں ان کے فضائل ۸؛ انکی ہدایت ۶، ۸

موسیٰ (ع): انکی بصیرت ۳؛ انکی حجت ۵؛ انکی رسالت کا شریک ۱؛ ان کے فضائل ۳؛ انکی آسمانی کتاب ۱؛ انکا مقام و مرتبہ

۵، ۱؛ انکی نبوت ۵، ۱

ہدایت یافتہ لوگ ۸:

ہارون (ع): ان کی بصیرت ۳؛ انکی حجت ۵؛ ان کے فضائل ۳؛ انکی آسمانی کتاب ۱؛ انکا مقام و مرتبہ ۵، ۱؛ انکی نبوت ۵، ۱

ہدایت: اسکے شرائط ۷

آیت ۳۹

﴿الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ﴾

جواز غیب اپنے پروردگار سے ڈرنے والے ہیں اور قیامت کے خوف سے لرزاں ہیں (۳۹)

۱_ لوگوں کی نظروں سے دور اور خلوت میں خوف خدا متقین کی خصوصیات میں سے ہے۔

و ذَكَرًا لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ مذكوره مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "بالغیب"

"بخشون" کے فاعل کیلئے حال ہو۔

۲_ متقین باوجود اس کے کہ ان کا پروردگار انکی نظروں سے غائب اور پنہان ہے ہمیشہ اس کے خوف اور خشیت کی

حالت میں رہتے ہیں۔ و ذَكَرًا لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ

مذكوره مطلب اس احتمال پر مبتنی ہے کہ "بالغیب"، "بخشون" کے مفعول "ربہم" کیلئے حال ہو یعنی اس حال میں کہ

پروردگار متقین کی نظروں سے غائب ہے وہ اس سے ڈرتے ہیں۔

3_ خلوت میں پروردگار سے آگاہانہ اور تعظیم کے ہمراہ خوف و خشیت پسندیدہ اوصاف اور اقدار میں سے ہے۔ و ذکرًا للمتقين الذين يخشون ربهم بالغيب بعض اهل لغت کہتے ہیں "خشیت" کا معنی ہے تعظیم کے ساتھ آمیختہ خوف اور یہ خوف عام طور پر اس چیز سے آگاہی کے ساتھ ہوتا ہے کہ جس سے انسان ڈرتا ہے (مفردات راغب...) قابل ذکر ہے کہ یہ معنی آیت کریمہ کے ساتھ مناسب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ تعظیم کے لائق ہے اور متقین بھی خدا تعالیٰ کے مقام سے آگاہی کے ساتھ اس سے ڈرتے ہیں۔

4_ قیامت کو اہمیت دینا اور اس سے خوف و پریشانی متقین کی خصوصیات میں سے ہے۔ و ذکرًا للمتقين... و ہم من الساعة مشفقون بہت سارے مفسرین اور اہل لغت کے مطابق لفظ "اشفاق" کا معنی ہے اعتنا اور اہتمام کے ہمراہ خوف (مفردات راغب)

5_ ساعت، قیامت کے ناموں میں سے ہے۔ و ہم من الساعة مشفقون

6_ قیامت انسانوں کیلئے ایک پر خطر اور خوفناک حقیقت ہے۔ و ہم من الساعة مشفقون

"اشفاق" کا معنی ہے توجہ جو خوف کے ہمراہ ہو اور جب یہ "من" کے ساتھ متعدی ہو تو اس میں خوف کا معنی زیادہ ہوگا (لسان العرب)۔

7_ خوف خدا اور روز قیامت کی پریشانی انسان کے وحی اور ہدایت الہی سے بہرہ مند ہونے کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔ و ذکرًا للمتقين الذين يخشون ربهم بالغيب و ہم من الساعة مشفقون

خدا تعالیٰ نے پہلی آیت میں متقین کو اپنے نور اور ہدایت سے بہرہ مند ہونے کے لائق قرار دیا ہے اور اس آیت میں ان کے اوصاف بیان کئے ہیں ان دو آیتوں کے باہمی ارتباط سے مذکورہ مطلب کا استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

اخلاق: اخلاقی فضائل ۳

خوف: قیامت کے خوف کی اہمیت ۳

خدا تعالیٰ:

اس سے خشیت کے اثرات ۴؛ اس سے خشیت ۱، ۲ خشیت پنہانی خشیت کی قدر و قیمت ۳؛ پنہانی خشیت ۱۱ الساعۃ: ۵
 قیامت: اس کے بارے میں پریشانی کے اثرات ۴؛ اس کا خوفناک ہونا ۶؛ اسکی حقیقت ۶؛ اسکے نام ۵
 متقین: انکا خشیت ۱، ۲؛ انکی خصوصیات ۱، ۲
 ہدایت: اس کا پیش خیمہ ۴

آیت ۵۰

﴿وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ﴾

اور یہ قرآن ایک مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے تو کیا تم لوگ اس کا بھی انکار کرنے والے ہو (۵۰)
 1_ قرآن انسان کیلئے کثیر خیر و برکت اور بہت سارے اور دائمی منافع کا سرچشمہ ہے۔ و هذا ذکر مبارك أنزلناه
 "ہذا" کا مشار الیہ قرآن ہے کہ جو اذہان میں موجود ہے اور "البرکۃ" کا مطلب ہے خیر کثیر و ثابت اور فراوان نفع۔ قرآن کی مبارک کے ساتھ توصیف اس معنی کو بیان کر رہی ہے کہ قرآن بشر کیلئے کثیر خیر اور منافع کا سرچشمہ ہے۔
 2_ قرآن، انسان کی بیداری اور اس کی فراموش شدہ معلومات کی یاد دہانی کا عامل اور اسکی سوئی ہوئی فطرت کو جگانے والا ہے۔ و هذا ذکر معنی کے لحاظ سے "ذکر" حفظ کی طرح ہے اس فرق کے ساتھ کی شے کا حفظ اسکے حاصل کرنے اور جاننے کے اعتبار سے ہوتا ہے اور شے کا ذکر اسکے یاد کرنے اور ذہن میں حاضر کرنے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ (مفردت راغب) پس قرآن کی توصیف "ذکر" کے ساتھ اس لحاظ سے ہے کہ قرآن انسان کے فراموش کردہ معلومات کی یاد دہانی کراتا ہے اور اس غافل انسان کی فطرت کو بیدار کرتا ہے جو اپنے فطری امور اور خدا داد معلومات سے غافل ہو چکا ہوتا ہے۔

3_ قرآن ایسی حقیقت ہے جو خدا تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔ هذا ذکر مبارك أنزلناه

4_ قرآن کریم کی تورات کی نسبت برتری اور برجستگی_ ایتنا موسیٰ ... ذکرًا ... و هذا ذکر مبارك
مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے تورات کے بارے میں فقط لفظ "ذکر" استعمال کیا ہے جبکہ قرآن
کے بارے میں "مبارک" کی صفت کا بھی اضافہ کیا ہے۔

5_ خدا تعالیٰ کی طرف سے کفار کے قرآن کا انکار کرنے اور اسکے حق کا پاس نہ کرنے کی وجہ سے انکی مذمت۔
أفأنتم له منكرون

6_ قرآن کریم اس لحاظ سے کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو بیدار کرنے والی اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے قابل شک و
انکار نہیں ہے۔ هذا ذکر مبارك أنزلنه أفأنتم له منكرون

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو ایسی کتاب کے طور پر متعارف کرایا ہے جو بیدار کرنے والی (ذکر) اور خیر و برکت کا سرچشمہ
(مبارک) ہے اور پھر مشرکین کی طرف سے اس حقیقت کے انکار کو مورد سرزنش قرار دیا ہے یہ سرزنش ہو سکتا ہے
مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

برکت: اس کا سرچشمہ ۱، ۶

تورات: اسکی فضیلت ۳

خدا تعالیٰ: اسکی طرف سے مذمت ۵

خیر: اس کا سرچشمہ ۱، ۶

ذکر: اسکے عوادل ۲

فطرت: اسکے متنبہ ہونے کے عوادل ۲

قرآن کریم: اسکی حقانیت کے دلائل ۶؛ ۱ سے جھٹلانے والوں کی مذمت ۵؛ اسکی فضیلت ۱، ۳، ۶ اس کا نزول ۳؛ اس کا

کردار ۲؛ اس کا وحی ہونا ۳؛ اس کا ہادی ہونا ۲، ۶

کفار: انکی مذمت ۵

آیت ۵۱

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ﴾

اور ہم نے ابراہیم کو اس سے پہلے ہی عقل سلیم عطا کر دی تھی اور ہم ان کی حالت سے باخبر تھے (۵۱)

1_ حضرت ابراہیم (ع)، عنایات الہی کے سائے میں اعلیٰ رشد و کمال کے حامل تھے۔ و لقد آتینا ابراہیم رشدہ

2_ انسانوں میں رشد و ترقی اور تکامل کیلئے مختلف استعداد اور صلاحیتیں ہیں۔ و لقد آتینا ابراہیم رشدہ

چونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (ع) کو انکا مخصوص اور انکے متناسب رشد عطا کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان اپنی مخصوص استعداد اور قابلیت رکھتا ہے کہ جو دوسروں سے مختلف ہے۔

3_ ابراہیم (ع) کے بعد موسیٰ (ع) و ہارون (ع) ایسے دو پیغمبر تھے جو رشد یافتہ اور کمال سے بہرہ مند تھے۔

آتینا موسیٰ و ہارون الفرقان ... و لقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "من قبل" سے مراد موسیٰ (ع) اور ہارون (ع) سے پہلے کا زمانہ ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دو پیغمبر بھی ایسے رشد سے بہرہ مند تھے۔

4_ حضرت ابراہیم (ع) عنایات الہی کے سائے میں نبوت سے پہلے اور بچپن ہی سے خاص قسم کے رشد و کمالات سے بہرہ مند تھے۔ و لقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "من قبل" سے مراد بلوغ یا نبوت سے پہلے ہو۔

5_ سب انسان حتیٰ انبیاء (ع) بھی رشد و کمال میں عنایات الہی کے محتاج ہیں۔ و لقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل

6_ خدا تعالیٰ پہلے سے ہی حضرت ابراہیم (ع) کی لیاقت اور صلاحیت سے آگاہ تھا۔ و لقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل و

کنا بہ علمین

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "و کنا به علمین" حالیہ ہو اور "به" کی ضمیر ابراہیم (ع) کی طرف پلٹ رہی ہو۔

اس بنیاد پر آیت کریمہ کا پیغام اس آیت (... الله أعلم حيث يجعل رسالته...) (انعام ۶) (۱۲۳) جیسا ہوگا۔

7_ حضرت ابراہیم (ع) کا عنایات الہی کے سائے میں خصوصی رشد و کمال سے بہرہ مند ہونا ان کی اپنی لیاقت اور صلاحیت کی بنا پر تھا۔ و لقد آتینا إبراہیم رشدہ من قبل

"رشد" کی ضمیر کی طرف اضافت، مصدر کی اپنے مفعول کی طرف اضافت ہے نیز یہ اضافت لامیہ اور مفید اختصاص ہے یعنی ہم نے ابراہیم (ع) کو ایسا رشد عطا کیا کہ جو ان کے لائق اور ان کے بلند مقام و مرتبے سے مخصوص تھا۔

8_ خدا تعالیٰ کا انسان پر لطف و کرم اس کی اپنی لیاقت اور صلاحیت کی بنیاد پر ہے۔ و لقد آتینا إبراہیم رشدہ ... و کنا به علمین مذکورہ مطلب حضرت ابراہیم (ع) سے القاء خصوصیت کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ابراہیم (ع): ان کی صلاحیت ۶، ۷؛ ان کے فضائل ۱؛ ان کا کمال ۱، ۳؛ ان کا بچپن ۳؛ ان کے کمال کا سرچشمہ ۶، ۷
انبیاء (ع): ابراہیم (ع) کے بعد کے انبیا (ع) ۳

انسان: اس کی استعداد کا مختلف ہونا ۲؛ اس کے کمال کے مختلف درجے ۲؛ اس کی معنوی ضروریات ۵
صلاحیت: اس کا کردار ۸

خدا تعالیٰ: اس کے لطف و کرم کا پیش خیمہ ۸؛ اس کا علم ۶
کمال: اس کے عوامل ۵

خدا تعالیٰ کا لطف و کرم: یہ جنکے شامل حال ہے ۱، ۳
موسیٰ (ع) (ع): ان کے فضائل ۳؛ ان کا کمال ۳
نیاز مندی: خدا تعالیٰ کے لطف و کرم کی نیاز مندی ۵
ہارون (ع): ان کے فضائل ۳؛ ان کا کمال ۳

آیت ۵۲

﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ﴾

جب انھوں نے اپنے ربی باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے گرد تم حلقہ باندھے ہوئے ہو (۵۲)
1_ حضرت ابراہیم (ع) نے اپنے باپ اور اپنی قوم کی موجودگی میں بت پرستی پر سوالیہ نشان لگایا اور آشکارا اسکی مخالفت کی۔ **إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ**

"ما ہذہ التماثل... میں استفہام بتوں کی حقیقت کے بارے میں سوال ہے نہ ان کے ناموں کے بارے میں۔ چونکہ حضرت ابراہیم (ع) ان کی حقیقت سے آگاہ تھے اور انہیں اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہیں تھی پس ان کا استفہام بت پرستی پر سوالیہ نشان لگانے، اسکی مذمت کرنے اور ایک طرح سے اسکی مخالفت کے اظہار کیلئے تھا۔
2_ حضرت ابراہیم (ع) نے شدت کے ساتھ بتوں اور بت پرستی کی مذمت کی اور اسکی وجہ سے اپنے باپ اور اپنی قوم کی مذمت کی۔ **إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ**

اس اشارہ قریب (ہذہ) کے ذریعے بتوں کی طرف اشارہ کرنے نیز تماثل (تصویریں اور بے جان مجسمے) کی تعبیر حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے بتوں اور بت پرستی کی تحقیر کو بیان کر رہے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ قرینہ مقامیہ کی بنا پر "ما ہذہ" میں استفہام تو نیچی ہے۔

3_ حضرت ابراہیم (ع) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے بے جان مجسموں کے احترام اور ان کے سامنے عبادت کے متعلق وضاحت طلب کی۔ **إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ**
ابراہیم (ع) کی قوم کے جواب سے کہ انہوں نے اپنے کام کو اپنے آباؤ اجداد کی پیروی کے وجہ سے قرار دیا (قالوا وجدنا آبائنا لھا عابدین)۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم (ع) کا سوال ان کی طرف سے بتوں کی تقدیس اور انکے سامنے عبادت کی علت کے بارے میں تھا۔

4_ بت پرستی، قوم ابراہیم (ع) کا دین و مذہب تھا۔ **إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ**

5_ شرک آلود اور خرافات پر مبنی افکار کے ساتھ مقابلہ، ابراہیم (ع) کے رشد و کمال کا عملی مظاہرہ تھا۔

و لقد أتينا إبراهيم رشده ... **إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ**

"إِذْ ظَفَرُ اور "آئینا" کے متعلق ہے یعنی ابراہیم کو اس وقت رشد عطا ہوا جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا...

6_ حضرت ابراہیم (ع) کی قوم کی طرح ان کے والد بھی بے جان مجسموں اور بتوں کی تقدیس کرتے اور انکی عبادت کرتے۔ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَ قَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَکْفُونَ

7_ باپ کے منحرف عقائد کی مخالفت حضرت ابراہیم (ع) کے مقابلہ کا آغاز إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَ قَوْمِهِ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "آیہ" کا لفظوں میں "قومہ" پر مقدم ہونا تقدم زمانی پر دلالت رکھتا ہو۔

8_ حضرت ابراہیم (ع) کے والد کا اپنے معاشرے کے عقائد کو جہت دینے میں ممتاز اور مشخص کردار۔ اذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَ قَوْمِهِ خاص طور پر لفظ "أَب" کو ذکر کرنے سے احتمالی طور پر اس نکتے کا استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) کے والد کا معاشرے کے اعتقادی تمایلات میں بنیادی کردار تھا۔

9_ قریب کے رشتہ داروں کی اصلاح اور انکی ہدایت معاشرے کے دیگر افراد کی نسبت اولیت رکھتی ہے۔ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَ قَوْمِهِ

10_ مجسموں اور نقوش کی تقدیس اور انکی دائمی عبادت حضرت ابراہیم (ع) کی رسالت کے آغاز میں لوگوں کا دین۔ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَکْفُونَ "عکوف" کا معنی ہے از روئے تعظم و احترام کسی چیز کی طرف دائمی توجہ۔ اور اس آیت کریمہ میں اس سے مراد بتوں کی عبادت اور تقدیس ہے قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت کا ذیل کہ جو حضرت ابراہیم (ع) کے سوال کا جواب ہے (... آباؤنا لہا عابدین...) اسی معنی کا موید ہے۔

11_ قوم ابراہیم (ع) کا شرک، بے جان مجسموں اور تصویروں کی پرستش کی صورت میں تھا۔ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَکْفُونَ (تمثال کے مفرد) تمثال کا معنی ہے مصور شے اور نقش کی ہوئی تصویریں (مفردات راغب) اسکے روشن مصادیق میں سے ایک وہ بے جان مجسمے ہیں جنہیں بت پرست لوگ مختلف شکلوں میں بناتے تھے۔

آزر:

اسکی بت پرستی ۲، ۶؛ اس سے سوال ۳؛ اسکی مذمت ۲؛ اسکے ساتھ مقابلہ ۴؛ اسکی اجتماعی حیثیت ۸
 ابراہیم (ع): انکا سوال ۳؛ انکی تاریخ ۴؛ انکی طرف سے مذمت ۲؛ انکی شرک دشمنی ۱، ۴، ۵؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳؛ انکا مقابلہ ۴؛
 ان کے کمال کی نشانیاں ۵
 بت پرستی: اسکے بارے میں سوال ۱، ۳؛ اسکی تحقیر ۳
 خرافات: ان کے خلاف مقابلہ ۵
 رشتہ دار: انکی ہدایت کی اہمیت ۹
 شرک: اسکے خلاف مقابلہ ۴
 قوم ابراہیم (ع): اسکی بت پرستی ۱، ۲، ۳، ۶، ۱۰، ۱۱؛ اس سے سوال ۳؛ اسکی تاریخ ۳، ۶، ۱۰، ۱۱؛ اسکی مذمت ۲؛ اس
 کا شرک ۱۱
 ہدایت: اس میں اولویت ۹

آیت ۵۳

﴿قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو بھی انہیں کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے (۵۳)

1_ آباؤ اجداد اور گزشتگان کی بت پرستی، قوم ابراہیم (ع) کی طرف سے اپنے شرک اور بت پرستی کا بہانہ۔
 قالوا وجدنا آبائنا لها عبدین

2_ قوم ابراہیم (ع) کی بت پرستی اور شرک کی کوئی منطقی دلیل اور بہانہ نہیں تھی اور انہیں فقط اپنے آباؤ اجداد کی
 اندھی تقلید کا سہارا تھا۔ قالوا وجدنا آبائنا لها عبدین

چونکہ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے بت پرستی کے سوال کے جواب میں لوگوں نے صرف آباؤ اجداد کی پیروی کا
 تذکرہ کیا تو اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

3_ دینی مبانی اور اعتقادات میں آباؤ اجداد اور گزشتگان کی اندھی تقلید اور بغیر دلیل کے پیروی ناپسندیدہ اور قابل مذمت
 امر ہے۔ قالوا وجدنا آبائنا لها عبدین بعد والی آیت کہ جس میں حضرت ابراہیم (ع) نے اپنی

قوم کو بت پرستی کی وجہ سے گمراہ قرار دیا ہے قرینہ ہے کہ یہ آیت کریمہ آباؤ اجداد کی تقلید کو رد کرنے اور اسکی مذمت کرنے کے درپے ہے۔

4۔ اپنے دینی اصولوں اور اعتقادات کو قانع کنندہ دلیل و برہان پر استوار کرنا ضروری ہے۔ قالوا وجدنا أبائنا لها عبدین مذکورہ مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ آیت کریمہ ان لوگوں کی مذمت کر رہی ہے کہ جنہوں نے اپنے اعتقادات کی بنیاد اپنے گذشتگان کی اندھی تقلید کر رکھی تھی اور شرک کو قبول کرنے کی علت کے بارے میں سوال کے جواب میں انہوں نے کوئی دلیل ذکر نہ کی۔

5۔ شرک و بت پرستی قوم ابراہیم (ع) کے درمیان رائج اور لمبی تاریخ رکھتی تھی۔ قالوا وجدنا أبائنا لها عبدین 6۔ گذشتگان کے عقائد پر تعصب کرنا اور آباؤ اجداد کی نا آگاہانہ طور پر پیروی کرنا انسان کے انحراف اور گمراہی کا عامل ہے۔ ما هذه التماثيل ... قالوا وجدنا أباءنا لها عبدین

7۔ انسان کا اپنے خاندان اور معاشرے سے اثر قبول کرنا۔ قالوا وجدنا أبائنا لها عبدین

انسان: اس کا اثر قبول کرنا ۷

بت پرستی: اسکی تاریخ ۵

تعصب: اسکے اثرات ۶

تقلید: اندھی تقلید کے اثرات ۶؛ آباؤ اجداد کی تقلید ۳، ۶؛ اندھی تقلید ۲؛ اندھی تقلید کا ناپسندیدہ ہونا ۳

خاندان: اس کا کردار ۷

شرک: اسکی تاریخ ۵

عقیدہ: اس میں برہان کی اہمیت ۳؛ اس میں تقلید ۳

قوم ابراہیم (ع): اسکی بت پرستی کے اثرات ۱؛ اسکے آباؤ اجداد کی بت پرستی ۲؛ اسکی بت پرستی ۵؛ اسکی بت پرستی کا

غیر منطقی ہونا ۲؛ اسکے شرک کا غیر منطقی ہونا ۲؛ اسکی تاریخ ۱، ۵؛ اسکی تقلید ۱، ۲؛ اس کا شرک ۵؛ اسکی بت پرستی کے

عوامل ۱

گمراہی: اسکے عوامل ۶ / معاشرہ: اس کا کردار ۷

آیت ۵۳

﴿قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

ابراہیم نے کہا کہ یقیناً تم اور تمہارے باپ دادا سب کھلی ہوئی گمراہی میں ہو (۵۳)

1_ قوم ابراہیم (ع) اور اسکے آباؤ اجداد واضح گمراہی میں تھے۔ قال لقد كنتم انتم و آباءكم في ضلل مبين

4_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے اپنے باپ اور اپنی قوم کی اندھی تقلید اور شرک کی واضح اور قاطع مخالفت۔
إذ قال لأبيه و قومه ... لقد كنتم أنتم و آبائكم في ضلل مبين

3_ بت پرستی اور شرک واضح ضلالت اور گمراہی ہے۔ ما هذه التماثيل ... أنتم و أبائكم في ضلل مبين

4_ کسی نظریے کے پیروکاروں کی کثرت اور اسکی لمبی تاریخ اسکی حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ قالوا وجدنا آباءنا ... انتم و آباؤکم فی ضلل مبين مذکورہ مطلب اس بات سے حاصل ہوتا ہے کہ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم (ع) کے اعتراض کے جواب میں بت پرستی والے عقیدے کی لمبی تاریخ اور اسکے پیروکاروں کی کثرت کا تذکرہ کیا لیکن حضرت ابراہیم (ع) نے خود انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیکر ایسے استدلال کو رد کر دیا۔

آزر: اسکی تقلید ۲

آبادی: اس کا کردار ۳

ابراہیم (ع): انکی شرک دشمنی ۲؛ انکا قصہ ۲

بت پرستی: اسکی حقیقت ۳

تاریخ: اس کا کردار ۳

تقلید:

اسکے ساتھ مقابلہ ۲

شرک: اسکی حقیقت ۳

عقیدہ: اسکی حقانیت کے دلائل ۴

قوم ابراہیم (ع): اسکی تاریخ ۱؛ اسکی تقلید ۲؛ اسکے آباؤ اجداد کی گمراہی ۱؛ اسکی گمراہی ۱

گمراہی: اسکے موارد ۳

آیت ۵۵

﴿قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ آپ کوئی حق بات لے کر آئے ہیں یا خالی کھیل تماشہ ہی کرنے والے ہیں (۵۵)

۱_ قوم ابراہیم، (ع) شرک و بت پرستی کی نفی میں حضرت ابراہیم (ع) کے سنجیدہ ہونے اور انکے کلام کے حق ہونے میں شک و تردید کا شکار تھی اور اسے بعید سمجھتی تھی۔ قالوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّعِبِينَ

۲_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے توحید کی دعوت اور شرک و بت پرستی کو رد کرنا بت پرستوں کے اپنے عقیدے میں شک کا موجب بنا۔ ما هذه التماثيل ... أنتم و أبائكم في ضلل مبين قالوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّعِبِينَ

۳_ بت پرستی قوم ابراہیم (ع) کی جان و روح میں راسخ ہو چکی تھی۔ قالوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ
بت پرستوں کا حضرت ابراہیم (ع) کی دعوت کو سنجیدہ نہ سمجھنا اور توحید کی دعوت پر تعجب کرنا مذکورہ مطلب پر دلالت کرتا ہے۔

۴_ حق کی جستجو اور حقیقت کو قبول کرنا، انسانی فطرت میں داخل ہے۔ قالوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ
مشرکین اور بت حق کے قبول کرنے کو اصلی فرضیہ سمجھتے تھے اور ان کا شک صرف حضرت ابراہیم (ع) کی دعوت کے حق ہونے میں تھا اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

۵_ بت پرست حضرت ابراہیم (ع) کو ایک ایسا شخص سمجھتے تھے جو ان کے عقیدے کے ساتھ کھیل رہا تھا اور اس نے اس کا مذاق بنا رکھا تھا۔ أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّعِبِينَ

ابراہیم (ع): ان کی دعوت کے اثرات ۲؛ انکی شرک دشمنی کے اثرات ۲؛ یہ اور کھیل ۵؛ ان کی حقانیت میں شک ۱؛ انکا قصہ ۱

انسان: اسکی فطرت ۳

توحید: اسکی دعوت ۲

حق: حق پرستی کا فطری ہونا ۳

قوم ابراہیم (ع): اسکے عقید کے ساتھ کھیلنا ۵؛ اسکی بت پرستی ۳؛ اس کی سوچ ۱، ۵؛ اسکی تاریخ ۱، ۳، ۵؛ اسکے شک کا پیش خیمہ ۲؛ اس کا شک ۱

آیت ۵۶

﴿قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ﴾

ابراہیم نے کہا کہ تمہارا واقعی رب وہی ہے جو آسمان و زمین کا رب ہے اور اسی نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اسی بات کے گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں (۵۶)

1_ عالم ہستی (آسمان، زمین اور انسان) خدا تعالیٰ کی ربوبیت کے تحت ہے۔ بل ربکم رب السموات و الأرض

2_ انسان اور کائنات کا رب ایک ہے۔ بل ربکم رب السموات و الأرض

3_ خدا تعالیٰ عالم مادی (آسمان، زمین اور انسان) کا خالق ہے۔ ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرهن

4_ قوم ابراہیم (ع) کا شرک کائنات کی ربوبیت اور تدبیر میں تھا نہ اسکی خالقیت میں۔

قال بل ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرهن

5_ حضرت ابراہیم (ع) کا بت پرستوں کے ساتھ مقابلہ، مقابلہ استدلال و برہان پر مبنی تھا۔

قال ما هذه التماثل ... قال بل ربکم ... فطرهن

6_ عالم طبیعت میں متعدد آسمان ہیں۔ السموات

7_ طبیعت ایک نئی اور جدید مخلوق ہے کہ جسے خدا تعالیٰ نے کسی نمونے سے لئے بغیر خلق کیا ہے۔

رب السموات و الأرض الذی فطرهن

8_ ربوبیت میں توحید، خالقیت میں توحید کا لازمہ ہے۔ بل ربکم ... الذی فطرہن آیت کریمہ نے ربوبیت میں خدا تعالیٰ کی توحید کو ثابت کرنے کیلئے اسے کائنات کے خالق ہونے کی صفت کے ساتھ متصف کیا ہے اس توصیف کا مطلب یہ ہے کہ ربوبیت میں توحید اور خالقیت میں توحید کے درمیان کبھی نہ ٹوٹنے والا تعلق موجود ہے۔

9_ خدا تعالیٰ کا خالق کائنات ہونا اسکے انسان اور کائنات کا واحد رب ہونے کی دلیل ہے۔
قال بل ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرہن

10_ مشرکین کے بتوں اور معبودوں کا خالق نہ ہونا ان کے انسان کی عبادت اور تقدیس کے لائق نہ ہونے کی دلیل ہے۔ ما هذه التماثل ... قال بل ربکم رب السموات و الأرض الذی فطرہن

حضرت ابراہیم (ع) نے مشرکین اور بت پرستوں کے عقیدے کو باطل کرنے اور خدا تعالیٰ کیلئے توحید ربوبی کو ثابت کرنے کیلئے اسکی خالقیت کے ساتھ تمسک کیا۔ یہ بات اس حقیقت کی غماز ہے کہ صرف خالق کائنات تقدیس و عبادت کے لائق ہے نہ کوئی اور چیز۔

11_ دین کی طرف دعوت دینے میں دلیل و برہان سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔ ما هذه التماثل ... قال بل ربکم ... الذی فطرہن

12_ حضرت ابراہیم (ع) نے اپنے توحیدی عقائد کی صحت پر گواہی دی اور اپنے آپ کو اس عقیدے کے نتائج اور اثرات کا پابند اور متہدد قرار دیا۔ و انا علی ذلکم من الشہدین

13_ حضرت ابراہیم (ع) اپنے عقیدہ توحید کو ثابت کرنے کیلئے واضح برہان اور قاطع حجت رکھتے تھے۔ و انا علی ذلکم من الشہدین بعض مفسرین کے بقول ممکن ہے حضرت ابراہیم (ع) کی شہادت اور گواہی سے مراد یہ ہو کہ آپ واضح اور قانع کنندہ حجت و برہان کے حامل تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے قاطعیت کے ساتھ اپنے آپ کو گواہ کے طور پر متعارف کرایا۔

14_ حضرت ابراہیم (ع) اپنے اعتقادی موقف میں محکم ایمان اور انتہائی قاطعیت سے بہرہ مند تھے۔
ربکم رب السموات ... و انا علی ذلکم من الشہدین

حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے اپنی دعوت کے صدق کے گواہ ہونے اور عقیدہ توحید کی صحت پر دلیل و حجت پیش کرنے کیلئے آمادہ ہونے کا اعلان مذکورہ حقیقت پر دال ہے۔

آسمان: اس کا متعدد ہونا ۳؛ اس کا خالق ۳؛ اس کا رب ۱

ابراہیم (ع): ان کا ایمان ۱۳؛ ان کے زمانے کے بت پرستوں کے خلاف مقابلہ ۵؛ انکی برہان ۱۳؛ ان کے مقابلہ میں برہان ۵؛ ان کے فضائل ۱۳؛ انکی قاطعیت ۱۳؛ انکا قصہ ۵؛ انکی گواہی ۱۲؛ ان کے زمانے کے مشرکین کے خلاف مقابلہ ۵

انسان: اس کا خالق ۳؛ اس کا رب ۱

باطل معبود: ان کے تقدس کا رد کرنا ۱۰؛ انکی خالقیت کا رد کرنا ۱۰

بت: ان کے عاجز ہونے کے اثرات ۱۰

تبلیغ: اس میں برہان ۱۱

توحید: خالقیت میں توحید کے اثرات ۸؛ توحید ربوبی ۲؛ توحید ربوبی کے دلائل ۹؛ توحید ربوبی کا پیش خیمہ ۸؛ اسکی حقانیت کے گواہ ۱۲

خدا تعالیٰ: اس کا بغیر نمونے کے خلق کرنا ۴؛ اسکی خالقیت ۳، ۹؛ اسکی ربوبیت ۱

زمین: اس کا خالق ۳؛ اس کا رب ۱

شرک: اسکے بطلان کے دلائل ۱۰

عالم خلقت: اس کا خالق ۳، ۹؛ اس کا رب ۱

طبیعت: اسے بغیر نمونے کے خلق کرنا ۴

عقیدہ: اس میں برہان ۱۳

قوم ابراہیم (ع): اسکی تاریخ ۳؛ اس کا شرک ربوبی ۳؛ اس کا عقیدہ ۳

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۸

آیت ۵۷

﴿وَتَاللّٰهِ لَا أَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ﴾

اور خدا کی قسم میں تمہارے بتوں کے بارے میں تمہارے چلے جانے کے بعد کوئی تدبیر ضرور کروں گا (۵۷)

1_ حضرت ابراہیم (ع) کی تاکید کے ساتھ قسم کہ بت پرستوں کی عدم موجودگی میں بتوں پر ضرب لگانے کیلئے حتما حیلہ اور تدبیر کریں گے۔ وتالیہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین

"کید" کا معنی ہے کسی پر ضرب لگانے کیلئے حیلہ اور تدبیر کرنا۔

2_ حق کے احیا، اور دوسروں کو ہدایت کرنے کے لئے مقدس نام "اسہ" کی قسم اٹھانا جائز ہے۔ و تالیہ لاکیدن

3_ حضرت ابراہیم (ع) نے لوگوں کے عقیدے کی اصلاح و ہدایت کیلئے فکری و علمی کام انجام دینے کے بعد بتوں اور بت پرستی کو نابود کرنے کا عزم کیا۔ لقد کنتم ... فی ضلل مبین ... ربکم رب السموات ... و تالیہ لاکیدن اصنامکم

بعد ان تولوا مدبرین مذکورہ مطلب اس بات سے حاصل ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) نے بت پرستی کی مخالفت کے آغاز میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو مخاطب قرار دیا اور ان کے سامنے توحید کے اثبات اور شرک کی نفی پر واضح دلائل پیش کئے پھر انہوں نے دوسرے مرحلے میں بتوں کو نابود کرنے کی دھمکی دی اور آخر کار انہوں نے اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنایا اور تمام بتوں کو نابود کر دیا۔

4_ حضرت ابراہیم (ع)، بت پرستی کے خلاف مقابلہ کرنے میں عزم راسخ اور بڑی شجاعت کے مالک تھے۔

تالیہ لاکیدن اصنامکم حضرت ابراہیم (ع) کے کلام کا "تا" اور "لام قسم" کے ذریعے مؤکد ہونا "تالیہ لاکیدن..." آپ کے عزم راسخ کی دلیل ہے۔ بت پرستوں کی موجودگی میں۔ کہ جس پر "اصنامکم" کا حرف خطاب "کم" اور فعل "تولوا" کا مخاطب آنادالالت کرتا ہے۔ ایسے مؤکد کلام کا اظہار آپ کی بڑی شجاعت کو بیان کر رہا ہے۔

5_ بت پرستوں کے خلاف حضرت ابراہیم (ع) کے موقف اور مقابلہ کی روش اور کیفیت موجودہ حالات اور ان کی اپنی توانائیوں کے ساتھ متناسب تھی۔

تَاللّٰهِ لَاكَيْدِنَ اَصْنَامُكُمْ بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا مَدْبِرِيْنَ

حضرت ابراہیم (ع) کا بطور مخفی اور لوگوں کی عدم موجودگی میں بتوں کو نابود کرنے کا عزم اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ وہ لوگوں کی موجودگی میں اور آشکارا طور پر اس کام کو انجام دینے کی توانائی نہیں رکھتے تھے پس انکا مقابلہ اور مبارزہ ان کے حالات اور توانائیوں کے ساتھ متناسب تھا۔

6۔ قوم ابراہیم (ع) کے پاس بتوں کی پرستش کیلئے مخصوص جگہ اور عبادت گاہ تھی۔ لَاكَيْدِنَ اَصْنَامُكُمْ بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا مَدْبِرِيْنَ قوم ابراہیم (ع) کے پشت کرنے اور چلے جانے سے مراد ممکن ہے بت خانے اور بتوں کے مرکز اجتماع سے چلا جانا ہو یعنی جب تم بت خانے کی طرف پشت کرو گے اور گھروں کو یا کہیں اور چلے جاؤ گے تو میں بتوں کے پاس آکر کوئی چارہ اندیشی کروں گا اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ابراہیم (ع) بتوں کی پرستش کیلئے خاص جگہ اور عبادت گاہ رکھتی تھی۔

7۔ امام باقر (ع) سے روایت ہے کہ جب نمرودی لوگ ابراہیم (ع) سے دور اپنے مخصوص جشن کے مقام کی طرف چلے گئے تو آپ (ع) تیشہ لیکر بت خانہ میں داخل ہوئے اور بڑے بت کے علاوہ سب بتوں کو توڑ دیا... (۱)

ابراہیم (ع): انکی بت شکنی ۱، ۲، ۳؛ انکی تدبیر، ۱؛ انکی قسم ۱؛ انکی شجاعت ۳؛ انکی شرک دشمنی ۳، ۳، ۴؛ ان کے فضائل ۳؛ انکی قاطعیت ۳؛ انکی قدرت ۵؛ انکا قصہ ۱، ۳، ۴؛ انکی شرک دشمنی کی خصوصیات ۵

احکام: ۲؛ روایت: ۴

قسم: اسکے احکام ۲؛ اچھائے حق کیلئے قسم ۲؛ شرک دشمنی پر قسم ۱؛ اللہ کی قسم ۲؛ جائز قسم ۲

قوم ابراہیم (ع): اس کا معبد ۶؛ اسکی ہدایت ۳

ہدایت: اسکی روش ۳

(1) کافی ح ۸ ص ۳۶۹ ح ۵۵۹۔ تفسیر بہان ج ۳ ص ۶۳ ح ۲۔

﴿فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ﴾

پھر ابراہیم نے ان کے بڑے کے علاوہ سب کو چورچور کر دیا کہ شاید یہ لوگ پلٹ کر اس کے پاس آئیں (۵۸)

1_ حضرت ابراہیم (ع) نے لوگوں کی عدم موجودگی میں اور جب وہ بتوں سے دور جا چکے تھے بتوں کو توڑ دیا۔ بعد اُن تو لو مدبرین۔ فجعلہم جذاذ "جذاذ" فعال بہ معنی مفعول ہے اور یہ مادہ "جذ" (توڑنا) سے ہے اور "فجعلہم" میں فاء اہل لغت کے بقول فصیحہ ہے اور ایک جملے کے مقدر ہونے سے حاکی ہے اور یہ درحقیقت یوں تھا "فولوا فانی ابراہیم الأصنام فجعلہم جذاذاً" لوگوں نے بتوں کی طرف پشت کی پس ابراہیم (ع)، بتوں کے پاس آئے اور انہیں توڑ ڈالا۔

2_ حضرت ابراہیم (ع) نے تمام بتوں کو توڑ دیا اور صرف بڑے بت کو صحیح و سالم چھوڑ دیا۔ فجعلہم جذاذاً إلا کبیر

3_ قوم ابراہیم (ع) کے بت پرستوں کے نزدیک بتوں کے مختلف درجے، مختلف مقام و مرتبے اور مختلف سائز تھے۔ إلا کبیراً لہم بتوں کا بڑا ہونا بت پرستوں کے نزدیک ان کے درجے اور مقام و مرتبے کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے اور چھوٹے بڑے سائز کے لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے۔

4_ بت اور گناہ کے دیگر وسائل و آلات حرمت اور مالکیت سے ساقط ہیں اور انہیں توڑنا اور نابود کرنا جائز ہے۔ فجعلہم جذاذ مذکورہ مطلب حضرت ابراہیم (ع) کے بتوں کو توڑنے، ان کے اس کام کی قسم اٹھانے اور نیز آیت شریفہ کے ایک طرح سے تائید و تمجید والے لحن سے حاصل ہوتا ہے۔

5_ حضرت ابراہیم (ع) کا بڑے بت کو باقی رکھنا بت پرستوں کے اسکی طرف رجوع کرنے اور بتوں کے عجز کو درک کرنے کیلئے تھا۔ فجعلہم جذاذاً إلا کبیراً لہم لعلہم إلیہ یرجعون

6_ حضرت ابراہیم (ع) کا بتوں کو توڑنا اور بڑے بت کو صحیح و سالم رہنے دینا لوگوں کی توجہ کو جذب کرنے اور انہیں بت پرستی کے بطلان کی طرف متوجہ کرنے کیلئے، آپ کی طرف سے ایک تدبیر تھی۔ و تالٰہ لأکیدن أصنامکم ... فجعلہم جذاذاً إلا کبیراً لہم لعلہم إلیہ یرجعون "فجعلہم" میں "فای" یا ترتیب کیلئے اور یا تعقیب کیلئے ہے دونوں صورتوں میں یہ اس بات کو بیان ذکر رہی ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) کا عمل اسی حیلے اور تدبیر کا مصداق تھا کہ جس پر انہوں نے قسم کھائی تھی۔

ابراہیم (ع): انکی بت شکنی ۱، ۲؛ انکی تبلیغ کی روش ۶؛ انکی شرک دشمنی کی روش ۶؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۵، ۶ احکام: ۳

بت: ان کے احکام ۳؛ انکی بے احترامی ۳؛ انکا عاجز ہونا ۵؛ انکی مالکیت ۳
بت پرستی: اسکے خلاف مقابلہ ۶
بت شکنی: اس کا جواز ۳

قوم ابراہیم (ع): اس کا بڑا بت ۲؛ اسکی تاریخ ۳؛ اسکے بڑے بت کو باقی رکھتے کا فلسفہ ۵، ۶؛ اسکے بتوں کے درجے ۳
مالک ہونا: اسکے احکام ۳

آیت ۵۹

﴿قَالُوا مَن فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ برتاؤ کس نے کیا ہے وہ یقیناً ظالمین میں سے ہے (۵۹)
1_ حضرت ابراہیم (ع) کے ہاتھوں بتوں کے ٹوٹنے کے بعد بت پرست ایک دوسرے سے ان کے توڑنے والے کے بارے میں تحقیق کرنے لگے۔ فجعلہم جذاذا ... قالوا من فعل هذا بألہتن مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "من" اسم استفہام ہو۔

2_ حضرت ابراہیم (ع) نے لوگوں کی عدم موجودگی میں بتوں کو توڑ دیا اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔
قالوا من فعل هذا بألہتن بت پرستوں کا بتوں کو توڑنے والے کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال اور تحقیق کرنا نیز ان میں سے بعض کا یہ جواب دینا کہ ابراہیم (ع) بتوں کو بڑا بھلا کہتے تھے (فتیٰ ذکر ہم) بجائے اسکے کہ کہیں ہم نے دیکھا ہے انہیں کس نے توڑا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

3_ بتوں کو ٹوٹا ہوا دیکھنے کے بعد قوم ابراہیم (ع) نے انکی عاجزی اور ناتوانی کو درک کر لیا۔ اِلا کبیراً ... اِلیہ یرجعون قالوا من فعل هذا بألھتن چونکہ قوم ابراہیم (ع) نے بتوں کو مورد سوال قرار نہیں دیا اور ان کے علاوہ کسی اور عامل کی تلاش میں تھے اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے بالخصوص اگر "الیہ" کی ضمیر کا مرجع "کبیراً" (بڑا بت) ہے۔

4_ قوم ابراہیم (ع) بتوں کو اپنے معبود سمجھتی تھی اور انکی عبادت کرتی تھی۔ لَأَکِیدنَ أَصْنَامَکُمْ ... قالوا من فعل هذا بألھتن "الہ" کا معنی ہے معبود اور سکی جمع "آلہ" کا معنی ہے کئی معبود۔

5_ قوم ابراہیم (ع)، متعدد معبودوں کا عقیدہ رکھتی تھی اور اس کے پاس کئی بت تھے۔ ما هذه التماثیل ... لَأَکِیدنَ أَصْنَامَکُمْ ... من فعل هذا بألھتن

6_ قوم ابراہیم کا بتکہ اور معبد نگہبان نہیں رکھتا تھا۔ فجعلھم جذاذاً ... قالوا من فعل هذا بألھتن چونکہ حضرت ابراہیم (ع) کے مقابلے میں کوئی دفاع سامنے نہیں آیا اور مشرکین کو بتوں کو توڑنے والے کی اطلاع نہیں ہوئی اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

7_ حضرت ابراہیم (ع)، بتوں کو توڑنے کی وجہ سے اپنی قوم کی نظر میں ظالم اور ستمگر تھے۔ قالوا من فعل هذا بألھتنا اِنہ لمن الظالمین

8_ قوم ابراہیم (ع) اپنے ٹوٹے ہوئے بتوں کو دیکھ کر سیخ پا ہو گئی۔ قالوا من فعل هذا بألھتنا اِنہ لمن الظالمین

9_ بتوں کو نقصان پہنچانا، حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم کی نظر میں بڑا ظلم اور ناقابل بخشش گناہ تھا۔ قالوا من فعل هذا بألھتنا اِنہ لمن الظالمین ظالم اور ستمگر اسے کہتے ہیں جو بار بار ظلم کرے بنا بر این بت پرستوں کا حضرت ابراہیم (ع) کو ستمگر کہنا جبکہ وہ صرف ایک بار بتوں کے درپے ہوئے تھے اس نکتے کو بیان کرتا ہے کہ بتوں کے درپے ہونا بت پرستوں کی نظر میں بڑا ظلم شمار ہوتا تھا۔

ابراہیم (ع): یہ اور ظلم ۷؛ انکی بت شکنی ۲، ۸؛ ابراہیم (ع) بت شکن کا قصہ ۱؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۷

بت: انکی اہانت ۹؛ انکا عاجز ہونا ۳

قوم ابراہیم (ع):

اس کا اقرار ۳؛ اسکی بت پرستی ۴، ۵؛ اس میں بت شکنی ۹؛ اسکی سوچ ۴، ۹؛ اس کا سوال ۱؛ اسکی تاریخ ۳، ۵، ۸، ۹؛ اسکے بتوں کا متعدد ہونا ۵؛ اس کا شرک ۵؛ اس میں ظلم ۹؛ اس کا عقیدہ ۳؛ اس کا غضب ۸؛ اس میں گناہ ۹؛ اسکے معبد کی خصوصیات ۶

آیت ۶۰

﴿قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ﴾

لوگوں نے بتایا کہ ایک جوان ہے جو ان کا ذکر کیا کرتا ہے اور اسے ابراہیم کہا جاتا ہے (۶۰)

1_ حضرت ابراہیم (ع) اپنی قوم کی نظر میں بتوں کو ٹوڑنے کے سلسلے میں مشکوک تھے۔ قالوا سمعنا فتًی يذكرهم۔ یہ ابراہیم

2_ حضرت ابراہیم (ع) نے جوانی میں بتوں کو توڑا اور بت پرستی کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ قالوا سمعنا فتًی يذكرهم

3_ حضرت ابراہیم (ع) نے بتوں کے خلاف چارہ اندیشی اور جیلہ کرنے کا اپنا عزم بعض بت پرستوں کے سامنے ظاہر کیا تھا۔ ما هذه التماثيل ... قالوا سمعنا فتًی يذكرهم

بت پرستوں نے جو یہ کہا "ہم نے سنا ہے کہ ابراہیم (ع) بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ باتیں بلا واسطہ طور پر ان سے نہیں سنی تھیں دوسری طرف ایک گروہ ایسا تھا کہ جس نے بلا واسطہ طور پر ابراہیم (ع) کی دھمکی آمیز باتیں سنی تھیں اور انہیں دوسروں تک نقل کیا تھا۔ پچھلی دو آیتیں (تالہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا...) کہ جس میں "اصنامکم" کا خطاب مخاطب حاضر کیلئے ہے اسی مطلب کی مؤید ہیں۔

4_ حضرت ابراہیم (ع) اپنی قوم کی نظر میں معاشرے میں کوئی ممتاز حیثیت نہیں رکھتے تھے اور اپنی قوم کی طرف سے مورد تحقیر قرار پاتے۔ سمعنا فتًی يذكرهم يقال له ابراهيم

بت پرستوں کا حضرت ابراہیم (ع) کو جو ان کہنا ممکن ہے ان کی ناپختگی اور کم تجربہ ہونے کی طرف تعریض ہونہ کہ واقعا وہ عمر کے لحاظ سے جوان تھے اور "يقال له ابراهيم" کی تعبیر کو بھی ایک طرح سے انکی تحقیر اور جانا پہچانا نہ ہونا شمار کیا جاسکتا ہے۔

ابراہیم (ع):

انکی بت شکنی ۱، ۲؛ انکی تحقیر ۳؛ انکی تدبیر ۳؛ انکی جوانی ۲؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳؛ انکی معاشرتی حیثیت ۳
گذشتہ اقوام: انکی تاریخ ۲

بت پرست لوگ: یہ اور ابراہیم (ع) کی بت شکنی ۳

قوم ابراہیم (ع): انکی سوچ ۳؛ انکا گمان ۱

آیت ۶۱

﴿قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے لے آؤ شاید لوگ گواہی دے سکیں (۶۱)

1_ بت پرست بتوں کو توڑنے والے کو کشف کرنے کی خاطر حضرت ابراہیم (ع) کو حاضر کرنے اور ان سے کھلم کھلا

بازپرسی کے خواہاں۔ قالوا فأتوا به على أعين الناس

2_ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم (ع) کو لوگوں کی طرف سے ان کے مجرم ہونے کی گواہی دینے کیلئے حاضر کیا۔

فأتوا به ... لعلهم يشهدون

3_ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم (ع) کو اسلئے حاضر کیا تاکہ ان کی بت شکنی کی سزا عام لوگوں کو دکھائی جاسکے۔

فأتوا به ... لعلهم يشهدون مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "یشہدون"، "محضرون" (حاضر ہوں) کے معنی میں ہو

اس احتمال کی بنیاد پر آیت کے مورد کی مناسبت سے لوگوں کے حاضر ہونے سے مقصود ان کا حضرت ابراہیم (ع) کی سزا کو دیکھنے کیلئے حاضر ہونا ہوگا۔

4_ گواہی دینا، قوم ابراہیم (ع) میں جرم کے ثابت کرنے کا ذریعہ تھا۔ فأتوا به ... لعلهم يشهدون

ابراہیم (ع): ان سے آشکارا تفتیش ۱؛ انکی تفتیش کی درخواست ۱؛ ان کے حاضر کرنے کا فلسفہ ۲، ۳؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳؛

انکی بت شکنی کی سزا ۳؛ انکے خلاف گواہی ۲

جرائم: اثبات جرم کی ادلہ ۳

قوم ابراہیم (ع): مشارالیه حضرت ابراہیم (ع) کا عمل (بتوں کو توڑنا)

اسکے مطالبے ۱؛ اس میں گواہی ۳

گواہی: اسکے اثرات ۳

آیت ۶۲

﴿قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ﴾

پھر ان لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے (۶۲)

1_ بت پرست، حضرت ابراہیم (ع) کو بتوں کا توڑنے والا سمجھتے تھے۔ قالوا انت فعلت هذا بألهتنا يا إبراهيم

2_ بت پرستوں نے حضرت ابراہیم (ع) سے بتوں کو توڑنے کا اعتراف لینے کیلئے ان سے تفتیش کی۔

قالوا انت فعلت هذا بألهتنا يا إبراهيم "انت" میں استفہام تقریری اور مخاطب سے اعتراف لینے کیلئے ہے یعنی بت پرست جانتے تھے کہ حضرت ابراہیم (ع) بتوں کو توڑنے والے ہیں لیکن ان سے اعتراف لینے کیلئے انہوں نے کہا "انت فعلت"۔

3_ قوم ابراہیم (ع) کا بتکہ حضرت ابراہیم (ع) سے تفتیش اور ان کے خلاف عدالتی کارروائی کا مرکز۔ *

قالوا انت فعلت هذا بألهتنا يا إبراهيم "ہذا" قریب کی طرف اشارہ ہے اور اس کا ہے اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے خلاف کارروائی کا مرکز خود بتکہ یا اسکے قریب تھا۔

4_ سب لوگوں کے سامنے ملزمین اور مجرمین سے اعتراف لینا حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم کے درمیان

کارروائی کرنے اور سزا دینے کی ایک روش۔ قالوا فأتوا بها علی أعین الناس ... قالوا انت فعلت هذا بألهتنا يا إبراهيم

ابراہیم (ع): ان کا اقرار ۲؛ ان کی بت شکنی ۱؛ ان کی تفتیش کا فلسفہ ۲؛ ان کا قصہ ۱، ۲؛ انکی تفتیش کا امکان ۳

قوم ابراہیم (ع): اسکی سوچ ۱؛ اس کا معبد ۳

ملزم: اس سے اقرار لینا ۳

عدالتی نظام: یہ حضرت ابراہیم (ع) کے زمانے میں ۳

آیت ۶۳

﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ﴾

ابراہیم نے کہا کہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے تم ان سے دریافت کر کے دیکھو اگر یہ بول سکیں (۶۳)

1_ حضرت ابراہیم (ع) نے بتوں کو توڑنے والے کے بارے میں کئے گئے سوال کے جواب میں پہلے بتوں کو توڑنے کو بڑے بت کی طرف نسبت دی۔ قال بل فعله کبیرہم

2_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے بتوں کے توڑنے کو بڑے بت کی طرف نسبت دینا بت پرستوں کے بت پرستی والے عقیدے کے بطلان کی طرف متوجہ ہونے کا پیش خیمہ تھا نہ آپ کی طرف سے جھوٹی نسبت۔ قال بل فعله کبیرہم حضرت ابراہیم (ع) نے بتوں کے توڑنے کو بڑے بت کی طرف نسبت دیکر نہ فقط جھوٹ نہیں بولا بلکہ ایک بلیغ اشارے کے ساتھ ماجر کی حقیقت بھی بیان کر دی کیونکہ حضرت ابراہیم (ع) نے جملہ "فسئلوہم..." کے ذریعے بت پرستوں کو یہ سمجھانا چاہا کہ بت تو بات کرنے سے عاجز ہیں چہ جائیکہ بتوں کو توڑنا پس مان لینا چاہے کہ عاجز معبود پرستش کے لائق نہیں ہے۔ قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت (یہ کہ بت پرست حضرت ابراہیم (ع) کا جواب سمجھ کر متوجہ اور خبردار ہو گئے) مذکورہ مطلب کی مؤید ہے۔

3_ حضرت ابراہیم (ع) نے ایک عالمانہ طریقے سے بت پرستوں سے چاہا کہ وہ بتوں کے توڑنے والے کے بارے میں خود بتوں سے باز پرس کریں۔ فسئلوہم إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ

حضرت ابراہیم (ع) نے بتوں کے توڑنے کو بڑے بت کی طرف نسبت دیکر اور بت پرستوں سے یہ درخواست کر کے کہ بت شکن کو پہچاننے کیلئے وہ خود بتوں سے باز پرس کریں۔ بت پرستی کے خلاف مقابلہ میں عالمانہ روش اختیار کی کیونکہ اس طریقے سے بت پرستوں نے اپنے راستے کے باطل ہونے کو آسانی سے پایا جیسا کہ بعد والی آیت (فرجوا الی انفسہم...) اسی

حقیقت کو بیان کر رہی ہے۔

4_ حضرت ابراہیم (ع) نے بت پرستوں سے خود بتوں سے تفتیش کرنے کی درخواست کر کے بتوں کے عجز و ناتوانی کو ان کیلئے ظاہر کر دیا۔ فسئلوہم ان کانوا ينطقون

5_ بت حتی بت پرستوں کی نظر میں بھی بولنے اور گفتگو کرنے سے عاجز ہیں۔ فسئلوہم ان کانوا ينطقون

6_ "عن الصادق (ع) : والله ما فعله كبيرهم و ما كذب إبراهيم فقيل: و كيف ذلك؟ قال: إنما قال: فعله كبيرهم هذا أن نطق و ان لم ينطق فلم يفعل كبير هم هذا شيئاً؛ امام صادق (ع) سے روایت ہے: قسم بخدا بڑے بت نے وہ کام نہیں کیا تھا اور ابراہیم (ع) نے بھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ امام صادق (ع) سے کہا گیا یہ کیسے ممکن ہے (جبکہ خود ابراہیم (ع) نے کہا تھا کہ یہ کام بڑے بت نے کیا ہے) تو آپ (ع) نے فرمایا ابراہیم (ع) نے کہا تھا اگر بڑا بت بات کرے تو اس نے یہ کام کیا ہے اور اگر بات نہ کرے تو بڑے بت نے کوئی کام نہیں کیا۔

7_ "عن عبدالله (ع) : إن الله ... أحب الكذب في الإصلاح ... انّ ابراهيم (ع) إنما قال: "بل فعله كبيرهم هذا" ارادة الإصلاح و دلالة على أنهم لا يفعلون ...؛ امام صادق (ع) سے روایت ہے خدا تعالیٰ ... اصلاح کی خاطر جھوٹ بولنے کو دوست رکھتا ہے ... جب ابراہیم (ع) نے کہا "بل فعله كبيرهم هذا" تو انکی غرض (لوگوں کی) اصلاح اور راہنمائی تھی تاکہ وہ (سمجھ جائیں) کہ بت کوئی کام انجام نہیں دے سکتے (۲)

ابراہیم (ع): ان کے جواب کے اثرات ۲؛ یہ اور جھوٹ ۶، ۷؛ ان کے قصے کا بت شکن ۳؛ ان کا جواب ۱؛ ان کے پیش آنے کی روش ۳؛ انکی تبلیغ کی روش ۳؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴

بت: یہ اور بات کرنا ۵؛ ان سے سوال ۳؛ انکا عاجز ہونا ۵/ بت پرست لوگ: ان کی سوچ ۵

جھوٹ: جائز جھوٹ ۷؛ مصلحت والا جھوٹ ۷

روایت ۶، ۷ قوم ابراہیم (ع): ان کے بڑے بت سے تفتیش ۳؛ اسکے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ ۲؛ اس کے بتوں کا عاجز ہونا ۳؛ اسکے بتوں کا کردار ۱، ۶

(1) تفسیر قمی ج ۲ ص ۷۲؛ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۳۱ ح ۷۹ / 2) کافی ج ۲ ص ۳۴۲ ح ۱۷؛ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۳۴ ح ۸۵ و ۸۶۔

آیت ۶۳

﴿فَرَجِعُوا إِلَىٰ أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ﴾

اس پر ان لوگوں نے اپنے دلوں کی طرف رجوع کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ یقیناً تم ہی لوگ ظالم ہو (۶۳)
 1_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم اس بات سے آگاہ ہونے کے بعد کہ بت بات کرنے سے عاجز ہیں کچھ متوجہ ہوئے اور اپنے عقیدے کے بارے میں سوچ و بیچار کرنے لگے۔ فرجعوا إلى أنفسهم
 مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "فرجعوا إلى أنفسهم" سے مراد بت پرستوں میں سے ہر ایک کا اپنے ضمیر کی طرف رجوع کرنا اور غور و فکر کرنا ہو۔

2_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم اس بات سے آگاہ ہونے کے بعد کہ بت بات کرنے سے عاجز ہیں ایک دوسرے کے پاس آکر آپس میں ایک دوسرے کی مذمت کرنے لگی۔ فرجعوا إلى أنفسهم فقالوا إنكم أنتم
 مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "أنفسهم" سے مقصود بت پرستوں کا آپس میں ایک دوسرے کی طرف رجوع کرنا ہو اس طرح وہ ایک دوسرے کو مخاطب کر کے (فقالوا إنكم أنتم ...) آپس میں ایک دوسرے کی مذمت کرنے لگے۔

3_ حضرت ابراہیم (ع) کا شرک کے بطلان پر استدلال اور بت پرستی کے ساتھ مقابلہ میں انکی روش نے انکی پوری قوم پر مکمل اثر کیا۔ قال بل فعله كبيرهم ... فرجعوا إلى أنفسهم فقالوا إنكم أنتم الظالمون

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ پوری قوم نے فوری طور پر اپنی گمراہی کا اعتراف کر لیا حضرت ابراہیم (ع) کے استدلال کے قوی ہونے اور ان کی دعوت کی روش کے مکمل طور پر اثر کرنے کا اندازہ ہوتا ہے۔

4_ قوم ابراہیم (ع) کے بت پرستوں نے اپنے ظلم اور حضرت ابراہیم (ع) کے اس سے بری ہونے کا اعتراف کیا۔ فقالوا إنكم أنتم الظالمون ضمیر منفصل "أنتم"، "کم" کیلئے تاکید ہے اور جملہ "إنكم أنتم..." حصر پر دلالت کرتا ہے یہ

حصر حصر اضافی ہے یعنی فقط تم ظالم ہو نہ ابراہیم (ع)۔

5۔ بت پرستی اور شرک، فطرت انسانی کی نظریں ظلم و ستم ہے۔ فرجعوا إلى أنفسهم فقالوا إنكم أنتم الظالمون

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "انفسہم" سے مراد اپنی طرف رجوع کرنا اور ضمیر و وجدان ہو۔

6۔ حضرت ابراہیم (ع) نے بت پرستی کے خلاف مبارزت اور توحید کے اثبات کیلئے فن نمائش (اداکاری) سے استفادہ

کیا۔ فجعلہم جذاذاً إلا کبیراً لہم ... قال بل فعلہ کبیرہم هذا فسئلوہم ... فقالوا إنکم أنتم الظالمون

7۔ تبلیغ دین میں فن نمائش سے استفادہ کرنا شائستہ اور کامیاب طریقہ ہے۔ فجعلہم جذاذاً إلا کبیراً لہم ... قال بل فعلہ

کبیرہم هذا فسئلوہم ... فقالوا إنکم أنتم الظالمون حضرت ابراہیم (ع) نے اپنی تبلیغ میں فن نمائش سے استفادہ کیا اور اپنے ہدف کو پایا اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

8۔ شرک اور بت پرستی انسان کے اپنے آپ سے بیگانہ ہونے کا واضح مصداق ہے۔ انت فعلت هذا بألھتنا ...

فرجعوا إلى أنفسہم فقالوا إنکم أنتم الظالمون چونکہ بت پرستوں نے اپنی طرف واپس پلٹنے اور متنبہ ہونے کے بعد شرک کے بطلان کو درک کر لیا اس کا مطلب یہ ہے کہ بت پرست لوگ اپنے آپ سے بیگانہ ہیں۔

9۔ اپنے کو پالینا اور ضمیر کی طرف رجوع کرنا حقائق کے اعتراف کیلئے اسباب فراہم کرتا ہے۔ فرجعوا إلى أنفسہم

فقالوا إنکم أنتم الظالمون چونکہ بت پرستوں نے اپنے کو پالینے اور اپنے ضمیر کی طرف رجوع کرنے کے بعد شرک کے بطلان اور توحید کی سچائی کو درک کر لیا اس سے مذکورہ مطلب کا استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

10۔ ظلم کا برا اور ناپسندیدہ ہونا سب انسانوں کیلئے قابل درک اور قابل قبول ہے۔ فقالوا إنکم أنتم الظالمون

مذکورہ مطلب اس نکتے کی طرف توجہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے کہ قوم ابراہیم (ع) باوجود اسکے کہ الہی شریعتوں میں سے کسی خاص شریعت کا اعتقاد نہیں رکھتی تھی لیکن پھر بھی اس نے ظلم کے قبیح ہونے کو مسلم لیا۔

ابراہیم (ع): ان کے استدلال کے اثرات ۳؛ یہ اور ظلم ۳؛ انہیں بری الزمہ کرنا ۳؛ انکی تبلیغ کی روش ۳، ۳؛ انکے مقابلے

کی روش ۶؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳؛ انکا فن ۶

اقرار: ظلم کا اقرار ۳؛ حق کے اقرار کا پیش خیمہ ۹

انسان: اسکے فطری امور ۵

بت: یہ اور بات کرنا ۱؛ انکا عاجز ہونا ۱، ۲

بت پرستی: اسکے اثرات ۷؛ اس کا ظلم ہونا ۵

تبلیغ: اسکی روش ۷؛ اس میں ہنر ۷

خود: خود کو باوری اثرات ۹؛ خود کی سرزنش ۲؛ خود سے بیگانہ ہونے کے عوامل ۸

شرک: اسکے اثرات ۸؛ اس کا ظلم ہونا ۵

ظلم: اسکے موارد ۵؛ اسکے ناپسندیدہ ہونے کا واضح ہونا ۱۰

قوم ابراہیم: اسکے افراد ۳؛ اسکی تاریخ ۱؛ اس کا متنبہ ہونا ۱، ۲، ۳؛ اسکی سرزنش ۲؛ اسکے تفکر کے عوامل ۱

ضمیر: اسکا کردار ۹

فن: فن نمائش کا کردار ۶، ۷

آیت ۶۵

﴿ثُمَّ نَكْسُوا عَلَىٰ رُؤُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ﴾

اس کے بعد ان کے سر شرم سے جھکا دیئے گئے اور کہنے لگے ابراہیم تمہیں تو معلوم ہے کہ یہ بولنے والے نہیں ہیں (۶۵)
1_ شرک کے بطلان پر حضرت ابراہیم (ع) کے مستحکم استدلال کے مقابلے میں بت پرستوں نے شرمندہ ہو کر سر

جھکا لئے۔ ثم نکسوا علی رؤسہم

"نکس" کا معنی ہے کسی شے کے اوپر والے حصے کو نیچے کی طرف پلٹانا اور اسے برعکس کرنا جملہ "نکسوا علی رؤسہم" تمثیل (معقول کی محسوس کے ساتھ تشبیہ) اور ان لوگوں سے کنایہ ہے کہ جن کے سر زیادہ شرمندگی کی وجہ سے ان کے بدن کی نجلی جانب کی طرف ہوں۔

2_ بت پرست، شرک کے بطلان پر حضرت ابراہیم (ع) کے محکم استدلال سے قانع ہونے کے باوجود دوبارہ اپنے شرک آمیز عقیدے کا دفاع کرنے لگے۔ مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ اوپر اور نیچے ہونا کہ جو کنایہ والے جملے (ثم نکسوا

علی رؤسہم) میں موجود ہے

اس سے مراد بت پرستوں کے اعتقادی موقف اور عقائد کا اوپر اور نیچے ہونا ہو یعنی ابتداء میں تو انہوں نے حضرت ابراہیم (ع) کے استدلال کے نتیجے میں شرک کے بطلان کو درک کر لیا لیکن پھر وہ اپنے سابقہ عقیدے پر پلٹ گئے اور دوبارہ اس کا دفاع کرنے لگے۔

3_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم کا شرک و بت پرستی کو دوبارہ اپنا کر اپنی شخصیت کو تبدیل کرنا۔
 فقالوا إنكم أنتم الظالمون۔ ثم نكسوا على رؤسهم مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ (ثم نكسوا على رؤسهم) میں اوپر نیچے ہونے سے مراد بت پرستوں کے عقیدہ کا تبدیل ہونا ہو اس بنا پر ایسی تبدیلی کو انسان کے برعکس ہونے سے تشبیہ دینا ہو سکتا ہے بت پرستوں کی شخصیت کی بنیادی تبدیلی سے کنایہ ہو کہ جسکے نتیجے میں ان کے عقائد بھی تبدیل ہو گئے۔
 4_ توحید سے منہ موڑ کر شرک کی طرف مائل ہونا انسان کی حقیقت اور شخصیت کی تبدیلی اور پچھلے قدموں لوٹنا ہے۔
 فقالوا إنكم أنتم الظالمون۔ ثم نكسوا على رؤسهم

5_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم کا یہ اعتراف کہ بت نطق، کلام اور علم و عقل سے بے بہرہ ہیں۔
 لقد علمت ما هؤلا ينطقون

6_ بت پرستوں نے شرک کے بطلان پر حضرت ابراہیم (ع) کے استدلال کو نادرست قرار دیا اور انہیں بتوں کو توڑنے کی وجہ سے مجرم ٹھہرایا۔ فسئلوهم إن كانوا ينطقون... ثم نكسوا على رؤسهم لقد علمت ما هؤلا ينطقون
 حضرت ابراہیم (ع) کے کلام "فسئلوهم ان كانوا ينطقون" کا جواب جملہ (لقد علمت ما هؤلا ينطقون) ہے یعنی تجھے پتا ہے کہ بت بات کرنے سے عاجز ہیں پس کیوں ہمیں بتوں سے سوال کرنے کا کہہ رہے ہے لامحالہ تیرا یہ سوال بت شکنی کی تہمت سے فرار کیلئے ہے۔

ابراہیم (ع): ان کے استدلال کے اثرات ۱، ۲؛ انکا استدلال ۶؛ انکی بت شکنی ۶؛ ان کی شرک دشمنی ۶؛ انکا قصہ ۱، ۶
 واپس پلٹنا: اسکے موارد ۳

بت: یہ اور بات کرنا ۵؛ انکا عاجز ہونا ۵

توحید: اس سے منہ موڑنا ۳

شخصیت: اسکی آسیب شناسی ۳؛ اسکی تغیر کے عوامل ۳

قوم ابراہیم (ع):

اس کا مرتد ہونا؛ ۳؛ اس کا اقرار؛ ۵؛ اسکی سوچ؛ ۶؛ اسکی تاریخ؛ ۲، ۳؛ اسکی شخصیت کی تبدیلی؛ ۳؛ اس کا خبردار ہونا؛ ۱؛ اسکی شرمندگی؛ ۱، اس کا شرک؛ ۲، ۳؛ اس کا لیچرین؛ ۲

آیت ۶۶

﴿قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ﴾

ابراہیم نے کہا کہ پھر خدا کو چھوڑ کر ایسے خداؤں کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان (۶۶)
 ۱_ حضرت ابراہیم (ع) نے خدائے یکتا کے غیر کی عبادت کی وجہ سے اپنی قوم کی مذمت کی۔ قال ا فتعبدون من دون الله "ا فتعبدون" کا ہمہ استفہام انکاری تونیخی کیلئے ہے۔

۲_ قوم ابراہیم (ع) ان چیزوں کی عبادت کرتی تھی جو اسے نہ کوئی نفع پہنچا سکتی تھیں اور نہ نقصان۔
 قال ا فتعبدون من دون الله مالا ينفعكم شيئا و لا يضرکم

۳_ نفع و نقصان صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ا فتعبدون من دون الله مالا ينفعكم شيئا و لا يضرکم
 اس حقیقت کا بیان کرنا کہ معبود انسانوں کو کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے ہو سکتا ہے اس نکتے کی طرف اشارہ اور تعریض ہو کہ نفع و نقصان صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

۴_ حضرت ابراہیم (ع) نے توحید کے اثبات اور شرک کے بطلان کیلئے بت پرستوں کو بتوں کی ناتوانی سے آگاہ کرنے اور ان سے اس حقیقت کا اعتراف لینے کی روش سے استفادہ کیا۔ فسئلوهم ان كانوا ينطقون... لقد علمت ما هؤلاء ينطقون قال ا فتعبدون من دون الله مالا ينفعكم شيئا و لا يضرکم

۵_ لوگوں کو دین داری کے سودمند ہونے اور بے دینی کے نقصان دہ ہونے سے آگاہ کرنا دین کی تبلیغ اور انسانوں کی ہدایت میں ایک پسندیدہ اور مفید روش

ہے۔ قال ا فتعبدون من دون الله مالا ينفعكم شيئاً و لا يضرکم

6_ عبادت خدا کے منافع کو حاصل کرنے اور ترک عبادت کے نقصانات سے بچنے کیلئے عبادت کرنے کا جواز۔

ا فتعبدون من دون الله مالا ينفعكم شيئاً و لا يضرکم

حضرت ابراہیم (ع) نے شرک کے بطلان کو ثابت کرنے کیلئے غیر خدا کی عبادت کے لا حاصل ہونے کو دلیل بنایا اس حقیقت کے بیان سے اس بات کا استفادہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر معبود کی عبادت کا انسان کیلئے کوئی فائدہ ہونا ضروری ہے اور انسان اس فائدے کے پیش نظر خدا تعالیٰ کی عبادت کر سکتا ہے۔

ابراہیم (ع): انکی تبلیغ کی روش ۳؛ انکی شرک دشمنی کی روش ۳؛ انکی طرف سے مذمت ۱؛ انکا قصہ ۱، ۳

احکام ۶

بت: انکا عاجز ہونا ۳

تبلیغ: اسکی روش ۵

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۳

دین: بے دینی کے نقصان کا اعلان ۵

دینداری: اسکے منافع کا اعلان ۵

نقصان: اس کا سرچشمہ ۳

نفع: اس کا سرچشمہ ۳

عبادت: عبادت خدا کے احکام ۶؛ مادی مفادات کیلئے عبادت ۶

قوم ابراہیم: اسکے بت پرستوں کا متنبہ ہونا ۳؛ اسکی سرزنش ۱؛ اس کا شرک ۱؛ اسکے بتوں کا عاجز ہونا ۲

ہدایت: اسکی روش ۵

﴿أَفِ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (٦٧)

﴿قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ﴾ (٦٨)

﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ﴾ (٦٩)

آیت ۷۰

﴿وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ﴾

اور ان لوگوں نے ایک لکر کا ارادہ کیا تھا تو ہم نے بھی انہیں خسارہ والا اور ناکام قرار دیدیا (۷۰)

1_ حضرت ابراہیم (ع) کے خلاف بت پرستوں کی سازش اور فریب کاری ناکام رہی۔ و أرادوا به كيداً فجعلنهم
الأخسرين

2_ حضرت ابراہیم (ع) کے خلاف بت پرستوں کی سازش اور نیرنگ خود ان کے مکمل نقصان اور خسارت کا عامل بنا۔
و أرادوا به كيداً فجعلنهم الأخسرين

3_ حضرت ابراہیم (ع) کو آگ میں پھینکے جانے کے علاوہ بت پرستوں کی ایک اور سازش اور نیرنگ کا بھی سامنا کرنا پڑا
و أرادوا به كيداً فجعلنهم الأخسرين

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "کیداً" سے مراد آگ میں پھینکنے کے علاوہ کوئی نیا نیرنگ ہو کیونکہ "کید" کے معنی میں
خفیہ ہونا بھی ہے جبکہ آگ میں پھینکنا تو ایک آشکارا عمل تھا نہ مخفی اسکے علاوہ "أرادوا" یعنی انہوں نے ارادہ کیا اور چاہا (نہ
اسے عملی کیا) کی تعبیر اسی دعوت کی تائید کرتی ہے قابل ذکر ہے کہ "کیداً" کی تنوین تعظیم و تفضیم کیلئے ہے۔ اس صورت میں
یہ نیرنگ کے بڑے ہونے کو بیان کر رہی ہے۔

4_ حضرت ابراہیم (ع) کی بت پرست قوم، کائنات کی سب سے زیادہ خسارہ والی قوم تھی۔ فجعلنهم الأخسرين

5_ اہل باطل کی نیرنگ بازیاں اور فریب کاریاں، ارادہ الہی کے مقابلے میں ناتوان اور بے نتیجہ ہیں۔
و أرادوا به كيداً فجعلنهم الأخسرين

6_ بت پرستی اور حق اور رہبرن الہی کے مقابلے میں کھڑا ہونا سب سے زیادہ نقصان والے کاموں میں سے ہے۔
و أرادوا به كيداً فجعلنهم الأخسرين

ابراہیم (ع): ان کے خلاف سازش کے اثرات ۲؛ ان کے خلاف سازش ۱، ۳؛ انہیں جلانا ۳؛ ان کا قصہ ۱، ۲، ۳

بت پرستی: اس کا نقصان ۳

حق: اسے قبول نہ کرنے کا نقصان ۶

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کی اہمیت ۵

دشمن: انکی سازش کی شکست ۵

دینی رہنما: ان کے خلاف مبارزت کا نقصان ۶

قوم ابراہیم (ع): اسکی تاریخ ۳؛ اسکی سازش ۳؛ اس کا نقصان اٹھانا ۲، ۳؛ اسکی ناکامی ۱

لوگ: سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے لوگ ۳

نقصان: بدترین نقصان ۶؛ اسکے عوامل ۲؛ اسکے مراتب ۶

آیت ۷۱

﴿وَنَجِّينَاهُ لُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ﴾

اور ابراہیم اور لوط کو نجات دلا کر اس سرزمین کی طرف لے آئے جس میں عالمین کے لئے برکت کا سامان موجود تھا (۷۱)

1_ حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط (ع) نے ارادہ الہی کے ساتھ اپنی قوم کی نیزنگ بازیوں اور دسیسہ کاریوں سے نجات حاصل کی۔ و أرادوا به كيداً ... و نجينه و لوطاً إلى الأرض التي برکنا فيه

2_ حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط (ع) نے اپنے آلودہ معاشرے سے پر برکت سرزمین کی طرف ہجرت کی۔
إلى الأرض التي برکنا فيه

3_ حضرت ابراہیم (ع) کی طرح حضرت لوط (ع) بھی اپنی قوم کی طرف سے رنج و الم اور اذیت کا شکار تھے۔
و نجينه و لوطاً إلى الأرض التي برکنا فيه حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط کے بارے میں ایک ہی طرح سے کلمہ
نجات کا استعمال مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے کیونکہ نجات وہاں ہوتی ہے جہاں کسی خطرے اور نقصان کا سامنا ہو۔

4_ حضرت ابراہیم (ع) اور لوط (ع) کی ہجرت کی جگہ (شام_ فلسطین) دنیا کے سب لوگوں کیلئے بابرکت ہے۔

و نجينه و لوطاً إلى الأرض التي برکنا فيها للعالمين "عالم" کا معنی ہے پوری مخلوقات یا موجودات کا ایک حصہ اور اس کا جمع (عالمین) آنا موجودات کی تمام اقسام کو شامل ہونے کیلئے ہے اور اس آیت میں اس سے مراد دور و نزدیک کے سب قبائل اور اقوام کے تمام افراد ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ معمولاً مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ سرزمین مبارک سے مراد شام (فلسطین) ہے۔

5_ حق کا دفاع اور حق دشمنوں اور مشرکین کے مقابلے میں توحید کے مدار پر حرکت کرنا خدا تعالیٰ کی امداد اور نصرت کو ہمراہ رکھتا ہے۔ و أرادوا به كيداً ... و نجينه و لوطاً إلى الأرض التي برکنا فيه

6_ آلودہ ماحول اور بلاد کفر و شرک سے پاک اور پر برکت سرزمین کی طرف ہجرت کرنا ایک شائستہ اور لازمی امر ہے۔ و نجينه و لوطاً إلى الأرض التي برکنا فيه

ابراہیم (ع): انکی اذیت ۳; ان کے زمانے کا معاشرہ ۲; انکا قصہ ۱، ۲، ۳; انکی نجات ۱; انکی ہجرت ۲، ۳
حق: اسکے دفاع کے اثرات ۵; حق دشمنوں کے خلاف مبارزت کے اثرات ۵
خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۱; اسکی امداد کا پیش خیمہ ۱; اس کا نجات دینا ۱
سرزمین: بابرکت سرزمین ۲، ۳; بابرکت سرزمین کی طرف ہجرت ۶
عمل: پسندیدہ عمل ۶

فلسطین: اسکی برکت ۳; اسکی طرف ہجرت ۳

قوم ابراہیم (ع): اسکی اذیتیں ۳; اسکی سازش ۱

قوم لوط (ع): اسکی اذیتیں ۳; اسکی سازش ۱

لوط (ع): انکی اذیت ۳; ان کے زمانے کا معاشرہ ۲; انکا قصہ ۱، ۲، ۳; انکی نجات ۱; انکی ہجرت ۲، ۳

مشرکین: ان کے خلاف مقابلے کے اثرات ۵

ہجرت: اسکی اہمیت ۶; خراب معاشرے سے ہجرت ۶; دار الکفر سے ہجرت ۶

آیت ۷۲

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۚ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ﴾

اور پھر ابراہیم کو اسحاق اور ان کے بعد یعقوب عطا کئے اور سب کو صالح اور نیک کردار قرار دیا (۷۲)

1_ حضرت اسحاق (ع) اور حضرت یعقوب (ع) کی پیدائش حضرت ابراہیم (ع) کی ہجرت کے بعد ہوئی۔
و نجیناه و لوطاً إلى الأرض ... و وهبنا له إسحاق و يعقوب

ان آیات میں حضرت ابراہیم (ع) کی داستان بطور مجموعہ مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔ اسکے علاوہ یہ کہ حضرت ابراہیم (ع) کا آگ میں پھینکا جانا اور انکا اس سے نجات پانا جوانی میں تھا اور آپ برہا پے میں صاحب اولاد ہوئے۔

2_ اسحاق (ع) و یعقوب (ع)، ذاتعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم (ع) کو عطیہ۔ ووهبنا له إسحاق و يعقوب

3_ اولاد اور اولاد کی اولاد پروردگار کی طرف سے ایک عطیہ ہے۔ ووهبنا له إسحاق و يعقوب

4_ حضرت یعقوب (ع) کی پیدائش، حضرت ابراہیم (ع) کی زندگی میں ہوئی۔ ووهبنا له إسحاق و يعقوب

حضرت یعقوب (ع) حضرت اسحاق (ع) کے بیٹے اور حضرت ابراہیم (ع) کے پوتے ہیں لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے یعقوب (ع) کا نام اسحاق کے ہمراہ ذکر کیا ہے اور دونوں کو اپنی طرف سے حضرت ابراہیم (ع) کیلئے عطیہ قرار دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ یعقوب (ع)، حضرت ابراہیم (ع) کی زندگی میں پیدا ہو چکے تھے۔

5_ حضرت ابراہیم (ع) کو یعقوب کا عطا کرنا خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے استحقاق سے بڑھ کر ان کیلئے خصوصی عطیہ

اور فضل تھا۔ و وهبنا له إسحاق و يعقوب نافلة

یہ مطلب دو نکتوں کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے ۱_ "نافلہ" یعقوب (ع) کیلئے حال ہے ۲_ "نافلہ" کا ایک معنی ہے عطیہ جو استحقاق سے بڑھ کر ہو

حضرت ابراہیم (ع) کو یعقوب کے عطا کرنے کے سلسلے میں اس کلمے کا استعمال اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ حضرت ابراہیم (ع) نے خدا تعالیٰ سے صرف بیٹے کی درخواست کی تھی نہ پوتے کی لیکن خدا تعالیٰ نے ان پر خصوصی فضل و کرم کرتے ہوئے انہیں پوتا بھی عطا کیا (لسان العرب)

6۔ ابراہیم (ع)، یعقوب (ع) اور اسحاق (ع) صالحین میں سے ہیں۔ وکلاً جعلنا صالحین

7۔ ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کا مقام صالحین کو پانا خدا تعالیٰ کے ارادے اور لطف و کرم کے سائے میں تھا۔ وکلاً جعلنا صالحین

8 عن أبي عبد الله (ع) في قوله عز وجل: "ووهبنا له اسحاق و يعقوب نافلة" قال: ولدا لولد نافل۔ اسے تعالیٰ کے فرمان (و وھبنا لہ اسحاق و یعقوب نافلۃ) کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا اولاد کی اولاد نافلہ ہے^(۱)

ابراہیم (ع): یہ صالحین میں سے ۶؛ یہ اور یعقوب (ع) ۳؛ ان پر فضل کرنا ۵؛ ان کے فضائل ۵، ۶؛ ان کا قصہ ۱؛ انکی صلاحیت کا سرچشمہ ۴؛ انکی نعمتیں ۲؛ انکی ہجرت ۱

اسحاق (ع): یہ صالحین میں سے ۶؛ انکی تاریخ ولادت ۱؛ ان کے فضائل ۶؛ انکا قصہ ۱؛ انکی صلاحیت کا سرچشمہ ۴

انبیائی: (ع)

انکی تاریخ ۱

پوتا: اس کا کردار ۸

خدا تعالیٰ: اس کے ارادے کے اثرات ۴؛ اس کے عطیے ۲، ۳

روایت ۸ خدا تعالیٰ کا فضل: یہ جنکے شامل حال ہے ۵

نافلہ: اس سے مراد ۸

نعمت: اسحاق کی نعمت ۲؛ بیٹے کی نعمت ۳؛ پوتے کی نعمت ۳؛ یعقوب کی نعمت ۲

یعقوب (ع): انکی تاریخ ولادت ۱، ۳؛ ان کے فضائل ۶؛ انکا قصہ ۱؛ انکی صلاحیت کا سرچشمہ ۴؛ یہ صالحین میں سے ۶

آیت ۷۳

﴿وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ﴾

اور ہم نے ان سب کو پیشوا قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کار خیر کرنے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی اور یہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے (۷۳)

1_ حضرت ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) معاشرے میں رہبری اور قیادت کا منصب رکھتے تھے۔
و جعلنہم أئمة

2_ ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کی امامت و راہبری خدا تعالیٰ کے انتخاب اور انتصاب کی وجہ سے تھی۔
و جعلنہم أئمة

3_ مقام امامت، خدا تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوتا ہے۔ و جعلنہم أئمة

4_ امامت، نبوت و رسالت سے بالاتر مقام و منصب و کلاً جعلنا صالحین و جعلنہم أئمة یهدون بأمرن
خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم (ع) کو صالح قرار دینا اور انہیں منصب امامت عطا کرنا انکی نبوت و رسالت کے بعد تھا یہ ہو سکتا ہے مقام امامت کے، منصب نبوت سے بالاتر ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

5_ صالح ہونا، مقام امامت کو پانے کی شرط ہے۔ کلاً جعلنا صالحین و جعلنہم أئمة
مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر حاصل ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابراہیم (ع) اور... کو مقام امامت عطا کرنے سے پہلے انہیں صالح بنایا اور پھر انہیں منصب امامت عطا کیا۔

6_ ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کو خدا تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کا ہادی اور رہنما بنایا گیا۔
و جعلنہم أئمة یهدون

7_ ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) مامور تھے کہ احکام الہی کی حدود میں رہتے ہوئے لوگوں کی ہدایت کریں نہ اپنے ذاتی ذوق اور دوسروں کے حکم کے مطابق۔ و جعلنہم أئمة یهدون بأمرن

"بامرنا"، "یهدون" کے متعلق اور درحقیقت ہدایت کرنے کیلئے شرط اور قید کے طور پر ہے یعنی ضروری ہے کہ لوگوں کو ہدایت کرنا ہمارے حکم سے ہو۔

8_ رہبران الہی کے عمل کا معیار حکم خداوندی ہے نہ انکا ذاتی ذوق اور لوگوں کی خواہشات نفسانی۔ و جعلنہم أئمة یهدون بأمرن

9_ لوگوں کو خدا تعالیٰ، اسکی صفات، افعال اور کلام کی طرف ہدایت کرنا حضرت ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کا فریضہ تھا۔ و جعلنہم أئمة یهدون بأمرن

مذکورہ مطلب دو نکتوں کی بنیاد پر ہے۔ ۱_ "امر" اصل میں "شان" کے معنی میں ہے اور یہ ایسا عام کلمہ ہے جو تمام افعال اور اقوال کو شامل ہے (مفردات راغب) ۲_ "بامرنا" میں "با" ممکن ہے غایت کیلئے اور "الی" کے معنی میں ہو۔

10_ ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) ان انبیا (ع) میں سے ہیں کہ جنکو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی تھی۔ و أوحینا إلیہم

11_ ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) نیک کام کو انجام دینے، نماز قائم کرنے اور زکات ادا کرنے پر مامور۔ و أوحینا إلیہم فعل الخیرات و إقام الصلوۃ و إیتاء الزکاة

12_ خدا تعالیٰ نے ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کو نیک کاموں کی شناخت کرائی اور وحی کے ذریعے انہیں ان کے انجام دینے کا طریقہ سکھایا۔ و أوحینا إلیہم فعل الخیرات

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "فعل الخیرات" کی نصب "أوحینا" کا مفعول ہونے کی وجہ سے ہو۔ اس بنا پر فعل خیرات کی وحی اور الہام سے مراد ہو سکتا ہے یہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ہر اس کام کی پہچان کرائی جو میزان الہی اور واقع میں کار خیر ہے اور وحی کے ذریعے انہیں ان کے انجام کا طریقہ سکھایا۔ بہ الفاظ دیگر "أوحینا" "علمنا" کے معنی پر مشتمل ہے۔

13_ نماز قائم کرنا اور زکات ادا کرنا دیگر نیک کاموں کے مقابلے میں خصوصی اور بالاتر مقام کے حامل ہیں۔ و أوحینا إلیہم فعل الخیرات و إقام الصلوۃ و إیتاء الزکاة

باوجود اسکے کہ نماز اور زکات خود نیک کاموں میں سے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان دو فریضوں کو علیحدہ طور پر ذکر کیا ہے۔ انہیں خصوصی طور پر بیان کرنے سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

14_ نیک کاموں کو انجام دینا، نماز قائم کرنا اور زکات ادا کرنا حضرت ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کی شریعت کے فرائض میں سے تھے۔ و أوحینا إلیہم فعل الخیرات و إقام الصلوۃ و

15_ مسلسل اور مخلصانہ عبادت اور بندگی حضرت ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کے اوصاف میں سے تھے۔ وکانوا لنا عبدین فعل "کون" کہ جو وصف کے استقرا پر دلالت کرتا ہے حضرت ابراہیم (ع) کی عبادت کے دائمی ہونے کو بیان کر رہا ہے اور جار و مجرور "لنا" کا مقدم ہونا ان کی عبادت کے خدا تعالیٰ کیلئے منحصر ہونے پر دلالت کر رہا ہے کہ جسے مخلصانہ عبادت کہا جاتا ہے۔

16_ عبادت میں اخلاص اور تسلسل، خدا تعالیٰ کیلئے عبودیت و بندگی کے کمال کا ایک مرتبہ ہے۔ وکانوا لنا عبدین ابراہیم (ع): ان کا اخلاص ۱۵؛ انکی امامت ۱؛ ان کا برگزیدہ ہونا ۲، ۶؛ انکی عبودیت کا دائمی ہونا ۱۵؛ ان کے دین کی تعلیمات ۱۳؛ انکی شرعی ذمہ داری ۱۱؛ انکی زکات ۱۱؛ انکا عمل خیر ۱۱؛ ۱۲، ان کے فضائل ۱۵؛ انکی ذمہ داری کا دائرہ کار ۴؛ انکی ذمہ داری ۹؛ انکا معلم ۱۲؛ انکا مقام و مرتبہ ۱، ۲، ۱۰؛ انکی امامت کا سرچشمہ ۲؛ انکی نبوت ۱۰؛ انکی نماز ۱۱؛ انکی طرف وحی ۱۰، ۱۱؛ انکا ہادی ہونا ۶، ۷، ۹

اسحاق (ع): ان کا اخلاص ۱۵؛ انکی امامت ۱؛ ان برگزیدہ ہونا ۲، ۶؛ انکی عبودیت کا دائمی ہونا ۱۵؛ ان کے دین کی تعلیمات ۱۳؛ انکی شرعی ذمہ داری ۱۱؛ انکی زکات ۱۱؛ انکا عمل خیر ۱۱؛ ۱۲، ان کے فضائل ۱۵؛ انکی ذمہ داری کا دائرہ کار ۴؛ انکی ذمہ داری ۹؛ انکا معلم ۱۲؛ انکا مقام و مرتبہ ۱، ۲، ۱۰؛ انکی امامت کا سرچشمہ ۲؛ انکی نبوت ۱۰؛ انکی نماز ۱۲؛ انکی طرف وحی ۱۰، ۱۱؛ انکا ہادی ہونا ۶، ۷، ۹

اطاعت: خدا کی اطاعت ۸/ امامت: اسکے مقام کی قدر و قیمت ۳؛ اسکے شرائط ۵؛ اس کا سرچشمہ ۳

انسان: اسکی ہدایت ۷، ۹/ خدا تعالیٰ: اسکی تعلیمات ۱۲؛ اسکے اوامر کا کردار ۷؛ اس کا کردار ۳

خدا کے برگزیدہ بندے ۲، ۶/ دینی رہنما: ان کے عمل کا معیار ۸

زکات: اسکی اہمیت ۱۱؛ یہ دین ابراہیم (ع) میں ۱۳؛ یہ شریعت اسحاق میں ۱۳؛ یہ شریعت یعقوب (ع) میں ۱۳؛ اسکے ادا کرنے کی فضیلت ۱۳

صلاحیت: اسکے اثرات ۵

عبادت: اس میں اخلاص ۱۶؛ اس کا دائمی ہونا ۱۶

عبودیت: اسکے مراتب ۱۶

عمل: عمل خیر کی اہمیت ۱۱

نبوت: اسکے مقام کی قدر و قیمت ۳

نماز: اسے قائم کرنے کی اہمیت ۱۱؛ اسے قائم کرنے کی فضیلت ۱۳؛ یہ دین ابراہیم (ع) میں ۱۳؛ یہ شریعت

اسحاق (ع) میں ۱۳؛ یہ شریعت یعقوب (ع) میں ۱۳

یعقوب (ع): ان کا اخلاص ۱۵؛ انکی امامت ۱؛ ان کا برگزیدہ ہونا ۲، ۶؛ انکی عبودیت کا دائمی ہونا ۱۵؛ ان کے دین کی تعلیمات ۱۳؛ انکی شرعی ذمہ داری ۱۱؛ انکی زکات ۱۱؛ انکا عمل خیر ۱۱؛ ۱۲، ان کے فضائل ۱۵؛ انکی ذمہ داری کا دائرہ کار ۴؛ انکی ذمہ داری ۹؛ انکا معلم ۱۲؛ انکا مقام و مرتبہ ۱، ۲، ۱۰؛ انکی امامت کا سرچشمہ ۲؛ انکی نبوت ۱۰؛ انکی نماز ۱۲؛ انکی طرف وحی ۱۰، ۱۱؛ انکا ہادی ہونا ۶، ۷، ۹

آیت ۷۳

﴿وَلَوْطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ﴾

اور لوط کو یاد کرو جنہیں ہم نے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا اور اس بستی سے نجات دلادی جو بدکاریوں میں مبتلا تھی کہ یقیناً یہ لوگ بڑے برے اور فاسق تھے (۷۳)

1_ حضرت لوط، (ع) خدادادی علم و حکمت سے مالا مال تھے۔ و لوطاً ء اتینہ حکماً و علم "حکم" کے معانی میں سے ایک حکمت ہے مذکورہ مطلب اسی معنی پر مبتنی ہے۔

2_ حضرت لوط (ع)، خدا تعالیٰ کی جانب سے منصب قضاوت رکھتے تھے۔ و لوطاً ء اتینہ حکم مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ حکم "قضاوت" کے معنی میں ہو (لسان العرب) قابل ذکر ہے کہ حکم کا "قضاوت" کے معنی میں استعمال بہت زیادہ ہے۔

3_ حضرت لوط (ع) کو خدا تعالیٰ کی خصوصی عنایات حاصل تھیں۔ و لوطاً ء اتینہ حکماً و علماً جملہ "و لوطاً آتیناہ ... کا عطف جملہ "لقد آتینا ابراہیم ... پر ہے اور "لوطاً" کہ جو فعل "آتیناہ" کا مفعول ہے کا مقدم ہونا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت لوط (ع) کو خدا تعالیٰ کی خصوصی عنایات حاصل تھیں کیونکہ گذشتہ آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی داستان کے ضمن میں حضرت لوط (ع) کا تذکرہ بھی فرمایا تھا لیکن اس آیت میں علیحدہ طور پر ان کا ذکر فرمایا

4_ قوم لوط، مختلف قسم کی پلیدیوں، وسیع ناپاکیوں اور پست و ناپسند اعمال اور خصلتوں میں مبتلا تھی۔ و نجینه من القرية التي كانت تعمل الخبائث "خبائث" (خیشہ کی جمع) اور مادہ "خبث" سے ہے کہ جس کا معنی ہے مختلف قسم کی پلیدی، ناپاکی، پست اعمال اور ناپسندیدہ خصلتیں۔

5_ خدا تعالیٰ نے حضرت لوط (ع) کو اپنی پلید، ناپاک اور بری قوم کے شر سے نجات دی۔ و نجینه من القرية التي كانت تعمل الخبائث

6_ حضرت لوط (ع) کو روحی اور نفسیاتی تکلیف و اذیت پہنچانا ان کے معاشرے کے ناپسندیدہ اعمال میں سے تھی۔ و لوطاً... و نجینه من القرية التي كانت تعمل الخبائث مذکورہ مطلب دو نکتوں کے پیش نظر ہے۔ الف نجات اس جگہ ہوتی ہے جہاں پہلے مشکل ہو قریہ کیلئے "تعمل الخبائث" والی صفت بتاتی ہے کہ ان کا کردار حضرت لوط (ع) کو ناخوش کرتا تھا اور ان کی اذیت اور تکلیف کا باعث تھا۔

7_ آلودہ اور فاسد معاشرے میں زندگی گزارنا مؤمنین کیلئے باعث رنج و الم اور ناقابل برداشت ہے۔ و نجینه من القرية التي كانت تعمل الخبائث

8_ معاشرے کا فرد پر اثر جبری اور ناقابل اجتناب نہیں ہے بلکہ مکمل طور پر فاسد اور آلودہ معاشرے میں بھی عادات و اخلاق کو سالم رکھنا ممکن ہے و نجینه من القرية التي كانت تعمل الخبائث مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ حضرت لوط اپنی قوم کے فاسد اور خراب ماحول میں بھی پاک اور بے گناہ رہے اور آخر کار اس سے نجات حاصل کی۔ 9_ حضرت لوط (ع) کے ناپاک اور فاسد معاشرے نے آپکی دعوت اور تبلیغ سے اثر قبول نہ کیا۔ و نجینه من القرية التي كانت تعمل الخبائث

10_ حضرت لوط (ع) کے معاشرے کا فسق و انحراف والا ماضی ان کے پلید اور غیر شائستہ کردار کو اپنانے اور حضرت لوط (ع) کی دعوت کو قبول نہ کرنے کا سبب بنا۔ تعمل الخبائث إھم كانوا قوم سوء فسقین جملہ "إھم كانوا..." جملہ "تعمل الخبائث" کی تعلیل کے طور پر ہے۔ بنا براین فسق (نافرمانی اور راہ حق سے انحراف) قوم لوط کے خبائث اور ناپاکی کو اختیار کرنے کا سبب بنا۔ قابل ذکر ہے کہ فعل "كانوا" کہ جو وصف کے ثبوت اور استقرار پر دلالت کرتا ہے ماضی میں

قوم لوط کے درمیان فساد اور خرابی کے دائمی ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

11_ مسلسل انحراف اور فسق، انسان کے مزید بڑے اور زیادہ گناہوں میں مبتلاء ہونے کا سبب ہے۔
كانت تعمل الخبث إثم كانوا قوم سوء فسقین

12_ فاسد اور ناپاک معاشرے سے نجات ایک عظیم اور شکر کے قابل نعمت ہے۔ و نجينه من القرية التي كانت تعمل الخبث إثم كانوا قوم سوء فسقین آیت کریمہ حضرت لوط (ع) پر احسان جتلانے کے درپے ہے بنا براین فاسد قوم سے نجات ایسی نعمت ہے کہ جسکے ساتھ خدا تعالیٰ نے حضرت لوط (ع) پر احسان کیا۔

انسان: اس کا اختیار ۸

معاشرہ: فاسد معاشرے میں زندگی کے اثرات ۷

خدا تعالیٰ: اسکے عطیے ۱؛ اس کا نجات دینا ۵

شکر: نعمت کا شکر ۱۲

فسق: اسکے اثرات ۱۱

قوم لوط: اسکے فسق کے اثرات ۱۰؛ اسکی پلیدی ۳؛ اس کی تاریخ ۳، ۹، ۱۰؛ اس کا حق کو قبول نہ کرنا ۹؛ اسکے رذائل ۳؛ اسکی حق دشمنی کا پیش خیمہ ۱۰؛ اسکے ناپسندیدہ عمل کا پیش خیمہ ۱۰؛ اس کا برا ماضی ۱۰؛ اس کا ناپسندیدہ عمل ۳، ۶؛ اس سے نجات ۵

گناہ: اس کا پیش خیمہ ۱۱

خدا کا لطف و کرم: یہ جنکے شامل حال ہے ۳

لوط (ع): انکی افیت ۶؛ انکی تبلیغ کا اثر نہ کرنا ۹؛ انکا عمل لدنی ۱؛ ان کے فضائل ۱، ۳؛ انکا قصہ ۵، ۶، ۹؛ انکا مقام و مرتبہ ۲؛ انکی حکمت کا سرچشمہ ۱؛ انکی قضاوت کا سرچشمہ ۲؛ انکی نجات ۵

مؤمنین: انکے رنج کے عوامل ۷

معاشرتی ماحول: اس کا مجبور کرنا ۸

نعمت: اسکے درجے ۱۲؛ فاسد معاشرے سے نجات والی نعمت ۱۲

﴿وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾

اور ہم نے انھیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا کہ وہ یقیناً ہمارے نیک کردار بندوں میں سے تھے (۷۵)

1_ حضرت لوط (ع) پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت تھی۔ و ا دخلناه فی رحمتن

2_ حضرت لوط (ع) صالحین اور شائستہ لوگوں میں سے تھے۔ إنه من الصالحین

3_ حضرت لوط (ع) کا صالح اور شائستہ ہونا ان کے خدا تعالیٰ کی خصوصی رحمت سے بہرہ مند ہونے کا سبب تھا۔

و ا دخلنه فی رحمتنا إنه من الصالحین

مذکورہ مطلب اس وجہ سے ہے کہ جملہ "إنه من الصالحین" جملہ "ا دخلناه فی رحمتنا" کیلئے علت ہے۔

4_ صالحین، خدا تعالیٰ کی خاص رحمت سے بہرہ مند ہیں۔ و ا دخلنه فی رحمتنا إنه من الصالحین

مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ جملہ "انه من الصالحین"، "ا دخلناه..." کیلئے علت ہے اور تعلیل حکم کے عام ہونے اور اسکے دیگر مورد بحث افراد کو شامل ہونے کا سبب ہوتی ہے یعنی جو بھی صالح ہو وہ رحمت خدا میں داخل ہوگا۔

5_ حضرت لوط (ع) کا اپنی قوم کی برائیوں سے پاک ہونا اور نجات پانا ان کے خدا تعالیٰ کی خاص رحمت سے بہرہ مند

ہونے کا سبب۔ و لوطاً... نجینہ... و ا دخلنه فی رحمتن

6_ فاسد اور خراب معاشرے سے نجات پانا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کی علامت ہے۔* و نجینہ... و ا دخلنه فی

رحمتن مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "ا دخلناه..." کا جملہ "آئینہ" پر عطف، تفسیری ہو۔

معاشرہ: فاسد معاشرے سے نجات ۶

خدا تعالیٰ: اسکی رحمت کا پیش خیمہ ۳

رحمت: اس کا پیش خیمہ ۵: یہ جنکے شامل حال ہے ۱، ۳، ۵: اسکی نشانیاں ۶

صالحین: ان کے فضائل ۳

لوط (ع): انکی پاکی کے اثرات ۵: انکی صلاحیت کے اثرات ۳: ان کے فضائل ۱، ۲، ۵: آپ صالحین میں سے ۲

آیت ۷۶

﴿وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ﴾

اور نوح کو یاد کرو کہ جب انھوں نے پہلے ہی ہم کو آواز دی اور ہم نے ان کی گزارش قبول کر لی اور انھیں اور ان کے اہل کو بہت بڑے کرب سے نجات دلادی (۷۶)

1_ حضرت نوح (ع) ایک پیغمبر جو حضرت ابراہیم (ع) اور لوط (ع) سے پہلے تھے۔ و نوحاً إذ نادى من قبل مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ گذشتہ آیات۔ کہ جو حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط (ع) کے بارے میں تھیں۔ قرینہ ہیں کہ "من قبل" سے مراد حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت لوط (ع) سے پہلے کا زمانہ ہے۔
2_ حضرت نوح (ع) کی داستان ایسی داستان ہے جو سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد دہانی کرانے کے قابل ہے۔
و نوحاً إذ نادى "نوحاً" فعل مقدر (جیسے "اذکر" یا "اذکروا") کا مفعول ہو۔

3_ حضرت نوح (ع) خدا تعالیٰ کی جانب سے علم و حکمت اور منصب قضاوت رکھتے تھے۔ و لوطاً أتینہ حکماً و علماً ... و نوحاً إذ نادى مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ "نوحاً" کا عطف "لوطاً أتیناہ" پر ہو یعنی جس طرح ہم نے لوط (ع) کو علم، حکمت اور... عطا کئے اسی طرح ہم نے "نوح (ع)" کو بھی عطا کئے قابل ذکر

ہے کہ کلمہ "حکم" حکمت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور قضاوت کے معنی میں بھی (لسان العرب)

4_ حضرت نوح (ع) بلند اور واضح آواز کے ساتھ خدا تعالیٰ سے اس بات کے خواہاں ہوئے کہ وہ اسے اپنی قوم سے نجات دے۔ و نوحاً إذ نادى من قبل

"ندائی" کا معنی ہے بلند اور واضح آواز (مفردات راغب) اور سورہ نوح کی آیت ۲۶ (وقال نوح رب لا تذر على الأرض من الكافرين دياراً) نیز اس آیت شریفہ کا ذیل (فنجيناه وأهله...) قرینہ ہے کہ اس آیت میں اس سے مراد حضرت نوح (ع) کی اپنی قوم سے نجات ہے۔

5_ حضرت نوح (ع) کی اپنی قوم سے نجات حاصل کرنے والی دعا قبول ہوئی۔ و نوحاً إذ نادى من قبل فاستجنا له
6_ اپنی رسالت کی انجام دہی کے راستے میں حضرت نوح (ع) اور ان کا خاندان شدید اور بڑے غم و اندوہ میں گرفتار تھے۔ و نوحاً إذ نادى ... فنجينه وأهله من الكرب العظيم "کرب" کا معنی ہے شدید غم و اندوہ (مفردات راغب)
7_ خدا تعالیٰ نے رسالت کی انجام دہی کے نتیجے میں پہنچنے والے شدید اور بڑے غم و اندوہ سے حضرت نوح (ع) اور ان کے خاندان کو نجات دی۔ فنجينه وأهله من الكرب العظيم

8_ حضرت نوح (ع) کی بے ایمان قوم حضرت نوح (ع) اور ان کے خاندان کیلئے شدید غم و اندوہ کا باعث تھی۔ فنجينه وأهله من الكرب العظيم

9_ حضرت نوح (ع) کا خاندان انکی رسالت پر ایمان رکھتا تھا اور وہ خدا تعالیٰ کے لطف و کرم سے بہرہ مند تھا۔ فنجينه وأهله من الكرب العظيم خاندان نوح (ع) کی نجات خدا تعالیٰ کی اس پر خصوصی عنایات کو بیان کر رہی ہے نیز ان کے حضرت نوح (ع) کی رسالت پر ایمان سے حاکی ہے کیونکہ اگر وہ بھی قوم نوح کی طرح کافر ہوتے تو نجات نہ پاتے قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت (و نصرنه من القوم الذين كذبوا...) اسی نکتے کی تائید کرتی ہے۔

انبیاء (ع): حضرت ابراہیم (ع) سے پہلے کے انبیا (ع) ۱۷؛ حضرت لوط (ع) سے پہلے کے، انبیاء (ع) ۱؛ انکی تاریخ خدا تعالیٰ: اس کا نجات دینا ۷

ذکر: حضرت نوح (ع) کے قصے کا ذکر ۲

عبرت: اسکے عوالم ۲

قوم نوح (ع): اس کا کفر ۸؛ اس سے نجات ۳، ۵؛ اس کا کردار ۸

خدا تعالیٰ کا لطف و کرم: یہ جنکے شامل حال ہے ۹

نوح (ع): انکی دعا کا قبول ہونا ۵; ان کے گھرانے کا غم ۶; انکا غم ۶; ان کے گھرانے کا ایمان ۹; انکی تاریخ ۱; انکی دعا ۳;
انکی رسالت ۶، ۷; ان کے گھرانے کے غم کا دور ہونا ۷; ان کے غم کا دور ہونا ۷; ان کے قصے سے عبرت ۲; ان کا علم
لدنی ۳; ان کے گھرانے کے غم کے عوامل ۸; ان کے غم کے عوامل ۸; ان کے گھرانے کے فضائل ۹; ان کے فضائل
۳، ۹; ان کا قصہ ۳، ۵، ۶، ۷، ۸; ان پر ایمان لانے والے ۹; انکا مقام ۳; انکی حکمت کا سرچشمہ ۳; انکی قضاوت کا سرچشمہ ۳;
ان کے گھر والوں کی نجات ۷; انکی نجات ۵، ۷

آیت ۷۷

﴿وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَعْرِقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ﴾

اور ان لوگوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی جو ہماری آیتوں کی تکذیب کیا کرتے تھے کہ یہ لوگ بہت بری قوم تھے تو ہم نے
ان سب کو غرق کر دیا (۷۷)

1_ خدا تعالیٰ نے حضرت نوح (ع) کو آیات الہی کے جھٹلانے والوں کے گزند سے نجات دی اور انکی مکمل حمایت کی۔ و
نصرنہ من القوم الذین کذبوا بأی تن کلمہ "نصر" جب بھی "من" کے ساتھ متعدی ہو تو یہ نجات اور خلاصی پانے کے
معنی پر مشتمل ہوتا ہے (اقتباس از قاموس)

2_ قوم نوح (ع) نے آیات الہی کو جھٹلایا۔ و نصرنہ من القوم الذین کذبوا بأیتن

3_ قوم نوح (ع) بدکار اور ناشائستہ لوگ تھے۔ اِنھم کانوا قوم سوء

4_ قوم نوح (ع) کا برا ماضی ان کے آیات الہی کو جھٹلانے کا سبب بنا۔ الذین کذبوا بأیتنا کانوا قوم سوء

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "انہم کانوا..." سابقہ جملہ کی علت کو بیان کر رہا ہو قابل ذکر ہے کہ فعل "کانوا" کہ
جو وصف کے ثابت اور مستقر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ قوم نوح کے درمیان وصف سوء کے دائمی ہونے کو بیان کر رہا
ہے اور چونکہ یہ فعل ماضی ہے اس لئے اسے برے ماضی سے تعبیر کیا گیا۔

5_ خدا تعالیٰ نے حضرت نوح (ع) کی پوری قوم کو آیات الہی کو جھٹلانے، بدکاری اور برے ماضی کی وجہ سے غرق کر دیا۔
الذین کذبوا بآیاتنا اَنھم کانوا قوم سوء فأغرقنھم اجمعین مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "انہم کانوا..." سابقہ
جملہ کی علت ہونے کے علاوہ جملہ "فأغرقنھم..." کیلئے مقدمہ بھی ہو۔

6_ آیات الہی کو جھٹلانا، بدکاری اور برا ماضی عذاب الہی کے نزول اور ہلاکت کا سبب ہے۔
الذین کذبوا بآیاتنا إناهم كانوا قوم سوء فأغرقناهم أجمعین

7_ قدرتی عوامل ارادہ الہی کے مظاہر اور تجلی گاہ ہیں۔ الذین کذبوا بآیاتنا ... فأغرقناهم أجمعین
مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے قوم نوح کو ہلاک کرنے کے اپنے ارادے کو طوفان بھیج کر عملی جامہ پہنایا۔

8_ انسانی معاشروں کی ہلاکت اور بد بختی خود ان کی اپنی بدکاری اور نامناسب کردار کا نتیجہ ہے۔ الذین کذبوا بآیاتنا إناهم
كانوا قوم سوء فأغرقناهم أجمعین مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر حاصل ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دو عوامل (آیات
الہی کو جھٹلانا اور برا ماضی) کو ہلاکت کا سبب شمار کیا ہے اور دونوں کو خود انسان کی طرف نسبت دی ہے۔
آیات الہی: انکے جھٹلانے کے اثرات ۶؛ ان کے جھٹلانے کا پیش خیمہ ۳؛ ان کے جھٹلانے کی سزا ۵؛ انہیں جھٹلانے
والے ۱، ۳

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے مظاہر ۴؛ اس کا نجات دینا ۱

عذاب: اس کا پیش خیمہ ۶

عمل: ناپسندیدہ عمل کے معاشرتی اثرات ۸؛ ناپسندیدہ عمل کے اثرات ۳، ۶؛ ناپسندیدہ عمل کی سزا ۵

قدرتی عوامل: ان کا دخل ۴

قوم نوح (ع): اسکی تاریخ ۲، ۳، ۴؛ اس کا جھٹلانا ۲، ۳؛ اس کا برا ماضی ۳، ۵؛ اس کا ناپسندیدہ عمل ۳، ۵؛ اس کا غرق ہونا ۵

ماضی: برے ماضی کے اثرات ۶

معاشرہ: معاشرتی آسیب شناسی ۸؛ اسکی بد بختی کے عوامل ۸؛ اسکی ہلاکت کے عوامل ۸

نوح (ع): انکا حامی ۱؛ انکا قصہ ۱؛ انکی نجات ۱

ہلاکت: اس کا پیش خیمہ ۶

آیت ۷۸

﴿وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ﴾

اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب وہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جب کھیت میں قوم کی بکریاں گھس گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے (۷۸)

1_ داؤد اور سلیمان کی داستان یاد رکھنے اور یاد دلانے کے قابل ہے۔ و داود و سلیمان إذ يحكمان في الحرث
مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "داود" فعل محذوف "جیسے اذکر" کا مفعول بہ ہو (البتہ خبر جیسے مضاف کو حذف کرنے کے ساتھ) یعنی داود اور سلیمان کی خبر کی یاد دہانی کرا۔

2_ داود اور سلیمان (ع) کا ان کھیتوں کے بارے میں فیصلہ کرنا جن میں رات کے وقت لوگوں کی بکریاں چر گئی تھیں۔
و داود و سلیمان إذ يحكمان في الحرث إذ نفشت فيه غنم القوم

"نفش" کا معنی ہے رات کے وقت حیوان کا چرواہے کے بغیر یا اسکی اطلاع کے بغیر چرنا۔

3_ داود اور سلیمان نے ان کھیتوں کے نقصان کے بارے میں مشورہ کیا کہ جنہیں بکریوں نے تلف کر دیا تھا۔
و داود و سلیمان إذ يحكمان في الحرث إذ نفشت فيه غنم القوم مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ "سیکمان" صیغہ تنبیہ داود اور سلیمان کے مشورے کی طرف اشارہ ہو کیونکہ ایک ہی واقعے میں ہر ایک کا علیحدہ طور پر فیصلہ کرنا بعید لگتا ہے۔

4_ فیصلے اور قضاوت کے معاملے میں مشورہ کرنا پسندیدہ اور شائستہ امر ہے۔ داود و سلیمان إذ يحكمان في الحرث ...
و کنا لحکمہم شہدین

5_ داود اور سلیمان بکریوں کے ذریعے تلف شدہ کھیتوں کے نقصان کے تدارک کے بارے میں حکم خدا کو عملی کرنے کی کیفیت کے بارے میں اختلاف رائے رکھتے تھے۔ داود و سلیمان اذ يحكمان في الحرث إذ نفشت فيه غنم القوم و کنا لحکمہم شہدین معمولاً مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ "فہمناہا" کا بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان (ع) کے نظریے کی تائید کی اور دوسری طرف سے یہ جملہ "کنا لحکمہم شہدین" اور "وکلا آیتنا حکماً و علماً" بتاتے ہیں کہ دونوں کا نظریہ خدا تعالیٰ کی نظارت، حکم اور علم کی بنیاد پر تھا۔ ان دو باتوں کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ ان دونوں کا اختلاف حکم الہی میں نہیں تھا بلکہ عملی اور اجراء کرنے کی کیفیت میں تھا۔

6_ داود اور سلیمان کا فیصلہ خدا تعالیٰ کی نظارت میں اور اس کا مورد تائید تھا۔ و کنال حکمہم شہدین
 "حکمہم" کی ضمیر کا مرجع داود اور سلیمان ہیں بنابرین ان دونوں کے فیصلے کی نسبت خدا تعالیٰ کی شہادت اور گواہی کو ذکر کرنا
 اسکی تائید کی طرف اشارہ ہے۔

7_ داود اور سلیمان اپنے زمانے کے لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے اور قضاوت کا منصب رکھتے تھے۔ و داود و
 سلیمان اذ یحکمان فی الحرث

8_ "عن ابی جعفر (ع) فی قوله الله تبارک و تعالیٰ: و داود و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث" قال لم یحکمان إنما
 کانا یتناظران ففهمها سلیمان؛ اللہ تعالیٰ کے فرمان (و داود و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث...) کے بارے میں امام باقر (ع)
 سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ داود (ع) اور سلیمان نے فیصلہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ بحث مباحثے میں مشغول
 تھے کہ خدا تعالیٰ نے اس واقعے کا حکم حضرت سلیمان (ع) کو سمجھا دیا^(۱)

9_ احمد بن عمر حلبی کہتے ہیں میں نے خدا تعالیٰ کے فرمان (و داود و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث...) کے بارے میں
 امام ابوالحسن (ع) سے سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا حضرت داود (ع) کا فیصلہ یہ تھا کہ وہ بکریاں صاحب زراعت کو
 دے دی جائیں اور جو چیز خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان (ع) کو سمجھائی وہ یہ تھی کہ صاحب زراعت کے حق میں یہ فیصلہ
 کیا جائے کہ پورا سال ان بکریوں کا دودھ اور پشیم اسکی ہوگی^(۲)

10_ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کا انگوروں کا باغ تھا اور کسی دوسرے شخص کی
 بکریاں رات کے وقت اس میں داخل ہوئیں اور اسے کھانے لگیں اور اس طرح اسے برباد کر دیا... باغ کے مالک نے
 حضرت داود (ع) کے پاس بکریوں کے مالک کی شکایت کی انہوں نے فرمایا سلیمان (ع) کے پاس جائیں تاکہ وہ تمہارے
 درمیان فیصلہ کریں پس وہ سلیمان (ع) کے پاس گئے انہوں نے کہا اگر بکریوں نے بیلوں اور شاخوں

(1) من لایحضرہ الفقیہ ج ۳، ص ۵۷، ح ۱_ نور الثقلین ج ۳، ص ۴۴۳، ح ۱۱۵۔

(2) من لایحضرہ الفقیہ ج ۳، ص ۵۷، ح ۵۳ ب ۴۳ ح ۲_ نور الثقلین ج ۳، ص ۴۴۳ ح ۱۱۶۔

دونوں کو کھایا ہے تو بکریوں کے مالک کیلئے ضروری ہے کہ بکریاں اور ان کے شکم میں موجود بچے صاحب باغ کو دے اور اگر صرف بیلوں کی ٹہنیوں کو کھایا ہے اور اصل بیلین باقی ہوں تو بکریوں کے بچے صاحب باغ کو دے اور حضرت داؤد کی رائے بھی یہی تھی..."^(۱)

11_ اللہ تعالیٰ کے فرمان (و داؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث...) کے بارے میں امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک خدا تعالیٰ نے داؤد سے پہلے کے انبیاء کی طرف وحی کی تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے انہیں (داؤد کو) مبعوث کیا وحی یہ تھی کہ اگر کوئی بکری رات کے وقت کسی کھیتی میں داخل ہو تو کھیتی کے مالک کو حق ہے کہ اس بکری پر قبضہ کر لے... پس داؤد (ع) نے اپنے سے پہلے انبیاء (ع) کے اسی حکم کے مطابق فیصلہ دے دیا اور خدا تعالیٰ نے سلیمان (ع) کی طرف وحی کی کہ اگر بکری رات کے وقت کھیت میں داخل ہو تو کھیتی کے مالک کو کوئی حق نہیں ہے۔ مگر اس چیز (بچے) کا جو اسکے پیٹ سے باہر آئے اور سلیمان (ع) کے بعد یہی سنت جاری رہی^(۲)

خدا تعالیٰ: اسکی نظارت ۶

تذکرہ: داؤد (ع) کے قصے کا تذکرہ ۱: سلیمان (ع) کے قصے کا تذکرہ ۱

روایت ۸، ۹، ۱۰، ۱۱

سلیمان: ان کا قصہ ۲، ۹، ۱۰، ۱۱؛ انکا فیصلہ ۲، ۵، ۴، ۸، ۹، ۱۰؛ ان کے فیصلے کے مبانی ۱۱؛ انکا داؤد کے ساتھ مشورہ ۳؛ انکا مقام و مرتبہ ۴؛ ان کے فیصلے کا ناظر ۶۔

داؤد (ع): انکا اور سلیمان (ع) کا اختلاف ۵؛ ان کے قصے کے کھیت کا نقصان ۵؛ انکا قصہ ۲، ۹، ۱۰، ۱۱؛ ان کے قصے کی کھیتی ۲، ۳، ۹، ۱۰، ۱۱؛ انکا فیصلہ ۲، ۵، ۴، ۸، ۹، ۱۰؛ ان کے فیصلے کے مبانی ۱۱؛ انکا مقام و مرتبہ ۴؛ انکا سلیمان (ع) کے ساتھ مناظرہ ۸؛ ان کے فیصلے کا ناظر و شاہد ۶

عمل: ناپسندیدہ عمل ۳

فیصلہ: اسکے آداب ۳؛ اس میں مشورہ ۳

(1) تفسیر قی ج ۲، ص ۷۳۔ نور الثقلین ج ۳، ص ۴۴۳، ح ۱۱۴۔

(2) کافی ج ۵ ص ۳۰۲ ح ۳۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۴۱ ح ۱۱۱۔

آیت ۷۹

﴿فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكَلَّأَ أَتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ﴾

پھر ہم نے سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا اور ہم نے سب کو قوت فیصلہ اور علم عطا کیا تھا اور داؤد کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ تسبیح پروردگار کریں اور طیور کو بھی مسخر کر دیا تھا اور ہم ایسے کام کرتے رہتے ہیں (۷۹)

1_ بکریوں کے ذریعے تلف شدہ کھیتی کے نقصان کے بارے میں حضرت سلیمان (ع) کا فیصلہ خدا تعالیٰ کے الہام کی بنیاد پر تھا۔ ففہمناھا سلیمان (ع)

"فہمنا" میں "فای" تعقیب کیلئے ہے اور ضمیر "ھا" حکومت (فیصلے) کی طرف راجع ہے یعنی داؤد (ع) و سلیمان (ع) کے فیصلے میں ہم نے واقعی حکم سلیمان (ع) کو سمجھایا۔

2_ تلف شدہ کھیتی کے نقصان کے بارے میں حکم کی تشخیص میں سلیمان (ع) کی داؤد (ع) پر برتری و داؤد و سلیمان إذ یحکمان فی الحرث ... ففہمناھا سلیمان

3_ حضرت سلیمان (ع)، خدا تعالیٰ کے مورد توجہ و عنایات حتیٰ کہ داؤد (ع) کے زمانے میں بھی۔
و داؤد و سلیمان إذ یحکمان فی الحرث ... ففہمناھا سلیمان (ع)

4_ داؤد (ع) اور سلیمان (ع) مقام قضاوت اور علم لدنی کے مالک تھے۔ و داؤد (ع) و سلیمان (ع) و کلاً اتینا حکماً و علم

5_ منصب قضاوت پر فائز ہونے کیلئے علمی صلاحیت کی ضرورت ہے۔ و کلاً اتینا حکماً و علم
منصب قضاوت کے بعد علم عطا کرنا ہو سکتا ہے اس حقیقت کو بیان کر رہا ہو کہ قضاوت کا علم کے ہمراہ ہونا ضروری ہے اگرچہ آیت کریمہ میں علم و سبع معنی رکھتا ہے اور صرف فیصلے کے علم میں منحصر نہیں ہے۔

6_ پہاڑ اور پرندے بھی تسخیر الہی کے ساتھ داؤد (ع) کے ہمراہ خدا تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے۔ و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن و الطیر

7_ فطرت (پہاڑ پرندے وغیرہ) بھی خدا تعالیٰ کے بارے میں ایک قسم کا شعور اور آگاہی رکھتے ہیں۔ الجبال یسبحن و الطیر پہاڑوں اور پرندوں کا تسبیح خداوندی میں داؤد (ع) کے ساتھ ہم آواز ہونا مذکورہ حقیقت کا غماز ہو سکتا ہے۔

8_ داؤد (ع) بارگاہ خداوندی میں بلند مقام رکھتے تھے اور اسکے خصوصی الطاف سے بہرہ مند تھے۔ و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن و الطیر چونکہ خدا تعالیٰ نے داؤد (ع) کے ساتھ تسبیح الہی میں ہم آواز ہونے کیلئے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کیا۔ جبکہ سب چیزیں خدا تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہیں۔ اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

9_ فطرت کے موجودات (پہاڑ، پرندے وغیرہ) کا تسبیح الہی میں انبیا (ع) کے ساتھ ہم آواز ہونا۔ و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن و الطیر و کنا فعلین

"کنا فعلین" (ہم ماضی میں اس کام کو انجام دیتے تھے) کی تعبیر اس حقیقت کو بیان کرنے کیلئے ہے کہ پہاڑ اور پرندے صرف داؤد (ع) اور سلیمان (ع) کے ساتھ ہم آواز نہیں ہوئے بلکہ اس سے پہلے انبیا (ع) الہی کے ساتھ ہم آواز ہوتے تھے۔

10_ فطرت کے موجودات کا تسبیح الہی کے لئے انبیا (ع) کے ساتھ ہم آواز ہونا، قدرت الہی کا ایک جلوہ ہے۔ و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن و الطیر و کنا فعلین

انبیاء (ع): انکی تسبیح ۹، ۱۰

پرندے: انکی تسبیح ۶، ۹؛ ان کا شعور ۷

تسبیح: تسبیح خدا ۶، ۹

خدا تعالیٰ: اسکی قدرت کی نشانیاں ۱۰

داؤد (ع): انکی تسبیح ۶؛ ان کے قصے کی کھیتی کا نقصان ۱؛ انکا علم لدنی ۳؛ ان کے فضائل ۲، ۳، ۳، ۸؛ انکی قضاوت ۲؛ انکا

مقام و مرتبہ ۳؛ انکا منصب قضاوت ۳

سلیمان (ع): انکو الہام ۱؛ انکا علم لدنی ۳؛ ان کے فضائل ۲، ۳، ۳؛ انکی قضاوت ۲؛ انکا مقام و مرتبہ ۳؛ انکا منصب

قضاوت ۳؛ انکی قضاوت کا سرچشمہ ۱

فطرت و طبیعت: اس کا شعور ۷

قضاوت: اسکے شرائط ۵؛ اس میں علم ۵
 پہاڑ: انکی تسبیح ۶، ۷؛ انکی تسخیر ۶؛ انکا شعور ۷
 خدا تعالیٰ کا لطف و کرم: یہ جنگے شامل حال ہے ۸، ۳
 موجودات: انکی تسبیح ۱۰

آیت ۸۰

﴿وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِيُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ﴾

اور ہم نے انھیں زره بنانے کی صنعت تعلیم دیدی تاکہ وہ تم کو جنگ کے خطرات سے محفوظ رکھ سکے تو کیا تم ہمارے شکر گزار بندے بنو گے (۸۰)

1_ خدا تعالیٰ نے حضرت داؤد (ع) کو زره سازی کا فن سکھایا۔ داؤد (ع) ... و علمنه صنعة لبوس

"لبوس" در حقیقت اس لباس کو کہتے ہیں جو انسان کو ہر بری چیز سے چھپائے (مفردات راغب) اور "لتحصنکم من بآسکم" (تاکہ تمہیں جنگ کے خطرات سے محفوظ رکھے) کے قرینے سے اس آیت میں اس سے مراد زره ہو سکتی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ بعض اہل لغت نے "لبوس" کو "درع" (زرہ) کے معنی میں قرار دیا ہے۔ (قاموس)

2_ خدا تعالیٰ نے حضرت داؤد (ع) کو دفاعی اسلحہ بنانے کا فن سکھایا داؤد ... و علمنه صنعة لبوس

"لبوس" کے موارد استعمال میں سے ایک مطلق "اسلحہ" ہے (لسان العرب) لیکن جملہ "لتحصنکم من بآسکم" کو دیکھتے ہوئے اس سے مراد دفاعی اسلحہ ہے کہ جو انسان کو دشمن کے حملوں سے بچائے اور اسے دشمن کی ضرب سے محفوظ رکھے۔

3_ صنعت زره سازی، حضرت داؤد (ع) کی ایجاد ہے۔ داؤد ... و علمنه صنعة لبوس

اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ آیات انبیا (ع) کی خصوصیات کو شمار کر رہی ہیں اور حضرت داؤد (ع) پر خدا تعالیٰ کے خصوصی لطف و کرم کو بیان کر رہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صنعت پہلے نہیں تھی ورنہ اس کا تذکرہ زیادہ مناسب نہیں ہے۔

4_ حضرت داؤد (ع) کا فن زره سازی، لوگوں کو جنگ کے خطرات اور نتائج سے محفوظ رکھنے کیلئے تھا۔ داؤد ... و علمنه

صنعة لبوس لکم لتحصنکم من بآسکم

5_ حضرت داؤد (ع) حق کی باطل کے خلاف جنگ کے میدانوں میں لڑنے والے اور جنگجو پیغمبر تھے۔ * داؤد . و علمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت داؤد (ع) کو صنعت اسلحہ سازی اور زرہ بنانے کا طریقہ سکھانا اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ آپ اہل جنگ تھے اور جنگ کے میدانوں میں حاضر رہتے تھے۔

6_ ضروری ہے کہ صنعت اسلحہ سازی اور اسلحہ بنانا نیک لوگوں کے اختیار میں اور دینی معاشرے کے رہنماؤں کی زیر نظارت ہو۔ داؤد ... و علمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم چونکہ خدا تعالیٰ نے دشمن کے مقابلے میں لوگوں کے اپنے مفادات کی حفاظت کیلئے صرف حضرت داؤد (ع) کو اسلحہ سازی کا فن سکھایا اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

7_ حضرت داؤد (ع) کے ہمراہ زندگی گزارنے والے لوگوں کو دشمن کے فوجی حملوں کا خطرہ رہتا تھا۔ داؤد ... و علمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم آیت کریمہ ان لوگوں پر احسان جتلا رہی ہے جو حضرت داؤد (ع) کے ہمراہ زندگی بسر کر رہے تھے کیونکہ "کم" کے مخاطب وہی لوگ ہیں اور یہ احسان جتلا اس وقت صحیح ہے جب وہ دشمن کے حملوں کی زد میں اور اسکے خطرات سے دوچار ہوں۔

8_ لوگوں کے مفادات اور منافع کی حفاظت کرنا، اسلحہ کی نوعیت، مقدار اور پھیلاؤ میں بنیادی معیار اور صنعت اسلحہ سازی میں دینی معاشرے کی کلی سیاست ہے۔ و علمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم

مذکورہ مطلب "کم" کے لام انتفاع سے حاصل کیا گیا ہے اس طرح کہ حضرت داؤد (ع) کو اسلحہ سازی تعلیم لوگوں کے مفادات کی حفاظت کیلئے تھا اور یہی مسئلہ دینی معاشرے میں اسلحہ سازی اور اسکے پھیلاؤ کی کلی سیاست کا معیار ہے۔

9_ دفاعی اسلحہ تیار کرنا اور اس سے استفادہ کرنا ایک ضروری اور شائستہ امر ہے۔ و علمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم

10_ مظلوم اور دشمن کے تجاوز سے دوچار انسانوں کے مفادات کی خاطر علوم اور ایجادات کو استعمال میں لانا ضروری ہے۔ و علمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم "کم" کا لام انتفاع کیلئے اور "لتحصنكم" کا لام علت کیلئے ہے اور علت ہو سکتا ہے حکم کو تعمیم دینے والی ہو اس صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ جو چیز بھی لوگوں کے فائدے کیلئے ہو اور انسان کو دوسروں کے ظلم و تجاوز سے بچائے۔ چاہے وہ اسلحہ کی تیاری ہو یا کوئی اور چیز۔ وہ ضروری اور لازمی ہے۔

11_ انسان کی طرف صنعت اور تجرباتی علوم کے منتقل کرنے میں انبیا (ع) کا کردار

داؤد ... و علمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم

2_ انبیا (ع) ی، خدا کی طرف سے لوگوں کو خیر پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ داؤد ... و علمنه صنعة لبوس لكم لتحصنكم من بأسكم

3_ خدا تعالیٰ نے حضرت داؤد (ع) کے زمانے کے لوگوں کو حضرت داؤد (ع) کو اسلحہ سازی کی نعمت عطا کرنے کے مقابلے میں شکر ادا کرنے کی طرف دعوت دی۔ و علمنه صنعة لبوس لكم ... فہل أنتم شکرون جملہ "فہل أنتم شکرون" میں استفہام امر کے معنی پر مشتمل ہے۔

4_ انسان کا دفاعی علوم و صنایع تک دسترسی حاصل کرنا ایسی نعمت ہے جو شکر ادا کرنے کے لائق ہے۔ و علمنه صنعة لبوس لكم ... فہل أنتم شکرون

5_ ملک کا امن و امان اور ملت کے مفادات کی حفاظت ایسی نعمتیں ہیں جو شکر ادا کرنے کے لائق ہیں۔ و علمنه صنعة لبوس لكم ... فہل أنتم شکرون خدا تعالیٰ نے داؤد (ع) کو اسلحہ سازی کی صنعت کی تعلیم دینے کی وجہ سے لوگوں کو شکر ادا کرنے کی دعوت دی لیکن چونکہ ضروری ہے کہ یہ صنعت لوگوں کے مفادات کی حفاظت اور انہیں دشمن کے حملوں سے بچانے کیلئے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے مفادات اور دشمن کے مقابلے میں ان کا امن و امان اصلی اور آخری ہدف ہے۔

6_ اسلحہ اور زرہ تیار کرنا، حضرت داؤد (ع) کا معجزہ اور انکی نبوت کی دلیل۔ داؤد ... و علمنه صنعتہ لبوس لكم ... فہل أنتم شکرون عام طور پر مفسرین کا خیال یہ ہے کہ یہ آیت اور اس سے پہلے کی آیات گزشتہ انبیا (ع) کے معجزات اور ان کی نبوت کے شواہد بیان کر رہی ہیں۔

7_ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا خدا تعالیٰ نے لوہے کی طرف وحی کی کہ میرے بندے داؤد (ع) کیلئے نرم ہو جائے خدا تعالیٰ نے ان کیلئے لوہے کو نرم کیا اور وہ ہر روز ایک زرہ تیار کرتے تھے۔

اسلحہ: اسکے تیار کرنے کی اہمیت ۶؛ دفاعی اسلحہ تیار کرنے کی اہمیت ۹؛ اسلحہ تیار کرنا ۱۶؛ اسلحہ تیار کرنے کا معیار ۸
ایجادات:

ان سے استفادہ کرنے کا پیش خیمہ ۱۰

انبیاء (ع): ان کا نقش و کردار ۱۱، ۱۲

انسان: اسکی حفاظت کرنا ۱۳

جنگ: داؤد (ع) کے زمانے میں جنگ کا خطرہ ۷

خدا تعالیٰ: اسکی تعلیمات ۱، ۲؛ اسکی دعوت ۱۳

خیر: اس کا سرچشمہ ۱۲؛ اس کا واسطہ ۱۲

داؤد (ع) (ع): ان کا جنگجو ہونا ۵؛ ان کے زمانے کے لوگوں کو دعوت ۱۳؛ انکی نبوت کے دلائل ۱۶؛ انکی زرہ سازی ۱،

۱۶، ۳، ۱۷؛ انکا دفاعی اسلحہ ۲؛ انکی صفات ۵؛ انکی زرہ سازی کا فلسفہ ۳؛ انکا قصہ ۱، ۳، ۷؛ ان کا معجزہ ۱۶؛ انکا معلم ۱، ۲

روایت: ۱۷

دینی راہنما: ان کا نقش و کردار ۶

زرہ سازی: اسکی تاریخی ۳

لوہا: اس کا نرم ہونا ۱۷

شکر: نعمت کا شکر ادا کرنے کی دعوت ۱۳؛ نعمت کا شکر ۱۳، ۱۵

صالحین: ان کا نقش و کردار ۶

صنعت: اسکی تاریخ ۳؛ اسکے انتقال میں مؤثر عوامل ۱۱

علم: اس سے استفادہ کا پیش خیمہ ۱۰

تجرباتی علوم: ان کے انتقال میں مؤثر عوامل ۱۱

مظلومین: ان کے دفاع کی اہمیت ۱۰

معاشرتی مفادات: انکی حفاظت کی اہمیت ۸

نعمت: امن و امان والی نعمت ۱۵؛ اسلحہ والی نعمت ۱۳؛ دفاعی مصنوعات والی نعمت ۱۳؛ تجرباتی علوم والی نعمت ۱۳

آیت ۸۱

﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ﴾

اور سلیمان کے لئے تیز و تند ہواؤں کو مسخر کر دیا جو ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھیں جس میں ہم نے برکتیں رکھی تھیں اور ہم ہر شے کے جاننے والے ہیں (۸۱)

1_ خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمان (ع) کیلئے تند و تیز ہواؤں کو مسخر کیا۔ و سخرنا مع داؤد الجبال ... و لسلیمان (ع) الريح عاصفة تجرى بأمره

2_ تند و تیز ہوائیں، حضرت سلیمان (ع) کے حکم سے چلتی تھیں۔ و لسلیمان (ع) الريح عاصفة تجرى بأمره

3_ حضرت سلیمان (ع) کے حکم سے تند و تیز ہواؤں کا برکات الہی سے سرشار سرزمین کی طرف حرکت کرنا۔ تجرى بأمره إلى الأرض التي برکنا فيه

4_ تند و تیز ہواؤں کا حضرت سلیمان (ع) کے اختیار میں ہونا اور ان پر حضرت سلیمان (ع) کی حکمرانی ان کا معجزہ اور انکی رسالت کی دلیل ہے۔ و لسلیمان الريح عاصفة

عام طور پر مفسرین کا خیال یہ ہے کہ یہ آیت اور دیگر آیات گذشتہ انبیاء (ع) کے معجزات اور ان کی نبوت کے دلائل بیان کر رہی ہیں۔

5_ کسی بھی سرزمین کا بابرکت ہونا خدا تعالیٰ کی عنایت اور ارادے میں منحصر ہے۔ إلى الأرض التي برکنا فيه

6_ سرزمینوں کی قدر و قیمت، بابرکت ہونے اور خدا تعالیٰ کی توجہ کا مرکز ہونے کے لحاظ سے مختلف ہونا۔ إلى الأرض التي برکنا فيه

7_ پورا عالم، ہستی خدا تعالیٰ کے علم لایزال کے زیر تسلط ہے۔

و کنا بکل شیء علمین

8_ تند و تیز ہواؤں کا مسخر ہونا اور ان کا حضرت سلیمان (ع) کے حکم کے تابع ہونا خدا تعالیٰ کے وسیع علم اور ارادے کے زیر سایہ تھا۔ و لسلیمان (ع) الريح ... و کنا بکل شیء علمین

عبارت "بکل شیء علمین" بتاتی ہے کہ یہ کام علمی قوانین کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوا اور خدا تعالیٰ نے ان قوانین کے سلسلے میں اپنے وسیع علم کی بنیاد پر ارادہ کیا تھا کہ تند و تیز ہوائیں حضرت سلیمان (ع) کے حکم کے تابع ہوں۔

9_ تند و تیز ہواؤں کو مسخر کرنا اور انہیں حضرت سلیمان (ع) کے حکم کے ماتحت کرنا خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عالمانہ اور حکیمانہ کام تھا۔ و لسلیمان (ع) الريح ... و کنا بکل شیء علمین

10_ دوسروں کو وسائل اور اختیارات فراہم کرنے کیلئے ان کے سلسلے میں مناسب علم و آگاہی کی ضرورت ہے۔ و لسلیمان (ع) الريح ... و کنا بکل شیء علمین

جملہ "و کنا بکل شیء علمین" بتاتا ہے کہ حضرت سلیمان (ع) کو ہواؤں کی تسخیر کی قدرت عطا کرنے کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کا علم و آگاہی تھا۔ اس سے اس بات کا استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ دوسروں کو ہر قسم کی قدرت اور وسائل کا عطا کرنا ضروری ہے کہ بجا اور ان کے سلسلے میں مناسب علم و آگاہی کی بنیاد پر ہو۔

مادی وسائل: ان کے عطا کرنے کے شرائط ۱۰

ہوا: اس کا مطیع ہونا ۲

خدا تعالیٰ: ۱ اسکے ارادے کے اثرات ۸؛ اسکے علم کے اثرات ۸؛ اسکے لطف و کرم کے اثرات ۵، ۶؛ اسکی مشیت کے اثرات ۵؛ اسکی خصوصیات ۴؛ اسکے افعال ۱؛ اسکی حکمت ۹؛ اس کا علم ۹؛ اسکے علم کی وسعت ۴
سرزمین: اسکی قدر و قیمت ۶؛ بابرکت سرزمین ۳؛ اسکی برکت کا سرچشمہ ۵، ۶؛ اسکے تفاوت کا سرچشمہ ۶
سلیمان (ع) (ع): ان کے اوامر ۳؛ ان کیلئے ہوا کو مسخر کرنا ۱، ۲، ۳، ۴، ۹؛ ان کی نبوت کے دلائل ۳؛ ان کے فضائل ۱، ۲، ۳؛ ان کا معجزہ ۳؛ ان کیلئے ہوا کو مسخر کرنے کا سرچشمہ ۸
علم: اس کا کردار ۱۰

آیت ۸۲

﴿وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَنْ يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ﴾

اور بعض جناب کو بھی مسخر کر دیا جو سمندریں غوطے لگایا کرتے تھے اور اس کے علاوہ دوسرے کام بھی انجام دیا کرتے تھے اور ہم ان سب کے نگہبان تھے (۸۲)

1_ بعض شیاطین، حضرت سلیمان (ع) کے حکم کے ماتحت اور انکی تسخیر میں تھے۔ و سخرنا ... و من الشیاطین من یغوصون له

2_ بعض شیاطین، حضرت سلیمان (ع) کیلئے غوطہ گری وغیرہ کا کام کرتے تھے۔ و من الشیاطین من یغوصون له و یعملون عملاً دون ذلك

3_ حضرت سلیمان (ع) کی حکومت میں غوطہ گری اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد کی اہمیت و من الشیاطین من یغوصون له کاموں میں سے خاص طور پر "غواصی" کو ذکر کرنا نیز "لہ" کا لام کہ جو انتفاع کیلئے ہے مذکورہ مطلب پر دلالت کرتے ہیں۔

4_ شیاطین، شعور رکھنے والے اور کارآمد موجودات ہیں۔ و من الشیاطین من یغوصون له مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر حاصل ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان (ع) کیلئے شیاطین کو مسخر کرنا اور ان کا مطیع فرمان بنانے کا لازمہ ان کا باشعور ہونا ہے۔

5_ شیاطین ایسے موجودات ہیں کہ جو انسان کیلئے مسخر ہونے اور اسکے مطیع فرمان ہونے کے قابل ہیں۔ و سخرنا ... و من الشیاطین من یغوصون له

6_ شیاطین، مختلف علوم و فنون سے آشنا ہیں۔ و من الشیاطین من یغوصون له و یعملون عملاً دون ذلك

7_ حضرت سلیمان (ع) کے تابع فرمان ہونے میں شیاطین پر خدا تعالیٰ کی نظارت اور کنٹرول۔ و من الشیاطین ... و کنا لهم حفظین

8_ شیاطین ہمیشہ خدا تعالیٰ کی نظارت، کنٹرول، اور نگرانی میں ہیں۔ من الشیاطین ... و کنا لهم حفظین
9_ شیاطین کے حکم خداوندی سے سرکشی کرنے کا امکان اور ان کے مطیع ہونے کیلئے خدا تعالیٰ کی نظارت اور نگرانی کی ضرورت و کناہم حفظین

خدا تعالیٰ کا ہمیشہ کیلئے شیاطین کی نگرانی کی یاد دہانی کرانا بتاتا ہے کہ وہ سرکش قسم کی مخلوقات ہیں اور انہیں نگرانی کی ضرورت ہے۔

خدا تعالیٰ: اسکی نظارت ۷، ۸، ۹

سلیمان (ع): ان کیلئے شیاطین کو مسخر کرنا ۱، ۲، ۷؛ ان کے فضائل ۱

شیاطین: انہیں مسخر کرنا ۵؛ انکا شعور ۳؛ انکی صفات ۵؛ انکی نافرمانی ۹؛ انکا علم ۶؛ انکی غواصی ۲؛ ان کی نگرانی ۸، ۹؛ ان کے عمل کا ناظر ۷، ۸؛ ان کا نقش و کردار ۳

نافرمانی: خدا کی نافرمانی ۹

غواصی: سلیمان (ع) کے زمانے میں اسکی اہمیت ۳

آیت ۸۳

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَيُّ مَسَّنِي الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾

اور ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری نے چھو لیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے (۸۳)

1_ حضرت ایوب (ع) کا قصہ اور ان کی خدا تعالیٰ کے ساتھ مناجات سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد کرانے کے قابل ہے۔
و ایوب إذ نادى ربه مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ایوب" کی نصب مقدر عامل جیسے "اذکر" یا "اذکروا" کے ذریعے ہو۔

2_ حضرت ایوب (ع) مختلف قسم کی مشکلات، تکالیف، فقر اور بیماری میں مبتلا تھے۔ اُنی مسنی الضر

"الضر" اسم مصدر ہے اور اس کا معنی ہے بد حالی، فقر اور جسمانی تکلیف نیز ہر وہ چیز جو فائدے کی ضد ہو (لسان العرب)

3_ حضرت ایوب نے بلند اور واضح آواز کے ساتھ اپنے لئے دعا کی اور خدا تعالیٰ سے مختلف قسم کی مشکلات، جسمانی تکالیف اور فقر سے نجات کے خواہاں ہوئے و ایوب اذ نادى اُنی مسنی الضر "ندا" کا معنی ہے بلند اور واضح آواز

4_ رنج و الم اور مشکلات کے وقت انسان کے بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ ہونے کا شائستہ ہونا۔
و أیوب إذ نادى ربه أنى مسنى الضر

5_ خدا تعالیٰ کو "رب" کے نام سے پکارنا دعا اور مناجات کے آداب میں سے ہے۔ و أیوب إذ نادى ربه أنى مسنى الضر

6_ تمام انسان حتیٰ کہ انبیاء (ع) بھی دنیا میں مختلف قسم کے رنج و الم تکالیف اور مشکلات کا شکار ہیں۔
و أیوب ... أنى مسنى الضر

7_ لوگوں کا رنج و الم، تکالیف اور مشکلات میں گرفتار ہونا ان کے برا اور فاسد ہونے کی دلیل نہیں ہے۔
و أیوب إذ نادى ربه أنى مسنى الضر مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ حضرت ایوب (ع) جیسا صاحب فضیلت نبی بھی رنج و الم اور مصیبت میں مبتلا تھا۔

8_ ربوبیت الہی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان رنج و الم اور ضرورت کے وقت بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ رہے۔
و أیوب إذ نادى ربه أنى مسنى الضر

9_ حضرت ایوب (ع) کا خدا تعالیٰ کے لطف و کرم اور عنایات کو حاصل کرنے کیلئے اسکی وسیع رحمت کو وسیلہ بنانا اور اسکی پناہ لینا۔ و أیوب ... و أنت أرحم الراحمین

10_ خدا تعالیٰ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ و أنت أرحم الراحمین

11_ خدا تعالیٰ کی وسیع رحمت بے مثل و بے مثال رحمت ہے۔ و أنت أرحم الراحمین

خدا تعالیٰ کے "أرحم الراحمین" (سب مہربانوں سے زیادہ مہربان) کے ساتھ توصیف اسکی مہربانی میں بے مثل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ہر صفت میں برترین صرف ایک ہو سکتا ہے۔

12_ دعا اور حاجت روائی کی درخواست کے وقت انسان کا رحمت الہی کی پناہ لینا دعا کے آداب میں سے ہے۔
و أیوب إذ نادى ربه ... و أنت أرحم الراحمین

13_ خدا تعالیٰ کی وسیع رحمت اور بے مثال مہربانی اسکی جانب سے بندوں کی دعا کی قبولیت کا تقاضا کرتی ہے۔ و أیوب
إذ نادى ربه ... و أنت أرحم الراحمین چونکہ حضرت ایوب نے اپنی مشکلات کو بیان کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کو "أرحم
الراحمین" کی صفت کے ساتھ یاد کیا ہے اس سے مذکورہ مطلب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اسما و صفات: أرحم الراحمین ۱۰

انبیاء (ع): انکی دنیوی مشکلات ۶

انسان: اسکی دنیوی مشکلات ۶

ایوب: ان کا پناہ لینا ۹; انکی بیماری ۲; انکی دعا ۱، ۳; انکی شفا ۳; انکے قصے سے عبرت ۱; انکا فقر ۲; انکی تکلیف ۲; انکی مشکلات ۲ بلای: اس کا فلسفہ ۷

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کے اثرات ۸; اسکی رحمت کے اثرات ۱۳; اسکی خصوصیات ۱۱; اسکی پناہ لینا ۹، ۱۲; اسکی رحمت کا بے نظیر ہونا ۱۱; اسکی رحمت ۱۲; اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ ۹

دعا: اسکے آداب ۵، ۱۲; اس میں پناہ لینا ۱۲; یہ سختی کے وقت ۳، ۸; اسکی قبولیت کا پیش خیمہ ۱۳; اس کا پیش خیمہ ۸ ذکر: ربوبیت خدا کا ذکر ۵; قصہ ایوب کا ذکر ۱

رنج و الم: اس کا فلسفہ ۷

سختی: اس سے نجات کی درخواست ۳; اس کا فلسفہ ۷

عبرت: اسکے عوامل ۱

فقر: اس سے نجات کی درخواست ۳

آیت ۸۳

﴿فَاسْتَجِبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذَكَرَىٰ لِلْعَابِدِينَ﴾

تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور ان کی بیماری کو دور کر دیا اور انھیں ان کے اہل و عیال دیدئے اور ویسے ہی اور بھی دیدئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ عبادت گذار بندوں کے لئے ایک یاد دہانی ہے (۸۳)

۱_ خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب (ع) کی دعا اور درخواست کو قبول فرمایا۔ و ایوب إذ نادى ربه ... فاستجبنا له

۲_ خدا تعالیٰ نے ایوب (ع) کی مشکلات کو حل کر دیا اور غم و اندوہ کو ان کے جسم و جان سے دور کر دیا۔ و ایوب ... فكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ

۳_ خدا تعالیٰ کو پکارنے اور اسکی بارگاہ میں دعا اور درخواست کرنے کا نتیجہ اسکی طرف سے قبولیت اور جواب کا آنا ہے۔

إذ نادى ربه ... فاستجبنا له فكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ يٰ آیت کریمہ۔ جیسے کہ جملہ "رحمة من عندنا و ذكرى ..."

صراحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے۔ پیغمبر اکرم (ص) اور مؤمنین کو تسلی دینے نیز سبق سکھانے کیلئے ہے اس لحاظ سے یہ آیت حضرت ایوب (ع) کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

4_ خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب کی فوت ہو جانے والی فیملی (بیوی اور اولاد) کو زندہ کر کے انہیں واپس پلٹا دیا۔ و اٰتینہ اہلہ اس سلسلے میں کہ ایوب (ع) کی فیملی ایوب (ع) کو دینے سے کیا مراد ہے دورائے ہیں ۱۔ ان کے فوت شدہ بیوی بچوں کو زندہ کر کے دوبارہ انکے پاس پلٹانا ۲۔ فوت شدہ بیوی بچوں کے بجائے انہیں دوسرے بیوی بچے عطا کرنا۔ مذکورہ مطلب پہلے نظریئے کے مطابق ہے۔

5_ خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب (ع) کی فوت شدہ بیوی بچوں کی جگہ انہیں دوسرے بیوی بچے عطا کئے۔ و اٰتینہ اہلہ 6_ حضرت ایوب (ع) سے بیماری، غم و اندوہ اور مشکلات کو دور کرنا اور انہیں انکی فیملی واپس پلٹانا خدا تعالیٰ کی جانب سے ان پر رحمت تھی۔ فکشفنا ما به ... رحمة من عندن

7_ خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب (ع) کو بیوی بچے واپس پلٹانے کے علاوہ انہیں اسی جیسی دوسری فیملی بھی عطا کی۔ و اٰتینہ اہلہ و مثلہم معہم

8_ ایوب (ع) اپنی فیملی کے فراق اور چلے جانے کی مصیبت میں مبتلا تھے۔ و اٰتینہ اہلہ

9_ فیملی (بیوی بچوں) کا دنیا سے چلا جانا حضرت ایوب (ع) کی سب سے بڑی تکلیف اور مشکل تھی۔ اُنّی مسنی الضر ... فکشفنا ما به من ضر و اٰتینہ اہلہ و مثلہم معہم

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ جملہ "آئینا اہلہ..." کا "فکشفنا..." پر عطف ہو اس صورت میں "آئینا اہلہ" کا ذکر کرنا عام کے بعد خاص کا ذکر کرنا ہوگا اور یہ اہمیت کا فائدہ دیگا کیونکہ فیملی کا دنیا سے چلا جانا خود "ضر" ہے۔

10_ فیملی (بیوی بچوں) کا دنیا سے چلا جانا انسان کی سب سے بڑی تکلیف اور رنج ہے۔ فکشفنا ما به من ضر و اٰتینہ اہلہ و مثلہم معہم

11_ ایوب (ع) کا اپنی تمنا سے زیادہ عطا سے بہرہ مند ہونا۔ اُنّی مسنی الضر ... فکشفنا ما به من ضر و اٰتینہ اہلہ و مثلہم معہم

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "آئینہ..." کا عطف "فاستجبنا" پر ہو اسکی بنا پر جس کی ایوب (ع) نے درخواست کی تھی وہ بیماری اور رنج و الم (ضر) کا دور ہونا تھا اور خدا تعالیٰ نے اسکے علاوہ انہیں بیوی بچے بھی واپس پلٹا دیئے۔

12_ دعا کی قبولیت اور مشکلات کا دور کرنا، خدا تعالیٰ کی بے کراں رحمت کا ایک جلوہ ہے۔

و أنت أرحم الرحمين۔ فاستجبناہ ... رحمة من عندن

13_ خدا تعالیٰ کا انسان کو اسکی آرزو سے زیادہ عطا کرنا خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر خاص رحمت کا ایک جلوہ ہے۔

و أنت أرحم الرحمين ... و آئیناہ اہلہ و مثلہم معہم رحمة من عندن

14_ ایوب (ع)، کی دعا کی قبولیت اور انکی مشکلات اور رنج و الم کو دور کرنا خدا پرستوں کی بیداری اور نصیحت حاصل

کرنے کا ذریعہ ہے۔ فاستجبناہ ... و آئینہ ... رحمة من عندنا و ذکرى للعبدین

15_ ایوب (ع)، عابدین میں سے اور ان کیلئے عبرت آمیز نمونہ ہیں۔ و ذکرى للعبدین

حضرت ایوب (ع) کے ماجر کا عابدین کیلئے نمونہ ہونا اس وقت ہو سکتا ہے جب آپ خود ان میں شامل ہوں اور پھر ان پر خدا کی رحمت دوسرے عابدین کیلئے نصیحت بنے۔

16_ مشکلات و مصائب نیز ان کا دور ہونا متوجہ ہونے اور نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ فاستجبناہ ... ذکرى

للعبدین

17_ خدا کی پرستش کرنے والے اسکی نصیحتوں اور خبردار کرنے سے بہرہ مند ہیں۔ ذکرى للعبدین

18_ خدا تعالیٰ کی عبادت، نصیحت کو قبول کرنے اور حق کو سننے کے اسباب فراہم کرتی ہے۔ ذکرى للعبدین

19_ سب انسانوں حتیٰ کہ عبادت کرنے والوں کو بھی نصیحت اور یاد دہانی کرانے کی ضرورت ہے۔ ذکرى للعبدین

20_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب (ع) کو انکی فیملی کہ جو فوت ہو چکی تھی واپس

کردی اور ان جیسے اور بھی انہیں عطا کئے اور اسی طرح خدا تعالیٰ نے انکے اپنے اموال اور چوپائے واپس پلٹا دیئے اور

ان جیسے اور بھی اتنی ہی مقدار میں انہیں عطا کئے^(۱)

اولاد: اسکی موت کا سخت ہونا ۱۰

انسان: اس پر فضل کرنا ۱۳؛ اس کا سب سے اہم رنج ۱۰؛ اسکی معنوی ضروریات ۱۹

ایوب (ع): انکی دعا کی قبولیت کے اثرات ۱۳؛ انکی مشکلات کے دور کرنے کے اثرات ۱۳؛ انکی دعا کی قبولیت ۱؛ انکی فیملی کا زندہ کرنا ۲۰؛ ان کے بچوں کا زندہ کرنا ۳؛ انکی بیوی کا زندہ کرنا ۳؛ انہیں فیملی عطا کرنا ۲۰؛ انہیں اولاد عطا کرنا ۵، ۶، ۷؛ انہیں مال عطا کرنا ۲۰؛ انہیں بیوی عطا کرنا ۵، ۶، ۷؛ ان پر فضل کرنا ۲۰، ۱۱؛ ان کا نمونہ بننا ۱۵؛ ان کا عابدین میں سے ہونا ۱۵، ۹؛ ان پر رحمت ۶؛ ان کے غم کا دور کرنا ۲، ۶؛ انکی مشکلات کا دور کرنا ۲، ۶؛ انکی بیماری کی شفا ۲، ۶؛ انکی فیملی سے جدائی ۸؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۷، ۸، ۱۱؛ انکی تکلیف ۸؛ ان کی اولاد کی موت ۹؛ انکی بیوی کی موت ۹؛ انکا سب سے بڑا رنج ۹

بیوی: اسکی موت کا سخت ہونا ۱۰

حق: اسے قبول کرنے کا پیش خیمہ ۱۸

خدا تعالیٰ: اسکے عطیے ۵، ۷؛ اسکی رحمت کی نشانیاں ۱۲، ۱۳

دعا: اسکے اثرات ۳؛ اسکی قبولیت ۳، ۱۳؛ اسکی قبولیت کا سرچشمہ ۱۲

رحمت: یہ جنکے شامل حال ہے ۶/روایت ۲۰:

سختی: اسے دور کرنے کا سرچشمہ ۱۲

عابدین: انکا نمونہ ۱۵؛ انکا خبردار ہونا ۱۷؛ انکا عبرت لینا ۱۷؛ ان کے خبردار ہونے کے عوامل ۱۳؛ انکی معنوی ضروریات

۱۹/عبادت: عبادت خدا کے اثرات ۱۸/عبرت: اس کا پیش خیمہ ۱۸

فضل خدا: یہ جنکے شامل حال ہے ۲۰/مردے: انہیں زندہ کرنا ۳

مشکلات: ان کا کردار ۱۶/مصائب: ان کا کردار ۱۶

ضروریات: نصیحت کی ضرورت ۱۹

نصیحت: اسکے عوامل ۱۶؛ عابدین کو نصیحت کے عوامل ۱۳

فیملی: اسکی اہمیت ۱۰

آیت ۷۵

﴿وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ﴾

اور اسماعیل و ادريس و ذوالکفل کو یاد کرو کہ یہ سب صبر کروالوں میں سے تھے (۸۵)

1_ اسماعیل، ادريس اور ذوالکفل صابر اور بردبار لوگوں میں سے تھے۔ و اسماعیل ... کل من الصبرین

2_ اسماعیل (ع) اور ادريس (ع) اور ذوالکفل (ع) کا قصہ اور انکی صبر و شکیبائی سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد کرانے کے قابل ہے۔ و اسماعیل ... کل من الصبرین مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "اسماعیل" کی نصب "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے ہو۔

3_ اسماعیل (ع)، ادريس (ع) اور ذوالکفل (ع) صبر و شکیبائی میں لوگوں کیلئے نمونہ ہیں۔ و اسماعیل و ادريس و ذوالکفل کل من الصبرین مذکورہ مطلب اس نکتے کو پیش نظر رکھنے سے حاصل ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے عصر بعثت کے لوگوں کی تربیت اور انہیں ہدایت کرنے کے مقام میں ان تینوں انبیا (ع) کو "صابرین" کی صفت کے ساتھ متعارف کرایا ہے۔

4_ بارگاہ خداوندی میں صبر کا قابل قدر ہونا اور صابرین کا بلند مقام و اسماعیل ... کل من الصبرین

ادريس (ع): ان کا صبر، ۱، ۲، ۳؛ ان کے قصے سے عبرت لینا ۲؛ ان کے فضائل ۱، ۳

اقدار ۳: اسماعیل (ع): ان کا صبر، ۱، ۲، ۳؛ ان کے قصے سے عبرت لینا ۲؛ ان کے فضائل ۱، ۳

نمونہ بنانا:

ادریس (ع) کو نمونہ بنانا ۳؛ اسماعیل (ع) کو نمونہ بنانا ۳؛ ذوالکفل (ع) کو نمونہ بنانا ۳
 ذکر: ادریس کے قصے کا ذکر ۲؛ اسماعیل کے قصے کا ذکر ۲؛ ذوالکفل کے قصے کا ذکر ۲
 ذوالکفل: انکا صبر، ۱، ۲، ۳؛ ان کے قصے سے عبرت لینا ۲؛

ان کے فضائل ۱، ۳

صابرین: ان کے فضائل ۳

صبر: اسکی فضیلت ۳

عبرت: اسکے عوامل ۲

آیت ۸۶

﴿وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُمْ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾

اور سب کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا اور یقیناً یہ سب ہمارے نیک کردار بندوں میں سے تھے (۸۶)

1_ اسماعیل (ع)، ادریس (ع) اور ذوالکفل (ع) خدا تعالیٰ کی خاص رحمت سے بہرہ مند تھے۔

و اسماعیل ... و أدخلنهم فی رحمتن

اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل کے رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کو خاص طور پر ذکر کرنے سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت تو سب موجودات کو شامل ہے اور سب کسی نہ کسی طرح سے اسکی رحمت سے بہرہ مند ہیں۔

2_ اسماعیل (ع)، ادریس (ع) اور ذوالکفل (ع) کا مقام صبر ان کے خاص رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کا سبب

بنا۔ و إسماعیل ... کل من الصبرین و أدخلنهم فی رحمتن

3_ صبر انسان کے خاص رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کا ذریعہ ہے۔ من الصبرین و أدخلنهم فی رحمتن

4_ اسماعیل (ع)، ادریس (ع) اور ذوالکفل (ع) صالحین میں سے ہیں۔ و أدخلنهم فی رحمتنا إناهم من الصالحین

5_ اسماعیل (ع)، ادریس (ع) اور ذوالکفل (ع) کا صالح ہونا ان

کے خاص رحمت الہی سے بہرہ مند ہونے کا سبب بنا۔ و إسماعیل ... و أدخلنہم فی رحمۃنا إناہم من الصالحین
 مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ جملہ "إناہم من الصالحین" سابقہ جملے کیلئے تعلیل ہے یعنی چونکہ صالحین میں سے
 تھے اسلئے انہیں اپنی بے کراں رحمت میں قرار دیا۔

6_ عمل صالح، خاص رحمت الہی کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ و أدخلنہم فی رحمۃنا إناہم من الصالحین

7_ صبر کرنے والے شائستہ انسان اور صالحین میں شامل ہیں۔ و أدخلنہم فی رحمۃنا إناہم من الصالحین
 خدا تعالیٰ نے گزشتہ آیت میں۔ کہ جو بعض انبیاء کی توصیف کر رہی تھی۔ انہیں صابرین میں سے متعارف کرایا ہے اور
 اس آیت میں انہیں صالحین میں سے قرار دیا ہے دو آیتوں کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر کرنے والے لوگ
 صالحین میں سے ہیں۔

8_ انبیاء (ع) کے عمل صالح اور نیک کردار کا ان کسی خاص رحمت خداوندی اور برتر مقام و مرتبے تک دسترسی میں
 کردار۔ و إسماعیل ... کل من الصبرین ... و أدخلنہم فی رحمۃنا إناہم من الصالحین

9_ خدا تعالیٰ کی خاص عنایات سے بہرہ مند ہونے کیلئے خود انسان کے اپنے عمل اور کوشش کی ضرورت ہے۔

کل من الصبرین و أدخلنہم فی رحمۃنا إناہم من الصالحین

ادریس (ع): ان کے صبر کے اثرات ۲؛ ان کے صالح ہونے کے اثرات ۵؛ یہ صالحین میں سے ۳؛ ان کے فضائل ۱، ۳
 اسماعیل (ع): ان کے صبر کے اثرات ۲؛ ان کے صالح ہونے کے اثرات ۵؛ یہ صالحین میں سے ۳؛ ان کے فضائل ۱، ۳
 انبیاء (ع): ان کے عمل صالح کے اثرات ۸؛ ان کے تکامل کے عوامل ۸
 خدا تعالیٰ: اسکی رحمت ۱، ۳؛ اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ ۹

ذوالکفل (ع): ان کے صبر کے اثرات ۲؛ ان کے صالح ہونے کے اثرات ۵؛ یہ صالحین میں سے ۳؛ ان کے فضائل ۱، ۳
 رحمت: اس کا پیش خیمہ ۲، ۳، ۵، ۶، ۸؛ یہ جنکے شامل حال ہے ۱، ۲، ۵، ۸
 صابرین: یہ صالحین میں سے ۴؛ ان کے فضائل ۴

صبر: اسکے اثرات ۳
 عمل: اسکے اثرات ۹
 عمل صالح: اسکے اثرات ۶

آیت ۸۷

﴿وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

اور یونس کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جا کر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا (۸۷)

1_ ذَا النُّونِ (یونس (ع)) کا ماجرا سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد کرانے کے قابل ہے۔ وَ ذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ذَا النُّونِ" کا نصب "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے ہو قابل ذکر ہے کہ "النون" کا معنی ہے مچھلی اور "ذَا النُّونِ" حضرت یونس (ع) کا لقب ہے اس وجہ سے کہ وہ ایک مدت تک مچھلی کے پیٹ میں تھے۔

2_ حضرت یونس (ع) غصے کی حالت میں اپنی قوم میں سے نکلے اور کسی دوسری سرزمین کی طرف ہجرت کر گئے۔ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبٌ جو کچھ مفسرین اور مورخین کی رائے سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت یونس (ع) اپنی قوم کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے غصے کی حالت میں ان میں سے نکلے اور کسی دوسری جگہ کی طرف ہجرت کر گئے اور آیت کریمہ اسی داستان کی طرف ناظر ہے۔

3_ قوم یونس کی رفتار و کردار نے حضرت یونس (ع) کے شدید غصے کو بھڑکادیا اور انہیں ناخوش کر دیا۔ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبٌ

4_ انبیاء (ع) بھی انسانی عادات کے حامل ہیں۔ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبٌ

5_ حضرت یونس (ع) کا یہ گمان کہ اپنی قوم کو چھوڑنے پر خدا تعالیٰ ان پر سختی نہیں کریگا۔ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ

"قدر" کا ایک معنی سختی اور تنگی کرنا (ضیق) ہے (مفردات راغب) مذکورہ مطلب اسی معنی پر مبتنی ہے۔

6_ حضرت یونس (ع) کا یہ گمان کہ اپنی قوم میں سے نکل کر کسی اور سرزمین کی طرف ہجرت کرنے پر انہیں خدا تعالیٰ کی جانب سے پاداش نہیں ملے گی۔ فظن أن لن نقدر عليه

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "قدر" "قضاوت اور فیصلے" کے معنی میں ہو قابل ذکر ہے کہ آیت کا ذیل (إني كنت من الظالمين) اسی مطلب کا مؤید ہے۔

7_ حضرت یونس (ع) اپنی کافر قوم میں سے نکلنے اور کسی دوسری سرزمین کی طرف ہجرت کرنے کے سلسلے میں بے جا غصے اور نادورست گمان کا شکار ہوئے۔ *إذ ذهب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليه

8_ انبیا (ع) کے ناروا غصے اور نادورست گمان میں مبتلا ہونے کا امکان۔ *إذ ذهب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليه
مذکورہ مطلب حضرت یونس (ع) سے الغاء خصوصیت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

9_ حضرت یونس (ع) کا اپنے بارے میں تمام تقدیرات الہی سے مکمل طور پر آگاہ نہ ہونا۔ و ذاالنون ... فظن أن لن نقدر عليه

10_ مقام نبوت کا اپنے بارے میں تقدیرات الہی سے آگاہ نہ ہونے کے منافی نہ ہونا۔ فظن أن لن نقدر عليه

11_ انبیا (ع) آخری مرحلے تک تبلیغ کے راستے میں ثابت قدم رہنے اور اپنے معاشرے میں اور لوگوں کے درمیان رہنے پر مامور و ذاالنون إذ ذهب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليه

اپنی قوم کو ترک کرنے کی وجہ سے۔ قبل اس کے کہ اس سلسلے میں خدا کی جانب سے کوئی حکم آئے۔ حضرت یونس (ع) کی توبیخ اس نکتے پر دلالت کرتی ہے کہ انبیا (ع) خدا کی جانب سے اجازت ملنے اور اسکے حکم کے آنے سے پہلے اپنی ڈیوٹی اور لوگوں کو ترک کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

12_ حضرت یونس (ع) کا دریا میں اور مچھلی کے پیٹ میں گرفتار ہو جانا انکی غصے کی حالت میں اپنی قوم کو ترک کرنے کی سزا۔ و ذاالنون إذ ذهب مغاضباً فظن ... فنادی في الظلمت

آیت کریمہ میں "ظلمات" سے مراد مچھلی کا پیٹ ہے اور اس کا جمع آنا تاریکی کی شدت کو بیان کرنے کیلئے ہے۔

13_ تاریکیوں (مچھلی کے پیٹ) میں گرفتار ہونے کے بعد حضرت یونس (ع) کا بارگاہ خداوندی میں دعا اور تضرع و زاری کرنا۔ فنادی في الظلمت أن لا إله إلا أنت

4_ حضرت یونس (ع) کا مچھلی کے پیٹ میں اپنی خصوصی دعا میں خدا تعالیٰ کی تہلیل و تنزیہ کی طرف متوجہ ہونا۔
فنادی فی الظلمت أن لا إله إلا أنت سبحنك

5_ "لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ" مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں گرفتار ہونے کے وقت حضرت یونس (ع) کی دعا۔ فنادی فی الظلمت أن لا إله إلا أنت سبحنك إني كنت من الظالمين

6_ تکالیف و مشکلات انسان کے خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کے اسباب فراہم کرتی ہیں۔
فنادی فی الظلمت أن لا إله إلا أنت سبحنك

7_ حضرت یونس (ع) کا بارگاہ الہی میں خاضع ہونا اور ان کا اپنی عجولانہ رفتار کے نادرست اور ظلم ہونے کا اعتراف۔
فنادی ... إني كنت من الظالمين

8_ حضرت یونس (ع) کی نظر میں خدا تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اپنی قوم کے درمیان سے نکل جانا خود اپنے اوپر ظلم تھا۔
إذ ذهب مغاضباً ... إني كنت من الظالمين

9_ خدا تعالیٰ کی تہلیل و تنزیہ اور اپنے گناہ و کوتاہی کا اعتراف دعا کے آداب میں سے ہے۔
فنادی فی الظلمت أن لا إله إلا أنت سبحنك إني كنت من الظالمين

0_ خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا اور دنیاوی مشکلات میں گرفتار ہونے میں خود انسان کا کردار۔
إذ ذهب مغاضباً ... إني كنت من الظالمين

1_ (روایت میں آیا ہے کہ) مامون نے امام رضا (ع) سے کہا مجھے خدا تعالیٰ کے فرمان "و ذا النون إذ ذهب مغاضباً فظن أن لن نقدر عليه" کے بارے میں بتائیے و آپ (ع) نے فرمایا وہ یونس بن متی تھے جو اپنی قوم پر غضب ناک ہونے کی حالت میں ان میں سے نکل کر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں "ظن" کا مطلب ہے "استیقن" اور "لن نقدر عليه" کا معنی ہے "لن نضيق عليه رزقہ..." "فنادی فی الظلمات" یعنی (تین تاریکیوں میں) شب کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی۔ انہوں نے ندا دی "... سبحانک إني كنت من الظالمين" یعنی ... میں ستم کار لوگوں میں سے ہوں کیونکہ ماضی میں میں نے ایسی عبادت کو ترک کیا تھا کہ جس کیلئے اس وقت مجھے مچھلی کے پیٹ میں تونے فارغ رکھا ہے^(۱)۔

(1) عیون اخبار الرضا ۱ ص ۲۰۱ ب ۱۵ ج ۱؛ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۴۹ ح ۱۳۷۔

22_ اللہ تعالیٰ کے فرمان "و ذا النون اذ ذهب مغاضباً" کے بارے میں امام باقر (ع) سے روایت ہے کہ حضرت یونس (ع) کا غضب اپنی قوم کے اعمال کی وجہ سے تھا (اور) "فظن ان لن نقدر علیہ" (کے معنی کے بارے میں) فرمایا یونس کا خیال یہ تھا کہ اس نے جو کچھ انجام دیا ہے اس کے مقابلے میں اسے سزا نہیں دی جائیگی^(۱)

اقرار: ظلم کا اقرار ۱۷؛ گناہ کا اقرار ۱۹

انبیا (ع) ی: ان کا بشر ہونا ۳؛ انکی تبلیغ ۱۱؛ انکی دعوت ۱۱؛ ان کا صبر ۱۱؛ انکی صفات ۳؛ ان کا غضب ۸؛ انکی ذمہ داری ۱۱/ انسان: اس کا نقش و کردار ۲۰

تبلیغ: اس میں صبر، ۱۱/ خدا تعالیٰ: اسکی تنزیہ ۱۳، ۱۹؛ اسکی تقدیرات کا علم ۹؛ اسکی اجازت کا نقش و کردار ۱۸ خود: خود پر ظلم ۱۸

دعا: اسکے آداب ۱۹؛ اس میں تسبیح ۱۹؛ اس میں تہلیل ۱۹

ذکر: حضرت یونس (ع) کے قصے کا ذکر ۱؛ ذکر یونس (ع) ۱۵؛ ذکر خدا کا پیش خیمہ ۱۶

روایت ۲۱، ۲۲ سختی: اسکے اثرات ۱۶؛ اس کا پیش خیمہ ۲۰/ سزا: اس کا پیش خیمہ ۲۰

عبرت: اسکے عوامل ۱

غضب: بے جا غضب ۷، ۸

قوم یونس: اسکے سلوک کے اثرات ۳؛ اس پر غضب ۲۲

نبوت: یہ اور تقدیرات سے جاہل ہونا ۱۰

یونس (ع): انکی خطا ۷؛ انکا اقرار ۱۷، ۲۱؛ انکی سوچ ۱۸؛ انکی تہلیل ۱۳، ۱۵؛ انکا خضوع ۱۷؛ انکی دعا ۱۳، ۱۳، ۱۵؛ انکی

روزی ۲۱؛ انکا ظلم ۱۷، ۱۸، ۲۱؛ انکا گمان ۵، ۶، ۲۲؛ ان کے قصے سے عبرت ۱؛ انکی جلد بازی ۱۷؛ ان کے غضب کے

عوامل ۳، ۲۲؛ ان کا غضب ۲، ۵، ۷، ۲۱؛ انکا قصہ ۲، ۳، ۵، ۷، ۱۲، ۱۳، ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۲۱؛ انکے غضب کی سزا ۱۲؛ انکی

سزا ۶؛ انکی تکلیف ۱۲، ۱۳؛ ان کے علم کا دائرہ ۹؛ انکی ہجرت ۲، ۵، ۶، ۷؛ انکا یقین ۲۱؛ یہ مچھلی کے پیٹ میں ۱۲، ۱۳،

۱۳، ۱۵، ۲۱

﴿فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنَجِّي الْمُؤْمِنِينَ﴾

تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور انہیں غم سے نجات دلا دی کہ ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلاتے رہتے ہیں (۸۸)

1_ مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں گرفتار ہونے کے وقت حضرت یونس (ع) نے جو دعا کی وہ خدا تعالیٰ نے قبول کر لی۔
فنادی فی الظلمات ... فاستجبناہ

2_ خدا تعالیٰ نے حضرت یونس (ع) کو غم و اندوہ سے نجات دی۔ و نجینہ من الغم

3_ دعا کی قبولیت اور غموں سے نجات میں خدا تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل اور اپنے نفس پر ظلم کے اقرار کا کردار۔
فنادی فی الظلمات أن لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين فاستجبناہ و نجیناہ من الغم

4_ دعا، غم و اندوہ اور مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا موثر ذریعہ ہے۔ فنادی ... و نجینہ من الغم

5_ اپنے نفس پر ظلم غمناک نتائج کا حامل ہے اور ان سے نجات کیلئے خدا تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے۔
إني كنت من الظالمين فاستجبناہ و نجینہ من الغم

6_ مؤمنین کو غم و اندوہ سے نجات دینا خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ فاستجبناہ و نجینہ من الغم و كذلك ننجي المؤمنين
حضرت یونس (ع) کی نجات کو ذکر کرنے کے بعد جملہ "کذلك ننجي المؤمنين" ہو سکتا ہے سنت الہی اور ایک قانون کو بیان کر رہا ہو۔

7_ مؤمنین کی مخلصانہ دعا کی صورت میں خدا تعالیٰ کا انہیں غم و اندوہ اور مشکلات سے نجات دینے کا

وعدہ_فنادی ... و كذلك ننجی المؤمنین

8_ حضرت یونس (ع) کی غم و اندوہ سے نجات، مؤمنین کی نجات کے بارے میں خدا تعالیٰ کی سنت کا ایک جلوہ تھا۔ و
نجینہ من الغم و كذلك ننجی المؤمنین اسم اشارہ "کذلک" حضرت یونس (ع) کی غم و اندوہ سے نجات کی طرف اشارہ
ہے۔

9_ اپنے نفس پر ظلم انسان کے غم و اندوہ میں مبتلاء ہونے کا سبب ہے۔ فظن ان لن نقدر علیہ ... إني كنت من
الظالمین ... و نجیناه من الغم

اخلاص: اسکے اثرات ۷

اقرار: ظلم کے اقرار کے اثرات ۳

غم و اندوہ: اسکے عوایل ۵، ۹؛ اسکے دور کرنے کے عوایل ۳، ۵

تسبیح: اسکے فوائد ۳

تہلیل: اسکے فوائد ۳

خدا تعالیٰ: اسکی امداد کی اہمیت ۵؛ اسکی سنت ۶، ۸؛ اس کا نجات دینا ۲؛ اس کے وعدے ۷

خود: خود پر ظلم کے اثرات ۵، ۹؛ خود پر ظلم ۳

دعا: اسکے اثرات ۳؛ اسکے آداب ۳؛ اس میں اخلاص ۷؛ اسکی قبولیت کے عوایل ۳

سنن الہی: نجات دینے والی سنت ۶، ۸

مؤمنین: ان کے غم کو دور کرنا ۶، ۷؛ انکی نجات ۸؛ ان کے ساتھ وعدہ ۷

یونس (ع): انکی دعا کی قبولیت ۱؛ ان کے غم کا دور کرنا ۲، ۸؛ انکی تکلیف ۱؛ انکی نجات ۲؛ یہ مچھلی کے پیٹ میں ۱

آیت ۸۹

﴿وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ﴾

اور زکریا کو یاد کرو کہ جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ دینا کہ تو تمام وارثوں سے بہتر وارث ہے (۸۹)

1_ حضرت زکریا (ع) اور ان کے بیٹا چاہنے کی داستان سبق آموز اور یاد رکھنے اور یاد دہانی کرانے کے قابل ہے۔ و زکریا إذ نادى مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "زکریا" کی نصب "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے ہو۔

2_ حضرت زکریا (ع) نے بلند اور واضح آواز کے ساتھ خدا تعالیٰ سے بیٹا طلب کیا۔ و زکریا إذ نادى ربہ رب لاتذرنی فرداً بعد والی آیت (فاستجبنا له و وهبنا له یحییٰ) قرینہ ہے کہ جملہ "لاتذرنی فرداً" سے مراد بیٹے کی درخواست ہے قابل ذکر ہے کہ "ندا" کا معنی ہے بلند اور واضح آواز (لسان العرب)

3_ تنہائی سے نجات اور موت کے بعد اپنی وراثت کی حفاظت حضرت زکریا (ع) کے خدا سے بیٹا طلب کرنے کا محرک۔ و زکریا إذ نادى ربہ رب لاتذرنی فرداً و أنت خیر الوارثین حضرت زکریا (ع) نے صراحت کے ساتھ بیٹا طلب کرنے کے بجائے اپنی تنہائی کا تذکرہ کیا اور اپنی درخواست کے آخر میں خدا کے بہترین وارث ہونے کو یاد کیا ان دو مطلبوں کو ذکر کرنا درحقیقت دعائیں حضرت زکریا (ع) کے محرک اور حالات کو بیان کر رہا ہے۔

4_ حضرت زکریا (ع) تنہائی کی وجہ سے رنج میں مبتلاء تھے اور بیٹے کی آرزو رکھتے تھے۔ إذ نادى ربہ رب لاتذرنی فرداً بلا شک انسان اپنی دعائیں جو کچھ خدا سے چاہتا ہے وہ اسے دوست رکھتا ہوتا ہے اور اسکی آرزو رکھتا ہے اور اس کا نہ ہونا اسکے رنج کا سبب ہوتا ہے بالخصوص اگر دعا کرنے والا عظیم شخصیت کا مالک ہو جیسے پیغمبر الہی اس بنا پر حضرت زکریا (ع) کی صاحب فرزند ہونے کیلئے دعا مذکورہ مطلب کی غماز ہو سکتی ہے۔

5_ صاحب اولاد ہونے کی آرزو انسان کیلئے ایک فطری آرزو اور پسندیدہ امید ہے۔ رب لاتذرنی فرداً

6_ موت کے بعد اولاد کے سائے میں زندگی کے ماحصل کو محفوظ کرنا انسان کا فطری مطالبہ ہے۔ و زکریا إذ نادى ربه رب لاتذرنی فرداً و أنت خیر الوارثین چونکہ حضرت زکریا (ع) جیسے پیغمبر خدا نے صاحب اولاد ہونے کے ذریعے اپنی میراث کی حفاظت کو طلب کیا ہے اس سے اس بات کا استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ سب انسان ایسا مطالبہ رکھتے ہیں۔

7_ زندگی میں بیٹا اور وارث نہ ہونے کی صورت میں حضرت زکریا (ع) کو اپنی رسالت کے مستقبل کی پریشانی۔ رب لاتذرنی فرداً و أنت خیر الوارثین ممکن ہے حضرت زکریا (ع) کی خدا تعالیٰ سے صاحب فرزند ہونے کی درخواست معاشرتی مسائل کی خاطر ہو یعنی آپ چاہتے تھے کہ رسالت اور اسکے ثمرات محفوظ اور ہمیشہ رہیں۔

8_ مسئلہ وراثت کی ماضی میں لمبی تاریخ ہے اور وراثت چھوڑنے اور وراثت حاصل کرنے کی خواہش ایک فطری اور انسانوں حتیٰ کہ انبیاء (ع) کے درمیان ایک رائج امر ہے۔ رب لاتذرنی فرداً و أنت خیر الوارثین

9_ خداوند، بہترین وارث ہے۔ أنت خیر الوارثین

10_ تمام زندہ موجودات مرنے والے اور فانی ہیں اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات زندہ و جاوید ہے۔ أنت خیر الوارثین خدا تعالیٰ کا بہترین وارث ہونا ممکن ہے اس لحاظ سے ہو کہ سب وارث کسی نہ کسی دن موت کا شکار ہو جائیں گے اور انہوں نے جو کچھ وراثت حاصل کی ہے اسے دوسروں کے سپرد کریں گے لیکن خدا تعالیٰ ایسا وارث ہے جو ناقابل فنا اور زندہ و جاوید ہے۔

11_ دعا کے وقت خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ اور اس کا تذکرہ کرنا دعا کے آداب میں سے ہے۔ إذ نادى ربه رب لاتذرنی

12_ ربوبیت خدا کا تقاضا ہے کہ انسان نیاز کے وقت اسکی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو۔ إذ نادى ربه رب لاتذرنی

13_ دعا کے وقت خدا تعالیٰ کی تعریف اور ضرورت کے ساتھ مناسب طریقے سے اس کے اسماء و صفات کو یاد کرنے کا

اچھا ہونا۔ و أنت خیر الوارثین

مذکورہ مطلب کے حاصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت زکریا (ع) نے اپنی نیاز اور مطالبے (صاحب

اولاد ہونے کے ذریعے اپنی میراث کی حفاظت کے ساتھ متناسب، خدا تعالیٰ کو بہترین وارث ہونے کے ساتھ یاد کیا۔

آرزو: بیٹے کی آرزو ۵؛ پسندیدہ آرزو ۵

وراثت: بہترین وراثت ۹؛ اسکی تاریخ ۸

اسماء و صفات: خیر الوارثین ۹

انبیاء (ع): ان کے تمایلات ۸

انسان: اسکے مطالبے ۶؛ اسکے تمایلات ۸، اسکی ضروریات ۵

تنہائی: اس سے نجات ۳

حمد: حمد خدا، ۱۳

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کے اثرات ۱۲؛ اس کا زندہ و جاوید ہونا ۱۰

دعا: اسکے آداب ۱۱، ۱۳؛ اس میں اسماء و صفات ۱۳؛ اس کا ضرورت کے مطابق ہونا ۱۳؛ اس میں حمد ۱۳

ذکر: ربوبیت خدا کا ذکر ۱۱؛ حضرت زکریا کے قصے کا ذکر ۱

زکریا (ع): انکی آرزو ۳؛ انکی رسالت کا مستقبل ۴؛ انکا بے اولاد ہونا ۳، ۴؛ انکی تنہائی ۳؛ انکی دعا ۲؛ ان کے قصے سے

عبرت ۱؛ ان کے رنج کے عوامل ۳؛ انکی پریشانی کے عوامل ۴؛ ان کا بیٹا طلب کرنا ۱، ۲، ۳؛ ان کے بیٹا طلب کرنے کا

فلسفہ ۳، ۴؛ انکا قصہ ۲، ۳، ۴؛ انکی وراثت کی حفاظت ۳؛ انکی وراثت کی حفاظت ۳، ۶

عبرت: اسکے عوامل ۱

محبت: وراثت سے محبت ۸

بیٹا: اسکی درخواست ۲؛ اس کا کردار ۶

تمایلات: خدا کی طرف تمایل کا پیش خیمہ ۱۲

موجودات: ان کا فانی ہونا ۱۰

آیت ۹۰

﴿فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾

تو ہم نے ان کی دعا کو بھی قبول کر لیا اور انھیں یحییٰ جیسا فرزند عطا کر دیا اور ان کی زوجہ کو صالحہ بنادیا کہ یہ تمام وہ لوگ تھے جو نیکوں کی طرف سبقت کرنے والے اور رغبت اور خوف کے ہر عالم میں ہمیں کو پکارنے والے تھے اور ہماری بارگاہ میں گڑگڑا کر التجا کرنے والے بندے تھے (۹۰)

1_ حضرت زکریا (ع) کی صاحب فرزند ہونے کی دعا کو خدا تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ رب لا تذرنی فرداً ... فاستجبناہ
2_ حضرت زکریا (ع) کی دعا اور ان کے بارگاہ الہی میں آنے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے یحییٰ (ع) کا بلا عوض اور کسی قسم کی غرض سے خالی عطیہ اِذ نادى ربہ ... فاستجبناہ و و هبنا له یحییٰ "ہبہ" کا معنی کسی قسم کی غرض اور عوض کے بغیر "عطیہ"۔

3_ حضرت زکریا (ع) کی صاحب فرزند ہونے کی دعا کے بعد حضرت یحییٰ (ع) ان کی پہلی اولاد رب لا تذرنی فرداً ... فاستجبناہ و و هبنا له یحییٰ

4_ حضرت زکریا کی اپنی بیوی کے بانجھ پن کے درست کرنے کی دعا کو خدا تعالیٰ نے قبول فرمایا اور خدا تعالیٰ نے اسے حمل کے قابل بنادیا۔ فاستجبناہ و و هبنا له یحییٰ و أصلحنا له زوجہ
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ

"أصلحنا له زوجہ" کا عطف جملہ "و هبنا له یحییٰ" پر ہو اس صورت میں بیوی کا ٹھیک ہونا حضرت زکریا (ع) کی دعا کا حصہ شمار ہوگا۔

5_ حضرت زکریا (ع) کی دعا سے پہلے انکی بیوی بانجھ تھی۔ رب لا تذرنی فرداً ... فاستجبناہ و و هبنا له یحییٰ و أصلحنا له زوجہ

6_ حضرت زکریا (ع) کے قدرتی عوامل کے مطابق اور خدا تعالیٰ کے لطف و کرم کے بغیر صاحب فرزند ہونے کا ممکن نہ ہونا۔ و زکریا إذ نادى ربه ... فاستجبنا له و وهبنا له یحیی و أصلحنا له زوجہ

حضرت زکریا (ع) نے کہا "خدا یا مجھے تنہائی سے نجات دے مجھے بیٹا عطا فرما" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ ان کی دعا کو قبول نہ فرماتا تو وہ صاحب اولاد ہونے سے محروم رہتے اور عمر کے آخر تک تنہا رہتے۔

7_ عورت کا بانجھ پن اس کیلئے ایک نقص ہے کہ جسکی اصلاح کی ضرورت ہے۔ و أصلحنا له زوجہ

کلمہ "أصلحنا" کا استعمال بانجھ پن کے نقص کی طرف اشارہ ہے کیونکہ صلاح، فساد و نقص کے مقابلے میں ہے۔

8_ خدا تعالیٰ نے حضرت زکریا (ع) کی بیوی کے اخلاق و اطوار کی اصلاح فرمائی اور اسے حضرت زکریا کیلئے ایک شائستہ بیوی قرار دیا۔ *فاستجبنا له و وهبنا له یحیی و أصلحنا له زوجہ مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "أصلحنا له

زوجہ" کا عطف جملہ "فاستجبنا له" پر ہو اس صورت میں بیوی کی اصلاح حضرت زکریا (ع) کی دعا کا حصہ نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور انکی دعا سے بڑھ کر انہیں یہ عطا فرمایا نیز "اصلاح" اپنے عام اور وسیع معنی میں استعمال ہوا ہے نہ بانجھ پن کی اصلاح قابل ذکر ہے کہ بیٹا عطا کرنے کے بعد بیوی کی اصلاح کا تذکرہ اسی مطلب کی تائید کرتا ہے۔

9_ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت زکریا (ع) کو بیٹا عطا کرنا اور انکی بیوی کی اصلاح صرف حضرت زکریا (ع) کی دعا کی قبولیت اور ان کے فائدے کیلئے تھا۔ فاستجبنا له و وهبنا له یحیی و أصلحنا له زوجہ

"لہ" (اس کیلئے) کا تکرار خاص طور پر بیوی کی اصلاح کے مورد میں ہو سکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہو۔

10_ حضرت زکریا (ع) خدا تعالیٰ کے خاص لطف و کرم اور عنایات سے بہرہ مند تھے۔ فاستجبنا له و وهبنا له یحیی و أصلحنا له زوجہ "لہ" (اس کیلئے) کا تکرار ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ کی حضرت زکریا (ع) کیلئے خاص عنایات سے حاکی ہو۔

11_ دعا و مناجات، صاحب اولاد ہونے اور بانجھ پن کے درست ہونے کا سبب ہے۔

رب لاتذرنی فرداً ... فاستجبنا له و وهبنا له یحیی و أصلحنا له زوجہ

12_ حضرت زکریا (ع)، انکی بیوی اور ان کا بیٹا (یحیی (ع)) نیکی کے کاموں کو بھاگ بھاگ کے انجام دیتے اور اس میں پیش قدم رہتے۔ إھم کانوا یسرعون فی الخیرات مذکورہ مطب اس بات پر مبتنی ہے کہ جملہ "إھم کانوا یسرعون..." کی جمع کی ضمیروں کا مرجع زکریا (ع)، انکی بیوی اور بیٹا (یحیی) ہو۔

3_1 کار خیر کو انجام دینا حضرت زکریا (ع)، انکی بیوی اور بیٹے (یحییٰ (ع)) کی دائمی سیرت اور محبوب مشغلہ تھا۔ و زکریا ... و وهبنا له یحیی و أصلحنا له زوجہ إنهم كانوا یسرعون فی الخیرات فعل مضارع "یسارعون" اور اس سے پہلے فعل "كانوا" کا آنا استمرار اور دوام کو بیان کرتا ہے اور فعل "یسارعون" کا "فی" کے ساتھ متعدی ہونا کام سے محبت اور اس کے سلسلے میں سنجیدگی پر دلالت کرتا ہے۔

4_1 انبیا (ع) ء الہی موسی (ع)، ہارون، ابراہیم، لوط، اسحاق، یعقوب، نوح، داؤد (ع)، سلیمان (ع)، ایوب، اسماعیل، ادریس، ذالکفل، یونس، زکریا اور یحییٰ (ع) (علیہم السلام) کار خیر میں آگے آگے۔ و لقد أتینا موسی و ہارون ... یحیی ... إنهم كانوا یسرعون فی الخیرات مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "إنهم كانوا یسرعون..." کی جمع کی ضمیریں ان انبیا (ع) ء کی طرف راجع ہوں کہ جن کا ذکر گذشتہ آیات (۸۳ - ۹۰) میں ہو چکا ہے۔

5_1 کار خیر کو انجام دینا، انبیاء الہی موسی (ع)، ہارون، ابراہیم، لوط، اسحاق، یعقوب، نوح، داؤد (ع)، سلیمان (ع)، ایوب، اسماعیل، ادریس، ذالکفل، یونس، زکریا اور یحییٰ (ع) (علیہم السلام) کی دائمی سیرت اور محبوب مشغلہ تھا۔ و لقد أتینا موسی و ہارون ... یحیی ... إنهم كانوا یسرعون فی الخیرات

6_1 حضرت زکریا (ع)، انکی بیوی اور انکا بیٹا (یحییٰ (ع)) رغبت اور امید کے ساتھ خدا تعالیٰ کو پکار رہے تھے۔ و یدعوننا رغباً و رهباً

7_1 حضرت زکریا (ع)، انکی بیوی اور بیٹا (یحییٰ (ع)) بارگاہ الہی کے خاشعین میں سے تھے۔ و كانوا لنا خشعین

8_1 انبیا (ع) ء کا کار خیر میں آگے بڑھنا، رغبت و خوف کے ہمراہ دعا کرنا نیز ان کا خشوع ان کے الہی عطیات سے بہرہ مند ہونے کا عامل تھا۔ و لقد أتینا موسی و ہارون ... انهم كانوا یسرعون فی الخیرات ... و كانوا لنا خشعین مذکورہ مطلب دو نکتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حاصل ہو رہا ہے۔

1_ جملہ "إنهم كانوا یسرعون..." کی جمع کی ضمیروں کا مرجع انبیا (ع) ء ہوں کیونکہ گذشتہ آیات انہیں کے بارے میں تھیں۔

2_ جملہ "إنهم كانوا یسرعون..." اور اسکے بعد کے جملے تعلیل کے مقام میں ہوں

9_1 کار خیر میں سبقت لینے، رغبت و امید کے ہمراہ دعا کرنے اور بارگاہ الہی میں خشوع کا دعا کی قبولیت میں مؤثر کردار۔ فاستجبنا له ... إنهم یسرعون فی الخیرات ... و كانوا لنا خشعین

20_ کار خیر میں سبقت اور جلدی کرنا، رغبت و امید کے ہمراہ دعا کرنا اور بارگاہ الہی میں خشوع کرنا اعلیٰ اقدار اور الہی لوگوں کی برجستہ صفات میں سے ہیں اِنھم کانوا یسرعون فی الخیرات و یدعوننا رغباً و رھباً و کانوا لنا خشعین مذکورہ مطلب اس وجہ سے حاصل ہوتا ہے کہ آیت کریمہ انبیاء الہی کی توصیف کر رہی ہے اور ان کی دسیوں صفات اور خصوصیات میں سے صرف ان تین کی طرف اشارہ کیا ہے۔

21_ امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ (دعا میں) "رغبت" یہ ہے کہ تو اپنی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کرے اور "رہبت" یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف قرار دے^(۱)

ابراہیم (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ انکا عمل خیر ۱۵

ادریس (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ انکا عمل خیر ۱۵

اسحاق (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ انکا عمل خیر ۱۵

اسماعیل (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ انکا عمل خیر ۱۵

انبیاء (ع): ان کے خشوع کے اثرات ۱۸؛ انکی سیرت ۱۵؛ انکا عمل خیر ۱۵، ۱۸

اولیاء اللہ: انکی امیدواری ۲۰؛ انکا خشوع ۲۰؛ انکی صفات ۲۰؛ انکا عمل خیر ۲۰

ایوب (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ انکا عمل خیر ۱۵

خاشعین ۱۷

خدا تعالیٰ: اسکے لطف و کرم کے اثرات ۶؛ اسکے عطیات ۲

خشوع: اسکے اثرات ۱۹

داؤد (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ انکا عمل خیر ۱۵

دعا: اس میں امید کے اثرات ۱۹؛ اسکے اثرات ۱۱؛ اسکے آداب ۲۱؛ اس میں امید ۱۶، ۱۸، ۲۰؛ اس میں ہاتھ بلند کرنا ۲۱؛

اس میں خشوع ۱۸؛ اسکی قبولیت کا پیش خیمہ ۱۹

ذوالکفل (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ انکا عمل خیر ۱۵

(1) کافی ج ۲ ص ۴۷۹ ح ۱؛ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۵۷ ح ۱۶۰۔

زکریا (ع): انکی دعا کی قبولیت ۱، ۲، ۳، ۴؛ انکی بیوی کا اخلاق ۸؛ انکی بیوی کی اصلاح ۸، ۹؛ انکی امید ۱۶؛ انکی بیوی کی امید ۱۶؛ انکا پہلا بیٹا ۳؛ انکا سبقت لینا ۱۲، ۱۳؛ ان کی بیوی کا سبقت لینا ۱۲؛ انکا خشوع ۱۷؛ انکی بیوی کا خشوع ۱۷؛ انکی بیوی کے بانجھ پن کا علاج ۳؛ انکی سیرت ۱۳؛ انکی بیوی کا بانجھ پن ۵؛ انکا عمل خیر ۱۲، ۱۳، ۱۵؛ انکی بیوی کا عمل خیر ۱۲، ۱۳؛ ان کے صاحب فرزند ہونے کے عوامل ۶؛ ان کا بیٹا طلب کرنا ۱، ۲، ۳؛ انکا صاحب فرزند ہونا ۹؛ ان کے فضائل ۱۰؛ انکا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۸، ۹؛ ان کے مفادات ۹؛ انکی نعمتیں ۲؛ انکی دعا کی خصوصیات ۱۶؛ انکی بیوی کی دعا کی خصوصیات ۱۶

سليمان (ع): انکا سبقت لینا ۱۳: انکا عمل خیر ۱۵

بانجھ پن: اسکی شفا کا پیش خیمہ ۱۱

عمل: عمل خیر میں اگے بڑھنے کے اثرات ۱۸، ۱۹؛ عمل خیر میں آگے بڑھنے کی قدر و قیمت ۲۰

صاحب فرزند ہونا: اس کا پیش خیمہ ۱۱

خدا تعالیٰ کا لطف و کرم: یہ جنکے شامل حال ہے ۱۰

لوط (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ ان کا عمل خیر ۱۵

موسیٰ (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ ان کا عمل خیر ۱۵

نعمت: اس کا پیش خیمہ ۱۸؛ یہ جنگے شامل حال ہے ۱۸

نوح (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ ان کا عمل خیر ۱۵

ہارون (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ ان کا عمل خیر ۱۵

بیوی: ان کے بانجھ پن کا علاج ۷; ان کے عیوب ۷

یحییٰ (ع): ان کی امید ۱۶؛ ان کا سبقت لینا ۱۲، ۱۳؛ ان کا خشوع ۱۴؛ ان کا عمل خیر ۱۲، ۱۳، ۱۵؛ ان کا نقش و کردار ۲، ۳؛

ان کی دعا کی خصوصیات ۱۶

يعقوب (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ ان کا عمل خیر ۱۵

یونس (ع): ان کا سبقت لینا ۱۳؛ ان کا عمل خیر ۱۵

آیت ۹۱

﴿وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ﴾

اور اس خاتون کو یاد کرو جس نے اپنی شرم کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور اسے اور اس کے فرزند کو تمام عالمین کے لئے اپنی نشانی قرار دے دیا (۹۱)

1_ حضرت مریم (ع)، ان کی پاکدامنی اور صاحب فرزند ہونے کی داستان سبق آموز اور یاد رکھنے و یاد کرانے کے قابل ہے۔ والی اُحصنت فرجھا فنفخنا فیہ مذکورہ بالا مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "التي" "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقدر عامل کی وجہ سے منصوب ہو۔

2_ حضرت مریم (ع) باعفت و پاک دامن خاتون تھیں اور بارگاہ الہی میں بلند مقام رکھتی تھیں۔ و التي اُحصنت فرجھا ("اُحصنت" کے مصدر) احسان کا معنی ہے منع کرنا اور روکنا اور "فرج" کا اصلی معنی دو چیزوں کے درمیان شگاف (شرم گاہ وغیرہ) ہے فرج کو روکنا عفت اور پاکدامنی سے کنایہ ہے۔

3_ عفت اور پاکدامنی عورتوں کے برجستہ ترین اور صاف اور بہترین کمالات میں سے ہے۔ و التي اُحصنت فرجھا مذکورہ مطلب اس وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مریم (ع) کی توصیف و تمجید کرتے ہوئے۔ کیونکہ ان آیات میں ان کا نام انبیا (ع) کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی عفت اور پاکدامنی کا تذکرہ کیا ہے۔

4_ حضرت مریم (ع) کا حاملہ ہونا اور حضرت مسیح (ع) کی پیدائش حضرت مریم (ع) میں روح الہی کے پھونکنے کے ذریعے تھا۔ فنفخنا فیھا من روحن

5_ روح لطیف مخلوق ہے۔ فنفخنا فیھا من روحن جسم میں روح ڈالنے کو نفخ کے ساتھ تعبیر کرنا کہ جس کا معنی ہے ہوا کو اجسام کے اندر داخل کرنا مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

6_ حضرت مریم (ع) کی عفت اور پاکدامنی نے ان کے خدا تعالیٰ کی خصوصی عنایات سے بہرہ مند ہونے کے اسباب فراہم کئے۔ التي اُحصنت فرجھا فنفخنا فیھا من روحن

عبارت "التي اُحصنت فرجھا" کا "نفخنا فیھا من روحنا" پر مقدم ہونا ہو سکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہو۔

7_ خدا تعالیٰ کی عنایات و الطاف سے بہرہ مند ہونے کیلئے مناسب اور صلاحیت رکھنے والے ظرف کی ضرورت ہے۔
التي أحصنت فرجها فنفعنا فيها من روح

8_ عفت اور پاکدامنی عورت کی ترقی اور تکامل کا ذریعہ ہے اور اسکے خدا تعالیٰ کے الطائف و عنایات سے بہرہ مند ہونے کے اسباب فراہم کرتی ہے۔ التي أحصنت فرجها فنفعنا فيها من روح

مذکورہ مطلب اس وجہ سے حاصل ہوتا ہے کہ حضرت مریم (ع) کی عفت اور پاکدامنی سبب بنی کہ حضرت مریم (ع) ترقی کریں اور اس مرتبے تک پہنچ جائیں کہ خدا تعالیٰ کی خصوصی عنایات سے بہرہ مند ہو جائیں اور پروردگار کی عنایت کے ساتھ ان میں حضرت مسیح (ع) کی عظیم روح پھونکی جائے۔

9_ حضرت مریم (ع) کے بیٹے عیسیٰ (ع) روح الہی کے جلوہ اور بارگاہ خداوندی میں بلند مقام کے حامل تھے۔ فنفعنا فيها من روح "روح" کی "نا" کی طرف اضافت تشریفی اور اس روح کی شرافت اور بزرگی کو بیان کرنے کیلئے ہے۔
10_ مریم (ع) اور ان کا بیٹا عیسیٰ (ع) آیت الہی اور اہل جہان کیلئے خلقت خداوندی کے راز کی نشانی ہیں۔
و جعلنها و ابنها آية للعالمين

11_ حضرت مریم (ع) کے حاملہ ہونے اور حضرت عیسیٰ کی معجزانہ پیدائش میں خدا تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا متجلی ہونا۔ و جعلنها و ابنها آية للعالمين

12_ حضرت مریم (ع) بارگاہ خداوندی میں بلند و بالا مقام و مرتبے اور عالمی شخصیت کی مالک تھیں۔
و التي أحصنت فرجها فنفعنا فيها من روحنا و جعلنها و ابنها آية للعالمين

مذکورہ مطلب تین نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے ۱۔ "التي"، "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقرر عامل کی وجہ سے منصوب ہے کہ اس صورت میں حضرت مریم (ع) کی داستان کی یاد دہانی کا حکم سب انسانوں کیلئے ہے ۲۔ حضرت مریم کا نام انبیا (ع) الہی کے ناموں کے ہمراہ آیا ہے ۳۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مریم (ع) کو اہل جہان کیلئے اپنی آیت اور نشانی قرار دیا ہے (و جعلنها و ابنها آية للعالمين)

خلقت:

اسکے اسرار ۱۰

استعداد: اس کا کردار ۷

خدا تعالیٰ: اسکی روح ۳; اسکے لطف و کرم کا پیش خیمہ ۷، ۸; اسکی روح کی نشانیاں ۹; اسکی قدرت کی نشانیاں ۹، ۱۱

تذکرہ: حضرت مریم (ع) کے قصے کا تذکرہ ۱

روح: اسکی حقیقت ۵; اس کا لطیف ہونا ۵

عورت: اسکی عفت کی اہمیت ۳; اسکے تکامل کے عوامل ۸; اس کا کمال ۳

عبرت: اسکے عوامل ۱

عفت: اسکے اثرات ۸

عیسیٰ (ع): انکی ولادت کا اعجاز، ۱۱; یہ آیات الہی میں سے ۱۰; ان کے فضائل ۱۰; انکا مقام و مرتبہ ۹

خدا تعالیٰ کا لطف و کرم: یہ جنکے شامل حال ہے ۶

مریم (ع): انکی عفت کے اثرات ۶; ان کے حمل کا اعجاز، ۱۱; انکا تقرب ۱۲; انکی شخصیت ۱۲; ان کے قصے سے عبرت

۱; انکی عبرت ۱، ۲; ان کے فضائل ۲، ۶، ۱۰، ۱۲; انکا قصہ ۳; یہ آیات الہی میں سے ۱۰; انکے حاملہ ہونے کا سرچشمہ ۳;

ان میں روح پھونکنا ۳

آیت ۹۲

﴿إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُون﴾

بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہذا میری ہی عبادت کیا کرو (۹۲)

1_ امت اسلام امت واحدہ اور ایک دین رکھنے والی ہے۔ اِن ہذہ اُمتکم اُمة واحدة

"ہذہ" ابتدا اور اس کا مشارالیه وہ چیز ہے کہ جو مخاطبین کے اذہان میں مستحضر ہے اور "اُمتکم اُمة واحدة"، "ہذہ" کی خبر اور

حال ہے یہ جملہ "ہذا بعلی شیخا" کی طرح اس امر کو بیان کر رہا ہے کہ جو ذہن میں ہے۔ قابل ذکر ہے بعض اہل لغت کے

نزدیک "اُمة" کا معنی ان لوگوں کا مجموعہ ہے کہ جو ایک دین، وقت اور جگہ وغیرہ میں اکٹھے اور مشترک ہوں (مفردات

راغب) اور بعض دوسروں کی نظر میں یہ دین اور ملت کے معنی میں ہے (لسان العرب)

2_ انبیا (ع) اور ان کے پیروکار سب کے سب ایک امت اور ایک دین رکھنے والے تھے۔ اِن ہذہ اُمّتکم اُمة واحدة مذکورہ بالا مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ آیت کریمہ کے مخاطب وہ انبیا (ع) ہوں کہ جن کا گذشتہ آیات میں تذکرہ ہو چکا ہے کیونکہ یہ آیت ان کی داستان کے آخر میں آئی ہے یہ جملہ "و تقطعوا امرہم بینہم" (انہوں نے اپنے دین کو اپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کر دیا) اس مطلب کا شاہد ہے۔ قابل ذکر ہے کہ سورہ مؤمنون (۲۳) کی آیات ۵۱، ۵۲ میں بھی صراحت کے ساتھ انبیا (ع) کو مخاطب قرار دیا گیا ہے (یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات ... و ان ہذہ اُمّتکم اُمة واحدة و انا ربکم فاتقون)

3_ توحید، ادیان الہی کی وحدت کی بنیاد ہے۔ اِن ہذہ اُمّتکم امة واحدة و انا ربکم فاعبدون

4_ صرف خدا تعالیٰ ہی لائق پرستش پروردگار ہے۔ انا ربکم فاعبدون

5_ خدا تعالیٰ کے لوگوں کے "رب" ہونے کا لازمہ اسکی پرستش ہے۔ انا ربکم فاعبدون

مذکورہ مطلب "اعبدون" کے "انا ربکم" پر تفریع سے حاصل ہوتا ہے۔

6_ بشر، خدائے یکتا کی پرستش پر مامور ہے۔ انا ربکم فاعبدون

7_ پروردگار یکتا کا عقیدہ انسانوں کی وحدت اور امت واحدہ کی تشکیل کا محور ہے۔ اِن ہذہ اُمّتکم اُمة واحدة و انا ربکم فاعبدون

اتحاد: دینی اتحاد ۱؛ اس کا معیار ۴/ آسمانی ادیان: ان کی ہم آہنگی ۳

امت: امت واحدہ ۱، ۲، ۴

انسان: اسکی شرعی ذمہ داری ۶؛ اسکی عبودیت ۶

توحید: یہ آسمانی ادیان میں ۳؛ توحید ربوبی ۳؛ توحید عبادی ۳، ۶

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۳

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کے اثرات ۵

دین: اسکے اصول ۳/ عبادت: عبادت خدا ۵

عقیدہ: توحید ربوبی کا عقیدہ ۴/ مسلمان: ان کا اتحاد، ۱؛ انکا دین

﴿وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلُّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ﴾

اور ان لوگوں نے تو اپنے دین کو بھی آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ہے حالانکہ یہ سب پلٹ کر ہماری ہی بارگاہ میں آنے والے ہیں (۹۳)

1_ گزشتہ انبیا (ع) کی امتیں ایک عرصے تک دینی وحدت کے بعد خدائے یکتا کی پرستش کے بارے میں اختلاف و انتشار کا شکار ہو گئیں۔ اُمة واحده وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُون و تقطعوا أمرهم بینهم مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "تقطعوا أمرهم بینهم..." کی جمع کی ضمیروں کا مرجع گزشتہ انبیا (ع) کی امتیں ہوں اور در حقیقت انبیا (ع) کے فوت ہونے کے بعد لوگوں کے رد عمل کی کیفیت اور ان کے پیروکاروں کے درمیان دین توحیدی کی حالت کو بیان کر رہی ہو۔ قابل ذکر ہے کہ "امر"، "شان" کے معنی میں ہے اور یہ ہر قسم کی رفتار و سخن پر بولا جاتا ہے لیکن مقام کے تناسب سے اس آیت میں اس سے مراد دین ہے۔

2_ لوگ خود دین میں اختلاف کا سبب بنے نہ انبیا (ع) الہی اُمة واحدة ... و تقطعوا أمرهم بینهم خدا تعالیٰ نے اختلاف و انتشار کو خود لوگوں کی طرف نسبت دی ہے (و تقطعوا أمرهم بینهم) یہ نسبت ہو سکتا ہے اس دہم کو دور کرنے کیلئے ہو کہ انبیا (ع) کا متعدد ہونا لوگوں کے درمیان اختلاف کا سبب بنا۔

3_ سب انسانوں کی بازگشت خدا تعالیٰ کی طرف ہے۔ کل إلینا راجعون

4_ قیامت اور تمام انسانوں کا خدائے یکتا کی طرف پلٹ کر جانے کا تقاضا یہ ہے کہ دین میں اختلاف و انتشار سے پرہیز کیا جائے۔ اُمة واحده وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُون و تقطعوا أمرهم بینهم کل إلینا راجعون

جملہ "کل إلینا راجعون" مستانفہ بیانی ہے یعنی اس مقدر سوال کا جواب ہے کہ اس اختلاف کا انجام کیا ہے؟ اس نکتہ کی یاد دہانی ممکن ہے قیامت سے غافل ان لوگوں کو تعریض اور متنبہ کرنے کیلئے ہو کہ جنہوں نے دین میں اختلاف ڈال رکھا ہے۔

5_ دین توحیدی میں اختلاف کرنے والوں سے روز قیامت خدا کی جانب سے باز پرس ہوگی۔
و تقطعوا أمرهم بينهم کل إلینا راجعون

اختلاف: دینی اختلاف سے اجتناب کا پیش خیمہ ۳؛ دینی اختلاف کے عوامل ۲

اختلاف ڈالنے والے: ان کا اضروی مواخذہ ۵

امتیں: ان کا دینی اختلاف ۱؛ انکی تاریخ ۱

انبیاء (ع): ان کا نقش و کردار ۲

انسان: اس کا انجام ۳ خدا کی طرف بازگشت: ۳، ۳

قیامت: اس کا کردار ۳

لوگ: لوگوں کا نقش و کردار ۲

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۳

آیت ۹۳

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ﴾

پھر جو شخص صاحب ایمان رہ کر نیک عمل کرے گا اس کی کوشش برباد نہ ہوگی اور ہم اس کی کوشش کو برابر لکھ رہے ہیں
(۹۳)

1_ نیک کردار مؤمنین کی کوششوں کے اجر کی خدا تعالیٰ کی طرف سے ضمانت اٹھائی گئی ہے۔ اور وہ بغیر کسی قسم کی کمی کے انہیں دیا جائیگا۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ

2_ عمل صالح ایمان کے ہمراہ ہونے کی صورت میں ثمر بخش ہے۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

جملہ "و هو مؤمن"، "يعمل" کے فاعل کیلئے حال ہے اور یہ جملہ در حقیقت نیک کاموں کی

انجام دہی کیلئے شرط ہے۔

3_ دوسروں کی نیکیوں اور پسندیدہ کاموں کو ناچیز سمجھنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ فمن يعمل ... فلا کفران لسعیہ
مذکورہ مطلب خدا تعالیٰ کے نیک کردار مؤمنوں کے ساتھ سلوک سے حاصل ہوتا ہے۔

4_ عمل صالح کو انجام دینے کیلئے سعی و کوشش کی ضرورت ہے۔ فمن يعمل ... فلا کفران لسعیہ
"لعملہ" کی بجائے "لسعیہ" کی تعبیر ہو سکتا ہے اس حقیقت کو بیان کرنے کیلئے ہو کہ عمل صالح ہمیشہ کوشش کے ساتھ ہے
اور ان کے درمیان جدائی ممکن نہیں ہے اور ہر عمل صالح کو انجام دینا سعی و کوشش کا مرہون منت ہے۔

5_ اجر الہی کو حاصل کرنے اور اپنی تقدیر میں انسان کی اپنی سعی و کوشش کا کردار فمن يعمل ... فلا کفران لسعیہ

6_ مؤمنین کا ہر عمل صالح خدا تعالیٰ کی جانب سے لکھا اور ثبت کیا جائیگا۔ فمن يعمل من الصلحت ... إنا له کتبون

7_ خدا تعالیٰ کی جانب سے ہر انسان کے نامہ اعمال کا مرتب کیا جانا اسکے مکمل اجر کی ضمانت ہے۔ فمن يعمل ... إنا له

کتبون جملہ "إنا له کاتبون" کا عطف جملہ "فلا کفران لسعیہ" پر ہے اور یہ اسکے محتوای تاکید کر رہا ہے اور درحقیقت یہ
اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ چونکہ ہم سب انسانوں کے اعمال کو لکھتے ہیں اسلئے بغیر کسی کمی کے ان کا اجر بھی دیں گے۔

8_ افراد کے حقوق کے ضائع نہ ہونے میں ان کی کارکردگی کے ثبت اور محفوظ کرنے کا بنیادی کردار۔ فمن يعمل ... إنا له

کتبون خدا تعالیٰ کا نیکو کار مؤمنین کے تمام اعمال کو ثبت کرنا اور لکھنے کے ذریعے ان کے اجر کی ضمانت دینے کی تاکید کرنا
مذکورہ بالا مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

انسان: اسکے اجر کی ضمانت دینا ۴ / ایمان: اسکے اثرات ۲؛ یہ اور عمل صالح ۲

کوشش: اسکے اثرات ۳، ۵ / حقوق: انہیں ضائع کرنے کے موانع ۸

خدا تعالیٰ: اسکے افعال ۶؛ اسکے اجر کا پیش خیمہ ۵

تقدیر: اس میں مؤثر عوامل ۵

صالحین: ان کے اجر کی ضمانت ۱

عمل:

اسے ثبت کرنے کی اثرات ۸؛ اسے ثبت کرنا ۶
 عمل صالح: اسکے اثرات ۲؛ دوسروں کے عمل صالح کو اہمیت دینا ۳؛ اس کا پیش خیمہ ۳
 مؤمنین: ان کے اجر کی ضمانت ۱؛ ان کا عمل صالح ۶
 نامہ اعمال: اس کا کردار ۷

آیت ۹۵

﴿وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾

- اور جس بستی کو ہم نے تباہ کر دیا ہے اس کے لئے بھی ناممکن ہے کہ قیامت کے دن ہمارے پاس پلٹ کر نہ آئے (۹۵)
- 1_ ہلاک شدہ امتوں کے دنیا میں واپس آنے اور اعمال کے تدارک کرنے کا ممکن نہ ہونا۔ و حرام علی قریۃ اہلکناھا
 اُنہم لایرجعون مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "حرام" خبر مقدم اور "اُنہم لایرجعون" میں مصدر مؤول "رجوع"
 ابتدا مؤخر ہو نیز "لایرجعون" میں "لا" زائدہ اور رجوع سے مقصود دنیا کی طرف بازگشت ہو۔
- 2_ ہلاکت کا شکار ہونے والے معاشرے دنیا میں واپس آنے اور اپنے اعمال کا تدارک کرنے کے آرزو مند ہیں۔
 حرام علی قریۃ اہلکناھا اُنہم لایرجعون اگر بازگشت سے مراد دنیا کی طرف بازگشت ہو تو خدا تعالیٰ کی اس تاکید (حرام...
 اُنہم لایرجعون) سے یوں لگتا ہے کہ امتیں واپس پلٹنے کی خواہاں رہی ہیں۔
- 3_ ہلاکت کا شکار ہونے والی امتوں کا روز قیامت سزا پانے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف پلٹنا حتمی ہے۔ کل إلینا راجعون ...
 و حرام علی قریۃ اہلکناھا اُنہم لایرجعون مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "حرام" خبر مقدم اور (اُنہم لایرجعون)
 میں مصدر مؤول "رجوع" ابتدا مؤخر ہو نیز "لایرجعون" میں "لا" نفی کیلئے ہو اور "کل إلینا راجعون" کے قرینے سے رجوع سے
 مراد آخرت کی طرف پلٹنا ہو یعنی ہلاکت کا شکار ہونے والی امتوں کا واپس

نہ پلٹنا ممکن نہیں ہے بلکہ وہ حتماً واپس پلٹیں گی۔

4۔ ان کفار اور مشرکین کیلئے کفر و شرک سے واپس پلٹنا (توبہ) ممکن نہیں ہے کہ ہلاکت جنکی تقدیر بن چکی ہے۔

و حرام علی قریۃ اہلکنہا اُھم لایرجعون مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "لایرجعون" میں "لا" زائدہ ہو اور رجوع سے مقصود کفر و شرک سے پلٹنا ہو۔

آرزو: دنیا کی طرف واپس پلٹنے کی آرزو ۲

امتی: ہلاک ہونے والی امتوں کی آرزوئیں ۲؛ ہلاک ہونے والی امتوں کا واپس پلٹنا ۱؛ ہلاک ہونے والی امتوں کی توبہ ۳؛ ہلاک ہونے والی امتوں کی اخروی سزا، ۳

خدا کی طرف بازگشت: اس کا حتمی ہونا ۳

دنیا کی طرف بازگشت: اس کا محال ہونا ۱

توبہ: شرک سے توبہ ۳؛ کفر سے توبہ ۳

عمل: اس کا تدارک ۱، ۲

آیت ۹۶

﴿حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾

یہاں تک کہ جب یا جوج و ما جوج آزاد کردئے جائیں گے اور زمین کی ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے (۹۶)

1۔ خدا تعالیٰ کی مؤمنین کو اجر دینے کیلئے ان کے اعمال کو ثبت کرنے اور ہلاک ہونے والوں کی دنیا کی طرف واپس آنے سے محرومیت والی سنت یا جوج و ما جوج کے خروج تک (دنیا کا ختم ہونا) جاری رہے گی۔

فمن يعمل ... و حرام علی ... حتی اذا فتحت یا جوج و ما جوج

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "حتی" غایت کا معنی دے رہا ہو البتہ "حتی" کے غایت کا معنی دینے کے بارے میں

اہل ادب کے درمیان اختلاف ہے لیکن آیت کریمہ کے سیاق اور لحن سے غایت کا استفادہ ہو سکتا ہے اس بنا پر "حتی اذا

افتحت..." "فمن يعمل من الصالحات ... و حرام علی قریۃ ..." کی غایت ہوگی قابل ذکر ہے کہ عام طور پر مفسرین کا

نظریہ یہ ہے کہ یا جوج و ما جوج لوگوں کے دو گروہ ہیں کہ جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور تاخت و تاراج کرتے ہوئے

فتوحات حاصل کریں گے اور ان کی موت کے بعد دنیا کی عمر ختم ہو جائیگی۔

2_ ادیان الہی کے پیروکاروں کے مسئلہ توحید کے بارے میں دینی اختلافات یا جوج و مأجوج کے خروج (دنیا کے ختم ہونے) تک جاری رہیں گے۔ و تقطعوا أمرهم بینہم ... حتی إذا فتحت یا جوج و مأجوج

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "حتی"، اور تقطعوا أمرهم بینہم "کیلئے غایت ہو۔"

3_ مستقبل میں فتوحات کے تمام راستے یا جوج و مأجوج کیلئے کھول دیئے جائیں گے اور وہ زمین کی بلندیوں اور ہر چوٹی سے

سرعت کے ساتھ عبور کر جائیں گے۔ حتی إذا فتحت یا جوج و مأجوج و ہم من کل حدب ینسلون

"حدب" کا معنی ہے زمین کی بلند اور اونچی جگہیں اور (ینسلون کے مادہ) نسل کا اصلی معنی کسی شیء سے جدا ہونا ہے اور جب بھی یہ مادہ چلنے والے کے بارے میں استعمال ہوتا ہے تو یہ تیز رفتاری کے معنی میں ہوتا ہے پس "ینسلون" یعنی تیزی سے چلیں گے اور سرعت کے ساتھ گزر جائیں گے۔

4_ قرآن کریم کی پیشین گوئی کہ یا جوج و مأجوج مستقبل میں تیزی سے حملے کریں گے اور انہیں پوری دنیا میں فتوحات

حاصل ہوں گی۔ حتی إذا فتحت یا جوج و مأجوج و ہم من کل حدب ینسلون لفظ عموم "کل" کا اسم نکرہ "حدب" پر داخل ہونا اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ یا جوج و مأجوج کا ماجر کسی خاص سر زمین سے مختص نہیں ہے بلکہ یہ عالمی ہوگا اور پوری دنیا کو شامل ہوگا۔

امتی: ہلاک ہونے والی امتوں کی بازگشت ۱؛ انکے دینی اختلاف کا دائمی ہونا ۲ دنیا میں بازگشت: ۱ اس کا محال ہونا ۱

توحید: اس میں اختلاف ۲ خدا تعالیٰ: اسکی سنن ۱

قرآن کریم: اسکی پیشین گوئی ۳ یا جوج: اسکی کامیابی ۳، ۴؛ اس کا خروج ۱، ۲؛ اس کا قصد ۳؛ اسکے حملے کی وسعت ۳؛ اس کا

حملہ ۳

مؤمنین: ان کا اجر، ۱؛ انکے اعمال کا ثبت ہونا یا جوج: اسکی کامیابی ۳، ۴؛ اس کا خروج ۱، ۲؛ اس کا قصد ۳؛ اسکے حملے

کی وسعت ۳؛ اس کا حملہ ۳

آیت ۹۷

﴿وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ﴾

اور اللہ کا سچا وعدہ قریب آجائے گا تو سب دیکھیں گے کہ کفار کی آنکھیں پتھر آگئی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ والے بر حال ما ہم اس طرف سے بالکل غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم اپنے نفس پر ظلم کرنے والے تھے (۹۷)

1_ خدا تعالیٰ کا قیامت کو برپا کرنے کا سچا وعدہ قریب ہے۔ و اقترَبَ الوعد الحق

2_ یاجوج و ماجوج کا حملہ، قیامت کے نزدیک ہونے کی علامات میں سے ہے۔ حتی إذا فتحت یاجوج ... و اقترَبَ الوعد الحق

یاجوج و ماجوج کا ماجرا آخری زمانے سے مربوط ہے اس بنا پر اس ماجرا کے بعد قیامت کے برپا کرنے کا ذکر کرنا اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ یہ ماجرا قیامت کی علامات میں سے ہے۔

3_ قیامت، خدا تعالیٰ کا سچا اور قطعی وعدہ و اقترَبَ الوعد الحق

4_ قیامت برپا ہونے کے وقت کفار کا مبہوت اور حیران و پریشان ہونا۔ و اقترَبَ الوعد الحق فإذا هی شاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا "شخص" کا معنی ہے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا اور عام طور پر ایسی حالت مبہوت افراد کیلئے پیش آتی ہے۔

5_ قیامت ناگہانی اور مبہوت کر دینے والا واقعہ ہے۔ و اقترَبَ الوعد الحق فإذا هی شاخِصَةٌ

مذکورہ مطلب "إذا" فجائیہ سے حاصل ہوتا ہے۔

6_ قیامت کفار کیلئے وحشتناک اور دہشت پیدا کرنے والا واقعہ ہے۔ و اقترَبَ الوعد الحق فإذا هی شاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا کفار کی آنکھوں کا خیرہ ہونا اور ان کا مبہوت ہونا قیامت کے وحشتناک اور دہشت پیدا کرنے والے واقعات کی وجہ سے ہے۔

7_ روز قیامت انسان کی آنکھوں میں خوف و وحشت کی حالت کا ظاہر ہونا۔ فإذا هی شخصیة ابصار الذين كفرو

8_ روز قیامت کفار کی قیامت کے دن سے اپنی گہری اور مسلسل غفلت کی وجہ سے حسرت کا اظہار یاویلنا قدکنا فی غفلة من هذا مذکورہ مطلب "فی" کے آنے سے کہ جو ظرفیت کیلئے ہے حاصل ہوتا ہے اس طرح کہ غفلت ظرف اور انسان غافل کو مظروف بنایا گیا ہے اور یہ گہری غفلت میں ڈوب جانے کو بیان کر رہا ہے۔

9_ ستمگر ہونا حق سے دوری، کفر کی طرف مائل ہونے اور عالم آخرت میں بد بختی کا اصلی عامل ہے۔ یاویلنا قدکنا فی غفلة من هذا بل کنا ظلمین مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "بل کنا..." میں "بل" اضراب ابطالی کیلئے ہو یعنی حقیقت یہ نہیں ہے جو آغاز میں ہم کہہ چکے ہیں کہ ہم غفلت میں رہ رہے تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ظالموں اور ستم گروں میں سے ہیں۔

10_ دنیا میں ظلم اور غفلت قیامت میں انسان کی ندامت اور حسرت کا سبب ہے۔ یاویلنا قدکنا فی غفلة من هذا بل کنا ظلمین مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "بل کنا..." میں "بل" اضراب انتقالی کیلئے ہو یعنی روز قیامت کافروں کا کلام دو چیزیں ہیں ۱_ اپنے غافل ہونے کا اعتراف ۲_ اپنے ستمگر ہونے کا اعتراف

11_ روز قیامت کافر کا دنیا میں اپنے ظالم و ستمگر ہونے کا اعتراف۔ بل کنا ظلمین

12_ حق کی عبودیت سے منہ موڑنا اور کفر ظلم کا واضح مصداق ہے۔ أبصار الذین کفروا ... بل کنا ظلمین کافروں کی کافر ہونے کے بجائے ظالم ہونے کی ساتھ توصیف ان دو صفات کے ایک ہونے کی دلیل ہے اور ہر کافر در حقیقت ظالم ہے۔

قرار: ظلم کا اقرار، ۱۱

پشیمانی: اخروی پشیمانی کے عوامل ۱۰

خوف: اسکی نشانیاں ۷

آنکھ:

اس کا کردار ۷

حسرت: اخروی حسرت کے عوائل ۱۰

حق: اسے قبول نہ کرنے کے اثرات ۱۲؛ اسے قبول نہ کرنے کے عوائل ۹

خدا تعالیٰ: اسکے وعدوں کا قطعی ہونا ۳؛ اسکے وعدے ۱

شقاوت: اخروی شقاوت کے عوائل ۹

ظلم: اسکے اثرات ۹، ۱۰؛ اسکے موارد ۱۲

غفلت: اسکے اثرات ۱۰؛ قیامت سے غفلت کے اثرات ۸

قیامت: اسکی خوفناکی ۶؛ اس میں خوف ۷؛ اس کا حتمی ہونا ۳؛ اس میں آنکھوں کا خیرہ ہونا ۳؛ اس کا ناگہانی ہونا ۵؛ اس کا

نزدیک ہونا ۱؛ اسکی نشانیاں ۲؛ اس کا وعدہ ۱؛ اسکی خصوصیات ۵

کفار: انکا اخروی اقرار، ۱۱؛ انکا اخروی خوف ۶؛ انکی اخروی حسرت ۸؛ انکی آنکھوں کا خیرہ ہونا ۳؛ انکی غفلت ۸؛ یہ قیامت

میں ۳، ۶، ۸، ۱۱

کفر: اسکے اثرات ۱۲؛ اسکے عوائل ۹

مأجوج: اس کا خروج ۳

یأجوج: اس کا خروج ۳

آیت ۹۸

﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ﴾

یاد رکھو کہ تم لوگ خود اور جن چیزوں کی تم پرستش کر رہے ہو سب کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا اور تم سب اسی میں وارد ہونے والے ہو (۹۸)

1_ کفار اور ان کے جھوٹے معبود جہنم کا ایندھن ہیں۔ انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم

"حصب" یعنی ہر وہ چیز جسے آگ میں پھینکتے ہیں اور اس کا غالبی معنی ایندھن ہے (لسان العرب)

2_ دوزخیوں کا بدن جہنم کی آگ پیدا کرنے والا مادہ ہے۔ انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم

چونکہ خود کفار اور ان کے بدن جہنم کا ایندھن ہیں اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

3_ جہنم کی آگ دوزخی کفار کے پورے بدن کو اپنی لیپٹ میں لئے ہوگی اور ایک ہی جگہ پر ان کا بدن آگ میں تبدیل ہو جائیگا۔ انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم

مذکورہ مطلب کافروں کے جہنم کا ایندھن بننے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ جب بھی ایندھن کو آگ لگے تو پورا ایندھن آگ میں تبدیل ہو جاتا ہے اس بنا پر کافروں کا بدن بھی ایک جگہ پر آگ میں تبدیل ہو جائیگا اور ان کا پورا بدن جل جائیگا۔

4_ تمام مشرکین اور ان کے معبودوں کا جہنم میں داخل ہونا قطعی ہے۔ انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم انتم لها وردون جملہ "انتم لها واردون" جملہ "انکم و ما تعبدون ... " کیلئے تاکید ہے۔

5_ غیر خدا کی عبادت کفر اور جہنم کا سبب ہے۔ الذین کفروا ... انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم

6_ حدیث میں آیا ہے کہ ایک گروہ پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا " ... ہمیں خدا تعالیٰ کے فرمان "انکم و ما تعبدون من دون الله" صحب جہنم ... " کے بارے میں بتائیے کہ ان کا معبود آگ میں ہو تو ایک گروہ نے عیسیٰ (ع) کی عبادت کی ہے کیا آپ (ع) کہتے ہیں وہ آگ میں ہیں تو رسول خدا (ص) نے انہیں فرمایا ... خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "انکم و ما تعبدون" اور اسکی مراد وہ بت ہیں جنکی وہ عبادت کرتے تھے اور بت غیر عاقل ہیں اور حضرت مسیح (ع) اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ صاحب عقل ہیں اور اگر فرماتا "انکم و ما تعبدون" تو مسیح (ع) بھی اس جمع میں داخل ہوتے تو اس گروہ نے کہا آپ (ع) نے سچ فرمایا اے رسول خدا (ﷺ)

7_ امام باقر (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی ... ابن زبیری ... نے کہا ... اے محمد (ص) بتا یہ آیت جو ابھی ابھی تو نے پڑھی ہے یہ ہم اور ہمارے معبودوں کے بارے میں ہے یا گزشتہ امتوں اور ان کے معبودوں کے بارے میں تو آپ (ع) نے فرمایا تم اور تمہارے معبودوں کے بارے میں بھی ہے اور گزشتہ امتوں کے بارے میں بھی ہے سوائے اس کے جسے خدا تعالیٰ نے مستثنا دیا ہے ابن زبیری نے کہا مگر تو عیسیٰ (ع) کو اچھائی کے ساتھ یاد نہیں کرتا جبکہ تو جانتا ہے کہ نصاریٰ عیسیٰ (ع) اور انکی ماں کی عبادت کرتے ہیں اور بعض لوگ فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں تو کیا وہ اور ان

کے معبود آگ میں نہیں ہیں؟ تو رسول خدا (ص) نے فرمایا نہیں... کیا میں نے نہیں کہا مگر وہ جنہیں خدا تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا ہے اور وہ استثنا خدا تعالیٰ کا یہ فرمان ہے "إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ الْحَسَنِ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ" (۱)

باطل معبود: غیر خدا کی عبادت کے اثرات ۵

بت: یہ جہنم میں ۶

جہنم: اس کا آتش گیر مادہ ۱، ۲؛ اسکی آگ کا احاطہ ۳؛ اسکے اسباب ۵

جہنمی لوگ: ان کا نقش و کردار ۲ روایت: ۶، ۷

مشرکین: ان کے جہنم میں داخل ہونے کا قطعی ہونا ۳ ان کے جہنم میں داخل ہونے کا حتمی ہونا ۳؛ ان سے مراد ۶، ۷؛ یہ

جہنم میں ۱، ۶، ۷

کفار: یہ جہنم میں ۱، ۳

کفر: اسکے موارد ۵

آیت ۹۹

﴿لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُّوَهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

اگر یہ سب واقعاٰ خدا ہوتے تو کبھی جہنم میں وارد نہ ہوتے حالانکہ یہ سب اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں (۹۹)

1_ مشرکین کے معبودوں کا جہنم سے بچنے پر قادر نہ ہونا، ان کے معبود نہ ہونے کی دلیل ہے۔

ما تعبدون من دون الله حصب جهنم ... لو كان هؤلاء آلهة ما وردوه

2_ اپنے آپ سے ہر قسم کے نقصان کو دور کرنے پر قادر ہونا الوہیت کا لازمہ ہے۔

(1) تفسیر فی ج ۲ ص ۷۶؛ نور التقلین ج ۳، ص ۴۵۹ ج ۱۶۹

لو كان هؤلاء ألهة ما وردوه

مذکورہ مطلب اس چیز سے حاصل ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مشرکین کے معبودوں کی عدم الوہیت کیلئے ان کی اپنے آپ سے آتش جہنم کو دور کرنے سے ناتوانی کو دلیل بنایا ہے۔

3_ خدا تعالیٰ کیلئے شریک کا وجود محال ہے۔ لو كان هو هؤلاء ألهة مذکورہ مطلب "لو" امتناعیہ سے حاصل ہوتا ہے۔

4_ مشرکین اور ان کے معبودوں کا ہمیشہ جہنم میں رہنا و کل فیہا خلدون

5_ شرک بڑا گناہ اور آتش جہنم میں ہمیشہ رہنے کا سبب ہے۔ انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جهنم ... و کل فیہا خلدون

اسما و صفات: صفات جلال ۳

الوہیت: اس میں نقصان کو روکنا ۲; اس میں قدرت ۲; اسکے شرائط ۲

باطل معبود: ان کے عجز کے اثرات ۱; انکی الوہیت ۱; یہ جہنم میں ۱، ۳

جہنم: اس میں ہمیشہ رہنے والے ۳; اس میں ہمیشہ رہنا ۵; اس کے اسباب ۵

خدا تعالیٰ: خدا تعالیٰ اور شریک ۳

شرک: اس کا گناہ ۵

گناہان کبیرہ: ۵

مشرکین: یہ جہنم میں ۳

آیت ۱۰۰

﴿هُم فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ﴾

جہنم میں ان کے لئے چیخ پکار ہوگی اور وہ کسی کی بات سننے کے قابل نہ ہونگے (۱۰۰)

1_ جہنم میں مشرکین کی دردناک اور تکلیف دہ فریاد_ ہم فیہا زفیر "زفیر" کا معنی ہے سینے کا غم و اندوہ سے پر ہونا نیز گدھوں کی پہلی پہلی آواز کے معنی میں بھی ہے

(لسان العرب) اور یہاں یہ دردناک غمگین فریاد کے معنی میں ہے۔

2_ جہنم میں مشرکین اور ان کے معبودوں کا عذاب اور شکنجہ شدید ہوگا۔ لھم فیہا زفیر و ہم فیہا لا یسمعون مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "لھم" کی ضمیر کا مرجع مشرکین اور ان کے معبود ہوں تو اس صورت میں آواز کا نہ سننا ممکن ہے عذاب اور اسکی ہولناکی کی شدت کی وجہ سے ہو اور یا اس وجہ سے ہو کہ انکی فریاد کی آواز اسقدر بلند ہے کہ کوئی دوسری آواز نہیں سنتے۔

3_ مشرکین کا جہنم میں قوت سماعت سے محروم ہونا۔ و ہم فیہا لا یسمعون

4_ عذاب کی شدت اور فریاد کی آواز جہنم میں مشرکین کے سننے سے مانع ہوگی۔ لھم فیہا زفیر و ہم فیہا لا یسمعون مذکورہ مطلب اس احتمال پر مبتنی ہے کہ "لھم فیہا زفیر" کو "لا یسمعون" کی علت کے طور پر لیا جائے یعنی عذاب اور دوزخیوں کی فریاد اس قدر شدید اور بلند ہے کہ یہ ان کے دوسروں کی آواز کو سننے سے مانع ہوگی۔

5_ قوت سماعت انسان کیلئے ایک اہم نعمت ہے حتیٰ کہ جہنم میں دوزخیوں کیلئے بھی۔ و ہم فیہا لا یسمعون چونکہ دوزخیوں کے اوصاف میں اس چیز کو ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سماعت ایسی نعمت ہے کہ جسے خدا تعالیٰ نے دوزخیوں سے چھین لیا ہے۔

جہنمی لوگ: انکی فریاد کے اثرات ۳؛ انکی شنوائی کے موانع ۳

قوت سماعت: اسکی اہمیت ۵

عذاب: اسکے درجے ۲، ۳

مشرکین: ان کے عذاب کی شدت کے اثرات ۳؛ ان کا اخروی عذاب ۲؛ انکی فریاد، ۱؛ ان کا بہرہ پن ۳؛ یہ جہنم میں ۱، ۲، ۳

باطل معبود: ان کا اخروی عذاب ۲؛ یہ جہنم میں ۲

نعمت: قوت سماعت کی نعمت ۵

آیت ۱۰۱

﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾

بیشک جن لوگوں کے حق میں ہماری طرف سے پہلے ہی نیکی مقدر ہو چکی ہے وہ اس جہنم سے دور رکھے جائیں گے (۱۰۱)

1_ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو آتش جہنم سے نجات اور دوری کا وعدہ دیا ہے کہ جو اچھے مقام اور پسندیدہ خصلت کے مالک (سچے مؤمن) ہیں۔ **إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ**

"الحسنی"، "أحسن" کی مونث اور "المنزلہ" یا "الخصلة" جیسے محذوف موصوف کی صفت ہے اور گزشتہ آیت کہ جو کفار اور مشرکین کے بارے میں تھی کے مقابلے میں ہونا قرینہ ہے کہ یہ سچے مؤمنین کے بارے میں ہے۔

2_ سچا ایمان اور اچھا مقام رکھنا اور پسندیدہ خصلتوں کا حامل ہونا تقدیر الہی کے ساتھ مربوط ہے۔ **إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ** جملہ "سبقت لهم منا" پہلے سے ہی خدا تعالیٰ کی جانب سے "الحسنی" (اچھا ہونا) کے ان کا مقدر ہونے کو بیان کر رہا ہے یعنی وہ جن کیلئے ہم نے پہلے سے ہی مقدر کر رکھا ہے۔

3_ ایک گروہ کی آتش جہنم سے دوری دنیا میں ان کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے کئے گئے اچھے وعدے کی بنیاد پر ہے۔ **إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنَىٰ**... مبعدون مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "الحسنی"، "الوعده" جیسے محذوف موصوف کی صفت ہو۔

4_ سچے، با فضیلت اور بارگاہ الہی کے مقرب مؤمنین روز قیامت جہنم کی آگ سے دور ایک جگہ میں ٹھہرے ہوئے ہوں گے۔ **إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ**

ایمان:

اس کا سرچشمہ ۲

جہنم: اس سے دوری کا سرچشمہ ۲؛ اس سے نجات کا وعدہ ۱
خدا تعالیٰ: اسکے وعدوں کے اثرات ۳؛ اسکی تقدیرات ۲؛ اسکے وعدے ۱

صفات: پسندیدہ صفات کا سرچشمہ ۲

مؤمنین: انکی جہنم سے دوری ۳؛ انکی پسندیدہ صفات ۱؛ ان کا اخروی مقام ۳؛ یہ قیامت میں ۳؛ ان کے ساتھ وعدہ ۱
مقربین: ان کا اخروی مقام و مرتبہ ۳

آیت ۱۰۲

﴿لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ﴾

اور اس کی بھنک بھی نہ سنیں گے اور اپنی حسب خواہش نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ آرام سے رہیں گے (۱۰۲)
1_ اہل بہشت ایسی جگہ میں ہوں گے کہ جہاں آتش جہنم کی آہستہ سسی آواز بھی سنائی نہیں دے گی۔ لا یسمعون
حسیسہ "حسیس" کا معنی ہے آہستہ آواز اور آیت کریمہ میں اس سے مراد وہ آواز ہے کہ جو آتش جہنم کی حرکت سے پیدا ہوگی۔

2_ آتش جہنم کی وحشتناک آواز ہے۔ لا یسمعون حسیسہ

3_ اہل بہشت اپنی من پسند نعمتوں میں غرق اور جاوداں ہوں گے۔ و ہم فیہا ما اشتہت أنفسہم خلدون

4_ بہشت دائمی اور من پسند جگہ اور اسکی نعمتیں انسان کی تمام خواہشات اور تمایلات کو سیر کرنے والی ہیں۔
و ہم فی ما اشتہت أنفسہم خلدون

بہشت: اس میں خواہشات کا پورا ہونا ۳؛ اس کا دائمی ہونا ۳؛ اسکی نعمتوں کی خصوصیت ۲
بہشتی لوگ: ان کا دائمی ہونا ۳؛ انکی خواہشات ۳؛ انکی جہنم سے

دوری ۱؛ ان کے فضائل ۳؛ انکی نعمتیں ۳
جہنم: اسکی آگ کا خوفناک ہونا ۲؛ اسکی آگ کی آواز ۱، ۲؛ اسکی آگ کی صفات ۲

آیت ۱۰۳

﴿لَا يَخْزُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾

انھیں قیامت کا بڑے سے بڑا ہولناک منظر بھی رنجیدہ نہ کر سکے گا اور ان سے ملائکہ اس طرح ملاقات کریں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (۱۰۳)

- 1_ اہل بہشت اور سچے مؤمنین قیامت کے عظیم غم و اندوہ اور جزع فزع سے دور ہوں گے اور غمگین نہیں ہوں گے۔
إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ الْحَسَنِيِّ ... لَا يَخْزُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ "فزع" کا معنی ہے انقباض اور گرفتگی کی وہ حالت کہ جو خوفناک چیز سے پیدا ہوتی ہے اور یہ "جزع" (آہ وزاری) کی قسم سے ہے (مفردات راغب)
- 2_ قیامت کا برپا ہونا غم انگیز اور وحشت و جزع فزع کے ہمراہ ہے۔ لَا يَخْزُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ
- 3_ قیامت برپا ہونے کے وقت اہل بہشت اور سچے مؤمنین کا فرشتے استقبال کریں گے۔ وَ تَتَلَقَّىٰ هُمُ الْمَلَائِكَةُ
- 4_ اہل بہشت اور سچے مؤمنین روز قیامت بلند مقام و مرتبے پر فائز ہوں گے۔ وَ تَتَلَقَّىٰ هُمُ الْمَلَائِكَةُ فرشتوں کا مؤمنین اور اہل بہشت کا استقبال کرنا انکے بلند مقام و مرتبے کو بیان کرنا ہے۔
- 5_ روز قیامت فرشتوں کی طرف سے سچے مؤمنین اور اہل بہشت کو یوم موعود (قیامت) کے آنے کی بشارت
هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

6_ قیامت (بہشت) خدا تعالیٰ کی طرف سے سچے مؤمنین کے ساتھ پہلے سے کیا گیا وعدہ۔ وَ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ

تُوعَدُونَ

7۔ پیغمبر خدا (ص) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ص) نے "فزع اکبر" کے معنی کے بارے میں فرمایا بیشک لوگوں پر ایک چنگھاڑ ماری جائیگی کہ کوئی مردہ نہیں رہیگا مگر یہ کہ وہ زندہ ہو جائیگا اور کوئی زندہ نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ مر جائیگا۔ سوائے اسکے جو خدا چاہے پھر ان پر دوسری صیغہ ماری جائیگی اور جو مر چکے ہوں گے وہ زندہ ہو کر سب کی صف بنا دی جائیگی اور آسمان شگافتہ ہو جائیگا زمین تہس نہس ہو جائیگی پہاڑ گرجائیں گے اور آگ آسمان کو چھوتے ہوئے شعلے نکالے گی پس کوئی ذی روح نہیں رہیگا مگر یہ کہ (خوف و ہراس کی وجہ سے) اس کا دل اکھڑ جائیگا اور اپنے گناہوں کو یاد کریگا اور ہر کسی کو اپنی فکر ہوگی مگر جو خدا چاہے^(۱)

انسان: یہ قیامت میں ۷

بشارت: قیامت کی بشارت ۵

بہشت: اس کا وعدہ ۶

اہل بہشت: ان کا استقبال ۳; ان کو بشارت ۵; ان کے فضائل ۱، ۳; انکا محفوظ ہونا ۱; ان کا مقام و مرتبہ ۳

خوف: اسکے درجے ۲

خدا تعالیٰ: اسکے وعدے ۶

روایت ۷ قیامت: اسکے اثرات ۲; اس میں آسمان ۷; اس کا اندوہ ناک ہونا ۲; اسکی ہولناکیاں ۷; اسکی خوفناکی ۲; اس میں

حشر ۷; اس میں زمین ۷; اسکی ہولناکیوں سے محفوظ ہونا ۱; اس میں صور پھونکنا ۷; اس کا وعدہ ۶

مؤمنین: ان کا استقبال ۳; انکو بشارت ۵; ان کے اخروی فضائل ۱، ۳; انکا آخرت میں محفوظ ہونا ۱; ان کا اخروی مقام و

مرتبہ ۳; یہ قیامت میں ۳، ۳; ان کے ساتھ وعدہ ۶

فرشتے: ان کا استقبال کرنا ۳; انکی بشارتیں ۵

(1) نور الثقلین ج ۳ ص ۴۶۱ ح ۱۸۰۔ ارشاد مفید ج ۱۱، ص ۱۵۸۔

آیت ۱۰۳

﴿يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجْلِ لِلْكِتَابِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾

اس دن ہم تمام آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح خطوں کا طومار لپیٹا جاتا ہے اور جس طرح ہم نے تخلیق کی ابتدا کی ہے اسی طرح انھیں واپس بھی لے آئیں گے یہ ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے جس پر ہم بہر حال عمل کرنے والے ہیں (۱۰۳)

1_ قیامت ایسا دن ہے کہ جس میں خدا تعالیٰ آسمان کو اس طرح لپیٹے گا جیسے خطوط کا طومار لپیٹا جاتا ہے۔ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب مذکورہ مطلب دو نکتوں کو پیش نظر رکھنے سے حاصل ہوتا ہے ۱۔ "طی" کا معنی ہے لپیٹنا۔ ۲۔ "سجل" کا معنی یا تو لکھنے والا ہے اس صورت میں "طی" کی سجل کی طرف اضافت مصدر کی فاعل کی طرف اضافت ہوگی اور "للکتب" میں لام اختصاص کیلئے ہوگا یا "طی" کے عامل کی تقویت کے لئے ہے اور یا سجل کا معنی ہے وہ چیز جن میں لکھتے ہیں اس صورت میں طی کی اضافت مفعول کی طرف ہوگی اور "للکتب" میں لام "من اجل" کے معنی میں ہوگا۔ 2_ قیامت اور اس میں آسمان کا لپیٹا جانا ایسے واقعات میں سے ہے جو سبق آموز اور یاد رکھنے و یاد کرانے کے قابل ہیں۔ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "یوم" کا نصب "اذکر" یا "اذکروا" جیسے مقرر عامل کی وجہ سے ہو۔

3_ قیامت برپا ہونے کے وقت موجودہ نظام طبیعت کا ختم ہو جانا۔ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب آسمان کے لپیٹنے کے ساتھ اس کا موجودہ نظام بھی لپیٹ دیا جائیگا۔

4_ قیامت برپا ہونے کا معنی جہان طبیعت کی مکمل نابودی اور ختم ہو کر اس کا دوبارہ خلق ہونا نہیں ہے بلکہ موجودہ نظام کا تہس نہس ہو کر لپیٹ لیا جانا اور اس کا نئے نظام میں تبدیل ہونا ہے۔ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب آسمان کے لپیٹنے کو طومار کے لپیٹنے کے ساتھ تشبیہ دینے کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو اصل کو محفوظ رکھنے اور اس پر حاکم نظام کے ختم ہو جانے کے معنی میں ہے۔ مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

5_ خدا تعالیٰ قیامت کے وقت اپنی نابود شدہ مخلوقات کو انکی پہلی آفرینش کی طرح دوبارہ خلق فرمائے گا۔
کما بدا نا أول خلق نعیده

6_ آسمان لیٹ دیئے جانے کے بعد دوبارہ اپنی پہلی خلقت جیسی شکل اختیار کریگا۔ کما بدا نا أول خلق نعیده
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "نعیدہ" آسمان کو لیٹ دینے کے بعد اسکی دوبارہ خلقت کی طرف اشارہ ہو نہ تمام مخلوقات کی خلقت کی طرف۔

7_ قیامت برپا ہونے کے وقت کائنات کی نئی پیدائش اسکی پہلی خلقت جیسی ہوگی۔ کما بدا نا أول خلق نعیده

8_ کائنات کی نئی خلقت اور نظام کے ہمراہ قیامت کا برپا ہونا خدا تعالیٰ کا قطعی وعدہ۔ وعداً علینا إنا کنا فعلین

9_ خدا تعالیٰ کے وعدے اور پروگرام حتمی اور قطعی الوقوع ہیں۔ وعداً علینا إنا کنا فعلین

10_ خدا تعالیٰ کا نظام آفرینش کی پہلی خلقت پر قادر ہونا اسکے اسکی دوسرے خلقت پر قادر ہونے کی علامت ہے۔ یوم نطوي ... إنا کنا فعلین "کما" کے ذریعے تشبیہ ممکن ہے کائنات کی اصل خلقت اور اسکی نئی آفرینش کیلئے ہو یعنی جیسے آغاز میں ہم نے کائنات کو خلق کیا تھا اسی طرح اسے دوبارہ بھی وجود میں لاسکتے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ تأکید جملہ "إنا کنا فعلین" اس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ کائنات کی دوبارہ خلقت کا انکار کیا جاتا تھا اور آیت کریمہ اسکے امکان کو بیان کر رہی ہے۔

11_ امام باقر (ع) سے روایت ہے کہ فضا میں ایک اسماعیل نامی فرشتہ ہے کہ جسکے ماتحت تین لاکھ فرشتے ہیں کہ جن میں سے ہر ایک کے پاس ایک لاکھ فرشتوں کی کمان ہے اور وہ لوگوں کے اعمال کو شمار کرتے ہیں ہر سال کے آغاز میں خدا تعالیٰ سبجل نامی فرشتے کو بھیجتا ہے تاکہ بندوں کے (نامہ اعمال) سے (کہ جو فضا والے فرشتوں کے پاس ہے) ایک نقل

اتار لے اور یہی ہے خدا تعالیٰ کا فرمان "یوم نطوي السما کطی السجل للکتب" (۱)

12_ پیغمبر خدا (ص) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا اے لوگو تم جس طرح پیدا کئے گئے اسی طرح پابرنہ اور عریان خدا تعالیٰ کی طرف محشور ہو گے...

(اس آیت کی) تلاوت فرمائی "کما بدأنا أول خلق نعيده"۔^(۱)

آسمان: اسے دوبارہ پلٹانا ۶؛ اسکی پہلی خلقت ۶

خلقت: اسے دوبارہ پلٹانا ۵، ۴، ۸، ۱۰؛ اس کا انہدام ۳؛ اسکے نظام کی تبدیلی ۳؛ اسکی پہلی خلقت ۵، ۴، ۱۰؛ اس کا نظام ۳

انسان: اسکے محسوس ہونے کی خصوصیات ۱۲

خدا تعالیٰ: اسکے وعدوں کا قطعی ہونا ۹؛ اسکے خالق ہونے کی نشانیاں ۱۰؛ اسکی قدرت کی نشانیاں ۱۰؛ اسکے وعدے ۸

ذکر: ذکر قیامت کی اہمیت ۲

روایت ۱۱، ۱۲

عبرت: اسکے عوامل ۲

فرشتے: اعمال کو ثبت کرنے والے فرشتے ۱۱؛ ان کا نقش و کردار ۱۱

قرآن: اسکی تشبیہات ۱

قرآن کی تشبیہات: آسمان کی تشبیہ ۱؛ لپٹے ہوئے طومار کے ساتھ تشبیہ ۱

قیامت: اس میں آسمان ۱، ۲؛ اس میں خلقت ۳؛ اس میں برہنگی ۱۲؛ اسکی حقیقت ۳؛ اسکی نشانیاں ۳؛ اس کا وعدہ ۸؛

اسکی خصوصیات ۵، ۶

نامہ عمل: اسکی نقل اتارنا ۱۱

آیت ۱۰۵

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾

اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا ہے کہ ہماری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔ (۱۰۵)

1۔ بندگان صالح کا زمین کا مالک بننا اور اسکے منافع پر مسلط ہونا ایسی چیز ہے جو تورات و زبور میں درج اور ثبت ہے۔ و

لقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر

مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ ۱۔ "الزبور" کا الف و لام عہد کیلئے اور اس سے مراد حضرت داؤد (ع) (ع) کی آسمانی کتاب ہو جیسا کہ سورہ نساء کی آیت ۱۶۳ میں آیا ہے (و آتینا داؤد (ع) زبوراً ۲۔ الذکر سے مراد تورات ہو چنانچہ یہ نام قرآن میں تورات پر بولا گیا ہے (انبیاء آیت ۳۸) ۳۔ "من بعد الذکر"، "کتبنا" سے متعلق ہو۔

2۔ زبور میں صالح انسانوں کی روئے زمین پر حکمرانی اور کامیابی کی پیشین گوئی و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر بعض مفسرین نے "الذکر" کو اس کے لغوی معانی (نصیحت کرنا، موعظہ، یاد کرنا، یاد دہانی کرنا) میں سے ایک میں لیا ہے اس صورت میں آیت کا معنی یوں ہوگا کتاب زبور میں ہم نے پسند و نصیحت اور یاد دہانی کے ایک سلسلے کے بعد لکھا...

5۔ تورات، یاد و یاد دہانی اور پسند و نصیحت والی کتاب من بعد الذکر

6۔ خدا تعالیٰ کی جانب سے زمین پر صالحین کی حکمرانی کی بشارت۔ أن الأرض يرثها عبادي الصالحون

7۔ خدا تعالیٰ کی جانب سے اپنے صالح بندوں کے بہشت کا وارث ہونے کی خوشخبری بأن الأرض يرثها عبادي الصالحون مذکورہ مطلب اس بات پر مبنی ہے کہ "الأرض" سے مراد بہشت ہو جیسا کہ بعض آیات میں صراحت کے ساتھ آیا ہے "وأورثنا الأرض ننبؤا من الجنة حيث نشاء فنعم اجر العاملين" (سورہ زمر ۳۹ آیت ۷۳)

8۔ صالحین کا زمین کا وارث بننا ان پر خدا تعالیٰ کی عنایات کے سائے میں ہے۔ و لقد کتبنا ... أن الأرض يرثها عبادي الصالحون

9۔ زمین کی حکمرانی کو حاصل کرنے میں خدا تعالیٰ کی عبودیت اور صلاح و درستی کا کردار۔ يرثها عبادي الصالحون

10۔ صالحین خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔ عبادي الصالحون

اگر "الصالحون"، "عبادي" کیلئے قید تو ضیحی ہو تو مندرجہ ذیل مطلب حاصل ہوتا ہے۔

11۔ خدا تعالیٰ کے صالح بندوں کی عالمی حکومت زمین میں انسانی زندگی کا آخری انجام۔ أن الأرض يرثها عبادي الصالحون

12۔ حیات بشر کے تغیر و تبدل میں خدا تعالیٰ کے ارادے کا بنیادی کردار۔ و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر أن

الأرض يرثها عبادي الصالحون

13۔ عبداللہ بن سنان سے منقول ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے فرمان "و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر" کے بارے

میں امام صادق (ع) سے پوچھا زبور کیا ہے اور ذکر سے کیا مراد ہے؟ تو

آپ (ع) نے فرمایا ذکر خدا تعالیٰ کے پاس ہے اور زبور وہ ہے جو حضرت داؤد (ع) پر نازل ہوئی تھی^(۱)

4_1 امام باقر (ع) سے خدا تعالیٰ کے فرمان "أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِي الصَّالِحُونَ" کے بارے میں روایت ہے کہ آپ

نے فرمایا وہ آخری زمانے میں امام مہدی (ع) کے مددگار ہیں^(۲)

امام مہدی (ع): ان کے پیروکاروں کے فضائل ۱۳

بہشت: اسکے وارث ۷/ تاریخ: اسکے تغیر و تبدل کا سرچشمہ ۱۲

تورات: اسکی تاریخ ۳; اسکی یاد دہانی ۵; اسکی تعلیمات ۱، ۵; اسکی نصیحتیں ۵

حکمرانی: اس کا پیش خیمہ ۹/ خدا کے بندے: انکی عالمی حکومت ۱۱; انکی وراثت ۷، ۸

خوشخبری: صالحین کی حکمرانی کی خوشخبری ۶/ خدا تعالیٰ کا لطف و کرم: یہ جنکے شامل حال ہے ۸

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۱۲; اسکی عبودیت کے اثرات ۹; اسکی بشارتیں ۷، ۸

داؤد (ع): انکی آسمانی کتاب ۱۳

دنیا: اس کا انجام ۱۱

ذکر: اس سے مراد ۱۳

روایت: ۱۳، ۱۳

زبور: اسکی پیش گوئیاں ۲; اسکی تاریخ ۳; اسکی یاد دہانیاں ۳; اسکی تعلیمات ۱، ۳; یہ آسمانی کتب میں سے ۳; اس سے مراد ۱۳; اسکی نصیحتیں ۳

زمین: اسکے وارثوں سے مراد ۱۳; اسکے وارث ۷، ۸

صالحین: انکی کامیابی ۲; انکی حکمرانی ۲; انکی عالمی حکومت ۱۱; انکی عبودیت ۱۰; ان کے فضائل ۸; انکا مقام و مرتبہ ۱۰; انکی

حکمرانی کا سرچشمہ ۸; انکی وراثت ۷، ۸

عمل صالح: اسکے اثرات ۹

(1) کافی ج ۱ ص ۲۲۵ ح ۶; نور الثقلین ج ۳ ص ۴۶۴ ح ۱۹۲۔

(2) تاویل الآيات الظاهرة ص ۳۲۷۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۶۴ ح ۱۹۳۔

آیت ۱۰۶

﴿إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ﴾

یقیناً اس میں عبادت گزار قوم کے لئے ایک پیغام ہے۔ (۱۰۶)

1_ قرآن کے معارف خدا کی عبادت کرنے والی قوم کی سعادت اور ہدایت کیلئے کافی ہیں۔ اِن فی ہذا ا لبلاغاً لقوم عبدین مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ہذا" قرآن اور اس سورہ کے مطالب کے مجموعے کی طرف اشارہ ہو اور "بلاغ" بھی کافی ہونے کے معنی میں ہو (لسان العرب)

2_ خدا تعالیٰ کی عبودیت اور بندگی معارف قرآن سے بہرہ مند ہونے کی شرط ہے۔ اِن فی ہذا ا لبلاغاً لقوم عبدین

3_ خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے تمام حقیقی بندوں کو پیغام اور ان کے ساتھ وعدہ کہ انہیں کرہ زمین کے چپے چپے پر حکمرانی اور کامیابی حاصل ہوگی۔ اَنْ اَلْاَرْضُ يَرْثَهَا عِبَادِي الصّٰلِحُونَ۔ اِن فی ہذا ا لبلاغاً لقوم عبدین

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ہذا" گذشتہ آیت کے محتوا کی طرف اشارہ ہو اور "بلاغ" سے مراد پیغام کا ابلاغ اور مقصود کا پہچانا ہو (لسان العرب) قابل ذکر ہے کہ دو آیتوں کا لحن خدا تعالیٰ کے وعدے اور بشارت پر مشتمل ہے۔

4_ زمین پر صالحین کی آخری حکمرانی کے اعتقاد کا خدا تعالیٰ کی بندگی اور عبودیت میں اثر و لقد كتبنا فی الزبور ... اِن فی ہذا ا لبلاغاً لقوم عبدین مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ہذا" صالحین کی حکمرانی والے مسئلے کی طرف اشارہ ہو۔

5_ قرآن بندوں کیلئے خدا تعالیٰ کی بڑی حجت اور بلیغ پیغام ہے۔ اِن فی ہذا لبلغا لقوم عبدین

6_ قرآن کریم اپنے اہداف اور مقاصد کو بیان کرنے میں بلیغ اور کامل ہے۔ اِن فی ہذا لبلغا لقوم عبدین

7_ انسانی معاشرے کے انجام کے بارے میں مذہبی

تفکر کی مثبت اور پر امید سوچ۔ و لقد كتبنا فی الزبور ... أن الأرض یرثها عبادی الصالحون۔ إن فی هذا لبلغاً لقوم
عبدین

امید رکھنا: انسانوں کے اچھے انجام کی امید رکھنا ۷

بندگان خدا: انکی کامیابی ۳; انکی حکمرانی کی وسعت ۳; ان کے ساتھ وعدہ ۳

نظریہ کائنات: نظریہ کائنات اور آئیڈیالوجی ۳

خدا تعالیٰ: اسکی عبودیت کے اثرات ۲; اسکی حجتیں ۵; اسکی عبودیت کا پیش خیمہ ۳; اسکی وعدے ۳

عابدین: انکی سعادت کے عوامل ۱; انکی ہدایت کے عوامل ۱

عقیدہ: صالحین کی حکمرانی کا عقیدہ ۳

قرآن: اسکی بلاغت ۵، ۶; اس سے استفادہ کے شرائط ۲; اس کا کافی ہونا ۱; اس کا کردار ۵; اسکی خصوصیات ۶; اس کا

ہادی ہونا ۱

آیت ۱۰۷

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾

اور ہم نے آپ کو عالمین کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (۱۰۷)

1۔ پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت اہل عالم کیلئے خدا تعالیٰ کی خالص مہربانی اور رحمت کا ایک جلوہ ہے۔

و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمین

2۔ انسان کا مورد رحمت و کرم قرار پانا دین کا فلسفہ اور انبیاء (ع) کو بھیجنے کی حکمت۔ و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمین

3۔ اسلامی تعلیمات خدا تعالیٰ کی انسان پر خصوصی رحمت و مہربانی کی بنیاد پر ہیں۔ و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمین

4۔ اسلام اور پیغمبر (ص) اکرم کی رسالت عالمی اور سب انسانوں کیلئے ہے نہ فقط کسی خاص گروہ کیلئے۔

و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمین

5۔ صالحین کی عالمی حکومت کا قیام دین اسلام اور پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت کے سائے میں ہے۔

و لقد كتبنا فی الزبور ... و ما أرسلناك إلا رحمة للعالمین

دو آیتوں کہ پہلی میں عالمی حکومت اور اس آیت میں پیغمبر اکرم (ص) کی عالمی رسالت کا تذکرہ ہے۔ کے باہمی ارتباط کو مد نظر رکھتے ہوئے مندرجہ بالا مطلب حاصل ہوتا ہے۔

آنحضرت (ص): آپ (ص) کی رسالت کے اثرات ۵؛ آپ کی رسالت کا عالمی ہونا ۳؛ آپ (ص) کی رسالت کا فلسفہ ۱؛ آپ (ص) کی رسالت کی خصوصیات ۳

اسلام: اس کا عالمی ہونا ۳؛ اس کی فضیلت ۳؛ اس کا سرچشمہ ۳؛ اس کا کردار ۵؛ اس کی خصوصیات ۲
انبیاء: ان کی نبوت کا فلسفہ ۲

خدا تعالیٰ: اس کی رحمت کے اثرات ۲؛ اس کی رافت کے اثرات ۲؛ اس کی رحمت ۳؛ اس کی رافت ۳؛ اس کی رحمت کی نشانیاں ۱

دین: اس کا فلسفہ ۲
صالحین: ان کی حکومت کا پیش خیمہ ۵

آیت ۱۰۸

﴿قُلْ إِنَّمَا يُوحِي إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

آپ کہہ دیجئے کہ ہماری طرف صرف یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے تو کیا تم اسلام لانے والے ہو۔ (۱۰۸)

1_ پیغمبر (ص) اکرم لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دینے اور ان کے سامنے اپنے موقف کے اعلان پر مامور۔

قل إنما يوحى إليّ إنما إلهكم إله واحد

2_ دعوت توحید پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت کی بنیاد تھی۔ و ما أرسلناك... قل إنما يوحى إليّ إنما إلهكم إله واحد

3_ خدا اور انسان کا حقیقی معبود اور خدا صرف ایک ہے۔ إنما إلهكم إله واحد

4_ پیغمبر اکرم (ص) کی دعوت توحید، صرف وحی الہی کی بنیاد پر

تھی نہ دیگر محرکات کی بنیاد پر۔ قل إنما یوحی الیّ

مذکورہ مطلب اس نکتے کو مد نظر رکھتے ہوئے حاصل ہوتا ہے کہ دشمنوں کی طرف سے پیغمبر (ص) اکرم پر مسلسل جھوٹا یا جادوگر ہونے کی تہمت لگائی جا رہی تھی لہذا اس بات کا اعلان کہ صرف مجھے وحی کی جاتی ہے ہو سکتا ہے اس تہمت کو دور کرنے کیلئے ہو۔

5۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا لازمہ اسکے مقابلے میں مسلسل سر تسلیم خم ہونا اور اس کا مطیع ہونا ہے۔ اِنَّمَا اِلٰهَکُمُ اللّٰہُ وَاحِدٌ فہل اَنتُم مسلمون جملہ "فہل اَنتُم مسلمون" مقدور و محذوف شرط کا جواب ہے اور "فای" ان دو جملوں کو ربط دینے کیلئے ہے لہذا آیت کریمہ یوں ہوگی تمہارا خدا ایک ہے اور یہ میری وحی الہی ہے کیا حقیقت سے آگاہی کے بعد اسکے سامنے سر تسلیم خم ہو گے یعنی توحید سے آگاہی اور اسکے اعتقاد کا لازمہ سر تسلیم خم ہونا اور مطیع ہونا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ جملہ کا اسمیہ ہونا استمرار پر دلالت کرتا ہے۔

6۔ سر تسلیم خم کرنے کی عادت، ادیان الہی میں ایک اہم چیز ہے اور پیغمبر (ص) اکرم لوگوں کو اسکی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ فہل اَنتُم مسلمون جملہ "فہل اَنتُم مسلمون" امر (اسلموا) کے معنی پر مشتمل ہے اور پیغمبر (ص) اکرم نے لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دینے کے ہمراہ انہیں خدا تعالیٰ کے مقابلے میں سر تسلیم خم کرنے کی طرف بلایا ہے اس سے اسکے بلند مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

آنحضرت (ص): آپ (ص) کی تبلیغ ۱؛ آپ (ص) کی دعوتیں ۶؛ آپ (ص) کی رسالت ۱؛ آپ (ص) کی دعوتوں کا سرچشمہ ۳؛ آپ (ص) کی سب سے اہم رسالت ۲

توحید: اسکے اثرات ۵؛ اسکی اہمیت ۲؛ توحید ذاتی ۳؛ توحید عبادی ۳؛ اسکی دعوت ۱، ۲
سر تسلیم خم کرنا: خدا تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی اہمیت ۶؛ اسکی دعوت ۶؛ خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے عوامل ۵

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۳

وحی: اس کا کردار ۳

آیت ۱۰۹

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ وَإِنْ أُدْرِيَ أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَّا تُوعَدُونَ﴾

پھر اگر یہ منہ موڑ لیں تو کہہ دیجئے کہ ہم نے تم سب کو برابر سے آگاہ کر دیا ہے اب مجھے نہیں معلوم کہ جس عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے۔ (۱۰۹)

1_ ہٹ دھرم اور توجید سے روگردانی کرنے والے مشرکین کو ڈرانا اور انہیں انذار کرنا پیغمبر اکرم (ص) کے فرائض میں سے۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ "ایذان" کا معنی ہے "اعلام" اور عام طور پر یہ اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں اعلان ایک قسم کے ڈرانے کے ہمراہ ہو یعنی "انذار" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

2_ پیغمبر (ص) اکرم نے سب لوگوں تک پیغام الہی پہنچایا اور ایک ایک پر حجت تمام کی۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

3_ متنبہ کرنا اور ڈرانا، اتمام حجت، حقائق الہی کے بیان کرنے اور مخالفین کی روگردانی کے بعد مبلغین الہی کا فریضہ۔
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

4_ پیغمبر اکرم (ص) نے ضدی اور حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین اور کفار کو جنگ کی دھمکی دیا فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ مذکورہ مطلب ان احتمالات میں سے ایک کی بنیاد پر ہے کہ جو اس آیت کے بارے میں مفسرین کے درمیان مورد بحث ہیں اور وہ یہ کہ جملہ "آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ" جنگ و جہاد کی دھمکی ہے جیسے اس آیت "فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ" (انفال ۸ آیت ۵۸) میں ہے۔

5_ حق کے اثبات اور دین کے اجرا میں متنبہ کرنا، ڈرانا یا طاقت کو استعمال کرنا ضروری ہے کہ اتمام حجت اور حقائق دینی کے بیان کے بعد ہو۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ... قُلْ أَنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ... فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ
6_ دینی حقائق کو بیان کرنے اور اسکے کارساز نہ ہونے کے بعد حق کے اثبات اور دین کے اجرا کیلئے طاقت کا استعمال اور جہاد ایک جائز اور مشروع امر ہے۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

7_ پیغمبر اکرم (ص) کا انداز جہاں والوں کیلئے خدا تعالیٰ کی وسیع رحمت کا ایک جلوہ ہے۔ و ما أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً ... فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

8_ پیغمبر اکرم (ص) کے تبلیغی اہداف میں انسانوں کا برابر ہونا۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

9_ لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینے میں تفاوت اور امتیاز سے پرہیز کرنا اور سب کو ایک نظر سے دیکھنا ضروری ہے۔
فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ

10_ پیغمبر اکرم (ص) نے مشرکین اور حق کو قبول نہ کرنے والے کفار کو عذاب الہی کی دھمکی دی۔ إِنْ أَدْرَىٰ أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَا تُوعَدُونَ مَذْكُورَ مَطْلَبِ اس بات پر مبتنی ہے کہ "ما توعدون" سے مراد دنیا آخرت میں عذاب الہی ہو۔

11_ پیغمبر اکرم (ص) نے مشرکین اور حق کو قبول نہ کرنے والے کفار کو اسلام کی کامیابی کی یاد دہانی کرائی اور انہیں انکی شکست کے بارے میں متنبہ کیا۔ و إِنْ أَدْرَىٰ أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَا تُوعَدُونَ

مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "ما توعدون" سے مراد اسلام کی کامیابی اور شرک و کفر کی شکست ہو۔ قابل ذکر ہے کہ آیت نمبر ۱۰۵ میں جملہ (أَنْ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ) اسی نظریہ کی تائید کرتا ہے۔

12_ پیغمبر اکرم (ص) نے لوگوں کے درمیان مشرکین اور ہٹ دھرم کفار پر عذاب الہی کے وقوع اور ان پر مسلمانوں کی قطعی کامیابی کے دقیق وقت کے بارے میں اپنی بے خبری کا اعلان فرمایا۔ و إِنْ أَدْرَىٰ أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَا تُوعَدُونَ
"إِنْ أَدْرَىٰ" میں "إِنْ" نافیہ ہے۔

13_ حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین و کفار پر عذاب کے وقوع اور ان پر مسلمانوں کی قطعی کامیابی کے دقیق وقت کے بارے میں پیغمبر اکرم (ص) کے علم کا محدود ہونا۔ و إِنْ أَدْرَىٰ أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَا تُوعَدُونَ

14_ صدر اسلام کے حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین و کفار کا عذاب میں گرفتار ہونا ان کے ساتھ پہلے سے کیا گیا خدا تعالیٰ کا وعدہ۔ ما توعدون

آنحضرت (ص):

آپ (ص) کا اتمام حجت کرنا ۲؛ آپ (ص) کا انذار، ۱، ۴، ۱۰، ۱۱؛ آپ (ص) کے اہداف ۸؛ آپ (ص) کی پیشن گوئیاں ۱۱؛ آپ (ص) کی تبلیغ ۲، ۸؛ آپ (ص) کی دھمکیاں ۳؛ آپ (ص) کا شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا ۲؛ آپ (ص) کے علم کا دائرہ ۱۲، ۱۳؛ آپ کی ذمہ داری ۱

احکام: ۶

اسلام: اسکی کامیابی ۱۱

انذار: عذاب سے انذار ۱۰

انسان: انسانوں کا مساوی ہونا ۸

تبلیغ: اس میں اتمام حجت ۵؛ اس میں امتیازی سلوک سے اجتناب کرنا ۹؛ اسکے احکام ۶؛ اسکی روش ۹؛ اس میں متنبہ کرنا ۵
توجید: اس سے اعراض کرنے والوں کو ڈرانا ۱
جنگ: اس کی دھمکی ۳

جہاد: اسکے احکام ۶؛ یہ حق کو قبول نہ کرنے والوں کے ساتھ ۳؛ یہ کافروں کے ساتھ ۳؛ یہ مشرکین کے ساتھ ۳
حق: اسکے اثبات کے احکام ۶؛ اسے قبول نہ کرنے والوں کو ڈرانا ۱۰، ۱۱؛ اسے قبول نہ کرنے والوں کو دھمکی ۳؛ اسکے اثبات کی روش ۵؛ اسے قبول نہ کرنے والوں کی شکست ۱۱؛ اسے قبول نہ کرنے والوں کے عذاب کا وقت ۱۲، ۱۳
خدا تعالیٰ: اسکی رحمت کی نشانیاں ۴؛ اسکی دھمکیاں ۱۳
دین: اسکی تبلیغ کی روش ۵؛ اسکی دعوت کی روش ۹
کفار: انہیں ڈرانا ۱۰، ۱۱؛ ان کو دھمکی ۳؛ انکی شکست ۱۱؛ صدر اسلام کے کفار کا عذاب ۱۳؛ ان کے عذاب کا وقت ۱۲، ۱۳

مبلغین: ان کا اتمام حجت کرنا ۳؛ ان کا انذار ۳؛ انکی ذمہ داری ۳

مسلمان: انکی کامیابی کا وقت ۱۲، ۱۳

مشرکین: انہیں ڈرانا ۱۰، ۱۱؛ انکی دھمکی ۳؛ انکی شکست ۱۱؛ صدر اسلام کے مشرکین کا عذاب ۱۳؛ ان کے عذاب کا وقت ۱۲، ۱۳

آیت ۱۱۰

﴿إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ﴾

بیشک وہ دا ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کا اظہار کیا جاتا ہے اور ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کو یہ لوگ چھپا رہے ہیں

(۱۱۰)

1_ خدا تعالیٰ حق دشمن مشرکین و کفار کی ظاہر باتوں، سازشوں اور اسرار سے آگاہ ہے۔ **إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ**

2_ حق کو قبول نہ کرنے والے کفار و مشرکین کو خدا تعالیٰ کے عذاب اور سزا کی دھمکی دی گئی۔ **إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ** اس چیز کا تذکرہ کہ خدا تعالیٰ مشرکین و کفار کی آشکارا باتوں، سازشوں اور اسرار سے آگاہ ہے درحقیقت انہیں عذاب اور سزا کی دھمکی ہے۔

3_ انسانوں کی مخفی اور آشکارا باتوں کا علمی احاطہ صرف خدا تعالیٰ میں منحصر ہے۔ **إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ** جملہ "إِنَّهُ..." پیغمبر اکرم (ص) کے عذاب کے وقوع کے وقت سے آگاہ نہ ہونے کی علت ہے اور یہ خدا تعالیٰ میں علم کے منحصر ہونے کو بیان کر رہا ہے۔

4_ انسانوں کے عذاب اور سزا کے وقت کے وقت کا علم ان کے ظاہر و باطن سے آگاہی کا مرہون منت ہے۔ **إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ**

5_ ہٹ دھرم کفار اور حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کے خلاف خفیہ سازشیں اور منصوبے رکھتے تھے۔ **فَإِنْ تَوَلَّوْا ... وَ يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ** (جسے چھپاتے ہو) کا تذکرہ ہو سکتا ہے کفار و مشرکین کی خفیہ سازشوں کی طرف اشارہ ہو۔

6_ انسانوں کے اسرار اور مخفی سازشیں، خدا تعالیٰ کے علم کی حدود میں ہیں۔ **يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ** آنحضرت (ص):

آپ (ص) کے خلاف سازش ۵

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۵

انسان: اسکی سازش ۶؛ اسکے اسرار ۶؛ اسکی آشکارا باتیں ۳؛ اسکی خفیہ باتیں ۳

حق: اسے قبول نہ کرنے والوں کا عذاب ۲؛ اسے قبول نہ کرنے والوں کو متنبہ کرنا ۲

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۳؛ اس کا علم غیب ۱، ۳، ۶

عذاب: اسکے وقت کا علم ۲

علم غیب: اسکے اثرات ۲

کفار: صدر اسلام کے کفار کی سازش ۵؛ انکی سازشیں ۱؛ انکی آشکارا باتیں ۱؛ انکا عذاب ۲؛ انکی سزا، ۲؛ انہیں متنبہ کرنا ۲

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی سازش ۵؛ انکی سازشیں ۱؛ انکی آشکارا باتیں ۱؛ انکا عذاب ۲؛ انکی سزا، ۲؛ انہیں متنبہ کرنا ۲

آیت ۱۱۱

﴿وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ﴾

اور میں کچھ نہیں جانتا شاید یہ تاخیر عذاب بھی ایک طرح کا امتحان ہو یا ایک مدت معین تک کا آرام ہو۔ (۱۱۱)

۱_ صدر اسلام کے حق کو قبول نہ کرنے والے کفار و مشرکین کی آزمائش، ان کے عذاب کے مؤخر ہونے اور انکی شکست کے وقت کے معلوم نہ ہونے کا فلسفہ۔ و ان ادري لعله فتنه لكم

"لعلہ" کی ضمیر کا مرجع وہ نکتہ ہے جو سابقہ دو آیتوں سے حاصل ہوتا ہے وہ نکتہ کفار و مشرکین کے عذاب کا مؤخر ہونا اور یا انکی شکست اور مسلمانوں کی کامیابی کے وقت کا معلوم نہ ہونا ہے۔

۲_ مشرکین و کفار کے عذاب کو مؤخر کرنا ان کی آزمائش کا ذریعہ ہے۔ ان ادري اقريب ... ان ادري لعله فتنه لكم

۳_ حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین و کفار کی سزا اور عذاب کو مؤخر کرنا ان کے متاع دنیا سے ناچیز اور عارضی استفادہ کیلئے ہے۔ ان ادري لعله ... متع إلى حين

۴_ دنیاوی وسائل اور مہلتیں انسانوں کی آزمائش کیلئے

ہیں۔ و إن أدرى لعله فتنة لكم و متاع إلى حين

5_ دنیاوی وسائل اور مفادات محدود اور عارضی ہیں۔ و متاع إلى حين

آزمائش: اس کا ذریعہ ۲، ۳؛ یہ دنیاوی وسائل کے ذریعے ۳؛ یہ مہلت کے ذریعے ۳

دنیاوی وسائل: ان کا محدود ہونا ۵؛ انکی خصوصیات ۵

حق: صدر اسلام کے حق کو قبول نہ کرنے والوں کی آزمائش ۱؛ اسے قبول نہ کرنے والوں کے دنیاوی وسائل ۳؛ صدر اسلام کے حق کو قبول نہ کرنے والوں کے عذاب کی تاخیر کا فلسفہ ۱؛ اسے قبول نہ کرنے والوں کے عذاب کی تاخیر کا فلسفہ ۳؛ صدر اسلام کے حق کو قبول نہ کرنے والوں کی شکست کا وقت ۱

کفار: ان کی آزمائش ۲؛ صدر اسلام کے کفار کی آزمائش ۱؛ ان کے دنیاوی وسائل ۳؛ صدر اسلام کے کفار کے عذاب کے موخر ہونے کا فلسفہ ۱؛ ان کے عذاب کے موخر ہونے کا فلسفہ ۲، ۳؛ صدر اسلام کے کفار کی شکست کا وقت ۱
مشرکین: ان کی آزمائش ۲؛ صدر اسلام کے کفار کی آزمائش ۱؛ ان کے دنیاوی وسائل ۳؛ صدر اسلام کے کفار کے عذاب کے موخر ہونے کا فلسفہ ۱؛ ان کے عذاب کے موخر ہونے کا فلسفہ ۲، ۳؛ صدر اسلام کے کفار کی شکست کا وقت ۱

آیت ۱۱۲

﴿قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ﴾

پھر پیغمبر (ص) نے دعا کی پروردگار ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور ہمارا رب یقیناً مہربان اور تمہاری باتوں کے مقابلہ میں قابل استعانت ہے۔ (۱۱۲)

1_ پیغمبر اکرم (ص) کی پروردگار سے درخواست کہ وہ ان کے اور حق کو قبول نہ کرنے والے مشرکین و کفار کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے۔ قال رب احکم بالحق

2_ خدا تعالیٰ کے فیصلے حق کی بنیاد اور حق کے محور پر ہے۔ رب احکم بالحق
مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "بالحق" کی قید تو ضیحی ہو۔

3_ پیغمبر اکرم (ص) کو مشرکین و کفار کی انتہائی دشمنی اور روگردانی کا سامنا تھا۔ قال رب احکم بالحق باوجود اسکے کہ پیغمبر اکرم (ص) بہت ہی مہربان اور صبور تھے اسکے باوجود آپ (ص) نے مشرکین و کفار کے خلاف دعا فرمائی۔ اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

4_ خدا تعالیٰ کے عادلانہ اور برحق فیصلے اسکی ربوبیت کی شوؤن میں سے ہیں۔ رب احکم بالحق

5_ خدا تعالیٰ کی برحق قضاوت کا سرچشمہ اس کی تمام جوانب پر محیط علم و آگاہی ہے۔ إنه يعلم الجہر من القول و يعلم ما تکتُمون ... قال رب احکم

6_ خدا تعالیٰ کی ربوبیت اسکی بندوں کی نسبت بے کراں رحمت اور مدد کا تقاضا کرتی ہے۔ و ربنا الرحمن المستعان

7_ پروردگار، رحمت واسعہ کا مالک اور مدد کرنے والا اور مددگار ہے۔ و ربنا الرحمن المستعان

"الرحمان" صیغہ مبالغہ ہے اور اس کا معنی ہے وہ ذات کہ جسکی رحمت زیادہ ہو اور "المستعان" اسم مفعول ہے اور اس کا معنی ہے وہ ذات جس سے مدد مطلب کی جائے۔ قابل ذکر ہے کہ یہ دونوں "ربنا" کی خبریں ہیں۔

8_ مؤمنین حتیٰ کہ انبیاء (ع) کو بھی مشکلات میں خدا تعالیٰ کی امداد کی ضرورت ہے۔ قال رب احکم بالحق ربنا الرحمن المستعان

9_ حق دشمن کفار و مشرکین کی ناروا نسبتوں، دھمکیوں اور قصص کہانیوں کے مقابلے میں پیغمبر اکرم (ص) کا خدائے مہربان پر بھروسہ۔ و ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون

ممکن ہے "ما تصفون" میں تو صیغ سے مقصود دو چیزیں ہوں ۱۔ وہ دھمکیاں جو مشرکین و کفار دیتے تھے اور خود کو کامیاب اور مسلمانوں کو شکست خوردہ سمجھتے تھے ۲۔ وہ ناروا نسبتیں جو وہ پیغمبر اکرم (ص) اور قرآن کی طرف دیتے تھے۔

10_ شرک کرنا اور توحید سے انحراف کرنا پیغمبر اکرم (ص) کے مشرکین و کفار کے ساتھ اختلاف کی بنیاد اور محور۔ قال رب ... علی ما تصفون

آنحضرت (ص): آپ (ص) کا کافروں کے ساتھ اختلاف ۱۰؛ آپ (ص) کا مشرکین کے ساتھ اختلاف ۱۰؛ آپ (ص) کی اذیت ۹؛ آپ (ص) کا توکل ۹؛ آپ کے دشمن ۳؛ آپ (ص) کی دعا ۱؛ آپ (ص) اور حق کو قبول نہ کرنے والوں کے درمیان قضاوت ۱؛ آپ (ص) اور مشرکین کے درمیان قضاوت ۱؛ آپ (ص) اور کفار کے درمیان قضاوت ۱ مدد طلب کرنا:

پروردگار سے مدد طلب کرنا ۷

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳

انبیا (ع): انکی معنوی ضروریات ۸

توکل: خدا پر توکل ۹

حق: اسے قبول نہ کرنے والوں کی اذیتیں ۹; اس کا کردار ۲

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کے اثرات ۶; اسکے علم کے اثرات ۵; اسکی قضاوت کی حقانیت ۲، ۳; اسکی قضاوت کی

درخواست ۱; اسکی امداد کا پیش خیمہ ۶; اسکی رحمت کا پیش خیمہ ۶; اسکی ربوبیت کی شہون ۳; اسکی عدالت ۳; اسکی

قضاوت کا معیار ۲، ۵; اسکی قضاوت کی خصوصیات ۵

ربوبیت: اسکے شرائط ۷

ضروریات: خدا تعالیٰ کی امداد کی ضرورت ۸

کفار: انکی اذیتیں ۹; انکی دشمنی ۳

مؤمنین: انکی معنوی ضروریات ۸

مشرکین: انکی اذیتیں ۹; انکی دشمنی ۳

- ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ (١)
- ﴿يَوْمَ تَرَوْهَا تَدْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ (٢)
- ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ﴾ (٣)
- ﴿كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ﴾ (٤)
- ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ثَرَابٍ ثُمَّ مِّن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِّن عِلْقَةٍ ثُمَّ مِّن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقَرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لَتَبَلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُم مَّن يُّتَوَفَّىٰ وَمِنْكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ﴾ (٥)
- ﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُخَيِّي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (٦)
- ﴿وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ﴾ (٧)
- ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ﴾ (٨)
- ﴿ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ﴾ (٩)
- ﴿ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتَ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾ (١٠)
- ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾ (١١)
- ﴿يَدْعُوا مَن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا نَفْعَ لَهُ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ﴾ (١٢)
- ﴿يَدْعُوا لَمَن ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِّن نَّفْعِهِ لِمَن مَّالِ الْمَوْلَىٰ وَلِمَنَ الْعَشِيرُ﴾ (١٣)
- ﴿إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾ (١٤)

﴿مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لِيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ﴾ (١٥)

﴿وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُرِيدُ﴾ (١٦)
﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ (١٧)

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ﴾ (١٨)

آیت ۱۹

﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَحْمَتِنَا فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِهِمُ الْحَمِيمُ﴾

یہ مؤمن و کافر دو باہمی دشمن ہیں جنہوں نے پروردگار کے بارے میں آپس میں اختلاف کیا ہے پھر جو لوگ کافر ہیں ان کے واسطے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے اور ان کے سروں پر گرما گرم پانی انڈیلا جائے گا۔ (۱۹)

1_ توحید کی محاذ اور شرک کا محاذ دو مخالف محاذ اور ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ ہذان خصمان

2_ توحید کی محاذ خدا تعالیٰ کی لاشریک ربوبیت کا معتقد ہے جبکہ شرک کا محاذ خدا کی ربوبیت کا منکر اور غیر خدا کی ربوبیت کا

معتقد ہے۔ ہذان خصمان اختصموا فی رحمہم فالذین کفرو

3_ خدا تعالیٰ، انسانوں کا پروردگار ہے۔ فی رحمہم

4_ انسان کی پروردگار کی طرف نیاز تمام توحیدی ادیان اور شرک کے مکاتب کا مشترکہ عقیدہ ہے۔ ہذان خصمان

اختصموا فی رحمہم

5_ شرک اور خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار ناقابل بخشش اور آتش دوزخ میں گرفتار کرنے والا گناہ ہے۔

فالذین کفروا قطعتم لهم ثياب من نار

6_ ربوبیت خدا کے منکر مشرکین کو دوزخ میں خصوصی آگ کے کپڑے کاٹ کر پہنائے جائیں گے۔

فالذین کفروا قطعتم لهم ثياب من نار "نار" کو نکرہ لانا اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ

مشرکین کیلئے جو کپڑے کاٹے جائیں گے وہ خاص آگ کے ہوں گے نہ ہر آگ کے۔

7_ دوزخ میں مختلف اور قسم و قسم کی آگ کا موجود ہونا۔ قطعاً ہم ثبات من نار

8_ دوزخ کے آتشین کپڑے ایسے کپڑے ہیں جو بہت اذیت دینے والے اور سخت جلانے والے ہیں۔ قطعاً ہم ثبات من نار "نار" کو نکرہ لانا خاص قسم کی آگ کو بیان کرنے کے علاوہ ہو سکتا ہے اسے جلانے اور نقصان پہنچانے کی شدت کو بھی بیان کر رہا ہو۔

9_ مشرکین کے سروں پر ابلتا اور کھولتا ہوا پانی ڈالنا دوزخ میں ان کا ایک اور عذاب۔ یصب من فوق رء وسهم الحمیم "صب"، "یصب" کا مصدر مجہول ہے کہ جس کا معنی ہے ڈالا جانا اور "حمیم" کا معنی ہے گرم اور کھولتا ہوا پانی۔

10_ متضاد قدرتی عناصر کے درمیان آخرت میں سازگاری۔ قطعاً ہم ثبات من نار یصب من فوق رءوسهم الحمیم دوزخ میں گرم پانی اور آگ کا وجود مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

آخرت: اس میں تضاد ۱۰؛ اسکی خصوصیات ۱۰

آسمانی ادیان: انکی ہم آہنگی ۲

انسان: اس کا رب ۳؛ اسکی معنوی ضروریات ۳

جہنم: اس کا گرم پانی ۹؛ اسکی آگ کا متنوع ہونا ۴؛ اسکے عذاب ۸، ۹؛ اسکے موجبات ۵

جہنمی لوگ: ان کے لباس ۶، ۸

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت ۳؛ اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والے ۲؛ اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والے جہنم میں ۶

شرک: اسکی سزا، ۵؛ اس کا گناہ ۵

عقیدہ: توحید ربوبی کا عقیدہ ۲؛ غیر خدا کی ربوبیت کا عقیدہ ۲

گناہ: ناقابل بخشش گناہ ۵

لباس: آتشین لباس ۶، ۸

مشرکین: ان کے دشمن ۱؛ ان کے اخروی عذاب ۹؛ ان کا عقیدہ ۲؛ یہ جہنم میں ۶

موحدین: ان کے دشمن ۱؛ ان کا عقیدہ ۲

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۳

نیاز: پروردگار کی طرف نیاز ۳

آیت ۲۰

﴿يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ﴾

جس سے ان کے پیٹ کے اندر جو کچھ ہے اور ان کی جلدیں سب گل جائیں گی (۲۰)
1_ اہل دوزخ کی جلد، آنتوں اور پیٹ کے اندر کے اعضا کو پگھلانا ان کیلئے ایک اور مقرر کردہ عذاب۔

یصھر بہ ما فی بطونہم و الجلود

("یصھر" کے مصدر مجہول) کا معنی ہے پگھلانا اور "بہ" کی ضمیر کا مرجع حمیم ہے اور "ما فی بطونہم" میں "ما" آنتوں اور پیٹ کے اندر کے اعضا سے کنایہ ہے یعنی گرم پانی جو ان کے سروں پر انڈیلا جائیگا اس کے ساتھ انکی جلد اور پیٹ کے اندر کے اعضا گل جائیں گے۔

2_ اہل دوزخ کے پینے کیلئے گرم اور کھولتا ہوا پانی ہے۔ یصھر بہ ما فی بطونہم و الجلود

اہل دوزخ کی آنتوں اور پیٹ کے اندر کے اعضا کا گرم پانی کے ساتھ گل جانا اس بات کا غماز ہے کہ اس کھولتے ہوئے پانی کا پینا پیاس کو بجھانے کیلئے ہے۔

اہل جہنم: انکی جلد کا گلنا ۱؛ ان کے دل اور آنتوں کا گل جانا ۱

جہنم: اس کا گرم پانی ۱، ۲؛ اسکی پینے کی چیزیں ۲؛ اسکے عذاب ۱

آیت ۲۱

﴿وَهُمْ مَقَامِعٌ مِنْ حَدِيدٍ﴾

اور ان کے لیے لوہے کے گرز مہیا کئے گئے ہیں (۲۱)

1_ آہنی گرز اہل دوزخ پر شکنجہ کسنے کا ایک اور ذریعہ۔ و لهم مقمع من حديد

2_ ربوبیت خدا کے منکر مشرکین دوزخ میں آہنی گرزوں کے مستحق ہیں۔ و لہم مقمع من حدید
("مقاع" کے مفرد) "مقمعہ" کا معنی ہے گرز پس "مقاع من حدید" یعنی آہنی گرز۔

3_ دوزخ میں لوہے کا موجود ہونا اور جہنمیوں کے عذاب میں اس کا استعمال۔ و لہم مقمع من حدید

4_ رسول خدا (ص) نے خدا تعالیٰ کے فرمان "و لہم مقاع من حدید" کے بارے میں فرمایا اگر (جہنم کے) آہنی گرز میں سے ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو سب جن و انس جمع ہو کر اسے زمین سے نہیں اٹھا سکتے^(۱)

اہل جہنم: ان کے عذاب کا ذریعہ ۱

جہنم: اس کا لوہا ۳؛ اسکے عذاب کی سختی ۳؛ اسکے عذاب ۱، ۳؛ آہنی گرز ۱، ۲، ۳

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والوں کی سزا، ۲؛ اسکی ربوبیت کو جھٹلانے والے جہنم میں ۲

روایت: ۳

عذاب: اخروی عذاب کا ذریعہ ۲، ۳؛ اخروی عذاب ۲

مشرکین: انکی اخروی سزا ۲؛ یہ جہنم میں ۲

آیت ۲۲

﴿كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ﴾

جب یہ جہنم کی تکلیف سے نکل بھاگنا چاہیں گے تو دوبارہ اسی میں پلٹا دئے جائیں گے کہ ابھی اور جہنم کا مزہ چکھو (۲۲)

1_ اہل دوزخ ہر گز دوزخ سے خارج نہیں ہوں گے۔ کلما أرادوا أن يخرجوا منها من غم أعيدوا فيها

(1) مجمع البیان آیت ۲۱ کے ذیل میں۔ بحار الانوار ج ۸؛ ص ۲۵۲۔

("ارادوا" کا مصدر) "ارادة" یہاں پر کنایہ ہے نزدیک ہونے سے۔ "منہا" اور "فیہا" کی ضمیروں کا مرجع "نار" ہے "غم" بھی مصدر ہے کہ جس کا معنی ہے ڈھاپنا اور پردہ اور اس کا مضاف الیہ محذوف ہے اور اصل میں "غما" ہے اور "من غما" یہاں پر "منہا" کی ضمیر سے بدل استعمال ہے یعنی دوزخی لوگ جب بھی آگ کے پردے سے نکلنا چاہیں گے انہیں اس میں دوبارہ واپس پلٹا دیا جائیگا۔

2۔ جب بھی اہل دوزخ دہکتی ہوئی آگ میں جلنے کی وجہ سے قعر جہنم سے نکلنا چاہیں گے انہیں دوبارہ آہنی گرزوں کے ساتھ قعر جہنم میں واپس پلٹا دیا جائیگا۔ و لہم مقامع من حدید کلما ارادوا أن یخرجوا منها من غم أعیدوا فیہ

3۔ دوزخ میں آہنی گرز اٹھائے ہوئے داروغوں کا موجود ہونا۔ و لہم مقامع من حدید کلما ارادوا ... أعیدوا فیہ

"اعیدوا" فعل مجہول اور اس کا فاعل محذوف ہے اور سابقہ آیت "لہم مقامع من حدید" کو دیکھتے ہوئے یہ دراصل یوں ہوگا "کلما ارادوا ان یخرجوا ... اعادہم الخزۃ بالمقامع فیہا" جب بھی اہل دوزخ، دوزخ سے نکلنا چاہیں گے تو دوزخ کے داروغے آہنی گرزوں کے ساتھ انہیں دوزخ کے اندر پلٹا دیں گے۔

4۔ دوزخ کے داروغے دوزخیوں کیلئے غصے اور نفرت سے پُر۔ کلما ارادوا ... و ذوقوا عذاب الحریق

5۔ انسانوں کی معاد، جسمانی ہے۔ یصب من فوق رؤوسہم الحمیم ... بطونہم و الجلود ... مقامع من حدید ... ذوقوا عذاب الحریق

"رؤوس"، "حمیم"، "بطون"، "جلود" اور "مقامع من حدید" جیسے کلمات کے استعمال سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

6۔ آتش دوزخ بہت ہی گرم اور جلادینے والی ہے۔ ذوقوا عذاب الحریق

"حریق" کا معنی ہے جلادینے والی "آگ" اس کا فعل کے وزن میں آنا کہ جو مبالغہ کیلئے ہے آتش دوزخ کی سخت گرمی اور اسکے شدید طور پر جلانے کو بیان کر رہا ہے۔

7۔ ابوبصیر نے امام صادق (ع) سے روایت کی ہے ... اہل جہنم جب اس میں داخل ہوں گے تو ستر سال کی مسافت کی مقدار اس میں نیچے گریں گے پس جب بھی اوپر آئیں گے تو آتشین گرزوں کے ساتھ انہیں دوبارہ جہنم کی تہ میں گرا دیا جائیگا

یہ ان کی حالت زار ہے اور یہی خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے فرمایا ہے "کلما ارادوا أن یخرجوا منها ..."^(۱)

اہل جہنم: ان کے حالات ۲؛ ان پر غضب ۳

جہنم: اس میں ہمیشہ رہنے والے ۱، ۲؛ اس میں ہمیشہ رہنا ۱؛ اسکی گرمی کی شدت ۶؛ اسکے کارندے ۳؛ اسکے کارندوں کا غضب ۳؛ اسکے آہنی گرز ۲، ۳؛ اسکے کاروندوں کا جن پر غضب ہوگا ۳؛ اس سے نجات ۴؛ اسکی آگ کی خصوصیات ۶

معاد: معاد جسمانی ۵

آیت ۲۳

﴿إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ﴾

بیشک اللہ صاحبان ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں میں داخل کرتا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہوتی ہیں انہیں ان جنتوں میں سونے کے گنگن اور موتی پہنا ۳ے جائیں گے اور ان کا لباس اس جنت میں ریشم کا لباس ہوگا (۲۳)

1_ اہل ایمان کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہشت کی ضمانت۔ إِنَّ اللَّهَ يَدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ

جملہ "اللہ یدخل..." کی "إِنَّ" کے ساتھ تاکید مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

2_ بہشت، خدا تعالیٰ کی طرف سے نیک کردار مؤمنین کیلئے اجر۔ إِنَّ اللَّهَ يَدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ

3_ عمل صالح کے ہمراہ ایمان، بہشت میں داخل

ہونے کی شرط۔ إن الله يدخل الذين آمنوا و عملوا الصلحت جنت

4۔ بہشت، متعدد، سرسبز اور درختوں سے ڈھکے ہوئے باغات پر مشتمل ہے۔ جنت تجری من تحتها الآخر

"جنات"، "جنت" کی جمع ہے کہ جس کا معنی ہے درختوں سے ڈھکا ہوا باغ۔

5۔ بہشت کے باغوں میں درختوں کے نیچے چشمے جاری ہیں۔ جنت تجری من تحتها الآخر

6۔ بہشت میں مؤمنین کو سونے اور مروارید کی کڑیوں سے آراستہ کیا جائیگا۔ یحلون فیہا من أساور من ذهب و لؤلؤ

"لؤلؤ" کا معنی ہے مروارید اور "أساور" ("اسورہ" کی جمع) دستوارہ کا معرب ہے کہ جس کا معنی ہے کڑی۔

7۔ بہشت میں مؤمنین کے ریشم کے لباس و لباسہم فیہا حریر

8۔ سب انسانوں کا قدرتی طور پر زیورات اور ریشم کے لباس پہننے کی طرف تمایل یحلون فیہا من أساور من ذهب و

لؤلؤاً و لباسہم فیہا حریر

9۔ انسانوں کو ایمان اور عمل صالح کی طرف مائل کرنے کیلئے قرآن کا اسکے فطری تمایلات سے استفادہ کرنا۔

إن الله يدخل الذين آمنوا ... و لباسہم فیہا حریر

انسان: اسکے تمایلات ۸؛ اسکے تمایلات میں مؤثر عوامل ۹؛ اسکے تمایلات کا کردار ۹

ایمان: ایمان اور عمل صالح ۳

اہل بہشت: ان کے لباس کی قسم ۴؛ انکی سنہری کڑیاں ۶؛ انکی مروارید کی کڑیاں ۶؛ انکی زینت ۶؛ انکا ریشمی لباس ۴

بہشت: اسکے باغات ۵؛ اسکی پاداش ۲؛ اسکے باغوں کا متعدد ہونا ۳؛ اسکے چشمے ۵؛ اسکے درخت ۳، ۵؛ اس کا سرسبز ہونا ۳؛

اسکے شرائط ۳؛ اسکی نعمتیں ۳، ۵

تمایلات: ایمان کی طرف تمایل کا پیش خیمہ ۹؛ عمل صالح کی طرف تمایل کے عوامل ۹

دوست رکھنا: زیورات کو دوست رکھنا ۸؛ ریشمی لباس کو دوست رکھنا ۸

مؤمنین: صالح مؤمنین کی پاداش ۲؛ انکی پاداش کی ضمانت ۱؛ یہ بہشت میں ۱، ۶

ہدایت: اسکی روش ۹

آیت ۲۳

﴿وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ﴾

اور انہیں پاکیزہ قول کی طرف ہدایت دی گئی ہے اور انہیں حمید کے راستے کی طرف رہنمائی کی گئی ہے (۲۳)

1_ خدا اہل ایمان کا ہادی و رہنما ہے۔ و ہدوا إلى الطَّيِّبِ من القول و ہدوا إلى صراط الحمید

2_ اہل ایمان کا قرآن اور اسکے معارف سے بہرہ مند ہونے کا گرویدہ ہونا خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی کا مرہون منت ہے۔ و ہدوا إلى الطَّيِّبِ من القول ہو سکتا ہے پاکیزہ کلام (الطَّيِّبِ من القول) سے مراد قرآن یا کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ) ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

3_ قرآن، پاک و پاکیزہ اور پسندیدہ کلام ہے۔ الطَّيِّبِ من القول

4_ کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ) پاک اور پسندیدہ کلام ہے۔ و ہدوا إلى الطَّيِّبِ من القول

گذشتہ عبارت۔ کہ جو اہل توحید و اہل شرک اور موحدین و مشرکین کے انجام کے بارے میں تھی۔ کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ "الطَّيِّبِ من القول" سے مراد کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" ہے اور "صراط الحمید" سے مراد خدائے یکتا کی عبادت ہے۔

5_ خدائے یکتا کی پرستش راہ خدا ہے۔ ہدوا إلى صراط الحمید

6_ خدا تعالیٰ پروردگار حمید ہے۔ إلى صراط الحمید

7_ مؤمنین کی طرف سے شرک کو رد کرنا اور ان کا خدائے یکتا کی پرستش کی طرف مائل ہونا خدا تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کا

مرہون منت ہے۔ و ہدوا إلى صراط الحمید

اسما و صفات: حمید ۶

ایمان: قرآن پر ایمان کے عوامل ۲

توحید: توحید عبادی ۵؛ اس کا سرچشمہ ۷

خدا تعالیٰ: اسکی ہدایت کے اثرات ۲، ۷؛ اس کا ہادی ہونا ۱

سبیل اللہ: ۵

قرآن: اس کا پاک ہونا ۳؛ اس کی خصوصیات ۳

کلمہ توحید: اس کا پاک ہونا ۳

مؤمنین: انکی توحید عبادی کا سرچشمہ ۷؛ انکی شرک دشمنی کا سرچشمہ ۷؛ انکی ہدایت ۱، ۷

آیت ۲۵

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِالْحَادِ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾

بیشک جو لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو اللہ کے راستے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے تمام انسانوں کے لئے برابر سے قرار دیا ہے چائے وہ مقامی ہوں یا باہر والے اور جو بھی اس مسجد میں ظلم کے ساتھ الحاد کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۲۵)

1_ خدا کے ساتھ کفر اور اسکی عبادت سے روگردانی ناقابل بخشش گناہ ہے کہ جس کا نتیجہ دوزخ کا دردناک عذاب ہے۔ ان الذين كفروا و يصدون عن سبيل الله "الطيب من القول" سے مراد جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کلمہ توحید اور "صراط حمید" سے خدائے یکتا کی عبادت ہے اس بنا پر اس آیت کے سابقہ آیت کے ساتھ ارتباط کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ "ان الذين كفروا" میں "کفروا" در حقیقت یوں ہے "کفروا بالطیب من القول" اور "يصدون عن سبيل الله" میں "سبيل الله" سے مراد خدائے یکتا کی پرستش ہے۔ قابل ذکر ہے کہ "الذين" "ان" کا اسم اور اسکی خبر محذوف ہے اور ذیل آیت کے قرینے سے یہ دراصل یوں ہے "ان الذين كفروا ... نذيقهم من عذاب أليم۔"

2_ خدائے یکتا کی پرستش ایسا راستہ ہے جو خدا کی طرف جاتا ہے اور لقاء اللہ پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ و یصدون عن سبیل اللہ "سبیل اللہ" یعنی راہ خدا۔ اور راہ خدا سے مراد ہو سکتا ہے وہ راہ ہو کہ جسے خدا تعالیٰ نے اہل ایمان کیلئے تعیین اور ترسیم کیا ہے اور ہو سکتا ہے اس سے مراد وہ راستہ ہو جو خدا کی طرف جاتا ہے اور اس تک پہنچتا ہے۔ مذکورہ مطلب دوسرے معنی کی بنیاد پر ہے۔

3_ صدر اسلام کے مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کو مسجد الحرام کی زیارت اور عبادت خدا کی رسومات انجام دینے سے ممانعت۔ إن الذین کفروا و یصدون عن سبیل اللہ و المسجد الحرام ("یصدون" کے مصدر) "صد" کا معنی ہے روکنا اور منع کرنا اور "یصدون" کا مفعول محذوف ہے اور یہ دراصل یوں ہے "یصدون الذین آمنوا)

4_ بارگاہ خداوندی میں کعبہ بڑی عزت اور تقدس کا حامل ہے۔ و یصدون عن سبیل اللہ و المسجد الحرام لوگوں کو مسجد الحرام کی زیارت سے منع کرنے کی وجہ سے کفار کو دوزخ کے عذاب کے دھمکی مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

5_ حجاج کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے منع کرنا لوگوں کو راہ خدا سے روکنے کا واضح نمونہ ہے۔ و یصدون عن سبیل اللہ و المسجد الحرام "سبیل اللہ" سے مراد جیسا کہ پہلے بتا چکے ہیں۔ خدائے یکتا کی عبادت ہے۔ اس چیز کی بنا پر اور اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ مؤمنین کی طرف سے مسجد الحرام کی زیارت اور اسکے خاص اعمال (طواف، سعی و غیرہ) کو انجام دینا عبادت خدا کے مصداق شمار ہوتے ہیں اسے "سبیل اللہ" کے بعد ذکر کرنا ہو سکتا ہے اس معنی میں ہو کہ زائرین کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے روکنا راہ خدا سے روکنے کے واضح مصداق میں سے ہے۔

6_ مسجد الحرام سب خدا پرستوں کیلئے ہے اور کسی خاص گروہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اسکی زیارت سے محروم کرے۔ الذی جعلنا للناس

7_ سب مسلمان (اہل مکہ اور دیگر اطراف اور ممالک کے) مسجد الحرام کے سلسلے میں مساوی حق رکھتے ہیں۔ الذی جعلنا للناس سواء العاکف فیہ و الباد "سوائے" بمعنی "مستوی" اور "الناس" کیلئے حال ہے اور "عاکف" کا معنی ہے مقیم (یعنی اہل مکہ) "بادی" یعنی اہل بادیہ اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو مکہ سے باہر دیگر سر زمینوں میں رہتے ہیں یعنی ہم نے مسجد الحرام کو سب لوگوں کیلئے خلق

کیا ہے۔ اور اس سے بہرہ مند ہونے میں کمی اور دیگر سرزمین کے لوگوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور کسی کو دوسرے پر برتری حاصل نہیں ہے۔

8۔ حجاج کو مکہ میں داخل ہونے سے منع کرنا ان کے اس حق کی نسبت تجاوز ہے کہ جو خدا نے ان کیلئے قرار دیا ہے۔
و یصدون ... الذی جعلہ للناس

9۔ اہل مکہ دوسروں کو مسجد الحرام کی زیارت سے روکنے کا حق نہیں رکھتے۔ الذی جعلہ للناس سواء العاکف فیہ و الباد

10۔ حج اور مسجد الحرام کی زیارت جزیرۃ العرب کے لوگوں کے درمیان رائج رسومات۔ سواء العاکف فیہ و الباد

11۔ "مسجد الحرام" جزیرۃ العرب کے لوگوں کے درمیان ایک رائج اور جانا پہچانا نام۔ و المسجد الحرام الذی جعلہ للناس

12۔ مسجد الحرام کے احاطے میں حق سے ہر قسم کے انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت تجاوز کا ممنوع ہونا۔
و من یرد فیہ إیلحاد بظلم نذقہ من عذاب ألیم "الحاد" کا معنی ہے انحراف اور کج روی "الحاد" اور "ظلم" کے نکرہ ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد الحرام اور اسکی حدود میں لوگوں کا مکمل طور پر امن اور سکون میں ہونا ضروری ہے اور اس سلسلے میں ذرہ برابر انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت تجاوز سے چشم پوشی نہیں کی جائیگی۔

13۔ ضروری ہے کہ مکہ (مسجد الحرام اور اس کی حدود) سب لوگوں کیلئے امن کی جگہ ہو۔ سوا العاکف فیہ و الباد

14۔ مسجد الحرام کی حدود میں حق سے انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت تجاوز بہت بڑا گناہ ہے اور کج روی کرنے والے اور ستم گر لوگ سخت دنیوی سزا کے منتظر رہیں۔ و من یرد فیہ إیلحاد بظلم نذقہ من عذاب ألیم
مذکورہ مطلب اس بات پر مبتنی ہے کہ "عذاب الیم" سے مراد دنیوی سزا بھی ہو۔

15۔ دوزخ کا دردناک عذاب، مسجد الحرام کی حدود میں حق سے ہر قسم کے انحراف اور دوسروں کے حقوق کی نسبت تجاوز کی سزا۔

و من یرد فیہ إیلحاد بظلم نذقہ من عذاب ألیم

16۔ حضرت علی (ع) سے روایت ہے کہ رسول خدا (ص) نے اہل مکہ کو اپنے گھر کو کرائے پر دینے اور انہیں دروازے

لگانے سے منع کرتے ہوئے فرمایا "سواء العاکف فیہ و الباد" (۱)

17_ ابو الصباح کنانی کہتے ہیں میں نے خدا تعالیٰ کے فرمان "و من یرد فیہ اے لحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم" کے بارے میں سوال کیا تو آپ (ع) نے فرمایا ہر ظلم جو کوئی شخص مکہ میں اپنے اوپر کرے چاہے وہ چوری ہو یا کسی دوسرے پر ظلم یا ہر قسم کا ستم میں اسے لحاد اور انحراف سمجھتا ہوں (۲)

18_ امام صادق (ع) سے خدا تعالیٰ کے فرمان "و من یرد فیہ ایلحاد بظلم" کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا جو شخص مکہ میں غیر خدا کی پرستش کرے یا اولیاء خدا کے غیر کی ولایت کو قبول کرے تو اس نے "ایلحاد بظلم" کیا ہے (۳)

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳، ۱۶ لحاد: ۱۸ انحراف: اسکی سزا، ۱۵؛ اس کا گناہ ۱۳

آنحضرت (ص): آپ (ص) کے نواہی ۱۶

توحید: توحید عبادی کا انجام ۲ عرب: انکی رسومات ۱۰

جزیرۃ العرب: اسکے لوگ اور حج ۱۰؛ اسکے لوگ اور مسجد الحرام ۱۱

جہنم: اسکے اسباب ۱، ۱۵ حجاج: ان کے حقوق کی نسبت تجاوز ۸

حج: اسکی تاریخ ۱۰ خود: خود پر ظلم ۱۷

روایت ۱۶، ۱۷، ۱۸

سبیل اللہ: اس سے روکنا ۵

چلنا:

(1) قرب الاسناد ۱۰۸ ح ۳۷۲_ تفسیر بہان ج ۳ ص ۸۴ ح ۸_

(2) کافی ج ۴ ص ۲۲۷ ح ۳_ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۸۳ ح ۶۰_

(3) کافی ج ۸ ص ۳۳۷ ح ۵۳۳_ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۸۳ ح ۵۷_

اسکے راستے ۲

ظلم کرنے والے: انکی دنیوی سزا، ۱۳

عبادت: عبادت خدا کے ترک کے اثرات ۱؛ غیر خدا کی عبادت ۱۸؛ عبادت خدا کے ترک کرنے کا گناہ ۱

عذاب: دردناک عذاب ۱۵؛ اسکے درجے ۱، ۱۵؛ اخروی عذاب کے اسباب ۱، ۱۵

کعبہ: اسکی فضیلت ۳؛ اس کا تقدس ۳

کفر: خدا کے ساتھ کفر کے اثرات ۱؛ خدا کے ساتھ کفر کا گناہ ۱

گناہ: گناہان کبیرہ ۱۳؛ ناقابل بخشش گناہ ۱

لقاء اللہ: اس کا پیش خیمہ ۲

لوگ: ان کے حقوق کی نسبت تجاوز ۱۲؛ ان کے حقوق کی نسبت تجاوز کی سزا ۱۵؛ ان کے حقوق کی نسبت تجاوز کا گناہ ۱۳

مسجد الحرام: اس کا امن ہونا ۱۳؛ اسکی زیارت کی تاریخ ۱۰؛ اسکی تاریخ ۱۱؛ اس میں حقوق ۱۳؛ اسکی زیارت ۴، ۱۱؛ اس

کا سبب کیلئے ہونا ۶؛ اس میں عبادت خدا سے روکنا ۳؛ اس سے روکنا ۳، ۵؛ اس میں حق تلفی کا ممنوع ہونا ۱۲؛ اس سے

روکنے کا ممنوع ہونا ۶، ۹؛ اسکی خصوصیات ۱۲، ۱۳

مسلمان: ان کے حقوق کا مساوی ہونا ۴؛ ان کے حقوق ۴

مکہ کے مسلمان: ان کے حقوق ۴

مکہ: اس کا امن ہونا ۱۳؛ اسکے گھروں کے دروازے ۱۶؛ اس میں ظلم کا گناہ ۱۴؛ اس سے حاجیوں کو روکنا ۸؛ اسکے گھروں

کو کرائے پر دینے سے نہی ۱۶؛ اسکی خصوصیات ۱۳

منحرفین: ان کی دنیوی سزا، ۱۳

موحدین: ان کے حقوق ۶

ولایت: اولیاء اللہ کے غیر کی ولایت کو قبول کرنا ۱۸

آیت ۲۶

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهَّرَ بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾

اور اس وقت کو یاد دلاؤ جب ہم نے ابراہیم کے لئے بیت اسد کی جگہ مہیا کی کہ خبردار ہمارے بارے میں کسی طرح کا شرک نہ ہونے پائے اور تم ہمارے گھر کو طرف کرنے والے، قیام کرنے والے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و پاکیزہ بناؤ (۲۶)

1_ حضرت ابراہیم (ع) کے ہاتھوں کعبہ کی بنیاد بہت اہم اور ایسا واقعہ ہے جو یاد دہانی کرانے کے قابل ہے۔
و اذ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ "اذ" اسم زمان اور محل نصب میں ہے اور یہ "اذکر" محذوف کا مفعول ہے یعنی "یاد کیجئے اس وقت کو کہ جب ہم نے..."

2_ کعبہ، حضرت ابراہیم (ع) کی عبادت کی جگہ۔ و اذ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ
("بوانا" کے مصدر) "بتوئے" کا معنی ہے مرجع اور مرکز قرار دینا یعنی "اس زمانے کو یاد کیجئے جب ہم نے کعبہ کی جگہ کو ابراہیم (ع) کیلئے رجوع کرنے کا مقام قرار دیا" اور حضرت ابراہیم (ع) کا بار بار کعبہ کی جگہ کی طرف رجوع کرنا یا تو خدا کی عبادت کیلئے تھا اور یا اسے تعمیر کرنے کیلئے مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

3_ کعبہ کی جگہ خدا تعالیٰ کی جانب سے عبادت کیلئے معین کردہ جگہ۔ و اذ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ

4_ حضرت ابراہیم (ع) کعبہ کی بنیاد رکھنے والے اور اسکے

معمار و إذ بؤانا لإبراهيم مكان البيت

5_ کعبہ، توحید اور یکتا پرستی کی جلوہ گاہ و إذ بؤانا لإبراهيم مكان البيت أن لا تشرك بی شیئ

6_ خدا کے علاوہ کوئی قابل پرستش نہیں ہے۔ أن لا تشرك بی شیئ

7_ عبادت میں اخلاص اور اسے ہر قسم کے غیر الہی عمل سے آلودہ کرنے سے پرہیز کرنا خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم کو نصیحت۔ أن لا تشرك بی شیئ

8_ شرک کے ساتھ آلودہ عبادت کی بارگاہ خداوندی میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ أن لا تشرك بی شیئ

9_ کعبہ بہت مقدس گھر اور بارگاہ خداوندی میں بڑی عزت کا حامل ہے۔ و طهر بيتي

"بيت" کی باء متکلم کی طرف اضافت، تشریفہ اور مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

10_ کعبہ کی تولیت اور اسے زائرین کیلئے تیار کرنا، حضرت ابراہیم (ع) کے الہی وظائف میں سے۔ و طهر بيتي للطائفين

11_ مسجد الحرام کی تولیت اور اسے زائرین بیت اللہ کیلئے تیار کرنا توحیدی معاشرے کے رہنماؤں کی ذمہ داری۔

أن لا تشرك بی شیئاً و طهر بيتي للطائفين

12_ شرک، طہارت و پاکیزگی سے دوری اور پلیدیگی و ناپاکی کے ساتھ آلودہ ہونا ہے۔ أن لا تشرك بی شیئاً و طهر بيتي

13_ مسجد الحرام کی حرمت کی پاسداری اور اسے ظاہری آلودگیوں اور باطنی پلیدیگیوں (شرک کے مظاہر) سے محفوظ

رکھنا ضروری ہے۔ أن لا تشرك بی شیئاً و طهر بيتي

14_ طواف، قیام، رکوع اور سجود (نماز) مسجد الحرام کی زیارت کے آداب میں سے۔ و طهر بيتي للطائفين و القائمين

و الركع السجود ظاہریہ ہے کہ "القائمین و الركع السجود" سے مراد نماز پڑھنے والے ہیں یعنی میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کیلئے تیار کیجئے۔

15_ مسجد الحرام کی زیارت میں طواف کو نماز پر مقدم کرنا ضروری ہے۔ للطائفين و القائمين و الركع السجود

16_ قیام، رکوع اور سجود نماز کے ارکان میں سے ہیں۔ و القائمين و الركع السجود

17_ طواف اور نماز، حضرت ابراہیم (ع) کی شریعت کی ذمہ داریوں میں سے۔ طهر بيتي للطائفين و القائمين و الركع

8_1 امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے... جب خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (ع) کو کعبہ کی تعمیر پر مامور کیا تو انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کعبہ کو کہاں بنائیں تو خدا تعالیٰ نے جبرائیل کو بھیجا اور انہوں نے کعبہ کی جگہ پر ان کیلئے لکیر کھینچ دی...

(۱)

ابراہیم (ع): ان کے دین کی تعلیمات ۱۷؛ انکو نصیحت ۷؛ انکی عبادت گاہ ۲؛ انکی ذمہ داری ۱۰؛ ان کا نقش و کردار ۱، ۳
توحید: توحید عبادی ۶

خدا تعالیٰ: اسکی نصیحتیں ۷؛ اس کا نقش و کردار ۳
ذکر: کعبہ کی تعمیر کا ذکر، ۱

روایت ۱۸ دینی راہنما: انکی ذمہ داری ۱۱

شرک: شرک عبادی کا بے قدر و قیمت ہونا ۸؛ اسکی پلیدی ۱۲؛ اسکی حقیقت ۱۲

طواف: اسکی تاریخ ۱۷؛ یہ دین ابراہیم (ع) میں ۱۷

عبادت: اس میں اخلاص ۷؛ بے قدر و قیمت عبادت ۸

کعبہ: اس کا احترام ۹؛ اسے تعمیر کرنے والے ۱؛ اس کا موسم ۳؛ اسکی تاریخ ۱، ۳؛ اسکی تطہیر ۱۰؛ اس میں عبادت ۲، ۳؛

اسکی فضیلت ۵، ۹؛ اس کا تقدس ۹؛ اس کے متولی ۱۰؛ اسکی تعیین کا سرچشمہ ۳، ۱۸؛ اس میں توحید عبادی کی نشانیاں ۵

مسجد الحرام: اسکی زیارت کے آداب ۱۳؛ اسکی تطہیر کی اہمیت ۱۳؛ اسکی حفاظت کی اہمیت ۱۳؛ اس میں رکوع ۱۳؛ اس

میں سجدہ ۱۳؛ اس میں طواف ۱۳، ۱۵؛ اسکے متولی ۱۱؛ اس میں نماز ۱۳، ۱۵

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۶

نماز: اسکے ارکان ۱۶؛ اسکی تاریخ ۱۷؛ اس میں رکوع ۱۶؛ اس میں سجدہ ۱۶؛ اس میں قیام ۱۶؛ یہ دین ابراہیم (ع) میں ۱۷

آیت ۲۷

﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾

اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کر دو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہو کر آئیں گے (۲۷)

1_ حکم خدا سے حضرت ابراہیم (ع) کی طرف سے لوگوں کو حج کی دعوت۔ و اذن فی الناس بالحج ("اذن" کے مصدر) "تأذین" کا معنی ہے اعلان کرنا اور ندادینا یعنی اے ابراہیم (ع) لوگوں کے درمیان جاؤ اور انہیں حج اور زیارت بیت اللہ کی دعوت دو۔

2_ حج، دور و نزدیک کے تمام لوگوں پر ایک الہی ذمہ داری۔ يأتوك رجالاً و علی کل ضامر یأتین من کل فج عمیق "یأتوک" شرط محذوف کی جزا ہے اور یہ در حقیقت یوں ہے "إن تأذن فیہم بہ یأتوک"، "رجال"، "راجل" کی جمع ہے یعنی "پیدل" اور "ضامر" کمزور اونٹ کو کہا جاتا ہے۔

اور "فج" در حقیقت پہاڑ کے شکاف کے معنی میں ہے اور یہاں پر اس سے مراد راستہ ہے "عمیق" بعید کا مترادف ہے یعنی دور پس مذکورہ جملے کا معنی یہ بنے گا اگر لوگوں کو حج کی طرف بلاؤ تو وہ تیری دعوت پر لبیک کہتے ہوئے پیدل، سوار ہو کر اور دور و نزدیک کے راستوں سے چل نکلیں گے۔

3_ تبلیغ اور لوگوں کو حج و زیارت بیت اللہ کی دعوت دینا الہی رہنماؤں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ و اذن فی الناس بالحج

4_ حج، حضرت ابراہیم (ع) (ع) کی شریعت کی ایک یادگار۔ و اذن فی الناس بالحج

5_ حضرت ابراہیم (ع) کی اقامت گاہ، مسجد الحرام کے جوار

میں تھی۔ یأتوک رجال

جملہ "یأتوک" (تیرے پاس پیدل اور سوار ہو کر آئیں گے) سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کے مؤسس اسکے جوار میں رہتے تھے اس طرح، کہ ہر زائر مسجد الحرام میں داخل ہوتے وقت ان پر بھی وارد ہوتا تھا۔

6۔ دور و نزدیک کے لوگوں کا حضرت ابراہیم (ع) پر پختہ ایمان اور حضرت ابراہیم (ع) کی ان کے درمیان انتہائی محبوبیت اور نفوذ و اذن فی الناس بالحج یأتوک رجالاً و علی کل ضامر

دور و نزدیک کے لوگوں کا حضرت ابراہیم (ع) کی دعوت پر لبیک کہنا اور انکا پیدل اور سوار ہو کر کعبہ کی زیارت کیلئے نکل پڑنا اور کی آپ (ع) کی شخصیت سے آشنائی اور ان کے درمیان آپ (ع) کی محبوبیت کی علامت ہے۔

7۔ حضرت ابراہیم (ع) کے دین توحیدی کا خود ان کی زندگی میں دور و نزدیک کی سرزمین میں پھیل جانا۔ یأتوک ... من کل فج عمیق

8۔ حضرت ابراہیم (ع) کا اپنے زمانے میں ہر سال حج کی رسومات میں شریک ہونا۔ یأتوک رجالاً و علی کل ضامر فعل مضارع "یأتوک" ہو سکتا ہے مفید استمرار ہو لہذا ہر سال لوگوں کا حج کی رسومات میں حضرت ابراہیم (ع) کے پاس آنا ان کے ہر سال حج کی رسومات میں شرکت کو بیان کر رہا ہے۔

9۔ مراسم حج کو اسلامی معاشرے کے رہبر کی محوریت کے ساتھ انجام دینا ضروری ہے۔ یأتوک رجالاً و علی کل ضامر یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "لوگ پیدل اور سوار ہو کر تیرے (ابراہیم (ع)) پاس آئیں گے" ہو سکتا ہے لوگوں کیلئے اس حکم پر مشتمل ہو کہ وہ پہلے الہی رہبر کی زیارت کیلئے جائیں اور اسکی رہبری میں مراسم حج کو انجام دیں۔

10۔ مناسک حج میں اسلامی معاشرے کے رہبر سے ملاقات۔ یأتوک رجالاً و علی کل ضامر

11۔ بارگاہ خداوندی میں پیدل حج کی بڑی فضیلت اور قدر و قیمت۔ یأتوک رجالاً و علی کل ضامر

پیدل لوگوں (رجالاً) کو سواروں (و علی کل ضامر) پر مقدم کرنا ہو سکتا ہے مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہو۔

12۔ زمین مکہ کی سطح کی بلندی اسکے ارد گرد کے مناطق سے زیادہ ہے۔ یأتوک ... من کل فج عمیق

("عمیق" کا مصدر) "عمق" اس طولانی مسافت کو کہا جاتا ہے کہ جو نیچے کی طرف ہو لہذا "بعید" کی بجائے کلمہ "عمیق" کا استعمال یا تو اس لحاظ سے ہے کہ سرزمین مکہ کی بلندی اسکے ارد گرد کے مناطق سے چونکہ زیادہ ہے لہذا جو لوگ مکہ کی طرف آتے ہیں وہ نیچے سے اوپر کی جانب حرکت کرتے ہیں اور یا اسلئے ہے کہ چونکہ

زمین گیند کی صورت میں ہے لہذا لوگوں کی دور سے حرکت اوپر کی جانب حرکت نظر آتی ہے مذکورہ مطلب پہلے فرضیہ کی بنیاد پر ہے۔

3_1 قرآن کا زمین کے گیند کی طرح اور اسکی سطح کے گول ہونے کی طرف اشارہ۔ یأتین من کل فج عمیق
4_1 عبید اللہ بن علی الحلبی کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے سوال کیا کہ (حج میں) تلبیہ کیوں مقرر کیا گیا ہے؟ تو آپ (ع) نے فرمایا بیشک خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (ع) کی طرف وحی کی "و أذن فی الناس بالحدج یأتوک رجالاً" پس حضرت ابراہیم نے ندادی اور دور کے ہر راستے سے "لیک" کے ساتھ حضرت ابراہیم (ع) کو جواب دیا گیا (۱)
5_1 امام صادق (ع) نے فرمایا کہ پیغمبر اکرم دس سال مدینہ میں رہے اور حج پر نہ گئے پھر خدا تعالیٰ نے آنحضرت پر نازل کیا "و أذن فی الناس بالحدج یأتوک رجالاً و علی کل ضامر یأتین من کل فج عمیق" پس پیغمبر اکرم (ص) نے منادیوں کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز کے ساتھ اعلان کریں کہ اس سال رسول اللہ (ص) حج پر جائیں گے... (۲)
آنحضرت (ص): آپ (ص) کا حج ۱۵

ابراہیم (ع): آپ مسجد الحرام کے جوار میں ۵؛ آپ کی اقامت گاہ ۵؛ آپ کے حج کا تسلسل ۸؛ آپ کے دین کی تعلیمات ۳؛ آپ کی شرعی ذمہ داری ۱؛ آپ کی دعوتیں ۱، ۱۳؛ آپ (ص) کی معاشرتی شخصیت ۶؛ آپ کے دین کا پھیلنا ۷؛ آپ کی محبوبیت ۶
ایمان: ابراہیم پر ایمان ۶

تلبیہ: اسکی تشریح کا فلسفہ ۱۳

حج: اسکے آداب ۹؛ اس کے احکام ۲؛ یہ دین ابراہیم میں ۱۳؛ اسکی دعوت ۱، ۳، ۱۳؛ پیدل حج کی فضیلت ۱۱
روایت ۱۳، ۱۵

دینی رہنما: انکی ذمہ داری ۳؛ حج میں ان کے ساتھ ملاقات ۱۰؛ ان کا نقش و کردار ۹

شرعی ذمہ داری: سب کی شرعی ذمہ داری ۲

زمین: اس کا گیند کی صورت میں ہونا ۱۳

مکہ: اسکی بلندی ۱۲؛ اس کا جغرافیائی محل وقوع ۱۲

آیت ۲۸

﴿لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَمْرَ الْفَقِيرِ﴾

تاکہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں اور چند معین دنوں میں ان چوپایوں پر جو خدا نے بطور رزق عطا کئے ہیں خدا کا نام لیں اور پھر تم اس میں سے کھاؤ اور بھو:ے محتاج افراد کو کھلاؤ (۲۸)

1_ حج، لوگوں کیلئے فائدے و منفعت اور خیر و برکت سے سرشار_ وأذن فی الناس بالحج ... ليشهدوا منافع لهم "منافع"، "منفعت" کی جمع ہے یعنی نفع، خیر و برکت۔ اور اس کا جمع کی صورت میں آنا حج کی برکات کی فراوانی کو بیان کر رہا ہے اور اس کا نکرہ آنا ان برکات میں سے ہر ایک کی عظمت کو بیان کر رہا ہے۔

2_ حج کی برکات سے بہرہ مند ہونا اسکی رسومات میں شرکت اور اسکے اعمال کی انجام دہی میں منحصر ہے۔ وأذن فی الناس بالحج ... ليشهدوا منافع لهم ("یشہدون" کے مصدر) "شہادۃ" کا معنی ہے حاضر ہونا پس "لیشهدوا منافع لهم" کا معنی یہ ہے کہ حج سب لوگوں کیلئے خیر و برکت سے سرشار ہے اور جو انہیں حاصل کرنا چاہتا ہے اور ان سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ سفر کی مشقتوں کو برداشت کرے، اسکے مراسم میں شرکت کرے اور اسکے اعمال کو بجالائے۔

3_ شریعت الہی میں انسان کے دنیوی، اخروی، مادی اور معنوی پہلوؤں کی طرف توجہ۔ و أذن فی الناس بالحج ... ليشهدوا منافع لهم

چونکہ "منافع" کو دنیوی، اخروی، معنوی یا مادی کی قید نہیں لگائی گئی پس کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد، دنیوی، اخروی، مادی اور معنوی سب برکات ہیں۔

4_ عرفات اور مشعر میں وقوف کرنا (احرام کے بعد) مراسم حج میں حاجیوں کی پہلی ذمہ داری۔ لیشہدوا منافع لهم
جملہ "و یذکروا اسم الله..." قربانی کی رسومات سے مربوط ہے اور بعد والی آیت حلق، تقصیر اور طواف کے بارے میں ہے
پس اس چیز کے پیش نظر کہ احرام باندھنے کے بعد مراسم حج بالترتیب یوں ہیں عرفات اور مشعر میں وقوف، قربانی کرنا،
حلق، تقصیر اور طواف۔ کہنا ہوگا کہ حضرت ابراہیم (ع) کی شریعت میں حج، قربانی سے شروع اور طواف کے ساتھ ختم
ہوتا تھا اور عرفات و مشعر کا وقوف مراسم حج میں شامل نہیں تھا یا یہ کہ جملہ "لیشہدوا منافع لهم" تشریع حج کے فلسفے کو
بیان کرنے کے علاوہ عرفات و مشعر میں حاضر ہونے والے مسئلے کی طرف بھی ناظر ہے مذکورہ مطلب دوسرے احتمال
کی بنیاد پر ہے۔

5_ عرفات و مشعر، حج کرنے والوں کیلئے کثیر خیر و برکت کا مرکز۔ لیشہدوا منافع لهم
مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "لیشہدوا" عرفات و مشعر میں حاضر ہونے سے مربوط ہو۔

6_ عرفات و مشعر میں حاضر ہونے کے بعد قربانی کرنا حج کے واجب اعمال میں سے ہے۔ و یذکروا اسم الله ... علی
ما رزقہم من بھیمۃ الأنعام

7_ قربانی کو ذبح یا نحر کرتے وقت اسم کا نام لینا ضروری ہے۔ و یذکروا اسم الله ... علی ما رزقہم من بھیمۃ الأنعام
8_ لوگوں کو ذبح کرنے کی طریقے کی تعلیم دینا (جانور کو نحر یا ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینا) حج کے فلسفوں میں سے ایک
ہے۔ لیشہدوا منافع لهم و یذکروا اسم الله فی ایام معلومات "یذکروا" کا عطف "لیشہدوا" پر ہے اور اس چیز کو مد نظر
رکھتے ہوئے کہ اس کا لام تعلیل کیلئے ہے اور یہ حج کی تشریع کے فلسفے کو بیان کر رہا ہے "یذکروا" کا "یشہدوا" پر عطف تشریع
حج کے ایک اور فلسفہ کا بیان ہے۔

9_ قربانی والے حکم کا انجام دینا خاص اور معین وقت پر موقوف ہے (دس سے تیرہ ذی الحج تک)۔ و یذکروا اسم الله فی
ایام معلومات علی ما رزقہم من بھیمۃ الانعام اہل بیت (ع) سے وارد ہونے والی روایات کی بنیاد پر "ایام معلومات"
سے مراد ذی الحج کے ایام تشریق (دس سے تیرہ تک) ہیں۔

10_ قربانی کو ذبح یا نحر کرتے وقت خدا تعالیٰ کے اسما (الله، رحمان وغیرہ) میں سے ہر ایک کے ذکر کا جواز۔ و یذکروا اسم
الله ہو سکتا ہے "اسم" کی "الله" کی طرف اضافہ بیانیہ ہو اس صورت میں "اسم الله" یعنی وہ نام کہ جو الله سے عبادت
ہے اسی طرح اضافہ لامیہ

بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں "اسم اللہ" یعنی ہر وہ نام کہ جو خدا کے لئے ہو پہلے احتمال کی بنا پر قربانی کے وقت "اللہ" کے لفظ کے علاوہ کسی اور لفظ کا لینا جائز نہیں ہے برخلاف احتمال دوم گذشتہ مطلب دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

11_ دس ذی الحج کے بجائے گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحج کو قربانی کرنے کا جواز۔ و یدکروا اسم اللہ فی ایام معلومات ... من بهیمة الأنعام

12_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری میں سے ہر ایک کی قربانی کرنا جائز ہے۔ علی ما رزقہم من بهیمة الانعام ("نعم" کی جمع) "انعام" کا اصلی معنی "اونٹ" ہے لیکن بعض اوقات اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کے مجموعے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے تمام مفسرین کے نظریے کے مطابق یہاں پر اس سے مراد دوسرا معنی (اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کا مجموعہ) ہے قابل ذکر ہے کہ "بہیمہ" کا معنی ہے "چوپایہ" اور اس کی "انعام" کی طرف اضافت بیانہ ہے یعنی وہ چوپایہ جو اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری ہے۔

13_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری انسانوں کی روزی اور ان کیلئے خدا کی عطا ہے۔ علی ما رزقہم من بهیمة الأنعام
14_ قربانی کے گوشت سے استفادے کا حرام ہونا جاہلیت کے عربوں کا باطل خیال۔ فکلوا منہ قربانی کے گوشت کے استعمال کو جائز کرنا جاہلیت کے عربوں کے باطل خیال کی طرف ناظر ہے کہ جو اسے حرام سمجھتے تھے۔

15_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری حلال گوشت چوپائے ہیں۔ علی ما رزقہم من بهیمة الأنعام فکلوا منہ

16_ حجاج کیلئے قربانی کے گوشت کے استعمال کا جواز۔ فکلوا منہ

17_ حج کے موقع پر قربانی کے گوشت سے تنگدست لوگوں کو اطعام کرنے کا ضروری ہونا۔ و اطعموا البائس الفقیر

18_ قربانی کے پورے گوشت کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ فکلوا منہا و اطعموا البائس الفقیر

"منہا" میں "من" تبعضیہ ہے پس "کلوا منہا" یعنی اس کا ایک حصہ کھاؤ (نہ پورا)

19_ لوگوں کی مدد اور تنگدستوں اور ضرورت مندوں کی دستگیری کرنا حج کے فلسفوں میں سے اور اس کا ایک سبق ہے۔

و أطعموا البائس الفقیر

20_ ربیع بن خثیم کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) کو دیکھا... کہ آپ (ع) نے فرمایا میں نے خدا تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے

سنا ہے "لیشهدوا منافع لهم" تو میں نے امام (ع) سے عرض کیا "منافع" سے مراد دنیاوی فوائد ہیں یا اخروی؟ تو آپ (ع)

نے فرمایا سب

1_2 امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام "وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ" میں ذکر سے مراد وہ تکبیریں ہیں جو پندرہ نمازوں میں۔ کہ جن میں سے پہلی عید والے دن ظہر کی نماز ہے۔ کہی جاتی ہیں^(۲)

2_2 امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ" کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا اس سے مراد ایام تشریق ہیں^(۳)

3_2 صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں میں نے امام کاظم (ع) سے عرض کیا شخص کسی کو کھال اتارنے کیلئے قربانی دیتا ہے اسکی کھال کے مقابلے میں یعنی کھال کو اپنی مزدوری کے طور پر لے لے۔ (تو اس کا حکم کیا ہے)۔

فرمایا اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْمَعُوا" اور کھال نہ کھائی جاتی ہے اور نہ (اسکے ذریعے) اطعام کیا جاتا ہے^(۴)

احکام ۳، ۶، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸/جاہلیت: اسکے مشرکین کی سوچ ۱۳؛ اسکی رسومات ۱۳

چوپائے: ان کے گوشت کی حلیت ۱۵/حجاج: ان کا حج کی قربانی سے استفادہ کرنا ۱۶

حج: اسکے اثرات ۲؛ اسکے احکام ۳، ۶، ۷، ۹، ۱۶، ۱۷؛ اسکی قربانی کے گوشت سے استفادہ کرنا ۱۸؛ اسکی برکات ۱؛ اسکی قربانی کی کھال ۲۳؛ اسکی قربانی کو مؤخر کرنا ۱۱؛ اسکی تعلیمات ۱۹؛ اس میں تکبیر ۲۱؛ اس کا خیر ہونا ۱؛ اس میں گائے کو ذبح کرنا ۱۲؛ اس میں بھیڑ بکری کو ذبح کرنا ۱۲؛ اسکی برکات کا پیش خیمہ ۲؛ اس کا فلسفہ ۸، ۱۹؛ اسکی قربانی ۶، ۱۲؛ اسکی قربانی کا گوشت ۱۶، ۱۷؛ اسکی قربانی کے مصارف ۱۷؛ اسکے مناسک ۳، ۶، ۷، ۹، ۱۱، ۱۲؛ اسکے اغروی منافع ۲۰؛ اسکے منافع ۱؛ اسکے دنیوی منافع ۲۰؛ اس میں اونٹ کو نحر کرنا ۱۲؛ اسکے واجبات ۶؛ اسکی قربانی کا وقت ۹

حلال جانور: ۱۵/خدا تعالیٰ: اسکی روزی ۱۳؛ اسکے عطیے ۱۳/کھانے کی چیزیں: ان کے احکام ۱۵؛ کھانے کی حلال چیزیں ۱۵

دین:

(1) کافی ج ۴ ص ۴۲۲ ح ۱۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۸۸ ح ۷۷ / (2) عوالی النمازی ج ۲ ص ۸۸ ح ۲۳۷۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۹۰ ح ۸۲۔

(3) معانی الاخبار ص ۲۹۷ ح ۱، ۳۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۹۰ ح ۸۴۔

(4) علل الشرائع ص ۴۳۹ ب ۱۸۲ ح ۱۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۹۹ ح ۱۳۹۔

اسکے اخروی پہلو ۳؛ اسکے مادی پہلو ۳؛ اسکے معنوی پہلو ۳؛ یہ اور عینیت ۳
 ذبح: اسکے احکام ۴، ۱۰؛ اس میں بسم اللہ ۸، ۴، ۱۰؛ اسکی تعلیم ۸
 ذکر: ذکر خدا ایام تشریق میں ۲۲؛ ذکر خداجج میں ۲۱
 روایت: ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳

اونٹ: اسکے گوشت کا حلال ہونا ۱۵
 عرفات: اسکی برکات ۵؛ اس کا خیر ہونا ۵؛ اس میں وقوف ۳
 فقرا: انہیں اطعام کرنا ۱۷؛ انکی حاجت روائی کی اہمیت ۱۹
 قربانی: جاہلیت میں اسکے گوشت کی تحریم ۱۳
 گائے: اسکے گوشت کی حلیت ۱۵
 بھیڑ بکری: اسکے گوشت کی حلیت ۱۵
 مسجد الحرام: اسکی برکات ۵؛ اس کا خیر ہونا ۵
 مشعر الحرام: اس میں وقوف کرنا ۳
 نعمت: اونٹ کی نعمت ۱۳؛ گائے کی نعمت ۱۳؛ بھیڑ بکری کی نعمت ۱۳

آیت ۲۹

﴿ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾

پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنے بدن کی کثافت کو دور کریں اور اپنی نذروں کو پورا کریں اور اس قدیم ترین مکان کا طواف کریں
 (۲۹)

1۔ مراسم حج کی انجام دہی کے بعد تقصیر اور احرام سے خارج ہونے کا وجوب۔ و یذکروا اسم اللہ ... ثم لیقضوا تفثہم
 ("لیقضون" کے مصدر قضا) کا معنی ہے کاٹنا اور جدا کرنا "تفث" یعنی وہ غبار اور میل جو بدن پر ہوتی ہے پس "ثم لیقضوا
 تفثہم" یعنی حاجی

قربانی کی رسومات ادا کرنے کے بعد اپنے سر اور ناخن تراش کر کے کہ جسے احرام کی وجہ سے انجام نہیں دے سکے تھے۔
 اپنے آپ کو صاف کریں اور یہ احرام سے خارج ہونے سے کنایہ ہے۔

2_ طواف بجالانے کیلئے آلودہ اور بے ہنگم سر اور بدن کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ ثم لیقضوا تفتہم

3_ تقصیر اور احرام سے خارج ہونے کے بعد نذر کی ادائیگی کا ضروری ہونا۔ و لیوفوا نذورہم

4_ تقصیر اور احرام سے خارج ہونے کے بعد طواف کا لازم ہونا۔ ثم لیقضوا تفتہم ... و لیطوفو

5_ تقصیر اور طواف کی ادائیگی کو قربانی کرنے کے بعد تک مؤخر کرنا جائز ہے۔ ثم لیقضوا تفتہم ... و لیطوفو
"ثم" کہ جو تراخی زمان کیلئے ہے۔ کا استعمال مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

6_ کعبہ کا اپنا ماضی اور تاریخ ہے۔ بالبیت العتیق "عتیق" ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ جو وقت، جگہ یا مرتبے کے لحاظ سے تقدم رکھتی ہو اسی وجہ سے قدیم کو بھی عتیق کہتے ہیں "بیت عتیق" یعنی وہ گھر جو اپنا ماضی اور تاریخ رکھتا ہے۔

7_ عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں میں امام صادق (ع) کے پاس آیا اور ان سے عرض کی آپ (ع) پر قربان جاؤں خدا تعالیٰ کے فرمان "ثم لیقضوا تفتہم ..." (سے مقصود) کیا ہے تو آپ (ع) نے فرمایا: (اس سے مقصود) مونچھیں کاٹنا، ناخن اتارنا وغیرہ ہے...^(۱)

8_ امیر المؤمنین (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے فرمان "ثم لیقضوا تفتہم و لیوفوا نذورہم و لیطوفوا بالبیت العتیق" کے بارے میں فرمایا "تفت" سے مراد رمی جمرات اور سر منڈ ہونا ہے اور "نذور" سے مراد وہ ہے کہ جس نے پیدل جانے کی نذر کی ہو اور طواف سے مراد طواف زیارت ہے...^(۲)
شاید مقصود یہ ہو کہ کسی نے منا سے مکہ پیدل جانے کی نذر کی ہو نہ اپنے وطن سے پیدل مکہ جانے کی کیونکہ اس صورت میں یہ آیت کے ظاہر کے ساتھ متناسب نہیں ہے۔

9_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے آپ (ع) نے خدا تعالیٰ کے فرمان "و لیطوفوا بالبیت العتیق" کے بارے میں فرمایا (اس سے مراد) طواف النساء ہے^(۳)

(1) کافی ج ۴ ص ۵۴۹ ح ۴۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۹۲ ح ۹۷۔

(2) دعائم الاسلام ج ۱ ص ۳۳۰۔ بحار الانوار ج ۹۶ ص ۳۱۲ ح ۳۹۔

(3) کافی ج ۴ ص ۵۱۳ ح ۲۔ تہذیب شیخ طوسی ج ۵ ص ۲۵۳ ح ۱۵۔

10_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ طوفان نوح کے روز خدا تعالیٰ نے پوری زمین کو غرق کر دیا سوائے بیت (اللہ) کے پس اس دن اسے "عتیق" کا نام دیا گیا کیونکہ اس دن یہ غرق ہونے سے آزاد ہوا^(۱)

11_ ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں میں نے مسجد الحرام میں امام صادق (ع) سے عرض کیا کیوں خدا تعالیٰ نے (بیت اللہ) کو عتیق کا نام دیا ہے، تو آپ (ع) نے فرمایا خدا تعالیٰ نے زمین پر کوئی گھر نہیں بنایا مگر یہ کہ اس کے مالک ہیں اور اس میں لوگ رہتے ہیں سوائے اس گھر کے کہ جس کا خدائے عزوجل کے علاوہ کوئی مالک نہیں ہے اور یہ (افراد کی ملکیت سے) آزاد ہے...^(۲)

احکام: ۲، ۳، ۴، ۵

حج: اسکے احکام ۳، ۵؛ اس میں تقصیر کو مؤخر کرنا ۵؛ اس میں طواف کو مؤخر کرنا ۵؛ اس میں تقصیر ۱، ۳، ۴، ۷؛ اس میں رمی جمرات ۸؛ اس میں منڈھوانا ۸؛ اس میں طواف ۸، ۹؛ اس میں قربانی ۱؛ اسکے اعمال ۱، ۳، ۴، ۷، ۸، ۹؛ اس میں نذر ۸؛ اسکے واجبات ۱، ۳؛ روایت ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱

طواف: اسکے آداب ۲؛ اسکے احکام ۳؛ طواف النساء ۹

کعبہ: اسکی تاریخ ۶، ۱۰؛ اس کا نام رکھنے کا فلسفہ ۱۰، ۱۱؛ اس کا قدیمی ہونا ۶؛ یہ طوفان نوح کے وقت ۱۰؛ اسکی مالکیت ۱۱
مسجد الحرام: اسکے آداب ۲؛ اس میں پاکیزگی ۲
نذر: اسکے احکام ۳؛ اسکی وفا ۳

(1) علل الشرائع ج ۲ ص ۳۹۹ ح ۵_ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۹۴ ح ۱۱۴_

(2) کافی ج ۴ ص ۱۸۹ ح ۵_ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۹۴ ح ۱۰۹_

آیت ۳۰

﴿ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ حَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾

یہ ایک حکم خدا ہے اور جو شخص بھی خدا کی محترم چیزوں کی تعظیم کرے گا وہ اس کے حق میں پیش پروردگار بہتری کا سبب ہوگی اور تمہارے لئے تمام جانور حلال کر دئے گئے ہیں علاوہ ان کے جن کے بارے میں تم سے بیان جائے گا لہذا تم ناپاک باتوں سے پرہیز کرتے رہو اور لغو اور مہمل باتوں سے اجتناب کرتے رہو (۳۰)

1_ حج اور اسکے اعمال، خدا تعالیٰ کے نزدیک بلند مقام و مرتبے کے حامل ہیں۔ و اذن فی الناس بالحج ... و لیطوفوا بالبيت العتیق ذلک "ذلک" ان تمام مطالب کی طرف اشارہ ہے کہ جو یہاں تک حج اور اسکے اعمال کے بارے میں بیان ہوئے ہیں اور یہاں پر "ذلک" کے استعمال سے غرض سابقہ اور بعد والے کلام کے درمیان فاصلہ کرنا اور ایک اہم مطلب سے دوسرے اہم مطلب کی طرف منتقل ہونا ہے ایسے موارد میں کلمہ "ہذا" کو استعمال کرتے ہیں جیسے "ہذا و ان للطاغین لشراب" (ص ۵۵۳۸) اس بنا پر "ذلک" کہ جو بعد کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے۔ کا استعمال ممکن ہے بارگاہ خداوندی میں حج اور اسکے اعمال کی اعلیٰ قدر و منزلت کو بیان کرنے کیلئے ہو۔

2_ حدود و احکام الہی کی تعظیم کرنے، انہیں معمولی نہ سمجھنے اور ان کے حریم سے تجاوز نہ کرنے کا ضروری ہونا۔
و من یعظم حرمت اللہ

("یعظم" کے مصدر) تعظیم کا معنی ہے بڑا سمجھنا "حرمت"، "حرمت" کی جمع ہے یعنی وہ چیز کہ جسکی ہتک کرنا ممنوع اور اسکی حفاظت کرنا واجب ہے "حرمت اللہ" یعنی وہ حدود و احکام کہ جو خدا کی طرف سے مشخص کئے گئے ہیں اور لوگوں کا فریضہ ہے کہ انکی رعایت کریں۔ یہ مذکورہ جملہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو نصیحت ہے کہ وہ حتماً حدود و احکام الہی کو بڑا سمجھیں اور ان کے حریم میں تجاوز کرنے سے سخت پرہیز کریں۔

3_ حدود و احکام الہی کی تعظیم، انہیں بڑا سمجھنا اور ان کے حریم کی رعایت کرنا اہل ایمان کیلئے خیر و سعادت اور خوشبختی کا سبب ہے۔ و من یعظم حرمت اللہ فہو خیر لہ عند ربہ "فہو خیر لہ" کی "ہو" خیر کا مرجع ("یعظم" کا مصدر) تعظیم ہے یعنی "فالتعظیم خیر لہ عند ربہ"

4_ خدا تعالیٰ کے احکام اور حدود، انسان کی سعادت اور بھلائی کیلئے ہیں۔ و من یعظم حرمت اللہ فہو خیر لہ عند ربہ

5_ قوانین اور احکام الہی کو معمولی سمجھنا اور ان کی حرمت شکنی انسان کی بدبختی اور شقاوت کا سبب ہے۔

و من یعظم حرمت اللہ فہو خیر لہ عند ربہ "تعظیم" کی ضد ہے پس جملے کا مفہوم یوں ہوگا "و من یحقر حرمت اللہ فہو شر لہ عند ربہ"

6_ خدا تعالیٰ، انسانوں کا پروردگار ہے۔ عند ربہ

7_ خدا تعالیٰ کی طرف سے سعادت بخش احکام و قوانین کا وضع کرنا اسکی ربوبیت اور پروردگار ہونے کا مقتضا ہے۔

و من یعظم حرمت اللہ فہو خیر لہ عند ربہ

8_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری حلال گوشت جانور ہیں۔ و أحلت لكم الأنعام "أنعام" ("نعم" کی جمع) دراصل اونٹ کے معنی میں ہے پس انعام یعنی اونٹ لیکن بعض اوقات "انعام" بول کر اس سے مجموعی طور پر اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری مراد لیتے ہیں مذکورہ جملے میں "انعام" دوسرے طریقے سے استعمال کیا گیا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ جملہ "أحلت لكم الأنعام"، "أحلت لكم أكل لحوم الأنعام" کی تقدیر میں ہے یعنی تمہارے لئے اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کا گوشت کھانا حلال ہے۔

9_ اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کے گوشت سے استفادہ کرنا حلال اور جائز ہے سوائے ان موارد کے کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام کیا ہے۔

10_ خدا تعالیٰ کی جانب سے کھانے کی حرام چیزوں کے بارے میں متعدد آیات کا نازل ہونا اور لوگوں کیلئے انہیں مکرر و طور پر بیان کرنا۔ و أحلت لكم الأنعام إلا ما يتلى عليكم بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ "یتلی" زمان مستقبل کیلئے ہے یعنی اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری جیسے چوپاؤں کا گوشت تمہارے لئے حلال ہے مگر وہ جسے مستقبل میں تمہارے لئے بیان کی جائیگا۔ لہذا کلمہ "یتلی" سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۳ "حرمت علیکم المیتة و الدم و لحم الخنزیر و..." کی طرف اشارہ ہے کہ جو مورد بحث آیت کے بعد نازل ہوئی ہے۔

اور بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ کلمہ "یتلی" مضارع استمراری ہے اور یہ ان آیات کی طرف اشارہ ہے کہ جو اس سے پہلے مکہ میں (آیت ۱۳۵ سورہ انعام اور آیت ۱۱۵ سورہ نحل) اور ہجرت کے چھ ماہ بعد مدینہ میں (آیت ۱۴۳ سورہ بقرہ) نازل ہوئی ہیں مذکورہ مطلب دوسرے نظریئے کے مطابق ہے۔

1 1_ اس جانور کے گوشت سے استفادہ کرنا حرام ہے کہ جسے غیر خدا کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا ہو۔ و أحلت لكم الأنعام إلا ما يتلى عليكم "إلا ما يتلى عليكم" میں کلمہ "ما" اگرچہ عام ہے اور ان تمام موارد کو شامل ہے کہ جو "محرمات اکل" کی آیات میں بیان ہوئے ہیں لیکن گزشتہ دو آیتوں میں جملہ "ویذکروا اسم الله... علی ما رزقهم من بهیمۃ الأنعام" نیز جملہ "فاجتنبوا الرجس من الاوثان..." (آیت کا ذیل) کی جملہ "أحلت لكم الأنعام إلا ما يتلى عليكم" پر تفریع کے قرینے سے کہا جاسکتا ہے کہ "ما" سے مراد فقط وہ موارد ہیں کہ جہاں جانور کو غیر خدا (بتوں) کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔

1 2_ زمانہ جاہلیت میں مراسم حج و قربانی کا شرک و بت پرستی کے مظاہر کے ساتھ آمیختہ ہونا۔
و أحلت لكم الانعام الا ما يتلى عليكم فاجتنبوا الرجس من الاوثان

1 3_ بت، رجس اور پلیدیگی کا مظہر ہے۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان

1 4_ بتوں سے اجتناب کا ضروری ہونا۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان "رجس" ہر بری اور پلید چیز کو کہا جاتا ہے "اوثان"، "وثن" کی جمع اور بتوں کے معنی میں ہے اور "من الاوثان" میں "من" بیانیہ ہے پس "فاجتنبوا الرجس من الاوثان" یعنی بتوں سے کہ جو برے اور پلید ہیں اجتناب کرو۔

1 5_ بت پرست، پلید لوگ ہیں۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان

1 6_ عصر بعثت کے مشرکین، متعدد بت رکھتے تھے۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان

1 7_ عصر جاہلیت کے مراسم حج میں مشرکانہ اور مخالف توحید نعروں کا وجود۔ واجتنبوا قول الزور

"زور" کا معنی ہے "قول باطل" اور "قول الزور" میں اضافت بیانیہ ہے یعنی باطل سخن اور یا وہ گوئی سے دوری اختیار کرو اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ آیت حج سے مربوط آیات میں سے ہے کہا جاسکتا ہے کہ "یا وہ گوئی" سے مراد وہ مشرکانہ نعروں ہیں کہ جو مشرکین مراسم حج میں اور شاید اپنے ان بتوں کے پاؤں میں۔ کہ جنہیں انہوں نے منی میں نصب کر رکھا تھا قربانی کو ذبح کرتے وقت لگاتے تھے۔

1 8_ جھوٹ بولنے اور سخن باطل سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

و اجتنبوا قول الزور

9_1 مراسم حج میں ہر قسم کے باطل کلام اور بیہودہ سخن سے پرہیز کرنا خدا تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو نصیحت۔
و اجتنبوا قول الزور

0_2 زید شحام کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "فاجتنبوا الرجس من الأوثان و اجتنبوا قول الزور" کے بارے میں پوچھا تو آپ (ع) نے فرمایا "الرجس من الأوثان" شطرنج اور "قول الزور" غنا ہے (۱)
1_2 رسول خدا (ص) نے ایک خطبے میں تین مرتبہ فرمایا اے لوگو زور کی (جھوٹی) گواہی خدا تعالیٰ کے ساتھ شرک کے مترادف ہے پھر آپ نے آیت "فاجتنبوا الرجس من الأوثان و اجتنبوا قول الزور" کی تلاوت فرمائی (۲)
2_2 عمرو بن عبید امام صادق (ع) کے پاس آئے... اور عرض کرنے لگے میں چاہتا ہوں گناہان کبیرہ کو کتاب اللہ سے پہچانوں تو آپ (ع) نے فرمایا... گناہان کبیرہ (میں سے) قول زور ہے (کیونکہ کتاب اللہ میں آیا ہے) و اجتنبوا قول الزور...

(۳)

احکام: ۸، ۹، ۱۱، ۱۹ / انکی تشریح ۷ اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱۶

انسان: اس کا پروردگار ۶

بت پرست لوگ: یہ جاہلیت میں ۱۲ / بت پرستی: انکی پلیدی ۱۵

بت: ان سے اجتناب کرنا ۱۳؛ انکی پلیدی ۱۳

شرعی ذمہ داری: اس پر عمل کے اثرات ۳

جاہلیت: اس میں دین دشمنی ۱۴؛ اسکی رسومات ۱۲، ۱۴

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۶

چوپائے: ان کے گوشت کی حلیت ۸

حج: یہ جاہلیت میں ۱۲، ۱۴؛ اسکی فضیلت ۱؛ اسکے اعمال ۱۹

(1) کافی ج ۶ ص ۴۳۵ ح ۲ و ۷۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۹۶ ح ۱۱۸ و ۱۱۹ / (2) الدر المنثور ج ۶ ص ۴۴۔ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۹۶ ص ۱۲۱۔

(3) مناقب علی ابن ابی طالب ج ۴ ص ۲۵۱۔ بحار الانوار ج ۴۷ ص ۲۱۶، ۲۱۷ ح ۴۔

حدود الہی: ان سے تجاوز کے اثرات ۵؛ انکی تحقیر کے اثرات ۵؛ انکی تعظیم کے اثرات ۳؛ ان سے تجاوز کرنے سے اجتناب ۲؛ انکی تعظیم کی اہمیت ۲

حلال چیزیں: ۸، ۹

خدا تعالیٰ: اسکی ربوبیت کے اثرات ۷؛ اسکی نصیحتیں ۱۹؛ اسکی ربوبیت ۶
کھانے کی چیزیں: ان کے احکام ۸، ۹، ۱۱؛ کھانے کی حرام چیزوں کی آیات کے نزول کا تکرار ۱۱، ۱۰؛ کھانے کی حلال چیزیں ۸ / خیر: اس کا پیش خیمہ ۳؛ اسکے عوائل ۳
جھوٹ: اس سے اجتناب کرنا ۱۸ / ذبیحہ: بسم اللہ کے بغیر ذبیحہ کی حرمت ۱۱

روایت ۲۰، ۲۱، ۲۲

سخن: باطل سخن سے اجتناب کرنا ۱۹
سعادت: اسکے عوائل ۳، ۳؛ اس کا سرچشمہ ۷
اونٹ: اسکے گوشت کی حلیت ۸، ۹
شرک: یہ جاہلیت میں ۱۲؛ اسکے موارد، ۲۱
شطرنج: اس سے نہی ۲۰
شقاوت: اسکے عوائل ۵ / عبث کام: اس سے اجتناب کرنا ۱۹
غنای: اس سے نہی ۲۰
قربانی: یہ جاہلیت میں ۱۲
گائے: اسکے گوشت کی حلیت ۸، ۹
گناہان کبیرہ ۲۲ / گواہی: جھوٹی گواہی کا گناہ ۲۱، ۲۲
بھیر بکری: اسکے گوشت کی حلیت ۸، ۹
مؤمنین: انکو نصیحت ۱۹ / محرمات ۱۱
مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کے بتوں کا متعدد ہونا ۱۶

آیت ۳۱

﴿حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾

اللہ کے لئے مخلص اور باطل سے کترا کر رہو اور کسی طرح کا شرک اختیار نہ کرو کہ جو کسی کو اس کا شریک بناتا ہے وہ گویا آسمان سے گر پڑتا ہے اور اسے پرندہ اچک لیتا ہے یا ہوا کسی دور دراز جگہ پر لے جا کر پھینک دیتی ہے (۳۱)

1_ خدا تعالیٰ ایسا پروردگار ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حنفاء للہ غیر مشرکین بہ "حنفائ" حنیف کی جمع اور "فاجتنبوا" کے فاعل کیلئے حال ہے ("حنیف" کے مصدر) "حنف" کا معنی ہے مائل ہونا اور "سہ" میں لام "الی" کے معنی میں ہے۔ یعنی "اجتنبوا التقرب من الاوثان حال كونكم مائلين منها الى الله" بتوں کے قریب جانے سے بچو اس حال میں کہ خلوص کے ساتھ ان سے خدا تعالیٰ کی طرف تمایل کرنے والے ہو بہر حال آیت کریمہ خدا تعالیٰ کی بلا شریک ربوبیت، اسکے غیر کی ربوبیت کی نفی، خدا کی پرستش کے لازم ہونے، اسکے غیر کی پرستش سے روگردانی کرنے، یکتا پرستی کی قدر و قیمت، موحدین کے بلند مقام، بت پرستی کے برا ہونے اور اسکے برے نتائج کو بیان کر رہی ہے۔

2_ غیر خدا سے روگردانی کرنے اور خدائے یکتا کی طرف مائل ہونے کا ضروری ہونا۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان ... حنفاء للہ

3_ غیر خدا کی پرستش سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ غیر مشرکین بہ

4_ خدا کے ساتھ شرک کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے کہ جو آسمان سے گرے اور شکاری پرندوں کا لقمہ بن جائے۔

و من يشرك بالله فكأَنَّمَا خر من السماء فتخطفه الطير

("خَرَّ" کے مصدر) "خَرَّ اور ضرور" کا معنی، سقوط اور نیچے گرنا ہے "خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ" یعنی آسمان سے نیچے گرا ("تخطف" کے مصدر) کا معنی ہے اچک لینا "خطفه الطير" یعنی پرندے نے انہیں اچک لیا۔ پس مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا جو بھی خدا کے ساتھ شرک کرے وہ اس طرح ہے گویا آسمان سے نیچے گرا اور شکاری پرندے نے اسے اچک لیا قابل ذکر ہے کہ آیت کریمہ میں معقول کی محسوس کے ساتھ تشبیہ ہے یعنی مشرک کو

کہ جو خداوند متعال سے روگردانی کر کے اور بتوں کے پاؤں پر گر کر در حقیقت انسانی کمالات کی بلندی سے گرتا ہے اور دام شیطان میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اس شخص کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جو آسمان سے گرے اور شکاری پرندوں کا لقمہ بن جائے۔

5۔ جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو آسمان سے نیچے گرے اور ہوا اسے کسی دور و دراز جگہ پر جا پھینکے۔ و من یشرك بالله ... او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق

جملہ "أو تھوی بہ الریح ... " کا "تخطفه الطیر" پر عطف ہے ("تھوی" کے مصدر "ھوی" کا معنی ہے نیچے گرنا اور جب یہ باء تعدیہ کے ساتھ متعدی ہو تو اس کا معنی ہوگا گرانا "ہوت بہ الریح" یعنی ہوانے سے نیچے گرا دیا ("سحیق" کے مصدر "سحق" کا معنی ہے دور ہونا "مکان سحیق" یعنی دور والی جگہ۔

پس مذکورہ جملہ در حقیقت یوں ہے "من یشرك بالله فکانما تھوی بہ الریح فی مکان سحیق" جو بھی خدا کے ساتھ شرک کرے گویا وہ آسمان سے گرا اور ہوانے سے کسی دور والی جگہ میں پھینک دیا۔ قابل ذکر ہے کہ مذکورہ جملہ میں مشرک کہ جو خدائے یکتا کی عبادت سے منہ موڑنے اور بتوں کے پاؤں پر گرنے اور انکی پرستش کرنے کی وجہ سے در حقیقت کمال ہدایت اور نور سے انتہائی گمراہی اور تاریکی میں جا گرتا ہے۔ کو اس شخص کے ساتھ تشبیہ دے گئی ہے کہ جو آسمان سے نیچے گرے اور ہوا اسے ایسی دور جگہ پر جا پھینکے کہ جہاں سے اس کے لئے نجات کی کوئی راہ نہ ہو۔

6۔ خدائے یکتا کے ساتھ شرک کرنا کمالات انسانی کے عروج سے نیچے گرنا، شیطان کی خوراک میں تبدیل ہونا اور اسکے جال میں پھنسنے۔ و من یشرك بالله فکانما خرمن السماء فتخطفه الطیر

7۔ کفر اور غیر خدا کی پرستش، ہدایت و نور کے عروج سے گمراہی و تاریکی کی گہرائیوں میں گرنا ہے۔ و من یشرك بالله ... أو تھوی بہ الریح فی مکان سحیق

8۔ خدائے یکتا کی پرستش کرنا اور اسکے غیر کی عبادت سے منہ موڑنا شیطان کے جال سے رہائی پانا اور کمالات کے عروج تک پہنچنا ہے۔ حنفاء لله غیر مشرکین بہ ... فتخطفه الطیر

9_ خدائے یکتا پر ایمان لانا اور اسکی مخلصانہ پرستش ہدایت و نور کے عروج تک پہنچنا ہے۔ حنفاء للہ غیر مشرکین بہ ...
فتخطفہ الطیر

10_ زرارہ کہتے ہیں میں نے امام باقر (ع) سے پوچھا کہ خدا تعالیٰ کے فرمان "حنفائللہ غیر مشرکین بہ" میں "حنیف" (سے کیا مراد ہے) تو آپ (ع) نے فرمایا وہی فطرت کہ جس پر خدا تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے خدا تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی معرفت پر پیدا کیا ہے^(۱)

انحطاط: اسکے عوادل ۶، ۷

ایمان: توحید پر ایمان کے اثرات ۹؛ خدا پر ایمان ۲

تکامل: اسکے عوادل ۳

توحید: توحید عبادی کے اثرات ۸؛ توحید ربوبی ۱

روایت ۱۰

شخصیت: اسکی آسیب شناسی ۷، ۸

شرک: اسکے اثرات ۶؛ شرک عبادی کے اثرات ۷؛ اس سے اجتناب کی اہمیت ۲

شیطان: اسکے جال ۶؛ اس سے نجات کے عوادل ۸

عبادت: اس میں اخلاق کے اثرات ۹؛ غیر خدا کی عبادت سے اجتناب کرنا ۳

فطرت: خدا شناسی کی فطرت ۱۰

قرآن: اسکی تشبیہات ۳، ۵

قرآن کی تشبیہات: آسمان سے نیچے گرنے والے کے ساتھ تشبیہ ۳، ۵؛ شکاری پرندوں کی خوراک کے ساتھ تشبیہ ۳؛ مشرکین

کو تشبیہ دینا ۳، ۵

کفر: اسکے اثرات ۷/ گمراہی: اسکے عوادل ۷/ مشرکین: ان کا دھوکہ کھانا ۶/ ہدایت: اسکے عوادل ۹

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱

﴿ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾

یہ ہمارا فیصلہ ہے اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یہ تعظیم اس کے دل سے تقویٰ کا نتیجہ ہوگی (۳۲)

1_ حدود و احکام الہی نیز مسئلہ توحید و یکتا پرستی کی خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی اہمیت اور اعلیٰ مقام ہے۔

و من يعظم حرمت الله ... أو تهوى به الريح في مكان سحيق... ذلك

"ذکر" حدود و احکام الہی کی تعظیم نیز مسئلہ توحید و یکتا پرستی کہ جن کا گذشتہ آیت میں تذکرہ ہو چکا ہے کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں پر "ذکر" کو لانے کا مقصد پہلی اور بعد والی کلام کے درمیان فاصلہ دینا اور ایک اہم مطلب سے دوسرے اہم مطلب کی طرف منتقل ہونا ہے۔ ایسے موارد میں کلمہ "ہذا" کو استعمال کیا جاتا ہے جیسے "ہذا وان للطاغین لشراب" (۵۵/۳۸) بنا براین "ذکر" کہ جو بعید کی طرف اشارے کیلئے ہے۔ کا استعمال ہو سکتا ہے توحید و یکتا پرستی کے بڑے مقام و مرتبے اور الہی حدود و احکام کی اہمیت کو بیان کرنے کیلئے ہو۔

2_ قربانی کے جانور (وہ جانور جنہیں حاجی قربانی کرنے کیلئے اپنے ہمراہ لاتے ہیں) شعائر الہی میں سے اور بارگاہ خداوندی

میں حرمت و تقدس کے حامل ہیں۔ و من يعظم شعائر الله

("يعظم" کے مصدر) تعظیم کا معنی ہے بڑا شمار کرنا "شعائر"، "شعیرہ" کی جمع ہے کہ جس کا معنی ہے علامت اور نشانی اور بعد والی آیت (لکم فیہا منافع الی اجل مسمى ثم محلها الی البیت العتیق) قرینہ ہے کہ "شعائر اللہ" سے مراد قربانی کے وہ جانور ہیں کہ جنہیں حاجی اپنے ہمراہ لاتے تھے یعنی "جو شخص قربانی کے جانوروں کی کہ جو خدا کے شعائر اور نشانیاں ہیں۔ عزت کرے اور انہیں بڑا شمار کرے... اس بنا پر مذکورہ آیت خدا تعالیٰ کی طرف سے سب اہل ایمان کو ایک نصیحت ہے۔ چاہے وہ قربانی کے جانوروں کے مالک ہوں یا مالک نہ ہوں۔ کہ وہ ان جانوروں کی نگہداشت اور حفاظت کی کوشش کریں اور ان کے سلسلے میں ہر قسم کی سہل انگاری سے اجتناب کریں۔

3_ قربانی کے جانوروں کی حرمت کی رعایت اور انکی

تعظیم کرنا (انکی حفاظت اور نگہداشت کی کوشش اور ان کے سلسلے میں سہل انگاری سے اجتناب کرنا) خدا تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو نصیحت۔ و من یعظم شعائر اللہ

4۔ ان جانوروں پر نشانی لگانا ضروری ہے کہ جنہیں مراسم حج میں قربانی کی غرض سے لایا جاتا ہے۔ و من یعظم شعائر اللہ قربانی کے جانوروں کو "شعائر" کا نام دینا ہو سکتا ہے ان کے مالکوں کو ایک نصیحت ہو کہ وہ اپنے جانوروں پر علامت لگائیں تاکہ سب کو پتا چلے کہ یہ خدا کے ساتھ مربوط ہیں۔

5۔ الہی اور دینی شعائر کی تعظیم اور انکی حرمت کی حفاظت خدا تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو ایک نصیحت۔ و من یعظم شعائر اللہ خدا تعالیٰ کی طرف سے قربانی کے جانوروں کی تعظیم کی نصیحت اس وجہ سے ہے کہ اس کے شعار اور نشانیاں ہیں لہذا مذکورہ آیت در حقیقت مؤمنین کو اس بات کی نصیحت ہے کہ وہ الہی اور دینی شعائر کو بڑا سمجھیں اور انہیں میں سے وہ جانور ہیں کہ جنہیں حاجی منی میں قربانی کرنے کیلئے ہمراہ لاتے ہیں۔

6۔ شعائر الہی کی تعظیم تقوا اور خدا خوفی کی علامت ہے۔ و من یعظم شعائر اللہ فإنھا من تقوی القلوب "فإنھا" میں "ہا" کا مرجع "شعائر" ہے پس "فإنھا" در حقیقت "فإن تعظیمھا" ہے "من" نشویہ اور "تقوا" کا معنی ہے خوف خدا یعنی شعائر الہی کی تعظیم تقوا اور خوف خدا سے نشأت پکڑتی ہے۔

7۔ دل، تقوا اور خوف خدا کا مرکز۔ فإنھا من تقوی القلوب

8۔ تقوا اور خوف خدا بارگاہ الہی میں قابل قدر عادت ہے۔ فإنھا من تقوی القلوب

9۔ قربانی کے جانوروں کی تعظیم اور انکی عزت کرنا تقوا اور خوف خدا کی علامت ہے۔ و من یعظم شعائر اللہ فإنھا من تقوی القلوب

10۔ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے (حرم میں شکار کے کفارہ کے بارے میں) فرمایا تحقیق شکار کا کفارہ اس حد تک بڑھتا ہے کہ اونٹ سے کم ہو پس جب اونٹ کو پہنچتا ہے تو اس میں اضافہ نہیں ہوتا کیونکہ اونٹ ایسی سب سے بڑی چیز ہے کہ جسکی قربانی ہو سکتی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے "و من یعظم شعائر اللہ" (۱)

اخلاق: اخلاقی فضائل ۸ تقوا: اسکی قدر و قیمت ۸؛ اس کی جگہ ۴؛ اسکی نشانیاں ۶، ۹

توحید: توحید عبادی کی اہمیت ۱

حج: اسکی قربانی کی تعظیم ۳، ۹؛ اسکی قربانی کا تقدس ۲؛ اسکی قربانی پر علامت لگانا ۳

حدود الہی: انکی اہمیت ۱

حرم: اس میں شکار کا کفارہ ۱۰

خدا تعالیٰ: اسکی نصیحتیں ۳، ۵

دل: اسکے فوائد ۷

دین: اسکی اہمیت ۱

روایت ۱۰

شعائر اللہ: انکی تعظیم ۶، ۱۰؛ انکی تعظیم کی نصیحت ۵؛ انکا تقدس ۲؛ ان سے مراد ۱۰

مؤمنین: انکو نصیحت ۳

آیت ۳۳

﴿لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾

تمارے لیے ان قربانی کے جانوروں میں ایک مقررہ مدت تک فائدے ہی فائدے ہیں اس کے بعد ان کی جگہ خانہ کعبہ کے پاس ہے۔ (۳۳)

1_ حاجی قربانی کے دن تک ان جانوروں سے استفادہ کر سکتے ہیں جنہیں وہ قربانی کیلئے ہمراہ لائے ہیں۔
لکم فیہا منافع إلی اجل مسمی

"فیہا" میں "ہائی" ضمیر کا مرجع "شعائر" ہے اور "منافع"، "منفعۃ" کی جمع اور اس کا معنی ہے فائدہ "إلی اجل مسمی" یعنی معین وقت تک مقصود یہ ہے کہ تم جو جانور حج میں قربانی کیلئے لائے ہو قربانی کے دن تک ان سے استفادہ کر سکتے ہو۔ (ان کے ذریعے سامان اٹھاؤ، ان پر سواری کرو اور ان کے دودھ سے استفادہ کرو)

2_ مراسم قربانی کا وقت معین ہے۔ لکم فیہا منافع إلی اجل مسمی

3_ عصر بعثت کے مشرکین کے خیال میں قربانی کے جانوروں سے استفادہ کا ممنوع ہونا۔ لکم فیہا منافع إلی أجل مسمی

قربانی کے جانوروں سے استفادہ کے جواز کی تصریح بتاتی ہے کہ آیت کے نزول سے پہلے عام نظریہ اسکے خلاف تھا۔

4_ قربانی کو کعبہ کی طرف ذبح یا نحر کرنے کا واجب ہونا۔ ثم محلها الى البيت العتيق

"محل" اسم مکان اور مصدر "حلول" سے مشتق ہے "حلول" کا معنی ہے نازل ہونا اور اترنا اور "حل بالمكان" یعنی فلان جگہ اتر آیا پس مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا "جہاں قربانی کے جانور اترتے ہیں وہ کعبہ کی جانب ہے، اور مقصود یہ ہے کہ قربانی کے جانور جب قربان گاہ میں پہنچیں اور وہاں نحر اور ذبح کیلئے آمادہ ہوں تو ضروری ہے کہ کعبہ کی جانب ہوں قابل ذکر ہے کہ قربانی کرنے کے طریقے کو ذکر کرنا اور یہ کہ جانوروں کو کعبہ کی جانب ذبح یا نحر کرنا ضروری ہے ممکن ہے اسلئے ہو کہ عصر بعثت کے مشرکین جانوروں کو ان بتوں کی جانب قربانی کرتے تھے جنہیں انہوں نے منی میں نصب کر رکھا تھا۔

5_ مقدس مقامات میں سے کعبہ کی تاریخ اور قدمت ہے۔ إلی البيت العتيق

"عتیق" ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ جو وقت، جگہ یا رتبے کے لحاظ سے قدمت رکھتا ہو اسی وجہ سے قدیم کو عتیق بھی کہتے ہیں پس "بیت عتیق" یعنی وہ گھر جو قدمت اور تاریخ رکھتا ہو۔

6_ مراسم حج میں کعبہ کا محور ہونا۔ و لیطوّفوا بالبیت العتيق ... ثم محلها الى البيت العتيق

احکام ۱، ۲، ۳

جاہلیت: اسکے مشرکین کی سوچ ۳

حج: اسکے احکام ۱، ۲؛ اسکی قربانی سے استفادہ کرنا ۱، ۳؛ اسکی قربانی کے ذبح کا وقت ۲

ذبح: اسکے احکام ۳؛ اس میں قبلہ ۳؛ اسکے واجبات ۳

کعبہ: اسکی تاریخ ۵؛ اس کی قدمت ۵؛ اس کا نقش و کردار ۶

مقدس مقامات: ۵

آیت ۳۳

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِنَّهُمْ إِلَى اللَّهِ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ﴾

اور ہم نے ہر قوم کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کر دیا ہے تاکہ جن جانوروں کا رزق ہم نے عطا کیا ہے ان پر نام خدا کا ذکر کریں پھر تمہارا خدا صرف خدائے واحد ہے تم اسی کے اطاعت گزار بنو اور ہمارے گڑگڑانے والے بندوں کو بشارت دیدو (۳۳)

1_ قربانی والا شرعی حکم تمام آسمانی ادیان کے مشترکہ احکام میں سے ہے۔ و لكل أمة جعلنا منسك "منسک" مصدر "نسک" سے مشتق ہے "نسک" یعنی خدا کے حضور قربانی کے ذریعے اپنی اطاعت اور انقیاد کا اظہار کرنا۔ اس بنا پر ہو سکتا ہے آیت میں "منسک" مصدر میمی ہو یعنی ہم نے گزشتہ امتوں میں سے ہر امت کیلئے عبادت قرار دی ہے کہ اپنے جانوروں کی قربانی کر کے ہمارا تقرب حاصل کریں اسی طرح ہو سکتا ہے یہ اسم مکان ہو یعنی ہم نے ہر امت کیلئے قربانی کرنے کیلئے ایک جگہ قرار دی ہے نیز اسم زمان ہو سکتا ہے یعنی ہم نے ہر امت کیلئے قربانی کی رسومات انجام دینے کا ایک وقت معین کیا ہے مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

2_ گزشتہ امتوں میں سے ہر امت کیلئے خدا تعالیٰ کی جانب سے معین کی گئی قربان گاہ تھی۔ و لكل أمة جعلنا منسك

3_ گزشتہ آسمانی ادیان میں سے ہر ایک میں قربانی کی رسومات کیلئے معین وقت تھا۔ و لكل أمة جعلنا منسك

4_ قربانی کو ذبح یا نحر کرتے وقت خدا کا نام لینا ضروری ہے۔ لیدکروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الأنعام

5_ جانور کو ذبح یا نحر کرتے وقت اللہ کا نام لینا امتوں کیلئے قربانی کی تشریع کا فلسفہ۔ و لكل أمة جعلنا منسكاً ليدذكروا

اسم الله ... الأنعام "اسم" کی "اللہ" کی طرف اضافت بیان یہ ہے پس "اسم اللہ" یعنی وہ اسم جو اللہ ہے اسی طرح ہو سکتا ہے یہ اضافت لامیہ ہو اس بنا پر "اسم اللہ" یعنی ہر وہ اسم جو خدا کا ہے پہلے احتمال کی بنیاد پر قربانی کے وقت "اللہ" کے علاوہ کسی اور نام کا ذکر کرنا کافی نہیں ہے مذکورہ مطلب دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

6_ اونٹ، گائے اور بھڑ بکری میں سے کسی بھی جانوروں کی قربان کا جائز ہونا۔ علی ما رزقہم من بھیمۃ الأنعام
 "انعام" (نعم کی جمع) اصل میں اونٹوں کے معنی میں ہے لیکن یہ کبھی اونٹ، گائے اور بھڑ بکری کے مجموع کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ تمام مفسرین کے نظریئے مطابق یہاں "انعام" سے اس کا دوسرا معنی (اونٹ، گائے اور بھڑ بکری کا مجموعہ) مراد ہے کہا جاسکتا ہے کہ "بھیمۃ" چارپائے کے معنی میں ہے اور اس کی "انعام" کی طرف اضافت، اضافت بیانہ ہے یعنی ایسا چارپایا کہ جو اونٹ، گائے یا بھڑ بکری ہو۔

7_ قربانی کے جانور کو ذبح یا نحر کرتے وقت، اللہ تعالیٰ کے ناموں (اللہ، رحمن...) میں سے کسی بھی نام کے لینے کا جائز ہونا۔ لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقہم من بھیمۃ الا نعام

ہو سکتا ہے "اسم" کی "اللہ" کی طرف اضافت، اضافت بیانہ ہو اس صورت میں "اسم اللہ" یعنی ہر وہ نام کہ جو خدا کے لئے ہے۔ پہلے احتمال کی بنا پر قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت "اللہ" کے علاوہ کسی اور نام کا لینا کافی نہ ہوگا گذشتہ مطلب دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

8_ اونٹ، گائے اور بھڑ بکری انسانوں کی روزی اور ان کیلئے خدا تعالیٰ کی عطائی۔ علی ما رزقہم من بھیمۃ الأنعام
 9_ قربانی کی رسومات، خدا کی عبادت اور اسکی نعمتوں کے مقابلے میں شکر ہے۔ جعلنا منسکاً... علی ما رزقہم من بھیمۃ الانعام

10_ تشریع کے تنہا ایک ہی منبع کی طرف توجہ خدا کی معبودیت کو قبول کرتے اور اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی نفی کا تقاضا کرتی ہے۔ و لكل امة جعلنا منسکاً... الھکم الہ واحد

"فالھکم" کی "فای" تفریع کیلئے ہے اور اس نکتے کو بیان کر رہی ہے کہ جو بھی قربانی کی رسومات میں غور کرے اور دیکھے کہ گذشتہ سب امتیں اس کے بارے میں مشترکہ طرز عمل رکھتی تھیں (سب کا فریضہ تھا کہ قربانی کو خدا کے نام کے ساتھ اور اس کے تقرب کی خاطر ذبح کریں) وہ اس نتیجے تک پہنچے گا کہ قربانی کی تشریع کا سرچشمہ تنہا خدا تعالیٰ ہے اور اگر دیگر خدا ہوتے تو حتمی طور پر دیگر صورتوں میں بھی اسکی تشریع ہوتی۔

11_ خدا تعالیٰ وہ واحد معبود جو لائق پرستش ہے۔ فالھکم الہ واحد

12_ خدا تعالیٰ کی الوہیت یکتا، اسکے مقابلے میں سر تسلیم خم کرنے اور اسکے غیر سے روگردانی کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔
فإلھکم إله واحد فله أسلمو

"لہ" کا متعلق "أسلموا" ہے اور اسے مقدم کرنا حصر کا فائدہ دیتا ہے یعنی صرف خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرو اور اسکے غیر کی اطاعت سے روگردان ہو جاؤ۔ اور "لہ أسلموا" کی جملہ "إلھکم إله واحد" پر صرف "فای" کے ذریعے تفریع اس معنی کو بیان کر رہی ہے کہ اس چیز کے پیش نظر کہ تم سب کا معبود صرف خدائے واحد ہے ضروری ہے کہ صرف اس سے حکم لو اور اسکے غیر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے پرہیز کرو۔

13_ خدائے یکتا پر اسخ ایمان، انسان کے دل و جان کیلئے راحت بخش ہے۔ فإلھکم إله واحد ... و بشرالمختبین
("مختبین" کا مصدر) "اجبات"، "خبت" سے مشتق ہے اور "خبت" کا معنی ہے وہ وسیع اور ہموار زمین کہ جس میں نشیب و فراز نہ ہو اس بنا پر "مختبت" اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس کا دل مطمئن اور پرسکون ہو اور اضطراب و تشویش سے دور ہو اور یہاں پر "مختبین" سے مراد وہ مؤمنین ہیں کہ جو خدا کی وحدانیت پر اطمینان رکھتے ہیں اور ہر قسم کے مشرکانہ توہمات سے مبرا ہیں۔

14_ مشرکانہ خیالات سے مبرا اور سچے مؤمنین کا مستقبل سعادت مند اور خوشبختی و شادمانی سے سرشار ہے۔
و بشر المختبین

15_ خدائے یکتا کی پرستش اور اسکے احکام کی بلاچون و چرا اطاعت سچے ایمان اور مشرکانہ خیالات سے مبرا ہونے کی علامات میں سے ہے۔ فإلھکم إله واحد فله أسلموا و بشر المختبین

16_ اعمال اور مناسک حج کو تمام حدود و احکام الہی کی رعایت کے ساتھ انجام دینا سچے ایمان کی نشانیوں میں سے ہے۔ و لكل أمة جعلنا منسكاً ... فإلھکم إله واحد فله أسلموا و بشر المختبین

سکون: اسکے عوالم ۱۳

احکام ۳، ۴، ۵ ان کا فلسفہ

آسمانی ادیان: ان کی تعلیمات ۱؛ ان کی ہم آہنگی ۱

اطاعت: خدا کی اطاعت کے اثرات ۱۵

گذشتہ امتیں: ان میں قربان گاہ ۲

انسان: اسکی روزی ۸

ایمان: خدا پر ایمان کے اثرات ۱۳; اسکی نشانیاں ۱۵، ۱۶

سر تسلیم خم ہونا: خدا کے سامنے سر تسلیم خم ہونے کے اثرات ۱۵; خدا کے سامنے سر تسلیم خم ہونے کا پیش خیمہ ۱۲

توحید: توحید ذاتی کے اثرات ۱۲; توحید عبادی کے اثرات ۱۵; توحید عبادی ۱۱

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱۱

حج: اسکے اثرات ۱۶; اسکے احکام ۶; اسکی قربانی میں اختیار ۶; اسکی قربانی کا اونٹ ۶; اسکی قربانی کی گائے ۶; اسکی قربانی کی

بھیڑ بکری ۶; اسکی قربانی کے ذبح کا وقت ۳

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۱۱; اس کا رازق ہونا ۸; اسکے معبود ہونے کا پیش خیمہ ۱۰; اسکے عطیے ۸

ذبح: اسکے احکام ۳، ۴; اس میں بسم اللہ ۳، ۵، ۷; اس میں خدا کے نام ۷

ذکر: توحید افعالی کا ذکر ۱۰

شرک: اس کا بطلان ۱۰

شکر: نعمت کا شکر ۹

عبادت: خدا کی عبادت ۹

قربانی: اسکے ذبح کی اہمیت ۹; اس کا فلسفہ ۵; یہ آسمانی ادیان میں ۱، ۳

مؤمنین: ان کا اچھا انجام ۱۳; ان کا سرور ۱۳; انکی سعادت ۱۳

معبودیت: اس کا معیار ۱۰

نحر: اس میں بسم اللہ ۳

نعمت: اونٹ کی نعمت ۸; گائے کی نعمت ۸; بھیڑ بکری کی نعمت ۸

آیت ۳۵

﴿الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمُ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾

جن کے سامنے ذکر خدا آتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور وہ جو مصیبت پر صبر کرنے والا اور نماز کے قائم کرنے والے ہیں اور ہم نے جو رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔ (۳۵)

1_ خدا تعالیٰ سے خشیت اور شدید خوف سچے ایمان کی نشانی ہے۔ و بشر المختبتين الذين إذا ذكر الله و جلّت قلوبهم "الذين" محل نصب میں اور "المختبتين" کی صفت ہے ("وجلّت" کے مصدر) "وجل" کا معنی ہے ڈرنا اور جیسا کہ پچھلی آیت میں کہا جا چکا ہے "محبّت" اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس کا دل مطمئن اور پرسکون ہو اور یہاں پر "مختبتين" سے مراد وہ مؤمنین ہیں کہ جو توحید میں اس مقام پر فائز ہیں کہ ان کا دل ہر قسم کے شرک کے شائبے سے دور ہے اور ان کا قلب مطمئن اور پرسکون ہے مذکورہ آیت ایسے سچے مؤمنین کی نشانیاں بیان کر رہی ہے۔

2_ خوف خدا، قرآن کی نظر میں ایک قابل قدر عادت ہے۔ الذين إذا ذكر الله وجلّت قلوبهم

3_ خدا تعالیٰ کی جانب سے ان دلوں کی تعریف کہ جن پر اس کا نام سن کر خوف اور خشیت طاری ہو جاتی ہے۔

الذين إذا ذكر الله وجلّت قلوبهم

4_ سچے مؤمنین، مصیبتوں اور زندگی کی مشکلات کے مقابلے میں صابر ہوتے ہیں۔ و بشر المختبتين ... و الصبرين على

ما أصابهم

5_ نماز قائم کرنے میں تسلسل اور اسے درست و کامل

طور پر انجام دینے کی پابندی کرنا سچے مؤمنین کی ایک اور نشانی اور صفت۔ و المقيمي الصلوة

("مقيمین" کے مصدر) "اقامة" کا معنی ہے درست اور کامل انجام دینا صفت "مقيمین" کا استعمال اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ نماز پڑھنا ایسی عادت ہے کہ جو مؤمنین سے جدا نہیں ہوتی اس بنا پر "المقيمي الصلوة" کا معنی یوں ہوگا وہ جو ہمیشہ نماز کو درست اور کامل طور پر انجام دیتے ہیں نہ اسے ترک کرتے ہیں اور نہ اسے درست اور مکمل انجام دینے میں کوتاہی کرتے ہیں۔

6۔ مال کا انفاق اور ضرورت مندوں کی دستگیری، سچے مؤمنین کی زندگی کے پروگراموں میں سے ہے۔ و بشر المخبئين ... و مما رزقناهم ينفقون فعل مضارع "ينفقون" کا استعمال اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ نیاز مندوں کی حاجت روائی اور ان پر مال خرچ کرنا سچے مؤمنین کا ایک یا چند دن کا کام نہیں ہے بلکہ یہ ایسا پروگرام ہے کہ یہ پوری زندگی میں اپنے آپ کو اس کا پابند سمجھتے ہیں۔

7۔ انفاق میں اعتدال اور میانہ روی کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ و مما رزقناهم ينفقون

"مما رزقناهم" میں "من" تبعیض کیلئے ہے یعنی اپنے مال کا ایک حصہ خرچ کرتے ہیں یہاں پر اس کا استعمال کہ جہاں سچے مؤمنین کے اوصاف بیان ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے نصیحت ہے کہ مبادا انفاق میں حد اعتدال سے تجاوز کرو اور اپنے آپ اور اپنے زیر کفالت افراد کو زحمت میں ڈال دو۔

8۔ مال و متاع خدا کی جانب سے رزق اور اس کی طرف سے انسان کیلئے عطا ہے۔ و مما رزقناهم

اخلاق: اخلاقی فضائل ۲ / انفاق: اسکے آداب ۷؛ اس میں اعتدال ۷

ایمان: اس کی نشانیاں ۱ / خوف: خوف خدا کے اثرات ۱؛ خوف خدا کی قدر و قیمت ۲

خدا تعالیٰ: اس کی عطا ۸؛ اس کی طرف سے تعریف ۳

خدا سے ڈرنے والے: ان کی تعریف ۳

سختی: اس میں صبر ۲

فقر: ان پر انفاق کرنا ۶

مال:

اس کا سرچشمہ ۸

مؤمنین: ان کا انفاق ۶; ان کا صبر ۳; ان کی صفات ۵، ۶; یہ سختی کے وقت ۳; ان کی نماز ۵
نماز: اسکی پابندی ۵

آیت ۳۶

﴿وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا حَيَرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

اور ہم نے قربانیوں کے اونٹ کو بھی اپنی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے اس میں تمہارے لیے خیر ہے لہذا اس پر کھڑے ہونے کی حالت ہی میں نام خدا کا ذکر کرو اور اس کے بعد جب اس کے تمام پہلو گر جائیں تو اس میں سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والے مانگنے والے سب غریبوں کو کھلاؤ کہ ہم نے انہیں تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم شکر گزار بندے بن جاؤ (۳۶)

1_ قربانی کے جانور مراسم حج کے دینی اور الہی شعائر میں سے ہیں۔ و البدن جعلناها لكم من شعائر الله
"بدن"، "بدنہ" کی جمع ہے اور لغت میں "بدنہ" موٹے اور بڑے اونٹ اور گائے کو کہا جاتا ہے ماضی میں جو لوگ مراسم حج میں شرکت کرنا چاہتے تھے وہ پہلے سے قربانی کے جانوروں کی خوب رسیدگی کرتے تاکہ وہ موٹے اور فربہ ہو جائیں اسی وجہ سے قربانی کے اونٹ اور گائے کو "بدنہ" کہا جاتا تھا۔ قابل ذکر ہے کہ "إذا وجبت جنوبها" قرینہ ہے کہ مذکورہ آیت میں "بدن" سے مراد فقط اونٹ ہیں یعنی جن اونٹوں کو قربانی کے طور پر ہمراہ لاتے ہو ہم نے انہیں تمہارے لئے دینی و الہی شعائر میں سے قرار دیا ہے۔

2_ حج میں قربانی کیلئے موٹے اور فربے اونٹوں کا انتخاب کرنا ضروری ہے۔ و البدن جعلناها لكم من شعائر الله
کلمہ "إبل" کہ جس کا معنی ہے ہر اونٹ۔ کی جگہ "بدن" کا استعمال کہ جس کا معنی ہے موٹے اور فربہ اونٹ۔ ہو سکتا ہے حجاج کیلئے ایک نصیحت ہو کہ وہ قربانی کیلئے موٹے اور فربہ اونٹوں کا انتخاب کریں۔

3_ دینی و الہی شعائر کی حفاظت اور تعظیم تمام مؤمنین کی ایک الہی ذمہ داری ہے۔ و البدن جلعتها لکم من شعائر اللہ خدا تعالیٰ کا یہ کلام "کہ ہم نے قربانی کے اونٹوں کو شعائر دینی کا حصہ قرار دیا ہے" در حقیقت نصیحت ہے کہ شعائر الہی کی حفاظت اور تعظیم کیلئے کوشاں رہیں۔

4_ حاجیوں کیلئے قربانی کے اونٹوں سے استفادہ کرنا (سامان اٹھانا، ان پر سواری کرنا اور ان کے دودھ سے استفادہ کرنا) جائز ہے۔ و البدن ... لکم فیہا خیر

آیت نمبر ۳۳ (لکم فیہا منافع الی اجل مسمی) کو مد نظر رکھتے ہوئے "لکم فیہا خیر" سے مراد یہ ہے کہ حاجی قربانی کے دن تک ان اونٹوں سے استفادہ کر سکتے ہیں کہ جنہیں وہ قربانی کیلئے ہمراہ لائے ہیں (ان پر سواری کریں، ان پر سامان لادیں یا ان کے دودھ سے تغذیہ کریں)

5_ ان اونٹوں پر علامت لگانے کا ضروری ہونا کہ جنہیں حاجی قربانی کیلئے ہمراہ لاتے ہیں۔ و البدن جلعتها لکم من شعائر اللہ خدا تعالیٰ کا یہ کلام "کہ ہم نے قربانی کے اونٹوں کو دینی شعائر اور نشانیوں میں سے قرار دیا" ہو سکتا ہے اس نصیحت پر مشتمل ہو کہ حاجیوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان اونٹوں کو دیگر اونٹوں سے ممتاز کرنے کیلئے ان پر علامت لگائیں

6_ قربانی کے اونٹوں کو نحر کرتے وقت، خدا کا نام لینا ضروری ہے۔ فاذکروا اسم اللہ علیہ

7_ اونٹ کو نحر کرتے وقت خدا تعالیٰ کے ناموں (اللہ، رحمان وغیرہ) میں سے ہر ایک کا ذکر کرنا جائز ہے۔ فاذکروا اسم اللہ علیہ "اسم اللہ" میں اضافت بیانیہ بھی ہو سکتی ہے اور لامیہ بھی پہلے احتمال کی بنیاد پر "اسم اللہ" کا معنی ہے وہ اسم جو "اللہ" ہے اور دوسرے احتمال کی بنیاد پر اس کا معنی بنے گا ہر وہ اسم جو خدا تعالیٰ کا ہے پہلے احتمال کی بنیاد پر جانور کو ذبح یا نحر کرتے وقت "اللہ" کے علاوہ کسی اور نام کا لینا کافی نہیں ہے بخلاف دوسرے احتمال کے۔ مذکورہ مطلب دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

8_ قربانی کے اونٹوں کو قطار میں کھڑا کرنے اور خدا کے نام کے ساتھ ایک ہی وقت میں انہیں نحر کرنے کا ضروری ہونا۔ فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف

"صواف"، "صافہ" کی جمع، "علیہا" کی ضمیر سے حال اور صف (ایک گروہ کو ایک دوسرے کے ساتھ ایک نظم کے ساتھ سیدھی قطار میں لانا) سے مشتق ہے یعنی اونٹوں پر (انہیں نحر کرتے وقت) اس حال میں خدا کا نام لوجب وہ ایک سیدھی قطار میں نظم کے ساتھ کھڑے ہوں۔

9_ قربانی کے اونٹوں کو نحر کرتے وقت ان کے ہاتھ پاؤں باندھنا ضروری ہے۔ فاذا ذكروا اسم الله عليها صواف
اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ مبادا وہ خنجر کی ضرب کی وجہ سے بھاگ جائے پہلے اسکے ہاتھ پاؤں کو اکٹھا کرتے ہیں پھر
ان کے ارد گرد رسی لپیٹ دیتے ہیں اور اسکے بعد اسے نحر کرتے ہیں۔ "صواف" کا یوں معنی کیا جاسکتا ہے انہیں اس
حال میں نحر کرو کہ ان کے ہاتھ پاؤں کو اکٹھا کر کے رسی کے ساتھ باندھ دو۔

10_ حاجیوں کیلئے قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے۔ فاذا وجبت جنوبها فكلوا منه

("وجبت" کے مصدر) وجوب کا معنی ہے گرنا "جنوب" نیز "جنب" کی جمع اور پہلو کے معنی میں ہے یعنی جب اونٹ گر
جائیں اور پہلو پر لوٹ پوٹ کرنے لگیں (جان دے دیں) اسکے گوشت سے کھاؤ اور ضرورت مندوں کو کھلاؤ۔ قابل ذکر ہے کہ
جاہلیت کے عربوں کا یہ خیال تھا کہ قربانی خداؤں کا مال ہے اور کسی کو اس سے استفادہ کرنے کا حق نہیں ہے خدا تعالیٰ
نے یہاں پر یاد دہانی کرائی ہے کہ یہ خیال غلط ہے اور مسلمان قربانی کو اس خیال سے کہ وہ شعائر الہی میں سے اور اس سے
کھانا ان شعائر کی ہتک حرمت ہے اسے اسکے حال پر نہ چھوڑ دیں بلکہ جو نہی قربانی جان دے دے اس کا ایک حصہ اپنے
لئے رکھ لو اور باقی ضرورت مندوں کو دے دو۔

11_ قربانی کا گوشت کھانے کی حرمت، عصر جاہلیت کے عربوں کا خیال۔ فاذا وجبت جنوبها فكلوا منه

12_ حج کے موقع پر قربانی کے گوشت سے نیاز مندوں کو اطعام کرنا ضروری ہے چاہے وہ خود درخواست کریں یا در
خواست کرنے سے گھبراتے ہوں۔ فكلوا منها و اطعموا القانع و المعتر "قانع" اسے کہا جاتا ہے جو مدد کی درخواست کرتا
ہے (سائل اور گدا) گراور "معتر" یعنی وہ نیاز مند جو مدد چاہتا ہو لیکن سوال کرنے سے گھبراتا ہو پس مذکورہ جملے کا معنی یوں
ہوگا قربانی کا کچھ حصہ خود کھاؤ اور باقی نیاز مندوں کو کھلا دو چاہے وہ اپنی ضرورت کو زبان پر لائیں یا نہ۔

13_ اس بات کی ممنوعیت کہ قربانی کے گوشت سے حاجی صرف خود استفادہ کریں اور دوسروں کو اس سے اطعام نہ
کریں فكلوا منه کلمہ "من" کو مد نظر رکھتے ہوئے مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا اس کا ایک حصہ کھاؤ (نہ سب)۔

14_ انسان کیلئے اونٹ کا مسخر ہونا خدا کی نعمتوں میں سے ہے۔ كذلك سخرناها لكم

15_ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ كذلك سخرناها لكم لعلكم تشكرون

16_ خدا تعالیٰ کی نعمتیں، شکر کے لائق ہیں۔

و البدن ... سخرها لكم لعلكم تشكرون

7_ بارگاہ خداوندی میں شکر کرنا قربانی کی تشریح کا فلسفہ_ و البدن جعلنها لكم من شعائر الله ... لعلكم تشكرون

8_ خدا تعالیٰ کے فرمان ... " و اطعموا القانع و المعتر " کے بارے میں امام صادق (ع) سے منقول ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا "قانع" وہ شخص ہے کہ تو اسے جو کچھ دے وہ اس پر راضی ہو جاتا ہے اور اس پر ناراضگی اور ترش روی نہیں کرتا اور "معتر" وہ گزرنے والا ہے کہ جو تیرے پاس سے گزرتا ہے تاکہ تو اسے اطعام کرے^(۱)

احکام: ۲، ۳، ۵، ۶، ۸، ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۳

ان کا فلسفہ ۱۷

جاہلیت: اسکی رسومات ۱۱؛ اسکی محرمات ۱۱

حج: اسکی احکام ۲، ۳، ۵، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۳؛ اسکی قربانی سے استفادہ کرنا ۳؛ اسکی قربانی سے اطعام ۱۲، ۱۸؛ اسکی قربانی کے ذریعے بوجھ اٹھانا ۳؛ اسکی قربانی سے کھانا ۱۰، ۱۳؛ اسکی قربانی پر سواری کرنا ۳؛ اسکی قربانی کا اونٹ ۱، ۲، ۵، ۳؛ اسکی قربانی کا دودھ ۳؛ اسکی قربانی ۸، ۹؛ اسکی قربانی پر علامت لگانا ۵

خدا: اسکی نعمتیں ۱۳ ذبح: اسکی احکام ۶، ۷

روایت ۱۸ اونٹ: اسے نحر کرنے کے آداب ۸، ۹؛ اسے نحر کرنا ۶، ۷؛ قربانی کے اونٹ کو نحر کرنا ۸، ۹

شعائر اللہ: ۱ انکی تعظیم ۳

شکر: اسکی اہمیت ۱۷؛ نعمت کے شکر کی اہمیت ۱۵؛ نعمت کا شکر ۱۶

فقرا: ان کی حاجت روائی کی اہمیت ۱۲

قربانی: اس کا فلسفہ ۱۷؛ جاہلیت میں اس کا گوشت ۱۱

مؤمنین: انکی ذمہ داری ۳ نحر: اس میں بسم اللہ ۶، ۷؛ اس میں خدا کے نام ۷

نعمت: اونٹ کے مسخر ہونے والی نعمت ۱۲، ۱۶

واجبات: ۶

(۱) کافی ج ۴ ص ۴۹۹ ح ۲_ نور الثقلین ج ۳ ص ۴۹۸ ح ۱۳۴

آیت ۳۷

﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومَهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ﴾

خدا تک ان جانوروں کا گوشت جانے والا ہے اور نہ خون اس کی بارگاہ میں صرف تمہارا تقویٰ جاتا ہے اور اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارا تابع بنا دیا ہے کہ خدا کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی کبریائی کا اعلان کرو اور نیک عمل والوں کو بشارت دیدو (۳۷)

1_ افراد کی نیت اور ہدف، خدا کے نزدیک ان کے اعمال کی قدر و قیمت کا معیار۔ لن ینال اللہ لحومہا ... و لكن ینالہ التقویٰ منکم "لحومہا" اور "دماہا" کی ضمیروں کا مرجع "بدن" ہے کہ جس کا معنی ہے بڑے اور فربہ اونٹ اس بنا پر "لن ینال اللہ لحومہا ... التقویٰ منکم" کا معنی یہ ہوگا "ہرگز قربانی کئے گئے اونٹوں کے گوشت اور خون، خدا تک نہیں پہنچیں گے بلکہ وہ تمہارا تقوا اور خوف خدا ہے جو خدا تک پہنچتا ہے" ایسا لگتا ہے کہ مذکورہ آیت سبب مؤمنین کو خبردار کر رہی ہے کہ وہ متوجہ رہیں کہ وہ واحد چیز جو ان کے لئے تقرب الہی کا موجب اور اس بات کا سبب ہے کہ خدا ان سے راضی ہو جائے اور ان سے قبول کر لے وہ تقوا اور خوف خدا ہے نہ ظاہر اعمال اگرچہ وہ بڑے اور زیادہ ہوں کیونکہ کبھی بھی فرشتے ظاہر اعمال کی رپورٹ نہیں بھیجتے بلکہ جس چیز کی وہ رپورٹ بھیجتے ہیں وہ عمل کے باطن سے مربوط ہے۔

2_ انسان کے اعمال کا ظاہری پیکر اگرچہ بہت اچھا اور شائستہ ہو۔ اسکے صاحب کی نیت اور ہدف کو مد نظر رکھے بغیر ذرہ برابر قیمت نہیں رکھتا۔ لن ینال اللہ لحومہا ... و لكن ینالہ التقویٰ منکم

3_ تقوا اور خوف خدا، بارگاہ خداوندی میں اعمال کی قدر و قیمت کا معیار۔ لن ینال اللہ ... و لكن ینالہ التقویٰ منکم

4_ خدا تعالیٰ قربانی والے عمل کو اس صورت میں قبول فرماتا ہے جب وہ تقوا اور خوف خدا سے نشأت پکڑے۔

لن ینال اللہ لحومہا ... و لكن ینالہ التقویٰ منکم

5_ حج کے موقع پر قربانی کی رسومات، خدا تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے یاد کرنے کا زمانہ۔ کذلک سخرھا لکم لتکبروا اللہ "سخرھا" کی "ھا" ضمیر کا مرجع "بدن" (قربانی کے اونٹ) ہے اور ("تکبرون" کے مصدر) تکبر کا معنی ہے خدا کو بڑائی کے ساتھ یاد کرنا پس مذکورہ جملے کا معنی یوں بنے گا "ہم نے ان بڑے اور عظیم الجثہ اونٹوں کو تمہارے لئے مسخر کیا (تم آسانی سے ان کے گلے میں خنجر گھونپ سکتے ہو بغیر اسکے کہ تمہیں ذرا سا بھی نقصان پہنچے) یہ اس لئے ہے کہ تم اس عظیم نعمت (قربانی والی عبادت کو انجام دینے کی توفیق) کے بدلے خدا کو بڑائی کے ساتھ یاد کرو اور ایک آواز ہو کر بولو "اللہ اکبر علی ما ہدانا"

6_ قربانی کے مراسم میں "اللہ اکبر علی ما ہدانا" کے نعرے کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں شکر کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ کذلک سخرھا لکم لتکبروا اللہ علی ما ہداکم

7_ خدا تعالیٰ، اہل ایمان کا ہادی اور رہنما ہے۔ کذلک سخرھا لکم ... علی ما ہدیکم

8_ حج اور اسکے اعمال خدا تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کا واضح جلوہ ہیں۔ کذلک سخرھا لکم لتکبروا اللہ علی ما ہدیکم

9_ ہدایت سب سے برتر نعمت الہی اور خدا کی عظمت و کبریائی کا جلوہ ہے۔ لتکبروا اللہ علی ما ہدیکم

10_ بارگاہ خداوندی میں شکر ادا کرنا اور اسکی عظمت و کبریائی کو یاد کرنا نیک اور خدا کے مورد نصیحت لوگوں کے کاموں میں سے ہے۔ لتکبروا اللہ ... و بشر المحسنین

11_ جو لوگ ہدایت والی نعمت کا پاس کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں شکر ادا کرتے ہیں اور اسے بڑائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں وہ محسنین اور نیکو کاروں میں سے ہیں۔ و بشر المحسنین

12_ محسنین (نیکو کار لوگ) کا مستقبل درخشاں اور خوشی و شادمانی سے سرشار ہے۔ کذلک سخرھا لکم ... و بشر المحسنین

13_ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے پوچھا قربانی کرنے کی علت کیا ہے؟ تو آپ (ع) نے فرمایا خون کا پہلا قطرہ جو قربانی سے گرتا ہے اس سے قربانی کرنے والے کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ اس سے پتا چلتا ہے کہ کون ان دیکھے خدا کی پروا کرتا ہے۔

(اور اسکے حکم پر عمل کرتا ہے) خدا تعالیٰ فرماتا ہے "لن ینال الله لحومها ولا دمائها و لكن یناله التقوی منکم" (۱)

14_ امام صادق (ع) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا ("و لتکبروا الله علی ما هداکم" سے مقصود) ایام تشریق میں تکبیر ہے کہ جو قربانی کے دن نماز ظہر سے شروع ہوتی ہے ایام تشریق کے آخری دن کی نماز عصر تک اور یہ اس صورت میں ہے جب تو منیٰ میں ٹھہرے لیکن اگر تو منیٰ سے نکل جائے تو تکبیر ضروری نہیں ہے اور تکبیر یہ ہے کہ تو کہے "الله اکبر الله اکبر..." (۲)

احکام: ان کا فلسفہ ۱۳

ایام تشریق: ان میں تکبیر ۱۳

تقوا: اسکے اثرات ۳، ۳

حج: اسکے اثرات ۸؛ اسکی قربانی کی اہمیت ۵

خدا تعالیٰ: اسکی نصیحتیں ۱۰؛ اسکی عظمت کی نشانیاں ۹؛ اسکی ہدایات کی نشانیاں ۸؛ اسکی نعمتیں ۹؛ اس کا ہادی ہونا ۷
ذکر: ذکر خدا کی نصیحت ۱۰؛ عظمت خدا کا ذکر کرنا ۵

روایت ۱۳، ۱۳

شکر: اسکی نصیحت ۱۰؛ یہ قربانی کے وقت ۶

عمل: اسکی قدر و قیمت کا معیار ۱، ۲، ۳؛ پسندیدہ عمل ۱۰؛ اس میں نیت ۱، ۲

قربانی: اسکے آداب ۶؛ اسکے وقت تکبیر ۶؛ اسکی قبولیت کے عوامل ۳؛ اس کا فلسفہ ۱۳

مؤمنین: انکی ہدایت ۷ محسنین: انکا اچھا انجام ۱۲؛ انکی خوشی ۱۲؛ انکی سعادت ۱۲؛ انکی شکرگزاری ۱

ہدایت یافتہ لوگ: ان کی شکرگزاری ۱۱

نعمت: ہدایت والی نعمت ۹، ۱۱

نیت: اسکے اثرات ۱، ۲

(1) علل الشرائع ص ۴۳۷ ب ۱۷۸ ح ۲_ نور الثقلین ج ۳ ص ۵۰۰ ح ۱۴۸_

(2) کافی ج ۴ ص ۷۱۵ ح ۴_

آیت ۳۸

﴿إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ﴾

بیشک اللہ صاحبان ایمان کی طرف سے دفاع کرتا ہے اور یقیناً اللہ خیانت کرنے والے کافروں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ہے (۳۸)

- 1_ مؤمنین مسلسل خدا تعالیٰ کی حمایت اور تائید سے بہرہ مند ہیں۔ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ ءَامَنُوا ("یدفع" کے مصدر) "دفاع" کا معنی ہے حمایت کرنا اور دشمن کے شر کو دور کرنا یعنی خدا تعالیٰ بلا شک مؤمنین کی حمایت اور تائید کرتا ہے اور ان سے دشمنان دین کے شر کو دور کرتا ہے۔
- 2_ خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤمنین سے شک و تردید کو دور کرنا اور دین کی کامیابی کی نسبت ان میں اطمینان پیدا کرنا۔ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ ءَامَنُوا جملہ "یدفع عن الذين آمنوا" کی "ان" کے ذریعے تاکید مذکورہ مطلب کو بیان کر رہی ہے۔
- 3_ ایمان، خدا تعالیٰ کی حمایت و نصرت سے بہرہ مند ہونے کی شرط۔ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ ءَامَنُوا
- 4_ دین الہی لوگوں کے پاس خدا کی امانت ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ ءَامَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ
- 5_ دین خدا کے ساتھ دشمنی اسکی امانت میں خیانت اور اسکی ہدایت والی نعمت کی ناشکری ہے۔
إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ ... إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ
- 6_ خیانتکار ناشکرے لوگ خدا تعالیٰ کی حمایت و محبت سے محروم ہیں۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ
- 7_ امانت کی حفاظت اور نعمت کا شکر ادا کرنا محبت الہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ

8_ اہل ایمان کے ساتھ دشمنی رکھنے والے خیانتکار اور ناشکرے لوگ ہیں۔ إِنَّ اللَّهَ يَدْفَعُ ... إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ

9_ عصر بعثت کے حق دشمن مشرکین خیانتکار اور ناشکرے لوگ ہیں۔ إِنَّ اللَّهَ يَدْفَعُ عَنِ الَّذِينَ ءَامَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۹

امانت: اس میں خیانت ۵

امانتداری: اسکے اثرات ۷

ایمان: اسکے اثرات ۳

خدا کی حمایت: اس سے محروم لوگ ۶؛ یہ جنکے شامل حال ہے ۱

خیانتکار لوگ: انکی ناشکری ۶؛ انکی محرومیت ۶

خدا تعالیٰ: اسکے افعال ۲؛ اسکی امانتیں ۳، ۵؛ اسکی محبت کا پیش خیمہ ۷؛ اسکی حمایت کی شرائط ۳

دین: اسکے ساتھ دشمنی کے اثرات ۵؛ اس کا کردار ۳

شکر: شکر نعمت کے اثرات ۷

کفران: کفران نعمت ۵

مؤمنین: انکی کامیابی ۲؛ انکا حامی ۱؛ ان کے دشمنوں کی خیانت ۸؛ ان کے دشمنوں کا کفران ۸؛ ان کے اطمینان کا سرچشمہ

۲؛ ان کے شک کے دور کرنے کا سرچشمہ ۲

محبت خدا: اس سے محروم لوگ ۶

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی خیانت ۹؛ صدر اسلام کے مشرکین کا کفران ۹

نعمت: ہدایت والی نعمت ۵

آیت ۳۹

﴿إِذْ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بَأْتَهُمْ ظُلُمًا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾

جن لوگوں سے مسلسل جن کی جارہی ہے انہیں ان کی مظلومیت کی بنا پر جہاد کی اجازت دیدی گئی ہے اور یقیناً ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے (۳۹)

1_ حملہ آور دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کا جواز اذن للذین یقتلون با نھم ظلمو

"اذن" فعل مجہول اور اس کا نائب فاعل محذوف ہے "اذن فی القتال" اور "الذین یقتلون" یعنی جن پر حملہ کیا جائے اور "با نھم ظلموا" میں "بائی" سببیہ ہے یعنی اس وجہ سے کہ وہ مظلوم واقع ہوئے ہیں لہذا مذکورہ جملے کا معنی یوں بنے گا "جن لوگوں پر حملہ کیا جائے اس وجہ سے کہ وہ مظلوم واقع ہوئے ہیں انہیں جنگ کی اجازت دی گئی ہے۔"

2_ بغیر وجہ کے انسانوں پر حملہ کرنا اور ان کا خون بہانا ظلم ہے۔ اذن للذین یقتلون با نھم ظلمو

3_ حملہ آور ظالم دشمن کے ساتھ برسرِ پیکار ہونا مظلوموں کا جائز حق ہے۔ اذن للذین یقتلون با نھم ظلمو

4_ صدر اسلام کے مسلمان، کافر دشمنوں کے پے درپے اور مسلسل ظلم و ستم کی زد میں۔ اذن للذین یقتلون با نھم ظلمو

فعل مضارع "یقتلون" کا استعمال بتاتا ہے کہ صدر اسلام کے مسلمان مسلسل اور پے درپے حملوں اور تجاوز کا شکار رہتے۔

5_ دشمن کے حملوں اور تجاوز کا دفاع کرنے کی خاطر خدا تعالیٰ کی طرف سے صدر اسلام کے مسلمانوں کیلئے جنگ کی

اجازت کا صادر ہونا۔ اذن للذین یقتلون با نھم ظلمو

6_ خدا تعالیٰ کی طرف سے کفر کے محاذ کے خلاف برسرِ پیکار ہونے میں صدر اسلام کے مسلمانوں کے ساتھ ان کی حمایت

اور مدد کا وعدہ۔

۱ ذن للذین یقتلون ... إن الله علی نصرهم لقدير

7_ خدا تعالیٰ مظلوم اور حملوں کا شکار مؤمنین کی حمایت اور نصرت پر قادر ہے۔ و إن الله علی نصرهم لقدير

احکام: ۱

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳

بے گناہ لوگ: ان کے قتل کا ظلم ۳

جہاد: اسکے احکام ۱؛ یہ ظالموں کے ساتھ ۳؛ دفاعی جہاد، ۱، ۳؛ دفاعی جہاد کا فلسفہ ۵

حقوق: حق دفاع ۳؛ جائز حق ۳

خدا تعالیٰ: اس کا اذن ۵؛ اسکی قدرت ۴؛ اسکی نصرت ۴؛ اسکے وعدے ۶

خود: خود کا دفاع ۳

کفار: صدر اسلام کے کفار کا ظلم ۳

مؤمنین: انکی نصرت ۴

مسلمان: صدر اسلام کے مسلمانوں کو اذن ۵؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کا دفاعی جہاد ۵؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی

حمایت ۶؛ صدر اسلام کے مسلمانوں پر ظلم ۳؛ صدر اسلام کے مسلمانوں کی نصرت ۶

مظلوم: ان کے حقوق ۳؛ انکی نصرت ۳

آیت ۳۰

﴿الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَفُتِنَتِ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذَكَّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بلا کسی حق کے نکال دئے گئے ہیں علاوہ اس کے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر خدا بعض لوگوں کو بعض کے ذریعے نہ روکتا ہوتا تو تمام گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں سب منہدم کر دی جاتیں اور اللہ اپنے مددگاروں کی یقیناً مدد کرے گا کہ وہ یقیناً صاحب قوت بھی اور صاحب عزت بھی ہے (۳۰)

1_ صدر اسلام کے مسلمانوں کو فقط ان کے عقیدہ توحید کی وجہ سے انکی جائے پیدائش (مکہ) سے ظلم کے ساتھ نکال باہر کرنا۔ بائھم ظلموا ... الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق "الذین اخرجوا"، "الذین یقاتلون" سے بدل اور درحقیقت یوں ہے "ذن القتال للذین اخرجوا ... "ویار"، "دار" کی جمع یعنی گھر اور وہ جگہ جہاں انسان رہتا ہے لہذا مذکورہ جملے کا معنی یوں بنے گا جن لوگوں کو ناحق ان کے گھروں سے نکالا گیا ہے انہیں جنگ کی اجازت دے گئی ہے۔

2_ لوگوں کو ناجائز طور پر ان کے وطن اور سرزمین سے نکالنا واضح ترین مظالم میں سے ہے۔ بائھم ظلموا ... الذین اخرجوا من دیارھم صدر اسلام کے مسلمانوں کی سب اذیتوں اور تکلیفوں میں سے فقط ان کی در بدری کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

3_ گھروں سے نکال باہر کئے گئے لوگوں کا ان ظالموں کے خلاف جنگ کرنا اور برسرِ پیکار ہونا کہ جنہوں نے انہیں ایمان اور خدا پرستی کے جرم میں ان کے گھروں سے نکال دیا ہے ایسا مشروع حق ہے جو خدا نے انہیں دیا ہے۔

اٰذَنَ لِلَّذِيْنَ يَقَاتِلُوْنَ ... الَّذِيْنَ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

4_ وطن اور اپنی جائے پیدائش میں رہائش رکھنا انسان کا جائز حق ہے۔ الَّذِيْنَ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَغِيْرَ حَقِّ

5_ مسلمانوں کے مکہ سے اخراج اور مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد حکم جہاد کی تشریع۔ اٰذَنَ لِلَّذِيْنَ يَقَاتِلُوْنَ ... الَّذِيْنَ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَغِيْرَ حَقِّ

6_ ربوبیت خدا کا عقیدہ، عصر بعثت کے کفار و مشرکین کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اور ان پر حملہ آور ہونے کی اصلی وجہ۔ اِلَّا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ

7_ صدر اسلام کے مسلمانوں کی فعالیت، ثقافتی اور تبلیغی مسائل تک محدود تھی۔ اِلَّا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ

8_ خدا، انسانوں کا پروردگار ہے۔ رَبَّنَا اللّٰهُ

9_ سرزمین مکہ پر شدید گھٹن کی حکمرانی الَّذِيْنَ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ ... اِلَّا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ

مسلمانوں کے توحید والے عقائد کے مقابلے میں مشرکین مکہ نے انہیں شہر بدر کر دیا۔ اس سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

10_ دینی مراکز اور معابد (صومعہ، کلیسا، یہودیوں کا معبد اور مسجد) کی حفاظت اور نگہداری جہاد اور دفاع کا فلسفہ۔ و لو لَا دَفَعَ اللّٰهُ ... لَهْدَمْتَ صَوَامِعَ وَبِيْعَ ... وَ مَسْجِدَ "صَوَامِعَ"، "صَوْمَعَه" کی جمع "بیع"، "بیعہ" کی جمع اور "صلوات"، "صلوة" یا "صلوة" کی جمع ہے "صومعہ"، "دیر" کا مترادف اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں راہب ریاضت کرتے ہیں "بیعہ" عیسائیوں کے کلیسا کو کہتے ہیں اور "صلوة" یعنی یہودیوں کا معبد یعنی اگر خدا تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعے نہ روکتا تو صومعہ، کلیسا، یہودیوں کے معبد اور مساجد کہ جن میں خدا تعالیٰ کا بہت ذکر ہوتا ہے برباد ہو جاتیں۔

11_ خدا تعالیٰ دینی اور الہی مراکز کا حامی اور مدافع ہے۔ و لو لَا دَفَعَ اللّٰهُ ... لَهْدَمْتَ صَوَامِعَ ... وَ مَسَاجِدَ

12_ اگر خدا تعالیٰ حکم جہاد کی تشریع نہ کرتا تو کافروں اور دین دشمنوں کے ہاتھوں تمام دینی مراکز اور معابد تباہ و برباد اور

منہدم ہو جاتے۔ و لو لَا دَفَعَ اللّٰهُ النَّاسَ بَعْضُهُمْ بَعْضَ ... وَ مَسَاجِدَ

3_1 دفاع اور لوگوں کے جہادوں کے ذریعے، شریعت اور دینداری کی حفاظت میں الہی سنت و لو لا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض ... و مساجد

4_1 قدرتی اور انسانی عوامل ارادہ الہی کی تجلی گاہ ہیں۔ و لو لا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض

5_1 دفاع، تمام آسمانی شریعتوں میں جائز حق۔ و لو لا دفع اللہ ... لہدمت صوامع ... و مساجد

6_1 عبادت خانے معاشروں میں شریعت کے وجود کے مظہر ہیں اور یہ طول تاریخ میں باطل کے حملوں کا شکار رہے ہیں۔ و لو لا دفع اللہ ... لہدمت صوامع ... و مساجد

7_1 راہبوں، عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں اور مساجد کے احترام کی حفاظت اور انہیں منہدم اور برباد ہونے سے بچانا ضروری ہے۔ و لو لا دفع اللہ ... لہدمت صوامع و بیع و صلوت و مساجد

8_1 یاد خدا دینی عبادت گاہوں کے تقدس اور عزت و احترام کی بنیاد ہے۔ لہدمت صوامع ... و مساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیر

9_1 جن مقامات اور جگہوں پر یاد خدا زیادہ ہوتی ہے وہ تقدس کے حامل اور لائق احترام ہیں۔ صوامع ... و مساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیر

0_2 خدا کی یاد اور اس کا ذکر خدا تعالیٰ کی طرف سے دین داروں کو نصیحت۔ یذکر فیہا اسم اللہ کثیر

1_2 یاد خدا اور اس کا ذکر ادیان الہی کی روح اور ان سب کے درمیان مشترکہ فریضہ ہے۔ صوامع ... مساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیر

2_2 دشمنوں کے حملوں کے مقابلے میں عبادت گاہوں، دینی مراکز اور شعائر الہی کا دفاع ضروری ہے۔ و لو لا دفع اللہ ... صوامع و بیع ... و مساجد

3_2 خدا تعالیٰ کی طرف سے دین کے مددگاروں کی قطعی حمایت۔ و لینصرن اللہ من ینصرہ

4_2 جہاد اور دفاع، دین خدا کی مدد اور اسکی حمایت و مدد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ و لو لا دفع اللہ ... و لینصرن اللہ من ینصرہ

5_2 دین خدا کی نصرت سے گریز کرنا انسان کے خدا تعالیٰ کی مدد اور حمایت سے محروم ہونے کا سبب ہے۔ و لینصرن اللہ من ینصرہ

6_2 خداتعالیٰ کی قدرت اور اس کا ناقابل شکست ہونا حق کا دفاع کرنے والوں اور دین کے مددگاروں کی قطعی نصرت کا ضامن ہے۔ و لینصرن اللہ من ینصرہ إن اللہ لقوی عزیز

7_2 خداتعالیٰ قوی (توانا) اور عزیز (ناقابل شکست کامیاب) ہے۔ إن اللہ لقوی عزیز

احکام: ۳ ان کا فلسفہ ۱۰

آسمانی ادیان: انکی تعلیمات ۱۵، ۲۱؛ انکی ہم آہنگی ۱۵، ۲۱

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۷

اسما و صفات: عزیز ۲۷؛ قوی ۲۷

انسان: ان کے حقوق ۳، ۱۵؛ ان کا رب ۸؛ ان کا نقش و کردار ۱۳

مقدس مقامات: ان کا احترام ۱۷؛ ان کے دفاع کی اہمیت ۲۲؛ انکی تاریخ ۱۶؛ ان کی حمایت ۱۱؛ ان کے تقدس کے

عوامل ۱۹؛ ان کے تقدس کا فلسفہ ۱۸؛ ان کی حفاظت ۱۰؛ انہیں برباد کرنے کے موانع ۱۲؛ ان کا نقش و کردار ۱۶

معاشرہ: دینی معاشروں کی حمایت ۱۱

جنگ: اسکے احکام ۳

جہاد: اسکے اثرات ۱۲، ۱۳، ۲۳؛ اسکی تشریع کی تاریخ ۵؛ یہ ظالموں کے ساتھ ۳؛ دفاعی جہاد ۳؛ ان کا فلسفہ ۱۰

حق پرست لوگ: انکی نصرت ۲۶

حقوق: حق دفاع ۳، ۱۵؛ وطن میں رہنے کا حق ۲

خداتعالیٰ: اسکے شکست ناپذیر ہونے کے اثرات ۲۶؛ اسکی قدرت کے اثرات ۲۶؛ اسکی نصیحتیں ۲۰؛ اسکی حمایت ۱۱؛

اسکی ربوبیت ۸؛ اسکی نصرت کا پیش خیمہ ۲۳؛ اسکی سنت ۱۳؛ اسکی نصرت سے محرومیت کے عوامل ۲۵؛ اسکے ارادے

کی جلی گاہ ۱۳؛ اسکی نصرت ۲۳

دفاع: اس کے اثرات ۱۳؛ جائز دفاع ۳، ۱۵

دین: اسکی نصرت سے اجتناب کے اثرات ۲۵؛ اس کا دفاع ۱۳؛ اسکے حامیوں کی نصرت ۲۳؛ اسکی نصرت ۲۳

دین دار لوگ: انکو نصیحت ۲۰؛ ان کا مددگار ۲۶

ذکر: ذکر خدا کے اثرات ۱۹؛ ذکر خدا کی اہمیت ۱۸، ۲۰، ۲۱

صومعہ: اس کا احترام ۱۴؛ اسکی حفاظت ۱۰

عقیدہ: ربوبیت خدا کے عقیدہ کے اثرات ۶

قدرتی عوامل: ان کا کردار ۱۳

کفار: انکی دشمنی ۱۲؛ انکی دشمنی کا فلسفہ ۶

کلیسا: اس کا احترام ۱۴؛ اسکی حفاظت ۱۰

یہود کی عبادت گاہ: اس کا احترام ۱۴؛ اسکی حفاظت ۱۰

مدینہ: اسکی طرف ہجرت ۵

مسجد: اس کا احترام ۱۴؛ اسکی حفاظت ۱۰

مسلمان: ان کے دشمن ۶؛ ان کا عقیدہ ۶

مکہ کے مسلمان: ان کی توحید کے اثرات ۱؛ انکی در بدری ۵؛ انہیں نکال باہر کرنا ۱؛ انکی تبلیغ ۷؛ ان کا عقیدہ ۱؛ انکی کوشش کا

دائرہ کار ۷؛ انکی ہجرت ۵

مشرکین: انکی دشمنی کا فلسفہ ۶

مظلومین: ان کے حقوق ۳

عبادت گاہ: دفاع کی اہمیت ۲۲؛ اسکی تاریخ ۱۶؛ اسکے ساتھ دشمنی ۱۶؛ اسکے تقدس کا فلسفہ ۱۸؛ اسکی حفاظت ۱۰؛ اسے تباہ

کرنے کے موانع ۱۲؛ اس کا نقش و کردار ۱۶

مکہ: اس میں گھٹن کا ماحول ۹؛ اسکی تاریخ ۹

وطن: اس سے اخراج کا ظلم ۲

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۸

آیت ۳۱

﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾

یہی لوگ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے زمین میں اختیار دیا تو انہوں نے نماز قائم کی، اور زکوٰۃ ادا کی اور نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا اور یہ طے ہے کہ جملہ امور کا انجام خدا کے اختیار میں ہے (۳۱)

1_ دینی و الہی اقدار کی حکمرانی کی خاطر کفر کے خلاف جنگ اور برسرِ پیکار ہونے کا نتیجہ خدا تعالیٰ کی حمایت اور نصرت ہے۔ و لينصرون الله من ينصره ... الذين ... اقاموا الصلوة ... و نهوا عن المنكر

"الذين" محل نصب میں اور "من ينصره" میں "من" کیلئے عطف بیان یا اس بدل ہے اور یہ درحقیقت یوں ہے "و لينصرون الله ... الذين إِنْ مَكَّنَّاهُمْ" ("مکنا" کے مصدر) تمکین کا معنی ہے مسلط کرنا اور غالب کرنا یعنی بلا شک خدا تعالیٰ اپنی مدد کرنے والوں کی مدد کریگا وہ کہ اگر زمین پر مسلط ہو جائیں تو نماز کو قائم کریں گے اور..."

2_ نماز قائم کرنا، زکات ادا کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر خدا کی مدد کرنے والوں اور اسکے دین کے راستے میں برسرِ پیکار لوگوں کی واضح ترین خصوصیات میں سے ہیں۔ الذين ان مكنا هم ... و نهوا عن المنكر

3_ نماز قائم کرنا، زکات ادا کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلامی معاشرے میں بنیادی اور محوری اقدار ہیں۔ من ينصره ... الذين ان مكنا هم في الأرض ... و نهوا عن المنكر

4_ اسلامی معاشرے کا خدا تعالیٰ کی حمایت و نصرت

سے بہرہ مند ہونا، نماز قائم کرنے، زکات ادا کرنے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض کی ادائیگی میں منحصر ہے۔
الذین إن مكنّا هم في الا رض ... و نھوا عن المنكر

5_ نماز، زکات، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اہم ترین دینی ذمہ داریاں ہیں۔ ۱ قاموا الصلوة ... و نھوا عن المنكر

6_ سب کاموں کا انجام صرف خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ولله عاقبة الامور

اقدار: انکی حفاظت کے اثرات ۱؛ اجتماعی اقدار ۳

امر بالمعروف: اسکے معاشرتی اثرات ۳؛ اسکی قدر و قیمت ۳؛ اسکی اہمیت ۵

امور: ان کا انجام ۶

شرعی ذمہ داری: اہم ترین شرعی ذمہ داری ۵

جہاد: اسکے اثرات ۱

خدا تعالیٰ: اسکے اختیارات ۶؛ اسکی نصرت کا پیش خیمہ ۱، ۳

زکات: اسکے معاشرتی اثرات ۳؛ اسکی قدر و قیمت ۳؛ اسکی اہمیت ۵

مجاہدین: ان کا امر بالمعروف ۲؛ ان کا نماز قائم کرنا ۲؛ انکی زکات ۳؛ انکا نہی عن المنکر ۲؛ انکی خصوصیات ۲

نماز: اسکے معاشرتی اثرات ۳؛ اسے قائم کرنے کی قدر و قیمت ۳؛ اسکی اہمیت ۵

نہی عن المنکر: اسکے معاشرتی اثرات ۳؛ اسکی قدر و قیمت ۳؛ اسکی اہمیت ۵

خدا کے مددگار: ان کا امر بالمعروف ۲؛ انکا نماز قائم کرنا ۲؛ انکی زکات ۲؛ انکا نہی عن المنکر ۲؛ انکی خصوصیات ۲

آیت ۳۲

﴿وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودٌ﴾

اور پیغمبر اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود نے بھی یہی کام کیا تھا (۳۲)
1_ صدر اسلام کے مشرکین پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت کا انکار کرتے اور آپ (ص) پر دروغ گوئی کی تہمت لگاتے۔
و إن يكذبوك فقد كذبت قبلهم

2_ انبیاء (ع) کو جھٹلانا، ان پر جھوٹ کی تہمت لگانا اور انکی رسالت کا انکار لمبی تاریخ رکھتا ہے۔
و إن يكذبوك فقد كذبت قبلهم قوم نوح و عاد و ثمود

3_ قوم نوح و عاد و ثمود سب کی طرف سے اپنے انبیاء (ع) (نوح، ہود اور صالح) کی مخالفت و إن يكذبوك فقد كذبت قبلهم قوم نوح و عاد و ثمود

4_ نوح (ع)، ہود (ع) اور صالح (ع) انبیاء الہی میں سے۔ فقد كذبت قبلهم قوم نوح و عاد و ثمود

5_ قوم نوح اپنے پیغمبر (ص) کو جھٹلانے والا سب سے پہلا معاشرہ۔ فقد كذبت قبلهم قوم نوح

جھٹلانے والی دیگر اقوام سے پہلے قوم نوح کو ذکر کرنا مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

6_ عاد و ثمود قوم نوح سے پہلے اور قوم ابراہیم کے بعد رہتے تھے۔ قوم نوح و عاد و ثمود و قوم ابراہیم

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱

انبیاء (ع): انہیں پہلے جھٹلانے والے ۵؛ انکی تاریخ ۲، ۵؛ انہیں جھٹلانا ۲؛ ان پر جھوٹ کی تہمت ۲

آنحضرت (ص): آپ (ص) پر جھوٹ کی تہمت ۱؛ آپ (ص) کو جھٹلانے والے ۱

صالح (ع):

ان کے مخالفین ۳؛ انکی نبوت ۲
 قوم ثمود: اسکی تاریخ ۳، ۶؛ اسکی مخالفت ۳
 قوم عاد: اسکی تاریخ ۳، ۶؛ اسکی مخالفت ۳
 قوم نوح: اسکی تاریخ ۳، ۵؛ اسکی مخالفت ۳
 گذشتہ اقوام: نوح کے بعد کی اقوام ۶؛ ان کی تاریخ ۶
 مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی تہمتیں ۱
 نوح (ع): ان کے مخالفین ۳؛ انہیں جھٹلانے والے ۵؛ انکی نبوت ۲
 ہود (ع): ان کے مخالفین ۳؛ انکی نبوت ۲

آیت ۳۳

﴿وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ﴾

اور قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی (۳۳)

1_ ابراہیم (ع)، اور لوط (ع) انبیاء الہی میں سے ہیں۔ و قوم ابراہیم و قوم لوط

2_ حضرت ابراہیم (ع) کا اپنی قوم (کلدانیان) کی طرف سے ان کی رسالت کا انکار اور ان پر جھوٹ کی تہمت۔
 فقد کذبت ... و قوم ابراہیم و قوم لوط

3_ پوری قوم لوط (ع) کی طرف سے حضرت لوط (ع) کی رسالت کی مخالفت اور انہیں جھوٹا کہا جانا۔ و قوم ابراہیم و قوم لوط

ابراہیم (ع): ان پر جھوٹ کی تہمت ۲؛ انہیں جھٹلانے والے ۲؛ انکی نبوت ۱

قوم ابراہیم: انکی تاریخ ۲؛ انکی تہمتیں ۲

قوم لوط: انکی تاریخ ۳؛ انکی تہمتیں ۳

لوط: ان پر جھوٹ کی تہمت ۳؛ انہیں جھٹلانے والے ۳؛ انکی نبوت ۱

آیت ۳۳

﴿وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ وَكَذَّبَ مُوسَى فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ﴾

اور اصحاب مدین نے بھی اور موسیٰ کو جھٹلایا گیا ہے تو ہم نے کفار کو مہلت دیدی اور پھر اس کے بعد انہیں اپنی گرفت میں لے لیا تو سب نے دیکھ لیا کہ ہمارا عذاب کیسا ہوتا ہے (۳۳)

1_ موسیٰ (ع) اور شعیب (ع) انبیاء الہی میں سے ہیں۔ فقد کذبت ... و اصحاب مدین و کذب موسیٰ

اصحاب مدین حضرت شعیب (ع) کی قوم تھی جیسا کہ سورہ اعراف کی آیت ۸ میں آیا ہے۔

2_ مدین کے لوگوں کی طرف سے حضرت شعیب کی رسالت کا انکار اور ان پر جھوٹ کی تہمت۔ فقد کذبت ... و اصحاب مدین

3_ فرعونوں کی طرف سے حضرت موسیٰ (ع) کی تکذیب و کذب موسیٰ

حضرت موسیٰ کی تکذیب کو انکی قوم کی طرف نسبت دی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف فرعونوں نے انکی مخالفت کی اور بنی اسرائیل ان پر ایمان لائے اور انہوں نے انکی دعوت کو قبول کیا۔

4_ خدا تعالیٰ تمام کفار اور جھٹلانے والوں کو فرصت دیتا تھا تا کہ شاید وہ متنبہ ہو جائیں اور مخالفت سے ہاتھ اٹھالیں۔

فاملیت للکافرین ثم اخذتهم ("املیت"، کا مصدر) "املائی"، "ملو" سے ہے کہ جس کا معنی ہے فرصت دینا یعنی میں نے جھٹلانے والی اور کافرا قوام کو فرصت دی تا کہ وہ متنبہ ہو جائیں اور مخالفت سے ہاتھ اٹھالیں پھر چونکہ انہوں نے اس دگنی فرصت سے استفادہ نہ کیا اور اسی طرح اپنے کفر اور جھٹلانے پر اصرار کرتے رہے اسلئے انہیں ختم اور نابود کر دیا۔

5_ خدا تعالیٰ نے تاریخ کی جھٹلانے والی اور کافرا قوام کو بعد اس کے کہ انہوں نے دی گئی فرصت سے استفادہ نہ کیا اور اسی طرح اپنے کفر اور انکار پر مصر رہے مہلک عذاب کے ساتھ نابود کر دیا۔

فاملیت للکافرین ثم اخذتهم

"نکیر" کا معنی ہے انکار (تغیر) اور بعد والی آیت قرینہ ہے کہ اس سے مراد نعمت کو مشقت، زندگی کو موت و نابودی اور آبادی کو ویرانی میں تبدیل کرنا ہے قابل ذکر ہے کہ "فکیف کان نکیر" میں استفہام تعجبی اور سزا کی شدت کو بیان کرنے کیلئے ہے۔

6_ صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کہ وہ متنبہ ہو جائیں، کفر اور جھٹلانے سے ہاتھ کھینچ لیں اور سابقہ معاشروں کی طرح اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے عذاب اور غضب میں گرفتار نہ کریں۔ و إن یکذبوک فقد کذبت ... فاملیت للکفرین ثم اخذتم صدر اسلام کے مشرکین کیلئے کہ جو پیغمبر (ص) کی مخالفت کرتے تھے تکذیب کرنے والی گزشتہ اقوام کی سرگزشت کو بیان کرنا درحقیقت ان کیلئے ایک نصیحت تھی کہ وہ ان گزشتہ لوگوں کے ماجرا سے عبرت حاصل کریں اور مخالفت سے ہاتھ اٹھالیں۔

7_ غضب الہی کا عذاب بہت سخت، خوفناک، مہلک اور تہس نہس کر دینے والا ہے۔ فکیف کان نکیر "نکیر"، "انکار" کا اسم ہے اور "انکار" کا ایک معنی تبدیل کرنا اور دگرگوں کرنا ہے اس بنا پر مذکورہ جملے کا معنی یہ ہوگا دیکھو کس طرح ہم نے ان شہروں کو ان کے کافر باسیوں سمیت دگرگوں اور تہ و بالا کر دیا۔

8_ حق دشمن کفار کو مہلت دینا اور پھر انہیں ہلاک کرنا طول تاریخ میں سنت الہی رہی ہے۔ فقد کذبت ... فاملیت للکفرین ثم اخذتم

9_ تاریخ کے کافر معاشروں کے انجام سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے۔ ثم اخذتم فکیف کان نکیر جملہ "فکیف کان نکیر" دراصل "فانظر و کیف کان نکیر" ہے یعنی ان کے انجام کو دیکھو اور ان کے کام کی عاقبت کا مطالعہ کرو کہ غضب الہی کے عذاب نے ان کا کیا حشر کیا ہے۔

10_ قوم نوح، عاد، ثمود، ابراہیم، لوط، اصحاب مدین اور فرعون، مہلک عذاب کے ساتھ ہلاک ہونے والی اقوام ہیں۔ فقد کذبت قبلہم قوم نوح ... ثم اخذتم فکیف کان نکیر

11_ انبیاء کو جھٹلانا اور ان کے خلاف برسرِ پیکار رہنا گزشتہ اقوام کی نابودی اور ہلاکت کا سبب۔ فقد کذبت ... فاملیت للکفرین ثم اخذتم

انبیاء: انہیں جھٹلانے کے اثرات ۱۱؛ ان کے ساتھ مقابلے کے اثرات ۱۱؛ انہیں جھٹلانے والوں کے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ ۳؛ انہیں جھٹلانے والوں کا مہلک عذاب ۵؛ انہیں جھٹلانے والوں کو مہلت دینے کا فلسفہ ۳؛ انہیں جھٹلانے والوں کی ہلاکت ۵

اہل مدین:

انکی تاریخ: ۲; انکی تہمتیں: ۲; ان کا مہلک عذاب: ۱۰; انکا عذاب: ۵، ۱۰; انکی ہلاکت: ۱۰
تاریخ: اس سے عبرت حاصل کرنا ۹

خدا تعالیٰ: اسکی نصیحت: ۶; اسکی سنت: ۸; اسکی مہلتیں: ۳; اسکے عذاب کی خصوصیات: ۷
گذشتہ اقوام: ان کی تاریخ: ۱۱; ان سے عبرت حاصل کرنا: ۶، ۹; ان کا عذاب: ۶; ان کی نابودی کے عوامل: ۱۱; ان کی ہلاکت
کے عوامل: ۱۱; انہیں مہلت دینے کا فلسفہ: ۳
سنن الہی: اسکی مہلت دینے والی سنت: ۸

شعیب (ع): ان پر جھوٹ کی تہمت: ۲; انہیں جھٹلانے والے: ۲; انکی نبوت: ۱
عبرت: اسکے عوامل: ۳، ۹

عذاب: اہل عذاب: ۵، ۱۰; سخت عذاب: ۷; اسکے درجے: ۷
فرعون: فرعونوں کی تاریخ: ۳; فرعونوں کا مہلک عذاب: ۱۰; یہ اور موسیٰ (ع): ۳; فرعونوں کی ہلاکت: ۱۰
قوم ابراہیم (ع): اس کا مہلک عذاب: ۱۰; اسکی ہلاکت: ۱۰
قوم ثمود: اس کا مہلک عذاب: ۱۰; اسکی ہلاکت: ۱۰
قوم عاد: اس کا مہلک عذاب: ۱۰; اسکی ہلاکت: ۱۰
قوم لوط: اس کا مہلک عذاب: ۱۰; اسکی ہلاکت: ۱۰
قوم نوح: اس کا مہلک عذاب: ۱۰; اسکی ہلاکت: ۱۰

کفار: انکے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ: ۳; ان کا مہلک عذاب: ۵; انہیں مہلت دینے کا فلسفہ: ۳; انہیں مہلت دینا: ۸; انکی ہلاکت

۵، ۸

کفر: اس سے اجتناب کرنا: ۶
مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کرنا: ۶
موسیٰ (ع): انہیں جھٹلانے والے: ۳; انکی نبوت: ۱

آیت ۳۵

﴿فَكَأَيُّ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَبْرِىٰ مُعْتَلَّةٌ وَقَصْرٌ مَّشِيدٌ﴾

غرض کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تباہ و برباد کر دیا کہ وہ ظالم تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں کے بھل الٹی پڑی ہیں اور ان کے کنویں معطل پڑے ہیں اور ان کے مضبوط محل بھی مسمار ہو گئے ہیں (۳۵)

1_ طول تاریخ میں بہت سارے ستم گر معاشروں کی عذاب الہی کے ساتھ ہلاکت اور نابودی۔ فکائین من قریۃ اہلکنھا و ہی ظالمة جملہ "ا ہلکنھا" در حقیقت "ا ہلکنا ا ہلھا" ہے ("خاویۃ" کے مصدر) "خاوی" کا معنی ہے سقوط کرنا اور نیچے گرنا، ("عروش" کا مفرد) عرش چھت کے معنی میں ہے اور ("مشید" کا مصدر) "شید" دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے سفید عمارت پر سیمینٹ لگانا اور عمارت کو بلند بنانا اس بنا پر "قصر مشید" کا معنی ممکن ہے بلند و بالا بنگلہ ہو اور یا سفید اور سیمینٹ شدہ محل یعنی ایسی سر زمینیں اور شہر کم نہیں ہیں کہ جنکے لوگوں کو ہم نے ظلم اور بے انصافی کی وجہ سے نابود کر دیا اور اب ان کے گھروں کی دیواریں انکی چھتوں کے اوپر گری ہوئی ہیں اور متروک کنویں اور بلند و بالا سفید محل کہ جو بغیر مالک کے رہ گئے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ مذکورہ آیت صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کر رہی ہے کہ سابقہ معاشروں کے کاموں کے انجام میں غور و فکر کریں اور دیکھیں کہ غضب الہی نے ان کا اور ان کے شہروں کا کیا حشر کیا ہے اور اس سے عبرت حاصل کریں اور پیغمبر اکرم (ص) کی مخالفت سے ہاتھ کھینچ لیں۔

2_ سابقہ معاشروں کا ظلم اور بے انصافی ان کے غضب الہی میں گرفتار ہونے اور انکے عذاب الہی کے ساتھ ہلاک اور نابود ہو جانے کا سبب۔ و ان یکذبوک فقد کذبت قبلہم ... فکائین من قریۃ اہلکنھا و ہی ظالمة

3_ ہلاک شدہ معاشروں کے باقی رہ جانے والے آثار سبق آموزی اور عبرت حاصل کرنے کا مناسب سامان۔ فکائین من قریۃ اہلکنھا و ہی ظالمة

4_ تاریخ کے تحول و تبدل میں ارادہ الہی کا بنیادی کردار فکائین من قریۃ اہلکنھا و ہی ظالمة

5_ صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت کہ وہ ماضی کی ہلاکت کا شکار ہونے والی ظالم اقوام کے انجام کا مطالعہ کر کے اور ان کے کھنڈر بن جانے والے شہروں کے باقی ماندہ آثار کا مشاہدہ کر کے درس عبرت لیں اور پیغمبر اکرم (ص) کی مخالفت اور ان کے خلاف مقابلے سے ہاتھ کھینچ لیں۔ فکا تین من قریۃ ... و قصر مشید

6_ بعثت پیغمبر اکرم (ص) کے زمانے میں ماضی کے بہت سارے ہلاک شدہ معاشروں کے باقی ماندہ آثار (گر جانے والے گھر، متروک کنویں اور بے صاحب محل) کا موجود ہونا۔ فکا تین من قریۃ ... و ہی خاویۃ علی عروشہا و بئر معطلۃ و قصر مشید

آثار قدیمہ: یہ صدر اسلام میں ۶؛ ان سے عبرت حاصل کرنا ۳، ۵

آنحضرت (ص): آپ (ص) کی تکذیب سے اجتناب کرنا ۵؛ آپ (ص) کے خلاف مقابلے سے اجتناب کرنا ۵

تاریخ: اس سے عبرت حاصل کرنا ۵؛ اسکے تحولات کا سرچشمہ ۳

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۳؛ اسکی نصیحتیں ۵؛ اسکے غضب کا پیش خیمہ ۲

ظالمین: انکی ہلاکت ۱

عبرت: اسکے عوامل ۳، ۵

عذاب: اہل عذاب ۱، ۲

گذشتہ اقوام: ان کے آثار قدیمہ ۶؛ ان کے ظلم کے اثرات ۲؛ انکی نابودی ۱؛ انکی تاریخ ۱، ۲؛ ان سے عبرت حاصل کرنا ۵؛

انکی نابودی کے عوامل ۲؛ ان کے عذاب کے عوامل ۲؛ انکی ہلاکت کے عوامل ۲؛ انکا انجام ۵

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کو نصیحت ۵

خدا کے مغضوبین: ۲

آیت ۳۶

﴿أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾

کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی ہے کہ ان کے پاس ایسے دل ہو تو جو سمجھ سکتے اور ایسے کان ہوتے جو سن سکتے اس لئے کہ درحقیقت آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں کے اندر پائے جاتے ہیں (۳۶)

1_ صدر اسلام کے کافروں اور جھٹلانے والوں کی اس وجہ سے سرزنش اور توبیخ کہ انہوں نے ماضی کی ہلاک ہو جانے والی اقوام کے انجام سے عبرت حاصل نہیں کی اور ان کے متروک اور ویران سرزمینوں اور شہروں کے باقی ماندہ آثار سے سبق نہیں سیکھا۔ فکا ین من قرية اهلکنها ... ا فلم یسیروا فی الأرض

جملہ "ا فلم یسیروا فی الارض" میں استفہام توبیخی ہے اور "یسرون" کے مصدر "سیر" کا معنی سیر و سیاحت کرنا اور "الا رض" کا "ال" عہد حضوری کیلئے اور "ارض" کا معنی ہے سرزمین اور "یسرون" کی ضمیر فاعل کا مرجع صدر اسلام کے حق دشمن مشرکین اور تکذیب کرنے والے ہیں۔

2_ ویران ہو جانے والے شہروں کا مشاہدہ کرنے اور تاریخ کے سٹمگروں کے برے انجام کا مطالعہ کرنے کیلئے زمین کی سیر کرنا خدا تعالیٰ کی طرف سے مستکبرین اور حق دشمن عناصر کو نصیحت۔ ا فلم یسیروا فی الأرض فتکون لهم قلوب یعقلون به

3_ تاریخ کے کافراور غیر منصف معاشروں کے انجام کا مطالعہ کرنا اور ان کے ویران شدہ شہروں اور سرزمینوں (وہ شہر جو غضب الہی کے عذاب کے

ساتھ تہہ وبالا ہو گئے) کا مشاہدہ کرنا عبرت حاصل کرنے کیلئے مناسب سامان اور دلوں کی بیداری کا کارساز ذریعہ ہے۔
ا فلم یسیروا فی الأرض فتکون ... و لكن تعمی القلوب التی فی الصدور

4_ انبیاء (ع) الہی کو جھٹلانا اور ان کے خلاف برسہا برس پکار رہنا نصیحت حاصل نہ کرنے اور کور باطن ہونے کی علامت ہے۔ و إن یکذبوک ... فتکون لهم قلوب یعقلون ... القلوب التی فی الصدور

5_ ہلاکت کا شکار ہو جانے والی اقوام کے باقی ماندہ بلند وبالا محلات اور رہائش گاہیں عصر بعثت کے لوگوں کی دسترسی میں
_ فکا ین من قریة اهلکنها ... ا فلم یسیروا فی الأرض

6_ عصر بعثت کے حق دشمن اور تکذیب کرنے والے مشرکین، نصیحت کو قبول نہ کرنے والے اور کور باطن لوگ تھے۔
و إن یکذبوک ... ا فلم یسیروا فی الأرض ... القلوب التی فی الصدور

7_ دل اور کان حقائق کے درک اور شناخت کا ذریعہ ہیں۔ فتکون لهم قلوب یعقلون بها ا و ء اذان یسمعون به

8_ دل کا اندھا ہونا حقائق کو سمجھنے اور نصیحت کو قبول کرنے سے محرومیت کا سبب ہے۔

ا فلم یسیروا ... فإنھا لا تعمی الا بصر و لكن تعمی القلوب التی فی الصدور

9_ انسان کی حقیقی بینائی یہ ہے کہ وہ ضمیر آگاہ اور گوش شنوار رکھتا ہو۔ فتکون لهم قلوب یعقلون بها ا و ء اذان یسمعون
بها ... فی الصدور

10_ سینہ، انسان کے دل کا مقام۔ فتکون لهم قلوب ... و لكن تعمی القلوب التی فی الصدور

11_ کفار اور انبیاء (ع) کی تکذیب کرنے والے حقیقی نابینا ہیں اور یہ دل کی بینائی سے محروم ہیں۔

ا فلم یسیروا فی الارض ... و لكن تعمی القلوب التی فی الصدور

12_ دل، انسان کی بینائی، شنوائی اور آگاہی کا مرکز۔ فإنھا لا تعمی الا بصر و لكن تعمی القلوب التی فی الصدور

آثار قدیمہ: یہ صدر اسلام میں ۵؛ اس سے عبرت حاصل کرنا ۱؛ ان کا مطالعہ ۳

انبیاء (ع): انکی تکذیب ۳؛ انہیں جھٹلانے والوں کا کور باطن ہونا ۱۱

بصیرت: اس کا پیش خیمہ ۹

بینائی: اس کا مرکز ۱۲

تاریخ: اس سے عبرت حاصل کرنا ۱، ۲، ۳؛ اس کا مطالعہ ۳

متنبہ ہونا: اس کا پیش خیمہ ۳

حق: حق دشمنوں کو نصیحت ۲

حقائق: ان کے درک سے محرومیت کے عوامل ۸؛ ان کے درک کا مرکز ۴

خدا تعالیٰ: اس کی نصیحت ۲؛ اس کی طرف سے مذمت ۱

سیاحت: اس کی نصیحت ۲

سینہ: اس کا کردار ۱۰

شناخت: اس کا ذریعہ ۴

شنوائی: اس کا مرکز ۱۲؛ اس کا کردار ۹

سرکش لوگ: ان کو نصیحت ۲

ظالم لوگ: ان کی تقدیر کا مطالعہ ۳؛ ان کے انجام کا مطالعہ ۲

عبرت: اس کے عوامل ۲، ۳؛ اس کے موانع ۸؛ اسے قبول نہ کرنے کی نشانیاں ۳

علم: اس کا مقام ۱۲

دل: اس کی جگہ ۱۰؛ اس کے فوائد ۴، ۱۲

کفار: صدر اسلام کے کفار کی سرزنش ۱؛ صدر اسلام کے کفار کا عبرت حاصل نہ کرنا ۱؛ ان کا کور باطن ہونا ۱۱

کور باطن ہونا: اس کے اثرات ۸؛ اس کی نشانیاں ۳

کان: اس کے فوائد ۴

گذشتہ اقوام: ان سے عبرت حاصل کرنا ۱؛ ان کا انجام ۱

مشرکین: صدر اسلام کے حق دشمن مشرکین ۶؛ صدر اسلام کے مشرکین کا عبرت حاصل نہ کرنا ۶؛ صدر اسلام کے مشرکین

کا کور باطن ہونا ۶

آیت ۳۷

﴿وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ﴾

پیغمبر یہ لوگ آپ سے عذاب میں عجلت کا تقاضا کر رہے ہیں حالانکہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کر سکتا ہے اور آپ کے پروردگار کے نزدیک ایک دن بھی ان کے شمار کے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے (۳۷)

1_ عصر بعثت کے کفار اور تکذیب کرنے والوں کو مہلک عذاب کی دھمکی۔ و إن يكذبوك ... و يستعجلونك بالعذاب "العذاب" میں "ال" عہد کیلئے اور اس عذاب کی طرف اشارہ ہے کہ جس کا تکذیب کرنے والے مشرکین کو وعدہ دیا گیا تھا۔
2_ عصر بعثت کے کفار عذاب کے وعدے کو جھوٹا سمجھتے اور اس کا مسخرہ کرتے۔ و يستعجلونك بالعذاب

چونکہ تکذیب کرنے والے پیغمبر اکرم (ص) سے مطالبہ کرتے تھے کہ وہ اپنے وعدہ کو عملی کریں اور جلدی سے جلدی ان پر عذاب نازل کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پیغمبر اکرم (ص) کی دھمکی کو بے سمجھتے تھے اور اس میں جلدی کی درخواست کر کے اس کا مسخرہ کرتے تھے۔

3_ پیغمبر اکرم (ص) کی تکذیب کرنے والے عذاب کے بلا تاخیر اور جلدی نزول کے خواہاں تھے۔ و يستعجلونك بالعذاب

4_ خدا تعالیٰ نے عصر بعثت کے کافروں پر عذاب کے نزول کو قطعی قرار دیا۔ و يستعجلونك بالعذاب و لن يخلف الله وعده

5_ خدا تعالیٰ کے وعدے قطعی اور حتمی ہیں۔ و لن يخلف الله وعده

6_ عصر بعثت کے کفار کا عذاب الہی کو باور نہ کرنا اور اس کا مسخرہ کرنا ان کے کور باطن ہونے کا ایک مظہر۔
و لكن تعمى القلوب التي في الصدور و يستعجلونك بالعذاب

7_ خدا تعالیٰ، انسانوں کا پروردگار ہے۔ و ان یوماً عند ربك

8_ خدا تعالیٰ اور انسان کے نزدیک وقت کا معیار کا مختلف ہونا۔ و ان یوماً عند ربك کا لف سنة مما تعدون

"یوم" ("ایام" کا مفرد) ایک دن کے معنی میں ہے اور "عند ربك" یوم کی صفت ہے یعنی خدا کا ایک دن تمہارے ہزار سال کے برابر ہے مقصود یہ ہے کہ اگرچہ وعدہ عذاب کے وقت سے اب تک کئی دن حتیٰ کئی سال گزر چکے ہیں اور یہ عرصہ تمہاری نظر میں لمبا عرصہ ہے اسی وجہ سے سمجھتے ہو کہ وہ دھمکی جھوٹی تھی لیکن جان لو کہ وہ سارا عرصہ خدا کے نزدیک چند لمحوں کے برابر ہے کیونکہ خدا کا ایک دن تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔

9_ خدا کا ایک دن انسانوں کے ہزار سال کے برابر ہے۔ و ان یوماً عند ربك کا لف سنة مما تعدون

انسان: اس کا رب ۷

آنحضرت (ص): آپ (ص) کو جھٹلانے والوں کے مطالبے ۳

عدد: ہزار کا عدد ۹

ڈرانا: مہلک عذاب سے ڈرانا ۱

خدا تعالیٰ: ۱ اسکے عذاب کا اڑانا ۲، ۶؛ اسکے وعدوں کا مذاق اڑانا ۲؛ اسکے وعدوں کا حتمی ہونا ۵؛ اسکی ربوبیت ۷؛ اسکے ایک

دن کی مدت ۹؛ اسکے عذاب کو جھٹلانے والے ۲؛ اسکے وعدوں کو جھٹلانے والے ۲

وقت: اسکی حقیقت ۸

عذاب: اس میں جلدی کی درخواست ۳

کفار: صدر اسلام کے کفار کا مذاق اڑانا ۲، ۶؛ صدر اسلام کے کفار کو ڈرانا ۱؛ صدر اسلام کے کفار کی سوچ ۲؛ صدر اسلام

کے کفار کے عذاب کا حتمی ہونا ۳؛ صدر اسلام کے کفار کے اندر ہے پن کی نشانیاں ۶

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۷

آیت ۳۸

﴿وَكَايْنٍ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَى الْمَصِيرِ﴾

اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنہیں ہم نے مہلت دی حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر ہم نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا اور بالاخر سب کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے (۳۸)

1_ بہت سارے گزشتہ معاشروں کی مہلک عذاب کے ساتھ ہلاکت و کاین من قریۃ املیت لھا و ہی ظالمة

("املیت" کا مصدر) "إملا"، "ملو" سے ہے اور اس کا معنی ہے فرصت دینا "لہا" "لاہلہا" کی تقدیر میں اور "ہی ظالمة" "واہلہا ظالمة" کی تقدیر میں ہے اور ("أخذت" کے مصدر) "أخذ" کا معنی ہے پکڑنا اور یہاں پر ہلاک و نابود کرنے سے کنایہ ہے۔

2_ ظلم و بے انصافی گزشتہ معاشروں کی ہلاکت اور ان کے غضب الہی (مہلک) کے عذاب میں گرفتار ہونے کا اصلی سبب و کاین من قریۃ املیت لھا و ہی ظالمة ثم أخذته

3_ خدا تعالیٰ عذاب نازل کرنے سے پہلے ہر ظالم معاشرے کو فرصت دیتا تھا تا کہ شاید وہ متنبہ ہو جائیں اور اپنے پیغمبر (ص) کی مخالفت سے ہاتھ کھینچ لیں۔ و کاین من قریۃ املیت لھا و ہی ظالمة ثم أخذته

4_ عصر بعثت کے مشرکین کے عذاب میں تاخیر ان کیلئے ایک مہلت تھی کہ شاید وہ بیدار ہو جائیں اور اسلام کی طرف مائل ہو جائیں۔ و يستعجلونك بالعذاب ... و کاین من قریۃ املیت لھا

5_ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کی تکذیب کرنے والوں کو نصیحت کی گئی کہ وہ فرصت سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے آپ کو سابقہ معاشروں کی

طرح غضب الہی میں گرفتار نہ کریں۔ و إن یکذبوک ... و کائین من قریة املیت لها ... اخذته

6۔ سب انسانوں کی بازگشت صرف خدا کی طرف ہے۔ و اِلَیّ المصیر

"مصیر" مصدر میمی اور لوٹنے کے معنی میں ہے۔ اور "اِلَیّ" (خبر) کی "مصیر" (بتدا) پر تقدیم حصر کا فائدہ دیتی ہے یعنی "لیس الرجوع اِلا اِلَیّ"

7۔ دنیوی عذاب و ہلاکت کے بعد اخروی عذاب ستمگروں کی انتظار میں ہے۔ و کائین من قریة ... و اِلَیّ المصیر
ہو سکتا ہے جملہ "اِلَیّ المصیر" ظالم افراد کے دنیوی عذاب (ثم اِخذته ۱) کے بعد انہیں اخروی عذاب کی دھمکی ہو۔

اس کا انجام ۶

خدا کی طرف بازگشت ۶

آنحضرت (ص): صدر اسلام کے مشرکین کے اسلام کا پیش خیمہ ۳; صدر اسلام کے مشرکین کے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ ۳;
صدر اسلام کے مشرکین کو مہلت دینے کا فلسفہ ۳

خدا تعالیٰ: اس کا اتمام حجت کرنا ۳; اسکی مہلت کا فلسفہ ۳; اسکی مہلت ۵; اس کا متنبہ کرنا ۵

ظالمین: ان کا اخروی عذاب ۷; ان کی ہلاکت ۷

عذاب: اہل عذاب ۱; اسے موخر کرنا ۳; مہلک عذاب کے اسباب ۲

گذشتہ اقوام: ان کے ظلم کے اثرات ۲; انکی نابودی ۱; ان کی تاریخ ۱, ۲; ان کے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ ۳; ان کا مہلک
عذاب ۱; انکی نابودی کے عوامل ۲; ان کی ہلاکت کے عوامل ۲; انکو مہلت دینا ۳; انکی ہلاکت ۱

معاشرہ: اسکی آسیب شناسی ۲

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۶

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾

آپ کہہ دیجئے کہ انسانوں میں تمہارے لئے صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں (۳۹)

1_ کفار و مشرکین کا آخرت میں برا انجام ہے۔ قل یا ایہا الناس إنما أنا لکم نذیر

"الناس" سے مراد مشرکین اور بت پرست لوگ ہیں اور "نذیر"، "منذر" کے معنی میں ہے اور ("منذر" کے مصدر) انذار کا معنی ہے کسی کام کے عواقب کے آنے سے پہلے ان سے ڈرانا۔

2_ توحید اور یکتا پرستی انسان کو اخروی بد بختیوں سے نجات دینے والی ہے۔ قل ... نذیر مبین

3_ لوگوں کو شرک کے عواقب سے آگاہ کرنا اور انہیں اسکے اخروی نتائج سے ڈرانا، پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت کا بنیادی

مقصد ہے۔ قل یا ایہا الناس

4_ پیغمبر اکرم (ص) کا متنبہ کرنا واضح و روشن اور ہر قسم کے ابہام سے خالی تھا۔ إنما أنا لکم نذیر مبین

5_ انبیاء کی بعثت اور ادیان کی تعلیمات، انسان کی منفعت اور فائدے کیلئے ہیں۔ إنما أنا لکم نذیر مبین

ہو سکتا ہے "لکم" کا لام انتفاع مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہو۔

6_ تبلیغ اور عوام کی ہدایت کیلئے ایسی روش سے استفادہ کرنا ضروری ہے کہ جو واضح اور ابہام سے خالی ہو۔

إنما أنا لکم نذیر مبین

7_ پیغمبر اکرم (ص) کا فریضہ صرف ڈرانا ہے نہ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرنا ہے۔ إنما أنا لکم نذیر

انذار:

شرک انجام سے انذار ۳

انسان: اسکے منافع ۵

تبلیغ: اسکی روش ۶

توحید: اسکے اثرات ۲

دین: اس کا فلسفہ ۵; اس میں مجبور کرنے کی نفی ۷

شقاوت: اخروی شقاوت کے موانع ۳

کفار: ان کا اخروی انجام ۱; ان کا برا انجام ۱

آنحضرت (ص): آپ (ص) کا انذار ۳; آپ (ص) کی رسالت ۳; آپ (ص) کے انذار کی صراحت ۳; آپ (ص) کی ذمہ داری

کا دائرہ کار ۷

مشرکین: ان کا اخروی انجام ۱; ان کا دنیوی انجام ۱; ان کا برا انجام

نبوت: اس کا فلسفہ ۵

ہدایت: اسکی روش ۶

آیت ۵۰

﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾

پھر جو لوگ ایمان لے آئے اور انہیں نے نیک اعمال کئے ہیں ان کے لئے مغفرت اور بہترین رزق ہے (۵۰)

1_ مغفرت الہی اور عمدہ و پاکیزہ رزق آخرت میں نیک کردار مؤمنین کا اجر۔ فالذین ء امنوا و عملوا ... و رزق کریم

"رزق کریم" یعنی پاکیزہ اور عمدہ رزق

2_ ایمان کا عمل صالح کے ہمراہ اجر الہی سے بہرہ مند ہونے کی شرط۔ فالذین ء امنوا و عملوا الصلحت ... و رزق

کریم

3_ گناہوں کی بخشش، انسان کے اخروی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کا پہلا مرحلہ ہے۔

لهم مغفرة و رزق كريم

"مغفرت" کو "رزق كريم" پر مقدم کرنے کو مد نظر رکھتے ہوئے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

4_ عمل صالح کے ہمراہ ایمان، بخشش کا سبب اور شرک و کفر کی گناہ کے اثرات کو زائل کرنے والا ہے۔
فالذین ء امنوا ... لهم مغفرة

5_ خدائے یکتا پر ایمان (توحید اور نفی شرک) بخشش الہی کے حصول کا ذریعہ ہے اور عمل صالح بہشت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کا سبب ہے۔ فالذین ء امنوا و عملوا الصلحت لهم مغفرة و رزق كريم

مذکورہ مطلب اس نکتے کے پیش نظر ہے کہ مغفرت، ایمان سے مربوط ہو اور "رزق كريم" عمل صالح سے مربوط ہو۔

ایمان: اسکے اثرات ۲، ۳؛ توحید پر ایمان کے اثرات ۵

بخشش: اسکے اثرات ۳؛ اسکے عوامل ۳، ۵

بہشت: اسکے اسباب ۵

خدا تعالیٰ: اسکے اجر کے شرائط ۲

روزی: عمدہ روزی ۱

صالحین: ان کی بخشش ۱؛ ان کا اخروی اجر ۱؛ انکی دنیوی روزی ۱

عمل صالح: اسکے اثرات ۲، ۵، ۳

گناہ: اسکی بخشش ۳؛ اسکے کفارے کے عوامل ۳

مؤمنین: انکی بخشش ۱؛ انکی اخروی پاداش ۱؛ انکی اخروی روزی ۱

نعمت: اس کا پیش خیمہ ۵؛ اس کا اخروی پیش خیمہ ۳

آیت ۵۱

﴿وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾

اور جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کے بارے میں کوشش کی کہ ہم کو عاجز کر دیں وہ سب کے سب جہنم میں جانے والے ہیں (۵۱)

1_ آیات الہی (قرآن) کے خلاف اور پیغمبر (ص) کو اپنی دعوت سے ناکام کرنے کیلئے عصرِ بعثت کے مشرکین کی مسلسل کوشش۔ و الذین سعوا فی آیتنا معجزین اُولَٰئِكَ اصحاب الجحیم

("سعوا" کے مصدر) "سعی" کا معنی ہے کوشش کرنا اور "فی آیتنا" فی ابطال "ء ای تناء" کی تقدیر میں ہے ("معجزین" کا مصدر) "معجزہ" اگر "عجز" (پچھلا حصہ) سے مشتق ہو تو اس کا معنی ہے کسی چیز سے سبقت لینا اور اسے پیچھے چھوڑ دینا اور اگر یہ "عجز" (ناتوانی) سے مشتق ہو تو اس کا معنی ہے ناتوان کرنا بہر حال "معجزین" "سعوا" کے فاعل کیلئے حال ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے اور اسکی تقدیر ممکن ہے "معجزینا" یا "معجزین رسولنا" ہو اور "جحیم" کا معنی ہے دہکتی اور شعلے نکالتی ہوئی آگ۔

2_ انبیاء (ع) کے انذار اور خطرات سے آگاہ کرنے کے مقابلے میں انسان دو قسم کے ہیں مؤمن اور کافر۔
یا ایہا الناس إنما أنا لکم نذیر مبین فالذین ءامنوا ... و الذین سعوا فی آیتنا

3_ قرآن، خدا تعالیٰ کی نشانیوں کا مجموعہ ہے۔ فی آیتنا

4_ قرآن کی ساخت ٹکڑوں کی صورت میں ہے اور ہر ٹکڑے کا نام آیت ہے۔ فی آیتنا

5_ جہنم میں ہمیشہ رہنا، آیات الہی (قرآن) کا مقابلہ کرنے والوں کی سزا ہے۔

و الذین سعوا فی آیتنا معجزین اُولَٰئِكَ اصحاب الجحیم

6۔ جحیم دوزخ کا ایک نام ہے۔ ا ولئک ا صاحب الجحیم

مذکورہ مطلب اس نکتے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے جو بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ "جحیم" آگ کا ایک نام ہے۔

7۔ دوزخ، دہکتی اور شعلے نکالتی ہوئی آگ رکھتی ہے۔ ا ولئک ا صاحب الجحیم

آیات الہی: ان کے خلاف سازش ۱؛ ان کے مقابلے کی سزا ۵

آنحضرت (ص): آپ (ص) کے خلاف سازش ۱

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱

انبیاء (ع): ان کا انذار ۲

جہنم: اسکی آگ ۷؛ اس میں ہمیشہ رہنے والے ۵؛ اسکے نام ۶؛ اسکی خصوصیات ۷

جحیم: ۶ قرآن: اس کا آیت آیت ہونا ۳؛ اسکے خلاف سازش ۱؛ اسکی ساخت ۳؛ یہ آیات الہی میں سے ۳؛ اسکے مقابلے کی

سزا ۵؛ اسکی خصوصیات ۳

کفار: ۲ معاشرتی گروہ ۲

مؤمنین: ۲ مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی کوشش ۱؛ صدر اسلام کے مشرکین کی سازش ۱

آیت ۵۲

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَتَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا رسول یا نبی نہیں بھیجا ہے کہ جب بھی اس نے کوئی نیک آرزو کی تو شیطان نے اس کی آرزو کی راہ میں رکاوٹ ڈال دی تو پھر خدا نے شیطان کی ڈالی ہوئی رکاوٹ کو مٹا دیا اور پھر اپنی آیات کو مستحکم بنا دیا کہ وہ بہت زیادہ جاننے والا اور صاحب حکمت ہے (۵۲)

1_ پیغمبران الہی دو قسم کے ہیں رسول اور نبی۔ و ما ارسلا من قبلک من رسول و لا نبی الا اذا تمی القی الشیطان فی ا منیئہ ("تمنی" کا مصدر) "تمنی" جب بھی کتاب اور اسکی مانند کی طرف مضاف ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے تلاوت کرنا اور پڑھنا۔ "تمنی الکتاب" یعنی اس نے نوشتے کو پڑھا (مختار الصحاح) مذکورہ آیت میں "تمنی" کا مفعول محذوف ہے اور جملہ "ثم یحکم اللہ آیتہ" قرینہ ہے کہ یہ "اذا تمنی آیاتنا" کی تقدیر میں ہے۔ ("القی" کا مصدر) "القای" جب بھی "فی" کے ساتھ استعمال ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے رکھنا پس مذکورہ جملے کا معنی یوں ہوگا ہم نے تجھ سے پہلے کسی رسول اور پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب بھی اس نے ہماری آیات کی تلاوت کی تو شیطان نے اسکی تلاوت میں شبہ ڈال دیا ہے۔

2_ مقام رسالت کو نبوت پر برتری اور فضیلت۔ و ما ارسلا من قبلک من رسول و لا نبی

"رسول" کے "نبی" پر مقدم ہونے سے مذکورہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

3_ لوگوں کے سامنے آیات الہی کی تلاوت، پیغمبروں کی تبلیغی روش ہے۔ و ما ارسلا من قبلک من رسول و لا نبی الا اذا تمی ... فی ا منیئہ

4_ انبیاء (ع) کی لوگوں کے سامنے آیات الہی کی تلاوت کے وقت شیطان کا شبہ ڈالنا۔

و ما ارسلا من قبلک من رسول و لا نبی الا اذا تمی ... فی ا منیئہ

5_ شیطان دھوکے باز اور گمراہ کرنے والا ہے۔ الا اذا تمنى القى الشيطان فى امنيته

6_ انبیاء (ع) کی طرف سے تلاوت کردہ آیات سے شیطانی وسوسوں اور شبہات کا زائل ہونا اور اردہ الہی سے ان کا محکم ہو جانا۔ فینسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله اى ته

(”ینسخ“ کے مصدر) نسخ کا معنی ہے زائل کرنا، باطل کرنا اور دور کرنا (”ینسخ“ کا مفعول) ”ما“ ان شبہات سے کنایہ ہے کہ جو انبیاء (ع) کی طرف سے آیات الہی کی تلاوت کے وقت شیطان ان میں ڈالتا تھا اور ”احکام“ کا معنی ہے محکم کرنا پس مذکورہ جملے کا معنی یہ ہوگا اس وقت خدا تعالیٰ شیطان کے شبہات کو زائل کر دیتا اور ان شبہات کی وجہ سے آیات کے کمزور ہو جانے کے بعد انہیں محکم اور استوار کر دیتا۔

7_ پیغمبر اسلام (ص) کی طرف سے لوگوں کیلئے آیات الہی کی تلاوت کے وقت شیطان کا شبہ ڈالنا۔ و ما ارسلنا ... یلقى الشيطان فى امنيته

8_ ایک طرف سے شیطان کو آیات وحی کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سلسلے میں آزاد چھوڑنا اور دوسری طرف سے ان شبہات کو زائل کر کے آیات کو محکم کر دینا خدا تعالیٰ کے علم و حکمت کا ایک جلوہ ہے۔
لقى الشيطان ... و الله علیم حکیم

9_ خداوند متعال علیم (جاننے والا) اور حکیم (صاحب حکمت) ہے۔ و الله علیم حکیم

آیات الہی: ان کی تلاوت ۳، ۳

اسما و صفات: حکیم ۹؛ علیم ۹

انبیاء (ع): ان کی تبلیغ ۳؛ انکی تبلیغ کی روش ۳

آنحضرت (ص): آپ کی تلاوت قرآن کی وقت شیطان ۴

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۶؛ اسکی حکمت کی نشانیاں ۸؛ اسکے علم کی نشانیاں ۸

رسالت: اسکے مقام کی فضیلت ۲

پیغمبران خدا: ان کی تبلیغ کی روش ۳

شیطان: اسکی آزادی ۸؛ اس کا گمراہ کرنا ۵؛ اسکی دھوکہ بازی ۵، ۷، ۸؛ اس کا شبہ ڈالنا ۳، ۷، ۸
 قرآن: اس کا محکم ہونا ۶؛ اس سے شبہات کو دور کرنا ۶، ۸؛ اس میں شبہ ڈالنا ۸
 نبوت: اس کے مقام کی فضیلت ۲

آیت ۵۳

﴿لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ﴾

تاکہ وہ شیطانی القاء کو ان لوگوں کے لئے آزمائش بنا دے جن کے قلوب میں مرض ہے اور جن کے دل سخت ہو گئے ہیں اور ظالمین یقیناً بہت دور رس نافرمانی میں پڑے ہوئے ہیں (۵۳)

1_ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیات الہی کے بارے میں شبہات پیدا کرنے کیلئے شیطان کو آزاد چھوڑنے کی حکمت یہ تھی کہ بیمار دل اور قسی القلب لوگ گمراہ ہو جائیں اور شیطان کے فتنوں کے جال میں پھنس جائیں۔
 و ما ارسلنا من قبلك ...لقى الشيطان في امنيته ... ليجعل ... والقاسية قلوبهم

"فتنہ" چند معنوں کو بیان کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے اس کے معانی میں سے ایک کہ جس میں یہ اس آیت میں استعمال ہوا ہے۔ اضلال اور گمراہ کرنا ہے پس مذکورہ جملے کا معنی یوں بنے گا "تاکہ خدا اس چیز کو جو شیطان القاء کرتا ہے ان لوگوں کیلئے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے نیز ان لوگوں کیلئے کہ جو سنگدل ہیں گمراہی کا سامان قرار دے" قابل ذکر ہے کہ گذشتہ آیت سے دو مطلب حاصل ہوتے ہیں۔ ۱_ خدا تعالیٰ اجازت دیتا تھا تاکہ شیطان آیات وحی کے جنکی انبیا (ع) تلاوت کرتے تھے۔ میں شبہ ڈالے ۲_ خدا تعالیٰ شیطان کے شبہات کو محو کر دیتا اور اسے اپنی آیات کے چہرے سے زائل کر دیتا۔ مذکورہ آیت پہلے مطلب کی علت کو بیان کر رہی ہے یعنی خدا تعالیٰ اسلئے آیات کی تلاوت میں شیطان کو شبہ ڈالنے کی اجازت دیتا تاکہ انہیں بیمار دل اور سنگ دل لوگوں کیلئے ضلالت اور گمراہی کا ذریعہ قرار دے۔

2_ بیمار دل اور قسی القلب ہونا، شیطان کے فتنوں اور دھوکوں میں گرفتار ہونے کا مناسب سامان فراہم کرتا ہے۔
لیجعل ما یلقى الشیطان فتنة ... و القاسية قلوبهم

3_ طول تاریخ میں کفر و شرک کا محاذ، بیمار دل اور قسی القلب لوگوں سے تشکیل پاتا رہا ہے۔
و ما أرسلنا من قبلك من رسول ... للذین فی قلوبهم مرض و القاسية قلوبهم

4_ بیمار دل اور سنگ دل افراد، ظالم اور غیر منصف لوگ ہیں۔ للذین فی قلوبهم مرض و القاسية قلوبهم و إنّ الظلمین لفی شقاق بعید "ستمگروں" سے مراد بیمار دل اور قسی القلب لوگ ہیں اور "شقاق" کا معنی ہے مخالفت اور دشمنی کرنا اور "بعید"، "شقاق" کی صفت اور دور دراز کے معنی میں ہے یعنی یہ ستمگر گروہ حق کے ساتھ دور دراز دشمنی کرنے میں ہیں مقصود یہ ہے کہ ان کے اور حق کے درمیان فاصلہ اس قدر زیادہ ہے کہ ان کے حق کے ساتھ مخالفت اور دشمنی سے دست بردار ہونے کی کوئی امید نہیں ہے درحقیقت یہ پیغمبر اکرم (ص) کو ایک نصیحت ہے کہ ان سے امید منقطع کر لیں اور ان کے ایمان لانے کے ساتھ دل نہ لگائیں۔

5_ صدر اسلام میں پیغمبر اکرم (ص) کے مخالفین، بیمار دل، قسی القلب اور ستمگر لوگ تھے۔ لیجعل ما یلقى الشیطان ... و إنّ الظلمین لفی شقاق بعید

6_ تاریخ کے غیر منصف کفار، حق دشمن اور آیات وحی و انبیاء (ع) ءالہی کے ساتھ کسی صورت میں موافقت نہ کرنے والے لوگ تھے۔ و إنّ الظلمین لفی شقاق بعید

7_ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کو نصیحت کہ وہ بیمار دل اور قسی القلب حق دشمنوں سے امید منقطع کر لیں اور ان کے ایمان لانے کے ساتھ دل نہ لگائیں۔ و ان الظلمین لفی شقاق بعید

آنحضرت (ص): آپ (ص) کے مخالفین کے دل کی بیماری ۵: آپ (ص) کی نصیحت ۴: آپ (ص) کے مخالفین کا ظلم ۵:
آپ (ص) کے مخالفین کے دل کی قساوت ۵

آیات الہی: ان کے دشمن ۶/ اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۵

انبیاء (ع): ان کے دشمن ۶/ دھوکہ کھانا: اس کا پیش خیمہ ۲

بیمار دل لوگ: ان کا دھوکہ کھانا ۱: انکی گمراہی کا پیش خیمہ ۱: انکا ظلم ۳

شیطان:

اسکے دھوکہ دینے کے اثرات ۲؛ اسکی آزادی کا فلسفہ ۱

ظالم لوگ ۳؛ انکی حق دشمنی ۶؛ انکی دشمنی ۶

دل: اسکی بیماری کے اثرات ۲؛ اسکی قساوت کے اثرات ۲

کفار: ان کے دل کی بیماری ۳؛ انکی حق دشمنی ۶؛ انکی دشمنی ۶؛ ان کے دل کی قساوت ۳

مشرکین: ان کے دل کی بیماری ۳؛ ان کے دل کی قساوت ۳

ناامیدی: بیمار دلوں کے ایمان سے ناامیدی ۴؛ حق دشمنوں کے ایمان سے ناامیدی ۴؛ سنگدلوں کے ایمان سے ناامیدی ۴

آیت ۵۳

﴿وَلْيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادٍ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

اور اس لئے بھی کہ صاحبان علم کو معلوم ہو جائے کہ یہ وحی پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور اس طرح وہ ایمان لے آئیں اور پھر ان کے دل اس کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کریں اور یقیناً اللہ ایمان لانے والوں کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والا ہے (۵۳)

1_ ارادہ الہی کے ساتھ آیات وحی کے چہرے سے شیطانی شبہات کا زائل ہونا اس خاطر تھا تا کہ نعمت معرفت و دانش سے بہرہ مند لوگ اسکی حقانیت کو پالیں اور اطمینان خاطر کے ساتھ اس پر ایمان لائیں۔

فینسخ الله ما يلقي الشيطان ... و ليعلم الذين أوتوا العلم ... فتخبت له قلوبهم

"أَنَّهُ الْحَقُّ" کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے کہ جس کا ۵۲ نمبر آیت میں ضمنی طور پر تذکرہ ہو چکا ہے ("تخبت" کا مصدر) "اخبات"،

"خبث" سے مشتق ہے اور "خبث" اس وسیع اور ہموار زمین کو کہا جاتا ہے جس میں نشیب و فراز نہ ہو "قلب محبت" یعنی

وہ دل جو مطمئن، پرسکون اور شک و اضطراب سے خالی ہو۔ مذکورہ آیت جملہ "فینسخ الله ما يلقي الشيطان ..." کی علت

ہے یعنی خدا تعالیٰ آیات وحی سے شیطان کے شبہات کو زائل کرتا ہے تاکہ جو لوگ نعمت دانش سے بہرہ مند ہیں جان لیں

کہ قرآن حق ہے اور پروردگار کی جانب سے نازل ہوا ہے اور اس سلسلے میں ان کے دل مطمئن ہو جائیں۔

2_ نور دانش و معرفت، نعمت الہی اور خدادادی قدر ہے۔ و لیعلم الذین اوتوا العلم

عبارت "الذین اوتوا العلم" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علم و معرفت ایسی نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے علماء کو دی گئی ہے۔

3_ اہل دانش و معرفت، سالم اور نرم دل رکھتے ہیں۔ لیجعل ... للذین فی قلوبہم مرض و القاسیۃ قلوبہم ... و لیعلم الذین اوتوا العلم

5_ دل کا سالم و نرم ہونا، حق کی طرف مائل ہونے اور اسے قبول کرنے کا مناسب ذریعہ ہے۔ لیجعل ... للذین فی قلوبہم مرض و القاسیۃ قلوبہم ... و لیعلم الذین اوتوا العلم أنه الحق ... فتخبث له قلوبہم

6_ علم، دل و جان کی سلامتی اور جہل، دل کی بیماری اور قساوت قلبی کا سبب ہے۔ لیجعل ... للذین فی قلوبہم مرض و القاسیۃ قلوبہم ... و لیعلم الذین اوتوا العلم أنه الحق من ربك

7_ قرآن ایسی کتاب ہے جو حق کے ساتھ آمیختہ اور ہر قسم کے باطل سے مبرا ہے۔ أنه الحق

8_ قرآن ایسی کتاب ہے جو خدا تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔ أنه الحق من ربك

9_ خدا تعالیٰ، انسانوں کا پروردگار ہے۔ أنه الحق من ربك

10_ خدا تعالیٰ، اہل ایمان کا رہنما ہے۔ و إن الله لهاد الذین آمنو

11_ قرآن، کتاب ہدایت ہے۔ انه الحق من ربك ... و ان الله لهاد الذین آمنوا إلى صراط مستقیم

12_ توحید اور یکتا پرستی، راہ ہدایت اور صراط مستقیم ہے۔ أنه الحق من ربك ... و إن الله ... إلى صراط مستقیم

اقدار: ۲ انسان: اس کا رب ۹

ایمان: حقانیت قرآن پر ایمان ۱

توحید: اس کا معادی ہونا ۱۲

جہل:

اسکے اثرات ۶

حق: اسے قبول کرنے کا پیش خیمہ ۵

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۱؛ اسکی ربوبیت ۹

شیطان: اسکے شبہ ڈالنے کا غیر موثر ہونا ۱

صراط مستقیم: اسکے موارد ۱۲

علم: اسکے اثرات ۶؛ اسکی قدر و قیمت ۲؛ اس کا سرچشمہ ۲

علمای: ان کے دل کا اطمینان ۱؛ ان کا ایمان ۱؛ ان کے دل کا نرم ہونا ۳؛ ان کے فضائل ۳؛ ان کا قلب سلیم ۳

قرآن: اس کا منزہ ہونا ۴؛ اسکی حقانیت ۴؛ اس سے شبہ کو دور کرنے کا فلسفہ ۱؛ اس کا سرچشمہ ۴؛ اس کا وحی ہونا ۸؛ اسکی

خصوصیات ۴، ۱۱؛ اس کا ہادی ہونا ۱۱؛ اسکی ہدایات ۱۰

قلب: اسکے نرم ہونے کے اثرات ۵؛ اسکی سلامتی کا پیش خیمہ ۶؛ اسکی قساوت کے عوامل ۶

مؤمنین: ان کا علم ۳؛ ان کے فضائل ۳؛ ان کی نعمتیں ۳؛ انکی ہدایت ۱۰

نعمت: علم والی نعمت ۲

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۹

آیت ۵۵

﴿وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَوْمَ عَقِيمٍ﴾

اور یہ کفر اختیار کرنے والے ہمیشہ اس کی طرف سے شبہ ہی میں رہیں گے یہاں تک کہ اچانک ان کے پاس قیامت آجائے یا کسی منحوس دن کا عذاب وارد ہو جائے (۵۵)

۱۔ صدر اسلام کے مشرکین کا قرآن اور اسکے الہی ہونے کے بارے میں شک و تردید، گہرا اور ناقابل زوال تھا۔ و لا یزال الذین کفروا فی مریۃ منہ حتی تأتیہم الساعۃ

"کفروا" کا متعلق محذوف ہے اور (سابقہ آیت میں) "أنه الحق من ربك" قرینہ ہے کہ یہ دراصل "کفروا بالقرآن" ہے "مریۃ" فعل "امتزی یمتری" کا مصدر اور شک و تردید کے معنی میں ہے اور "الساعۃ" یعنی اس گھڑی اور یہ اشارہ ہے قیامت کے برپا ہونے اور لوگوں کے میدان محشر میں حاضر ہونے کی طرف۔ "بغت بغتہ" یعنی اچانک۔

2_ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کو نصیحت کی گئی ہے کہ حق دشمن کافروں سے امید منقطع کر لیں اور ان کے ایمان لانے کے ساتھ امید نہ باندھیں۔ حتیٰ تأتیہم الساعة بغتۃ خدا تعالیٰ کا خبر دینا کہ پیغمبر اکرم (ص) کے مخالفین ہرگز قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے ہو سکتا ہے پیغمبر اکرم (ص) کو نصیحت کرنے کیلئے ہو کہ انہیں ان کے کفر و بے ایمانی میں چھوڑ دیں اور ان کے قرآن و اسلام کی طرف آنے کی امید نہ رکھیں۔

3_ قیامت کا برپا ہونا اور لوگوں کا میدان محشر میں جمع ہونا، ایک اچانک اور حیران کر دینے والا واقعہ ہے۔ حتیٰ تأتیہم الساعة بغتۃ

4_ قیامت برپا ہونے کا وقت خدا تعالیٰ کے ہاں مشخص اور معین ہے۔ حتیٰ تأتیہم الساعة بغتۃ "ساعۃ" کا الف و لام عہد کے ساتھ استعمال مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

5_ صدر اسلام کافروں کو تہس نہس کر دینے والے عذاب کی دھمکی۔ أو یأتیہم عذاب یوم عقیم مذکورہ جملے میں عذاب سے مراد مہلک عذاب ہے، "عذاب" کی یوم کی طرف اضافت ظرفیہ اور دراصل "عذاب فی یوم عقیم" ہے اور "عقیم"، "یوم" کی صفت اور بانجھ کے معنی میں ہے اور "یوم" کی "عقیم" کے ساتھ توصیف اس لحاظ سے ہے کہ جس دن مہلک عذاب نازل ہوگا وہ کافروں کی زندگی کا آخری دن ہوگا اور اسکے بعد ان کیلئے اور دن نہیں ہوگا۔

6_ مہلک عذاب کے نازل ہونے کا دن کافروں کی زندگی کا آخری دن ہوگا اور ان کا اس سے نجات حاصل کرنا ممکن ہے۔ أو یأتیہم عذاب یوم عقیم

7_ مہلک عذاب کافروں کے دلوں سے آیات الہی کی نسبت ہر قسم کے شک و ریب کو ختم کر دیگا۔ أو یأتیہم عذاب یوم عقیم ایمان: بے فائدہ ایمان ۸؛ یہ عذاب کے وقت ۸ آیات الہی: ان سے شک کو دور کرنے کے عوامل ۷ آنحضرت (ص) آپ (ص) کو نصیحت ۲ ڈرانا: مہلک عذاب سے ڈرانا ۵

خدا تعالیٰ: اسکی نصیحتیں ۲; اس کا علم ۳

عذاب: مہلک عذاب کے اثرات ۴; مہلک عذاب ۸; مہلک عذاب سے نجات ۶

قرآن: اسکے وحی ہونے میں شک ۱

قیامت: اس میں ایمان ۸; اس کا علم ۳; اس کا اچانک ہونا ۳; اس کا وقت ۳; اسکی خصوصیات ۳

کفار: صدر اسلام کے کفار کو ڈرانا ۵; ان کے شک کو دور کرنا ۴; ان کا مہلک عذاب ۶; ان کا انجام ۶

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کا شک ۱; صدر اسلام کے مشرکین اور قرآن ۱

مایوسی: حق دشمنوں کے ایمان سے مایوسی ۲; کافروں کے ایمان سے مایوسی ۲

آیت ۵۶

﴿الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ﴾

آج کے دین ملک اللہ کے لیے ہے اور وہی ان سب کے درمیان فیصلہ کرے گا پھر جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے وہ نعمتوں والی جنت میں رہیں گے (۵۶)

1_ روز قیامت کی مطلق اور بے مثل فرمانروائی، خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ الملک یومئذ للہ

2_ قیامت، کفر و ایمان کے محاذوں کے درمیان فیصلے کا دن ہے۔ یحکم بینہم

3_ خدا تعالیٰ روز قیامت کا حاکم اور فیصلہ کرنے والا ہے۔ الملک یومئذ للہ یحکم بینہم

4_ بہشت، نیک کردار مؤمنین کا اجر ہے۔ فالذین آمنوا و عملوا الصلحت فی جنت النعیم

5_ بہشت کی نعمتوں کا حصول ایمان و عمل صالح کی ہمراہی میں منحصر ہے۔ فالذین آمنوا و عملوا الصلحت فی جنت

6_ اہل ایمان کا بہشت میں داخل ہونا، خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے اور کافروں کے درمیان فیصلہ کے بعد ہوگا۔
یحکم بینہم فالذین آمنوا ... فی جنت النعیم

7_ بہشت میں متعدد باغ ہیں اور وہ نعمتوں سے سرشار ہے۔ فی جنت النعیم

8_ عالم آخرت، عالم جزا و سزا۔ الملک یومئذ للہ یحکم بینہم ... فی جنت النعیم

ایمان: اسکے اثرات ۵

بہشت: اسکی پاداش ۳؛ اسکے باغوں کا متعدد ہونا ۴؛ اسکی نعمتیں ۵، ۷

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۱؛ اسکی اخروی حکمرانی ۱؛ اسکی اخروی قضاوت ۳، ۶

صالحین: انکی اخروی پاداش ۳

عمل صالح: اسکے اثرات ۵

قیامت: اس میں پاداش ۸؛ اس میں حاکمیت ۱؛ اس میں قضاوت ۲، ۳، ۶؛ اس میں سزا، ۸؛ اسکی خصوصیات ۲، ۸

کفار: ان کے اور مؤمنین کے درمیان قضاوت ۲، ۶

مؤمنین: انکی اخروی پاداش ۳؛ یہ بہشت میں ۶

آیت ۵۷

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی ان کے لیے نہایت درجہ کا رسوا کن عذاب ہے (۵۷)

1_ کفر و ایمان، روز قیامت انسانوں کے درمیان خدا تعالیٰ کے فیصلے کا معیار۔ یحکم بینہم فالذین آمنوا ... و الذین کفروا ... عذاب مہین

2_ دوزخ کا عذاب، خدا کے ساتھ کفر کرنے اور اسکی آیات (قرآن) کو جھٹلانے کی سزا۔ والذین کفروا و کذبوا بآیاتنا فأولئك لهم عذاب مہین

3_ دوزخ کا عذاب متنوع اور مختلف اقسام کا ہے۔ فأولئك لهم عذاب مہین

"مہین" کے مصدر "اہانہ" کا معنی ہے رسوا اور ذلیل کرنا۔ کافروں اور آیات الہی کی تکذیب کرنے والوں کے عذاب کی "خوار کرنے والے" کے ساتھ تو صیف اس حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ دوزخ کے عذاب اور انواع و اقسام کے ہیں قابل ذکر ہے کہ مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "مہین" صفت تخصیصی ہونہ تو ضیحی۔

4_ دوزخ کا عذاب خوار کرنے والا اور ذلت آور ہے۔ لهم عذاب مہین

مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "مہین" "عذاب" کی صفت تو ضیحی ہے۔

5_ خدا کا کفر کرنا اور اسکی آیات (قرآن) کو جھٹلانا، استکباری فطرت اور خود کو برتر سمجھنے کا سرچشمہ ہے۔ والذین کفروا و کذبوا بآیاتنا فأولئك لهم عذاب مہین

"عذاب" کی "مہین" (ذلیل کرنے والا) کے ساتھ تو صیف اس حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ خدا کا کفر اور اسکی آیات کی تکذیب ایسا کردار ہے کہ جس کا سرچشمہ استکباری فطرت اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسکی ساتھ متناسب سزا کا انتظام فرمایا ہے تاکہ اس استکباری

فطرت کو ختم کر کے انہیں ذلت و خواری میں مبتلا کر دے۔

6۔ اغروی سزائیں انسانوں کے دنیاوی کردار کے ساتھ متناسب ہیں۔ والذین کفروا و کذبوا بآیا تنا ... عذاب مہین

7۔ صدر اسلام کے کفار اور تکذیب کرنے والے، مستکبر اور اپنے آپ کو برتر سمجھنے والے لوگ تھے۔
والذین کفروا و کذبوا بآیا تنا ... عذاب مہین

8۔ خدا تعالیٰ اور اسکی آیات کے مقابلے میں استکبار کرنے کا نتیجہ، دوزخ کا خوار کرنے والا اور ذلت آمیز عذاب ہے۔
والذین کفروا و کذبوا بآیا تنا ... عذاب مہین

9۔ قرآن مجید، آیت آیت کی صورت میں ہے۔ کذبوا بآی تن

10۔ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی نشانیوں کا مجموعہ ہے۔ کذبوا بآی تن

آیات الہی: انکی تکذیب کی سزا، ۲؛ انکی تکذیب کا سرچشمہ ۵

استکبار: آیات خدا کے مقابلے میں استکبار کی سزا، ۸؛ خدا کے مقابلے میں استکبار کی سزا، ۸

ایمان: اسکے اثرات ۱

تکبر: اسکے اثرات ۵

جہنم: اسکے عذاب کا متنوع ہونا ۳؛ اسکے اسباب ۲، ۸؛ اسکے عذاب کی خصوصیات ۳

خدا تعالیٰ: اسکی اغروی قضاوت کا معیار، ۱

عذاب: اہل عذاب ۲؛ ذلت آمیز عذاب ۳، ۸؛ اسکے درجے ۳، ۸؛ اغروی عذاب کی اسباب ۸

قرآن: اس میں آیات الہی ۱۰؛ اس کا آیت آیت ہونا ۹؛ اسے جھٹلانے والوں کا استکبار ۴؛ اسکی ساخت ۹؛ اسے جھٹلانے

والوں کی صفات ۹؛ اسے جھٹلانے کی سزا، ۲؛ اسے جھٹلانے کا سرچشمہ ۵؛ اسکی خصوصیات ۹، ۱۰

قیامت: اس میں قضاوت ۱

کفار: صدر اسلام کے کفار کا استکبار ۴؛ صدر اسلام کے کفار کی صفات ۴

کفر: اسکے اثرات ۱؛ اسکی سزا، ۲؛ خدا کے ساتھ کفر کا سرچشمہ ۵

سزا: اس کا گناہ کے ساتھ متناسب ہونا ۶

سزا کا نظام: ۶

آیت ۵۸

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾

اور جن لوگوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اور پھر قتل ہو گئے یا انہیں موت آگئی تو یقیناً خدا انہیں بہترین رزق عطا کرے گا کہ وہ بیشک بہترین رزق دینے والا ہے (۵۸)

1_ دین کی حفاظت کی خاطر اپنا شہر اور وطن چھوڑ کر دیار غربت کی طرف ہجرت کرنا ایک شائستہ اور خدا کا محبوب عمل ہے۔ و الذین ہاجروا فی سبیل اللہ ... لیرزقہم اللہ

2_ اللہ تعالیٰ، مہاجر مؤمنین کے اجر کا ذمہ دار ہے۔ و الذین ہاجروا فی سبیل اللہ ... لیرزقہم اللہ رزقاً حسن

3_ مہاجرین کی دیار ہجرت میں موت وہاں پر انکی شہادت کے برابر ہے۔ و الذین ہاجروا فی سبیل اللہ ... لیرزقہم اللہ رزقاً حسن

4_ خدا تعالیٰ کی طرف سے صدر اسلام کے ان مہاجرین کیلئے بہشت کی ضمانت کہ جو اس وقت (مذکورہ آیت کے نزول کے وقت) تک فوت ہو چکے تھے یا دشمن کے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے۔ و الذین ہاجروا فی سبیل اللہ ثم ... لیرزقہم اللہ رزقاً حسن

5_ عمدہ رزق، خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤمن مہاجرین کیلئے اخروی اجر۔ و الذین ہاجروا ... لیرزقہم اللہ رزقاً حسن

6_ خدا تعالیٰ سب سے اچھا رازق ہے۔ و إِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

اسما و صفات:

خیر الرازقین ۶

بہشتی لوگ: ۳

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۶; اس کا اجر ۲; اس کا رازق ہونا ۶

دینداری: اسکی اہمیت ۱

روزی: اس کا سرچشمہ ۶

عمل: پسندیدہ عمل ۱

مؤمنین: ان کے اجر کا سرچشمہ ۲

مہاجرین: انکی موت کی قدر و قیمت ۳; ان کا اخروی اجر ۵; انکی اخروی روزی ۵; انکی اچھی روزی ۵; صدر اسلام کے

مہاجرین کی شہادت ۳; صدر اسلام کے مہاجرین کی موت ۳; ان کے اجر کا سرچشمہ ۲; صدر اسلام کے مہاجرین بہشت

میں ۳

ہجرت: اسکی فضیلت ۱

آیت ۵۹

﴿لِيَدْخُلْنَهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ﴾

وہ انہیں ایسی جگہ پہنچائے گا جسے وہ پسند کرتے ہوں گے اور اللہ بہت زیادہ جاننے والا اور برداشت کرنے والا ہے (۵۹)

1_ خدا تعالیٰ، آخرت میں ہجرت کرنے والے مؤمنین کے اجر کا ذمہ دار ہے۔ و الذین ہاجروا ... لیدخلنہم مدخلاً

یرضونہ

2_ ہجرت کرنے والے مؤمنین جہان آخرت میں مطلوب اور دل پسند مقام رکھتے ہوں گے۔ و الذین ہاجروا ...

لیدخلنہم مدخلاً یرضونہ

3_ دل پسند گھر اور جگہ، آخرت میں ہجرت کرنے والے مؤمنین کیلئے خدا تعالیٰ کی عمدہ روزی کے برجستہ ترین مصادیق میں

سے ہے۔ لیرزقنہم اللہ رزقاً حسناً ... لیدخلنہم

مذکورہ مطلب اس نکتے کو مد نظر رکھتے ہوئے ہے کہ جملہ "لیدخلنہم" بدل اشتمال اور بالفاظ دیگر اچھے رزق (لیرزقہم اللہ رزقاً حسناً) کے مصداق میں سے ہے۔

4_ خدا تعالیٰ کی طرف سے صدر اسلام کے مؤمنین اور مہاجرین کو نصیحت کہ وہ کفار کے دباؤ اور اذیتوں کے مقابلے میں بردباری کا ثبوت دیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔ و الذین ہاجروا... ثم قتلوا... و إنّ اللہ لعلیم حلیم

جملہ "و إنّ اللہ لعلیم حلیم" میں "علیم" کا متعلق مخذوف اور قرینہ مقام کے پیش نظریہ درحقیقت "و إنّ اللہ لعلیم بما فعل المشرکون بالمؤمنین من إخراجهم من دیارہم و قتلہم المہاجرین حلیم بمہلہم و لا ینتقم منہم إلی حین" ہے۔ مشرکین نے مؤمنین کے ساتھ جو کچھ کیا ہے خدا اس سے آگاہ ہے اور چونکہ وہ حلیم اور بردبار ہے لہذا انہیں فرصت دیتا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ مذکورہ جملہ درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے صدر اسلام کے مؤمنین کو ایک نصیحت ہے کہ وہ کافروں کے دباؤ کی وجہ سے بے حوصلہ نہ ہو جائیں بلکہ جس طرح خدا حلیم اور بردبار ہے وہ بھی بردباری کا ثبوت دیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔

5_ خدا تعالیٰ علیم (جاننے والا) اور حلیم (بردبار) ہے۔ و إنّ اللہ لعلیم حلیم

اسما و صفات: حلیم ۵؛ علیم ۵

خدا تعالیٰ: اس کا اجر، ۱ اسکی نصیحتیں ۳

کفار: صدر اسلام کے کفار کی اذیتوں پر صبر کرنا ۳

مہاجرین: صدر اسلام کے مہاجرین کو اذیت ۳؛ ان کا اخروی اجر، ۱؛ صدر اسلام کے مہاجرین کو نصیحت ۳؛ انکی عمدہ

روزی ۳؛ صدر اسلام کے مہاجرین کا صبر ۳؛ ان کا اخروی گھر ۳؛ ان کا اخروی مقام و مرتبہ ۲؛ ان کے اجر کا سرچشمہ ۱

آیت ۶۰

﴿ذَلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لِيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُؤٌ غَفُورٌ﴾

یہ سب اپنے مقام پر ہے لیکن اس کے بعد جو دشمن کو اتنی ہی سزا دے جتنا کہ اس ستایا گیا ہے اور پھر بھی اس پر ظلم کیا جائے تو خدا اس کی مدد ضرور کرے گا کہ وہ یقیناً بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (۶۰)

1_ مشرکین کے دباؤ اور اذیتوں کے مقابلے میں مؤمنین اور مہاجرین کا صبر اور بردباری سے کام لینا اور انتقام سے پرہیز کرنا، ایک ایسا اہم اور تقدیر ساز امر ہے کہ جسکی خدا تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ نصیحت فرمائی ہے (مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے اوائل میں) والذین ہاجروا ... و إِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ذَلِكَ

"ذَلِكَ" محذوف بتدا کی خبر ہے اور یہ صدر اسلام کے مؤمنین اور مہاجرین کو خدا تعالیٰ کی اس نصیحت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مشرکین کے دباؤ اور اذیتوں کے مقابلے میں بردبار رہیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔ قابل ذکر ہے کہ ایسے موارد میں عام طور پر "ہذا" استعمال ہوتا ہے لہذا "ذَلِكَ" کہ جو بعید کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے۔ کا استعمال اس خاص دور میں صدر اسلام کے مشرکین کی اذیتوں کے مقابلے میں صبر و تحمل کی اہمیت کو بیان کر رہا ہے یہ وہ دور تھا کہ ظاہراً مؤمنین ابھی تک دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے کافی طاقت سے بہرہ مند نہیں تھے۔

2_ مشرکین کی عقوبت کے مقابلے میں صدر اسلام کے ایک مؤمن کا انہیں ان جیسا جواب دینا۔ و مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ

آیت کے ظاہر سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک مؤمن نے مشرکین کی طرف سے اسے دی جانے والی عقوبت کے مقابلے میں انہیں انتقاماً ترکی بہ ترکی جواب دیا اور پھر دوبارہ ان کی طرف سے اس پر ظلم و ستم کیا گیا۔ اس ظلم کے بعد خدا تعالیٰ نے اسے پکا وعدہ دیا کہ وہ اسکی مدد کریگا تا کہ اپنا انتقام لے سکے البتہ اسکے ساتھ ساتھ اس حقیقت کی یاد دہانی بھی کرا کر کہ خدا بخشنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے نصیحت کی کہ اگر اس ظلم سے درگزر کرتے ہوئے اور ظالم کو معاف کر دے تو یہ زیادہ مناسب اور پسندیدہ ہے۔

3_ مشرکین کی طرف سے ان مسلمانوں پر دوبارہ ظلم کہ جنہوں نے انہیں ترکی بہ ترکی جواب دیا تھا (یعنی جیس عقوبت مشرکین نے انہیں دی تھی انہوں نے بھی ویسی ہی عقوبت مشرکین کو دی تھی) و مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

4_ خدا تعالیٰ نے ستم کا شکار ہونے والے مسلمانوں کو قطعی وعدہ دیا ہے کہ وہ انکی مدد اور نصرت کریگا تاکہ ستمگروں سے اپنا انتقام لے سکیں۔ ومن عاقب ... ثم بغی علیہ لینصرنہ اللہ

5_ خدا تعالیٰ مظلوموں کا حامی اور مددگار اور ظالموں اور ستمگروں کا دشمن ہے۔ و من عاقب بمثل ما عوقب بہ ثم بغی علیہ لینصرنہ اللہ

6_ خدا تعالیٰ نے مشرکین کے ظلم کا شکار ہونے والے مسلمان شخص کو نصیحت فرمائی کہ وہ دشمنوں سے درگزر کر دے اور انہیں معاف کر دے۔ و من عاقب ... ثم بغی علیہ لینصرنہ اللہ إِنَّ اللہ لعفو غفور

7_ خدا تعالیٰ عفو (درگزر کرنے والا) اور غفور (بخشنے والا) ہے۔ إِنَّ اللہ لعفو غفور

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲، ۳، ۳، ۶

اسما و صفات: عفو ۴؛ غفور ۴

تجاوز کرنے والے: ان کا دشمن ۵

خدا تعالیٰ: اسکی نصیحتیں ۱، ۶؛ اسکی حمایت ۵؛ اسکی دشمنی ۵؛ اسکی نصرت ۳؛ اس کا وعدہ ۳

ظالم لوگ: ان کا دشمن ۵

مسلمان: مظلوم مسلمان کو نصیحت ۶؛ صدر اسلام کے مسلمان کا ترکی بہ ترکی جواب دینا ۳

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کا تجاوز کرنا ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کی اذیتوں کے مقابلے میں صبر ۱

مظلومین: ان کا حامی ۵؛ انکی نصرت ۳

مؤمنین: صدر اسلام کے مؤمنین کا ترکی بہ ترکی جواب دینا ۲

مہاجرین: صدر اسلام کے مہاجرین کے صبر کی اہمیت ۱؛ صدر اسلام کے مہاجرین کو نصیحت ۱۱

آیت ۶۱

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيْرٌ﴾

یہ سب اس نئے ہے کہ خدات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اللہ بہت زیادہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے (۶۱)

1_ خدا تعالیٰ کا شب و روز کو تبدیل کرنے پر قادر ہونا، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ ستمگروں سے انتقام لینے کیلئے مظلوموں کی مدد کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ ذلک بأنّ اللہ یولج الیل فی النهار ... و أنّ اللہ سمیع بصیر

گذشتہ آیت میں خدا تعالیٰ نے مشرکین کے ظلم کا شکار بننے والے مسلمان کو قطعی وعدہ دیا کہ وہ اسکی مدد کریگا تا کہ وہ ظالموں سے اپنا انتقام لے سکے اور اس آیت میں۔ اس چیز کے پیش نظر کہ مبادا کوئی خدا تعالیٰ کے اپنے وعدوں کو پورا کرنے پر قادر ہونے اور مظلوموں کی مدد اور حمایت کرنے میں شک کرے اپنی بے انتہا قدرت کے ایک گوشے کو بیان کیا ہے۔

2_ شب و روز کو ایک دوسرے کے پیچھے لانا اور انہیں مسلسل ایک دوسرے کی جگہ پر تبدیل کرنا خدا تعالیٰ کی قدرت مطلقہ کا ایک جلوہ ہے۔ بانّ اللہ یولج الیل فی النهار و یولج النهار فی الیل

("یولج" کے مصدر) "ایلاج" کا معنی ہے داخل کرنا رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرنا ممکن ہے شب و روز کو ایک دوسری کی جگہ پر تبدیل کرنے سے کنایہ ہو یعنی خدا تعالیٰ تدریجاً رات کو دن کی جگہ پر اور تدریجاً دن کو رات کی جگہ پر قرار دیتا ہے۔ اسی طرح ہو سکتا ہے اس سے مراد دن کو چھوٹا اور رات کو بڑا کرنا ہو اور اس کا برعکس ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

3_ پورے سال میں شب و روز کا مسلسل چھوٹا بڑا ہونا، خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت کی علامت ہے۔
ذلک بانّ اللہ یولج الیل فی النهار و یولج النهار فی الیل

مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ رات کو دن میں داخل کرنے سے مراد رات کو چھوٹا اور دن کو بڑا کرنا ہو نیز دن کو رات میں داخل کرنے سے مراد دن کی گھڑیوں کو کم اور رات کو گھڑیوں کو زیادہ کرنا ہو۔

4_ خدا تعالیٰ، مظلوم کی فریاد سنتا ہے اور ظالم کو دیکھتا ہے۔ وَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ

"سمیع" اور "بصیر" کا متعلق محذوف ہے اور گزشتہ آیت کے پیش نظر اصل میں یوں ہے "وَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ دَعَاءِ مَنْ بَغَىٰ عَلَيْهِ وَ بَصِيرٌ بِبَغَى الْبَاغِی"۔

5_ خدا تعالیٰ کا علم و قدرت کامل اور نقص سے پاک ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوَلِّی الیْل ... وَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ

6_ خدا سَمِیع (سننے والا) اور بَصِیر (دیکھنے والا) ہے۔ وَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ

اسما و صفات: بصیر ۶؛ سمیع ۶

خدا تعالیٰ: اس کا بصیر ہونا ۴؛ اس کا منزہ ہونا ۵؛ اسکی قدرت کے دلائل ۳؛ اسکی نصرت کے دلائل ۱؛ اس کا سننا ۴؛ اسکی قدرت ۱؛ اس کے علم کا کامل ہونا ۵؛ اسکی قدرت کا کامل ہونا ۵؛ اسکی قدرت کی نشانیاں ۲؛ اس کے علم کی خصوصیات ۵؛ اسکی

قدرت کی خصوصیات ۵

دن: اسکی گردش ۱، ۳، ۲

رات: اسکی گردش ۱، ۲، ۳

ظالم لوگ: ان سے انتقام ۱

مظلومین: ان کا حامی ۱

آیت ۶۲

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ﴾

یہ اس لئے ہے کہ خدا ہی یقیناً برحق ہے اور اس کے علاوہ جس کو بھی یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور اللہ بہت

زیادہ بلندی والا اور بزرگی اور عظمت والا ہے (۶۲)

1_ قدرت خدا کے سائے میں شب و روز کا مسلسل ایک دوسرے کی جگہ پر تبدیل ہونا اسکی تدبیر اور ربوبیت

کا بولتا ثبوت ہے۔ بَاَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ ... ذَلِكَ بَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

گذشتہ آیت خدا تعالیٰ کی قدرت مطلقہ کے ایک جلوے کو بیان کر رہی تھی یعنی شب و روز کو تبدیل کرنا کہ جس کے ساتھ انسان کی زندگی کا نظام چلتا ہے اس آیت میں فرماتا ہے یہ جو خدا تعالیٰ نے نظام ہستی کی تدبیر اپنے اختیار میں رکھی ہے یہ اسلئے ہے کہ پورے عالم ہستی میں صرف وہ ہے جو معبود برحق ہے اور جو بھی اس کے غیر ہیں کہ جنہیں معبود سمجھتا جاتا ہے سب باطل، کھوکھلے اور خیالی ہیں اور بلند مرتبہ ہونا اور بزرگی صرف اسکی شان ہے نہ اسکے غیر کی۔

2_ صرف خدا تعالیٰ معبود برحق اور لائق عبادت ہے۔ ذَلِكَ بَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

3_ خدا تعالیٰ کے علاوہ ہر معبود خیالی اور باطل ہے۔ وَاِنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ

4_ تدبیر الہی کے سائے میں شب و روز کی گردش، شرک کے ہدف اور دیگر خداؤں کے بطلان کی واضح نشانی ہے۔

بَاَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ ... وَاِنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ

5_ جہان اور اس کا نظام، خدا شناسی اور توحید تک پہنچنے اور شرک کے مقصد کے بطلان کا مناسب ذریعہ ہے۔

ذَلِكَ بَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ ... وَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

6_ بلند مرتبہ ہونا اور بزرگی صرف خدا تعالیٰ کی شان ہے۔ وَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

مذکورہ جملے میں "ہو" ضمیر فصل ہے اور "العلی" "ان" کی پہلی اور "الکبیر" دوسری خبر ہے اور دونوں میں "ال" جنس کا اور مفید حصر ہے۔

7_ خدا تعالیٰ "علی" (بلند مرتبہ) اور کبیر (بزرگ) ہے۔ وَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

آیات الہی: آفاقی آیات ۵/ اسما و صفات: علی ۷؛ کبیر ۷

باطل معبود: ان کا کھوکھلا پن ۳؛ ان کے کھوکھلے پن کے دلائل ۳

توحید: توحید عبادی ۲، ۳

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۶؛ اسکی تدبیر ۳؛ خدا شناسی کے دلائل ۵؛ اس کا علو ۶؛ اسکی کبریائی ۶؛ اسکی تدبیر کی نشانیاں ۱؛

اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۱

دن: اسکی گردش ۱، ۳/ رات:

اسکی گردش ۱، ۳

شرک: اسکے بطلان کے دلائل ۳؛ اسکے کھوکھلے ہونے کے دلائل ۵

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۲

آیت ۶۳

﴿لَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا تو اس سے زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ یقیناً اللہ بہت زیادہ مہربان اور حالات کی خبر رکھنے والا ہے (۶۳)

1_ آسمان سے بارش کا نازل ہونا، خدا تعالیٰ کی ربوبیت اور تدبیر کا ایک جلوہ ہے۔ اَلَمْ تَرَ ... فتصبح الأرض مخضرة "اَلَمْ تَرَ..." میں استفہام تقریر کیلئے ہے یہاں پر بات ان لوگوں کے ساتھ ہے کہ جن کا عقیدہ تھا کہ آسمان سے بارش کا نازل ہونا اور اس کے ذریعے زمین کا سرسبز و شاداب ہونا اور زندگی کی گاڑی کا چلنا اور انسان کی زندگی کا سرو سامان پانا یہ سب صرف قدرت الہی کے جلوہ اور خدا تعالیٰ کی تدبیر کے زیر سایہ میسر ہے لیکن اسکے باوجود ان کا خیال یہ تھا کہ ان کی تقدیر دیگر خداؤں کے ہاتھ میں ہے۔

2_ بارش، زمین کے سرسبز ہونے، نباتات کے اگنے اور زندگی کے نظام کے چلتے رہنے کا سبب ہے۔
انزل من السماء ماء فتصبح الأرض مخضرة

3_ قدرتی اشیاء میں غور و فکر، انسان کی توحید اور یکتا پرستی تک دسترسی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔
اَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

4_ قدرتی اور مادی علتوں کی کارگردگی، ارادہ الہی کی محقق ہونی کا مظہر ہی۔ اَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً

5_ آسمان سے بارش کے نازل ہونے کی اصلی علت میں گہرا غور و فکر کرنا ضروری ہے۔
اَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً

6_ بارش کا نازل ہونا اور اس کا زمین کے اندر تک گھس جانا اور اسکے ذریعے زمین کا سرسبز و شاداب ہو جان خدا تعالیٰ کی اشیاء کے ظاہر و باطن پر محیط ہونے اور اسکے جہان ہستی کے موجودات کے تار و پود میں نفوذ رکھنے کی ایک نشانی ہے۔

الم تر ان الله انزل من السماء ماءً ... ان الله لطيف

"لطیف" (مصدر "لطف") سے دقیق کے معنی میں ہے اور مصدر "لطف" سے "صاحب لطف و کرم" کے معنی میں ہے خدا تعالیٰ کی لطیف کے ساتھ توصیف پہلے معنی کی بنیاد پر خدا تعالیٰ کے اس طرح اشیاء کے دل و جان میں نفوذ رکھنے اور حاضر ہونے سے کنایہ ہے کہ کوئی اسے محسوس نہیں کرتا اس بناء پر بارش کے نزول کو بیان کرنے کے بعد کہ جو غیر محسوس طریقے سے زمین کے اندر تک سرایت کرتی ہے۔ اس صفت کا ذکر کرنا اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ بارش خدا تعالیٰ کے لطیف ہونے کی ایک علامت ہے۔ مذکورہ مطلب اسی معنی کی بنیاد پر ہے۔

7_ خدا تعالیٰ کی سب انسانوں کے ساتھ نرمی اور مدارات۔ ان الله لطيف

مذکورہ مطلب اس بنیاد پر ہے کہ "لطیف" لطف (نرمی و مدارات) سے مشتق ہو اس صورت میں "لطیف" کا متعلق محذوف ہے یعنی "ان الله لطيف بعباده"

8_ خدا تعالیٰ، انسانوں کے امور سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔ ان الله لطيف خبير

9_ بارش کا نازل ہونا اور اسکے ذریعے نباتات کا اگنا خدا تعالیٰ کی انسانوں کے امور سے مکمل طور پر آگاہ ہونے کی نشانیوں

میں سے ہے۔ الم تر ان الله انزل من السماء ماءً ... ان الله لطيف خبير

10_ خدا تعالیٰ لطیف (دقیق) اور خیر (آگاہ) ہے۔ ان الله لطيف خبير

اسما و صفات: خیر ۱۰؛ لطیف ۱۰

بارش: اس کا برسنہ ۱، ۶، ۹؛ اسکے فوائد ۲

تدبیر: خلقت میں تدبیر کے اثرات ۳

تفکر: بارش برسنے کے عوامل میں تفکر کرنا ۵

توحید: اس کا پیش خیمہ ۳

نباتات: ان کے اگنے کے عوامل ۲

زندگی: اسکے عوامل ۲

خدا تعالیٰ: اس کا علم ۸؛ اسکے ارادے کے مجاری ۳؛ اس کا لطف و کرم ۴؛ اسکے محیط ہونے کی نشانیاں ۶؛ اسکی تدبیر کی

نشانیاں ۱؛ اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۱؛ اسکے علم کی نشانیاں ۹

زمین: اس کا سر سبز ہونا ۶؛ اسکے سر سبز ہونے کے عوامل ۲

قدرتی عوامل: ان کا کردار ۳

نباتات: ان کا اگنا ۹

آیت ۶۳

﴿لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کے لئے ہے اور یقیناً وہ سب سے بے نیاز اور قابلِ حمد و ستائش ہے (۶۳)

1_ خدا تعالیٰ عالم ہستی کا مطلق اور بے رقیب مالک ہے۔ لہٰذا ما فی السموات و ما فی الأرض

"لہ" مقرر عامل کے متعلق اور "ما" کی خبر ہے پس اس کا ابتدا پر مقدم کرنا مفید حصر ہے قابل ذکر ہے کہ یہاں پر بات ان لوگوں سے ہے جن کا یہ خیال تھا کہ جہاں میں کئی خدا ہیں اور انسانوں کی تقدیر ان کے ہاتھ میں ہے اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ پورا عالم ہستی خدا تعالیٰ کی ملکیت اور اسکے اختیار میں ہے مذکورہ جمع میں بنیادی طور پر کسی دوسرے موجود۔ کہ جو خود کی ملکیت سے باہر اور دیگر اشیاء میں تصرف کی قدرت رکھتا ہو۔ کے وجود کو ایک باطل اور جاہل ذہنوں کا گھڑا ہوا خیال شمار کیا گیا ہے۔

2_ عالم خلقت میں کئی آسمان ہیں۔ لہٰذا ما فی السموات

3_ خدا تعالیٰ، پورے عالم ہستی کا ایسا پروردگار ہے کہ جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ لہٰذا ما فی السموات و ما فی الأرض

4_ پورے عالم ہستی میں صرف خدا تعالیٰ غنی و بے نیاز اور حمید و لائق تعریف ہے۔ و إِنَّ اللَّهَ لَهُ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ

"ہو" ضمیر فعل اور "الغنی"، "اِنَّ" کی پہلی اور "الحمید" دوسری خبر ہے اور ان میں "ال" جنس کیلئے اور مفید حصر ہے۔ قابل ذکر ہے کہ یہ حصر شرک والی فکر کے وہم و خیال ہونے کی ایک اور دلیل کو بیان کر رہی ہے کیونکہ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے پورا عالم ہستی خدا کی حمد میں مصروف ہے اور صرف اس کا نیاز مند ہے کسی ایسے موجود کی

کوئی گنجائش نہیں ہے کہ جو خود بے نیاز ہو اور دوسروں کی نیاز کو پورا کرے اور اس وجہ سے قابل ستائش ہو۔

5_ پورا عالم ہستی فقیر، خدائے یکتا کا نیازمند اور اسکی تعریف کرنے والا ہے۔ لہ ما فی السموات ... و إنّ اللہ لہو الغنی الحمید

6_ بے نیازی اور تمام کمالات کا حامل ہونا، ربوبیت اور انسان و کائنات کے امور کی تدبیر کے لائق ہونے کی شرط ہے۔ و إنّ اللہ لہو الغنی الحمید

7_ خدا تعالیٰ کی مطلق بے نیازی اور مالکیت اسکے حمد و ستائش کے لائق ہونے کا سرچشمہ۔
لہ ما فی السموات ... و إنّ اللہ لہو الغنی الحمید

"مطلق بے نیازی اور مالکیت" کے بعد "حمید" کو ذکر کرنا مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

8_ خدا تعالیٰ غنی (بے نیاز) اور حمید (تعریف کیا ہوا) ہے۔ و إنّ اللہ لہو الغنی الحمید

آسمان: ان کا متعدد ہونا ۲

اسماء و صفات: حمید ۸؛ غنی ۸

انسان: اس کا رب ۶

بے نیازی: اسکے اثرات ۶

توحید: توحید ربوبی ۳

عالم خلقت: اس کا مالک ۱؛ اس کا رب ۶؛ اس کی نیازمندی ۵

حمد: خدا کی حمد ۳، ۵؛ خدا کی حمد کا سرچشمہ ۷

خدا تعالیٰ: اسکی خصوصیات ۱، ۳؛ اس کا بے نظیر ہونا ۳؛ اسکی بے نیازی ۳، ۷؛ اسکی مالکیت ۳، ۱، ۷

ربوبیت: اسکے شرائط ۶

کمال: اسکے اثرات ۶

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱، ۳، ۳

نیاز: خدا کی طرف نیاز ۵

آیت ۶۵

﴿لَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ يَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُؤُوفٌ رَحِيمٌ﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو مسخر کر دیا ہے اور کشتیاں بھی دریا میں اسی کی حکم سے چلتی ہیں اور وہی آسمانوں کو روکے ہوئے ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں گر سکتا ہے۔ اللہ اپنے بندوں پر بڑا شفیق اور مہربان ہے (۶۵)

1_ زمین کی تمام موجودات (جمادات، نباتات اور حیوانات) انسان کی خدمت میں اور اس کے استفادہ کیلئے مسخر اور رام ہیں۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

2_ انسان، زمین میں خدا کی محترم ترین اور بزرگ ترین مخلوق ہے۔ سخر لکم مَّا فِي الْاَرْضِ ... لرء وف رحيم
"اَلَمْ تَرَ..." میں استفہام تقریر کیلئے ہے ("سخر" کے مصدر) تسخیر کا معنی ہے رام کرنا۔ قابل ذکر ہے کہ اس حصے میں بھی بات ان لوگوں سے ہو رہی ہے کہ جو یہ دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس وسیع زمین میں سب چیزوں کو جمادات، نباتات اور حیوانات۔ ان کیلئے رام کیا ہے اور ان کے اختیار میں قرار دیا ہے تاکہ اسکے سائے تلے اپنی زندگی کی مختلف قسم کی ضروریات کو پورا کر سکیں اور انکی زندگی کی گاڑی بلا توقف چلتی رہے لیکن اسکے باوجود ان کا خیال یہ ہے کہ انکی تقدیر دیگر خداؤں کے یہاں بنتی ہے۔

3_ زمین، خدا تعالیٰ کے انسان کا رب ہونے کے جلووں سے سرشار ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ
4_ عالم طبیعت کے انسان کیلئے رام ہونے، سمندر میں کشتی کی حرکت اور زمین کے آسمانی پتھروں اور دیگر کرات کے ساتھ ٹکرانے سے محفوظ رہنے کی طرف توجہ خدا تعالیٰ کی توجید ربوبی تک پہنچنے کا واضح ذریعہ ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ ... اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ

5_ عالم طبیعت سے خدمت لینا اور اسکے منافع سے بہرہ مند ہونا، سب انسانوں کا مساوی اور جائز حق ہے۔
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ ... لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

جو کچھ زمین میں ہے اسے انسان کیلئے رام کرنے کا لازمہ یہ حقیقت ہے کہ سب انسان زمین اور اس میں جو کچھ ہے اس سے استفادہ کرنے کا مساوی حق رکھتے ہیں اور کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو اس حق سے منع کرے۔

6_ سمندر میں کشتیوں کی حرکت، خدا تعالیٰ کے اذن اور اسکے حکم کے تحت ہے۔ و الفلك التي تجرى في البحر بأمره

7_ قدرتی عوامل، حکم خدا کے تحت اور اسکے ارادے کے مجاری ہیں۔ لم تر ان الله سخر لكم ما في الارض ... و يمسك السماء ان تقع على الارض

8_ موجیں مارتے ہوئے سمندر کو رام کرنا، خدا تعالیٰ کی انسانوں کو عالم طبیعت پر مسلط کرنے کی طرف توجہ کا واضح نمونہ ہے۔ لم تر ان الله سخر لكم ما في الارض و الفلك تجرى في البحر بأمره

9_ زمین کا خدا تعالیٰ کے ارادے سے اجرام سماوی اور دیگر کرات کے ساتھ ٹکرانے سے محفوظ ہونا۔ و يمسك السماء ان تقع على الارض

10_ نظام خلقت کا برپا ہونا اور اس کا نابودی سے محفوظ ہونا خدا تعالیٰ کی مسلسل حفاظت اور نگہداشت کا نیاز مند ہے۔ و يمسك السماء ان تقع على الارض

11_ نظام خلقت کا قائم ہونا، خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرت کا ایک جلوہ ہے۔ و يمسك السماء ان تقع على الارض

12_ اجرام آسمانی (شہاب وغیرہ) کا زمین پر گرنا، خدا تعالیٰ کی مشیت اور اذن کے ساتھ ہے۔

و يمسك السماء ان تقع على الارض إلا بإذنه

13_ انسان کیلئے عالم طبیعت کا رام ہونا، سمندر میں کشتیوں کی حرکت اور زمین کا اجرام سماوی کے ساتھ ٹکرانے سے

محفوظ ہونا یہ سب خدا تعالیٰ کی انسان کے ساتھ خاص رحمت و رافت کے جلوے ہیں۔ لم تر ان الله سخر ... إن الله بالناس لرءوف رحيم

14_ خدا تعالیٰ کی وسیع رحمت و رافت تمام انسانوں (مؤمن و کافر) کو شامل ہے۔ إن الله بالناس لرءوف رحيم

صدر آیت (سخر لكم) کے قرینے سے "الناس" سب انسانوں کو شامل ہے چاہے وہ مؤمن ہوں یا کافر۔

15_ خدا تعالیٰ، رؤوف اور رحيم ہے۔ إن الله بالناس لرءوف رحيم

مذکورہ جملے میں مفسرین نے "رافت" کو ضرر کو روکنے سے اور "رحمت" کو فائدہ پہنچانے سے کنایہ بنایا ہے صدر آیت کہ جو دونوں خصوصیات پر مشتمل ہے اس معنی کا موید ہو سکتا ہے۔

اجرام سماوی: ان سے محفوظ ہونا ۳، ۹، ۱۳؛ ان کے گرنے کا سرچشمہ ۱۲

اللہ تعالیٰ: اسکے اذن کے اثرات ۱۲؛ اس کا اذن ۶؛ اسکے اوامر ۶؛ اسکے اوامر کی حکمرانی ۷؛ اسکے ارادے کے مجاری ۷؛ اسکی رافت کی نشانیاں ۱۳؛ اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۳؛ اسکی رحمت کی نشانیاں ۱۳؛ اسکی قدرت کی نشانیاں ۱۱؛ اسکے لطف و کرم کی نشانیاں ۸؛ اسکے ارادے کا کردار ۹

اسما و صفات: رؤوف ۱۵؛ رحیم ۱۵

انسان: ان کے حقوق کا مساوی ہونا ۵؛ اسکے فضائل ۱، ۲؛ اس کا رب ۳

توحید: توحید ربوبی ۲

حقوق: حق استفادہ ۵

حیوانات: انکی خلقت کا فلسفہ ۱

سمندر: اسے مسخر کرنا ۸

ذکر: عالم طبیعت کی تسخیر کے ذکر کرنے کے اثرات ۳

خدا کی رافت: یہ جنکے شامل حال ہے ۱۳

رحمت: یہ جنکے شامل حال ہے ۱۳

زمین: اس کا محفوظ ہونا ۳، ۹، ۱۳

عالم خلقت: اس کا انہدام ۱۰؛ اس کا محفوظ ہونا ۱۰؛ انکا نظام ۱۱؛ اسکی نگہداشت ۱۰

طبیعت: اس سے استفادہ کرنا ۵؛ اسکی تسخیر ۱۳

قدرتی عوامل: ان کا رام ہونا ۷؛ ان کا کردار ۷/ کشتیاں: انکی حرکت ۳، ۱۳؛ انکی حرکت کا سرچشمہ ۶

نباتات: انکی خلقت کا فلسفہ ۱/ موجودات: انکی تسخیر ۱؛ ان میں سے معزز ترین ۲؛ انکی خلقت کا فلسفہ ۱

ہدایت: اس کا پیش خیمہ ۳

آیت ۶۶

﴿وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ﴾

وہی خدا ہے جس نے تم کو حیات دی ہے اور پھر موت دے گا اور پھر زندہ کرے گا مگر انسان بڑا انکار کرنے والا اور ناشکرا ہے (۶۶)

1_ انسان خدا کا خلق کیا ہوا اور اسکے ارادے سے زندہ ہے۔ و هو الذی ا حیاکم

2_ موت تمام انسانوں کی قطعی تقدیر۔ ثم یمیتکم

3_ (روز قیامت) ارادہ الہی سے انسانوں کی نئی زندگی۔ ثم یحییکم

4_ انسان کی خلقت، موت اور نئی زندگی میں خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا متجلی ہونا۔ و هو الذی ا حیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم

5_ انسان، خدا تعالیٰ کے مقابلے میں بہت ناشکرا ہے۔ و هو الذی ا حیاکم ... إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ

"کفور" مبالغے کا صیغہ اور "کفر" سے مشتق ہے "کفر" کبھی ایمان کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی شکر کے مقابلے میں لہذا مذکورہ جملے میں "کفور" ہو سکتا ہے شکور (بہت شکر گزار) کے مقابلے میں اور "بہت ناشکرا" کے معنی میں ہو اسی طرح ہو سکتا ہے بہت بے ایمان کے معنی میں ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بناء پر ہے۔

6_ شرک، بت پرستی اور توحید سے منہ موڑنا، خدا تعالیٰ کے مقابلے میں انسان کی ناشکری کا عروج ہے۔

و هو الذی ا حیاکم ... إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ

انسان: اس کا خالق ۱؛ اسکی خلقت ۳؛ اسکی صفات ۵؛ اس کا انجام ۲؛ اسکی ناشکری ۵، ۶؛ اسکی موت ۳

بت پرستی:

اسکی مذمت ۶

حیات: اس کا سرچشمہ ۱

خدا تعالیٰ: اسکے ارادے کے اثرات ۱، ۳؛ اسکی ربوبیت کی نشانیاں ۳

شرک: اسکی مذمت ۶

مردے: انہیں آخرت میں زندہ کرنا ۳، ۳

موت: اس کا قطعی ہونا ۲

آیت ۶۷

﴿لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُونَكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ﴾

ہر امت کے لئے ایک طریقہ عبادت ہے جس پر وہ عمل کر رہی ہے لہذا اس امر میں ان لوگوں کو آپ سے جھگڑا نہیں کرنا چاہئے اور آپ انہیں اپنے پروردگار کی طرف دعوت دیں کہ آپ بالکل سیدھی ہدایت کے راستہ پر ہیں (۶۷)

1_ قربانی کرنا، تمام الہی شریعتوں اور ادیان کی عبادی رسومات میں سے ہے۔ لکل امة جعلنا منسكاً هم ناسكوه

"نسک" مصدر میمی اور "نسک" کا مترادف ہے اور "نسک" کا معنی ہے حیوان کو تقرب الہی کے قصد کے ساتھ ذبح کرنا۔

2_ گذشتہ ہر امت کا فریضہ تھا کہ وہ قربانی کی رسومات کو اس طرح انجام دے جیسے خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔

لکل امة جعلنا منسكاً هم ناسكوه

جملہ "ہم ناسکوه" محل نصب میں اور "نسکاً" کیلئے صفت ہے اور مذکورہ جملہ خبر کے قالب میں انشاء ہے یعنی ہر امت کا فریضہ تھا کہ اس "نسک" کو اس طرح انجام دے جیسے ہم نے مقرر کیا ہے قابل ذکر ہے کہ "ہم ناسکوه" خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اکرم (ص) کو اور ان کی اتباع میں مسلمانوں کو حکم ہے کہ ان کا بھی فریضہ ہے کہ اپنے نسک کو اس طرح انجام دیں جیسے خدا نے مقرر کیا ہے۔

3_ مسلمان، قربانی کی رسومات کو اس طرح انجام دینے پر مامور ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔

لکل امة جعلنا منسكاً هم ناسكوه

4_ مسلمانوں کی قربانی کی رسومات، صدر اسلام کے مشرکین کے دشمن پر بنی اعتراض کا نشانہ۔
لکل امة جعلنا منسكاً هم ناسكوه فلا ينازعنك في الامر

("ينازعون" کے مصدر) "نزاع" کا معنی ہے مخالفت اور دشمنی کرنا "لا ينازعنك" کی فاعل ضمیر کا مرجع مشرکین ہیں اور "فی الامر" میں "ال" مضاف الیہ کے عوض میں ہے اور یہ "فی الامر المنسک" کی تقدیر میں ہے یعنی مشرکین قربانی کے مسئلہ میں تیرے ساتھ دشمنی پر نہ اتر آئیں۔

5_ خدا تعالیٰ نے مشرکین کو قربانی کے معاملے میں پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ جھگڑنے اور مخالفت سے شدت کے ساتھ ڈرایا۔ فلا ينازعنك في الامر

6_ خدا تعالیٰ انسانوں کا پروردگار ہے۔ و ادع إلى ربك

7_ خدا تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو حکم دیا کہ وہ مشرکین سے چاہیں کہ وہ ان کے ساتھ دشمنی اور حدود و احکام الہی کی مخالفت کے بجائے خدائے یکتا کی طرف لوٹ آئیں اور اسکی پرستش کیلئے آمادہ ہو جائیں۔
فلا ينازعنك في الامر و ادع إلى سبيل ربك

8_ شرک و بت پرستی گمراہی اور صراط مستقیم سے انحراف ہے۔ فلا ينازعنك في الامر و ادع إلى سبيل ربك لعلی
هدء مستقیم

9_ توحید اور یکتا پرستی راہ ہدایت اور صراط مستقیم ہے۔ و ادع إلى ربك إنك لعلی هدی مستقیم

10_ پیغمبر اکرم (ص)، صراط مستقیم کو پالینے والے شخص تھے۔ إنك لعلی هدی مستقیم

11_ گمراہوں کو راہ ہدایت اور صراط مستقیم کی طرف دعوت دینا، صراط مستقیم کو پالینے والے سب افراد کی الہی ذمہ

داری۔ و ادع إلى ربك إنك لعلی هدی مستقیم

جملہ "إنك لعلی هدی مستقیم" "و ادع إلى ربك" کی علت ہے یعنی چونکہ تو راہ ہدایت اور صراط مستقیم پر ہے لہذا ان گمراہ مشرکین کو اپنے پروردگار کی طرف دعوت دے ممکن ہے

وہ ضلالت و گمراہی سے نجات پا کر تیرے راستے کی طرف پلٹ آئیں۔

آسمانی ادیان: انکی ہم آہنگی ۱

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۲

آنحضرت (ص): آپ (ص) کی دعوت ۴; آپ (ص) کی رسالت ۴; آپ (ص) کے فضائل ۱۰; آپ کے ساتھ جھگڑنے

والے ۵; آپ (ص) کی ہدایت ۱۰

انسان: اس کا رب ۶

بت پرستی: اسکی گمراہی ۸

توحید: اسکے اثرات ۹; توحید عبادی کی طرف دعوت ۴

خدا تعالیٰ: اسکے اوامر ۴; اسکی ربوبیت ۶; اسکے نواخی ۵

گذشتہ امتیں: انکی شرعی ذمہ داری ۲

شرک: اسکی گمراہی ۸

صراط مستقیم: اس سے گمراہی ۸; اسکے موارد ۹; اسکی طرف ہدایت ۱۰، ۱۱

قربانی: اس کا عبادت ہونا ۱; یہ ادیان آسمانی میں ۱; یہ گذشتہ امتوں میں ۲; اس کا طریقہ ۳; اسکے بارے میں جھگڑا ۵

گمراہ لوگ: انہیں دعوت دینا ۱۱

مسلمان: انکی شرعی ذمہ داری ۳

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کا اعتراض ۳; انکو دعوت دینا ۴; صدر اسلام کے مشرکین اور مسلمانوں کی قربانی ۳; صدر

اسلام کے مشرکین کا جھگڑا ۵

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۶ ہدایت یافتہ لوگ: ۱۰

انکی ذمہ داری ۱۱

ہدایت: اسکی طرف دعوت ۱۱; اسکے عوامل ۹

آیت ۶۸

﴿وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾

اور اگر یہ آپ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیجئے کہ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے (۶۸)

1_ مشرکین کی پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ مخالفت اور دشمنی۔ وادع إلى ربك ... و إن جادلوك

("جادلوا" کے مصدر) "جدال" کا معنی ہے مخالفت اور جھگڑنا "جادلوا" کا متعلق محذوف ہے اور یہ دراصل یوں ہے "و إن جادلوك في ربك تدعوهم اليه ... " اگر مشرکین آپ (ع) کے ساتھ اس پروردگار یکتا۔ کہ جس پر ایمان لانے اور اسکی پرستش کرنے کی آپ (ع) انہیں دعوت دیتا ہے۔ جھگڑا اور مخالفت کریں۔

2_ مشرکین کا پیغمبر (ص) کی دعوت (یکتا پرستی کی دعوت) کو رد کرنا اور ان کا شرک و بت پرستی پر مصر رہنا۔
و ادع إلى ربك ... و إن جادلوك

3_ مشرکین کا برا انجام ہے۔ و إن جادلوك فقل الله أعلم بما تعملون

4_ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر (ص) کو مشرکین کے ساتھ نمٹنے کی روش کی تعلیم دینا۔ و إن جادلوك فقل الله أعلم بما تعملون

5_ کفر اور توحید و یکتا پرستی کے خلاف مبارزت کے برے انجام کے بارے میں خبر دینا پیغمبر (ص) کی الہی رسالت۔
و إن جادلوك فقل الله أعلم بما تعملون

6_ جھگڑالو کافروں کے ساتھ نرمی اور مدارات کا اظہار کرنا خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر (ص) کو نصیحت۔ و إن جادلوك فقل الله أعلم بما تعملون جملہ "اللہ أعلم بما تعملون" دھمکی ہے لیکن نرمی و مدارات کے اظہار کے ساتھ۔

7_ خدا تعالیٰ انسان کے تمام اعمال سے آگاہ ہے۔ اللہ اعلم بما تعملون

انسان: اس کے عمل کا علم ۷

آنحضرت (ص): آپ (ص) کا ڈرانا ۵; آپ (ص) کو نصیحت ۶; آپ (ص) کے دشمن ۱; آپ (ص) کی دعوت کو رد کرنا ۲;
 آپ (ص) کی رسالت ۵; آپ (ص) کا معلم ۳
 توحید: توحید عبادی کی طرف دعوت ۲; اسکے ساتھ مبارزت کا انجام ۵
 خدا تعالیٰ: اسکی تعلیمات ۳; اسکی نصیحتیں ۶; اس کا علم ۴
 کفار: ان کے ساتھ مدارات ۶
 ڈرانا: کفر کے انجام سے ڈرانا ۵
 مشرکین: انکی دشمنی ۱; ان کے ساتھ نمٹنے کا طریقہ ۳; انکا برا انجام ۳; انکی ہٹ دھرمی ۲; ان کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۲

آیت ۶۹

﴿اللَّهُ يَبْخُلُكُمْ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ﴾

اسہ ہی تمہارے درمیان روز قیامت ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو (۶۹)

1_ قیامت، مؤمنین اور مشرکین کے درمیان فیصلہ کا دن۔ اللہ یحکم بینکم یوم القیامة
 مذکورہ آیت میں خدا تعالیٰ سب مؤمنین اور مشرکین کو مخاطب بنا رہا ہے۔ ("یحکم" کے مصدر) "حکم" کا معنی ہے قضاوت
 اور فیصلہ کرنا یعنی خدا تعالیٰ روز قیامت مؤمنین اور مشرکین کے درمیان فیصلہ کرے گا۔۔۔"

2_ خدا تعالیٰ روز قیامت کا قاضی اور جج۔ اللہ یحکم بینکم یوم القیامة

3_ روز قیامت خدا تعالیٰ کا فیصلہ انسانوں کے کردار سے مکمل علم و آگاہی کی بنیاد پر ہے۔ اللہ علم بما تعملون اللہ یحکم
 بینکم یوم القیامة

4_ عالم آخرت عالم سزا و جزا۔ اللہ یحکم بینکم یوم القیامة

جملہ "اللہ یحکم بینکم یوم القیامة" مؤمنین کو اجر کی خوشخبری اور مشرکین کو سزا اور کیفر کی دھمکی ہے۔

5_ توحید اور شرک (خدا پرستی اور بت پرستی) روز قیامت خدا تعالیٰ کے فیصلوں اور جزا و سزا کے معین کرنے کی بنیاد۔
اللہ یحکم ... فیما کنتم فیہ تختلفون

گذشتہ عبارت کے پیش نظر "فیما کنتم" میں "ما" "الذی" کے معنی میں ہے کہ جو مسئلہ توحید و شرک کہ جو تاریخ کے موحدین اور مشرکین کے درمیان اختلاف کا محور رہا ہے۔ کی طرف اشارہ ہے۔

6_ کفر و ایمان کے محاذوں (خدا پرستوں اور بت پرستوں) کا ٹکڑاؤ اور جھگڑے کی تاریخ بشر میں گہری جڑیں ہیں۔
فیما کنتم فیہ تختلفون

ماضی استمراری (کنتم مختلفون) کا استعمال مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

7_ خدا تعالیٰ کی طرف سے مشرکین کی دشمنیوں کے مقابلے میں پیغمبر (ص) اکرم کو تسلی۔
و ان جدلوك فقل الله اعلم بما تعملون ... و الله یحکم بینکم یوم القیامة

آنحضرت (ص): آپ (ص) کے دشمن ۴; آپ (ص) کو تسلی ۴

توحید: اسکے اثرات ۵; اسکی اخروی پاداش ۵

خدا تعالیٰ: اسکے علم کے اثرات ۳; اسکی اخروی قضاوت ۲; اسکی قضاوت کا معیار ۳، ۵

شرک: اسکے اثرات ۵; اسکی اخروی سزا ۵

عمل: اسکے اخروی اثرات ۳

قیامت: اس میں پاداش ۳; اس میں قضاوت ۲، ۳; اس میں سزا ۳; اسکی خصوصیات ۱، ۳

کفار: کفار و مؤمنین کی دشمنی ۶

مؤمنین: ان کے بارے میں اخروی قضاوت ۱

مشرکین: انکی دشمنی ۴; ان کے بارے میں اخروی قضاوت ۱

آیت ۷۰

﴿لَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾

کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ اللہ زمین اور آسمان کی تمام باتوں کو خوب جانتا ہے اور یہ سب باتیں کتاب میں محفوظ ہیں اور یہ سب باتیں خدا کے لئے بہت آسان ہیں (۷۰)

1_ خدا تعالیٰ زمین و آسمان کی ہر چیز پر علمی احاطہ رکھتا ہے۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ

2_ اس بات کی طرف توجہ کہ خدا تعالیٰ آسمان و زمین کے تمام موجودات اور ان کے تحولات سے آگاہ ہے انسان کے تمام اعمال کے بارے میں خدا تعالیٰ کے علمی احاطے کو باور کرنے کا ذریعہ ہے۔ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ... اَلَمْ تَعْلَمْ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ

"اَلَمْ تَعْلَمْ" میں استفہام تقریری ہے یعنی کیا تجھے نہیں پتا کہ خدا آسمان و زمین میں جو کچھ بھی ہے اس سے آگاہ ہے مقصود یہ ہے کہ وہ خدا کہ جسکے علمی احاطہ میں پورا عالم ہستی ہے انسانوں کے اعمال۔ کہ جو عالم ہستی کا حصہ ہیں۔ سے آگاہ ہے اور ان ان کا کوئی قول و فعل اس سے مخفی نہیں ہے۔

3_ صدر اسلام کے مشرکین کا عقیدہ کہ خدا تعالیٰ پورے عالم وجود پر علمی احاطہ رکھتا ہے۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ "اَلَمْ تَعْلَمْ" میں استفہام تقریری مذکورہ مطلب کو بیان کر رہا ہے۔

4_ انسان کے اعمال ایک کتاب میں درج اور محفوظ کر دیئے جاتے ہیں۔ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ... اِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ "ذَلِكَ" آیت نمبر ۶۸ کے جملے "ما تعلمون" کے محتوی کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ (تمہارے اعمال) سب ایک کتاب میں درج اور محفوظ ہو جاتے ہیں۔

5_ انسانوں کے اعمال کو درج اور محفوظ کرنا، خدا تعالیٰ

کیلئے ایک آسان کام ہے۔ اِنْ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ

جملہ "اِنْ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ" میں "ذٰلِكَ" انسانوں کے اعمال کو درج اور محفوظ کرنے (اِنْ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ) کی طرف اشارہ ہے۔

6_ روز قیامت، انسانوں کے ہر قول و فعل کو پرکھا جائیگا۔ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ اللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ... اِنْ ذٰلِكَ فِي كِتَابٍ اِنْ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ

آسمان: اس کے موجودات ۱

ایمان: خدا کے محیط ہونے پر ایمان ۲

خدا تعالیٰ: اس کا علمی احاطہ ۱، ۳؛ اس کے افعال ۵؛ اس کے علم وسعت ۱، ۲، ۳

ذکر: علم خدا کے ذکر کے اثرات ۲

عقیدہ: علم خدا کا عقیدہ ۳

عمل: اس کا درج کرنا ۳؛ اس کا اخروی حساب و کتاب ۶؛ اس کے اندراج کا آسان ہونا ۵

قیامت: اسکی خصوصیات ۶

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کا عقیدہ ۳

موجودات: ان کا علم ۱

نامہ اعمال: ۳

آیت ۷۱

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ﴾

اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہیں جن کے بارے میں نہ خدا نے کوئی دلیل نازل کی ہے اور نہ خود انہیں

کوئی علم ہے اور ظالمین کے لئے واقعا کوئی مددگار نہیں ہے (۷۱)

1_ بت پرستی، اسلام سے پہلے کے عربوں کے درمیان رائج تھی۔

و يعبدون من دون الله ما لم ينزل به سلطان

2_ مشرکین، کائنات کو خداؤں (ارباب) کی تدبیر اور ربوبیت کے تحت اور خدا تعالیٰ کو خداؤں کا خدا (رب الارباب) سمجھتے تھے۔ و يعبدون من دون الله ما لم ينزل به سلطان "لم ينزل" میں فاعلیٰ ضمیر کا مرجع "اس" اور "به" کی ضمیر کا مرجع "ما" ہے اور "سلطان" کا معنی "تسلط" مذکورہ جملہ مشرکین کے غلط مقصور کائنات کو بیان کر رہا ہے وہ کائنات کو خداؤں (ارباب) کی ربوبیت اور تدبیر کے تحت اور خدا کو رب الارباب اور خداؤں کا خدا سمجھتے تھے اس بناء پر خدا کی پرستش کے بجائے ان خداؤں کی عبادت کرتے تھے مذکورہ آیت میں اس کو غلط شمار کرتے ہوئے اعلان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی موجود کو ایسا تسلط اور قدرت عطا نہیں کی کہ وہ کائنات کے امور کی تدبیر کر سکے بلکہ پورا عالم ہستی اس کے قبضہ قدرت میں اور بلا واسطہ طور پر اس کی ربوبیت اور تدبیر کے تحت ہے۔

3_ کائنات کے امور کی تدبیر کیلئے خداؤں کا وجود ایک باطل سوچ ہے۔ و يعبدون من دون الله ما لم ينزل به سلطان
4_ خدا تعالیٰ نے کسی موجود کو کائنات کے امور کی تدبیر کیلئے کسی قسم کی قدرت عطا نہیں کی۔

و يعبدون من دون الله ما لم ينزل به سلطان

5_ خدا تعالیٰ بے نظیر پروردگار اور عالم ہستی کا واحد تدبیر کرنے والا ہے۔ و يعبدون من دون الله ما لم ينزل به سلطان

6_ بت پرستی، انتہائی جہالت اور نادانی کی علامت ہے۔ و ما ليس لهم به علم

7_ خدا تعالیٰ کی طرف سے عصر بعثت کے مشرکین کی شدید تحقیر۔ و يعبدون من دون الله ما لم ينزل به سلطاناً و ما ليس لهم به علم

8_ شرک اور بت پرستی ظلم ہیں۔ و يعبدون من دون الله ... و ما للظالمين من نصير

9_ مشرکین خدا تعالیٰ کی نصرت اور دستگیری سے محروم ہیں۔ و ما للظالمين من نصير

بت پرستی: اس کے اثرات ۶؛ یہ جاہلیت میں ۱؛ اس کی تاریخ ۱؛ اس کا ظلم ہونا ۸

توحید: توحید ربوبی ۳، ۵

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۵

جہالت: اس کی نشانیاں ۶/ خدا تعالیٰ: اس کی نصرت سے محروم لوگ ۹

شرک:

اس کا ظلم ہونا ۸

عالم خلقت: اس کا مدبر ۵؛ اسکی تدبیر کا سرچشمہ ۳

عقیدہ: باطل عقیدہ ۳؛ کئی معبودوں کا عقیدہ ۳

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی تحقیر ۴؛ انکا عقیدہ ۲؛ انکی محرومیت ۹؛ ان کے معبود ۲

موجودات: انکا عاجز ہونا ۳

آیت ۷۲

﴿وَإِذَا تُلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا قُلْ أَفَأَنْتُمْ بِشِرِّ مِّنْ ذَلِكَُمُ النَّارِ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾

اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ کفر اختیار کرنے والوں کے چہرہ پر ناگواری کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور قریب ہوتا ہے کہ وہ ان تلاوت کرنے والوں پر حملہ کر بیٹھیں تو کہہ دیجئے کہ میں اس سے بدتر بات کے بارے میں تمہیں بتلا رہا ہوں اور وہ جہنم ہے جس کا خدا نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بہت برا انجام ہے (۷۲)

1_ قرآن کی ساخت ٹکڑے ٹکڑے کی صورت میں ہے اور ہر ٹکڑے کو آیت کہا جاتا ہے۔ و إذا تتلى عليهم ء آياتنا بینات

2_ آیات قرآن واضح، قابل فہم اور ہر قسم کے ابہام سے دور ہیں۔ و إذا تتلى عليهم ء آياتنا بینات

"بینات" "بینۃ" کی جمع اور "آیاتنا" کیلئے حال ہے اور "بینۃ" ("بین" کی مونث) کا معنی ہے واضح الدلالۃ
 3_ صدر اسلام کے مشرکین کا شرک کی نسبت جاہلانہ اور اندھا تعصب اور قرآن کے الہی معارف کی نسبت غضب اور
 کینہ و إذا تتلی علیہم ء آیتنا بینات تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر

"منکر" ("انکار" کا مترادف) مصدر میمی اور ناخوشی و ناپسندیدگی کے معنی میں ہے یعنی جب بھی ان پر ہماری واضح آیات
 کی تلاوت کی جائے تو کافروں کے چہروں پر ناخوشی و ناپسندیدگی کے اثرات کو تشخیص دے سکتا ہے۔

4_ مؤمنین کی طرف سے صدر اسلام کے لوگوں کو توحید کی دعوت اور ان پر آیات قرآنی کی تلاوت کرنا۔
 و إذا تتلی علیہم ء آیتنا ... بالذین یتلون علیہم ء ای تن

5_ آیات قرآنی اور ان کے توحیدی معارف کو سننے کے وقت صدر اسلام کے کفار کا غضبناک ہونا اور ان کے چہروں پر
 کینہ اور نفرت کے آثار کا نمایاں ہونا۔ و إذا تتلی علیہم ء آیتنا بینت تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر

6_ آیات قرآنی کو سن کر مشرکین کا غیض و غضب اس قدر زیادہ ہوتا کہ قریب تھا وہ اپنے سامنے آیت قرآنی کی تلاوت
 کرنے والوں پر حملہ آور ہو جائیں۔ یکادون یسطون بالذین یتلون علیہم ء ای تن
 ("یسطون" کے مصدر) "سطو" کا معنی ہے حملہ کرنا یعنی بعید نہیں ہے کہ مشرکین اپنے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کرنے
 والوں کے گلے پڑ جائیں۔

7_ خدا تعالیٰ کی طرف سے صدر اسلام کے کینہ توز کافروں کا استہزاء۔ قل افا نبئکم بشر من ذلکم النار
 "افا نبئکم" میں استفہام استہزاء کیلئے ہے اور ("انبا" کے مصدر) "تنبہ" کا معنی ہے خبر دینا اور "ذلکم" قرآن کی توحیدی
 آیات کو سننے کے وقت مشرکین کو چہروں کے اتر جانے والی حالت کی طرف اشارہ ہے۔
 8_ خدا تعالیٰ کے حکم سے پیغمبر (ص) کی طرف سے کینہ توز مشرکین کو دوزخ کے عذاب کی دھمکی۔
 قل افا نبئکم بشر من ذلکم النار

9_ دوزخ میں کافروں کے چہرے انتہائی گرفتگی اور افسردگی کی حالت میں ہوں گے۔ قل افا نبئکم بشر من ذلکم النار
 10_ دوزخ کی آگ، کفار کو خدا کا وعدہ اور ان کا برا انجام۔ النار وعدھا اللہ الذین کفرو

11_ دوزخ کافروں کی جائے بازگشت اور آخری انجام۔ و بئس المصیر

"مصیر" کا معنی ہے انجام نیز یہ جائے بازگشت کے معنی میں بھی آتا ہے۔

12_ دوزخ دوزخیوں کیلئے بری جگہ۔ و بئس المصیر

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳، ۵

انذار: جہنم سے انذار ۸

توحید: اسکی دعوت ۳

جہنم: اسکی آگ ۸؛ اس کا برا ہونا ۱۲

جہنمی لوگ: ان کا برا انجام ۱۲

خدا تعالیٰ: اسکی طرف سے استہزا ۴؛ اسکے اوامر ۸؛ اسکی دھمکیاں ۱۰

قرآن کریم: اس کا آیت آیت ہونا ۱؛ اسکے دشمن ۳، ۶، ۵؛ اسکی ساخت ۱؛ اس کا آسان فہم ہونا ۲؛ اس کا واضح ہونا ۲؛ اسکی

خصوصیات ۱

کفار: صدر اسلام کے کفار کا مسخر کرنا ۴؛ صدر اسلام کے کفار کی دشمنی ۵، ۶؛ صدر اسلام کے کفار کے ساتھ نمٹنے کا طریقہ ۵؛

صدر اسلام کے کفار کے غضب کا پیش خیمہ ۵؛ جہنم میں ان کی وضع قطع ۹؛ صدر اسلام کے کفار کے غضب کی شدت ۶؛

ان کا برا انجام ۱۰؛ ان کا انجام ۱۱؛ یہ جہنم میں ۱۰، ۱۱؛ صدر اسلام کے کفار قرآن کی تلاوت کے وقت ۵، ۶

مؤمنین: انکی دعوت ۳

لوگ: صدر اسلام کے لوگوں پر قرآن کی تلاوت ۳؛ صدر اسلام کے لوگوں کو دعوت ۳

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کو ڈرانا ۸؛ صدر اسلام کے مشرکین کا تعصب ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کی دشمنی ۳

آیت ۷۳

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاستَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَاباً وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئاً لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ﴾

انسانو تمہارے لئے ایک مثل بیان کی گئی ہے لہذا ا سے غور سے سنو۔ یہ لوگ جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر آواز دیتے ہو یہ سب مل بھی جائیں تو ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے ہیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے ہیں کہ طالب اور مطلوب دونوں ہی کمزور ہیں (۷۳)

1_ خدا تعالیٰ کی طرف سے شرک و بت پرستی والی بے بنیاد فکر کو خوبصورت، مختصر بدیع اور واضح (جیسے ضرب المثل) اسلوب میں بیان کیا جانا۔ یا ایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا له

"یا ایہا الناس" کے مخاطب مشرکین ہیں ("استمعوا" کے مصدر) "استماع" کا معنی ہے کان دھرنا ("یدعون" کے مصدر) "دعا" کا معنی ہے پکارنا اور استغاثہ بلند کرنا۔

قابل ذکر ہے کہ "مثل" وہ مختصر جملہ ہے کہ جو تشبیہ یا حکیمانہ مطلب پر مشتمل ہو کہ جو الفاظ کی روانی معنی کے واضح ہونے اور ترکیب کے لطیف ہونے کی وجہ سے زبان زد عام و خاص ہو جاتا ہے اور سب ا سے بغیر تبدیلی کے محاورے میں استعمال کرتے ہیں مذکورہ آیت میں شرک و بت پرستی کی بنیاد کے کمزور ہونے کو اتنے خوبصورت، مختصر، بدیع اور واضح اسلوب میں بیان کیا گیا ہے

کہ یہ "مثل" کی طرح اس قابل ہے کہ زبان زد عام و خاص ہو جائے اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ا سے "مثل" سے تعبیر کیا ہے۔

2_ عقیدہ شرک کی بنیاد کی کمزوری کو بیان کرنے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کردہ ضرب المثل مشرکین کو سننے کی دعوت_ یا ا یہا الناس ضرب مثل فاستمعوا له

3_ شرک و بت پرستی جاہلیت کے عربوں کا عقیدہ اور سوچ_ یا ا یہا الناس ... إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

4_ مشرکین کے نظریہ کائنات میں جہاں اور انسان کے امور کی تدبیر خداؤں کے اختیار میں ہے نہ خداوند متعال کے۔
یا ا یہا الناس ... إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

5_ مشرکین کا اپنے خداؤں سے استغاثہ اور فریاد کرنا_ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

6_ خالقیت، ربوبیت اور خدا ہونے کی شرط ہے_ یا ا یہا الناس ... إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذَبَابَ
7_ مشرکین کے خداؤں کا سب مل کر بھی حتیٰ کہ ایک مکھی کو خلق کرنے سے عاجز ہونا عقیدہ شرک کے کھوکھلا ہونے کی واضح اور ناقابل انکار دلیل_ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذَبَابَ

8_ خدا تعالیٰ، پورے عالم ہستی کا یکتا پروردگار اور بے مثل خالق ہے_ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذَبَابَ

9_ خدا تعالیٰ فریاد کرنے والوں کا تنہا فریاد رس ہے_ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذَبَابَ

10_ اگر مکھی جیسی ناتوان مخلوق ان خداؤں سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اس سے وہ چیز واپس لینے سے بھی عاجز ہیں یہ بات مشرکین کے عقیدے اور فکر کے بے بنیاد ہونے کی ایک اور واضح اور ناقابل انکار دلیل ہے_ وَ اِنْ يَسْلُبْهُمْ الذِّبَابَ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ("يسلب" کے مصدر) سلب کا معنی ہے چھیننا اور ("يستقذون" کے مصدر) استنقاذ کا معنی ہے چھڑوانا اور واپس لینا ہے کہ اگر وہی مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اس سے بھی وہ چیز واپس نہیں لے سکتے ہیں۔

11_ معبودوں (اصنام) کی کمزوری و ناتوانی اور انکی پرستش کرنے والوں کی جہالت اور نادانی کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ضرب المثل کے ساتھ سب کیلئے برملا ہونا_ ضعف الطالب و المطلوب ("ضعف" کے مصدر) "ضعافہ" کا معنی ہے ناتواں ہونا یعنی طالب اور مطلوب دونوں ناتواں ہیں ظاہراً مقصود یہ ہے کہ ان قطعی اور ناقابل انکار

دلائل کے ساتھ نہ صرف بتوں کی کمزوری اور ناتوانی بلکہ انکی پرستش کرنے والوں کی جہالت اور نادانی بھی سب کیلئے آشکار ہو گئی ہے۔

استغاثہ: خدا کے ہاں استغاثہ کرنا ۹ الوہیت

: اس کی شرائط ۶

بت پرستی: اسکے کھوکھلے پن کو بیان کرنا ۱؛ یہ جاہلیت میں ۳

توحید: یہ خالقیت میں ۸

عالم خلقت: اسکے مدبر کا متعدد ہون

نظریہ کائنات: اسکی خصوصیات ۹؛ اسکی امداد ۹؛ اس کا بے نظیر ہونا ۸

ربوبیت: اس میں خالقیت ۶؛ اسکے شرائط ۶

شرک: اس کا کھوکھلا ہونا ۲؛ اسکے کھوکھلے پن کا بیان کرنا ۱؛ اسکے بطلان کے دلائل ۱۰

قرآن: اسکی مثالوں کو سننا ۲؛ اسکے بیان کی روش ۱؛ اسکی مثالوں کے فوائد ۱۱؛ اسکی مثالیں ۱

مشرکین: ان کا استغاثہ ۵؛ انکی جہالت کا افشاء کرنا ۱۱؛ انکی سوچ ۳؛ انکو دعوت دینا ۲

باطل معبود: ان سے استغاثہ کرنا ۵؛ انکی ناتوانی کا افشاء کرنا ۱۱؛ انکی ناتوانی ۴، ۱۰؛ یہ اور خالقیت ۷

آیت ۷۳

﴿مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ لَعَزِيزٌ﴾

افسوس کہ ان لوگوں نے خدا کی واقعی قدر نہیں پہچانی اور بشک اللہ بڑا قوت والا اور سب پر غالب ہے (۷۳)

1_ شرک ایسا عقیدہ ہے کہ جس کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی درست شناخت کا نہ ہونا ہے۔ و ما قدرُوا اللہ حق قدرہ

("قدرُوا" کے مصدر) قدر کا معنی ہے اندازہ لگانا "قدرُوا" کی فاعلی ضمیر کا مرجع مشرکین ہیں اور "حق قدرہ" "قدرُوا" کا مفعول

مطلق ہے یعنی وہ جو کائنات کے تمام انسانوں کے امور

کی تدبیر دیگر خداؤں کے اختیار میں سمجھتے ہیں انہوں نے خدا کو اس طرح نہیں پہچانا جیسا وہ ہے اور ان کا گمان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ تنہا پورے عالم ہستی کو نہیں چلا سکتا تم نے نہیں پہچانا کہ خدا تعالیٰ طاقتور اور ناقابل شکست ہے۔

2_ خدا تعالیٰ قوی (طاقتور) اور عزیز (نا قابل شکست) ہے۔ اِنَّ اللہَ لَقوی عزیز

3_ خدا تعالیٰ کی درست معرفت اسکی مطلق اور نامحدود قدرت اور اس کے عزیز ہونے کے اعتقاد کیلئے اسباب فراہم کرتی

ہے۔ و ما قدروا اللہ حق قدرہ اِنَّ اللہَ لَقوی عزیز

4_ خدا تعالیٰ کی مطلق توانائی اور اس کے ناقابل شکست ہونے کا ایمان توحید اور تنہا اسکی ربوبیت تک دسترسی ہے۔

اِنَّ اللہَ لَقوی عزیز

اسماء و صفات: عزیز ۲; قوی ۲

ایمان: خدا کے عزیز ہونے پر ایمان کے اثرات ۳; خدا کی قدرت پر ایمان کے اثرات ۲

توحید: توحید ربوبی کا پیش خیمہ ۳

خدا: خدا شناسی کے اثرات ۳; ناقض خدا شناسی کے اثرات ۱

شرک: اس کا سرچشمہ ۱

عقیدہ: خدا کے عزیز ہونے کے عقیدے کا پیش خیمہ ۳; خدا کی قدرت کے عقیدہ کا پیش خیمہ ۳

آیت ۷۵

﴿اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾

اللہ ملائکہ اور انسانوں میں سے اپنے نمائندے منتخب کرتا ہے اور وہ بڑا سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے (۷۵)

1_ انبیاء خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انسان۔ اللہ یصطفی ... و من الناس

(”یصطفی“ کے مصدر) ”اصطفائی“ کا معنی ہے انتخاب کرنا اور چننا اور ”ملائکہ“ (ملک یا ملائک کی جمع) فرشتوں کے معنی میں ہے۔ مقصود یہ ہے کہ خدا تعالیٰ انسانوں کی ہدایت کیلئے ان میں سے اور فرشتوں میں سے بعض افراد کا انتخاب کرتا ہے تاکہ فرشتے خدا سے وحی لے کر انبیاء تک پہنچائیں اور انبیاء (ع) سے فرشتوں سے لے کر لوگوں تک پہنچائیں۔

2_ انبیاء، مقام نبوت پر فائز ہونے سے پہلے بھی خالص اور شائستہ شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اللہ یصطفی ... و من الناس (”یصطفی“ کا مصدر) ”اصطفائی“ صفوہ سے مشتق ہے اور ”صفوہ“ کا معنی ہے ناب اور خالص پس ”اللہ یصطفی ...“ کا معنی یوں بنے گا خدا اپنی رسالت کیلئے فرشتوں اور انسانوں میں سے ناب و خالص اور لائق افراد کا انتخاب کرتا ہے۔

3_ الہی مناصب کو حاصل کرنے میں فرشتوں کی لیاقت اور درجات کا مختلف ہونا۔ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلًا

4_ معاشرتی ذمہ داریوں اور مناصب کے عطا کرنے میں افراد کی صلاحیت اور لیاقت کو معیار قرار دینا ضروری ہے۔

اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلًا و من الناس

5_ فرشتوں کا خدا سے وحی لے کر انبیاء تک پہنچانا۔ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلًا و من الناس

6_ خدا تعالیٰ انبیاء کا حامی و ناصر ہے۔ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلًا و من الناس

”سمیع“ اور ”بصیر“ کا متعلق محذوف ہے اور یہ درحقیقت یوں ہے ”إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ اقْوَاهُمْ وَ بَصِيرٌ اَعْمَاهُمْ“ خدا تعالیٰ لوگوں کی باتیں سنتا ہے اور انکے اعمال کو دیکھتا ہے۔

یہ جملہ پیغمبر (ص) کیلئے خدا تعالیٰ کی حمایت کا اعلان کر رہا ہے اور آنحضرت (ص) کی مخالفت کرنے والوں کو دھمکی دے رہا ہے۔

7_ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر (ص) کی مکمل حمایت اور نصرت کا اعلان_ اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً و من الناس

8_ خدا سمیع (سننے والا) اور بصیر (دیکھنے والا) ہے۔ اِنَّ اللہ سمیع بصیر

9_ حضرت ابوذر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پیغمبر (ص) نے فرمایا انبیاء ۱۲۳ ہزار تھے میں نے عرض کیا ان میں سے کتنے رسول تھے تو فرمایا ۳۱۳...^(۱)

اسما و صفات: سمیع ۸؛ بصیر ۸

انبیاء (ع): نبوت سے پہلے ۲؛ ان کا انتخاب ۱؛ انکی تعداد ۹؛ انکا حامی ۶؛ ان کے فضائل ۱، ۲؛ انکی طرف وحی ۵
خدا کے برگزیدہ بندے: ۱

آنحضرت (ص): آپ (ص) کا حامی ۷

خدا تعالیٰ: اسکی حمایت ۶، ۷

خدا کے رسول: ان کی تعداد ۹

روایت: ۹

صلاحیت: اس کا کردار ۳

انتخاب: اس کا معیار ۳

لیاقت: اس کا کردار ۳

ذمہ داری: اسکے عطا کرنے کی شرائط ۳

فرشتے: ان کے مراتب ۳؛ وحی کے فرشتوں کا نقش و کردار ۵

(1) تفسیر برہان ج ۳، ص ۱۰۴؛ ج ۲، ص ۴۵۲ ح ۴۔

آیت ۷۶

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ﴾

وہ ان کے سامنے اور پس پشت کی تمام باتوں کو جانتا ہے اور تمام امور اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں (۷۶)

1_ خدا تعالیٰ کا انسان کے ماضی اور مستقبل پر عملی لحاظ سے محیط ہونا_ يعلم ما بین ایدیہم و ما خلفہم

"بین ایدی" ماضی سے اور "حلف" مستقبل سے کنایہ ہے یعنی خدا تعالیٰ لوگوں کے ماضی اور استقبال کو جانتا ہے۔

2_ سب کام کا انجام خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وِلی اللہ مرجع الامور

3_ سننا، دیکھنا، جاننا اور سب امور کو ہاتھ میں رکھنا یہ سب خدا تعالیٰ کی قدرت اور ناقابل شکست ہونے کی نشانیاں ہیں۔

إن اللہ لقوی عزیز ... سمیع بصیر يعلم ... و إلى اللہ ترجع الامور

خدا تعالیٰ: اس کا علمی احاطہ ۱؛ اس کے اختیارات ۲، ۳؛ اس کا بصیر ہونا ۳؛ اس کا سننا ۳؛ اس کا علم غیب ۱، ۳؛ اس کے ناقابل

شکست ہونے کی نشانیاں ۳؛ اس کی قدرت کی نشانیاں ۳

عمل: اس کا انجام ۲

آیت ۷۷

﴿اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

ایمان والو رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور کار خیر انجام دو کہ شاید اسی طرح کامیاب ہو جاؤ اور نجات حاصل کر لو (۷۷)

- 1_ خدا تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو نماز قائم کرنے کی دعوت۔ یا ایہا الذین ء امنوا ارکعوا و اسجدوا ("ارکعوا" کے مصدر) رکوع نیز ("اسجدوا" کے مصدر) سجدہ کا معنی ہے خضوع اور اپنے تذلل کا اظہار لیکن رکوع اظہار تذلل ہے جھکنے کی صورت میں اور سجدہ اظہار خضوع ہے پیشانی کو زمین پر رکھ کر "ارکعوا" اور "اسجدوا" کا متعلق محذوف ہے اور "واعبدوا ربکم" قرینہ ہے کہ یہ درحقیقت "ارکعوا و اسجدوا لربکم" ہے۔ قابل ذکر ہے کہ دیگر موارد میں رکوع و سجدہ کی صورت میں خدا کیلئے اظہار خضوع کا نام "صلاة" ہے اس بنا پر "ارکعوا و اسجدوا"، "صلوا" سے کنایہ ہے۔
- 2_ نماز سب سے زیادہ اہم عبادت اور پرستش خدا کا برترین جلوہ ہے۔ یا ایہا الذین ء امنوا ارکعوا و اسجدوا و اعبدوا ربکم

اس چیز کے پیش نظر کہ نماز، عبادت کا مصداق ہے اور جملہ "اعبدوا ربکم" اس کو بھی شامل ہے لہذا اسے "اعبدوا ربکم" سے پہلے الگ ذکر کرنا اس عبادت کی خاص اہمیت اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اسکی برترین قدر و قیمت کا غماز ہے۔

3_ بارگاہ خداوندی میں اظہار تذلل و خضوع، نماز کی حقیقت اور روح۔ یا ایہا الذین ء امنوا ارکعوا و اسجدوا

4_ اللہ تعالیٰ، انسانوں کا پروردگار ہے۔ یا ایہا الذین ء امنوا ... و اعبدوا ربکم

5_ فراین الہی کی بلاچوں و چرا اطاعت کا لازمی ہونا۔ و اعبدوا ربکم

("اعبدوا" کے مصدر) "عبادة و عبودية" کا معنی ہے اطاعت اور بندگی کرنا لہذا "اعبدوا ربکم" یعنی اپنے پروردگار کی بندگی کرو۔ مقصود یہ ہے کہ خدا تعالیٰ چونکہ پروردگار ہے لہذا ضروری ہے کہ مومنین خود کو اس کے عبد اور بندے قرار دیں اور اسکے احکام و فراین کے بلاچوں و چرا مطیع و فرمانبردار ہوں۔

6_ خدا تعالیٰ کے پروردگار ہونے پر ایمان اور اس کے قبول کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس کا بندہ بن جائے اور اس کے احکام و فرامین کو بلا چوں و چہرا اور سر تسلیم خم کرتے ہوئے انجام دے۔ یا ایہا الذین ء امنوا ... و اعبدوا ربکم

7_ نیک کاموں کو انجام دینا خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤمنین کو نصیحت۔ و افعلوا الخیر

8_ نماز قائم کرنا، خدا تعالیٰ کی بندگی اور عبودیت کرنا اور نیک کام انجام دینا اسلامی معاشرے کے امتیازات۔
یا ایہا الذین ء امنوا ... و افعلوا الخیر

9_ نیک و بد کو پہچاننے پر انسان کا قادر ہونا۔ و افعلوا الخیر

مذکورہ جملے میں خدا تعالیٰ نے مؤمنین کو نیک کام انجام دینے کی نصیحت کی ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ کونسا کام نیک اور کونسا بد ہے اور اصولی طور پر نیکی اور بدی کا معیار کیا ہے؟ ہو سکتا ہے اسکی وجہ یہ ہو کہ انسان خود نیکی اور بدی اور حسن و قبح کو پہچان سکتا ہے۔

10_ نماز قائم کرنا، خدا تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کرنا اور نیک کام انجام دینا انسان کی فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے۔
ارکعوا ... لعلکم تفلحون

11_ ضروری ہے کہ مؤمنین ہمیشہ خوف و امید کی حالت میں رہیں اور اپنے نیک اعمال کی وجہ سے غرور نہ کریں۔
یا ایہا الذین ء امنوا ارکعوا ... لعلکم تفلحون

12_ سماعت کہتے ہیں میں نے امام (ع) سے پوچھا کیا رکوع و سجود کے بارے میں قرآن میں کچھ نازل ہوا ہے؟ تو فرمایا ہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: "یا ایہا الذین ء امنوا ارکعوا و اسجدوا" میں نے عرض کیا رکوع و سجود کی حد کیا ہے تو فرمایا جتنی مقدار ذکر رکوع میں تیرے لئے کافی ہے وہ تین دفعہ تسبیحات ہے تو کہے گا سبحان اللہ سبحان اللہ تین مرتبہ^(۱)۔

13_ امام صادق (ع) نے اوقات میں اپنے لئے سجدہ فرض کیا ہے اور فرمایا ہے "یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا و اسجدوا ..."^(۲)

احکام ۱۲ خدا کی اطاعت کے اثرات ۱۰؛ خدا کی اطاعت کی اہمیت ۵؛ خدا کی اطاعت کا پیش خیمہ ۶

(1) تہذیب ج ۲ ص ۷۷ ح ۵۵۔ سریل نمبر ۲۸۷۔ تفسیر برہان ج ۳ ص ۱۰۴ ح ۱

(2) کافی ج ۲ ص ۳۶ ح ۱؛ نور الثقلین ج ۳ ص ۵۲۰ ح ۲۲۰۔

انسان: اسکی استعداد ۹؛ اس کا رب ۳

ایمان: خدا کی ربوبیت پر ایمان کے اثرات ۶

اسلامی معاشرے: اس میں عبودیت ۸؛ اسکی خصوصیات ۸

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۳

خدا تعالیٰ: اسکی نصیحت ۷؛ اسکے سامنے خضوع کرنا ۳؛ اسکی دعوتیں ۱؛ اسکی ربوبیت ۳

کامیابی: اسکے عوامل ۱۰

رکوع: اسکے احکام ۱۲؛ اسکے اذکار ۱۲

روایت ۱۲، ۱۳

سجدہ: اسکے احکام ۱۲؛ اسکے اذکار ۱۲؛ یہ خدا کو ۱۳

عبادت: اہم ترین عبادت ۲

عبودیت: اس کا پیش خیمہ ۶

عمل: نیک عمل کے اثرات ۱۰؛ نیک عمل انجام دینا ۸؛ نیک عمل کی تشخیص ۹؛ ناپسندیدہ عمل کی تشخیص ۹؛ عمل خیر پر تکبر کرنا ۱۱؛ عمل خیر کی نصیحت ۷

مؤمنین: انکا امید رکھنا ۱۱؛ انکا خوف ۱۱؛ انہیں دعوت دینا ۱؛ انکی ذمہ داری ۱۱

نماز: اسے قائم کرنے کے اثرات ۱۰؛ اسکی اہمیت ۲؛ اسکے قائم کرنا ۸؛ اسکی حقیقت ۳؛ اسکی دعوت ۱

آیت ۷۸

﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيداً عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ﴾

اور اللہ کے بارے میں اس طرح جہاد کرو جو جہاد کرنے کا حق ہے کہ اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے یہی تمہارے بابا ابراہیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گزار رکھا ہے تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو لہذا اب تمام نماز قائم کر و زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ سے باقاعدہ طور پر وابستہ ہو جاؤ کہ وہی تمہارا مولا ہے اور وہی بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے (۷۸)

1_ راہ خدا میں مخلصانہ اور ہر طرح (جان و مال کے ساتھ) کا جہاد، خدا تعالیٰ کی اہل ایمان کو نصیحت۔

و جہدوا فی اللہ حق جہادہ

"جاہدوا" کو "حق جہادہ" کی قید لگانا کہ معنی میں ظہور رکھتا ہے کہ مؤمنین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی پوری طاقت راہ خدا میں خرچ کریں اور اپنا سب کچھ (جان و مال) اس راہ میں نثار کر دیں۔

2_ جہاد کی قدر و قیمت اسکے راہ خدا میں ہونے سے ہے۔ و جہدوا فی اللہ

3_ امت مسلمہ ایک برگزیدہ امت ہے۔ ہو اجتبتکم "اجتباء" کا معنی ہے انتخاب کرنا۔

4_ اسلام ایک خدا داد نعمت اور مؤمنین پر خدا کا احسان ہے۔ یا ایہا الذین ء امنوا ... ہو اجتنبکم جملہ "و ما جعل علیکم فی الدین حرج" کے قرینے سے ہو سکتا ہے "ہو اجتنبکم" در حقیقت "ہو اجتنبکم الدین" ہو یعنی یہ خدا ہے جس نے تمہیں اپنے دین کیلئے انتخاب کیا اور تمہیں ایمان کی توفیق عطا کی ورنہ تم بھی دوسروں کی طرح کافرو مشرک ہوتے۔

5_ شریعت اسلام کے احکام، آسان اور ہر قسم کی عرج و حرج سے خالی ہیں۔ و ما جعل علیکم فی الدین من حرج
6_ شریعت اسلام میں احکام الہی ایسے احکام ہیں کہ جن میں لچک ہے اور اگر انسان کو عسرو حرج کا سامنا ہو جائے تو یہ اپنی جگہ دیگر احکام (احکام ثانوی) کہ جو عسرو حرج کا سبب نہیں ہیں۔ کو دے دیتے ہیں۔ و ما جعل علیکم فی الدین من حرج

دین سے حرج کی نفی کا لازمہ یہ ہے کہ اگر انسان کو کسی شرعی ذمہ داری کی انجام دہی میں حرج کا سامنا ہو جائے تو وہ شرعی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور اسکی جگہ ایسا حکم آجاتا ہے کہ جس میں حرج نہیں ہوتا۔

7_ راہ خدا میں جہاد ایسا حکم ہے کہ جو قاعدہ نفی حرج کے دائرے سے باہر ہے۔ و جہدوا فی اللہ حق جہادہ ... و ما جعل علیکم فی الدین من حرج یہ جملے "ہو اجتنبکم" اور "و ما جعل علیکم فی الدین من حرج" ظاہراً جملہ "و جہدوا فی اللہ حق جہادہ" کی علت ہیں یعنی چونکہ شریعت اسلام سہل و آسان اور ہر قسم کے عسرو حرج سے خالی ہے لہذا ضرورت ہے کہ اس پر عمل کرنے میں انتہائی کوشش کرو اور اسکی حفاظت کیلئے اپنی پوری طاقت خرچ کرو اور اس سلسلے میں جان و مال کی قربانی سے بھی دریغ نہ کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کا جہاد کہ جو قطعاً عسرو حرج پر مشتمل ہے۔ نفی حرج والے قانون سے باہر ہے۔

8_ قانون بنانے اور ذمہ دار کو معین کرنے میں لوگوں کی توان اور طاقت کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔
و ما جعل علیکم فی الدین من حرج

9_ شریعت اسلام اور شریعت ابراہیمی (ع) میں وحدت اور یگانگت ہے۔ و ما جعل علیکم فی الدین من حرج ملہ ا
بیکم ابراہیم

10_ صدر اسلام کے مکے میں رہنے والے لوگوں کی حضرت ابراہیم کے ساتھ نسبى رشتہ داری۔ ملة ابيکم ابراهيم
"ابیکم" میں ضمیر مخاطب "کم" کا مرجع ہو سکتا ہے سب مسلمان ہوں یا خاص طور پر مکہ کے لوگ ہوں مذکورہ مطلب
دوسرے احتمال کی بنیاد پر ہے۔

11_ شریعت ابراہیم (ع) میں شرعی ذمہ داریاں آسان اور ہر قسم کے عسر و حرج سے خالی تھیں۔
و ما جعل علیکم فی الدین من حرج ملة ابيکم ابراهيم

12_ حضرت ابراہیم (ع) امت مسلمہ کے دینی باپ۔ و ما جعل علیکم فی الدین من حرج ملة ابيکم ابراهيم

13_ مشرکین مکہ کو اسلام کی طرف مائل کرنے کیلئے رشتہ داری والے جذبات سے استفادہ کرنا۔
و ما جعل علیکم فی الدین من حرج ملة ابيکم ابراهيم

14_ مسلمان، خدا تعالیٰ کی طرف سے امت اسلامی کیلئے ایک انتخاب کردہ نام۔ ہو سمي کم المسلمین

15_ امت اسلامی، سابقہ آسمانی ادیان میں ایک جانی پہچانی امت۔ ہو سمي کم المسلمین من قبل

16_ مسلمان، سابقہ آسمانی کتابوں اور قرآن میں پیغمبر (ص) اکرم کی امت کا نام۔ ہو سمي کم المسلمین من قبل و فی
ہذا

17_ خدا تعالیٰ کے مقابلے میں سر تسلیم خم ہونا پیغمبر (ص) کی شریعت کی روح۔ ہو سمي کم المسلمین من قبل و فی ہذا

18_ مسلمان، دیگر لوگوں کے اعمال پر گواہ ہیں اور پیغمبر (ص) مسلمانوں کے اعمال پر گواہ ہیں۔ لیكون الرسول شهيداً
علیکم و تكونوا شهداء علی الناس اس سلسلے میں کہ "شہیداً علیکم و تكونوا شهداء علی الناس"

19_ پیغمبر (ص)، مسلمانوں پر خدا کی حجت ہیں اور امت مسلمہ دیگر لوگوں پر حجت خدا ہے۔ لیكون
الرسول شهيداً علیکم و تكونوا شهداء علی الناس

20_ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا ضروری ہونا۔ فاقیموا الصلوة و اتوا الزکوٰۃ

21_ خدا کے ساتھ تمسک کرنا اور اس کے غیر کے ساتھ تمسک سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ و اعتصموا باللہ

22_ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ متمسک رہنا، امت اسلامی کے بنیادی ترین فرائض ہیں۔
ہو سميکم المسلمین ... فاقیموا الصلوة و اتوا الزکوٰۃ و اعتصموا باللہ

23_ خدا تعالیٰ امت مسلمہ کا مولا اور سرپرست ہے۔ ہو سميکم المسلمین ... و مولیکم

4_2 خدا تعالیٰ کے مولیٰ اور سرپرست ہونے کا اعتقاد اسکے ساتھ متمسک ہونے اور اسکے غیر کے دامن تھامنے سے پرہیز کا تقاضا کرتا ہے۔ و اعتصموا باللہ ہو مولاکم
جملہ "ہو مولاکم" "اعتصموا باللہ" کیلئے علت کے طور پر ہے یعنی خدا تعالیٰ کے ساتھ متمسک کرو کیونکہ وہ تمہارا مولیٰ اور سرپرست ہے۔

5_2 الہی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لازم ہونے کا سرچشمہ، انسان پر خدا تعالیٰ کا حق ولایت ہے۔ فاقیموا الصلوۃ ... ہو مولیکم

6_2 صرف خدا تعالیٰ کا حق ولایت شریعت اور قانون بنانے کا جواز فراہم کرتا ہے۔ فاقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و اعتصموا باللہ ہو مولیکم مذکورہ مطلب اس احتمال کی بنا پر ہے کہ "ہو مولاکم" اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ انسان پر حق ولایت رکھتا اسلئے اس نے قوانین اور احکام وضع کئے ہیں اس ہر قسم کی شریعت بنانے اور قانون سازی کا کسی نہ کسی طریقے سے الہی ولایت پر منتہی ہونا ضروری ہے۔

7_2 انسانی حکومتوں اور ولایتوں کی مشروعیت ان کے الہی ولایت کے سابقہ مربوط ہونے میں منحصر ہے۔ و مولیکم

"ہو مولاکم" کے حصر میں ظہور کی وجہ سے مذکورہ بالا مطلب حاصل ہوتا ہے۔

8_2 خدا تعالیٰ امت مسلمہ کا سرپرست اور شائستہ مددگار ہے۔ و سمیکم المسلمین ... و اعتصموا باللہ ... فنعم المولیٰ و نعم النصیر

9_2 نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا اور خدا سے متمسک کرنا اسکی ولایت، مدد اور نصرت کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ فاقیموا الصلوۃ ... فنعم المولیٰ و نعم النصیر مذکورہ مطلب اس احتمال کی وجہ سے ہے کہ "فنعم المولیٰ ... گزشتہ شرعی ذمہ داریوں پر مترتب ہو کہ جنکا انجام دینا خدا تعالیٰ کی خاص نصرت اور ولایت سے بہرہ مند ہونے کا سبب ہے۔

0_3 خدا تعالیٰ کا مسلمانوں پر اپنی سرپرستی اور ان کی مدد کرنے کی تعریف کرنا۔

ہو سمیکم المسلمین ... فنعم المولیٰ و نعم النصیر

1_3 ابوبصیر کہتے ہیں میں نے امام صادق (ع) سے سوال کیا کہ ایک مجنب شخص پانی کا چھوٹا سا برتن رکھ کر اس

میں اپنی انگلی ڈال دیتا ہے (اس کا حکم کیا ہے) تو فرمایا: اگر اس کا ہاتھ نجاست سے آلودہ ہو تو اس پانی پر کو گرا دے اور اگر نجاست سے آلودہ نہ ہو تو اس پانی کے ساتھ غسل کر سکتا ہے یہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے مصادیق میں سے ہے۔
 "ما جعل علیکم فی الدین من حرج" خدا تعالیٰ نے دین حرج اور سختی قرار نہیں دی شاید مقصود یہ ہو کہ اگر مجنب کا بدن جنابت کی وجہ سے نجس ہو جاتا تو ضروری ہوتا کہ کسی وقت بھی وہ قلیل پانی کے ساتھ غسل نہ کر سکتا اور یہ حرج ہے پس آیت کریمہ کے مطابق مجنب کا بدن نجس نہیں ہے^(۱)

ابراہیم: ان کا باپ ۱۲؛ ان کے دین کا آسان ہونا ۱۱

احکام: ثنائوی احکام ۶؛ انکی تشریح کا سرچشمہ ۲۶

آسمانی ادیان: ان کی ہم آہنگی ۹ / اقدار: ان کا معیار ۲

اسلام: اس کا لچک پذیر ہونا ۶؛ اسکی حقیقت ۱۷؛ اس کا آسان ہونا ۵؛ اسکی خصوصیات ۵؛ اسلام اور دین ابراہیم کی ہم آہنگی ۹

اللہ تعالیٰ: اسکی ولایت کے اثرات ۲۵، ۲۶، ۲۷؛ اس کا احسان ۳؛ اسکی نصیحتیں ۱؛ اسکی حجتیں ۱۹؛ اسکی نصرت

کا پیش خیمہ ۲۹؛ اسکی ولایت کا پیش ۲۹؛ اسکی مدح ۲۹؛ اسکی نصرت کی مدح ۳۰؛ اسکی ولایت کی مدح ۳۰؛ اسکی نعمتیں ۲

امتیں: ان پر حجت ۱۹؛ ان کے گواہ ۱۸

انسان: اس کے مولا ۲۵

آنحضرت (ص): آپ (ص) کی گواہی ۱۸؛ آپ (ص) کا نقش و کردار ۱۹

تبلیغ: اسکی روش ۱۳ / تمسک کرنا: خدا کے ساتھ تمسک کرنے کے اثرات ۲۹؛ غیر خدا کے ساتھ تمسک سے اجتناب کرنا

۲۳؛ غیر خدا سے تمسک سے اعراض ۲۱؛ خدا کے ساتھ تمسک کی اہمیت ۲۱، ۲۲؛ خدا کے ساتھ تمسک کا پیش خیمہ ۲۳

سر تسلیم خم کرنا: خدا کے سامنے سر تسلیم کرنا ۱۷

شرعی ذمہ داری: اس پر عمل کا پیش خیمہ ۲۵؛ اسکے شرائط ۸؛ اس میں قدرت ۸

جہاد:

اس میں اخلاص ۱، ۲؛ اسکی قدر و قیمت ۲؛ اس کی اہمیت ۴؛ اسکی نصیحت ۱
حکومت: اس کا سرچشمہ ۲۷

روایت ۳۱

زکات: اسکی ادائیگی کے اثرات ۲۹؛ اسکی اہمیت ۲۰، ۲۲

عقیدہ: ولایت خدا کے عقیدے کے اثرات ۲۳

قانون سازی: اس کی شرائط ۸

قواعد فقہیہ: قاعدہ نفی عسر و حرج ۶، ۳۱؛ قاعدہ نفی عسر و حرج کا دائرہ کار ۷

مؤمنین: انکو نصیحت ۱؛ انکا مالی جہاد ۱؛ انکی نعمتیں ۳

مسلمان: ان کا برگزیدہ ہونا ۳؛ انکا دینی باپ ۱۳؛ انکی شرعی ذمہ داریاں ۲۲؛ ان پر حجت ۱۹؛ ان کے فضائل ۳؛ ان کے گواہ

۱۸؛ انکی گواہ ۱۸؛ یہ آسمانی کتب میں

16؛ یہ قرآن میں ۱۶؛ یہ آسمانی ادیان میں ۱۵؛ انکا مسلمان نام رکھنے کا سرچشمہ ۱۳؛ انکا مولا ۲۳، ۲۸؛ انکا مددگار ۳۰

مشرکین مکہ: ان کے اسلام کا پیش خیمہ ۱۳؛ انکی رشتہ داری والے جذبات ۱۳

مکہ: اہل مکہ اور ابراہیم کی رشتہ داری ۱۰

نصرت خدا: یہ جنگے شامل حال ہے ۲۳، ۲۸

نعمت: نعمت اسلام ۳

نماز: اسے قائم کرنے کے اثرات ۲۹؛ اسکی اہمیت ۲۰، ۲۲؛ اسے قائم کرنا ۲۰، ۲۲

ولایت: اس کا سرچشمہ ۲۷

ولایت خدا: یہ جنگے شامل حال ہے ۲۳، ۲۸

اشاریوں سے استفادہ کی روش

اشاریوں سے استفادہ کا یہ نظام حروف تہجی کی ترتیب سے منظم کیا گیا ہے یعنی اصلی الفاظ کو حروف تہجی کی ترتیب اور موٹے خط کے ساتھ تحریر کرنے کے بعد اسکے ذیل میں فرعی عناوین کو بھی حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ لکھا گیا ہے لہذا مطلوبہ موضوعات تک آسانی سے پہنچنے کے لیے مندرجہ ذیل نکات پر توجہ فرمائیے

(1) فرعی عناوین، اصلی عناوین کے ذیل میں قرار دیئے گئے ہیں لہذا ان تک پہنچنے کے لیے اصلی عناوین کی طرف رجوع کیا جائے مثلاً نماز کے اثرات، ارکان، احکام اور شرائط کو لفظ نماز میں تلاش کیا جائے۔

(2) مترادف الفاظ میں سے ایسے لفظ کو اصلی عنوان قرار دیا گیا ہے جو مناسب تر ہے اور دیگر عنوان یا عناوین کے سلسلے میں (ر۔ک) (رجوع کیجئے) کی علامت کے ذریعے اسی عنوان کی طرف رجوع کرنے کیلئے کہا گیا ہے مثلاً:

آگ: ر۔ک آتش

(3) بعض اصلی عناوین کے فرعی عناوین نہیں ہیں تاہم خود کسی اور عنوان کے تحت آئے ہیں لہذا اس عنوان کے لیے اس اصلی عنوان کی طرف رجوع کرنے کے لیے کہا گیا ہے مثلاً: آرزو: ر۔ک انبیاء، انسان و...

(4) وہ الفاظ و موضوعات جو ایک دوسرے کے نزدیک ہیں اور ایک موضوع کے بارے میں تحقیق کرنے کے لیے مفید اور مؤثر ہیں ان میں بھی فرعی عناوین کو ذکر کرنے کے بعد نیز ر۔ک (نیز رجوع کیجئے) کی علامت سے رہنمائی کی گئی ہے مثلاً آخرت: نیز ر، ک ایمان، دنیا، قیامت، معاد۔ یاد رہے کہ جہاں رجوع کرنے کے لیے کہا گیا ہے وہاں کبھی مطلوبہ عناوین دونوں عناوین میں صراحت کے ساتھ لائے گئے ہیں اور کبھی فقط دونوں عناوین میں علمی رابطے کو ظاہر کیا گیا ہے۔

(5) وہ اشاریے جنہیں "اور" کے ذریعے مرکب کیا گیا ہے ان میں ایک خاص رابطہ پایا جاتا ہے لہذا ان مرکب اشاریوں میں اگر دو مفہیم ہیں تو پہلے اس کو ذکر کیا گیا ہے جو دوسرے میں مؤثر ہے جیسے "ایمان اور عمل" (چونکہ ایمان عمل میں مؤثر ہے لہذا ایمان کو پہلے لکھا گیا ہے) اور اگر مفہیم کی بجائے دو افراد یا گروہ ہوں تو پہلے واسطہ رکھنے والے کو ذکر کیا گیا ہے اور جس کے ساتھ واسطہ رکھا گیا اسے بعد میں ذکر کیا گیا ہے جیسے "آنحضرت (ص) اور اہل کتاب" اور "کفار اور قرآن کریم" کہ جنہیں "ایمان"، "آنحضرت" اور "کفار" کے عناوین میں ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے عناوین (عمل، اہل کتاب، قرآن) میں انہیں پہلے عناوین کی طرف رجوع کرنے کا کہا گیا ہے۔

(6) بسا اوقات ایک عنوان کو اس کے مفہیم کی وسعت اور اس کے بعض فرعی عناوین کے مستقل موضوع ہونے کی بنا پر کئی اصلی موضوعات کی طرف تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ مطلوبہ معلومات آسانی سے دستیاب ہو سکیں مثلاً "آیات خدا، اسماء و صفات، توحید اور خدا" اس کے باوجود موضوع کی وحدت کو حفظ کرنے کیلئے ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف رجوع کرنے کیلئے بھی کہا گیا ہے۔

(7) اصلی عنوان کے تکرار سے بچنے کے لیے ذیلی اور فرعی عناوین میں یہ علامت "-" مناسبت کے ساتھ، پہلے یا بعد میں لگا دی گئی ہے لہذا ہر کلمہ اس علامت کے ساتھ مل کر مرکب (اصلی و فرعی عنوان سے) کو تشکیل دیتا ہے جیسے ایثار: کا اجر، کی قدر و قیمت، کے اثرات یا آنحضرت کے پیروکاروں کا اعراض یہ ہو جائے گا آنحضرت (ص) کے پیروکاروں کا اعراض وغیرہ۔

ملاحظات:

- (1) اشاریوں میں ذکر شدہ نمبر ان آیات سے مربوط ہیں جن سے موضوعات کو اخذ کیا گیا ہے البتہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اشاریوں کے یہی الفاظ آیات میں موجود ہیں بلکہ انہیں آیات سے استخراج کئے گئے نکات کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے۔
- (2) کتاب کے آخر میں مذکور اشاریوں کے علاوہ ہر آیت کے ذیل میں بھی اس کے اشاریے ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ قارئین محترم کیلئے مطلوبہ عناوین کی طرف رجوع کرنا آسان ہو جائے اور انہیں ہر آیت کے عناوین کا خلاصہ بھی دستیاب ہو جائے۔

اشاریے (۱)

”آ“

آگ: کا شعور ۶۹/۲۱ نیز رک: ابراہیم (ع)، جہنم، کوہ طور

آبائو اجداد: کا عمل؛ اسکے اثرات ۵۲/۲۰

آثار قدیمہ: صدر اسلام میں ۳۵، ۳۶/۱۲۸، ۲۲/۲۰ سے عبرت حاصل کرنا ۳۵، ۳۶/۱۲۸، ۲۲/۲۰ کا مطالعہ ۳۶/۲۲

نیز رک: گذشتہ اقوام، عقل

آخرت: میں تضاد ۱۹/۲۲؛ کا مالک ۱۵/۲۲؛ پر ایمان لانے والے ۴۲/۲۰؛ کا کردار ۱۵/۲۰؛ کی خصوصیات ۱۹/۲۲

نیز رک غفلت، قیامت

آخرت پرستی برک فرعون کے جادوگر

آدم (ع): نبوت سے پہلے ۱۲۱/۲۰؛ اور ممنوعہ درخت ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳/۲۰؛ کی بخشش ۱۲۲/۲۰؛ کا بہشت

سے نکالنا: اس کا پیش خیمہ ۱۲۰/۲۰؛ عوامل ۱۱۴/۲۰؛ کا اخلاص: اس کا سرچشمہ ۱۲۲/۲۰؛ کا دھوکا کھانا

۱۲۱/۲۰؛ اثرات ۱۲۳/۲۰؛ کا انذار ۱۱۴/۲۰؛ کا فلسفہ ۱۱۴/۲۰؛ کا منقطع ہونا: اثرات ۱۲۲/۲۰؛ حوا پر برتری

۱۱۴/۲۰؛ ملائکہ پر برتری ۱۱۶/۲۰؛ کا برگزیدہ ہونا ۱۲۲/۲۰؛ کو بشارت ۱۲۳/۲۰؛ کا بہشت: اس میں آسائش ۱۱۴/۲۰

، اس سے اخراج ۱۲۳/۲۰؛ اس سے اخراج کا پیش خیمہ ۱۲۳/۲۰، اس کے

مادی وسائل ۲۰/۱۲۱؛ اس میں امن ۲۰/۱۲۳، اس میں لباس ۲۰/۱۱۸؛ اس میں ضروریات کو پورا کرنا ۲۰/۱۲۳؛ اس میں پیاس ۲۰/۱۱۹، اس میں ہمیشہ رہنا ۲۰/۱۲۰؛ اسکی حقیقت ۲۰/۱۱۴؛ اس میں شیطان ۲۰/۱۲۰؛ اس میں صلح ۲۰/۱۲۳؛ اس میں طعام ۲۰/۱۱۸؛ اس سے محرومیت کے عوامل ۲۰/۱۲۳؛ اس میں گرمی ۲۰/۱۱۹؛ کے علم کا دائرہ ۲۰/۱۲۰؛ کے پھل ۲۰/۱۲۱؛ کی خصوصیات ۲۰/۱۱۴، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۳، ۲۰/۱۲۲؛ کا لباس ۲۰/۱۱۸؛ کے تربیت ۲۰/۱۲۲؛ کا تکامل ۲۰/۱۲۲؛ کی بہشت میں شرعی ذمہ داری ۲۰/۱۱۴؛ کے تمایلات ۲۰/۱۲۱؛ کی توبہ ۲۰/۱۲۲؛ اس کا قبول ہونا ۲۰/۱۲۲؛ کو نصیحت ۲۰/۱۱۵؛ کے دشمن ۲۰/۱۱۴؛ کو فرشتوں کا سجدہ ۲۰/۱۱۶؛ کی زمین میں سخت زندگی ۲۰/۱۱۴؛ کے بہشت میں رہائش ۲۰/۱۱۴؛ کا طعام ۲۰/۱۱۸؛ کے طمع؛ اسکے اثرات ۲۰/۱۲۱؛ کا عصبانی ۲۰/۱۱۵؛، ۲۰/۱۲۱؛ اسکے اثرات ۲۰/۱۲۱؛ اسکا پیش خیمہ ۲۰/۱۲۱؛ اس سے مراد ۲۰/۱۲۱؛ کی شرمگاہ؛ اسے چھپانا ۲۰/۱۲۱؛ اسے ظاہر کرنا ۲۰/۱۲۱؛ اسے ظاہر کرنے کے عوامل ۲۰/۱۲۱؛ کی عہد شکنی ۲۰/۱۱۵؛ کا غریزہ ۲۰/۱۲۱؛ کی فراموشی ۲۰/۱۲۱، ۱۱۵؛ کے فضائل ۲۰/۱۱۴، ۱۲۲؛ کا فانی ہونا ۲۰/۱۲۲، ۱۲۳؛ اس سے عبرت حاصل کرنا ۲۰/۱۱۶؛ کا گناہ صغیرہ ۲۰/۱۲۱؛ کی محرومیت؛ اسکے عوامل ۲۰/۱۲۳، ۱۲۱؛ کی مشکلات ۲۰/۱۱۴؛ ۲۰/۱۲۳؛ کا مقام ۲۰/۱۱۶؛ کا نقش و کردار ۲۰/۱۲۱؟؛ کی مادی ضروریات ۲۰/۱۱۸؛ کا وسوسہ ۲۰/۱۲۰؛ کا زمین پر اترنا ۲۰/۱۲۳؛ اسکا پیش خیمہ ۲۰/۱۲۳؛ اسکے عوامل ۲۰/۱۲۳؛ اس کا فلسفہ ۲۰/۱۲۳؛ کی ہدایت ۲۰/۱۲۲؛ کو خبردار کرنا ۲۰/۱۲۱، ۱۱۹؛ کی بیوی ۲۰/۱۱۴ نیز رُک حوا، خدا، ذکرِ سجدہ، شیطان، ملائکہ

آرزو: پسندیدہ آرزوئیں ۲۱/۸۹؛ دنیا کی طرف بازگشت ۲۱/۹۵؛ بیٹے کی ۲۱/۸۹؛ نیز رُک امتیں، انسان، زکری آزادی: رُک شیطان/آزربکی بت پرستی ۵۲، ۲۱؛ سے سوال ۲۱/۵۲؛ کی تقلید ۲۱/۵۳؛ کی سرزنش ۲۱/۵۲؛ کے خلاف مبارزت ۱۲/۵۲؛ کا معاشرتی کا مقام ۲۱/۵۲؛ آزمائش: رُک بتلا ہونا، امتحان آسائش طلب لوگ: کا محرک ۲۲/۱۱ کی عبادت ۲۲/۱۱؛ نیز رُک آدم (ع)، بہشت، زمین، عبادت آسمان: کا اعادہ ۲۱/۱۰۳؛ کا پھٹنا ۲۱/۳۰؛ اہل انکا سخن ۲۱/۳؛ اور زمین کی پیوستگی ۲۱/۳۰؛ نون کا تدبیر: اس کا مرکز ۲۰/۵؛ نون کا متعدد ہون

4 / 20، ۶، ۱۹/۲۱، ۳۰، ۵۶، ۱۸/۲۲، ۶۳؛ کا حقیقت ۲۳/۲۱؛ نوں کا خالق ۳/۲۰، ۵۶/۲۱؛ نوں کی خلقت ۲۱، ۳۰؛ انکی پہلی خلقت ۱۰۳، ۲۱؛ ان کا تحت ضابطہ ہونا ۱۶/۲۱؛ نوں کا بلندی ۳/۲۰؛ نوں کا گرنا ۳۲/۲۱؛ نوں کا عظمت ۳/۲۰؛ نوں کا رب ۵۶/۲۱؛ نوں کے موجودات ۲۲/۴۰؛ ان کا انقیاد ۱۹/۲۲؛ ان کا بولنا ۳/۲۱؛ ان کا سجدہ ۱۸/۲۲؛ ان کا مالک ۶/۲۰؛ ان کی باشعور موجودات ۱۹/۲۱، ۳؛ نوں کا نقش و کردار ۵۳/۲۰؛ نیزر ک قرآن کی تشبیہات، ذکر قیامت

آسیب شناسی: برک معاشرہ، دین، شخصیت
 آشتی: برک صلح/ آگاہی: برک بصیرت، شناخت علم
 آمیزش: برک موجودات
 آنکھ: کا کردار ۴۹/۲۱؛ نیزر ک قیامت، کفار، گناہ گار لوگ
 آہستہ بولنا: برک قیامت
 آیات الہی احکام: برک احکام

آئیڈیالوجی: برک نظریات کائنات آیات الہی: ۲۰/۲۱، ۲۳/۳۴ آفاقی آیات: ۲۱/۲۲، ۳۲، ۳۰/۶۲ ان سے اعراض کرنے والے ۳۲/۲۱؛ سے اعراض کرنا: اسکے اثرات ۲۰/۳۸؛ کے ساتھ کھیلنا ۳/۲۱؛ کی تبلیغ ۲۰/۱۳۳؛ کی تکذیب: اسکے اثرات ۲۰/۳۸، ۱۲۸، ۱۳۵، ۲۱/۴۴؛ اس کا پیش خیمہ ۲۱/۴۴؛ اسکے سزا ۲۱/۴۴، ۲۲/۵۴؛ اس کا گناہ ۲۰/۱۲۹؛ اس کا سرچشمہ ۲۲/۵۴؛ کی تلاوت ۲۲/۵۲؛ کے خلاف سازش ۲۲/۵۱؛ اسے درک کر لینا ۲۰/۵۳؛ کے دشمن ۲۲/۵۳؛ سے شک کے دور کرنے کے عوامل ۲۲/۵۵؛ کو فراموش کرنا: اسکی اثرات ۲۰/۱۲۶؛ پر ایمان لانے والے ۲۰/۴۲؛ کے خلاف مبارزت: اسکی سزا ۲۲/۵۱؛ سے اعراض کرنے والے ۲۱/۳۲؛ ان کا اسراف ۲۰/۳۲؛ ان سے بی اعتنائی کرنا ۲۰/۱۲۶؛ کا ضروری عذاب ۲۰/۱۲۴؛ پر قیامت میں ۲۰/۱۲۶؛ انکی سزا ۲۰/۱۲۴؛ ان کا آخرت میں محفوظ ہونا ۲۰/۱۲۴؛ کی تکذیب کرنے والے ۲۰/۵۴، ۲۱/۴۴؛ ان کا دنیوی عذاب ۲۰/۱۲۹؛ انکی ہلاکت ۲۰/۱۳۵؛ کا نزول: اس کا پیش خیمہ ۲۰/۱۳۳؛ اس کا فلسفہ ۲۰/۱۳۳؛ کا نقش و کردار ۲۰/۳۲،

۱۲۶، 127؛ کا ہادی ہونا ۲۰/۱۲۶؛ نیزر ک استکبار، ایمان، عیسیٰ، غفلت، فرعون، قرآن، مریم، مشرکین
 آنحضرت (ص): کا اتمام حجت کرنا ۲۱/۱۰۹؛ کا کفار کے ساتھ اختلاف ۲۱/۱۱۲؛ کا مشرکین کے ساتھ اختلاف

۱۱۲/۲۱؛ کی اذیت ۱۳۰/۲۰، ۱۱۲/۲۱؛ اسکے عوامل ۱۳۳/۲۰؛ کا مذاق اڑانے والے: انہیں دھمکی دینا ۳۱/۲۱؛
ان کا عذاب ۳۱/۲۱؛ کا مذاق اڑانا ۳۶/۲۱، ۳۱؛ پر اعتراض ۱۳۳/۲۰؛ کا انداز ۱۳۵/۲۰، ۱۰۹/۲۱، ۳۹/۲۲، ۶۸،
۴۲؛ اس کا واضح ہونا ۲۹/۲۲؛ اسکے اثر نہ کرنے کے عوامل ۳۵/۲۱؛ اس کا سرچشمہ ۳۵/۲۱؛ کے اہداف ۱۰۹/۲۱؛ ان
میں موثر عوامل ۱۳۳/۲۰؛ کو خوشخبری ۱۸/۲۱؛ کا بشر ہونا ۳/۲۱؛ کے واضح دلائل ۱۳۳/۲۰؛ سے سوال ۱۰۵/۲۰؛
کی پیشین گوئیاں ۱۰۹/۲۱؛ کی تبلیغ ۱۰۵/۲۰، ۱۰۸/۲۱، ۱۰۹؛ کی خصوصی تبلیغ ۱۲/۲۰؛ کے خلاف تبلیغ ۱۰/۲۰؛
کے خلاف جذبات کو بھڑکانا ۳۶/۲۱؛ کی تحقیر ۳۶/۲۱؛ کی تسبیح ۱۳۰/۲۰؛ کی حوصلہ افزائی ۹/۲۱؛ کا تکامل
۱۳۰/۲۰؛ کی تکذیب: اس سے اجتناب کرنا ۳۵/۲۲؛ اس کا ظلم ہونا ۳/۲۱؛ کی شرعی ذمہ داری ۱۳۰/۲۰، ۱۳۱، ۱۳۲؛
اس پر عمل کرنا ۱۰۹/۲۱؛ آپ (ص) سے مشکل شرعی ذمہ داری کی نفی کرنا ۲/۲۰؛ کی کوشش ۲/۲۰؛ کی تلاوت قرآن
۱۱۳/۲۰؛ اسکے وقت شیطان ۵۲/۲۲؛ کو نصیحت ۱۱۳/۲۰، ۱۳۰، ۵۳/۲۲، ۵۵، ۶۸؛ کے خلاف سازش ۳/۲۱، ۳،
۵، ۲۲، ۵۱/۱۱؛ کا توکل ۱۱۲/۱۲؛ کی دھمکیاں ۱۰۹/۲۱؛ پر تہمت ۵/۲۱؛ آپ پر جھوٹ کی تہمت ۳۸/۲۱، ۲۲،
۳۲؛ آپ پر جادو کی تہمت ۳/۲۱؛ آپ پر شاعری کی تہمت ۵/۲۱؛ کا حامی ۴۵/۲۲؛ کا حج ۲۴/۲۲؛ کی حقانیت
۱۰/۲۱؛ اسکے دلائل ۱۰/۲۱؛ کا گھرانہ ۱۳۲/۲۰؛ اس کا مقام و مرتبہ ۱۳۲/۲۰؛ کے مطالبے ۱۱۳/۲۰؛ کے دشمن
۶/۲۱، ۱۱۲، ۱۱/۲۲، ۶۸، ۶۹؛ کے ساتھ دشمنی ۱۱/۲۱؛ اسکے عوامل ۹/۲۲؛ کی دعا ۱۱۲/۲۱؛ کی دعوتیں
۱۰۸/۲۱، ۶۴/۲۲؛ انہیں رو کرنا ۶۸/۲۲؛ ان کا سرچشمہ ۱۰۸/۲۱؛ کو تسلی دینا ۱۳۰/۲۰، ۹/۲۱، ۳۱، ۶۹/۲۲؛ کی
رسالت ۱۳۵/۲۰، ۱۰۸/۲۱، ۳۹/۲۲، ۶۸، ۶۴؛ اسکے اثرات ۱۰۴/۲۱؛ اسکے حدود کو بیان کرنا ۳۵/۲۱؛ اس کا عالمی ہونا
۱۰۴/۲۱؛ اس کا فلسفہ ۱۰۴/۲۱؛ سب سے اہم رسالت ۱۰۸، ۳۶/۲۱؛ اسکی خصوصیات ۱۰۴/۲۱؛ کی روزی
۱۳۱/۲۰؛ کی زندگی: سطح زندگی ۱۳۱/۲۰؛ کی سیرت ۳/۲۱؛ کی شرک دشمنی ۳۶/۲۱؛ کا صبر ۱۳۰/۲۰؛ اسکے اثرات
۱۳۱/۲۰؛ پر ظلم ۳/۲۱؛ کی عجلت ۱۱۳/۲۰؛ کے تمایلات ۱۱۳/۲۰؛ کا علم ۱۱۳/۲۰؛ اس کا زیادہ ہونا ۱۱۳/۲۰؛
اسکے زیادہ ہونے کا پیش خیمہ ۱۱۳/۲۰؛ اس کا دائرہ ۱۰۹/۲۱؛ اسکے منابع ۱۰۵/۲۰؛ اس کا سرچشمہ ۳/۲۱؛ کے فضائل
۱۲۹/۲۰، ۱۳۱، ۶۴/۲۲؛ اور حق کو قبول نہ کرنے والوں کے درمیان فیصلہ کرنا ۱۱۲/۲۱؛ اور کافروں کے درمیان
فیصلہ ۱۱۲/۲۱؛ اور مشرکین کے درمیان فیصلہ ۱۱۲/۲۱؛ کی آسمانی کتاب ۱۱۳/۲۰؛ کی گواہی ۴۸/۲۲؛ کے سات
مبارزت ۱۱/۲۱، ۳۳، ۳۶، اس سے اجتناب کرنا ۳۵/۲۲؛ اور کافروں

کے مادی وسائل ۱۳۱/۲۰؛ اور قرآن ۱۱۳/۲۰؛ اور موسیٰ (ع) کا قصہ ۱۰/۲۰؛ کے مخالفین: انکے دل کی بیماری ۵۳/۲۲؛ ان کا ظلم ۵۳/۲۲؛ ان کے دل کی قساوت ۵۳/۲۲؛ کی موت: اسکی انتظار ۳۳/۲۱؛ کی ذمہ داری ۲۳/۲۱، ۳۵، ۱۰۹؛ اس کا بھاری ہونا ۲/۲۰؛ اس کا دائرہ ۳/۲۰، ۳۰/۲۲؛ کا ذمہ داری کو قبول کرنا ۲/۲۰؛ کی مشکلات ۲/۲۰؛ کا معجزہ ۱۲۳/۲۰؛ ا سے جھٹلانا ۱۳۳/۲۰؛ کا معلم ۱۰۵/۲۰، ۱۱۳، ۶۸/۲۲؛ کا مقام و مرتبہ ۱۳۰/۲۰؛ کا مقام رضا ۱۳۰/۲۰؛ کو جھٹلانے والے ۱۱/۲۲، ۳۲، انکی بہانہ تراشی ۵/۲۱؛ انکی سوچ ۱۳۳/۲۰؛ ان کے مطالبے ۳۴/۲۲؛ ان کیلئے مہلت ۳۸/۲۲؛ انہیں خبردار کرنا ۳۸/۲۲؛ کے ساتھ جھگڑا؛ سے منع کرنا ۶۴/۲۲؛ کی نصیحت ۳۲/۲۱؛ کے نام ۱/۲۰؛ کی نبوت: اسکے دلائل ۱۳۳/۲۰؛ کی نعمتیں ۱۱۳/۲۰؛ کا نقش و کردار ۱۰۵/۲۰، ۱۳۳، ۴۸/۲۲؛ کے نواہی ۲۵/۲۲؛ کو نہی ۱۳۱/۲۰؛ کی طرف وحی ۱۱۳/۲۰؛ کے ساتھ وعدہ ۹۹/۲۰؛ آپ (ص) کے ساتھ کامیابی کا وعدہ ۹/۲۱؛ کی ہدایت ۶۴/۲۲؛ کی مایوسی ۱۳۵/۲۰ نیز ر ک انبیائی، بشارت، یاد دہانی کران آبادی: کا کردار ۵۳/۲۱ آسائشوں میں رہنے والے لوگ: وں کا مذاق اڑانا ۱۳/۲۱؛ وں کا اقرار ۱۳/۲۱؛ وں کی سوچ ۱۶/۲۱؛ وں کی پشیمانی ۱۳/۲۱، ۱۵؛ وں کا لغو چیزوں کی طرف تمایل ۱۶/۲۱؛ وں کی حسرت ۱۳/۲۱؛ ماضی کے وں کی دشمنی ۱۳/۲۱؛ وں کا ظلم ۱۳/۲۱؛ وں کا عذاب: اس کا حتمی ہونا ۱۳/۲۱؛ وں کا فرار ۱۳/۲۱؛ وں کا مواخذہ ۱۳/۲۱؛ عذاب کے وقت ۱۳/۲۱، ۱۳، ۱۵؛ وں کا نقش و کردار ۱۳/۲۱ نیز ر ک گزشتہ اقوام آثار قدیمہ کی شناخت: کی اہمیت ۱۲۸/۲۰ آسمانی کتب: ۱۰/۲۱ کی تاریخ ۱۳۳/۲۰؛ کی یاد دہانیاں ۲۳/۲۱؛ کی تصدیق ۱۳۳/۲۰؛ کی تعلیمات ۸/۲۲؛ کا حادث ہونا ۲/۲۱؛ کا واضح کرنا ۸/۲۲؛ کی شرک دشمنی ۲۳/۲۱؛ کا فہم، اس کا پیش خیمہ ۳/۲۱؛ اور عقیدہ ۸/۲۲؛ کا نقش و کردار ۲۳/۲۱؛ کی ہدایات ۳۸/۲۱؛ کی ہم آہنگی ۱۳۳/۲۰، ۲۳/۲۱ نیز ر ک تعقل، زبور، کفار، متقین، مسلمان

"/"

ائمہ (ع) کا نقش و کردار ۳۴/۲۱ نیز ر ک اہلیت (ع)
 اخروی: اسکے عوامل ۱۰۰/۲۰
 (خاص موارد اپنے اپنے موضوع میں تلاش کئے)

(جائیں)

احکام کی ذمہ داری ۲۰/۲۴ اسقاط حمل: ر_ک جنین، قیامت

اونٹ کی خلقت: اس کا فلسفہ ۲۰/۵۳: کا گوشت: اس کا حلال ہونا ۲۲/۳۰، ۲۸: کو نحر کرنا ۲۲/۳۶: نیز ر_ک حج، نعمت

اولاد: کی تربیت ۲۰/۳۰: کی درخواست ۲۱/۸۹: کی موت: سخت موت ۲۱/۸۳: کا مقام: اس کا کردار ۲۰/۳۸: کا نقش و کردار ۲۱/۸۹ نیز ر_ک آرزو، الوہیت، ایوب، خدا، زکریا، عقیدہ، صاحب اولاد ہونا، ماں، نعمت
اسلحہ: بنانا ۲۱/۸۰: کی اہمیت ۲۱/۸۰: کا معیار ۲۱/۸۰: دفاعی: اسکے بنانے کی اہمیت ۲۱/۸۰ نیز ر_ک داود، نعمت
اظہار برائت کرنا: بتوں سے ۲۱/۶۴: بت پرستوں سے ۲۱/۶۴، شرک سے ۲۱/۶۴: باطل عقیدہ سے: اسکی اہمیت: ۲۱/۶۴: مشرکین سے: اسکی اہمیت ۲۱/۶۴ نیز ر_ک ابراہیم
اسلامی معاشرہ: اس میں عبودیت ۲۲/۴۴: اسکی خصوصیات ۲۲/۴۴
انتخاب کرنا: اس کا معیار ۲۲/۴۵

ابراہیم (ع): صالحین میں سے ۲۱/۴۲: مسجد الحرام کے پاس ۲۲/۲۴: اور کھیل ۲۱/۵۵: اور جھوٹ ۲۱/۶۳: اور ظلم ۲۱/۶۳، ۵۹: اور یعقوب (ع) ۲۱/۴۲: کا استدلال ۲۱/۶۵، ۶۸: اسکے اثرات ۲۱/۶۳، ۶۵: کو حاضر کرنا: اس کا فلسفہ ۲۱/۶۱: کا اخلاص ۲۱/۴۳: کی افیت ۲۱/۴۱: کی استعداد ۲۱/۵۱: کی ٹھنڈنے جگہ ۲۲/۲۴: کی تقریر ۲۱/۶۹: کی امامت ۲۱/۴۳: اس کا سرچشمہ ۲۱/۴۳: کی امداد ۲۱/۶۹: کا ایمان ۲۱/۵۶: سے تفتیش کرنا: ان سے آشکار تفتیش کرنا ۲۱/۶۱: اسکی درخواست ۲۱/۶۱: اس کا فلسفہ ۲۱/۶۲: اسکی جگہ ۲۱/۶۲: کے زمان کے بت پرست: ان کے خلاف مبارزت ۲۱/۵۶: کے بت شکنی ۲۱/۵۴، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۲، ۶۵: اسکی سزا ۲۱/۶۸، ۶۱: کا سلوک: اسکی روش ۲۱/۶۳: کا برگزیدہ ہونا ۲۱/۴۳: کی دلیل ۲۱/۵۶: کا جواب ۲۱/۶۳: اسکے اثرات ۲۱/۶۳: کا باپ ہونا ۲۲/۴۸: کا سوال ۲۱/۵۲: کا پیش قدم ہونا ۲۱/۹۰: کی تاریخ ۲۱/۵۲: کو بری کرن

4 / 6 1 2: کا بری الذمہ ہونا ۶۴/۲۱: کی تبلیغ: اسکی روش ۵۸/۲۱، ۶۳، ۶۳، ۶۶: اس سے ممانعت ۶۸/۲۱: کا
تحقیر ۶۰/۲۱: کا تدبیر ۵۴/۲۱، ۶۰: پر فضل و کرم ۴۲/۲۱: کی شرعی ذمہ داری ۲۲/۲۱، ۲۴/۴۳: کو نصیحت ۲۲/۲۶:
_ کے خلاف سازش ۴۰/۲۱: اسکے اثرات ۴۰/۲۱: پر جھوٹ بولنے کی تہمت ۳۳/۲۲: کے زمانے کا معاشرہ ۴۱/۲۱:
_ کی جوانی ۶۰/۲۱: کا حج: اس کا دائمی ہونا ۲۴/۲۲: کی حقانیت: اس میں شک ۵۵/۲۱: کی دعوت ۲۴/۲۲: اثرات
۵۵/۲۱: کی دین: اسکی تعلیمات ۴۳/۲۱: کی دُکاوت ۴۳/۲۱: کی طرف سے مذمت ۵۲/۲۱، ۶۶، ۶۷: کو جلانا
۶۸/۲۱، ۴۰: کی قسم ۵۴/۲۱: کی شجاعت ۵۴/۲۱: کی معاشرتی شخصیت ۲۴/۲۲: کی شرک دشمنی ۵۲/۲۱، ۵۳،
۵۴، ۵۵: اثرات ۵۵/۲۱: اسکی روش ۵۸/۲۱، ۶۶: اسکی خصوصیات ۵۴/۲۱: کی صلاحیت: اس کی سرچشمہ
۴۲/۲۱: کا عبادت گاہ ۲۶/۲۲: کی عبودیت: اس کی تسلسل ۴۳/۲۱: کی عمل خیر ۴۳/۲۱، ۹۰: کے فضائل ۵۱/۲۱،
۵۶، ۵۷، ۶۹، ۷۲، ۷۳: کی قاطعیت ۵۶/۲۱، ۵۷: کا قتل ۶۸/۲۱: کا قدرت ۵۴/۲۱: کا قصہ ۵۲/۲۱، ۵۳، ۵۵، ۵۶،
۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۳، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲: اسکی آگ کا انقیاد ۶۹/۲۱، اس کی بت شکن
۶۳، ۵۹/۲۱: اسکی آگ کا ٹھنڈا ہونا ۶۹/۲۱: اسکی آگ کی شدت اختیار کرنا ۶۸/۲۱: کا کمال ۵۱/۲۱: اس کی
سرچشمہ ۵۱/۲۱: اسکی نشانیاں ۵۲/۲۱: کا بچپن ۵۱/۲۱: کا گواہی ۵۶/۲۱: کے خلاف گواہی ۶۱/۲۱: کا مبارزہ
۵۲/۲۱: اس میں دلیل ۵۶/۲۱: اسکی روش ۶۳/۲۱: کا محبوبیت ۲۴/۲۲: کا ذمہ داری ۴۳/۲۱، ۲۲، ۲۶: اس کی
دائرہ ۴۳/۲۱: کے زمان کے مشرکین: ان کے ساتھ مبارزت ۵۶/۲۱: کا معلم ۴۳/۲۱: کا مقام و مرتبہ ۴۳/۲۱: کو
جھٹلانے والے ۳۳/۲۲: کی معاشرتی موقعیت ۶۰/۲۱: کا نبوت ۴۳/۲۱، ۲۲/۳۳: کا نجات ۴۱/۲۱: کا نعمتیں
۴۲/۲۱: کی نقش و کردار ۲۶/۲۲: کا نماز ۴۳/۲۱: کا طرف وحی ۴۳/۲۱: کی ہجرت ۴۲/۲۱، ۷۱: کا ہادی ہوتا
۴۳/۲۱: کا فن ۶۳/۲۱: نیز ک اسلام، انبیائی، ایمان، بت پرست لوگ، حج، زکات، طواف، مکہ، عدالتی، نظام، نماز
ایلیس: کا اختیار ۱۱۶/۲۰: کا دھوکہ دینا ۱۱۴/۲۰: کی شرعی ذمہ داری ۱۱۶/۲۰: کی خلقت: اسکی تاریخ ۱۱۶/۲۰: کی
دشمنی ۱۱۴/۲۰: اسکی نشانیاں ۱۱۴/۲۰: اسکی شیطنیت ۱۲۰/۲۰: اسکی نافرمانی ۱۱۴/۲۰، ۱۱۶: اسکے نام ۱۲۰/۲۰
نیز ک شیطان اثماد: دینی ۹۲/۲۱: کا اہمیت ۹۳/۲۰: کا دعوت ۶۳/۲۰: کا معیار ۹۲/۲۱: نیز ک: بنی اسرائیل،
جادوگر، فرعون، فرعون، موسیٰ، ہارون

اتمام حجت: کے اثرات ۱۳۳/۲۰ نیز ر_ک: انبیاء، تبلیغ، خدا، دین، فرعون، قرآن، کفار مکہ، مبلغین، آنحضرت (ع)،
مشرکین، معجزہ، نبوت، خدا، شفاعت، فرعون، مسلمان، موسی (ع)
اجتماع: ر_ک ہاشم

اجر: ر_ک پاداش

اجرام سماوات: کا گرنا ۳۲/۲۱؛ اس کا سرچشمہ ۶۵/۲۲؛ کی حفاظت ۳۲/۲۱؛ سے محفوظ رہنا ۶۵/۲۲

اجل: اجل مسمی ۲۰/۲۲، ۱۲۹/۵ نیز ر_ک امتیں

استدلال: درک ابراہیم (ع)، فرعون، موسی

احترام: سے محروم ہونا ۱۸/۲۲ نیز ر_ک مقدس مقامات خدا، سرزمین، صومعہ، دینی علما، کعبہ،
کلیسا، کنبہ، مسجد، مشرکین، موسی،

احساسات: ر_ک جذبات آنحضرت (ع)

احکام: ۳۳، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۲/۱۸، ۱۰۹، ۶۶، ۵۸، ۲۱/۵۷، ۱۱۶، ۲۰/۶۹، ۳۳

۳۴، ۳۶، ۳۹، ۴۰، ۷۷؛ ثانوی: ۴۸/۲۲؛ کا تشریح: اس کا سرچشمہ ۳۰/۲۲، ۴۸؛ کا فلسفہ ۱۲۱/۲۰، ۳۳/۲۲،
۳۶، ۳۷، ۴۰؛ (خاص موارد اپنے اپنے موضوع میں تلاش کئے جائیں)

ایجادات: سے استفادہ کرنا: اس کا پیش خیمہ ۸۰/۲۱

اختلاف: دینی: اس سے اجتناب کا پیش خیمہ ۹۳/۲۱؛ اسکے عوالم ۹۳/۲۱ نیز ر_ک اختلاف ڈالنے والے، امتیں، بنی
اسرائیل، توحید، داود، فرعون، آنحضرت (ع)، ہارون

اختلاف ڈالنے والے: ان کا اخروی مواخذہ ۹۳/۲۱ نیز ر_ک اختلاف

اختیار: ر_ک ابلیس، انسان، خدا، جبر و اختیار

اخلاص: کئے اثرات ۲۰/۲۱، ۸۸/۳۱؛ نیز ر_ک آدم، ابراہیم، اسحاق، جہاد، دعا، عبادت، موسی،
نعمت، نماز، یعقوب، اخلاق

اخلاقی رذائل: ۲۰/۲۲، ۲۳/۱۰، ۹

اخلاقی فضائل: 20 / 115، 21 / 28، 29، 22 / 1، 32، 35 نیز رک زکریا (ع)

ادب: رک فرعون کے جادوگر، خدا، فرشتہ

ادراک: ادراک کرنے والے ان پر جادوگر کی تاثیر 20 / 66؛ ان کا رشد و تکامل 22 / 5، انکی کمزوری 22 / 5

ادریس: صالحین میں سے 21 / 86؛ کا پیش قدم ہونا 21 / 90؛ کا مسیر 21 / 85؛ اسکے اثرات 21 / 86؛ کی صلاحیت: اسکے

اثرات 21 / 86؛ کا عمل خیر 21 / 90؛ کے فضائل 21 / 85، 86؛ کا قصہ: اس سے عبرت حاصل کرنا 21 / 85؛ نیز

رک، ذکر آسمانی ادیان 22 / 14؛ کی تعلیمات 20 / 22، 22 / 82، 30 / 33؛ پر تہمت: اس کا خطرہ 20 / 88؛ کا کردار

20 / 33، 20 / 34؛ کا ہادی ہونا 20 / 34؛ کی ہماہنگی 20 / 82، 21 / 92، 22 / 19، 33، 48، 64، 30

نیز رک اسلام، توبہ، توحید، حج، دفاع، داڑھی، قربانی، مسلمان، نماز

اذکار: رک رکوع، سجدہ، نماز / ارادہ: رک ایمان، خدا، موسیٰ

اقدار: 20 / 132، 20 / 85، 21 / 12، 22 / 54؛ معاشرتی اقدار 22 / 31؛ کا حفاظت: اسکے اثرات 22 / 31؛ کا

معیار 20 / 22، 115 / 48، 5

(خاص موارد اپنے اپنے موضوع میں تلاش کئے جائیں)

استبداد: رک فرعون / استغاثہ: نیز رک مشرکین، باطل معبود

استغفار: جادو سے 20 / 43؛ شرک سے 20 / 43؛ کفر سے 20 / 43؛ گناہ سے 20 / 43 نیز رک فرعون کے جادوگر

استقامت: رک فرعون کے جادوگر، عبودیت، موسیٰ (ع)، ہارون

استقبال: رک بہشتی لوگ، مؤمنین، فرشتے

استکبار: آیات خدا کے ساتھ کرنا: اسکی سزا 22 / 54؛ خدا کے ساتھ کرنا: اسکی سزا 22 / 54 نیز رک قرآن، کفار، مقربین

استدلال: رک برہان

استہزا کرنے والے: رک انبیائی، آنحضرت (ع)

اسحاق (ع): کا اخلاص ۴۳/۲۱؛ صالحین میں سے ۴۲/۲۱؛ کی امامت ۴۳/۲۱؛ اس کا سرچشمہ ۴۳/۲۱؛ کا برگزیدہ ہونا ۴۳/۲۱؛ کا پیش قدم ہونا ۹۰/۲۱؛ کی شرعی ذمہ داری ۴۳/۲۱؛ کی زکات ۴۳/۲۱؛ کا شریعت: اسکی تعلیمات ۴۳/۲۱؛ کا صلاحیت: اس کا سرچشمہ ۴۲/۲۱؛ کا عبودیت: اس کا تسلسل ۴۳/۲۱؛ کا عمل خیر ۴۳/۲۱، ۹۰؛ کے فضائل ۴۲، ۴۳/۲۱؛ کا قصہ ۴۲/۲۱؛ کی ذمہ داری ۴۳/۲۱؛ اس کا دائرہ ۴۳/۲۱؛ کا معلم ۴۳/۲۱؛ کا مقام و مرتبہ ۴۳/۲۱؛ کی نبوت ۴۳/۲۱؛ کی نماز ۴۳/۲۱؛ کی طرف وحی ۴۳/۲۱؛ کی ولادت: اسکی تاریخ ۴۲/۲۱؛ کا ہادی ہونا ۴۳/۲۱؛ نیز رک زکات، نعمت، نماز

اسراف: کے اثرات ۲۱/۲۰، ۹/۸۱؛ سے اجتناب کرنا اسکی اہمیت ۸۱/۲۰؛ کا گناہ ۸۱/۲۰؛ کے موارد ۱۱/۲۱؛ نیز رک: آیات الہی، انبیاء مسرفین

اسلام: کا معتدل ہونا ۱۳۵/۲۰؛ کا لچک دار ہونا ۴۸/۲۲؛ کی کامیابی ۱۰۹/۲۱، ۳۳؛ کے خلاف و سازش ۳، ۴/۲۱؛ کا عالمی ہونا ۱۰۴/۲۱؛ کی حقانیت اس کا واضح ہونا ۱۳۵/۱۰؛ کی حقیقت ۴۸/۲۲؛ کے دلائل ۱۳۳/۲۰؛ کا آسان ہونا ۴۸/۲۲؛ کی شکست: اسکی توقع ۱۳۵/۲۰؛ صدر اسلام: اسکی تاریخ ۱۰۵/۲۰، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۵، ۲/۲۱، ۳، ۴، ۵، ۶، ۳۶، ۱۱۰، ۱۱۲، ۲۲/۳، ۹، ۱۱، ۱۲، ۲۵، ۳۰، ۳۸، ۳۹، ۳۰، ۳۲، ۵۱، ۵۳، ۶۴، ۶۰، ۴۲؛ اس میں اقتصادی تفاوت ۱۳۱/۲۰؛ اس میں دشمنان توحید ۹/۲۲؛ کی ظلم دشمنی ۳/۲۱؛ کی فضیلت ۱۳۱/۲۱؛ کے ساتھ مبارزت ۳۶/۲۱؛ کا سرچشمہ ۳۳/۲۱؛ کا منطقی ہونا ۱۳۳/۲۰، ۲۲/۲۱؛ کی نابودی: اسکے توقع ۳۳/۲۱؛ کا کردار ۱۰۴/۲۱؛ کی خصوصیات ۲۰/۱۳۳، ۲۱، ۳، ۱۰۴، ۴۸/۲۲؛ اور دین ابراہیمی کی ہماہنگی ۴۸/۲۲

نیز رک بشارت، معاشرتی طبقات، مشرکین، مشرکین مکہ، نعمت، اسماعیل (ع)؛ صالحین میں سے ۸۶/۲۱؛ کی پیش قدمی ۹۰/۲۱؛ کا صحر ۸۵/۲۱؛ اسکے اثرات ۸۶/۲۱؛ کے صلاحیت: اسکے اثرات ۸۶/۲۱؛ کا عمل خیر ۹۰/۲۱؛ کے فضائل ۸۵، ۸۶/۲۱؛ کا قصہ، اس سے عبرت حاصل کرنا ۸۵/۲۱؛ نیز رک اسوہ بنانا، ذکر اسماء و صفات: ارحم الراحمین ۸۳/۲۱؛ اسمائے حسنی ۸/۲۰؛ اللہ

20/98: بصیر ۶۱/۲۲، ۴۵: حکیم ۵۲/۲۲: حلیم ۵۹/۲۲: حمید ۲۳/۲۲، ۶۳: حی ۱۱۱/۲۰: خیر ۶۳/۲۲: خیر ۴۳/۲۰: خیر الرازقین ۵۸/۲۲: خیر الوارثین ۸۹/۲۱: روف ۶۵/۲۲: رحمان ۵/۲۰، ۹۰، ۳۶/۲۱: اس کا معروف ہونا ۲۶/۲۱: رحیم ۶۵/۲۲: سمیع ۲۲/۲۱، ۳، ۶۱، ۴۵: شہید ۱۴/۲۲: صفات جلال ۸/۲۰، ۵۲، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۲۶/۲۱، ۳۴، ۹۹، ۲۲/۱۰: صفات جمال ۸/۲۰: انکی اہمیت ۳۳/۲۰: عزیز ۲۲/۳۰، ۴۳: عفو ۶۰/۲۲: علی ۶۲/۲۲: علیم ۲۱/۳، ۵۲/۲۲، ۵۹: قدیر ۶/۲۲: قیوم ۱۱۱/۲۰: کبیر ۶۲/۲۲: غفار ۸۲/۲۰: غفور ۶۰/۲۲: غنی ۶۳/۲۲: قوت ۲۲/۳۰، ۴۳: لطیف ۶۳/۲۲: مولیٰ ۴۸/۲۲: نیزر ک دے

اصلاح طلبی: ر ک انبیاء

اصول دین: ر ک دین

اصول عملیہ: اصل احتیاط ۱۸/۲۰

اضطراب: ر ک قیامت، ظالم لوگ، موسیٰ (ع)

گمراہ کرنا، ر ک راہبران، سامری، شیطان، فرعون، گمراہی، لوگ، مستکبرین گمراہ کرنے والے: اپنے نظر انداز کرنا ۹۴/۲۰: انکی سزا ۲۰/۲۲، ۹۴/۹

اطاعت: انبیاء کی: اسکے اثرات ۲۰/۳: خدا کی ۲۰/۱۱۶، ۲۱/۴۳: اسکے اثرات ۲۰/۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۲۲/۳۳، ۲۲/۴۴: اسکی اہمیت ۲۲/۴۴: اس کا پیش خیمہ ۲۲/۴۴: راہنمائوں کا: اسکی اہمیت ۲۰/۹۳: موسیٰ کا ۲۰/۹۳: ہارون کا ۲۰/۹۰:

اطعام: ر ک حج، فقر

اطمینان: ر ک فرعون کے جادوگر، فرعون کے علما، مؤمنین، موسیٰ، ہارون

اعتدال: ر ک اسلام، انفاق، نعمت

اعتراض: ر ک خدا، قرآن، آنحضرت (ع)، مشرکین اعتراض: ر ک اقرار

اعتماد: ر ک معاون، وزیر، ہارون

اعجاز: ر ک عیسیٰ، قرآن مریم

افشا کرنا: ر_ک خدا تعالیٰ

افک: ر_ک بہتان باندھن

اقرار: خدا کی بصیرت کا: ۳۵/۲۰: ناپسندیدہ عمل کو خوبصورت بنانے کا ۹۶/۲۰: حق کا: اس کا پیش خیمہ ۶۳/۲۱ عوالم

۳۶/۲۱: خدا کی خالقیت کا ۵۰/۲۰: خدا کی ربوبیت کا ۴۰/۲۰، ۱۲۵، ۱۳۳: ظلم کا ۱۳/۲۱، ۱۵، ۳۶، ۶۳، ۸۲، ۹۴:

اسکے اثرات ۸۸/۲۱: گناہ کا ۴۳/۲۰، ۱۵/۲۱، ۸۴ نیز ر_ک ملزم، خاص موارد

اکثریت: ر_ک مشرکین

مجبور کرنا: ر_ک فرعون کے جادوگر، دین، گناہ

الحاد: 2 2 / 2 5 نمونہ ر_ک عبادت کرنے والے اسوہ بنانا: ادیس (ع) کو ۸۵/۲۱: اسماعیل (ع) کو ۸۵/۲۱: ذو (ع)

الکفل کو ۸۵/۲۱ نیز ر_ک ایوب

الہ: ر_ک اسماء و صفات، خدا، قسم

الوہیت: کے اثرات ۲۳/۲۱، کی دعوت: اس کا ظلم ہونا ۲۹/۲۱: اسکی سزا ۲۹/۲۱: اس کا گناہ ۲۹/۲۱: میں نقصان

کو روکنا ۹۹/۲۱ کے شرائط ۲۱/۲۱، ۳۳، ۹۹، ۴۳/۲۲: میں قدرت ۹۹/۲۱: کی دعوت کرنے والے: ان کی سزا

۲۹/۲۱ نیز ر_ک باطل معبود، فرشتے

الہام: ر_ک سلیمان، عقیدہ

امامت: کے شرائط ۴۳/۲۱: کا مقام: اسکی قدر و قیمت ۴۳/۲۱: کا سرچشمہ ۴۳/۲۱ نیز ر_ک ابراہیم (ع)، اسحاق (ع)

، یعقوب

امام مہدی (ع): کے پیروکار، ان کے فضائل ۱۰۵/۲۱

امانت: میں خیانت ۳۸/۲۲ نیز ر_ک خدا

امانتداری: سر کے اثرات ۳۸/۲۲

نیز ر_ک فرشتے

امتحان: کا ذریعہ ۸۵/۲۰، ۹۰، ۱۳۱، ۳۵/۲۱، ۱۱۱، ۱۱/۲۲؛ دیناوی وسائل کے ذریعہ ۱۱۱/۲۱؛ مادی وسائل کے ذریعہ ۱۳۱/۲۰؛ خیر کے ذریعہ ۳۵/۲۱؛ سختی کے ذریعہ ۱۱/۲۲؛ شرک کے ذریعہ ۳۵/۲۱؛ فقر کے ذریعہ ۱۱/۳۲؛ سامری کے بچھرے کے ذریعہ ۹۰/۲۰؛ مہلت کے ذریعہ ۱۱۱/۲۱؛ نعمت کے ذریعہ ۱۳۱/۲۰

نیز رک امتیں، انبیائی، انسان، بنی اسرائیل، حق، خدا، کفار، مشرکین، موسیٰ

امتیں: ان کی اجل ۱۲۹/۲۰؛ ان کا دینی اختلاف ۹۳/۲۱؛ اس کا تسلسل ۹۶/۲۱؛ ان کا امتحان ۸۵/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۸۵/۲۰؛ امت واحدہ ۹۶/۲۱؛ گزشتہ امتیں: انکی شرعی ذمہ داری ۶۴/۲۲؛ ان میں قربانی کی جگہ ۳۳/۲۲؛ ہلاک شدہ امتیں: ان کی آرزوئیں ۹۵/۲۱؛ انکی بازگشت ۹۵، ۹۶/۲۱؛ ان کی توبہ ۵۹/۲۱؛ ان کی ادا ۸۵/۲۰؛ ان کی نابودی: اسکی تقدیر ۱۲۹/۲۰؛ انکی تاریخ ۹۳/۲۱؛ ان پر حجت ۴۸/۲۲؛ ان کی حقانیت: اسکے دلائل ۳۳/۲۱؛ ان کی تقدیر: اس کا تحت قانون ہونا ۱۲۹/۲۰؛ ان کی گمراہی ۸۵/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۸۵/۲۰؛ ان کے گواہ ۴۸/۲۲؛ انکی ہلاکت: اسکے عوامل ۱۳/۲۱

امر: صیغہ: اس کا مفہوم ۹۳/۲۰؛ نیز رک موسیٰ (ع)

امر بالمعروف: کے معاشرتی اثرات ۳۱/۲۲؛ کی قدر و قیمت ۳۱/۲۲؛ کی اہمیت ۳۱/۲۲؛ نیز رک مجاہدین، ہارون، خدا کے مددگار/اموات: رک مردے/امور: کا انجام ۳۱/۲۲؛ امید رکھنے والے لوگ: کی بخشش ۴۳/۲۰

امید رکھنا: بخشش کا ۹۳/۲۰؛ اچھے انجام کا ۱۳۲/۲۰؛ انسانوں کے اچھے انجام کی ۱۰۶/۲۰؛ خدا سے: اسکے اثرات ۱۵/۲۲؛ اسکی اہمیت ۱۵/۲۲؛ خدا کی رحمانیت سے ۱۰۸/۲۰؛ خدا کی رحمت سے ۹۰/۲۰؛ نیز رک اولیاء اللہ، فرعون کے جادوگر، دعا، زکریا (ع)، سختی، فقر، مؤمنین، موسیٰ، ہارون، یحییٰ

انبیائی: ۵۲/۲۲ کے ذریعے اتمام حجت کرنا ۱۳۳/۲۰؛ کا اخلاص ۳۵/۲۰؛ کا مذاق اڑانا: اسکے اثرات ۳۱/۲۱؛ اس کا ظلم ہونا ۳۱/۲۱؛ کا مذاق اڑانے والے ۱/۴/۲۱؛ ان کا عذاب ۳۱/۲۱؛ کا اصلاح طلب ہونا ۳۳/۲۰؛ سے اعراض کرنا: اسکے اثرات ۳۸/۲۰؛ کا امتحان ۳۵/۲۱؛ نبوت سے پہلے ۲۲/۲۰، ۴۵/۱۲۱؛ اور تبلیغ کی مشکلات کی تحقیق کرنا ۳۵/۲۰؛ اور نبوت کی مشکلات کی تحقیق کرنا ۳۵/۲۰؛ ابراہیم (ع) کے بعد کے ۵۱/۲۱؛ ابراہیم (ع) سے پہلے کے ۴۶/۲۱؛ لوط (ع) کے پہلے سے ۴۶/۲۱؛ آنحضرت (ع) سے پہلے کے ۴۵، ۴۱/۲۱؛ کا انذار ۳۳/۲۰، ۵۱/۲۲ کے اہداف ۳۴/۲۰

کے ساتھ نمٹنا: اسکی روش ۶۳/۲۰ کا برگزیدہ ہونا ۱۳/۲۰، ۴۵/۲۲ کا بشر ہونا ۸۶، ۶۴/۲۰، ۴/۲۱، ۴۱، ۸۸ کی
 بعثت ۳۴/۲۰ اسے فضول سمجھنا ۱۸/۲۱ اس کا قانون کے مطابق ہونا ۲۱/۲۰، ۱۶/۳۰ اس کا سرچشمہ ۴/۲۱ کی
 بینات ۱۳۳/۲۰ کے پیروکار: ان کا محفوظ ہونا ۱۳۳/۲۰ کی کامیابی: اس کا وعدہ ۹/۲۱ کی پیروی: اسکے اثرات
 ۱۳۳/۲۰ کا تاریخ ۲۵/۲۱، ۳۱، ۴۲، ۴۶، ۳۲/۲۲ کا اثر قبول کرنا ۹۳/۲۰ میں جادو کا اثر کرنا ۶۶/۲۰ کا تبلیغ
 ۵۲/۲۲، ۵۲/۸۴، ۲۲/۲۱ اسکی روش ۳۳/۲۰، ۵۲/۲۲ کی تربیت ۳۹/۲۰ خوف ۲۱/۲۰، ۳۵ کی تسبیح ۴۹/۲۱ کی
 تعلیمات: اسکی اہمیت ۱۳۳/۲۰ کی تعداد ۴۵/۲۲ کی حوصلہ افزائی: اسکے اثرات ۲۲/۲۰، ۳۳/۳۸، ۳۳/۲۰ کا شرعی ذمہ
 داری ۱۳/۲۰ پر تہمت لگانا ۵۴/۲۰ پر جادو کی تہمت لگانا ۶۱/۲۰ پر جھوٹ بولنے کی تہمت ۳۲/۲۲ پر تہمت
 لگانے کا خطرہ ۸۸/۲۰ کا جانشین: انکی ذمہ داری کا دائرہ ۹۳/۲۰ کی جاوداگی ۸، ۳۳/۲۱ کا حامی ۴۵/۲۲ کی حقانیت
 اسکی دلائل ۳۲/۲۰ کے حقوق ۳۲/۲۰ کا خشوع: اسکے اثرات ۹۰/۲۱ کی خواہشیں ۳۲/۲۰ کے دشمن ۶/۲۱،
 ۱۳، ۵۳/۲۲، ۹، ۱۳ ان کا اسراف کرنا ۹/۲۱ انکی تہمتیں ۵۴/۲۰ انکی دشمنی ۹/۲۱ ان کے پیش آنے کا طریقہ
 ۵۴/۲۰ انکی قدرت کا محدود ہونا ۴۲/۲۰ انکی خصوصیات ۹/۲۱ انکی ہلاکت ۹/۲۱ انکی ہم آہنگی ۶/۲۱ کے
 ساتھ دشمنی: اسکے عوامل ۹/۲۱ کی دعوت ۸۴/۲۱ اس کی سرچشمہ ۴/۲۱ کو تسلی دینا ۳۱/۲۱ کی رسالت ۳۳/۲۰
 اہم ترین رسالت ۲۳/۲۰، ۳۳، ۳۳ کا انجام اس میں موثر عوامل ۱۳۳/۲۰ کا سیرت ۳۳/۲۰، ۹۰ کی شرک دشمنی
 ۲۳/۲۱ کا شریک ۳۲/۲۰ کا مبرا ۴۸/۲۱ کی صفات ۸۴/۲۱ کا اطعام ۸/۲۱ کی تمایلات ۸۹/۲۱ کا علم:
 اسکی کے دسترسی ۹۶/۲۰ اس کا دائرہ ۹۳/۲۰، ۱۱۳ کا عمل خیر ۹۰/۲۱ کا عمل صالح: اسکے اثرات ۸۶/۲۱
 کے جزئیات: انہیں بھرنا ۹۳/۲۱ کے ساتھ عہد شکنی کرنا: اسکے اثرات ۸۶/۲۰ کا غضب ۸۴/۲۱ کا انجام
 ۸/۲۱ کے فضائل ۵۴/۲۲ کا مبارزت: اس کا ذریعہ ۴۲/۲۰ کے ساتھ مبارزت: اسکے اثرات ۳۳/۲۲ کی
 مخالفت کرنا: اسکی حقیقت ۱۶/۲۱ کا رب ۳۱/۲۰، ۱۱۳ کا مرد ہونا ۴/۲۱ کی موت ۸/۲۱ کی ذمہ داری ۸۳/۲۰،
 ۸۶، ۸۴/۲۱ اس کا دائرہ ۲، ۹۳/۲۰ کی مشکلات: انکی دنیوی مشکلات ۸۳/۲۱ ان کے آسان کرنے کا
 سرچشمہ ۲۶/۲۰ کا معجزہ ۴۰/۲۰ کا معلم ۱۱۳/۲۰ کا مقام و مرتبہ ۴/۲۱ کو جھٹلانے

والے: ان کا مقصد ۶/۲۱۔ ان کے سب سے پہلے جھٹلانے والے ۳۲/۲۲۔ ان کے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ ۳۳/۲۲۔ انہیں مہلت دینے کا فلسفہ ۳۳/۲۲۔ ان کا دل کا اندھا ہونا ۳۶/۲۲۔ انکی سزا ۱۳۳/۲۰۔ انکی ہلاکت ۱۳۵/۲۰، ۳۳/۲۲۔ کی ہم آہنگی ۶/۲۱۔ کی نصیحتیں ۳۳/۲۲۔ کی نبوت: اسکی اہمیت ۱۳۳/۲۰۔ اس کا فلسفہ ۱۳۳/۲۰، ۱۰۴/۲۱۔ اس کا سرچشمہ ۱۰/۲۰، ۱۳۳/۲۰۔ کی نجات: اس کا سرچشمہ ۱۶/۲۰۔ اس کا وعدہ ۹/۲۱۔ کا نقش و کردار ۱۳۳/۲۰، ۲۱/۲۱۔ کی مادی ضروریات ۸/۲۱۔ کی معنوی ضروریات ۸۳/۲۰، ۳۱/۲۱، ۱۱۲۔ کی طرف وحی ۸۰، ۹۳، ۳۷۔ کے وزیر: ان کے نصب کرنے کا سرچشمہ ۲۹/۲۰۔ کے ساتھ وعدہ ۹/۲۱۔ کی خصوصیات ۲۵/۲۰۔ کی ہدایت ۸۳/۲۰۔ کا ہادی ہونا ۱۳۳/۲۰، ۹۰، ۳۳۔ کا ہماہنگی ۳۹/۲۰، ۲۳/۲۱۔ کا ایک زمان میں ہونا ۳۲/۲۰۔ نیز ر ک اطاعت، خدا، کفار، مکہ، نعمت

انتخاب: ر ک چن

انتقام: ر ک ظالم لوگ

انجیل: کی یاد دہانی ۲۳/۲۱۔ کا نقش و کردار ۲۳/۲۱۔ انحراف: معاشرتی: اسکے موانع ۸۵/۱۰۔ کی سزا ۲۵/۲۲۔ کا گناہ ۲۵/۲۲۔ نیز ر ک بت پرستی، راہبران، گمراہی: منحرف لوگ
انخطاط: کے عوامل ۳۱/۲۲۔ نیز ر ک انسان، معاشرہ، فرعون

انخطاط: اسکے عوامل ۹۶/۲۰۔ معاشرتی کی بقاء: اسکے عوامل ۶/۲۱۔ فاسد: اس میں زندگی گزارنے کے اثرات ۴۳/۲۱۔ اس سے نجات حاصل کرنا ۴۵/۲۱۔ دینی: اسکی حمایت کرنا ۳۰/۲۲۔ پر حاکم سنیں ۱۲۹/۲۰۔ کی شقاوت: اسکے عوامل ۴۴/۲۱۔ کی ہلاکت: اسکے عوامل ۴۴/۲۱۔ کا کردار ۵۳/۲۱۔ نیز ر ک ابراہیم، انحراف، معاشرتی تبدیلیاں، اسلامی معاشرہ، لوط، معاشرتی، ماحول، نعمت، ہجرت

انسان: کی آرزو ۱۲۰/۲۰۔ کے مختلف پہلو ۴/۲۰۔ ۵/۲۲۔ کا اختیار ۱۲۰/۲۰، ۱۲۳، ۳۷/۲۱۔ اس کا مختلف ہونا ۵۱/۲۱۔ کی اطلاعات: اسکے درجہ ۴/۲۰۔ کے اعصاب: ان کے آسیب ناپذیر ہونا ۲/۲۲۔ کا دھوکہ کھانا ۱۲۱/۲۰۔ کا امتحان ۱۳۱/۲۰، ۳۵/۲۱۔ کی اخروی امید ۱۰۸/۲۰۔ کا انخطاط: اسکے عوامل ۱۲۳/۲۰۔ کا انداز ۳۵/۲۱۔ مٹی سے ۵/۲۲۔ زمین سے ۵۵/۲۰۔ قیامت ۱۰۸/۲۰، ۱۱۱، ۱۰۳/۲۱۔ کا بدن: اس کا فانی ہونا ۸/۲۱۔ کی فرشتوں پر برتری ۱۱۶/۲۰۔ کا بلوغ ۵/۲۲۔ کا اخروی سود ۱۲۵/۲۰۔ کی بیہوشی ۲/۲۲۔ کی پاداش: اسکی اخروی پاداش ۱۵/۲۰۔

اسکی ضمانت ۹۳/۲۱؛ کا بڑھاپا ۵،۶/۲۲؛ کا قبول کرنا ۳۴،۵۳/۲۱؛ کی برابری ۱۰۹/۲۱؛ کا تقدیر ۵۳/۲۰؛ کا تفاوت
 :اس کا اخروی تفاوت ۱۰۳/۲۰؛ اس کا اقتصادی تفاوت ۱۳۱/۲۰؛ پر فضل و کرم ۸۳/۲۱؛ کی تکریم: اسکے عوالم
 ۱۸/۲۲؛ کی شرعی ذمہ داری ۹۲/۱۲؛ اس کا نقش و کردار ۱۳۲/۲۰؛ کے تمایلات، انہیں تحریک کرنا ۱۳۱/۲۰؛ ان کا
 نقش و کردار ۱۳،۲۳/۲۲؛ کا متنبہ ہونا ۱۱۳/۲۰؛ اسکی اہمیت ۳/۲۰؛ کا اخروی متنبہ ۱۲۵/۲۰؛ کی سازش
 ۱۱۰/۲۱؛ کا جسم ۵/۲۲؛ کی جوانی ۶/۲۲؛ کی حرکت: اس کا سرچشمہ ۳۵/۲۱؛ کا آخرت میں حساب و کتاب ۱/۲۱؛
 کا محسوس ہونا ۱۵،۱۰۸،۱۲۳/۲۰؛ اس کا آخرت میں محسوس ہونا ۱۰۸/۲۰؛ اس کا سرچشمہ ۱۳۵/۲۰؛ اسکی خصوصیات
 ۱۰۳/۱۲۵،۲۱/۲۰؛ کے حقوق ۳۰/۲۲، ان کا مساوات ہونا ۶۵/۲۲؛ کی حقیقت ۵/۲۲؛ کا خالق ۵۶/۲۱، ۴۲/۲۰،
 ۵/۲۲، ۶۶، کا اخروی خضوع ۱۱۱/۲۰؛ کی خلقت ۶۶/۲۰؛ اسکے اثرات ۵/۲۲، اسکی تاریخ ۱۱۶/۲۰، اس کا عنصر
 ۵۵/۲۰، ۴، ۶، ۵/۲۲؛ اس کا فلسفہ ۳۵/۲۱؛ اس کا قانونی ہونا ۵۵/۲۰؛ اسکے مراحل ۵،۶/۲۲؛ اس کا سرچشمہ ۲۰/
 ۵۵؛ اسکی خواہشات ۱۲۰/۲۰، ۸۹/۲۱؛ کا درک: اس کا سرچشمہ ۱۲۵/۲۰؛ کے دشمن ۱۱۴/۲۰، ۱۲۳؛ کی دشمن
 ۱۲۳/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۱۲۳/۲۰؛ کی اخروی ذلت ۱۱۱/۲۰؛ کا راز ۴/۲۰، ۱۱۰/۲۱؛ کا رشد و تکامل ۵/۲۲؛ کا
 جسمانی رشد ۵/۲۲؛ کا رنج: اس کا اہم ترین رنج ۸۳/۲۱؛ کی روح ۵/۲۲؛ کی روزی ۳۳/۲۲؛ کا کلام ۲۱/۲۲، ۴/۳؛
 اس کا آشکارا کلام ۱۱۰/۲۱؛ اس کا پنهانی کلام ۱۱۰/۲۱؛ کا انجام: اس میں موثر عوامل ۱۰۹/۲۹؛ کی سعادت: اسکے
 دشمن ۱۰۹/۲۲؛ کی اخروی وضع و قطع ۱۱۱/۲۰؛ کی شقاوت؛ اس نشانیاں ۱۲۳/۲۰؛ کا تشکیل پانا؛ اس کا وقت
 ۵/۲۲؛ کی صفات ۳۴، ۳۸، ۳۶، ۶۶/۲۲؛ کی جسمانی کمزوری ۵/۲۲؛ کا خود سے بے خبر ضمیر ۴/۲۰؛ کی طبع
 ۱۲۱، ۸۱/۲۰؛ کی عبودیت ۹۲/۲۱؛ کا عاجز ہونا ۱۱۰/۲۰، ۳۶/۲۱؛ کی جلد بازی ۳۴/۲۱؛ اسکے اثرات ۳۸/۲۱؛
 کا عقیدہ؛ کی چاہتیں ۸۹/۲۱، ۲۳/۲۲؛ کی عمر ۵/۲۲؛ اس کا طولانی ہونا ۵/۲۲؛ کا عمل: اس کا علم ۶۸/۲۲؛ کی
 غفلت ۱/۲۱؛ کا انجام ۱۵، ۵۵، ۳۵/۲۱، ۹۳، ۶۶/۲۲؛ کے فضائل ۵۳/۳۰، ۱۱۶، ۵/۲۲، ۶۵؛ کی فطری
 معلومات ۵۵/۲۱، ۶۳؛ کی اخروی فہم ۱۰۳/۲۰؛ کی ناشکری ۶۶/۲۲؛ کا کمال: اسکے درجہ ۵۱/۲۱؛ کا بچپن ۶/۲۲؛ کا
 اخروی اندھاپن: اس کا سرچشمہ ۱۲۶/۲۰؛ کا میلان: اس میں موثر عوامل ۲۳/۲۲؛ کی گمراہی: اسکے عوامل ۹/۲۲؛ اسکی
 نشانیاں ۱۲۳/۲۰؛ کے لغزش کھانے کے مقامات ۱۳۱/۲۰؛ کا مالک ۱۰/۲۲؛ کی حفاظت ۸۰/۲۱؛ کا رب
 ۱۳۳/۲۰، ۵۶/۳۱، ۱/۲۲، ۳۱۹، ۳۰، ۳۴، ۵۳، ۶۳، ۶۵، ۶۷، ۷۷ کی موت ۵۵/۲۰، ۳۳/۲۱، ۶۶/۲۲؛

کی ذمہ داری ۲۰/۲۱، ۱۵/۱؛ اس کا دائرہ ۲۰/۱۳۲ کی دنیوی مشکلات ۲۱/۸۳ کے مفادات ۲۰/۱۲۹، ۲۲/۳۹؛
 کو پلٹانا ۲۰/۵۵؛ کا معبود ۲۰/۹۸؛ کا ذہن: اسکی ساخت ۲۲/۲؛ کا مال ۲۲/۴۸ کی نجات: اس کے عوامل ۲۰/۱۲۳
 کی زمین میں نسل: اسکی بقا ۲۰/۱۲۳؛ میں روح پھونکنا ۲۰/۱۰۲؛ کا نقش و کردار ۲۱/۸۷، ۲۲/۳۰؛ کی
 ضروریات ۲۰/۱۲۰، ۲۱/۸۹؛ کی مادی ضروریات ۲۰/۱۱۸، ۱۱۹، ۲۱/۸؛ اسکی معنوی ضروریات ۲۰/۱۲۳، ۱۳۰،
 ۲۱/۳۲، ۳۸، ۵۱، ۸۳، ۲۲/۱۹؛ کا وسوسہ ۲۰/۱۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۲۰/۱۲۰؛ کی ہدایت ۲۰/۱۲۳، ۲۱/۴۳؛ کا
 ہادی ۲۲/۱۶؛ کا مددگار ۲۲/۱۵ نیز ر ک امید رکھنا، یاد دہانی کرانا، قرآن کی تشابہات، ذکر

انشقاق: ر ک آسمان، زمین

انفاق: کے آداب ۲۲/۳۵؛ میں اعتدال ۲۲/۳۵ نیز ر ک فقرا، مؤمنین
 انقیاد: کے اثرات ۲۲/۱۸؛ خدا کے مقابلے میں ۲۲/۱۸ نیز ر ک: آسمان، ابراہیم (ع)، اطاعت، ہوا، سر تسلیم خم
 ہونا، حرکت رکھنے والے، سورج، درخت، ذکر دریا بنی، مشاورہ، طبیعت، قدرتی عوامل پہاڑ، چاند، فرشتے، موجودات
 اولاد: ر ک بیٹا؛ اولوالالباب ر ک صاحبان عقل

اولیاء الفرد: کا امید رکھنا ۲۱/۹۰؛ کا خشوع ۲۱/۹۰؛ کی صفات ۲۱/۹۰؛ کا عمل خیر ۲۱/۹۰
 اہل بیت (ع): کی پاکیزگی ۲۰/۱؛ کے فضائل ۲۰/۱۳۲ نیز ر ک ائمہ (ع)
 اہل کتاب: ر ک کنجوسی

اہل مدین: کی تاریخ ۲۲/۳۳؛ کی تہمتیں ۲۲/۳۳؛ کا مہلک عذاب ۲۲/۳۳؛ کی ہلاکت ۲۲/۳۳
 اہم و مہم ۲۰/۹۳؛ کا درجہ ۲۰/۹۳

ایام تشویق: میں تکبیر ۲۲/۳۴ نیز ر ک ذکر

ایمان: کے اثرات ۲۰/۳۴، ۴۳، ۴۶، ۸۲، ۲۱/۹۳، ۲۲/۵، ۳۸، ۱۳، ۵۵، ۵۶؛ کے معاشرتی اثرات ۲۱/۶؛ کے اخروی
 اثرات ۲۰/۱۱۲؛ کا محکم ہونا: اس کے نشانیاں ۲۲/۱۱؛ سے اعراض کرنا: اس کے اخروی اثرات ۲۰/۱۱۲؛ اس کا ظلم
 ہونا ۲۰/۱۱۲؛ آیات خدا پر: اس کے اثرات ۲۰/۱۲۴؛ ابراہیم پر ۲۰/۲۴؛ خدا کے احاطہ کرنے پر

7/22 آخرت میں مردوں کو زندہ کرنے پر اسکے عوادل ۵/۲۲ ارادہ خدا پر ۳۶/۲۰ خدا کے بصیر ہونے پر ۳۵/۲۰ توحید پر ۹۰/۲۰، ۶۴/۲۱ اسکے اثرات ۳۱/۲۲، ۵۰ اسکے کاپیش خیمہ ۱۸/۲۲ توحید ربوبی پر ۱۸/۲۲ اسکے اثرات ۱۸/۲۲ قران کے حقانیت پر ۵۳/۲۲ موسیٰ کی حقانیت پر ۴/۲۰ خدا پر ۴۰، ۴۳/۲۰، ۳۱/۳۲ اسکے اثرات ۳۳/۲۲، ۱۲۴، ۴۳/۲۰، ۴۰، ۹۰ اسکے اثرات ۴۴/۲۲ اسکی اہمیت ۴۰/۲۰ اسکے کاپیش خیمہ ۴۰/۲۰ خدا کے عزیز ہونے پر اسکے اثرات ۴۳/۲۲ خدا کی قدرت پر ۳۶/۲۰ اسکے اثرات ۴۳/۲۲ اسکے عوادل ۵/۲۲ قران پر اسکے عوادل ۲۳/۲۲ قیامت پر: اسکی اہمیت ۱۵، ۱۶/۲۰ اسکے عوادل ۳۲/۲۲ ۵: معاد پر: اثرات ۲/۲۱ اسکے عوادل ۵/۲۲ موسیٰ می معجزہ پر ۴۰/۲۰ تقدیر الہی پر ۱۳۰/۲۰ موسیٰ پر ۴۱، ۴۲/۲۰ اسکے شرائط ۶۳/۲۰ وحی پر: اسکے اثرات ۲/۲۱ خدا کے وعدوں پر ۸۶/۲۰ ہارون پر ۴۱/۲۰ بے قدر و قیمت ۵۵/۲۲ بے ثمر ۱۵/۲۱ اور عمل صالح ۴۵/۲۰، ۹۳/۲۱، ۲۳/۳۲ عذاب کے وقت ۵۵/۲۲ کا زائل ہو جانا: اسکے عوادل ۸۲/۲۰ کی حفاظت کرنا: اسکے اثرات ۴۵/۲۰ کا سرچشمہ ۱۰۱/۲۰ کی نشانیاں ۳۳/۳۲ ۳۵، نیز ر ک ابراہیم، فرعون کے جادوگر، علمای، قیامت، تمایلات، موسیٰ، نوح، ہارون، موسیٰ

ایوب: کو مال عطا کرنا: ۸۳/۲۱ کے رنج ۸۳/۲۱ کو نمونہ بنانا ۸۳/۲۱ کا غم: ۱ سے دور کرنا ۸۳/۲۱ عابدین میں سے ۸۳/۲۱ کی بیماری ۸۳/۲۱ کی مشقت ۸۳/۲۱ کاپیش قدم ہونا ۹۰/۲۱ پر فضل و کرم ۸۳/۲۱ کی فیملی: ۱ سے زندہ کرنا ۸۳/۲۱ کو فیملی عطا کرنا ۸۳/۲۱ کی فیملی سے جدائی ۸۳/۲۱ کی دعا ۸۳/۲۱ اس کا قبول ہونا ۸۳/۲۱ اسکے قبول ہونے کے اثرات ۸۳/۲۱ پر رحمت ۸۳/۲۱ کا رنج: ان کا سب سے بڑا رنج ۸۳/۲۱ اس سے شفا ۸۳/۲۱ کا عمل خیر ۹۰/۲۱ کی اولاد: ۱ سے زندہ کرنا ۸۳/۲۱ کو اولاد عطا کرنا ۸۳/۲۱ کی موت ۸۳/۲۱ کا فقر ۸۳/۲۱ کا مقصد ۸۳/۲۱ اس سے عبرت حاصل کرنا ۸۳/۲۱ کی مشکلات ۸۳، ۸۳/۲۱ اسکے دور کرنے کے اثرات ۸۳/۲۱ اپنے دور کرنا ۸۳/۲۱ کی بیوی: ۱ سے زندہ کرنا ۸۳/۲۱ کو بیوی عطا کرنا ۸۳/۲۱ کی موت ۸۳/۲۱ نیز ر ک ذکر

"ب"

بارش: کا بر سنا ۲۲/۲۰، ۶۳/۵۳ کے فوائد ۵۳/۲۰، ۳۰/۲۱، ۶۳/۲۲ کا سرچشمہ ۵۳/۲۰ کا نقش و کردار ۵۳/۲۰ نیز ر ک تفکر

بات کرنا: ر_ک آسمان، بت، موجودات

بیماری: ر_ک مرض

بچھڑا پرست لوگ: ر_ک بنی اسرائیل

بچھڑا: اس کا مجسمہ ۸۸/۲۰

بچھڑا پرستی: ر_ک کے ساتھ مبارزت ۹۰/۲۰ نیز ر_ک بنی اسرائیل، سامری، موسیٰ

بخشش: ر_ک کے اثرات ۵۰/۲۲: ر_ک کا پیش خیمہ ۴۳/۲۰، ۴۲، ۸۲: ر_ک کے شرائط ۸۲/۲۰: ر_ک کے عوائل ۵۰/۲۲: ر_ک کے جنگے شامل

حال ۸۲/۲۰: ر_ک کا سرچشمہ ۴۳/۲۰ نیز ر_ک آدم (ع)، تابئین، امید رکھنے والے، امید رکھنا، خدا، راہبران، صالحین،

نافرمانی، کفر، گناہ، مؤمنین، اسراف کرنے والے

بچپن: ر_ک کا زمانہ ۵/۲۲ نیز ر_ک ابراہیم، انسان، موسیٰ

بھڑکے: ر_ک کی خلقت: اس کا فلسفہ ۵۳/۲۰: ر_ک کا گوشت: اس کا حلال ہونا ۲۸، ۳۰/۲۲ نیز ر_ک حج، موسیٰ، نعمت

بری ہونا: ر_ک ابراہیم (ع)

بہتان باندھنا: خدا پر ۶۱/۲۰: ر_ک کے اثرات ۶۱/۲۰: اس کا بے ثمر ہونا ۶۱/۲۰: ر_ک کی سزا ۱۸/۲۱: اس کا گناہ

۶۱/۲۰: ر_ک قرآن پر ۵/۲۱: ر_ک کا برا انجام ۶۱/۲۰: ر_ک کا ناپسند ہونا ۶۱/۲۰ نیز ر_ک فرعون، فرعون

بانجھ پن: ر_ک سے شفا: اس کا پیش خیمہ ۹۰/۲۱ نیز ر_ک زکریا، شریک حیات

باطل: ر_ک کا کھوکھلا ہونا ۱۸/۲۱: ر_ک کی کامیابی: اس کا سرچشمہ ۱۹/۲۱: ر_ک کی تشخیص ۳۸/۲۱، ۱۴/۲۲: ر_ک کے شرائط ۳۸/۲۱: ر_ک کی

شکست ۱۸/۲۱: اس کا پیش خیمہ ۱۸/۲۱: ر_ک کی ناگہانی شکست ۱۸/۲۱: ر_ک کے موارد ۱۸/۲۱: ر_ک کا انجام ۱۸/۲۱

نیز ر_ک بنی اسرائیل، نصیحت، حق، خدا، کلام، عقیدہ، مشرکین

باغ: ر_ک بہشت

بت پرست لوگ:

اور ابراہیم کی بت پرستی ۶۰/۲۱۔ وں کی سوچ ۶۳/۲۱۔ وں کی پلیدی ۳۰/۲۲۔ وں سے دفاع ۶۸/۲۱۔ وں کا مغضوب ہونا ۸۶/۲۰۔ وں کا مولا ہے: اس کی نحوست ۱۳/۲۲۔ وں کا ہم و غم: اس کا منحوس ہونا ۱۳/۲۲ نیز۔ ک
ابراہیم، بری الذمہ ہونا، قوم ابراہیم

بت پرستی: کے اثرات ۶۳/۲۱، ۴۱/۶۳۔ کا انحراف ۱۸/۲۲۔ جاہلیت میں ۳۰/۲۲، ۴۳، ۴۱۔ کا غیر منطقی ہونا ۶۴/۲۱۔ کے بارے میں سوال ۵۲/۲۱۔ کا کھوکھلا ہونا: ا سے بیان کرنا ۴۳/۲۲۔ کی تاریخ ۲۱/۲۲، ۵۳/۴۱۔ کی تحقیر ۵۲/۲۱۔ کو ترک کرنا ۱۲/۲۲۔ کی نصیحت ۱۲/۲۲۔ کی حقیقت ۵۳/۲۱، ۱۸/۲۲۔ کا نقصان ۴۰/۲۱، ۱۳/۲۲۔ کی مذمت ۶۶/۲۲۔ کا ظلم ہونا ۶۳/۲۱، ۴۱/۲۲۔ کی گراہی ۶۴/۱۲/۲۲۔ کے خلاف مبارزت ۵۸/۲۱۔ نیز۔ ک
آرزو، قوم ابراہیم

بت شکنی: کا جواز ۵۸/۲۱ نیز۔ ک ابراہیم، بت پرستی لوگ، قوم ابراہیم
بت: وں سے اجتناب کرنا ۳۰/۲۲۔ وں کے احکام ۵۸/۲۱۔ وں کی ادا د۲۱ وں کے اہانت ۵۹/۲۱۔ جہنم میں ۹۸/۲۱۔ اور کلام کرنا ۶۳/۲۱، ۶۳، ۶۴۔ وں کی بے احترامی ۵۸/۲۱۔ وں سے سوال ۶۳/۲۱۔ وں کی پلیدی ۳۰/۲۲۔
وں سے درخواست کرنا: اسکی مذمت ۱۲/۲۳، ۱۳۔ وں سے دفاع کرنا ۶۸/۲۱۔ وں کا عاجز ہونا ۵۸/۲۱، ۵۹، ۶۳،
۶۴، ۶۵، ۶۶۔ اسکے اثرات ۵۶/۲۱۔ وں کا مالک ہونا ۵۸/۲۱ نیز۔ ک بری الذمہ ہونا، قوم ابراہیم، مشرکین
بدبختی: بر۔ ک شقاوت

بدن: کے اعضا: ان سے استفادہ کرنے کا طریقہ ۵۰/۲۰ نیز۔ ک انسان

بھائی: بر۔ ک موسیٰ، ہارون

بردباری: بر۔ ک صبر

برزخ: بر۔ ک عالم برزخ

برکت: کا سرچشمہ ۵۰/۲۱ نیز۔ ک حج، سرزمین، عرفات، فلسطین، مسجد الحرام: خدا کے برگزیدہ بندے ۱۳/۲۰، ۴۳/۲۱،

۴۵، ۴۸ / ۲۲

برگزیدہ ہونا:

رِک آدم، ابراہیم، اسحاق، انبیاء، مسلمان، موسیٰ، ہارون، یعقوب، منصوب بندیں، رِک تبلیغ، ہارون

برہان نظم: ۲۲/۲۱

برہنگی: رِک قیامت

بلندی: رِک خد

بسم اللہ پڑھنا: رِک ذبح، نحر

بشارت: اسلام کی کامیابی کی ۳۳/۲۱؛ مؤمنین کی کامیابی کی ۹/۱۸، ۲۲/۲۱؛ آنحضرت (ع) کی کامیابی کی ۱۸/۲۱۔
صالحین کی حکمرانی کی ۱۰۵/۲۱؛ کفار کی ذلت کی ۹/۲۲؛ مشرکین کی ذلت کی ۹/۲۲؛ کفار کی شکست کی ۹/۲۲۔
مشرکین شکست کی ۹/۲۲؛ قیامت کی ۱۰۳/۲۱؛ اسلام کے پھیلنے کی ۳۳/۲۱؛ شرک کے نابودی کی ۳۳/۲۱؛ کفر کی نابودی کی ۳۳/۲۱؛ ہدایت کی ۱۲۳/۲۰ نیز رِک آدم، بہشتی لوگ، تربیت، خدا، مؤمنین، آنحضرت (ع)،
فرشتے، موسیٰ (ع) بشر رِک انسان

بصیرت: کے اثرات ۳/۲۱؛ اخروی: اسکے عوامل ۱۲۵/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۳۶/۲۰؛ کے عوامل ۱۲۳/۲۰؛ کا
سرچشمہ ۱۲۵/۲۰؛ نیز رِک اقرار، ایمانا، خدا، موسیٰ (ع)، ہارون

بعثت: رِک انبیاء، علمائے دینی، علما، مورخین

بغاوت: رِک تجاوز کرن

بلاغت: کا کردار ۲۴/۲۰ نیز رِک تبلیغ، قرآن

بیٹر: رِک بنی اسرائیل

بلوغ: رِک انسان

خدا کے بندے ۱۰/۱۰۵، ۲۲/۲۱؛ انکی کامیابی ۱۰۶/۲۱؛ انکی حکمرانی: اسکی وسعت ۱۰۶/۲۱؛ انکی عالمی حکومت
۱۰۵/۲۱؛ ان کا خشیت ۲۸/۲۱؛ انکی وراثت ۱۰۵/۲۱؛ ان کے ساتھ وعدہ ۱۰۶/۲۱

بندگی: رِک عبودیت

بنی اسرائیل: کی آمادگی ۴۴/۲۰؛ کا اتحاد: اسکی اہمیت ۹۳/۲۰؛ میں توحید کا احیاء ۹۰/۲۰؛ کا اختلاف: اس کا خطرہ

۹۳/۲۰؛ کی اذیت ۳۴/۲۰؛ کا مرتد ہونا ۸۵/۲۰؛ کا اقرار ۸۴/۲۰؛ کا امتحان ۸۵/۲۰؛ اس کا ذریعہ ۹۰/۲۰۔

کو ڈرانا ۲۰/۹۰؛ بیابان میں ۲۰/۸۰؛ فرعون کی زمانے میں ۲۰/۳۹؛ موسیٰ کی عدم موجودگی میں ۲۰/۸۵، ۸۶، ۸۷، ۹۰، ۹۳؛ میقات میں ۲۰/۸۰؛ کی بے ایمانی ۲۰/۸۶؛ کی سورج ۲۰/۹۱؛ کی تاریخ ۲۰/۳۹، ۴۷، ۴۸، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷؛ کا پیچھا کرنا ۲۰/۷۸؛ کا توجیہ کرنا ۲۰/۸۷؛ کو نصیحت ۲۰/۸۱، ۸۶، ۹۰؛ کا جبر کی طرف تمایل ۲۰/۸۷؛ کی جہالت؛ اسکے اثرات ۲۰/۲۸؛ کا حق کا قبول نہ کرنا ۲۰/۹۱؛ کے دشمن ۲۰/۸۰؛ کو دعوت ۲۰/۸۰، ۹۰؛ کی روزی ۲۰/۸۱؛ کے ابصر ۲۰/۳۶؛ کے زیورات ۲۰/۸۷؛ انہیں پھنک دینا ۲۰/۸۷؛ کی مذمت ۲۰/۸۷، ۸۹، ۹۵؛ کی مصر میں رہائش؛ اسکی اہمیت ۲۰/۳۷؛ اس کا کردار ۲۰/۷۸؛ کی شخصیت پرستی ۲۰/۹۱؛ کا شکنجہ ۲۰/۷۷؛ کی صفات ۲۰/۹۱، ۸۶؛ کی کمزوری ۲۰/۸۸؛ کے پاکیزہ کھانا ۲۰/۸۱؛ پر ظلم ۲۰/۳۷؛ کی عبادت گاہ ۲۰/۹۱؛ کا سمندر سے عبور کرنا ۲۰/۷۷، ۷۸؛ کا بحیرہ احمر سے عبور کرنا ۲۰/۷۷؛ کا دریا سے نیل سے عبور کرنا ۲۰/۷۷؛ کی نافرمانی ۲۰/۹۱؛ کا عقیدہ ۲۰/۸۸؛ کا باطل عقیدہ ۲۰/۸۹؛ کی عہد شکنی ۲۰/۸۷، ۸۸؛ کی گمراہی ۲۰/۸۵، ۸۶، ۹۰؛ اسکے اثرات ۳۰/۸۶؛ اسکی تبیین ۲۰/۹۳؛ اس کا پیش خیمہ ۲۰/۸۵، ۸۶؛ اسکے عوامل ۲۰/۸۸، ۸۹، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶؛ اس سے ممانعت ۲۰/۹۳؛ اس سے پریشانی ۲۰/۶۸؛ کے بچھڑا پرست لوگ ۲۰/۸۸؛ انہیں ڈرانا ۲۰/۸۶؛ انکی کی بے عقلی ۲۰/۹۸؛ انکی حکمرانی ۲۰/۹۳؛ انکی جہالت ۲۰/۸۹؛ ان کے ساتھ پیش آنے کی روش ۲۰/۹۰، ۹۳؛ ان کے ساتھ مبارزت ۲۰/۹۳؛ کی بچھڑا پرستی ۲۰/۸۵، ۸۶، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲؛ اسکے اثرات ۲۰/۹۳؛ اسکے ساتھ مبارزت کی روش ۲۰/۹۷؛ اس کا پیش خیمہ ۲۰/۸۸؛ اسکے عوامل ۲۰/۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶؛ اسکی موت ۲۰/۹۱؛ اسکی جگہ ۲۰/۹۱؛ کا لیچڑپن ۲۰/۸۶، ۹۱؛ پر لطف و کرم ۲۰/۷۷؛ کی رہائش گاہ ۲۰/۸۱؛ کی معاشرتی مشکلات ۲۰/۳۹؛ کا معبود ۲۰/۸۸؛ کا مغضوب ہونا؛ اسکے عوامل ۲۰/۸۶؛ کی نجات ۲۰/۸۰، ۳۷؛ اسکی درخواست ۲۰/۳۷؛ اسکے عوامل ۲۰/۳۷؛ پر بیڑ کا نازل ہونا ۲۰/۸۰؛ پر ترنجبین کا نازل ہونا ۲۰/۸۰؛ پر سلوی کا نازل ہونا ۲۰/۸۰؛ پر من کا نازل ہونا ۲۰/۸۰؛ کی نعمتیں ۲۰/۸۰/۸۱؛ کا نقش و کردار ۲۰/۸۶، ۹۷؛ کے میقات میں نمائندے ۲۰/۸۳، ۸۳؛ کے ساتھ وعدہ ۲۰/۸۰، ۸۶؛ پر ولایت ۲۰/۹۰؛ کی ہجرت ۲۰/۳۷، ۷۷؛ اسکے اثرات ۲۰/۳۷؛ اس کا راستہ ۲۰/۷۷، ۷۸؛ اس سے ممانعت ۲۰/۳۷؛ اسکی خصوصیات ۲۰/۷۷؛ رات کے وقت ہجرت ۲۰/۷۷، ۷۸؛ کی ہدایت ۲۰/۹۰، ۹۳؛ کو متنبہ کرنا ۲۰/۹۰

نیز ر ک مد طلب کرنا، خدا، فرعون، قبطی، موسیٰ

بہانہ تراشی: ر ک کفار، آنحضرت، مشرکین، مشرکین مکہ، حفظان صحت، رک تغذیہ، عبودیت

بہشت: میں آسائش ۴۶/۲۰ میں رہائش ۴۶/۲۰ میں امن ۴۶/۲۰ کے باغ ۱۳، ۲۳/۲۲ ان کا متعدد ہونا ۴۶/۲۰،

۱۳/۲۲، ۲۳، ۵۶: عدن: اس میں ہمیشہ رہنے والے ۴۶/۲۰ اس میں ہمیشہ رہنا ۴۶/۲۰ اس کے اسباب ۶۴/۲۰

اسکی خصوصیات ۴۶/۲۰ کی پاداش ۱۳/۲۲، ۲۳، ۵۶: میں خواہشات کا پورا ہونا ۱۰۲/۲۱ میں ہمیشہ رہنا

۱۰۳/۲۱ کے چشمے ۱۳، ۲۳/۲۲ کے درخت ۲۳/۲۲ کا سرسبز ہونا ۱۳/۲۲، ۲۳: کے شرائط ۲۳/۲۲ کے موجبات

۱۳/۲۲، ۵۰: کی نعمتیں ۴۶/۲۰، ۱۳/۳۲، ۲۳، ۵۶: انکی خصوصیات ۱۰۲/۲۱ نہریں ۴۶/۲۰، ۱۳/۲۲ کے

وارث ۱۰۵/۲۱ کا وعدہ ۱۰۳/۲۱ نیز ر ک آدم، عبادت، مؤمنین، مہاجرین

بہشتی لوگ: ۵۸/۲۲ کا استقبال ۱۰۳/۲۱: وں کو بشارت ۱۰۳/۲۱: وں کا ہمیشہ رہنا ۴۶/۲۰، ۱۰۲/۲۱: وں

کی خواہشات ۱۰۲/۲۱: وں کی سنہری دست بند ۲۳/۲۲: وں کی مروارید کے بنے ہونے دست بند ۲۳/۲۲: وں کی جہنم

سے دوری ۱۰۲/۳۱: وں کی زینت ۲۳/۲۲: وں کی فضائل ۱۰۲/۲۱، ۱۰۳: وں کا لباس: اسکی نوعیت ۲۳/۲۲:

ریشمی لباس ۲۳/۲۲: وں کے درجے ۴۵/۲۰: وں کا محفوظ ہونا ۱۰۳/۲۱: وں کا مقام و رتبہ ۴۵/۲۰، ۱۰۳/۲۱:

وں کی نعمتیں ۱۰۲/۲۱:

یابان: ر ک بنی اسرائیل

بڑھایا: بڑھاپے کا زمانہ ۵/۲۲: بڑھاپے میں کمزوری ۵، ۶/۲۲: بڑھاپے میں فراموشی ۵/۲۲: بڑھاپے سے پہلے موت

۵/۲۲ نیز ر ک انسان

بے پناہ ہونا: ر ک کفار

بیزاری: ر ک برائت کا اظہار کرن

بے عقل لوگ: ر ک عقل

بیگانہ ہونا: ر ک خود

بے گناہ لوگ: وہ کی قتل کا ظلم ہونا ۳۹/۲۲ خوف ر ک ڈر

بیمار دل لوگ: وں کا دھوکہ کھانا ۵۳/۲۲; وں کا ظلم ۵۳/۲۲; وں کی گمراہی: اس کا پیش خیمہ ۵۳/۲۲ نیز ر_ک مایوس
بیماری: وں کا دور کرنا: اس کا سرچشمہ ۲۴/۲۰; کی شفا: اسکے عوائل ۲۴/۲۰ نیز ر_ک ایوب، دل، آنحضرت (ع)
، مشرکین

بینات: ر_ک انبیاء (ع)، آنحضرت (ع)، موسیٰ (ع)

بینائی: کامرکز ۳۶/۲۲ نیز ر_ک خد

بے ہوشی: ر_ک انسان

بے نظیر ہونا: ر_ک خدا، سچے معبود

بے نیازی: کے اثرات ۶۳/۲۲ نیز ر_ک خدا، عبودیت، سچے معبود

"پ"

پاداش: بہترین ۴۳/۲۰; دنیوی: اس کا محدود ہونا ۱۵/۲۰; کا عمل کے ساتھ تناسب ۱۲۶/۲۰; کا پیش خیمہ ۱۵/۲۰;
میں عدل ۱۱۲/۲۰; کے عوائل ۱۵/۲۰; اغروی کے عوائل ۱۵، ۱۲۶/۲۰; کی جگہ ۱۵/۲۰; کے موجبات ۴۶/۲۰;
(خاص موارد اپنے اپنے موضوعات میں تلاش کئے جائیں)

پارسا لوگ: ر_ک متقین

پارسائی: ر_ک تقوا، زہد

پانی: ر_ک فوائد ۲۲/۲۱، ۵/۳۰; کے منابع ۵۳/۲۰ نیز ر_ک جہنم، ضروریات

پہاڑ: وں کا محکم ہونا: اسکے اثرات ۱۰۵/۲۰; وں کا منقاد ہونا ۱۸/۲۲; کا گرنا ۱۰۵، ۱۰۸/۲۰; اسے بعید سمجھنا
۱۰۵/۲۰; وں کی اہمیت ۳۱/۲۱; وں کی خلقت: اسکی تاریخ ۳۱/۲۱; وں کی تسبیح ۴۹/۲۱; وں کو مسخر کرنا
۴۹/۲۱; وں کا مسطح کرنا ۱۰۶/۲۰; وں کا سجدہ ۱۸/۲۲; وں کا شعور ۴۹/۲۱; وں کی عظمت: اسکے اثرات
۱۰۵/۲۰; وں ک

انجام ۱۰۵/۲۰؛ اسکے بارے میں سوال ۱۰۵/۲۰؛ وں کے فوائد ۳۱/۲۱؛ وں کا کردار ۳۱/۲۱ نیز ر_ک ذکر، قیامت پر متحرک چیز: 22 / 18؛ کا سجدہ ۱۸/۲۲

پیش خیمہ ۱۲۳/۲۰؛ اسکے عوائل ۱۲۳/۲۰؛ اس کا فلسفہ ۱۲۳/۲۰؛ کے ہدایت ۱۲۲/۲۰؛ ر_ک جہنم؛ خبردار کرنا ۱۱۹/۲۰، ۱۲۱، اس کے بیوی ۱۱۴/۲۰ نیز ر_ک حوا، خدا، ذکر، سجدہ، شیطان، ملائکہ، سکون، کے عوائل ۳۳، ۲۲ پاکیزہ چیزیں: ان سے استفادہ کرنا ۸۱/۲۰ نیز ر_ک بنی اسرائیل، نعمت پاکدامنی: ر_ک عفت

پاکي: کی پاداش ۴۶/۲۰ نیز ر_ک اہل بیت، توحید، خدا، سرزمین، قرآن، لوط (ع) پاکیزگی: ر_ک مسجد الحرام پرستش: ر_ک عبادت

پرندے: ان کی تسبیح ۴۹/۲۱؛ ان کا شعور ۴۹/۲۱ نیز ر_ک قرآن کی تشبیہات پیغمبر: ر_ک آنحضرت (ع)

پیامبران: ر_ک انبیاء

پیش قدم لوگ: ر_ک عمل

پیش قدمی: ر_ک خاص موارد

پیشین گوئی: ر_ک زبور، فرعون، قرآن، آنحضرت، موسی (ع)

ماضی کا کردار: ماضی کے کردار کے برے اثرات ۴۴/۲۱ نیز ر_ک قوک لوط، قوم نوح گذشتہ لوگ، رک گذشتہ اقوام پیکار: ر_ک جنگ جہاد

اشارے (۲)

"ت"

توبہ کرنے والے: انکی بخشش: ۸۲/۲۰

تدبیر کرنے والا: برک خلقت، عرش

تربیت کرنے والے: ان کا کلام ۱۳۲/۲۰; ان کا عمل ۱۳۲/۲۰; انکی ذمہ داری ۱۳۲/۲۰ نیز برک تربیت کرنے وال
تعلیم برک تعلم

تمسک کرنا: خدا کے ساتھ: اسکے اثرات ۴۸/۲۲، اسکی اہمیت ۴۸/۲۲; اس کا پیش خیمہ ۴۸/۲۲ غیر خدا کے ساتھ: اس
سے اجتناب کرنا ۴۸/۲۲; اس سے اعراض کرنا ۴۸/۲۲

تفتیش: برک ابراہیم

تحریک کرنا: اسکے عوامل ۲۲/۲۰، ۱۱/۱۳۰ نیز برک موسیٰ (ع)

تعلقات: ماں اور اولاد کا تعلق ۲/۲۲; جذباتی تعلق: اسکی اہمیت ۶۷/۲۱; مضبوط ترین تعلق ۲/۲۲ نیز برک رشتہ داری
تقدیر: میں موثر عوامل ۲۱/۲۰، ۵۲/۹۳ نیز برک امتیں، انبیاء، انسان، ظالم لوگ

تجرباتی علوم: کو منتقل کرنا، اس میں موثر عوامل ۸۰/۲۱ نیز برک نعمت

تمایلات: ایمان کی طرف: اس کا پیش خیمہ ۱۳/۲۲، ۲۳; خدا کی طرف: اس کا پیش خیمہ ۸۹/۲۱; دین کی طرف: اس
سے مخالفت کرنا ۱۶/۲۰; عمل صالح کی طرف تمایل: اس کا پیش خیمہ ۱۳/۲۲; اسکے عوامل ۲۳/۲۲; غیر خدا کی

طرف تمایل: اس کا پیش خیمہ ۱۵/۲۲; موسیٰ (ع) کی طرف تمایل ۶۳/۲۰ نیز برک انسان

تقدیرات: برک ایمان، خدا، نبوت

تجاوز کرنے والے: ان کی دشمنی ۶۰/۲۲

تاریخ:

کے تحولات: اس میں موثر عوامل ۸۵/۲۰؛ اس کا سرچشمہ ۲۱/۲۰، ۱۳۳، ۱۲۸/۲۲، ۱۰۵/۳۵؛ سے سوء استفادہ کرنا ۵۱/۲۰؛ سے عبرت حاصل کرنا ۲۲/۲۰، ۱۲۸/۳۳، ۳۶/۳۵؛ کا مطالعہ ۲۰/۱۳۵، ۲۲/۳۶؛ اسکی اہمیت ۲۰/۱۲۸، اسکی ترغیب ۲۱/۳۳؛ کا کردار ۲۰/۱۳۵، ۲۱/۵۳

(تاریخ کے نقل کے موارد اپنے اپنے موضوعات میں تلاش کئے جائیں)

تبلیغ: کے آداب ۲۰/۵۹؛ کا ذریعہ: اسکی اہمیت ۲۰/۲۸؛ میں اتمام حجت ۲۱/۱۰۹؛ کے احکام ۲۱/۱۰۹؛ میں انذار ۲۰/۲۱، ۲۱/۳۵؛ اسکی اہمیت ۲۱/۳۵؛ کی اہمیت ۲۰/۲۳؛ میں مضرباندی ۲۰/۳۳؛ میں دلیل ۲۱/۵۶؛ میں بلاغت ۲۰/۲۸؛ میں امتیازی سلوک: اس سے اجتناب کرنا ۲۱/۱۰۹؛ میں متنوع بیان ۲۰/۱۱۳؛ میں جذبات کو بھڑکانا ۲۰/۶۳؛ میں لوگوں کا حوصلہ ۲۰/۵۹؛ کی روش ۲۰/۹، ۲۵، ۲۸، ۳۲، ۳۳، ۱۱۳، ۲۱/۳۵، ۶۳، ۶۶، ۱۰۹، ۲۲/۴۹، ۴۸؛ میں روش شناسی: اسکی اہمیت ۲۰/۳۳؛ میں وقت ۲۰/۵۹؛ کے شرائط ۲۰/۱۱۳؛ میں شرح صدر ۲۰/۲۵؛ میں صبر ۲۱/۸۴؛ میں صراحت ۲۰/۳۴؛ میں موثر عوامل ۲۰/۲۴، ۳۳؛ میں فرصت ۲۰/۶۱؛ میں فصاحت ۲۰/۱۱۳؛ میں قاطعیت ۲۰/۳۴؛ میں مشکلات: انہیں آسان کرنا ۲۰/۲۶؛ کے موانع ۲۰/۱۳۲؛ میں کامیابی: اس کا پیش خیمہ ۲۰/۳۳؛ میں موقع شناسی ۲۰/۵۹؛ میں نرم سخن ۲۰/۳۳، ۳۴؛ میں متنبہ کرنا ۲۱/۱۰۹؛ میں فن و ہنر ۲۱/۶۳ نیز ر_ک: آیات الہی، ابراہیم (ع)، انبیاء (ع)، فرعون کے، جادوگر، خدا، دین، انبیاء الہی، سامری، فرعون، فرعون، قرآن، کفار، لوط (ع)، آنحضرت (ع)، مکہ کے مسلمان، مشرکین، موسیٰ (ع)، ہارون (ع) تجاوز: سے اجتناب ۲۰/۸۱ نیز ر_ک حاجی، حدود الہی، لوگ، مسجد الحرام،

تجاوز کرنا: ر_ک مشرکین

تحقیر: دوسروں کی: کی مذمت ۲۲/۹ نیز ر_ک ابراہیم، بت پرستی، حدود الہی، فرعون، آنحضرت (ع)، مشرکین تدبیر: خلقت میں: اسکے اثرات ۲۰/۱۳؛ قرآن کے قصہ میں ۲۰/۹۹ تدبیر: ر_ک آسمان، خلقت، ابراہیم (ع)، خدا، ذکر، زمین، عرش، سچے معبود تربیت: میں انذار ۲۰/۸۲؛ میں بشارت ۲۰/۸۲؛ کی روش ۲۰/۲۱، ۸۲، ۳۳/۱۰؛ کا پیش خیمہ ۲۰/۵۳؛

۔ میں موثر عوامل ۲۰/۲۵/۱۲۱: نیز ر_ک آدم، انبیاء، گھرانہ، بیٹا، رب، موسیٰ (ع)

خوف: جہنم کا: اسکے اثرات ۲۰/۴۳: خدا کا ۲۱/۲۸: اسکے اثرات ۲۲/۳۵: اسکی قدر و قیمت ۲۲/۳۵: اخروی عذاب کا اسکے اثرات ۲۰/۴۳: قیامت کا اسکے اہمیت ۲۱/۳۹: پسندیدہ ۲۰/۶۴: ناپسندیدہ ۲۰/۳۶: کے عوامل ۲۰/۳: کسے درجے ۲۱/۱۰۳: کسی نشانیاں ۲۱/۹۴: نیز ر_ک انبیاء، فرعون کسے جادوگر، ظالم لوگ، فرعون، فرعون، قیامت، کفار، گناہ کار لوگ، مؤمنین، موسیٰ

ترنجبین: ر_ک بنی اسرائیل

تزکیہ: کے اثرات ۲۰/۳۳: کی اہمیت ۲۰/۲۳، ۲۲: کے عوامل ۲۰/۴۶

تسبیح: خدا کی ۲۰/۲۱، ۱۳۰/۴۹: اسکے اثرات ۲۰/۱۳۰: مبارزات میں خدا کی ۲۰/۱۳۰: اسکے آداب ۲۰/۱۳۰: اسکے اہمیت ۲۰/۳۳، ۱۳۰: اس کا پیش خیمہ ۲۰/۱۳۰: اسکے فضیلت ۲۰/۳۳، ۱۳۰: اس کا وقت ۲۰/۱۳۰: دن کے وقت ۲۱/۲۰: دن کے آخر میں ۲۰/۱۳۰: دن کے شروع میں ۲۰/۱۳۰: رات کے وقت ۲۰/۱۳۰، ۲۱/۲۰: طلوع سے پہلے ۲۰/۱۳۰: غروب سے پہلے ۲۰/۱۳۰: نماز صبح سے پہلے ۲۰/۱۳۰: نماز عصر سے پہلے ۲۰/۱۳۰: کے فوائد ۲۱/۸۸: نیز ر_ک انبیاء، پرندے، داود (ع)، سخن، محبت، پہاڑ، آنحضرت، مقربین، فرشتہ، موجودات، موسیٰ، ضروریات، ہارون

تعصب: کے اثرات ۲۱/۵۳: نیز ر_ک کفار مکہ، مشرکین، مشرکین مکہ

تفکر: کے اثرات ۲۰/۲۱، ۸۹/۶۴، ۱۰: کی تشویق ۲۰/۲۱، ۱۲۸/۱۰: خلقت میں ۲۰/۵۵: اسکے اثرات ۲۱/۳۰: قرآن میں ۲۱/۱۰: آسمانی کتابوں میں: اسکے اہمیت ۲۱/۲: وحی میں: اسکے اہمیت ۲۱/۲: نیز ر_ک کفار مکہ، مشرکین تعلیم: سے محرومیت: اس کا وقت ۲۲/۵: نیز ر_ک جادو تعلیم: ر_ک جادو، ذبح، قرآن، موجودات تغذیہ: کا صحیح و سالم ہونا: اسکے اہمیت ۲۰/۸۱: کا منبع

4 / 5 20 نیزر ک انسان نہ چوپائے، موسیٰ (ع) ضروریات، یہودیت

تفرقہ: ر ک اختلاف

تقرب: کے اثرات ۱۹/۲۱: کے عوادل ۲۶/۲۱ نیزر ک صالحین، مریم (ع)، فرشتے

تقصیر: ر ک حج

تقلید: گزشتہ لوگوں کی کرنا ۵۳/۲۱: اندھی ۸۹/۲۰، ۵۳/۲۱: اسکے اثرات ۵۳/۲۱: ناپسنیدہ ۵۳/۲۱: کے خلاف

مبارزت ۵۳/۲۱ نیزر ک آزر، عقیدہ، قوم ابراہیم

تقویٰ: اسکے اثرات ۲۲/۲۱، ۳۴/۳۸: اسکی قدر و قیمت ۲۲/۲۱، ۳۲/۳۸: اسکی اہمیت ۲۰/۱۳۲، ۱/۲۲

بے تقویٰ ہونا: اسکے اثرات ۱/۲۲: اس کا مقام ۳۳/۲۲: اس کا پیش خیمہ ۲۰/۲۲، ۱۳۲، ۱/۱۱۳: اسکی نشانیاں ۲۲/۳۲

تکامل: کے عوادل ۲۰/۳۲، ۱۲۱، ۴۶، ۳۲، ۳۱/۲۵: کے مواع ۲۰/۲۱ نیزر ک آدم، انبیاء، عورت، علقہ، آنحضرت،

موجودات

تکبیر: ر ک ایام تشویق، حج، قربانی

تکریم: ر ک انسان، فرشتے

تلبیہ: کی تشریح: اس کا فلسفہ ۲۲/۲۴

تمایلات: ر ک آدم، انسان

تمدن: کی نابودی ۲۱/۳۳: اسکی تدریجی نابودی ۲۱/۳۳: اس سے عبرت حاصل کرنا ۲۱/۳۳: اسکے عوادل

۲۱/۱۱، ۱۳: اس کا سرچشمہ ۲۱/۱۱: کی بقاء اسکے عوادل ۲۱/۶

تنہائی: سے نجات ۲۱/۸۹ نیزر ک زکری

تواضع: ر ک فرعون کے جادوگر

توبہ: کے اثرات ۴۳، ۸۳/۲۲؛ ارتداد سے ۹۰/۲۰؛ جادو سے ۴۳/۲۰؛ شرک سے ۹۰/۲۰، ۹۵/۲۱؛ کفر سے ۹۵/۲۱؛ گناہ سے ۴۳/۲۰؛ آسمانی ادیان میں ۸۲/۲۰؛ کا قبول ہونا: اسکے شرائط ۸۲/۲۰

نیز: ک آدم، امتیں، گناہکار لوگ، مسرفین، خدا کے مغضوب

توحید: کے اثرات ۱۰۸، ۲۲/۲۱؛ ۳۹، ۶۴، ۶۹/۱۰۸؛ میں اختلاف ۹۶/۲۱؛ سے اعراض کرنا ۶۵/۲۱؛ کی اہمیت ۱۰۸/۱۳، ۲۱/۲۰؛ کی اخروی پاداش ۶۹/۲۲؛ کی تکذیب: اسکے عوامل ۵۱/۲۰؛ افعالی: ۲۱/۲۱، ۲۲/۱۴؛ اسکے دلائل ۶/۲۲؛ آسمانی ادیان میں ۹۳/۲۱؛ خالقیت میں ۵۰/۲۰، ۳۳/۲۱، ۴۳/۲۲؛ اسکے اثرات ۵۶/۲۱؛ اس کا کردار ۴۲/۲۰؛ محبوبیت میں ۱۴/۲۲؛ مسیحیت میں ۱۴/۲۲؛ یہودیت میں ۱۴/۲۲؛ ذاتی ۱۰۸/۲۱؛ اسکے اثرات ۱۳/۲۰، ۳۳/۲۲؛ اس کا پیش خیمہ ۲۵/۲۱؛ ربوبی ۳۳/۲۱، ۵۶، ۹۲، ۶۵/۲۲، ۶۳، ۳۱، ۶۱؛ اس کے دلائل ۲۰/۲۱، ۴۲، ۳۰/۲۱، ۵۶، ۶/۲۲؛ اس کا پیش خیمہ ۲۱/۲۱، ۵۶، ۴۳/۲۱؛ اسکی نشانیاں ۳۳/۲۱؛ عبادی ۸/۲۰، ۱۳، ۹۸، ۲۳/۲۱، ۲۵، ۶۴، ۹۲، ۱۰۸، ۶/۲۲، ۶۲، ۳۳، ۲۶، ۲۳؛ اسکے اثرات ۳۱/۲۲، ۳۳؛ اسکی اہمیت ۱۳/۲۰، ۹۸، ۳۲/۲۲؛ اسکی دعوت ۶۴، ۶۸/۲۲؛ اسکے دلائل ۱۳/۲۰؛ اس کا انجام ۲۵، ۹/۲۲؛ کی حقانیت: اسکے گواہ ۵۶/۲۱؛ کی دعوت ۲۰/۲۱، ۶۱، ۲۳/۲۱، ۵۵، ۱۰۸، ۹/۲۲، ۴۲، ۱۲؛ اسکی اہمیت ۱۳/۲۰؛ کے دلائل ۲۱/۲۱، ۳۲؛ کا پیش خیمہ ۳۰/۲۱، ۳۱، ۳۲، ۶۳/۲۲؛ کا عقلی ہونا ۶۴/۲۱؛ کے ساتھ مبارزت: اس کا انجام ۶۸/۲۲؛ کے بارے میں مجادلہ ۳/۲۲، ۸؛ سے اعراض کرنے والے: انہیں ڈرانا ۱۰۹/۲۱؛ کا سرچشمہ ۲۳/۲۲؛ کا ہادی ہونا ۵۳/۲۲، ۱۲؛ نیز: ک اسلام، ایمان، نظریہ کائنات، ذکر، عقیدہ، کعبہ، کلمہ، توحید، مؤمنین، مجوسیت، مکہ کے مسلمان، مسیحیت، یہودیت

تورات: کی تاریخ ۱۰۵/۳۲؛ کی یاد دہانیاں ۲۳/۲۱، ۱۰۵؛ کی تعلیمات ۱۰۵/۲۱؛ کا روشن کرنا ۳۸/۲۱؛ کی فضیلت ۵۰/۲۱؛ کی نصیحتیں ۱۰۵/۲۱؛ کا نزول ۸۶/۲۰؛ کا کردار ۳۸/۲۱؛ کا ہادی ہونا ۳۸/۲۱

توکل: خدا پر ۱۱۲/۲۱؛ نیز: ک آنحضرت (ع)

تہلیل: کے فوائد ۸۸/۲۱؛ نیز: ک دعا، ذکر، یونس (ع)

تہمت: بر: ک ابراہیم، آسمانی ادیان، انبیاء، فرعون کے

جادوگر، شعیب (ع)، قرآن، لوط (ع)، مؤمنین، آنحضرت (ع)، موسی (ع)، ہارون

"ث"

ثروت: کا سرچشمہ ۲۰/۳۱ نیز ر_ک ثروتمند لوگ: عذاب، کفار

ثمود: ر_ک قوم ثمود

ثواب: ر_ک پاداش

"ج"

جادو: کے اثرات ۲۰/۶۶، اس کے نفسانی اثرات ۲۰/۶۶؛ سے اجتناب کرنا اسکی اہمیت ۲۰/۶۹؛ کے احکام

۲۰/۶۹؛ سے استفادہ کرنا ۲۰/۵۸؛ کا بے قدر و قیمت ہونا ۲۰/۶۹؛ کی پیروی کرنا: اسکے موانع ۲۱/۳؛ کی تاریخ

۲۰/۵۸، ۲۰/۶۵؛ کا سکھنا ۲۰/۴۱؛ کا سکھانا ۲۰/۴۱؛ فرعون کے زمانے میں اسکی خصوصیات ۲۰/۶۵؛ قدیم مصر میں

۲۰/۵۸؛ کا حرام ہونا ۲۰/۶۹؛ کا گناہ ۲۰/۴۳؛ میں جگہ: اس کا کردار ۲۰/۶۹

نیز ر_ک استغفار، انبیاء، توبہ، فرعون، قرانی، آنحضرت، معجزہ، موسی، ہارون، جادوگر وہ کی شکست ۲۰/۶۹؛ وں کا قتل

۲۰/۶۹؛ وں کا مکر ۲۰/۶۹؛ وں کا نا امن ہونا ۲۰/۶۹

جادو انگلی: ر_ک آدم، انبیاء، بہشت، بہشتی لوگ، معاشرہ، جہنم، خدا، درخت روح، عذاب، کفار

جاہلیت: کی رسوم ۲۲/۳۶، ۳۰، ۲۸؛ کے محرمات ۲۲/۳۶؛ کے مشرکین: انکی سورح ۲۲/۳۳، ۲۸؛ ان کا عقیدہ ۲۲/۴۳

نیز ر_ک بت پرستی، حج، دین، شرک، قربانی

عقیدہ جبر کی طرف تمایل ر_ک بنی اسرائیل

جبر و اختیار ۲۰/۱۲۳، ۱۱۶

جدال: ر_ک مجادلہ

جرم: ے اثبات کی اولہ ۲۱/۶۱ نیز ر_ک گناہ

جزا: ر_ک پاداش، سزا، جزا و سزا کا نظام

جزیرہ العرب: کے لوگ اور حج ۲۲/۲۵؛ اور مسجد الحرام ۲۲/۲۵

جنگ: کے احکام ۳۰/۲۲ کی دھمکی ۱۰۹/۲۱؛ داود کے زمانے میں؛ کا خطرہ ۸۰/۲۱
 جوانی: کا زمانہ ۵/۲۲؛ اس کا اختتام ۵/۲۲؛ میں قدرت ۶/۲۲ نیز ر_ک ابراہیم، انسان
 جھوٹ: کے اثرات ۱۲۱/۲۰؛ سے اجتناب کرنا ۳۰/۲۲؛ جائز ۶۳/۲۱؛ مصلحت والا ۶۳/۲۱ نیز ر_ک ابراہیم
 ، گواہی

جھوٹ بولنا: ر_ک ابراہیم (ع)، انبیاء، سامری، شعیب، شیطان، لوط (ع)، مؤمنین، آنحضرت (ع)
 جہاد: کے اثرات ۳۰، ۳۱/۲۲؛ کے احکام ۱۰۹/۲۱، ۳۹/۲۲؛ میں اخلاص ۴۸/۲۲؛ کی قدر و قیمت ۴۸/۲۲؛ کی
 اہمیت ۸۴/۲۲؛ کی تشریح: اسکی تاریخ ۳۰/۲۲؛ کی نصیحت ۴۸/۲۲؛ حق کو قبول نہ کرنے والوں کے خلاف ۱۰۹/۲۱؛
 ظالموں کے خلاف ۳۹، ۳۰/۲۲؛ کافروں کے خلاف ۱۰۹/۲۱؛ مشرکین کے خلاف ۱۰۹/۲۱؛ دفاعی
 ۳۹، ۳۰/۲۲؛ کا فلسفہ ۳۹، ۳۰/۲۲ نیز ر_ک مؤمنین، مسلمان

جہان: ر_ک خلقت

جہالت: کے اثرات ۵۳/۲۳، ۲۲/۵۲، ۲۱/۲۰؛ کی نشانیاں ۴۱/۲۲ نیز ر_ک بنی اسرائیل، جہلا، خدا، کفار، مشرکین،
 نبوت

جھگڑا: ر_ک قربانی، آنحضرت (ص)، مشرکین

جلدی فراموش کر دینا: ر_ک آدم

جذبات: نادری _ ۲/۲۲ نیز ر_ک انبیاء، تبلیغ، فرعونی لوگ، مشرکین مکہ، موسیٰ

جلد بازی: کے اثرات ۱۱۳/۲۰؛ کی مذمت ۳۴/۲۱ نیز ر_ک انسان، عمل، کفار، کفار مکہ، آنحضرت (ص)، موسیٰ،
 وعدہ، یونس

جلانا: ر_ک ابراہیم: سامری

جوڑا جوڑا ہونا: ر_ک بنات

جہنم: کا کھولتا ہوا پانی ۱۹/۲۲، ۲۰: کی آگ ۵۱، ۴۲: کا محیط ہونا ۳۹/۲۱: کسی خوفناکی ۱۰۲/۲۱: کا متنوع ہونا ۱۹/۲۲: کی شدت ۲۲/۲۱، ۳۹/۳: کی گرمی کی شدت ۹/۲۲: کی آواز ۱۰۲/۲۱: کی صفات ۱۰۲/۲۱: کی خصوصیات ۲۲/۲۲، ۹: کا ایندھن ۲۱/۹۸: کی پینے کی چیزیں ۲۲/۲۰: کا لوہا ۲۲/۲۱: میں ہمیشہ رہنے والے ۲۰/۲۱، ۴۳/۳۰، ۹۹، ۲۲/۲۲، ۵۱: میں ہمیشہ رہنا ۲۰/۴۳، ۲۱/۹۹، ۲۲/۲۲: مجیم ۲۲/۵۱: کی حقیقت ۲۲/۳: میں زندگی ۲۰/۴۳: سے دوری: اس کا سرچشمہ ۲۱/۱۰۱: سعیر ۲۲/۳: کا منحوس ہونا ۲۲/۴۲: کے عذاب ۲۲/۲۱، ۲۰/۱۹: ان کا متنوع ہونا ۲۲/۵۴: ان کا دائمی ہونا ۲۰/۴۳: کی سختی ۲۰/۴۳، ۲۲/۲۱: کی خصوصیات ۲۲/۵۴: کے کارندے ۲۲/۲۲: ان کا غضب ۲۲/۲۲: ان کے مغضوب لوگ ۲۲/۲۲: کے آہنی گرز ۲۲/۲۱، ۲۲: کی گرمی: اسکی شدت ۲۲/۲۲، ۳: میں مدت ۲۰/۴۳: کے موجبات ۲۰/۴۳، ۲۹/۲۱، ۳۰، ۹۸، ۹۹، ۳/۲۲، ۱۰، ۲۵، ۱۹، ۵۴: کا ناگہانی ہونا ۲۱/۳۰: کے نام ۲۲/۵۱، ۳: سے نجات ۲۱/۳۰، ۲۲/۲۲: اس کا وعدہ ۲۱/۱۰۱: کی خصوصیات ۲۲/۵۱ نیز: ک ببت، بہشتی لوگ، خوف، خدا، ظالم لوگ، کفار، مؤمنین، مشرکین، باطل معبود، یقین، جہنمی لوگ ۲۰/۴۳: وں کی جلد: اس کا پگھل جانا ۲۲/۲۰: وں کی حالات ۲۲/۲۲: وں کا دل اور رودہ: ان کا پگھل جانا ۲۲/۲۰: وں کی سماعت: اسکے موانع ۲۱/۱۰۰: وہ کا عذاب: اس کا ذریعہ ۲۲/۲۱: وں پر غضب: ۲۲/۲۲: وں کا برا انجام ۲۲/۴۲: وں کی فریاد: اسکے اثرات ۲۱/۱۰۰: وں کا لباس ۲۲/۱۹: وں کی محرومیت ۲۱/۳۰: وں کا نقش و کردار ۲۱/۹۸

جواب: ر ک ابراہیم، قیامت، گناہ کار لوگ
جوابدہ ہونا: ر ک راہبران

"ج"

چشمہ: ر ک بہشت چرودیا ر ک موسیٰ (ع)

چاند: کا ہونا ۲۲/۱۸: کا خالق ۲۱/۳۳: کی خلقت ۲۱/۳۳: کو سجدہ ۲۲/۱۸: کی گردش ۲۱/۳۳

چوپائے: چوپائیوں کا تغذیہ ۲۰/۵۳: چوپائیوں کا چرنا ۲۰/۵۳: چوپائیوں کی خلقت اس کا فلسفہ ۲۰/۵۳: چوپائیوں کا گوشت: اس کا حلال ہونا ۲۲/۳۸، ۳۰

"ح"

حجاج: کاجج کی قربانی سے استفادہ کرنا ۲۸/۲۲: کی حقوق: ان پر ڈاکہ ڈالنا ۲۵/۲۲ نیز کجج مکہ
حکمرانی: کاپیش خیمہ ۱۰۵/۲۱ نیز ک خدا کے بندے، خدا، شفاعت، صالحین، عقیدہ، قیامت
حب: ر ک محبت

جج: کے اثرات ۲۸، ۳۳، ۳۴/۲۲: کے آداب ۲۴/۲۲: کے احکام ۲۴/۲۲، ۲۸، ۲۹، ۳۳، ۳۶، ۳۳: کی برکتیں ۲۸/۲۲:۔
تارکین: قیامت میں ۱۲۳/۲۰: تارکین حج کا آخرت میں اندھاپن ۱۲۳/۲۰: کی تاریخ ۲۵/۲۲: کی تعلیمات ۲۸/۲۲:۔
میں تقصیر ۲۹/۲۲: اسے موخر کرنا ۲۹/۲۲: میں تکبیر ۲۸/۲۲: ادیان آسمانی میں ۳۳/۲۲: جاہلیت میں ۳۰/۲۲: کا خیر
ہونا ۲۸/۲۲: کی دعوت ۲۴/۲۲: دین ابراہیمی میں ۲۴/۲۲: میں گائے ذبح کرنا ۲۸/۲۲: میں بھیڑ بکری ذبح کرنا
۲۸/۲۲: میں رمی جمرات ۲۹/۲۲: میں سرمنڈانا ۲۹/۲۲: میں طواف ۲۹/۲۲: اسے موخر کرنا ۲۹/۲۲: کی فضیلت
۳۰/۲۲: بیدل: کی فضیلت ۲۴/۲۲: کا فلسفہ ۲۸/۲۲: کی قربانی ۲۸، ۲۹/۲۲: اس سے استفادہ کرنا ۳۳، ۳۶/۲۲:۔
کے گوشت سے استفادہ کرنا ۲۸/۲۲: اس سے اطعام کرنا ۳۶/۲۲: اس کی اہمیت ۳۴/۲۲: اسکے ذریعہ سامان اٹھانا
۳۶/۲۲: اس کی کمال ۲۸/۲۲: اسے موخر کرنا ۲۸/۲۲: اسکی تعظیم ۳۲/۲۲: اس میں اختیار دینا ۳۲/۲۲: اسے
کھانا ۳۶/۲۲: اس پر سواری کرنا ۳۶/۲۲: اس کا اونٹ ۳۶، ۳۳/۲۲: اس کا دودھ ۳۶/۲۲: اس کا تقدس
۳۲/۲۲: ادیان آسمانی میں حج قربانی ۳۳/۲۲: اسکی گائے ۳۳/۲۲: اس کے بھیڑ بکرے ۳۳/۲۲: اس کا گوشت
۲۸/۲۲: اسکے اونٹ کو نحر کرنا ۳۶/۲۲: اس پر علامت لگانا ۳۶، ۳۲/۲۲: اس کا وقت ۲۸، ۲۹، ۳۰/۲۲: کے فوائد
۲۸/۲۲: کے اخروی فوائد ۲۸/۲۲: کے دنیوی فوائد ۲۸/۲۲: میں اونٹ کو نحر کرنا ۲۸/۲۲: میں نذر کرنا ۲۹/۲۲: کے
واجبات ۲۸، ۲۹/۲۲ نیز ک ابراہیم، جزیرہ العرب، حجاج، ذکر، دینی راہنما، آنحضرت (ع)

حدود الہی کی اہمیت ۳۲/۲۲: سے تجاوز کرنا: اسکے اثرات ۳۰/۲۲: اس سے اجتناب کرنا ۳۰/۲۲: کی تحقیر: اسکے
اثرات ۳۰/۲۲: کی تعظیم: اسکے اثرات ۳۰/۲۲: اسکی اہمیت ۳۰/۲۲

حرم: میں شکار کرنا، اس کا کفارہ ۳۲/۲۲

حروف مقطعه: ۱/۲۰

حزن: ر ک غم

حق: اسے ثابت کرنا: اسکے احکام ۱۰۹/۲۱: اسکی روش ۱۰۹/۲۱: کا محکم ہونا ۲۱/۱۸: سے اعراض کرنا: اسکے عوامل ۲۳/۲۱: کی کامیابی ۱۸/۲۱: اس کا سرچشمہ ۱۹/۲۱: اسکے موارد ۱۸/۲۱: کی تشخیص ۲۲/۲۱، ۳۸/۱۴: اسکی اہمیت ۲۳/۲۱: اس کا پیش خیمہ ۲۰/۵۳: اسکے شرائط ۲۱/۳۸: کو قبول کرنا: اس کا پیش خیمہ ۲۱/۳۸، ۲۲/۵۳: دشمن عناصر: ان کے خلاف مبارزے کے اثرات ۲۱/۴۱: انہیں نصیحت کرنا ۲۲/۳۶: انکی اخروی سزا ۲۲/۹: انکی ہلاکت کے موانع ۲۰/۱۲۹: دشمنی: اسکے موانع ۲۱/۳۹، ۳: طلا پرستی: اسکے اثرات ۲۱/۳۱: اسکی درخواست ۲۰/۲۵: اس کا فطری ہونا ۲۱/۵۵: کو قبول نہ کرنے والے ۲۱/۳۵: انکی اذیتیں ۲۱/۱۱۲: ان کے دنیوی وسائل ۲۱/۱۱۱: انہیں ڈرانا ۲۱/۱۰۹: انکی دھمکی ۲۱/۱۰۹: انکی شکست ۲۱/۱۰۹: ان کا عذاب ۲۱/۱۱۰: انکے عذاب کو موخر کرنے کا فلسفہ ۲۱/۱۱۱: ان کے عذاب کا وقت ۲۱/۱۰۹: انکی سزا ۲۱/۱۱۰: کو متنبہ کرنا ۲۱/۱۱۰: صدر اسلام کے: کو قبول نہ کرنے والے: ان کی آزمائش ۲۱/۱۱۱: ان کے عذاب کو موخر کرنا ۲۱/۱۱۱: ان کے عذاب کے موخر کرنے کا فلسفہ ۲۱/۱۱۱: ان کی شکست کا وقت ۲۱/۱۱۱: کو قبول نہ کرنا: اسکے اثرات ۲۱/۳۱، ۳۵، ۹۴: اس کا پیش خیمہ ۲۰/۵۶: اس کا نقصان ۲۱/۴۰: اسکے عوامل ۲۱/۹۴، ۲۳، ۹: کا دفاع کرنا: اسکے اثرات ۲۱/۴۱: کا انجام ۲۱/۸: و باطل کا مقابلہ ۲۱/۱۸: کے ساتھ مجادلہ: اسکے اثرات ۲۲/۹: و باطل کو تمیز دینے والا ۲۱/۳۸: کا کردار ۲۱/۱۱۲ نیز ر_ک اقرار، بنی اسرائیل، جہاد، خدا، خود، قسم، ظالم لوگ، عقیدہ، فرعون، قوم لوط، مستکبرین، کفار، مشرکین، مایوس،

حقائق: کا ادراک اس کا پیش خیمہ ۲۱/۳، اس سے محرومیت کے عوامل ۲۲/۳۶: اس کا مرکز ۲۲/۳۶: کا ظہور: اسکے عوامل ۲۰/۱۳۵ نیز ر_ک قیامت

حق پرست لوگ: وہ کی نصرت ۲۲/۳۰: وں کا نقش و کردار ۲۱/۱۸ نیز ر_ک فرعون

حقوق: کو ضائع کرنا: اسکے موانع ۲۱/۹۳: استفادہ کرنے کا حق ۲۲/۶۵: حق دفاع ۲۰/۹۳، ۲۲/۳۹، ۳۰، وطن میں رہنے کا حق ۲۲/۳۰ نیز ر_ک انبیاء، انسان، حجاج، ملزمین، لوگ، مسجد الحرام، مسلمان، مکہ کے مسلمان، مظلوم لوگ، موحد لوگ حکمت:

رِک خدا، لوط (ع)، نوح (ع)

حکومت: دائمی: اس تک پہنچانا ۱۲۰/۲۰: اسکی درخواست ۱۲۰/۲۰: کاسرچشمہ ۴۸/۲۲ نیز رِک: خدا کے بندے، خدا، صالحین، فرعون،

حلال چیزیں: 30, 22 / 28

حمل: کارحم میں ٹھہرنا ۵/۲۲: اسکی مدت ۱۰۹/۲۱: کا امن: اس کا نفسیانی امن ۲/۲۲: اس کاسرچشمہ ۵/۲۲: اسقاط ۵/۲۲: کی جگہ ۵/۲۲ نیز رِک قیامت

حمد: خدا کی ۶۳/۸۹، ۲۲/۲۱: اسکے اثرات ۱۳۰/۲۰: اسکے آداب ۱۳۰/۲۰: اسکی اہمیت ۳۳/۲۰: یہ رات کی وقت ۱۳۰/۲۰: یہ مبارز میں ۱۳۰/۲۰: یہ نماز میں ۱۳۰/۲۰: اس کی تسلسل کا پیش خیمہ ۳۳/۲۰: اس کا پیش خیمہ ۱۳۰/۲۰: اس کی فضیلت ۱۳۰/۲۰: اس کاسرچشمہ ۶۳/۲۲: اس کا وقت ۱۳۰/۲۰: طلوع سے پہلے ۱۳۰/۲۰: غروب سے پہلے ۱۳۰/۲۰: نیز رِک تسبیح، دعا، موسیٰ

حوا: کا دھوکہ کھانا ۱۲۱/۲۰: اسکے اثرات ۱۲۳/۲۰: کو ڈرانا: اس کا فلسفہ ۱۱۴/۲۰: کا لباس ۱۱۸/۲۰: کا آدم (ع) کی پیروی کرنا ۱۲۱/۲۰: کی کفالت ۱۱۴/۲۰: بہشت میں: ان کی بہشت میں شرعی ذمہ داری ۱۱۴/۲۰: ان کی بہشت میں رہا نشے ۱۱۴/۲۰: اور ممنوعہ درخت ۱۲۱/۲۰، ۱۲۳: کے دشمن ۱۱۴/۲۰: کا کھانا ۱۱۸/۲۰: کی نافرمانی ۱۲۱/۲۰: اسکے اثرات ۱۲۱/۲۰: اس کا پیش خیمہ ۱۲۱/۲۰: کی شرمگاہ: اسے چھپانا ۱۲۱/۲۰: اس سے ظاہر کرنا ۱۲۱/۲۰: اس سے ظاہر کرنے کے عوالم ۱۲۱/۲۰: کا غریزہ ۱۲۱/۲۰: کے فضائل ۱۱۴/۲۰: کی محرومیت: اسکے عوالم ۱۲۱، ۱۲۳/۲۰: کی مشکلات ۱۱۴/۲۰: کا معلم ۱۲۳/۲۰: کی مادی ضروریات ۱۱۸/۲۰: کا اتنا: اس کا پیش خیمہ ۱۲۳/۲۰: اسکے عوالم ۱۲۳/۲۰: اس کا فلسفہ ۱۲۳/۲۰: کو خبردار کرنا ۱۲۱/۲۰: نیز رِک آدم

حاملہ ہونا: رِک مریم

حامل لوگ: صدر اسلام کے ۳/۲۲: انکی دشمنی ۹/۲۲: وں کی ذمہ داری ۴/۲۱: نیز رِک جاہلیت، جہالت

حوصلہ: افزائی کے عوالم ۶/۲۰

نیز رِک انبیاء، مؤمنین، آنحضرت

"خ"

خیانتکار لوگ: وں کی ناشکری ۳۸/۲۲: وں کی محرومیت ۳۸/۲۲

خدا تعالیٰ کی امداد: جنکے شامل حال ۶۹/۲۱

خدا تعالیٰ کی حمایت: سے محروم لوگ ۳۸/۲۲: جنکے شامل حال ہے ۳۸/۲۲

خوبصورتی: ر_ک زمین، قرآن

خاشعین: 2 1 / 9 0

خاضعین: 2 1 / 9 0

خانہ خدا: ر_ک کعبہ

خالقیت: ر_ک اقرار، توحید، خدا، ربوبیت، باطل معبود، سچے معبود

خدا: کی بخشش: ۴۳/۲۰، ۹۰، ۸۲: ان کا پیش خیمہ ۸۲/۲۰: انکی وسعت ۸۲/۲۰: کا خلق کرنا ۵۶/۳۱: کا اتمام حجت

کرنا ۵۶/۲۰، ۱۳۳، ۳۸/۲۲: اس کا سرچشمہ ۱۳۳/۲۰: کا احاطہ ہونا ۵/۲۰: اس کا علمی احاطہ ۴۶/۲۲، ۴۰: اس کے

دلائل ۶/۲۰: اسکی نشانیاں ۶۳/۲۲: کا احترام ۲۸/۲۱: کی خصوصیات ۶/۲۰، ۹۸، ۱۱۰، ۱۱۳، ۳/۲۱، ۱۴، ۲۱،

۲۳، ۳۳، ۳۳، ۶۶، ۴۹، ۸۱، ۸۳، ۱۱۰، ۶/۲۲، ۱۲، ۱۵، ۱۴، ۳۳، ۵۶، ۵۸، ۴۳، ۶۲، ۶۳، ۵۰/۲۰: کا اختیار ۵۰/۲۰: کئے

اختیارات ۴۳/۲۰، ۴۳/۲۱، ۴۳/۲۲، ۴۶/۲۲، ۳۱: کی اجازت ۱۰۹/۲۰، ۳۹/۲۲، ۶۵: اسکے اثرات ۲۹/۲۰، ۲۱/۲۱، ۸۷،

۶۵/۲۲: اسکے عوامل ۱۱۰/۲۰: کا ارادہ ۱۲۳/۲۰، ۴۳/۲۱: اسکے اثرات ۱۵/۲۰، ۲۳/۲۱، ۵۵، ۱۰۲، ۱۲۸،

۱۱/۲۱، ۴۱، ۴۲، ۸۱، ۱۰۵، ۶۶/۲۲، ۵۳، ۵۲، ۳۵، ۱۶، ۵: اسکی اہمیت ۴۰/۲۱: اس کا قطعی ہونا ۱۳/۲۲: اسکی

حکمرانی ۴۴/۲۰، ۴۸، ۱۳۳، ۳۹/۲۱، ۳۲، ۶۹: کا متعلق ۱۴/۲۱: کے مجاری ۱۰/۲۰، ۴۴/۲۱، ۵/۲۲، ۳۰، ۶۳، ۶۵

: اس کی نشانیاں ۵/۲۲: اس کا نقش و کردار ۶۵/۲۲: کا عرش پر مستوی ہونا ۵/۲۰: کا مذاق اڑانا ۲۲/۲۱، ۱۳/۲۲: ۴۲/۱۳

پر اعتراض کرنا: اس کا ناپسندیدہ ہونا ۲۳/۲۱: سے روگردانی کرنا: اسکے اثرات ۱۲۳/۲۰: اسکے سز ۲۰/۱ 2 4: کا

افشا کرنا ۳/۲۱: کے افعال ۵۰/۲۰، ۵۳، ۱۰۶، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۱/۲۱، ۳۲، ۸۱، ۹۳، ۳۸۸/۲۲، ۱۳، ۵، ۴۰: ۴۰

انکی حقانیت ۲۳/۲۱: ان میں حکمت ۳۱/۲۱: ان کا راز ۱۱۰/۲۰: ان کا تحت قانون ہونا ۲۳/۲۱: ان کے مجاری

۵/۲۲ کی پناہ لینا ۸۳/۲۱ کی امانت ۳۸/۲۲ کے امتحان ۸۵/۲۰، ۱۳۱، ۱۱/۲۲ ان میں کامیابی کے شرائط ۹۰/۲۰ یہ سب کیلئے ۳۵/۲۱ کا احسان ۴۸/۲۲ کی امداد کرنا ۳۴/۲۱ کی طرف سے امداد ۸۵/۲۰، ۱۵/۲۲، ۴۳، ۴۳ کے اثرات ۳۶/۲۰ اسکی اخروی امداد ۱۵/۲۲ اسکی اہمیت ۸۸/۲۱ اس کا پیش خیمہ ۱۱۲/۲۱، ۴۱ کا ڈرانا ۱۶، ۱۱۴/۲۰ اس کا فلسفہ ۱۱۴/۲۰ کے اوامر ۱۲/۲۰، ۱۳، ۱۳، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۳۹، ۴۳، ۴۴، ۶۹، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۶، ۲۱/۲۲، ۶۹/۲۲، ۴۲، ۶۴، ۶۵، ۲۴؛ انکی حکمرانی ۶۵/۲۲ اس کا فلسفہ ۱۲۱/۲۰ ان کا اجراء کرنے والے ۳۹، ۴۴، ۴۸/۲۰ ان کا کردار ۴۳/۲۱ کا مشرکین کے ساتھ سلوک: اسکے بارے میں سوال ۵۱/۲۰ کی بشارتیں ۲۰/۱۲۳، ۱۸/۲۱، ۳۳، ۱۰۵؛ کی بصیرت ۳۵/۲۰، ۶۲/۲۲، ۶۱، ۶۲؛ کا بینا ہونا ۳۶/۲۰ اسکے اثرات ۳۶/۲۰ کا بے مثل و بے مثال ہونا ۱۱۳/۲۰، ۴۳/۲۲، ۶۳؛ کا بے نیاز ہونا ۱۱۱/۲۰، ۴۴/۲۲، ۶۳؛ کی پاداش ۵۸/۲۲، ۵۹؛ اس کا تسلسل ۴۳/۲۰ اس کا پیش خیمہ ۹۳/۲۱ اسکے شرائط ۵۰/۲۲ اسکی خصوصیات ۴۳/۲۰ سے سوال پوچھنا ۱۲۵/۲۰، ۱۲۶؛ اس کا فلسفہ ۲۰/۲۰ اس کا ناپسندیدہ ہونا ۲۳/۲۱ کے خلاف پروپیگنڈا کرنا ۱۳۰/۲۰ کی تدبیر ۵/۲۰، ۳۸، ۴۰، ۵۰، ۱۱۱، ۱۲۹، ۶۲/۲۲ اسکے دلائل ۶/۲۰ اس کا مرکز ۲۲/۲۱ اسکی نشانیاں ۲۲/۲۰، ۵۰، ۶۳، ۶۲؛ کی ترغیب ۱۲۸/۲۰، ۳۳/۲۱، ۱۰؛ کی تعلیمات ۳۹/۲۰، ۱۱۳، ۱۰۵، ۵۰، ۱۲۳، ۴۳/۲۱، ۸۰/۲۲، ۶۸؛ انکی اہمیت ۳۸/۱۵، ۲۱/۲۰ ان سے بے اعتنائی کرنا ۹۶/۲۰ ان کے سمجھنے کی درخواست ۲۵/۲۰ کا منہ ہونا ۸/۲۰، ۵۲، ۲۲/۲۱، ۲۶، ۲۲، ۸۴/۱۰، ۶۴؛ اسکی فضیلت ۳۳/۲۰ کی نصیحتیں ۱۳/۲۰، ۱۴، ۱۵، ۸۱، ۳۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۳۰، ۱۳۲، ۲۲/۲۲، ۱، ۱۲، ۳۰، ۳۲، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۵۳، ۵۵، ۵۹، ۶۰، ۶۸، ۴۴، ۴۸، انکی اہمیت ۱۶/۲۰ ان پر عمل کرنا ۱۱۵/۲۰ ان پر عمل کرنے کے اثرات ۱۱۵/۲۰ کی دھمکیاں ۹/۲۱، ۱۸، ۱۱؛ ان کا قطعی ہونا ۱۲۸/۲۰ کا جاوید ہونا ۸۹/۴۳، ۲۱/۲۰ اسکے اثرات ۱۱۱/۲۰ کی حکمرانی ۵، ۶/۲۰، ۱۱۳، ۱۲۴، ۳۳؛ اس کا دائمی ہونا ۱۱۳/۲۰ کی اخروی حکمرانی ۱۰۸/۲۰، ۱۰۹، ۱۵۶/۲۲ اسکی حقانیت ۱۱۳/۲۰ اسکی نشانیاں ۴، ۱۱۳/۲۰ کی حجت ۱۰۶/۲۱، ۴۸/۲۲ کا محاسبہ اس کا دقیق ہونا ۳۴/۲۱ اسکی خصوصیات ۳۴/۲۱ کا حاضر ہونا ۵۲/۲۰ کی حقانیت ۲۰/۱۱۳، ۲۲؛ پر حق ۲۳/۲۱ کی حکمت ۱۱۳/۲۰، ۸۱/۲۱ اسکی نشانیاں ۵۲/۲۲ کی حکومت: اسکی حقانیت ۱۱۳/۲۰ کی حمایت ۴۵/۲۰، ۵۰، ۳۰؛ اسکے شرائط ۳۸/۲۲ کا خالق ہونا ۳/۲۰، ۵۰، ۴۲، ۱۴/۲۱، ۳۳/۵۶، ۲۲/۵۰؛ اسکی نشانیاں ۱۰۳/۲۱ شناسی: اسکے اثرات ۴۳/۲۲ ناقص خدا شناسی کے اثرات

4 / 7 2 اسکی دعوت کی اہمیت ۱۳/۲۰ عقلی خدا شناسی ۸/۲۲ فطرت خدا شناسی ۸/۲۲ اس کے دلائل ۶۲/۲۲ اسکی روش ۵۰/۲۰ اس کے مبانی ۸۹/۲۰ اور باطل ۱۱۳/۲۰ اور جہالت ۵۲/۲۰ اور روزی ۱۳۲/۲۰ اور شریک ۹۹/۲۱ اور ظلم ۱۱۲/۲۰، ۳۴/۲۱، ۱۰/۲۲ اور فراموشی ۵۲/۲۰ اور بیٹا ۲۶/۲۱ اور لہو و لعب ۱۴/۲۱ اور فرشتے ۲۶/۲۱ اس کے اثرات ۳۹/۲۱ کے حضور خاضع ہونا ۱۱۱/۲۰، ۴۴/۲۲ اس کے عوایل ۴۰/۲۰ اسکی نشانیاں ۴۰/۲۰، ۱۱۱ کا خبر ہونا ۴۳/۲۰ کے دشمن ۲۳/۲۰، ۳۹/۲۲، ۱۱/۲۲ کی دشمنی ۶۰/۲۲ کی دعوت ۴۰/۲۱، ۸۰، ۴۴/۲۲ کا رازق ہونا ۸۱/۲۰، ۱۳۱، ۱۳۲/۲۲، ۵۸، ۲۲/۲۲، ۲۸/۳۳ کا رتوف ہونا اسکی نشانیاں ۶۵/۲۲ کی ربوبیت ۳۱/۲۰، ۳۶، ۵۰، ۹۰، ۱۱۳، ۲۱/۳۳، ۳۶، ۵۶، ۱۱/۱۱، ۱۹، ۳۰، ۴۴، ۶۴، ۵۳، ۳۰ اس کے اثرات ۲۵/۲۰، ۵۰، ۸۳، ۸۶، ۱۱۳، ۱۳۳، ۱۳۳، ۲/۲۱، ۸۳، ۸۹، ۹۲، ۱۱۲، ۲۲/۳۰ اس کے دلائل ۵۰/۲۰، ۱۳۳ اس کے شوتوں ۱۱۲/۲۱ اسکی شناخت ۵۵/۲۰ اس کا مرکز ۲۲/۲۱ اس سے جھٹلانے والے ۵۰/۲۰، ۱۳۳، ۱۹/۲۲ اس سے جھٹلانے والوں کی سزا ۲۱/۲۲ اس سے جھٹلانے والے جہنم میں ۲۲/۲۱، ۱۹ اسکی نشانیاں ۲۱/۲۰، ۲۶، ۳۴، ۵۳، ۵۳، ۴۴، ۴۰، ۴۳، ۴۳، ۱۰۵، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۳۱، ۱۳۳، ۲۲/۶ اسکی خصوصیات ۵۲/۲۰ کا رحم ہونا ۹۰/۲۰ اس کے اثرات ۱۰۹/۲۰ اسکی اہمیت ۳۶/۲۱ اس سے جھٹلانے کا غیر منطقی ہونا ۳۴/۲۱ اس کی اخروی رحمانیت ۱۰۸/۲۰ اس کو جھٹلانے والے ۳۶/۲۱ اسکی نشانیاں ۵/۲۰ کی رحمت ۲۱/۸۳، ۱۰۴ اس کے اثرات ۲۶/۲۱، ۸۳، ۱۰۴ اسکی توقع ۱۰۸/۲۰ اس کا بے مثال ہونا ۲۱/۸۳ اس کا مقدم ہونا ۲۱/۱۱۲، ۴۵ اسکی نشانیاں ۲۲/۱۰۹، ۸۳/۶۵ اس کا تسلسل ۲۱/۳۲ اسکی رحمت عام ۲۱/۳۲ اس کا پیش خیمہ ۲۱/۴۵، ۱۱۲ اسکی نشانیاں ۲۱/۸۳، ۱۰۹، ۲۲/۶۵ اسکی وسعت ۲۰/۵ پر ذمہ داری کا پلٹانا ۲۱/۲۳ کی رضامندی اس کے اثرات ۲۰/۱۰۹، ۲۱/۲۸ اس سے حاصل کرنے کے اثرات ۲۱/۲۸ اس کے تشخیص کا پیش خیمہ ۲۰/۸۳ اس کا پیش خیمہ ۲۰/۸۳، ۱۰۹ کی روح ۲۱/۹۱ اسکی نشانیاں ۲۱/۹۱ کا دن اسکی مدت ۲۲/۳۴ پر سبقت ۲۱/۲۴ کی طرف سے سرزنش ۲۰/۸۳، ۲۱، ۸۹، ۲۱/۸۹، ۲۲/۵۰، ۳۶/۸، ۳ کی سنشیں ۲۰/۱۲۹، ۲۱/۴، ۱۸، ۳۳، ۸۸، ۹۶، ۲۲/۳۰، ۳۳ انکی حاکمیت کے اثرات ۲۰/۱۲۹ ان کے علم کے اثرات ۲۰/۱۳۰ ان کا قطعی ہونا ۲۰/۱۲۹ ان سے راحت ہونا ۲۰/۱۳۰ کی سماعت ۲۰/۳۶، ۲۱/۲۲، ۳/۴۶، ۶۱ اس کے اثرات ۲۰/۳۶ کی عبودیت اس کے اثرات ۲۱/۱۰۶، ۱۰۵ اس کا پیش خیمہ ۲۰/۱۰۶ کا عادل ہونا ۱۰/۱۱۲، ۲۱/۳۴، ۲۲/۱۰

۔ کے بارے میں شکست کا ناپسندیدہ ہونا ۱۰/۲۲: کے عذاب ۱/۲۲: ان کے اثرات ۲۰/۲۱، ۳۳/۱۳۳: ان کا مذاق اڑانا ۲۰/۲۱، ۳۵/۱۳۵، ۲۲/۳۸، ۳۴: ان کا سخت ہونا ۲۰/۲۱، ۴۱/۳۶: ان کا عام ہونا ۲۱/۲۹: ان کا قانون کے مطابق ہونا ۲۱/۳۴: انہیں جھٹلانے والے ۲۰/۲۲، ۵۱/۳۴: انکی خصوصیات ۲۲/۳۳، ۱۸: کا عزیز ہونا، اسکے اثرات ۲۲/۳۰: اسکے دلائل ۲۱/۳۳: اسکے نشانیاں ۲۲/۴۶: کے عطیہ ۲۰/۲۵، ۳۶، ۵۰، ۹۹، ۱۳۱، ۲۱/۴۲، ۴۳، ۲۲، ۹۰، ۸۳/۳۳، ۲۸، ۳۵

خوف خدا رکھنے والے لوگ: قرآن ۳/۲۰: وں کی مدح ۲۲/۳۵

خدمات: دوسروں کی: انکی تاثیر کی عوامل ۲۰/۳۱

خرافات: کے خلاف مبارزت ۲۱/۵۲

خدا کے محبوب: کے مفادات ۲۰/۳۹

خرد: رک عقل / خشوع: کے اثرات ۲۱/۹: نیز رک انبیاء، اولیاء اللہ، دعا، ذکر، یحییٰ

خشیت: کے اثرات ۲۰/۳: کی اہمیت ۲۰/۳: مخفی ۲۱/۳۹: اسکی قدر و قیمت ۲۱/۳۹: نیز رک خدا کے بندے، خدا، متقین، معصومین، مقربین، فرشتے

خصومت: رک دشمنی خدا کے مغضوبین: ۲۰/۸۶، ۲۲/۳۵: کی توبہ ۲۰/۸۲: کا انجام ۲۰/۸۱: کی ہلاکت ۲۰/۸۱

خدا کے کارندے: ۲۰/۲۱، ۲۲/۳۵، ۳۸/۳۵: کا حتمی ہونا ۲۱/۹۵

خدا کی طرف بازگشت: ۲۱/۲۲، ۹۳، ۳۵/۳۸: کا حتمی ہونا ۲۱/۹۵

خدا کی سنہیں: مہلت والی سنت ۲۰/۲۲، ۱۲۹/۳۳: نجات دینے والی سنت ۲۱/۸۸: نیز رک خدا، معاشرہ، قدیم مصر کے باشندے

خدا تعالیٰ کا فضل: یہ جنکے شامل حال ہے ۲۱/۴۲، ۴۳

خدا کی رافت و رحمت: یہ جنکے شامل حال ۲۲/۶۵: نیز رک مسجد الحرام، نماز

خلقت: کا پلٹنا ۲۱/۱۰۳: کا ختم ہونا ۲۲/۲: کا انہدام ۲۱/۱۰۳، ۲۲/۲، ۶۵: اسکے عوامل ۲۱/۲۲: اس کا قصہ

۱/۲۲: اس کا ساتھ کھاپنا ۲۱/۱۶:

کو بقا: اس کا سرچشمہ ۱۱۱/۲۰ کی پیوستگی ۳۰/۲۱ کی تدبیر ۱۱۱/۳۰ اس کا مرکز ۲۲/۲۱ اس کا سرچشمہ ۴۱/۲۲ کی تقدیر ۵۰/۲۰ کا حاکم ۴/۲۰، ۱۱۳، ۳۳/۲۱ کا خالق ۳۳/۲۱ کی خلقت: اس کا آغاز ۳۰/۲۱ اس کی پہلی خلقت ۱۰۳/۲۱ اس کے مراحل ۳۰/۲۱ کے راز ۹۱/۲۱ کے ساتھ کھیلنا ۵۶/۲۱، ۳۳ کا شعور ۱۸/۲۲ کا انجام ۲۲/۲۰، ۱، ۲، ۴/۱۰۵ کا فاسد ہونا: اس کے عوامل ۲۲/۲۱ کا تحت قانون ہونا ۱۱۳/۲۰، ۱۶/۲۱، ۱۴، ۱۸ کے گواہ ۱۴/۲۲ کا مالک ۶/۲۰، ۱۱۳، ۶۳/۲۲ کا مدبر ۵/۲۰، ۲۱، ۲۳، ۴۱/۲۲ اس کا متعدد ہونا ۴۳/۲۲ اس کی شناخت ۵۵/۲۰ اس کی خصوصیات ۵۲/۲۰ کا رب ۲۲/۲۱، ۵۶/۶۳ کا محفوظ ہونا ۶۵/۲۲ کا مطالعہ: اس کی اہمیت ۳۰/۲۱ کا نابودی: اس کے عوامل ۲۲/۲۱ کا ناپائیداری ۴۵/۲۲ اس کے دلائل ۴/۲۲، اس کا وضع ہونا ۴/۲۲ کا نظام ۱۱۳/۲۰، ۱۰۳/۲۱، ۶۵/۲۲ اس کا تبدیل ہونا ۱۰۳/۲۱ میں نظم: اس کا سرچشمہ ۲۲/۲۱ کی نگہداشت ۶۵/۲۲ کی نیازمندی ۶۳/۲۲ کا ہدف مند ہونا ۱۴/۲۱ کی ہماہنگی ۲۲/۲۱ نیز رک تدبر، تعقل، فرعون، فرعون، قیامت

خوشخبری: رک بشارت

خبرہ لوگ: وں کا کلام: اس کی اہمیت ۴/۲۱

خاص موارد ترقی: کے عوامل ۳۱/۲۰

خوبصورتی: رک زمین، قرآن

الساعہ: ۲۱/۲۰، ۳۹/۱۵

خضوع: رک انسان، خدا، سرکش لوگ، عبادت، قیامت، گناہ کار لوگ، مقربین، فرشتے، یونس (ع)

خطرہ: اس کا پیش خیمہ ۳۵/۲۱ نیز رک ادیان آسمانی، انبیاء، بنی اسرائیل، داود (ع)، شیطان، غفلت، فرعون، لوگ، کفار،

خلقت: مٹی سے ۵، ۶، ۴/۲۲

(خاص موارد اپنے اپنے موضوعات میں تلاش کئے جائیں)

خواری: رک ذلت

خود: اعتمادی: اس کے اثرات ۶۳/۲۱ سے بیگانہ ہونا: اس کے عوامل ۶۳/۲۱ سے دفاع کرنا ۹۳/۲۰، ۳۹/۲۲ کا کلام

: اس پر عمل کرنا ۱۳۲/۲۰ کو مذمت ۶۳/۲۱ پر ظلم ۸۴/۲۱، ۲۲، ۸۸/۲۵

اشارے (۳)

اسکے اثرات ۸۸/۲۱

خود کو برتر سمجھنا: ر_ک تکبر

خود پسندی: ر_ک تکبر

خود کشی: کی مذمت ۱۵/۲۲

خوشبختی: ر_ک سعادت

خوش گذرانی کرنے والے لوگ: وہ کا ظلم ۱۳/۲۱

خوف: ر_ک ڈر

خیانت: ر_ک امانت، مؤمنین، مشرکین

خبر: کا پیش خیمہ ۳۰/۲۲؛ کے عوائل ۳۰/۲۲؛ سے مراد ۳۵/۲۱؛ کا سرچشمہ ۴۳/۲۰، ۵۰/۲۱، ۸۰؛ کا وسط ۸۰/۲۱

(خاص موارد اپنے اپنے موضوعات میں تلاش کئے جائیں)

خیر خواہی: ر_ک شیطان

"د"

دار الکفر: ر_ک ہجرت

دنیا کی طرف بازگشت: کا محال ہونا ۹۵/۲۱، ۹۶ نیز ر_ک آرزو

دانش: ر_ک علم

داود (ع): اور سلیمان (ع) کا اختلاف ۴۸/۲۱؛ کی پیش قدمی ۹۰/۲۱؛ کی تسبیح ۴۹/۲۱؛ کا جنگجو ہونا ۸۰/۲۱؛ کے

زمانے کے لوگوں کو دعوت ۸۰/۲۱؛ کی زرہ سازی ۸۰/۲۱؛ اس کا فلسفہ ۸۰/۲۱؛ کا دفاعی اسلحہ ۸۰/۲۱؛ کی صفات

۸۰/۲۱؛ کا علم لدنی ۴۰/۲۱؛ کا عمل خیر ۹۰/۲۱؛ کے فضائل ۴۹/۲۱؛ کا قصہ ۴۸، ۸۰/۲۱؛ اسکی کھیتی ۴۸/۲۱؛

اسکی کھیتی کا نقصان ۴۸، ۴۹؛ کی قضاوت ۴۸، ۴۹/۲۱؛ اسکے مہانی ۴۸/۲۱؛ اس کا مقام ۴۹/۲۱؛ اس کا ناظر

۴۸/۲۱؛ کی آسمانی کتاب ۱۰۵/۲۱؛ کا معجزہ ۸۰/۲۱؛ کا معلم ۸۰/۲۱؛ کا مقام و مرتبہ ۴۸، ۴۹/۲۱؛ کا سلیمان کے

ساتھ مناظرہ ۴۸/۲۱؛ کی نبوت: اسکے دلائل ۸۰/۲۱ نیز ر_ک جنگ، ذکر، سلیمان

دایہ: ر_ک موسیٰ

درخت: جاودانگی کے درخت تک پہنچانا ۱۲۰/۲۰؛ کا انقیاد ۱۸/۲۲؛ کا سجدہ ۱۸/۲۲؛ نیز ر_ک بہشت، شرمگاہ
دل: کی بیماری: اسکے اثر ۵۳/۲۲؛ اس کا پیش خیمہ ۳/۲۱؛ کی نرمی: اسکے اثرات ۵۳/۲۲؛ کا سالم ہونا: اس کا پیش
خیمہ ۵۳/۲۲؛ کے فوائد ۸/۲۲، ۳۲، ۳۶؛ کا سخت ہونا: اسکے اثرات ۵۳/۲۲؛ اسکے عوامل ۵۳/۲۲؛ کی جگہ ۳۶/۲۲
نیز ر_ک علمائے کفار، آنحضرت (ص)، مشرکین

دل کا اندھاپن: اسکے اثرات ۳۶/۲۲؛ اسکی نشانیاں ۳۶/۲۲ نیز ر_ک انبیائے کفار، مشرکین
دریائے نیل: کا مطیع ہونا ۳۹/۲۰؛ کی تاریخ ۳۹/۲۰؛ حضرت موسیٰ (ع) کے زمانے میں ۳۹/۲۰؛ کی جغرافیائی حیثیت
۳۹/۲۰ نیز ر_ک بنی اسرائیل، موسیٰ
درہ: اسکے فوائد ۳۱/۲۱

درہ طوبی: کا احترام ۱۲/۲۰؛ میں اعجاز: اس کا فلسفہ ۱۲/۲۰؛ کی پاکیزگی ۱۲/۲۰؛ کا تقدس ۱۲/۲۰؛ کی فضیلت
۱۲/۲۰؛ میں جوتے اتارنا ۱۲/۲۰؛ کی جغرافیائی موقعیت ۱۲/۲۰؛ کا کردار ۳۶/۲۰ نیز ر_ک موسیٰ (ع)
دشمن: وں کی سازش: اسکے شکست ۴۰/۲۱؛ سے نجات ۹/۲۱؛ کا سرچشمہ ۹/۲۱ نیز ر_ک آیات الہی، اسلام،
انبیائے انسان، توحید، خدا، دشمنی، دین، ظالم لوگ، قرآن، مؤمنین، تجاوز کرنے والے، مسلمان، مشرکین، موحدین، نعمت
دشمن: وں سے نجات ۱۲۳/۲۰؛ اسکے عوامل ۱۲۳/۲۰ نیز ر_ک ابلیس، گزشتہ اقوام، انبیائے انسان، جہاں
خدا، دشمن، دین زمین، راہبران،

شیطان، سرکشی کرنے والے، ظالم لوگ، فرعون، قرآن، کفار، متکبرین، آنحضرت، عیش و عشرت پرست
لوگ، متکبرین، اسراف کرنے والے، مشرکین، معبد

دعا: کئے اثرات ۲۵/۲۰، ۲۶، ۲۷، ۳۱، ۳۲، ۳۶، ۲۱، ۸۳، ۹۰؛ کئے آداب ۲۵/۲۰، ۱۱۳، ۲۱، ۸۳، ۸۷،
۸۸، ۸۹، ۹۰؛ کی قبولیت ۸۳/۲۱؛ اس کا پیش خیمہ ۲۱/۸۳؛ اسکے عوامل ۸۸/۲۱؛

اس کا سرچشمہ ۸۳/۲۱ میں اخلاص ۸۸/۲۱ میں اسماء و صفات ۸۹/۲۱ میں التجا ۸۳/۲۱ میں امید رکھنا ۹۰/۲۱؛
 اسکے اثرات ۹۰/۲۱ میں ہاتھ بلند کرنا ۹۰/۲۱؛ کوترک کرنا: اسکی مذمت ۱۲/۲۲؛ میں تسبیح ۸۴/۲۱؛ کانیا کے
 ساتھ تناسب ۸۹/۲۱ میں تہلیل ۸۴/۲۱؛ میں حمد ۸۹/۲۱؛ میں خشوع ۹۰/۲۱؛ علم میں اضافہ کیلئے ۱۱۳/۲۰؛
 سخت اوقات میں ۸۳/۲۱؛ کی دعوت ۱۲/۲۲؛ کا پیش خیمہ ۸۳/۲۱؛ کی فضیلت ۳۵/۲۰؛ کا وقت ۱۳۰/۲۰

نیز رک ایوب (ع)، زکریا (ع)، آنحضرت (ع)، موسیٰ (ع)، نوح (ع)، یحییٰ (ع)، یونس (ع)
 دعوت: عملی: اسکی اہمیت ۱۳۲/۲۰؛ کی روش ۱۳۲/۲۰؛ نیز رک: اتحاد، انبیائی، سر تسلیم خم کرنا، توحید،
 حج، خدا، دعا، دین، راہبران، شکر، کوہ طور، گمراہ لوگ، مؤمنین، مبلغین، لوگ، مشرکین، مشرکین مکہ، نماز، ہدایت
 دفاع: کے اثرات ۳۰/۲۲، مشروع ۳۹، ۳۰/۲۲

نیز رک: آسمانی ادیان، مقدس مقامات، بت، بت پرست لوگ، حق، خود، دین، مظلوم، معبد
 دلیل: برک برہان

دنیا: کا انجام ۱۰۵/۲۱؛ کا مالک ۱۵/۲۲؛ کا کردار ۱۵/۲۰؛ نیز رک: دنیا کی طرف بازگشت، کفار
 دنیا پرست لوگ: وں سے بے اعتنائی ۱۳۱/۲۰

دنیا پرستی: کے اثرات ۲۱/۲۰، ۱۳۱/۲۲، ۱۳، ۱۱/۲۰؛ کی مذمت ۱۳۱/۲۰؛ کے موانع ۱۳۲/۲۰؛ کا ناپسندیدہ ہونا
 ۷۲/۲۰؛ نیز رک ظالم لوگ

دوزخ: برک جہنم

دوزخی لوگ: برک جہنمی لوگ

دولت: برک حکومت

دین: دینی آسیب شناسی ۲۱/۲۰، ۲/۱۶؛ کے مختلف پہلو: اسکے اخروی پہلو ۲۸/۲۲؛ اسکے مادی پہلو ۲۸/۲۲؛ اسکے
 معنوی پہلو ۲۸/۲۲؛ کے ذریعہ اتمام حجت کرنا ۱۳۳/۲۰؛ اصول ۱۶/۲۰، ۹۲/۲۱؛ میں مجبور کرنا: اسکی نفی ۳۹/۲۲؛
 کی اہمیت ۲۱/۲۲، ۳۲/۶۴؛ کے ساتھ کھیلنا: اس کا پیش خیمہ ۲/۲۱؛ بے دینی: اسکے نقصان کا اعلان

6 / 21 دینی سوالات : ان کا جواب ۲۱/۴ کی تبلیغ : اسکی روش ۲۱/۱۰۹ کے خلاف پروپیگنڈا ۲۰/۱۳۰۔
 کے حامی : انکی نصرت ۲۲/۳۰ کی حقانیت : اسکے ظہور کا پیش خیمہ ۲۰/۱۳۵ کے دشمن : انکی ہلاکت کا قانون مند ہونا
 ۲۱/۱۶ انکی سزا ۲۲/۹ کے ساتھ دشمنی : اسکے اثرات ۲۲/۳۸ کے طرف دعوت : اسکی روش ۲۱/۱۰۹ کا
 دفاع ۲۲/۳۰ دشمن : انکی شکست ۲۱/۳۴ انکی سزا کا وعدہ ۲۱/۳۸ انکی ہلاکت ۲۱/۳۴ دشمنی زمانہ جاہلیت میں
 ۲۲/۳۰ شناسی : اسکی اہمیت ۲۱/۲۳ کے منابع ۲۱/۳۵ اور عینیت ۲۱/۲۸ سے سوء استفادہ کرنا ۲۰/۹۶ کا
 پیش خیمہ ۲۰/۹۶ کا فلسفہ ۲۱/۲۲، ۱۰۴/۳۹ کی پابندی ۲۰/۱۶ کا نزول تدریجی ۲۰/۱۰۵ کی نصرت ۲۲/۳۰
 اس سے اجتناب کے اثرات ۲۲/۳۰ کا کردار ۲۱/۲۲، ۳۵/۳۸ نیز ک ابراہیم، اتحاد، اختلاف، اسلام، معاشرہ، حج،
 گھرانہ، طواف، غفلت، فرعون نواز لوگ، کفار، تمایلات، مسلمان، نعمت، نماز
 دینی علمائے : کا احترام ۲۱/۴ کا کلام : اسکی حیثیت ۲۱/۴ صدر اسلام کے ۲۱/۴ زمانہ بعثت کے : انکی سوچ
 ۲۱/۴ کی معاشرتی حیثیت ۲۱/۴ نیز ک علماء
 دیندار لوگ : وں کو نصیحت ۲۲/۳۰ وں کا مددگار ۲۲/۳۰
 دینداری کے اثرات ۲۲/۱۵ کی اہمیت ۲۲/۵۸ کے فوائد : ان کا اعلان ۲۱/۶۶
 دریائے نیل : کا مطیع ہونا ۲۰/۳۹ کی تاریخ ۲۰/۳۹ حضرت موسیٰ کے زمانے میں ۲۰/۳۹ کی جغرافیائی حیثیت
 ۲۰/۳۹ نیز ک بنی اسرائیل، موسیٰ
 دن : کا خالق ۲۱/۳۳ کی خلقت ۲۱/۳۳ کی گردش ۲۲/۶۲، ۶۱/۶۱ نیز ک تسبیح، خدا، رات، فرعون، موسیٰ
 دینی راہنما : وں کا مذاق اڑانا : اسکے اثرات ۲۱/۳۱ وں کا گمراہ کرنا ۲۰/۴۹ رشتہ داران کے سزا ۲۰/۹۲ وں کو
 تسلی دینا : اسکے عوامل ۲۱/۳۱ وں کا زہد ۲۰/۱۳۱ وں کی عبرت ۲۰/۹ وں کا عمل : اس کا معیار ۲۱/۴۳ وں کی
 قدرت ۲۰/۳۱ وں کے ساتھ مبارزت : اس کا نقصان ۲۱/۴۰ وں کی ذمہ داری ۲۰/۸۳، ۸۶، ۹۲، ۱۳۱، ۲۲/۲۶،
 ۲۴ وں کا دائرہ ۲۰/۲ وں کے ساتھ حج میں ملاقات ۲۲/۲۴ وں کا نقش و کردار ۲۰/۸۵، ۲۲/۲۴، ۸۰/۲۴ وں کا
 معاشرتی کردار ۲۰/۸۵ وں کی خصوصیت ۲۰/۲۵ کا ہدایت کرنا ۲۰/۴۹

داڑھی: کی تاریخ ۸۳/۲۰: اویان آسمانی میں ۹۳/۲۰: نیزر۔ ک ہارون

"ذ"

ذبح: کے احکام ۲۸، ۳۳، ۳۳، ۳۶/۲۲: میں بسم اللہ ۲۸، ۳۳/۲۲: کی تعلیم ۲۸/۲۲: میں قبلہ ۳۳/۲۲: میں خدا کے نام
۳۳/۲۲: میں واجبات ۳۳/۲۲: نیزر۔ ک حج، ذبیحہ، قربانی، گائے، بھیڑ، بکری
ذبیحہ: بسم اللہ کے بغیر: اسکی حرمت ۳۰/۲۲: نیزر۔ ک حج

ذمہ دار لوگ: وں کی ضرورت: اسے پورا کرنا ۳۶/۲۰: نیزر۔ ک: گھرانہ، روزی، عمل، کارکردگی دکھانے والے، ذمہ داری
ذمہ داری: عطا کرنا: اسکے شرائط ۴۵/۲۲: نیزر۔ ک ذمہ دار لوگ

ذکر: ۹۹/۲۰: انسان کا ۱۰/۲۱: موجودات کے مطیع ہونے کا: اسکے اثرات ۱۸/۲۲: کعبہ کی تعمیر کا ۲۶/۲۲: تاریخ کا
اسکی اہمیت ۸۰/۲۰: خدا کی تدبیر کا: اسکے اثرات ۱۳۰/۲۰: فطرت کی تسخیر کا: اسکے اثرات ۶۵/۲۲: توحید افعالی کا
۳۳/۲۲: تہلیل کا ۲۵/۲۱: خدا تعالیٰ کا: اسکے اثرات ۴۰/۲۰، ۱۲۳، ۲۲، ۳۰/۱۳۰: اسکی اہمیت ۱۳/۲۰، ۳۳،
۲۱، ۱۳۰، ۲۲، ۳۲/۳۰: اسکی نصیحت ۳۴/۲۲: ایام تشریف میں ۲۸/۲۲: حج میں ۲۸/۲۲: یہ سختی میں
۱۳۰/۲۰: یہ نماز میں ۱۳/۲۰: اس کا پیش خیمہ ۲۱/۲۰، ۳۳/۸۴: اسکی نشانیاں ۲۰/۱۲۳: آسمان کی خلقت کا: اسکے
اثرات ۳۲/۲۱: انسان کی خلقت کا: اسکی اثرات ۵/۲۲: دروں کی خلقت کا: اسکے اثرات ۳۱/۲۱: راہوں کی
خلقت کا: اسکے اثرات ۳۱/۲۱: پہاڑوں کی خلقت: اسکے اثرات ۳۱/۲۱: خدا کے رازق ہونے کا: اسکے اثرات
۱۳۲/۲۰: خدا کی ربوبیت کا ۲۵/۲۰، ۱۱۳، ۳۲/۲۱، ۸۳، ۸۹: دینی راہنمائوں کے رنج و الم کا ۳۱/۲۱: روزی کا:
اسکے اثرات ۱۳۱/۲۰: خدا کی عظمت کا ۳۴/۲۲: خدا کے علم کا: اسکے اثرات ۲۸/۲۱، ۴۰/۲۲: خدا کے علم
غیب کا: اسکے اثرات ۴/۲۱، ۴/۲۰: خدا کے عہد کا: اسکے اثرات ۱۲۱/۲۰: آسمان کے فوائد کا: اسکے اثرات
۳۲/۲۱: عذاب الہی کا قانونمند ہونا ۱۳۰/۲۰: خدا کی سزا کا قانونمند ہونا ۱۳۰/۲۰: قرآن کا: اسکے اثرات
۱۰۰/۰: آدم کے قصہ کا ۱۱۶/۲۰: ادریس کے قصہ کا ۸۵/۲۱: اسماعیل کے قصہ کا ۸۵/۲۱: ایوب کے قصہ کا
۸۳/۲۱: داود کے قصہ کا ۴۸/۲۱: ذوالکفل کے قصہ کا ۸۵/۲۱: زکریا کے قصہ کا ۸۹/۲۱: سلیمان کے قصہ کا
۴۸/۲۱: مریم کے قصہ کا ۹۱/۲۱: موسیٰ کے

قصہ کا ۹/۲۰: نوح کے قصہ کا ۷۶/۲۱: یونس کے قصہ کا ۸۷/۲۱: قیامت کا: اسکی اہمیت ۱۰، ۱۰۳/۲۱: منعم کا: اسکی اہمیت ۳۷/۲۰: انسان کی ضروریات کا: اسکی اثرات ۱۳۲/۲۰: قرآن کی وحی ہونے کا: اسکی اثرات ۶/۲۰: قدرتی عوامل کے نیازمندی کا ۳۱/۲۰: قرآن کی دھمکیوں کا ۱۱۳/۲۰: حضرت یونس والا ۸۷/۲۱: کے عوامل ۵۰/۲۱: سے مراد ۱۰۵/۲۱: نیز ر_ک انسان، تمایلات، موسیٰ، ضروریات

ذلت: کے عوامل ۲۲/۲۰، ۹/۱۳۳: نیز ر_ک انسان، بشارت، سر_ک ش لوگ، فرعون، کفار، گناہکار لوگ، مشرکین ذوالکفل: کی پیشقدمی ۹۰/۲۱: صالحین میں سے ۸۶/۲۱: کا صبر ۸۵/۲۱: اسکے اثرات ۸۶/۲۱: کی صلاحیت: اسکے اثرات ۸۶/۲۱: کا عمل خیر ۹۰/۲۱: کے فضائل ۸۵، ۸۶/۲۱: کا قصہ: اس سے عبرت حاصل کرنا ۸۵/۲۱: نیز ر_ک نمونہ عمل بنانا، ذکر

"ر"

راز: ر_ک انسان

رازق ہونا: ر_ک خدا، ذکر

راستہ: انکی اہمیت ۳۱/۲۱، ان کے فوائد ۳۱/۲۱، ان کا کردار ۳۱/۲۱: نیز ر_ک ذکر، اہمیت

راہنمائی: ر_ک ہدایت

راستہ پانا: اسکی نشانیاں ۳۱/۲۱

رنج و الم: کا فلسفہ ۸۳/۲۱: نیز ر_ک انسان، ایوب، ذکر، زکریا، مؤمنین

رجعت پسندی: کے موارد: ۶۵/۲۱

روایت: 1/ 20، 5، 7، 12، 14، 39، 40، 44، 50، 64، 69، 73، 81، 83، 85، 87، 89، 91، 93، 95، 97، 99، 101، 103، 105، 107، 109، 111، 113، 115، 117، 119، 121، 123، 125، 127، 129، 131، 133، 135، 137، 139، 141، 143، 145، 147، 149، 151، 153، 155، 157، 159، 161، 163، 165، 167، 169، 171، 173، 175، 177، 179، 181، 183، 185، 187، 189، 191، 193، 195، 197، 199، 201، 203، 205، 207، 209، 211، 213، 215، 217، 219، 221، 223، 225، 227، 229، 231، 233، 235، 237، 239، 241، 243، 245، 247، 249، 251، 253، 255، 257، 259، 261، 263، 265، 267، 269، 271، 273، 275، 277، 279، 281، 283، 285، 287، 289، 291، 293، 295، 297، 299، 301، 303، 305، 307، 309، 311، 313، 315، 317، 319، 321، 323، 325، 327، 329، 331، 333، 335، 337، 339، 341، 343، 345، 347، 349، 351، 353، 355، 357، 359، 361، 363، 365، 367، 369، 371، 373، 375، 377، 379، 381، 383، 385، 387، 389، 391، 393، 395، 397، 399، 401، 403، 405، 407، 409، 411، 413، 415، 417، 419، 421، 423، 425، 427، 429، 431، 433، 435، 437، 439، 441، 443، 445، 447، 449، 451، 453، 455، 457، 459، 461، 463، 465، 467، 469، 471، 473، 475، 477، 479، 481، 483، 485، 487، 489، 491، 493، 495، 497، 499، 501، 503، 505، 507، 509، 511، 513، 515، 517، 519، 521، 523، 525، 527، 529، 531، 533، 535، 537، 539، 541، 543، 545، 547، 549، 551، 553، 555، 557، 559، 561، 563، 565، 567، 569، 571، 573، 575، 577، 579، 581، 583، 585، 587، 589، 591، 593، 595، 597، 599، 601، 603، 605، 607، 609، 611، 613، 615، 617، 619، 621، 623، 625، 627، 629، 631، 633، 635، 637، 639، 641، 643، 645، 647، 649، 651، 653، 655، 657، 659، 661، 663، 665، 667، 669، 671، 673، 675، 677، 679، 681، 683، 685، 687، 689، 691، 693، 695، 697، 699، 701، 703، 705، 707، 709، 711، 713، 715، 717، 719، 721، 723، 725، 727، 729، 731، 733، 735، 737، 739، 741، 743، 745، 747، 749، 751، 753، 755، 757، 759، 761، 763، 765، 767، 769، 771، 773، 775، 777، 779، 781، 783، 785، 787، 789، 791، 793، 795، 797، 799، 801، 803، 805، 807، 809، 811، 813، 815، 817، 819، 821، 823، 825، 827، 829، 831، 833، 835، 837، 839، 841، 843، 845، 847، 849، 851، 853، 855، 857، 859، 861، 863، 865، 867، 869، 871، 873، 875، 877، 879، 881، 883، 885، 887، 889، 891، 893، 895، 897، 899، 901، 903، 905، 907، 909، 911، 913، 915، 917، 919، 921، 923، 925، 927، 929، 931، 933، 935، 937، 939، 941، 943، 945، 947، 949، 951، 953، 955، 957، 959، 961، 963، 965، 967، 969، 971، 973، 975، 977، 979، 981، 983، 985، 987، 989، 991، 993، 995، 997، 999، 1001، 1003، 1005، 1007، 1009، 1011، 1013، 1015، 1017، 1019، 1021، 1023، 1025، 1027، 1029، 1031، 1033، 1035، 1037، 1039، 1041، 1043، 1045، 1047، 1049، 1051، 1053، 1055، 1057، 1059، 1061، 1063، 1065، 1067، 1069، 1071، 1073، 1075، 1077، 1079، 1081، 1083، 1085، 1087، 1089، 1091، 1093، 1095، 1097، 1099، 1101، 1103، 1105، 1107، 1109، 1111، 1113، 1115، 1117، 1119، 1121، 1123، 1125، 1127، 1129، 1131، 1133، 1135، 1137، 1139، 1141، 1143، 1145، 1147، 1149، 1151، 1153، 1155، 1157، 1159، 1161، 1163، 1165، 1167، 1169، 1171، 1173، 1175، 1177، 1179، 1181، 1183، 1185، 1187، 1189، 1191، 1193، 1195، 1197، 1199، 1201، 1203، 1205، 1207، 1209، 1211، 1213، 1215، 1217، 1219، 1221، 1223، 1225، 1227، 1229، 1231، 1233، 1235، 1237، 1239، 1241، 1243، 1245، 1247، 1249، 1251، 1253، 1255، 1257، 1259، 1261، 1263، 1265، 1267، 1269، 1271، 1273، 1275، 1277، 1279، 1281، 1283، 1285، 1287، 1289، 1291، 1293، 1295، 1297، 1299، 1301، 1303، 1305، 1307، 1309، 1311، 1313، 1315، 1317، 1319، 1321، 1323، 1325، 1327، 1329، 1331، 1333، 1335، 1337، 1339، 1341، 1343، 1345، 1347، 1349، 1351، 1353، 1355، 1357، 1359، 1361، 1363، 1365، 1367، 1369، 1371، 1373، 1375، 1377، 1379، 1381، 1383، 1385، 1387، 1389، 1391، 1393، 1395، 1397، 1399، 1401، 1403، 1405، 1407، 1409، 1411، 1413، 1415، 1417، 1419، 1421، 1423، 1425، 1427، 1429، 1431، 1433، 1435، 1437، 1439، 1441، 1443، 1445، 1447، 1449، 1451، 1453، 1455، 1457، 1459، 1461، 1463، 1465، 1467، 1469، 1471، 1473، 1475، 1477، 1479، 1481، 1483، 1485، 1487، 1489، 1491، 1493، 1495، 1497، 1499، 1501، 1503، 1505، 1507، 1509، 1511، 1513، 1515، 1517، 1519، 1521، 1523، 1525، 1527، 1529، 1531، 1533، 1535، 1537، 1539، 1541، 1543، 1545، 1547، 1549، 1551، 1553، 1555، 1557، 1559، 1561، 1563، 1565، 1567، 1569، 1571، 1573، 1575، 1577، 1579، 1581، 1583، 1585، 1587، 1589، 1591، 1593، 1595، 1597، 1599، 1601، 1603، 1605، 1607، 1609، 1611، 1613، 1615، 1617، 1619، 1621، 1623، 1625، 1627، 1629، 1631، 1633، 1635، 1637، 1639، 1641، 1643، 1645، 1647، 1649، 1651، 1653، 1655، 1657، 1659، 1661، 1663، 1665، 1667، 1669، 1671، 1673، 1675، 1677، 1679، 1681، 1683، 1685، 1687، 1689، 1691، 1693، 1695، 1697، 1699، 1701، 1703، 1705، 1707، 1709، 1711، 1713، 1715، 1717، 1719، 1721، 1723، 1725، 1727، 1729، 1731، 1733، 1735، 1737، 1739، 1741، 1743، 1745، 1747، 1749، 1751، 1753، 1755، 1757، 1759، 1761، 1763، 1765، 1767، 1769، 1771، 1773، 1775، 1777، 1779، 1781، 1783، 1785، 1787، 1789، 1791، 1793، 1795، 1797، 1799، 1801، 1803، 1805، 1807، 1809، 1811، 1813، 1815، 1817، 1819، 1821، 1823، 1825، 1827، 1829، 1831، 1833، 1835، 1837، 1839، 1841، 1843، 1845، 1847، 1849، 1851، 1853، 1855، 1857، 1859، 1861، 1863، 1865، 1867، 1869، 1871، 1873، 1875، 1877، 1879، 1881، 1883، 1885، 1887، 1889، 1891، 1893، 1895، 1897، 1899، 1901، 1903، 1905، 1907، 1909، 1911، 1913، 1915، 1917، 1919، 1921، 1923، 1925، 1927، 1929، 1931، 1933، 1935، 1937، 1939، 1941، 1943، 1945، 1947، 1949، 1951، 1953، 1955، 1957، 1959، 1961، 1963، 1965، 1967، 1969، 1971، 1973، 1975، 1977، 1979، 1981، 1983، 1985، 1987، 1989، 1991، 1993، 1995، 1997، 1999، 2001، 2003، 2005، 2007، 2009، 2011، 2013، 2015، 2017، 2019، 2021، 2023، 2025، 2027، 2029، 2031، 2033، 2035، 2037، 2039، 2041، 2043، 2045، 2047، 2049، 2051، 2053، 2055، 2057، 2059، 2061، 2063، 2065، 2067، 2069، 2071، 2073، 2075، 2077، 2079، 2081، 2083، 2085، 2087، 2089، 2091، 2093، 2095، 2097، 2099، 2101، 2103، 2105، 2107، 2109، 2111، 2113، 2115، 2117، 2119، 2121، 2123، 2125، 2127، 2129، 2131، 2133، 2135، 2137، 2139، 2141، 2143، 2145، 2147، 2149، 2151، 2153، 2155، 2157، 2159، 2161، 2163، 2165، 2167، 2169، 2171، 2173، 2175، 2177، 2179، 2181، 2183، 2185، 2187، 2189، 2191، 2193، 2195، 2197، 2199، 2201، 2203، 2205، 2207، 2209، 2211، 2213، 2215، 2217، 2219، 2221، 2223، 2225، 2227، 2229، 2231، 2233، 2235، 2237، 2239، 2241، 2243، 2245، 2247، 2249، 2251، 2253، 2255، 2257، 2259، 2261، 2263، 2265، 2267، 2269، 2271، 2273، 2275، 2277، 2279، 2281، 2283، 2285، 2287، 2289، 2291، 2293، 2295، 2297، 2299، 2301، 2303، 2305، 2307، 2309، 2311، 2313، 2315، 2317، 2319، 2321، 2323، 2325، 2327، 2329، 2331، 2333، 2335، 2337، 2339، 2341، 2343، 2345، 2347، 2349، 2351، 2353، 2355، 2357، 2359، 2361، 2363، 2365، 2367، 2369، 2371، 2373، 2375، 2377، 2379، 2381، 2383، 2385، 2387، 2389، 2391، 2393، 2395، 2397، 2399، 2401، 2403، 2405، 2407، 2409، 2411، 2413، 2415، 2417، 2419، 2421، 2423، 2425، 2427، 2429، 2431، 2433، 2435، 2437، 2439، 2441، 2443، 2445، 2447، 2449، 2451، 2453، 2455، 2457، 2459، 2461، 2463، 2465، 2467، 2469، 2471، 2473، 2475، 2477، 2479، 2481، 2483، 2485، 2487، 2489، 2491، 2493، 2495، 2497، 2499، 2501، 2503، 2505، 2507، 2509، 2511، 2513، 2515، 2517، 2519، 2521، 2523، 2525، 2527، 2529، 2531، 2533، 2535، 2537، 2539، 2541، 2543، 2545، 2547، 2549، 2551، 2553، 2555، 2557، 2559، 2561، 2563، 2565، 2567، 2569، 2571، 2573، 2575، 2577، 2579، 2581، 2583، 2585، 2587، 2589، 2591، 2593، 2595، 2597، 2599، 2601، 2603، 2605، 2607، 2609، 2611، 2613، 2615، 2617، 2619، 2621، 2623، 2625، 2627، 2629، 2631، 2633، 2635، 2637، 2639، 2641، 2643، 2645، 2647، 2649، 2651، 2653، 2655، 2657، 2659، 2661، 2663، 2665، 2667، 2669، 2671، 2673، 2675، 2677، 2679، 2681، 2683، 2685، 2687، 2689، 2691، 2693، 2695، 2697، 2699، 2701، 2703، 2705، 2707، 2709، 2711، 2713، 2715، 2717، 2719، 2721، 2723، 2725، 2727، 2729، 2731، 2733، 2735، 2737، 2739، 2741، 2743، 2745، 2747، 2749، 2751، 2753، 2755، 2757، 2759، 2761، 2763، 2765، 2767، 2769، 2771، 2773، 2775، 2777، 2779، 2781، 2783، 2785، 2787، 2789، 2791، 2793، 2795، 2797، 2799، 2801، 2803، 2805، 2807، 2809، 2811، 2813، 2815، 2817، 2819، 2821، 2823، 2825، 2827، 2829، 2831، 2833، 2835، 2837، 2839، 2841، 2843، 2845، 2847، 2849، 2851، 2853، 2855، 2857، 2859، 2861، 2863، 2865، 2867، 2869، 2871، 2873، 2875، 2877، 2879، 2881، 2883، 2885، 2887، 2889، 2891، 2893، 2895، 2897، 2899، 2901، 2903، 2905، 2907، 2909، 2911، 2913، 2915، 2917، 2919، 2921، 2923، 2925، 2927، 2929، 2931، 2933، 2935، 2937، 2939، 2941، 2943، 2945، 2947، 2949، 2951، 2953، 2955، 2957، 2959، 2961، 2963، 2965، 2967، 2969، 2971، 2973، 2975، 2977، 2979، 2981، 2983، 2985، 2987، 2989، 2991، 2993، 2995، 2997، 2999، 3001، 3003، 3005، 3007، 3009، 3011، 3013، 3015، 3017، 3019، 3021، 3023، 3025، 3027، 3029، 3031، 3033، 3035، 3037، 3039، 3041، 3043، 3045، 3047، 3049، 3051، 3053، 3055، 3057، 3059، 3061، 3063، 3065، 3067، 3069، 3071، 3073، 3075، 3077، 3079، 3081، 3083، 3085، 3087، 3089، 3091، 3093، 3095، 3097، 3099، 3101، 3103، 3105، 3107، 3109، 3111، 3113، 3115، 3117، 3119، 3121، 3123، 3125، 3127، 3129، 3131، 3133، 3135، 3137، 3139، 3141، 3143، 3145، 3147، 3149، 3151، 3153، 3155، 3157، 3159، 3161، 3163، 3165، 3167، 3169، 3171، 3173، 3175، 3177، 3179، 3181، 3183، 3185، 3187، 3189، 3191، 3193، 3195، 3197، 3199، 3201، 3203، 3205، 3207، 3209، 3211، 3213، 3215، 3217، 3219، 3221، 3223، 3225، 3227، 3229، 3231، 3233، 3235، 3237، 3239، 3241، 3243، 3245، 3247، 3249، 3251، 3253، 3255، 3257، 3259، 3261، 3263، 3265، 3267، 3269، 3271، 3273، 3275، 3277، 3279، 3281، 3283، 3285، 3287، 3289، 3291، 3293، 3295، 3297، 3299، 3301، 3303، 3305، 3307، 3309، 3311، 3313، 3315، 3317، 3319، 3321، 3323، 3325، 3327، 3329، 3331، 3333، 3335، 3337، 3339، 3341، 3343، 3345، 3347، 3349، 3351، 3353، 3355، 3357، 3359، 3361، 3363، 3365، 3367، 3369، 3371، 3373، 3375، 3377، 3379، 3381، 3383، 3385، 3387، 3389، 3391، 3393، 3395، 3397، 3399، 3401، 3403، 3405، 3407، 3409، 3411، 3413، 3415، 3417، 3419، 3421، 3423، 3425، 3427، 3429، 3431، 3433، 3435، 3437، 3439، 3441، 3443، 3445، 3447، 3449، 3451، 3453، 3455، 3457، 3459، 3461، 3463، 3465، 3467، 3469، 3471، 3473، 3475، 3477، 3479، 3481، 3483، 3485، 3487، 3489، 3491، 3493، 3495، 3497، 3499، 3501، 3503، 3505، 3507، 3509، 3511، 3513، 3515، 3517، 3519، 3521، 3523، 3525، 3527، 3529، 3531، 3533، 3535، 3537، 3539، 3541، 3543، 3545، 3547، 3549، 3551، 3553، 3555، 3557، 3559، 3561، 3563، 3565، 3567، 3569، 3571، 3573، 3575، 3577، 3579، 3581، 3583، 3585، 3587، 3589، 3591، 3593، 3595، 3597، 3599، 3601، 3603، 3605، 3607، 3609، 3611، 3613، 3615، 3617، 3619، 3621، 3623، 3625، 3627، 3629، 3631، 3633، 3635، 3637، 3639، 3641، 3643، 3645، 3647، 3649، 3651، 3653، 3655، 3657، 3659، 3661، 3663، 3665، 3667، 3669، 3671، 3673، 3675، 3677، 3679، 3681، 3683، 3685، 3687، 3689، 3691، 3693، 3695، 3697، 3699، 3701، 3703، 3705، 3707، 3709، 3711، 3713، 3715، 3717، 3719، 3721، 3723، 3725، 3727، 3729، 3731، 3733، 3735، 3737، 3739، 3741، 3743، 3745، 3747، 3749، 3751، 3753، 3755، 3757، 3759، 3761، 3763، 3765، 3767، 3769، 3771، 3773، 3775، 3777، 3779، 3781، 3783، 3785، 3787، 3789، 3791، 3793، 3795، 3797، 3799، 3801، 3803، 3805، 3807، 3809، 3811، 3813، 3815، 3817، 3819، 3821، 3823، 3825، 3827، 3829، 3831، 3833، 3835، 3837، 3839، 3841، 3843، 3845، 3847، 3849، 3851، 3853، 3855، 3857، 3859، 3861، 3863، 3865، 3867، 3869، 3871، 3873، 3875، 3877، 3879، 3881، 3883، 3885، 3887، 3889، 3891، 3893، 3895، 3897، 3899، 3901، 3903، 3905، 3907، 3909، 3911، 3913، 3915، 3917، 3919، 3921، 3923، 3925، 3927، 3929، 3931، 3933، 3935، 3937، 3939، 3941، 3943، 3945، 3947، 3949، 3951، 3953، 3955، 3957، 3959، 3961، 3963، 3965، 3967، 3969، 3971، 3973، 3975، 3977، 3979، 3981، 3983، 3985، 3987، 3989، 3991، 3993، 3995، 3997، 3999، 4001، 4003، 4005، 4007، 4009، 4011، 4013، 4015، 4017، 4019، 4021، 4023، 4025، 4027، 4029، 4031، 4033، 4035، 4037، 4039، 4041، 4043، 4045، 4047، 4049، 4051، 4053، 4055، 4057، 4059، 4061، 4063، 4065، 4067، 4069، 4071، 4073، 4075، 4077، 4

روح: کا دائمی ہونا ۵/۲۲: کی حقیقت ۹۱/۲۱: قبض کرنے والا ۵/۲۲: کا لطیف ہونا ۹۱/۲۱: کا رِک رد ۵/۲۲

نیز رِک انسان، خدا، مریم

روزی: کی قدر و قیمت ۱۳۱/۲۰: سے استفادہ کرنا: اسکی شرائط ۸۱/۲۰: کا خیر ہونا ۱۳۱/۲۰: اخروی ۱۳۱/۲۰: اچھی

۵۰/۲۲: کا ذمہ دار ۱۳۲/۲۰: کا سرچشمہ ۲۲/۲۰، ۱۳۱، ۵۸/۸۱: نیز رِک: انسان، بنی اسرائیل، خدا، ذکر، صالحین،

مؤمنین، آنحضرن، مہاجرین، نعمت، یونس (ع)، روش شناسی، رِک تبلیغ

راہنما: وں کی بے حسی: اسکی مذمت ۹۳/۲۰: وں کا جوابدہ ہونا: اسکی اہمیت ۹۳/۲۰

رِک: ان کے تکبر کے اثرات ۹/۲۲: ان کے پیش آنے کا طریقہ ۳۶/۲۱: انکی دشمنی ۹/۲۲: انکی موت ۳۳/۲۱:

گمراہ۔ ان کا سلوک ۸۸/۲۰: انکی اخروی سزا ۹۴/۲۰: انکی دنیاوی سزا ۹۴/۲۰: وں کی بات ۱۳۲/۲۰: وں کی ذمہ

داری ۴۹/۲۰، ۱۳۲، ۹۳: وں کا نقش و کردار ۴۹/۲۰، ۸۵: نیز رِک اطاعت، بنی اسرائیل

رجعت پسندی: سے اجتناب کرنا ۹۳/۲۰: نیز رِک مشرکین راستہ خدا: ۹، ۲۳/۲۲

کو چھوڑ دینا ۹/۲۲: سے روکنا ۲۵/۲۲

رہائش: رِک آدم، بنی اسرائیل، حو

رُشک: ناپسندیدہ ۱۳۱/۲۰

رعایت کرنا: رِک کفار

رضا کار: رِک جنگ جہاد

رشتہ داری: والے تعلقات: ان کی اہمیت ۶۴/۲۱: نیز رِک مشرکین مکہ، مکہ

رہائش: رِک آدم، بنی اسرائیل، حو

روایت پسندی: رِک مشرکین

رہائش گاہ: رِک گذشتہ اقوام، بنی اسرائیل، مہاجرین، ضروریات

راہبری کا ایک ہونا: اسکے اثرات ۲۱/۲۲ نیز ر۔ ک موسیٰ: ہارون (ع)
رسی: ر۔ ک فرعون کے جادوگر

"ز"

زبور کی پیشین گوئیاں ۱۰۵/۲۱: کی تاریخ ۱۰۵/۲۱: کی نصیحتیں ۱۰۵/۲۱: کی تعلیمات ۱۰۵/۲۱: آسمانی کتب میں
سے ۱۰۵/۲۱: سے مراد ۱۰۵/۲۱: کی یاد دہانیاں ۱۰۵/۲۱: کا کردار ۲۳/۲۱ نیز ر۔ ک یاد دہانی
زبور کی حالی: ر۔ ک ذلت

زرہ سازی: کی تاریخ ۸۰/۲۱ نیز ر۔ ک داود (ع)

زکات: کے اثرات ۴۸/۲۲: کے معاشرتی اثرات ۳۱/۲۲: کی قدر و قیمت ۳۱/۲۲: کی اہمیت ۲۲/۲۱، ۴۳/۲۱، ۴۸/۲۱، ۳۸/۲۱:
کی فضیلت ۴۳/۲۱: دین ابراہیمی میں ۴۳/۲۱: اسحاق کی شریعت میں ۴۳/۲۱: یعقوب کی شریعت میں ۴۳/۲۱:
نیز ر۔ ک ابراہیم، اسحاق، مجاہدین، خدا کے مددگار، یعقوب

زندگی: کا تسلسل ۱۲۹/۲۰: کی عوامل ۶۳/۲۲: کا تحت قانون ہونا ۵۳/۲۰: کا سرچشمہ ۳۰/۲۱، ۶۶/۲۲ نیز ر۔ ک جہنم
، زمین

زکریا: کی آرزو ۸۹/۲۱: کی وراثت: اسکی حفاظت ۸۹/۲۱: کا امیدوار ہونا ۹۰/۲۱: کا بے اولاد ہونا ۸۹/۲۱: کی پیشین
قدمی ۹۰/۲۱: کی تنہائی ۸۹/۲۱: کا خشوع ۹۰/۲۱: کے کارنامے: انکی حفاظت کرنا ۸۹/۲۱: کی دعا ۸۹/۲۱: اس کا
قبول ہونا ۹۰/۲۱: اسکی خصوصیات ۹۰/۲۱: کی رسالت: اس کا مستقبل ۸۹/۲۱: کا رنج و الم: اسکے عوامل
۸۹/۲۱: کی سیرت ۹۰/۲۱: کا عمل خیر ۹۰/۲۱: کی اولاد: ان کا پہلا بچہ ۹۰/۲۱: کا اولاد طلب کرنا ۸۹، ۹۰/۲۱:
اس کا فلسفہ ۸۹/۲۱: کا صاحب اولاد ۹۰/۲۱: اسکے عوامل ۹۰/۲۱: کے فضائل ۹۰/۲۱: کا قصہ ۸۹/۲۱، ۹۰: اس
سے عبرت لینا ۸۹/۲۱: کی مصلحتیں ۹۰/۲۱: کی نعمتیں ۹۰/۲۱: کی پریشانی: اسکے عوامل ۸۹/۲۱: کی بیوی: اس کا
اخلاق ۹۰/۲۱: کی اصلاح ۹۰/۲۱: کا امید رکھنا ۹۰/۲۱: کی پیش قدمی ۹۰/۲۱: کا خشوع ۹۰/۲۱: کا بانجھ پن
۹۰/۲۱: کی بانجھ پن کا علاج ۹۰/۲۱: کا عمل خیر ۹۰/۲۱: کی دعا کی

خصوصیات ۹۰/۲۱ نیزر ک ذکر

زلزلہ:ر ک قیامت

زمانہ: زمانوں کا فرق ۱۳۰/۲۰ کی حقیقت ۳۴/۲۲ نیزر ک انسان، تبلیغ، دوع

زمین: میں آسائش ۴۳/۲۰ کا پھٹنا ۳۰/۲۱ کی طرف بازگشت ۵۵/۲۰ اس کا سرچشمہ ۵۵/۲۰ کی تاریخ
۲۱/۲۰، ۳۱/۵۳ کی تدبیر: اس کا مرکز ۵/۲۰ کو مسطح کرنا ۱۰۴/۲۰، ۱۰۸/۲۰ اس کا سرچشمہ ۱۰۶/۲۰ میں زندگی
۵۳/۲۰، ۵۳/۲۰ اس کی مدت ۲/۲۲ کا خالق ۳/۲۰، ۵۶/۲۱ کی خلقت ۳۰/۲۱ اس کا تحت ضابطہ ہونا ۱۶/۲۱ میں
دشمنی ۱۲۳/۲۰ کی خوبصورتی: اس کا سرچشمہ ۵/۲۲ کا سرسبز ہونا ۶۳/۲۲ اس کے عوادل ۶۳/۲۲ کی شادابی: اس کا
سرچشمہ ۵/۲۲ کی فوائد ۵۵/۲۰ کا گیند کی صورت میں ہونا ۲۴/۲۲ کی گردش ۵۳/۲۰ کا لرزنا: اس کے موانع ۳۱/۲۱
کارب ۵۶/۲۱ کا محفوظ ہونا ۶۵/۲۲ کی نعمتیں: ان سے استفادہ کرنا ۵۳/۲۰ کا کردار ۱۰۴/۲۰ کے وارث ۲۱/۲۱
۱۰۵: ان سے مراد ۱۰۵/۲۱ نیزر ک آدم، آسمان، انسان، قرآن کی تشبیہات، قیامت، نعمت

زندگی: کا کھوکھلا پن: اس کے عوادل ۲/۲۱ کا آسان ہونا: اس کے عوادل ۱۲۳/۲۰ کا قابل قدر ہونا ۲/۲۱ موت کے بعد
۳۵/۲۱ دائمی: اس کی درخواست ۱۲۰/۲۰ دنیوی: اس کا بے قدر و قیمت ہونا ۴۲/۲۰ اس کا ناپائیدار ہونا ۳۳/۲۱
دشوار: اس سے مراد ۱۲۳/۲۰ کی سختی ۱۲۳/۲۰ اس کے عوادل ۱۲۳/۲۰ میں موثر عوادل ۵۳/۲۰
نیزر ک آدم، معاشرہ، زمین، ظالم لوگ، کفار مکہ، آنحضرت (ع)، اسراف کرنے والے، مسلمان، مشرکین
زہد: میں افراط کا ناپسندیدہ ہونا ۸۱/۲۰ نیزر ک فرعون کے جادوگر، دینی راہنم

زیارت:ر ک مسجد الحرام

زینت:ر ک بہشتی لوگ، قدیم مصر کے باشندے

زبور:ر ک بنی اسرائیل، سامری، تمایلات، فرعونی لوگ

"س"

سحر کرنے والے:

ر_ک جادوگر

سربراہان ادارات: کی تقویت: اسکے اثرات ۳۱/۲۰: کی نیاز: اسے پورا کرنا ۳۶/۲۰ نیز ر_ک تیجمنٹ
سوچ: کی قدر و قیمت: اس کا معیار ۱۰۳/۲۰، غلط ۱۶، ۳۳/۲۱: (خاص موارد اپنے اپنے موضوعات میں تلاش کئے
جائیں)

سورج: ر_ک عقل

سمندر: کو مسخر کرنا ۶۵/۲۲ نیز ر_ک بنی اسرائیل، سامری، فرعون

سوال: کے فوائد ۲۱، ۲۳/۲۱: کے موانع ۲۳/۲۱ نیز ر_ک

سورج: کا انقیاد ۱۸/۲۲: کا خالق ۳۳/۲۱: کی خلقت ۳۳/۲۱: کا سجدہ ۱۸/۲۲: کی گردش ۳۳/۲۱

سرکشی: ر_ک عصیان

سرکشی: کے اثرات ۸۱، ۸۲/۲۰: کا پیش خیمہ ۸۱/۲۰: کے عوامل ۳۳/۲۰: کا گناہ ۸۱/۲۰: کے موانع ۳۳/۲۰:

کا ناپسندیدہ ہونا ۲۳/۲۰ نیز ر_ک فرعون

سرکش لوگ: وں کو نصیحت ۳۶/۲۲: وں کو اخروی خضوع ۱۱۱/۲۰: وں کے دشمن ۲۳/۲۰: وں کی اخروی

ذلت ۱۱۱/۲۰: وں کا اخروی چہرہ ۱۱۱/۲۰: وں کے ساتھ مبارزت ۲۳/۲۰: اسکی اہمیت ۲۳/۲۰، ۳۳: اسکی

روش ۲۳/۲۰: اسکے شرائط ۳۱/۲۰، ۳۳: وں کو ہدایت کرنا ۲۵/۲۰ نیز ر_ک طاغوت

سرکشی کرنا: ر_ک فرعون

سزا: کا گناہ کے ساتھ تناسب ۱۲۶/۲۰، ۹/۲۲، ۵۷: کا پیش خیمہ ۱۵/۲۰، ۸۷/۲۱: کا ذاتی ہونا ۲/۲۰: میں عدل

۱۱۲/۲۰: کے عوامل ۱۵/۲۰، ۳۱/۲۱: اخروی: اس کا مذاق اڑانا ۳۸/۲۱: اسکی حقیقت ۱۰۱/۲۰: اسکے عوامل

۱۲۶/۲۰: بیان کے بغیر: اس کا ناپسندیدہ ہونا ۱۳/۲۰: دنیاوی: اس کا محدود ہونا ۱۵/۲۰: کی جگہ ۱۵/۲۰

(خاص موارد اپنے اپنے موضوعات میں تلاش کئے جائیں)

سیر: ر_ک سیاحت

سانپ: کو ڈنڈے میں تبدیل کرنا ۲۰/۲۱; اس کا سرچشمہ ۲۰/۲۱ نیز ر_ک ڈنڈ

سامری کا بچھڑا: اسکی ساخت کا مخفی ہونا ۲۰/۸۸; اسے دریا میں پھینکنا ۲۰/۹۴; کی نوعیت ۲۰/۸۸; اسے جلانا ۲۰/۹۴;

کی جنس ۲۰/۸۸; کی آواز ۲۰/۸۸، ۸۹; اس کا کردار ۲۰/۸۸; اس کا عاجز ہونا ۲۰/۸۹; اسکی حفاظت کرنا ۲۰/۹۴; کی

نابودی ۲۰/۹۴; اسکی روش ۲۰/۹۴; کا فلسفہ ۲۰/۹۸; کا نقش و کردار ۲۰/۹۰; اس کا خرچ نیز ر_ک سامری، موسیٰ

سامرے: کی دعوت ۲۰/۹۶; کا مرتد ہو جانا: اسکے اثرات ۲۰/۹۶; کا گمراہ ہونا ۲۰/۹۵، ۹۵، ۸۵; اس کا ذریعہ ۲۰/۹۶;

سے روگردانی کرنا ۲۰/۹۰; کا اقرار کرنا ۲۰/۹۶; کی سوچ ۲۰/۸۸; کے پیروکار ۲۰/۸۸; ان کی سوچ ۲۰/۸۸; انکی

تہمتیں ۲۰/۸۸; ان کا جھوٹ بولنا ۲۰/۸۸; کی پیروی کرنا: اسکے اثرات ۲۰/۸۶; کو علاقہ بدر کرنا ۲۰/۹۴; کا پروپیگنڈا

: اسکی روش ۲۰/۹۶; کی تہمتیں ۲۰/۸۸; کا جھوٹ بولنا ۲۰/۸۸; کی نفسیات شناسی ۲۰/۸۸; کے زیورات: انہیں

دور پھینکنا ۲۰/۸۴; کا سوء استفادہ کرنا ۲۰/۹۶; کی شخصیت ۲۰/۸۸; کو نظر انداز کرنا ۲۰/۹۴; کا علم ۲۰/۹۶; اس

کا سرچشمہ ۲۰/۹۶; کی غفلت ۲۰/۸۸; کے فضائل ۲۰/۹۶; کا قصہ ۲۰/۹۴، ۹۵، ۹۵; کے ساتھ قطع تعلقی کرنا

۲۰/۹۴; کی ناشکری ۲۰/۸۸; کی سزا ۲۰/۹۴; اسکی اضروی سزا کا حتمی ہونا ۲۰/۹۴; اسکی دنیوی سزا ۲۰/۹۴; کی

بچھڑا پرستی ۲۰/۹۴; کا مواخذہ ۲۰/۹۵; کی مجسمہ سازی ۲۰/۸۸، ۹۶; اس کا ہدف ۲۰/۹۵; کا محاسبہ ۲۰/۹۴; کی

مہارت ۲۰/۸۸ پر نفرین ۲۰/۹۴; کا نقش و کردار ۲۰/۸۴، ۹۴، ۹۵; کی خواہش پرستی: اسکے اثرات ۲۰/۹۶

نیز ر_ک موسیٰ

ستارہ: ان کا مطیع ہونا ۲۲/۱۸; انکی حرکت ۲۱/۳۳; ان کا سجدہ ۲۲/۱۸

ستائش: ر_ک حمد

ستم: ر_ک ظلم

ستمگر لوگ: ظالم لوگ

سر تسلیم خم کرنا:

خدا کے ساتھ ۲۱/۲۲، ۲۴/۲۸؛ اسکے اثرات ۲۲/۳۳؛ اسکی اہمیت ۲۱/۱۰۸، ۲۴؛ اس کا پیش خیمہ ۲۲/۳۳؛ اسکے عوالم ۲۱/۱۰۸؛ اسکے دعوت ۲۱/۱۰۸

سمندر: کو مسخر کرنا ۲۲/۶۵ نیز ر_ک بنی اسرائیل، سامری، فرعون

سفر: کے آداب ۲۰/۸۳ نیز ر_ک موسیٰ (ع) سچے معبود: ۲۰/۹۸

_ کا احاطہ ۲۰/۹۸؛ کا زندہ کرنا ۲۱/۲۱؛ کا بے نظیر ہونا ۲۰/۹۸؛ کا بے نیاز ہونا ۲۰/۹۸؛ کی تدبیر ۲۰/۸، کی خالقیت ۲۰/۸؛ کی رحمانیت ۲۰/۹۰؛ کا نقصان پہنچانا ۲۰/۸۹؛ کے شرائط ۲۰/۸، ۲۰/۹۸؛ کا علم ۲۰/۸، ۲۰/۹۸؛ کمال ۲۰/۸؛ کا مالک ہونا ۲۰/۸؛ کا نفع پہنچانا ۲۰/۹۸؛ کا نام ۲۰/۹۸؛ کی نیازمندی ۲۱/۳۳؛ کی خصوصیات ۲۰/۸۹، ۲۰/۹۰

سجدہ: کے اثرات ۲۲/۱۸؛ کے احکام ۲۰/۴۰؛ کے احکام ۲۰/۲۲، ۱۱۶/۴۴؛ کا ذکر ۲۲/۴۴؛ کی تاریخ ۲۰/۴۰؛ آدم کو کرنا ۲۰/۱۱۶؛ اس کا ترک کرنا ۲۰/۱۱۶، ۱۱۴؛ خدا کو کرنا ۲۰/۱۸، ۴۴؛ غیر خدا کو کرنا؛ اس کا جواز ۲۰/۱۱۶؛ کا نقش و کردار ۲۰/۴۰ نیز ر_ک آسمان، فرعون کی جادوگر، جاندار چیزیں، سورج، درخت، ستارے، بہاڑ، چاند، مسجد الحرام، فرشتہ، موجودات، نماز
سحر: ر_ک جادو

سخت دل لوگ: وہ کا دھوکہ کھانا ۲۲/۵۳؛ وں کا ظالم ۲۲/۵۳؛ وں کی گمراہی: اس کا پیش خیمہ ۲۲/۵۳ نیز ر_ک مایوس سختی: کے اثرات ۲۱/۸۴، ۳۶؛ میں امیدوار ہونا ۲۲/۱۵؛ میں تسبیح ۲۰/۱۳۰؛ کو آسان کرنا: اسکی درخواست ۲۰/۲۶؛ اس کا پیش خیمہ ۲۰/۲۶؛ کو دور کرنا: اسکے عوالم ۲۰/۱۲۳؛ اس کا سرچشمہ ۲۱/۸۳؛ کا پیش خیمہ ۲۱/۸۴؛ میں صبر ۲۲/۳۵؛ کا پیش خیمہ ۲۰/۱۳۰؛ کے عوالم ۲۰/۱۲۳؛ سختیوں کا فلسفہ ۲۱/۸۳؛ سے نجات حاصل کرنا: اسکی درخواست ۲۱/۸۳ نیز ر_ک آدم، مرتد ہونا، امتحان، جہنم، خدا، دعا، ذکر، زندگی، اولاد، فرعون، قرآن، مؤمنین، مبلغین، اسراف کرنے والے، مشکلات، مقام رضا، موسیٰ، ضروریات، شریک زندگی
سخن: کے اثرات ۲۰/۱۰۹؛ کے آداب ۲۰/۳۴، ۱۳؛

__ باطل: اس سے پرہیز کرنا ۳۰/۲۲: ناپسندیدہ: اسکے موانع ۴/۲۰: میں احتیاط کرنا: اسکی اہمیت ۱۰۹/۲۰: نرم: اسکے اثرات ۳۳/۲۰: کا کردار ۲۴/۲۰: کی عمل کے ساتھ ہم آہنگی ۱۳۲/۲۰: نیز ر_ک آسمان: ڈرانا، انسان، اہل خبرہ، تبلیغ، خود، راہبران، دینی علما، قیامت، کفار، تربیت کرنے والے، مشرکین، فرشتے، موسیٰ، ہارون سرزمین: بکی قدر و قیمت ۸۱/۲۱: کی برکت: اس کا سرچشمہ ۸۱/۲۱: وں کا فرق: اس کا سرچشمہ ۸۱/۲۱: بابرکت ۸۱/۲۱، ۴۱: کی طرف ہجرت ۴۱/۲۱

سرزمین مصر: اسکی ملکیت کا دعویٰ ۴۵/۲۰: اس کا مالک ہونا ۶۳/۲۰: نیز ر_ک موسیٰ سرسبز ہونا: ر_ک بہشت زمین

سرگردانی: ر_ک موسیٰ

سرگرمی: ر_ک خلقت: موجودات

سرور: ر_ک مؤمنین، نیکی کرنے والے

سعادت: کے عوالم ۲۲/۲۰، ۳۰/۱۲۳: کا سرچشمہ ۳۰/۲۲: نیز ر_ک انسان، عابدین، مؤمنین، نیکی کرنے والے

سکون: کے عوالم ۲۲، ۳۳: نیز ر_ک زمین، مؤمنین

سعد صدر: ر_ک شرح صدر

سلام: ر_ک موسیٰ، ہارون

سلامتی: کے عوالم ۳۴/۲۰: نیز ر_ک فرعون

سیر و سلوک: کے راستے ۲۵/۲۲

سلونی: ر_ک بنی اسرائیل، کھانے کی چیزیں، نعمت

سلیمان: کو الہام کرنا ۴۹/۲۱: کے اوامر ۸۱/۲۱: کی پیش قدمی ۹۰/۲۱: کیلئے ہوا کو مسخر کرنا ۸۱/۲۱: اس کا سرچشمہ

۸۱/۲۱: کیلئے شیاطین کو مسخر کرنا ۸۲/۲۱: کا علم لدنی ۴۹/۲۱: کا عمل خیر

21/90 کے فضائل ۴۹، ۸۱، ۸۲/۲۱ کا قصہ ۴۸/۲۱ کی قضاوت ۴۸، ۴۹/۲۱ اسکے مہمانی ۴۸/۲۱ اس کا مقام ۴۹/۲۱ اس کا سرچشمہ ۴۹/۲۱ کانگران ۴۸/۲۱ کا داود سے مشورہ ۴۸/۲۱ کا معجزہ ۸۱/۲۱ کا مقام و مرتبہ ۴۸، ۴۹/۲۱ کی نبوت: اسکے دلائل ۸۱/۲۱ نیز ر ک داود، ذکر، غوط زنی سیاحت: کی نصیحت ۳۶/۲۲ سیارے: انکی حرکت ۳۳/۲۱ سیرت: ر ک انبیائی، زکریائی، آنحضرت سینہ: اس کے کردار ۳۶/۲۲

"ش"

شب: کا خالق ۳۳/۲۱ کی خلقت ۳۳/۲۱ کی گردش ۶۱، ۶۲/۲۲ نیز ر ک تسبیح، حمد، دن شبہ: کو دور کرنا: اسکی روش ۶۶/۲۰ نیز ر ک قرآن، معاد شبہات پیدا کرنا: ر ک شیطان، فرعون، قرآن، کفار شجاعت: ر ک ابراہیم، موسیٰ شخصیت: کی آسیب شناسی ۱۲۱/۲۰، ۱۲۳، ۶۵/۲۱، ۳۱/۲۲ شخصیت پرستی: ر ک بنی اسرائیل شرارت: ر ک شیطان

شرح صدر: کے اثرات ۲۵، ۳۳/۲۰ کی اہمیت ۲۵/۲۰ کی درخواست ۲۵/۲۰ کا سرچشمہ ۲۵/۲۰ شرک اثرات ۲۱/۲۲، ۶۳/۲۶، ۳۱ اسکے اخروی اثرات ۴۳/۲۰ کی بخشش: اسکے شرائط ۸۲/۲۰ سے اجتناب کرنا: اسکی اہمیت ۱۳/۲۰: ۳۱/۲۲ اسکے پاداش ۴۶/۲۰ اسکے طرف دعوت ۹/۲۲ سے اعراض کرنا: اس کا پیش خیمہ ۱۸/۲۲ سے انحراف کرنا ۱۸/۲۲ کا باطل ہونا ۳۳/۲۲ اسکے دلائل ۵۶/۲۱، ۶۲/۲۲، ۴۳/۲۲

غیر منطقی ہونا ۲۲/۸، ۳؛ کی پلیدی ۲۲/۲۶؛ کا کھوکھلانا ہونا ۲۱/۲۲، ۲۳/۴۳؛ ۱ سے واضح کرنا ۲۲/۴۳؛ اسکے دلائل ۲۲/۶۲؛ کی تاریخ ۲۱/۴۳، ۵۳؛ کی حقیقت ۲۱/۵۳، ۲۲/۱۸، ۲۶؛ کو رد کرنا: اسکے دلائل ۲۱/۲۲؛ کا پیش خیمہ ۲۲/۱۵؛ کی عزمت ۲۲/۶۶؛ جاہلیت میں ۲۲/۳۰؛ ربوبی: اس کا غیر منطقی ہونا ۲۰/۴۲؛ عبادی: اسکی اثرات ۲۲/۳۱؛ اس کا بے قدر و قیمت ہونا ۲۲/۲۶؛ کا ظلم ہونا ۲۱/۳۶، ۶۳، ۲۲/۴۱؛ کے عوامل ۲۱/۲۳؛ کی سزا ۲۲/۱۹؛ اسکی اخروی سزا ۲۲/۶۹؛ کی گراہی ۲۲/۱۲، ۶۴؛ کا گناہ ہونا ۲۰/۴۳، ۲۱/۲۲، ۹۹/۱۹، ۱۸؛ کے خلاف مبارزت ۲۱/۲۵، ۵۲؛ اسکی اہمیت ۲۰/۹۴؛ کا سرچشمہ ۲۲/۴۳، کے موارد ۲۲/۳۰

نیز رک ابراہیم، استغفار، انبیاء، ڈرانا، بشارت، اظہار برات، توبہ، راہبران، فرعون، قوم ابراہیم (ع)، آسمانی کتاب، مؤمنین (ع)، آنحضرت (ع)، موحدین، موسیٰ (ع)، ہارون (ع)

شروع سے مراد ۲۱/۳۵

شریعت: رک اسحاق، دین، زکات، نماز، یعقوب

شطرنج: سے نہی ۲۲/۳۰

شعائر اللہ: ۲۲/۳۶ کی تعظیم ۲۲/۳۶، ۳۲؛ اسکی نصیحت ۲۲/۳۲؛ کا تقدس ۲۲/۳۲؛ سے مراد ۲۲/۳۲

شعور: رک آگ، آسمان، خلقت، پرندے، شیاطین، طبیعت، پہاڑ، موجودات

شعیب (ع): پر جھوٹ کی تہمت ۲۲/۳۳؛ کو جھٹلانے والے ۲۲/۳۳؛ کی نبوت ۲۲/۳۳

شفاعت: کے اثرات ۲۰/۱۰۹؛ کا حتمی ہونا ۲۰/۱۰۹؛ کے شرائط ۲۰/۲۱، ۱۰۹/۲۸؛ آخرت میں: اس سے محروم

ہونے کے عوامل ۲۱/۳۹؛ بے جا اسکے موانع ۲۱/۲۸؛ اور خدا کی حاکمیت ۲۰/۱۰۹؛ کا تحت ضابطہ ہونا

۲۰/۱۱۰، ۱۰۹؛ کا دائرہ کار ۲۰/۱۰۹؛ سے محروم ۶ لوگ ۲۰/۱۱۱، ۲۱/۲۸؛ جنکے شامل حال ہے ۲۰/۱۰۹؛ ۱

سرچشمہ ۲۰/۱۰۹ نیز رک خدا کی خوشنودی، قیامت، فرشتے

شفاعت کرنے والے: ان سے رضا مندی ۲۰/۱۰۹؛ انکی شرائط ۲۰/۱۰۹؛ قیامت میں ۲۰/۱۱۰

شقاوت: اخروی: اسکے عوامل ۲۱/۹۴؛ اسکے موانع ۲۲/۳۹؛ کے عوامل ۲۲/۳۰؛ کے موانع ۲۰/۱۲۳؛

نیز ر_ک انسان، معاشرہ

شرعی ذمہ داری: سخت: اسکی نفی ۲/۲۰؛ سب پہلے ۲۴/۲۲؛ کے شرائط ۴۸/۲۲؛ پر عمل کرنا ۸۳/۲۰؛ اسکی اثرات ۳۰/۲۲؛ اسکی اہمیت ۳۱/۲۰؛ اسکی روش ۹۳/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۴۸/۲۲؛ اسکی کیفیت ۱۸/۲۰؛ میں قدرت ۴۸/۲۲؛ سب سے اہم ۲۲/۲۰، ۳۱/۱۳؛ کا نظام ۲/۲۰؛ نیز ر_ک آدم، ابراہیم، ابلیس، اسحاق، امتیں، انبیاء، انسان، حوا، خدا، مؤمنین، آنحضرت، مسلمان، فرشتے، موسیٰ، ہارون یعقوب

شرم گاہ: کو چھپانا: اسے درخت کے پتوں سے چھپانا ۱۲۱/۲۰؛ کو ظاہر کرنے کا ناپسندیدہ ہونا ۱۲۱/۲۰؛ نیز ر_ک آدم، حوا شرم گاہ: اسے چھپانا ۱۲۱/۲۰، اسے ظاہر کرنا ۱۲۱/۲۰؛ اسے ظاہر کرنے کے عوامل ۱۲۱/۲۰؛ کی عہد شکنی ۱۱۵/۲۰؛ کا غریزہ ۱۲۱/۲۰؛ کا فراموشی ۱۱۵/۲۰، ۱۲۱؛ کے مفاسد ۱۱۴/۲۰، ۱۲۲؛ کا فانی ہونا ۱۲۱/۲۰؛ کا قصہ ۱۱۵/۲۰، ۱۱۶، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، اس سے عبرت حاصل کرنا ۱۱۶/۲۰؛ کا گناہ صغیرہ ۱۲۱/۲۰؛ کی محرومیت: اس کے عوامل ۱۲۱/۲۰، ۱۲۳؛ کے شکاریات ۱۱۴/۲۰؛ کا معلم ۱۲۳/۲۰؛ کا مقام ۱۱۶/۲۰؛ کا نقش و کردار ۱۲۱/۲۰؛ کی مادی ضروریات ۱۱۸/۲۰؛ کا وسوسہ ۱۲۰/۲۰؛ کا زمین پر اثر ۱۲۳/۲۰؛ اس کا شکر ادا کرن ر_ک شکر

شکر: کی اہمیت ۳۶/۲۲؛ کی نصیحت ۳۴/۲۲؛ کی نعمت ۲۲/۲۱، ۸۰، ۴۳، ۳۶، ۳۳؛ اس کے اثرات ۳۸/۲۲؛ اسکی اہمیت ۳۶/۲۲؛ اسکی اہمیت ۸۰/۲۱؛ قربانی کے وقت ۳۴/۲۲؛ نیز ر_ک نیکی کرنے والے، ہدایت یافتہ لوگ شکنجہ: ر_ک بنی اسرائیل، فرعون کے جادوگر، فرعون لوگ، کفار، مؤمنین شکیبائی: ر_ک صبر

شناخت: کا ذریعہ ۳۶/۲۲، ۸۰؛ کے منابع ۳۵/۲۱؛ نیز ر_ک خلقت، خد

شوہر: کی ذمہ داری ۱۱۴/۲۰

شہادت: ر_ک گمراہی، مہاجرین

شمر: وہ کی نابودی: اس کے عوامل ۱۱/۲۱

شہد: ۵۸/۲۲ شیطان: ۱۲۰/۲۰ کی آزادی ۵۲/۲۲ کا فلسفہ ۵۳/۲۲ کو نکال باہر کرنا ۱۲۳/۲۰ کا گمراہ کرنا
 ۵۲/۲۲، ۳: کا دھوکہ دینا ۵۲/۲۲ اس کے اثرات ۱۲۳/۲۰، ۵۳/۲۲ اس کا ذریعہ ۱۲۱/۲۰ اس کی روش ۱۲۰/۲۰
 اس کی متنوع روش ۳/۲۲ صدر اسلام میں: کے پیروکار ۳/۲۲ کی پیروی ۳/۲۲، اس کے اثرات ۳/۲۲ کی حقیقت ۲۲/
 ۳۳: کی خیر خواہی: اس کا مظاہر ۱۲۰/۲۰ کے جال ۳۱/۲۲ کا جھوٹ بولنا ۱۲۱/۲۰ کی دشمنی ۱۲۱/۲۰، ۱۲۳: کا
 شکوک پیدا کرنا ۵۲/۲۲: ان کا بے اثر ہونا ۵۳/۲۲: کے شرارت ۳/۲۲

شیاطین: ان کو مسخر کرنا ۸۲/۲۱: ان کا شعور ۸۲/۲۱: ان کی صفات ۸۲/۲۱: ان کی نافرمانی ۸۲/۲۱: ان کا علم
 ۸۲/۲۱: ان کی غوطہ خوری ۸۲/۲۱: ان کی نگرانی ۸۲/۲۱: ان کے عمل کا نگران ۸۲/۲۱: ان کا نقش و کردار
 ۸۲/۲۱: کا علم ۱۲۰/۲۰: کی آدم کے ساتھ گفتگو ۱۲۰/۲۰: سے نجات حاصل کرنا: اس کے عوامل ۳۱/۲۲: کا نقش و
 کردار ۱۲۳/۲۰، ۱۲۰: کے وسوسہ ۱۲۰/۲۰، ۱۲۱: ان کے اثرات ۱۲۳/۲۰: ان کا خطرہ ۱۱۴/۲۰، ان کی روش
 ۱۲۰/۲۰: ان کی تاثیر کے موانع ۱۲۱/۲۰: کی ولایت: اس کا برا انجام ۳/۲۲: اسے قبول کرنا ۳/۲۲: اسے قبول کرنے
 کے اثرات ۳/۲۲: کی خصوصیات ۱۲/۲۰، کا اترنا ۱۲۳/۲۰ نیزر: ک آدم (ع)
 شیطن: برک ابلیس

ص

صابیت: کی تاریخ ۱۴/۲۲

صابین: ۸۵/۲۱ صالحین میں سے ۸۶/۲۱: کے فضائل ۸۵/۲۱، ۸۶

صالح (ع): کے مخالفین ۳۲/۲۲: کی نبوت ۳۲/۲۲

صالحین: کی بخشش ۲۲/۲۲، ۵۰/۸۲: کی پاداش: انکی اخروی پاداش ۵۶/۲۲، ۵۰، ۱۳: انکو ضمانت ۹۳/۲۱،
 ۱۳/۲۲: کی کامیابی ۱۰۵/۲۱: کی حکمرانی ۱۰۵/۲۱: اس کا سرچشمہ ۱۰۵/۲۱: کی حکومت: انکی عالی حکومت ۱۰۵/۲۱;
 اس کا پیش خیمہ ۱۰۴/۲۱: کی اخروی روزی ۵۰/۲۲: کی عبودیت ۱۰۵/۲۱: کے فضائل ۱۰۵/۲۱، ۴۵: کا مقام و
 مرتبہ ۴۵/۲۰، ۱۰۵/۲۱: ان کا اخروی مقام و مرتبہ ۴۶/۲۱، ۴۵: کا نقش و کردار ۸۰/۲۱: کی وراثت ۱۰۵/۲۱

نیزر ک ابراہیم، ادریس، اسحاق، اسماعیل، بشارت، ذوالکفل، صابرين، عقیدہ، لوط (ع)، یعقوب
صبح: ر ک تسبیح

صبر: کے اثرات ۲۰/۲۱، ۱۳۰/۸۶: کا پیش خیمہ ۲۰/۱۳۲: کی فضیلت ۲۱/۸۵
نیزر ک ادریس، اسماعیل، انبیاء، تبلیغ، ذوالکفل، سختی، کفار، مبلغین، آنحضرت (ع)، مشرکین، مہاجرین، نماز
صراط مستقیم: سے گمراہی ۲۲/۶۴: کے موارد ۲۲/۵۳، ۶۴: کی طرف ہدایت ۲۲/۶۴
صدر اسلام: ان کی دشمنی ۲۲/۹

صفات: بہترین: ۲۰/۸: پسندیدہ: ان کا سرچشمہ ۲۱/۱۰۱: ناپسندیدہ ۲۱/۳
صلاحیت: کے اثرات ۲۱/۴۳: کا کردار ۲۲/۵۵ نیزر ک ابراہیم، ادریس، اسحاق، اسماعیل، ذوالکفل، لوط، یعقوب
صاحب اولاد ہونا: اس کا پیش خیمہ ۲۰/۶۱ نیزر ک تبلیغ، عمل، فرعون
صلح: کی اہمیت ۲۰/۴۳: کے عوامل ۲۰/۳۴ نیزر ک آدم (ع)
صلاحیت: کا کردار ۲۱/۹۱، ۵۱ نیزر ک ابراہیم، انسان، فرشتے
صندوق: ر ک موسیٰ (ع)

صاحبان عقل: اور آثار قدیمہ ۲۰/۱۲۸: اور خدا کی ربوبیت ۲۰/۵۳: کی فضائل ۲۰/۵۳: کا فہم ۲۰/۵۳
صنعت: کا منتقل ہونا: اس میں موثر عوامل ۲۱/۸۰: کی تاریخ ۲۱/۸۰
صومعہ: کا احترام: ۲۲/۳۰: کی حفاظت ۲۲/۳۰

"ض"

ضلالت: ر ک گمراہی
ضیق صدر: ر ک کفار مکہ، مشرکین مکہ

اشاریے (۳)

"ط"

طبع: برک انسان

طلوع: برک تسبیح، حمد

طمع: کے اثرات ۱۳۱/۲۰؛ کی سرزنش ۱۳۱/۲۰؛ کے موانع ۱۳۱/۲۰، ۱۳۲ نیز برک آدم (ع)

طواف: کے آداب ۲۹/۲۲؛ کے احکام ۲۹/۲۲؛ کی تاریخ ۲۳/۲۲؛ دین ابراہیمی ۲۶/۲۲؛ نساء ۲۹/۲۲ نیز برک

حج، مسجد الحرام

طہ: سے مراد ۱/۲۰

"ظ"

ظالم لوگ ۱۱/۲۱، ۱۳، ۲۱، ۵۳/۲۲۔ وں کا مذاق اڑانا ۱۳/۲۱؛ وں کا اضطراب ۱۲/۲۱؛ وں کا اقرار ۱۳/۲۱؛ وں سے انتقام ۶۱/۲۲؛ وں کی پشیمانی ۱۳/۲۱، ۱۵؛ وں کا کھوکھلاپن ۱۳/۲۱؛ وں کا خوف ۱۲/۲۱؛ وں کو دھمکی ۱۱/۲۱؛ وں کی حسرت ۱۳/۲۱؛ وں کے حق دشمنی ۵۳/۲۲؛ وں کی عیاشی ۱۳/۲۱؛ وں کے دشمن ۶۰/۲۲؛ وں کی دشمنی ۵۳/۲۲؛ وں کی دنیا پرستی ۱۳/۲۱؛ وں کی زندگی: اسکی روش ۱۳/۲۱؛ وں کی تقدیر: اس کا مطالعہ ۳۶/۲۲؛ جہنم میں ۲۹/۲۱؛ صدر اسلام میں: انکی سازش ۳/۲۱؛ عذاب کے وقت ۱۲/۲۱، ۱۳، ۱۵؛ وں کا عذاب: اس کا حتمی ہونا ۱۳/۲۱؛ ان کا اضروی عذاب ۳۸/۲۲؛ ان کا تدریجی عذاب ۱۲/۲۱؛ وں کا فرار ۱۲/۲۱، ۱۳؛ وں کا انجام: اس کا مطالعہ ۲۶/۲۲؛ وں کی سزا ۲۹/۲۱؛ انکی دنیوی سزا ۲۵/۲۲؛ وں کا مواخذہ ۱۳/۲۱؛ وں کی اضروی محرومیت ۱۱۱/۲۰؛ وں کا نقش کردار ۱۳/۲۱؛ وں کی ہلاکت ۱۱/۲۱، ۱۲، ۱۸، ۳۵/۲۲، ۳۸؛ اس کا تحت ضابطہ ہونا ۱۶/۲۱ نیز برک گذشتہ اقوام، جہاد، نعمت

ظلم: کے اثرات ۱۱۱/۲۰، ۱۱/۲۱، ۱۳، ۹۵؛ اس کے اضروی اثرات ۱۱۲/۲۰؛ سے اجتناب کرنا: اسکی اہمیت ۱۱۱/۲۰؛ سے پشیمان ہونا ۳۶/۲۱؛ کی حقیقت ۱۶/۲۱؛ کا آخرت میں بوجھ ہونا ۱۱۱/۲۰؛ کے موارد ۳/۲۱، ۱۱، ۲۹، ۳۶، ۶۳، ۹۵؛ کا ناپسندیدہ ہونا ۱۰/۲۲؛ کا واضح ہونا ۶۳/۲۱

نیز ر_ک اقرار، گذشتہ اقوام، الوہیت، انبیائی، ایمان، بت پرستی، بے گناہ لوگ، بیمار، دل لوگ، خدا، خود، عیاشی
لوگ، سخت دل لوگ، شرک، عمل صالح، قرآن کفار، کفر، کھائے پیتے لوگ، مسلمان، مکہ، وطن
ظلم دشمنی: ر_ک اسلام، قرآن

"ع"

عابدین: ر_ک عملی نمونہ ۸۳/۲۱; ر_ک خبردار ہونا ۸۳/۲۱; اسکے عوامل ۸۳/۲۱; کی سعادت، اسکی عوامل ۱۰۶/۲۱; ر_ک
عبرت حاصل کرنا ۸۳/۲۱; کی معنوی ضروریات ۸۳/۲۱; کی ہدایت: اسکے عامل ۱۰۶/۲۱
نیز ر_ک ایوب، یاد دہانی کران
عاد: ر_ک قوم عاد
عاقبت: ر_ک انجام
عالم برزخ: ر_ک موت ۱۰۳/۲۰، ۱۰۳; اس کا کم ہونا ۱۰۳/۲۰، ۱۰۳
عدد: دس کا ۱۰۳/۲۰; ہزار کا ۳۴/۲۲; دھوکہ کھانا: اس کا پیش خیمہ ۵۳/۲۲ نیز ر_ک آدم، انسان، بیمار دل لوگ، ہود،
عوت، سخت دل لوگ، مرد، مشرکین
عمل کو درج کرنا: ر_ک
عمل کافر: انہیں اہمیت دینا ۱۳۱/۲۰ نیز ر_ک ثروت
عدالتی کارروائی: ر_ک سامری
عورت: کا دھوکہ کھانا: اس کا پیش خیمہ ۱۱۴/۲۰; کا تکامل: اسکے عوامل ۹۱/۲۱; کی عفت: اسکی اہمیت ۹۱/۲۱; کا
کمال ۹۱/۲۱
عالم طبیعت: ر_ک تخلیق ۵۶/۲۱; سے استفادہ کرنا ۶۵/۲۲; کا مطیع ہونا ۴۴/۲۰; کو مسخر کرنا ۶۵/۲۲; کا شعور
۴۹/۲۱; کا کردار ۴۸/۲۰ نیز ر_ک ذکر
عمومی مفادات: ر_ک اہمیت ۸۰/۲۱

عبادت:۔ کے اثرات ۸۳/۲۰؛ میں آسائش طلبی ۱۱/۲۲؛ میں اخلاص ۱۳/۲۰، ۴۳/۲۱، ۲۶/۲۲؛ اسکے اثرات ۳۱/۲۲؛ اسکی اہمیت ۱۳/۲۰؛ کا محرک ۱۱/۲۲، ۱۳؛ کا تسلسل ۴۳/۲۱؛ اسکی قدر و قیمت ۱۹/۲۱؛ کیلئے کوشش: اسکی اثرات ۱۵/۲۰؛ میں خضوع ۱۵/۲۱؛ میں عیش پرستی ۱۱/۲۲؛ کا پیش خیمہ ۱۳۲/۲۰؛ میں سستی: اسکے موانع ۱۹/۲۱؛ بہشت کیلئے ۱۳/۲۲؛ بے قدر و قیمت ۱۱/۲۲، ۲۶؛ خدا کی ۹۲/۲۱، ۱۱/۲۲، ۳۳؛ اسکے اثرات ۸۳/۲۱؛ کو ترک کرنے کے اثرات ۲۵/۲۲؛ اس کا احکام ۶۶/۲۱؛ اس کا پیش خیمہ ۱۳/۲۰؛ خدا کی عبادت مادی مفادات کیلئے ۶۶/۲۱؛ اسکے ترک کرنے کا گناہ ۲۵/۲۲؛ غیر خدا کی ۲۵/۲۲؛ اسکے اثرات ۹۸/۲۱؛ اس سے اجتناب کرنا ۳۱/۲۲؛ عبادات کا فلسفہ ۱۳/۲۰؛ کے موانع ۱۳۲/۲۰؛ سب سے اہم ۴۴/۲۲؛ میں نشاط ۱۹/۲۱

نیز رک: عیش پرست لوگ، قربانی، کعبہ، مسجد الحرام

عبث کام:۔ سے اجتناب کرنا ۳۰/۲۲

عبرت:۔ کی طرف ترغیب دلانا ۳۳/۲۱؛ کا پیش خیمہ ۳/۲۰، ۸۳/۲۱؛ کو قبول نہ کرنے والے: ان کی بے عقلی ۱۲۸/۲۰؛ کو قبول نہ کرنا: اسکی مذمت ۱۲۸/۲۰؛ اسکی نشانیاں ۳۶/۲۲؛ کے عوامل ۶/۲۰، ۹، ۱۱۶، ۱۲۸، ۱۰/۲۱،

۳۶، ۴۵، ۴۳/۲۲، ۱۰۳، ۹۱، ۸۹، ۸۷، ۸۵، ۸۳، ۷۶، ۴۳

خاص موارد اپنے اپنے موضوع میں تلاش کئے جائیں

عبودیت:۔ کے اثرات ۳۶/۲۱؛ میں استقامت ۱۱/۲۲؛ کا پیش خیمہ ۴۴/۲۲؛ بے نیازی میں ۱۱/۲۲؛ فقر میں ۱۱/۲۲؛ کے درجے ۴۳/۲۱؛ کا مقام: اسکی قدر و قیمت ۲۶/۲۱؛ کی اہمیت ۲۶/۲۱؛ اس کا پیش خیمہ ۲۴/۲۱؛ کی

نشانیاں ۱۳/۲۰، ۷۰، ۲۴/۲۱ نیز رک ابراہیم، اسحاق، انسان، اسلامی معاشرہ، خدا، صالحین، فرشتے، یعقوب

عاجزی:۔ رک انسان، بت، فرعون کے جادوگر، خدا، سامری، عذاب، غافل لوگ، قوم ابراہیم، کفار، کفار مکہ، مردے،

مشرکین، مشرکین مکہ، باطل معبود، موجودات

عدالت:۔ رک پاداش، محاسبہ کرنا، خدا، قیامت، سز

عدالت خواہ لوگ:۔ وں کی نجات ۱۳۵/۲۰

عداوت:۔ رک دشمنی

عذاب: کا ذریعہ ۱۳۱/۲۰; کے اہل ۱۲۹/۲۰، ۱۳۵، ۳۱/۲۱، ۳۳، ۱۸/۲۲، ۳۳، ۳۵، ۳۸، ۵۷; ان کا اقرار ۱۳۳/۲۰;
 ان کا بے یار و مددگار ہونا ۳۳/۲۱; ان سے عبرت اصل کرنا ۱۲۸/۲۰; ان کا کفر ۶/۲۱; ان کا لچڑپن ۶/۲۱; کے
 وقت پشیمانی ۱۳/۲۱، ۱۵; کو موخر کرنا ۱۳۰/۲۰، ۳۸/۲۲; میں جلدی کرنا، اس کی درخواست ۳۹/۲۱، ۳۷/۲۲; اسکی
 درخواست کا پیش خیمہ ۳۸/۲۱; میں ہمیشہ رہنا ۱۰۱/۲۰; اسکے اسباب ۱۱/۲۲; کو روکنا: اس سے عاجز ہونا ۳۰/۲۱;
 کو دیکھنا: اسکے اثرات ۱۳/۲۱، ۱۵; کا پیش خیمہ ۱۳/۲۱، ۳۱، ۷۷; اخروی ۲۱/۲۲; اس کا ذریعہ ۲۱/۲۲; اسکی شدت
 ۱۲۷/۲۰; اسکے درجے ۱۲۷/۲۰; اسے جھٹلانے والے ۳۸/۲۱; اسکے اسباب ۱۰/۲۲، ۲۵، ۵۷; مہلک ۱۳۳/۲۰،
 ۱۳/۲۱، ۲۲، ۵۵; اسکے اثرات ۵۵/۲۲; اس سے محفوظ ہونا ۱۳۳/۲۰; اسکے اسباب ۳۸/۲۲; اس سے نجات حاصل
 کرنا ۵۵/۲۲; دولت کے ساتھ ۱۳۱/۲۰; دردناک ۲۵/۲۲; دنیوی ۱۲۷/۲۰; ذلت آمیز ۱۸/۲۲، ۵۷; سخت
 ۳۳/۲۲; شدید ۲/۲۲; اچانک ۳۰/۲۱; کے عوادل ۱۳/۲۱، ۳۱; سے فرار کرنا ۱۲/۲۱، ۱۳; کے درجے ۷۳/۲۰،
 ۸۶، ۱۲۷، ۱۳۳، ۳۶/۲۱، ۱۰۰، ۲/۲۲، ۲۵، ۳۳، ۵۷; کے اسباب ۳۸/۲۰، ۶۱، ۸۶، ۸۶، ۱۸/۲۱; سے محفوظ
 ہونا: اسکے شرائط ۱۲۷/۲۰; سے نجات ۱۳۵/۲۰; کی نشانیاں ۱۲/۲۱; کا وقت: اس کا علم ۱۱۰/۲۱

خاص موارد اپنے اپنے موضوع میں تلاش کئے جائیں

عرب: کے رسوم ۲۵/۲۲

عرش: کی اہمیت ۲۲/۲۱; کی تدبیر: اسکے اثرات ۲۲/۲۱; کی حقیقت ۵/۲۰; کی عظمت ۲۲/۲۱; کا مالک
 ۲۲/۲۱; کی تدبیر کرنے والا ۲۲/۲۱; کا کردار ۵/۲۰، ۲۱، ۲۲

عرفات: کی برکتیں ۲۸/۲۲; کا خیر ہونا ۲۸/۲۲; میں موقوف ۲۸/۲۲

عزت: کے عوادل ۱۳۳/۲۰، ۱۰/۲۱; نیزر ک ایمان، خدا، عقیدہ، مسلمان

عزرائیل: کی موت ۳۵/۲۱

عصا: کے آداب ۶۹/۲۰; کو سانپ میں تبدیل کرنا ۲۰/۲۰، ۲۱; کا سرچشمہ ۲۱/۲۰; کے فوائد ۱۸/۲۰

نیزر ک خوف، فرعون کے جادوگر، سانپ، موسیٰ

عصمت: کے اثرات ۲۸/۲۱

نیز رک معصومین، فرشتے

عفت: کے اثرات ۹۱/۲۱

عقاب: رک عذاب، سز

عقل: کی قدر و قیمت ۵۳، ۱۲۸/۲۰؛ بے عقل لوگ ۱۲۸/۲۰؛ کا کردار ۵۳/۲۰، ۱۲۸، ۳/۲۱، ۸/۲۲

عقیدہ: کے اثرات ۵۲/۲۰؛ میں الہام ۸/۲۲؛ میں دلیل ۱۳۳/۲۰، ۲۲/۲۱، ۲۳، ۵۶، ۸/۲۲؛ اسکی اہمیت ۲۳/۲۱،

۵۳؛ کی تصحیح: اسکی روش ۲۱/۲۱؛ میں تقلید ۵۳/۲۱؛ کی حقانیت: اسکی دلیل ۵۳/۲۱؛ کی درستی: اس کا معیار

۲۳/۲۱؛ باطل ۱۸/۲۱، ۲۳، ۳۳، ۳۳، ۳/۲۲، ۴۱؛ اس پر اصرار ۳/۲۲؛ اس پر اصرار کی مذمت ۳/۲۲، ۸؛ اسکے بارے

میں سوال ۲۱/۲۱، ۲۳؛ اسکے موانع ۱۳۲/۲۰؛ کئی معبودوں کا ۴۱/۲۲؛ توحید ربوبی کا ۹۲/۲۱، ۱۹/۲۲؛ صالحین کی

حکمرانی کا ۱۰۶/۲۱؛ خدا کی ربوبیت کا: اسکے اثرات ۱/۲۲، ۳۰؛ غیر خدا کی ربوبیت کا ۱۹/۲۲؛ خدا کے عزیز ہونے

کا: اس کا پیش خیمہ ۴۳/۲۲؛ علم خدا کا ۴۰/۲۲؛ خدا کے صاحب اولاد ہونے کا ۲۶/۲۱؛ قدرت خدا کا: اس کا پیش

خیمہ ۴۳/۲۲؛ قیامت کا: اسکے اثرات ۳۹/۲۱؛ باطل معبودوں کا ۳۳/۲۱؛ ولایت خدا کا: اسکے اثرات ۴۸/۲۲؛ حق

کا ۱۸/۲۱؛ خدا کی رشتہ داری کا: اسکی تصحیح ۳۳/۲۰؛ میں علم ۴/۲۱؛ کے مہانی ۱۳۳/۲۰، ۸/۲۲؛ اعتقادی

مسائل: اس میں تفحص ۴/۲۱؛ پر نظارت ۴/۲۲؛ نیز رک انسان، بنی اسرائیل، اظہار برآئت، جاہلیت، کفار، آسمانی

کتب، مسلمان، مکہ کے مسلمان، مشرکین، موحدین

علقہ: کو مضغہ میں تبدیل کرنا ۵/۲۲؛ نیز رک نطفہ

علم: کے اثرات ۸۱/۲۱، ۵۲/۲۲؛ کی آفات ۱۱۳/۲۰؛ کی قدر و قیمت ۵۳، ۵/۲۲؛ کا زیادہ ہونا ۱۱۳/۲۰؛ سے

استفادہ کرنا: اس کا پیش خیمہ ۸۰/۲۱؛ کی جگہ ۳۶/۲۲؛ کا سرچشمہ ۱۱۳/۲۰، ۲۲، ۵۳؛ کی وسعت ۱۱۳/۲۰؛ کی

خصوصیات ۱۱۳/۲۰؛ نیز رک انبیاء، خدا، دعا، ذکر، عذاب، عقیدہ، قانون بنانے والے، قرآن، قضاوت، قیامت، سچے

معبود، فرشتے، موجودات، نعمت

علمائے: کا ایمان ۵۳/۲۲؛ سے باز پرس ۴/۲۱؛ کے فضائل ۵۳/۲۲؛ زمان بعثت کے ۴/۲۱؛ کا دل: اس کا

اطمینان ۵۳/۲۲؛ اسکی رقت ۵۳/۲۲؛ قلب سلیم ۵۳/۲۲؛ کی ذمہ داری ۴/۲۱

علم غیب:۔ کے اثرات ۱۱۰/۲۱ نیز ر۔ ک خدا، ذکر

عمر:۔ کے مختلف ادوار ۵/۲۲، ۶: اس کا بدترین دور ۵/۲۲؛ لمبی:۔ اسکے اثرات ۳۳/۲۱؛ اس کا سرچشمہ ۳۳/۲۱؛ اس کا کردار ۳۳/۲۱؛ کا سرچشمہ ۳۳/۲۱ نیز ر۔ ک گذشتہ اقوام، انسان، مشرکین، مکہ

عمل:۔ کے اثرات ۱۵/۲۰، ۵۲، ۱۲۶، ۱۱/۲۱، ۳۱، ۸۶، ۱۰/۲۲؛ اسکے اخروی اثرات ۶۹/۲۲؛ کی قدرت و قیمت: اس کا معیار ۳۴/۲۲؛ کی بقا ۱۱۲/۲۰، ۳۴/۲۱؛ کی پاداش ۴۳/۲۰، ۳۴/۲۱؛ اسکی اخروی پاداش ۱۱۲/۲۰، ۱۲۶؛ کا تجسم ۱۰۱/۲۰، ۳۴/۲۱؛ کانیکی ہونا ۵۲/۲۰، ۹۳/۲۱، ۴۰/۲۲؛ اسکے اثرات ۹۳/۲۱؛ اس کا آسان ہونا ۴۰/۲۲؛ کا تدارک ۹۵/۲۱؛ کا محاسبہ: اس کا حتمی ہونا ۱/۲۱، اس کا اخروی محاسبہ ۴۰/۲۲؛ اس کا نزدیک ہونا ۱/۲۱؛ پسندیدہ۔

۱۰/۲۰، ۱۸، ۳۵، ۳۳، ۳۴، ۱۳۰، ۱۹/۲۱، ۲۴، ۳۳، ۴۱، ۳۴/۲۲، ۵۸؛ خیر: اسکے اثرات ۴۴/۲۲؛ اس میں پیش قدمی کے اثرات ۸۳/۲۰، ۹۰/۲۱؛ اس میں پیش قدمی کی قدر و قیمت ۹۰/۲۱؛ اسکی نجات دہی ۴۴/۲۲، اسکی اہمیت ۴۳/۲۱؛ اس میں پیش قدم لوگوں کے پاداش ۸۳/۲۰ اسکی تشخیص ۴۴/۲۲؛ اس پر تکبر کرنا ۴۴/۲۲؛ اس میں جلدی کرنا ۳۴/۲۱؛ اسکی نصیحت ۴۴/۲۲؛ اسکی پاداش کا پیش خیمہ ۸۳/۲۰؛ اس کے شرائط ۸۳/۲۰؛ اس میں نیت ۸۳/۲۰؛ احمقانہ۔ ۶۴/۲۱؛ ناپسندیدہ۔ ۴۲/۲۰، ۸۱، ۱۳۱، ۴۸/۲۱؛ اسکے اثرات ۴۴/۲۱؛ اسکے معاشرتی اثرات ۴۴/۲۱؛ اسے مزین کرنا ۹۶/۲۰؛ اسے مزین کرنے کے اثرات ۹۶/۲۰؛ اس کی تشخیص ۴۴/۲۲؛ اس کا انجام ۳۳/۲۰؛ اسکی سزا ۴۴/۲۱؛ اسکے موانع ۵۳/۲۰، ۱۲۸؛ کا انجام ۴۶/۲۲؛ کی فرصت ۱۵/۲۰؛ کی سزا ۴۳/۲۰، ۳۴/۲۱؛ اسکی اخروی سزا ۱۱۲/۲۰، ۱۲۶؛ کی ذمہ داری ۱۵/۲۰، ۱/۲۱؛ کا ترازو ۱۰۰/۲۰؛ پر نظارت ۱۴/۲۲؛ میں نیت ۳۴/۲۲

(خاص موارد کو اپنے اپنے موضوع میں تلاش کیا جائے)

عمل صالح:۔ کے اثرات ۴۶/۲۰، ۸۲، ۸۶/۲۱، ۹۳، ۱۰۵، ۱۳/۲۲، ۵۰، ۵۶؛ اسکے اخروی اثرات ۱۱۲/۲۰؛ سے روگردانی کرنا: اسکے اخروی اثرات ۱۱۲/۲۰؛ اس کا ظلم ہونا ۱۱۲/۲۰؛ دوسروں کے۔ کو اہمیت دینا ۹۳/۲۱؛ کی اہمیت ۸۲/۲۰؛ کی پاداش ۱۱۲/۲۰؛ کا پیش خیمہ ۹۳/۲۱ نیز ر۔ ک انبیائی، ایمان، تمایلات، مومنین

عناد:۔ ک دشمنی

عہد:

رِک خدا، ذکر، موسیٰ

عہد جدید: رِک انجیل

عہد شکنی: رِک آدم، انبیائی، بنی اسرائیل، خد

عہد عتیق: رِک تورات

عیسیٰ (ع): آیات الہی میں سے ۹۱/۲۱؛ کے فضائل ۹۱/۲۱؛ کا مقام و مرتبہ ۹۱/۲۱؛ کی ولادت: اس کا معجزانہ ہونا

۹۱/۲۱

"غ"

غافل لوگ: ۳/۲۱۔ وں کا اخروی اقرار ۱۲۵/۲۰؛ وں سے آخرت میں بازپرسی ۱۲۵/۲۰؛ وں کا آخرت میں تعجب

۱۲۵/۲۰؛ کا محسوس ہونا ۱۲۵؛ اس کا سرچشمہ ۱۲۳/۲۰؛ وں کا عاجز ہونا ۱۲۵/۲۰؛ وں کا اندھاپن ۱۲۵/۲۰؛ ان کا

آخرت میں اندھاپن ۱۲۳/۲۰، ۱۲۵؛ وں کا آخرت میں گلہ ۱۲۵/۲۰ نیز رِک محاسبہ، خد

غم و اندوہ: کو دور کرنا: اسکے عوادل ۸۸/۲۱؛ اس کا سرچشمہ ۳۰/۲۰؛ کے عوادل ۲۱/۲۰، ۸۶/۸۸ نیز رِک ایوب،

قیامت، مؤمنین، موسیٰ، نوح، یونس

غصہ: رِک غضب

غریزہ: کو کنٹرول کرنا ۳۴/۲۱، کا کردار ۱۰/۲۱ نیز رِک آدم، حو

غرق ہونا: رِک فرعون، فرعونی لوگ، قوم نوح

غروب: رِک تسبیح، حمد

غرور: رِک تکبر

غضب: کے عوادل ۸۶/۲۰، بے جا ۸۷/۲۱؛ ناپسندیدہ ۹۳/۲۰ نیز رِک انبیائی، جہنم، جہنمی لوگ، خدا، قوم

ابراہیم، قوم یونس، کفار، موسیٰ، یونس

غفران: رِک بخشش

غفلت:۔ کے اثرات ۲۰/۴، ۲۱/۹۴؛ کو دور کرنا: اس کا پیش خیمہ ۲۰/۱۱۳؛ آخرت سے۔: اس کا انجام ۲۰/۱۶؛ آیات الہی سے۔: اسکے اثرات ۲۰/۱۲۶؛ عمل کی پاداش۔: اس کا انجام ۲۰/۱۶؛ آخرت کے محاسبہ سے۔ ۲۱/۱؛ خدا سے۔: اسکے اثرات ۲۰/۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶؛ اس کا خطرہ ۲۰/۳۲؛ اس کا گناہ ۲۰/۱۲۹؛ دین سے۔: اسکے عوامل ۲۱/۲؛ خدا کی قدرت سے۔: اسکے اثرات ۲۲/۵؛ قیامت سے۔ ۲۱/۱؛ اسکے اثرات ۲۱/۹۴؛ کا خطرہ ۲۰/۱۶؛ عمل کی سزا سے۔: اس کا انجام ۲۰/۱۶؛ قیامت بچوں سے۔ ۲۲/۲؛ وحی سے۔: اسکے عوامل ۲۱/۲

نیز ر ک انسان، سامری، قرآن، کفار، مشرکین، مکہ

غنا:۔ سے نہی ۲۲/۳۰

غوطہ خوری: سلیمان (ع) کے زمانہ میں۔ کی اہمیت ۲۱/۸۲ نیز ر ک شیطان
غور کرنا: بارش برنے کے عوامل میں ۲۲/۶۳؛ قیامت میں اسکی اہمیت ۲۱/۱؛ اسکی نشانیاں ۲۱/۱؛ موسیٰ (ع) کے قصے میں ۲۰/۹ نیز ر ک قوم ابراہیم

"ف"

فجور:۔ ر ک فسق

فراق:۔ ر ک ایوب، موسیٰ

فراموشی:۔ کے اثرات ۲۰/۵۲ نیز ر ک آدم، آیات خدا، بڑھاپا، خدا، موسیٰ
فرعونی لوگ:۔ وں کا اتحاد ۲۰/۶۲، ۶۳؛ وں کا اختلاف ۲۰/۶۲، ۶۳؛ اسے مخفی کرنا ۲۰/۶۳؛ اس کا پیش خیمہ ۲۰/۶۲، ۶۳؛ اسے حل کرنے کا پیش خیمہ ۲۰/۶۲؛ وں کا حصر سے نکالنا ۲۰/۵۴، ۶۳؛ وں کا دعویٰ ۲۰/۶۳؛ وں کا اذیتیں ۲۰/۳۴؛ وں کے بہتان ۲۰/۶۱؛ وں کا اقرار ۲۰/۵۰، ۶۳؛ وں کو ڈرانا؛ اسکے اثرات ۲۰/۶۲؛ وں کا سلوک؛ اسکی روش ۲۰/۶۳؛ وں کی سوچ ۲۰/۶۳، ۶۴؛ وں کا میابی: اس کا خوف ۲۰/۶۴؛ وں کی تاریخ ۲۲/۳۳؛ وں کا نسلی امتیاز ۲۰/۳۰؛ وں کا پروپیگنڈا ۲۰/۶۳؛ اسکی روش ۲۰/۶۳، ۶۴؛ وں و تحریک کرنا ۲۰/۵۴؛ وں کا تاویل کرنا ۲۰/۶۳؛ وں کی تہمتیں ۲۰/۶۳؛ وں کا جادو ۲۰/۶۳؛ وں کا حرکت کرنا: اس کی منزل ۲۰/۴۸؛ وں کی حقانیت:

اس کا دعویٰ

20 / 63؛ وں میں سے حق طلب 20 / 62؛ وں کا خطرہ 20 / 44؛ وں کے مطالبے 20 / 63؛ وں کو دعوت 20 / 63؛ وں کا دین: اسکی برتری 20 / 63؛ وں کی روش: اسے نابود کرنے والا 20 / 63؛ وں کے زیورات 20 / 84؛ وں کے شکست اسکی پیشین گوئی 20 / 61؛ اس کا پیش خیمہ 20 / 63؛ وں کے شکنجے 20 / 34؛ وں کی صفات 20 / 62؛ وں کی کمزوری 20 / 68؛ وں کا ظلم 20 / 34؛ وں کی عبرت: اسکے عوامل 20 / 61؛ وں کا مہلک عذاب 22 / 33؛ وں کا عقیدہ 20 / 50؛ وں کے تمایلات 20 / 39؛ وں کے جذبات: انہیں بھڑکانا 20 / 63؛ وں کا غرق ہونا 20 / 48؛ اں کے دریا میں غرق ہونا 20 / 48؛ اور بنی اسرائیل 20 / 48، 34؛ اور وعدہ خلائی 20 / 58؛ اور مخلوقات کا خالق 20 / 50؛ اور موجودات کا رب 20 / 50؛ اور موسیٰ 20 / 30، 63، 22 / 33؛ وں کی قدرت نمائی 20 / 3؛ وں کی گمراہی: اسکے عوامل 20 / 49؛ وں کی مالکیت 20 / 54؛ وں کی مشکلات 20 / 30؛ وں کا آپس میں مشورہ 20 / 62؛ وں کا مکر 20 / 63؛ وں کی مشکلات 20 / 30؛ وں میں سے نصیحت قبول کرنے والے 20 / 62؛ وں سے نجات 20 / 80؛ اس کا پیش خیمہ 20 / 63؛ وں کی سرگوشی اس کا فلسفہ 20 / 62؛ وں کی ہدایت 20 / 28؛ وں کی ہلاکت 22 / 63؛ اسکے عوامل 20 / 49 نیز ر ک فرعون، موسیٰ / فریاد: ر ک جہنمی لوگ: مشرکین

فساد: ر ک خلقت

فسق: کے اثرات 21 / 43 نیز ر ک قوم لوط فقہی قواعد: 20 / 81، 126، 133

قاعدہ حلیت 20 / 81؛ قاعدہ قبح عقاب بلا بیان 20 / 126؛ قاعدہ نفی عسر و حرج 20 / 2، 22 / 48؛ اس کا دائرہ کار 22 / 48 فقہی قواعد: 20 / 81، 126، 133 قاعدہ حلیت 20 / 81؛ قاعدہ قبح عقاب بلا بیان 20 / 126؛ قاعدہ نفی عسر و حرج 20 / 2، 22 / 48؛ اس کا دائرہ کار 22 / 48

فرعون: کے پاس آیات الہی 20 / 23؛ اسکے پاس آیات الہی پیش کرنا 20 / 56؛ اتمام حجت کرنا 20 / 56؛ کی اجازت 20 / 41؛ کے سامنے استدلال 20 / 52؛ کا مصر سے نکالنا 20 / 54؛ کا دعویٰ 20 / 54؛ کا استبداد 20 / 35، 41، 43؛ کا جادو سے مدد لینا 20 / 60؛ کا گمراہ کرنا 20 / 49؛ کا اطمینان 20 / 58؛ کا منہ موڑنا 20 / 60؛ کے بہتان 20 / 61؛ کا اقرار 20 / 50، 58؛ کا امن: اس کا پیش خیمہ 20 / 34؛ کا ڈرانا 20 / 38؛ کے ساتھ سلوک: اسکی روش 20 / 33؛ ا سلوک: اسکی روش 20 / 54؛ کا باطل ہونا: اسکے دلائل 20 / 72؛ کا غیر منطقی ہونا 20 / 42؛ کی سوچ 20 / 54، 41؛ سے باز پرس 20 / 51؛ اس کا فلسفہ 20 / 51؛ کی کامیابی 20 / 58؛ کی پیروی کرنا: اسکے اثرات 20 / 49؛

_کی پیشقدمی: اسکی وجہ سے پریشانی ۳۵/۲۰; کا پروپیگنڈا: اسکی روش ۶۳/۲۰; کا تجاہل عرفانہ ۳۹/۲۰; اسکے اثرات ۳۹/۲۰; کی تحقیر ۴۲/۲۰; کا خوف: اس کا پیش خیمہ ۳۳/۲۰; کا تکبر ۴۱/۲۰; کا سازش کرنا ۶۰/۲۰، ۴۱; کی دھمکیاں ۴۱/۲۰، ۴۳; ان کا ہدف ۴۲/۲۰; کی تہمتیں ۵۴/۲۰، ۵۸، ۴۱; کا ماحول کو بگاڑنا ۵۴/۲۰; کی حق شناسی۔ اس کا پیش خیمہ ۳۳/۲۰; کا حق کو قبول نہ کرنا: اسکی وجہ سے پریشانی ۳۵/۲۰; کی حکومت: اس میں گھٹن ۴۱/۲۰; اس کا بے قدر و قیمت ہونا ۴۲/۲۰; اسے محکم کرنا ۴۱/۲۰; کے انحطاط کا پیش خیمہ ۴۱/۲۰; اسکی بقا کے عوامل ۴۸/۲۰; کے مرکز کا گرم ہونا ۴۱/۲۰; کے مرکز کی آپ ہوا ۴۱/۲۰; کے مرکز میں نخلستان ۴۱/۲۰; فوجی حکومت ۴۱/۲۰، ۴۳; اسکی خصوصیات ۴۱/۲۰; کے مطالبے ۵۸/۲۰; اس درخواست ۳۴/۲۰; کی دشمنی ۳۹/۲۰، ۴۱، ۸۰; کو دعوت ۳۴/۲۰; کی ذلت۔ اسے چھپانا ۵۱/۲۰; کی فوج، اس کا سپہ سالار ۴۸/۲۰; کی مذمت ۴۱/۲۰; کا سوء استفادہ کرنا: اس سے مخالفت ۴۰/۲۰; کی سلامتی، اس کا پیش خیمہ ۳۴/۲۰; کا شکوک پیدا کرنا ۳۹/۲۰، ۵۱; کا شرک ۵۱/۲۰; کے شکنجہ ۳۵/۲۰، ۴۱; انہیں برداشت کرنا ۴۲/۲۰; ان کا سخت ہونا ۴۱/۲۰; انکی موت ۴۱/۲۰; ان سے مخالفت ۳۴/۲۰; ان سے نجات ۴۴/۲۰; کے صفات ۲۳/۲۰، ۳۳، ۵۶، ۴۱; کا کمزور ہونا ۶۸/۲۰; کی سرکشی ۲۰/۲۰، ۲۳، ۳۳; اس کا پیش خیمہ ۲۸/۲۰; اس سے روکنا ۲۳/۲۰، ۳۳; اسکی وجہ سے پریشانی ۳۵/۲۰، ۳۶; کا ظلم ۳۹/۲۰، ۴۱; کی نافرمانی ۲۳/۲۰; کا عقیدہ ۵۰/۲۰; کے تمایلات ۳۹/۲۰; کا غرق ہونا ۴۸/۲۰; کی فرصت ۲۰/۲۰، ۶۰; اور عمومی افکار ۵۸/۲۰; اور بنی اسرائیل ۴۴/۲۰، ۴۸; اور وعدہ خلائی ۸۵/۲۰; اور کائنات کا خالق ۵۰/۲۰; اور گزشتہ اقوام کا عقیدہ ۵۱/۲۰; اور موجودات کا رب ۵۰/۲۰; اور موسیٰ ۳۰/۲۰، ۵۶، ۶۳; کی کمان ۴۸/۲۰; کا قصہ ۳۰/۲۰; کا کفر ۵۶/۲۰; کی سزائیں ۴۱/۲۰; کی کینیت ۳۳/۲۰; کا لیچڑپن ۵۶/۲۰; کا مالک ہونا ۵۴/۲۰; کا مقابلہ ۵۸/۲۰; اسکی روش ۶۰/۲۰، ۴۱; کے ساتھ مبارزت ۶۳/۲۰; کے پروپیگنڈا کرنے والے انکی دعوت ۶۳/۲۰; کی محرومیت ۳۴/۲۰; سے محفوظ ہونا ۴۱/۲۰; پر معجزہ: اس پر معجزہ پیش کرنا ۳۴/۲۰; کا مکر ۶۰/۲۰; کا موسیٰ کے ساتھ مناظرہ ۶۰/۲۰; کی نصیحت ۴۲/۲۰; کی موسیٰ کے ساتھ میعاد گاہ ۵۸/۲۰، ۵۹، ۶۰; اس کا دن ۶۳/۲۰; سے عنایت ۸۰/۲۰; کا سزا کا نظام ۴۱/۲۰; کی طرف وحی پہچانا ۳۹/۲۰; کی ہدایت ۲۹/۲۰، ۳۳، ۳۶; اس کا پیش خیمہ ۲۳/۲۰; اس کا مشکل ہونا ۲۵/۲۰، ۲۶; نیز بنی اسرائیل، فرعون کی لوگ، موسیٰ / فصاحت: کے اثرات

فضل و کرم کرنا: برک ابراہیم (ع)، انسان، ایوب (ع)

فرعون کے جادوگر: وہ کی آخرت پرستی ۴۲/۲۰ وں کی آمادگی ۴۲/۲۰ وں کا ذریعہ ۶۶/۲۰ وں کا اتحاد ۶۵/۲۰ وں کا ادب ۶۵/۲۰ وں کا مرتد ہونا: اس کا پیش خیمہ ۴۲/۲۰ وں کا استغفار ۴۳/۲۰ وں کی استقامت ۴۲/۲۰، ۴۳/۲۰، اس کے عوامل ۴۳/۲۰/ہ کا اطمینان ۶۵/۲۰ وں کا اقرار ۴۳/۲۰ وں کو مجبور کرنا ۴۳/۲۰ وں کا امید رکھنا ۴۳/۲۰ وں کا ایمان ۴۰/۲۰، ۴۱/۲۰، ۴۲/۲۰، ۴۳/۲۰، اس کے اثرات ۴۱/۲۰ وں کی خصوصیات ۴۰/۲۰ وں پیش آنا: اس کی روش ۶۵/۲۰ وں کی سورج ۶۵/۲۰، ۴۰/۲۰، ۴۲/۲۰ وں کی پائوں: انہیں کاٹنا ۴۱/۲۰ کی پشیمانی ۴۳/۲۰ کی کامیابی: اس کے اثرات ۶۳/۲۰ وں کی تجویز ۶۵/۲۰ وں کی تبلیغ ۴۲/۲۰ وں کا خوف: اس کے اثرات ۴۳/۲۰ وں کو سولی دینا ۴۱/۲۰ وں کو تواضع ۴۰/۲۰ وں کو دھمکی دینا: اس کا فلسفہ ۴۲/۲۰ وں پر مل کر سازش کرنے کی تہمت ۴۱/۲۰ اور ہارون کی دعوت ۴۰/۲۰ اور موسیٰ (ع) کا معجزہ ۴۰/۲۰ اور موسیٰ ۶۵/۲۰ اور موسیٰ (ع) کی دعوت ۴۰/۲۰ وں کا جادو ۶۵/۲۰، ۶۶/۲۰، ۶۷/۲۰، ۶۸/۲۰، اسے باطل کرنا ۴۰/۲۰، ۶۹/۲۰، اسے باطل کرنے کا آسان ہونا ۶۹/۲۰ اس کا دلکش ہونا ۶۴/۲۰ اس کا خیال انگیز ہونا ۶۶/۲۰ اس کے بطلان کے دلائل ۶۹/۲۰ وں کا خالق ۴۲/۲۰ وں کی خدا شناسی ۴۳/۲۰ وں کا سجدہ ۴۰/۲۰ وں کی سرزنش ۴۱/۲۰ وں کی شکست ۴۱/۲۰ وں کا شکجہ ۴۱/۱۰ وں کا عاجز ہونا ۴۰/۲۰ وں کا ڈنڈا ۶۶/۲۰ وں کا تمایل ۶۵/۲۰ وں کے ہاتھ کاٹنا ۴۱/۲۰ وں کی سزا ۴۱/۲۰ وں کا گناہ ۴۳/۲۰ کے خلاف مبارزت ۶۳/۲۰ وں کے ساتھ مناظرہ ۶۱/۲۰ وں کی نصیحتیں ۴۲/۲۰ وں کا ہادی ہونا ۴۲/۲۰ نیز برک موسیٰ (ع)

فضول خرچی: برک اسراف

فیصلہ کرنا: برک قضاوت

فضا: کا موجودات ۶/۲۰، ۱۶/۲۱، ان کا گرنا ۳۲/۲۱، انکی خلقت کا تحت ضابطہ ہونا ۱۶/۲۱، انکی حفاظت ۳۳/۲۱ فطرت: کا کردار ۱۰/۲۱، کا متنبہ ہونا: اس کے عوامل ۳/۲۰، ۲۱/۲۱، ۲۳/۲۱، ۵۰/۲۱، خدا شناسی والی ۳۱/۲۲ نیز برک انسان، حق، خدا، قرآن

فقر: کے اثرات ۱۵/۲۲، میں امیدوار ہونا ۱۵/۲۲، سے نجات حاصل کرنا: اسکی درخواست ۸۳/۲۱

نیز ر_ک امتحان، ربوب، عبودیت

فقرا: کو کھانا کھلانا ۲۸/۲۲؛ پر خرچ کرنا ۳۵/۲۲؛ کی ضروریات پوری کرنا: اسکی اہمیت ۲۸/۲۲، ۳۶

فلاح: ر_ک کامیابی

فلسطین: ر_ک برکت ۴۱/۲۱؛ کی طرف ہجرت ۴۱/۲۱

"ق"

قانون: ر_ک کو اجرا کرنے والے۔ انکی شرائط ۱۱۰/۲۰ قانون بنانے والے: انکی شرائط ۱۱۰/۲۰، ان کا علم ۱۱۰/۲۰ قانون بنانا: اسکی شرائط ۴۸/۲۲

قبر: ر_ک کفار/قبطی قبٹیوں کو بنی اسرائیل پر ترجیح دینا ۳۰/۲۰

قبلہ: ر_ک ذبح

قدرت: ر_ک ابراہیم، الوہیت، انبیاء، ایمان، شرعی ذمہ داری، جوانی، خدا، خدا کے رسول، دینی راہنما، عقیدہ، غفلت، فرعون، لوگ، مؤمنین، موسیٰ

قرآن: ر_ک میں آیات الہی ۵۴/۲۲؛ کی آیات، ان کے نزول کا پیش خیمہ ۱۰۵/۲۰؛ کا آیت آیت ہونا ۱۶/۲۱، ۵۱، ۵۴، ۵۷؛ کا محکم ہونا ۵۲/۲۲؛ کے ساتھ اتمام حجت کرنا ۱۳۳/۲۰؛ سے استفادہ کرنا، اسکے شرائط ۱۰۶/۲۱؛ کا معجزہ ہونا ۱۳۳/۲۰، ۱۰/۲۱؛ اسے جھٹلانے والے ۱۳۳/۲۰؛ سے منہ موڑنا؛ اسکے اثرات ۱۰۰/۲۰؛ اس کا ظلم ہونا ۱۱۱/۲۰؛ اس کا انجام ۳/۲۰؛ اس کا برا انجام ۳/۲۰؛ اس کا گناہ ہونا ۱۰۰/۲۰؛ کے ساتھ کھیلنا ۲/۲۱؛ کا بلاغت ۱۰۶/۲۱؛ سے بے اعتنائی کرنا ۲/۲۱؛ کا پاکیزہ ہونا ۲۳/۲۲؛ کی پیش گوئی ۶، ۳۳، ۹۶/۲۱؛ کی تاریخ ۱۰/۲۱؛ کی تاثیر؛ اس کا پیش خیمہ ۳/۲۰؛ کے خلاف پروپیگنڈا ۵/۲۱؛ کی تبلیغ اسکی اہمیت ۳/۲۰؛ کی تدوین اس کا سرچشمہ ۱۱۳/۲۰؛ کی ۲۳/۲۱؛ کی تنبیہات ۵۳/۲۰، ۵۵، ۱۰۳/۲۱، ۲۲، ۳۱؛ کی تعلیمات ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۳۳، ۱۰/۲۱؛ ان کا عاقلانہ ہونا ۱۰/۲۱؛ ان کا فطری ہونا ۳/۲۰، انکی خصوصیات ۲/۱ 2؛ میں جلد بازی کرنا؛ اس سے اجتناب کرنا ۱۱۳/۲۰؛ کی تعلیم، اس کا آسان ہونا ۳/۲۰؛ کو جھٹلانا؛ اس کا پیش خیمہ ۱۰/۲۱؛ اسکی سزا ۵۴/۲۲؛ اس کا سرچشمہ ۵۴/۲۲؛ کا منزعہ ہونا ۲۲، ۴۵۳؛ کی بیان کا متنوع ہونا ۱۱۳/۲۰؛

کے خلاف سازش ۲۱/۲۲، ۳/۵۱؛ پر تہمت: اس پر پریشان حالی کی تہمت ۵، ۲۱؛ اس پر جادو کی تہمت ۲۱/۳؛ اس پر پریشان خواب ہونے کی تہمت ۲۱/۵؛ اس پر شعر ہونے کی تہمت ۲۱/۵؛ کا پر کشش ہونا ۲۱/۵؛ کو جمع کرنا ۲۱/۱۰؛ کو حفظ کرنا، اسکی اہمیت ۲۰/۱۱۳؛ کی حقانیت ۲۱/۲۲، ۱۰/۵۳؛ اسکے دلائل ۲۱/۵۰، ۱۰؛ کے دشمنی ۲۲/۴۲؛ کے ساتھ دشمنی ۲۱/۱۱؛ سے شکوک و شبہات کو دور کرنا ۲۲/۵۲؛ اس کا فلسفہ ۲۲/۵۳؛ کے بیان کی روش ۲۰/۹۹، ۲۲/۴۳؛ کی خوبصورتی ۲۱/۵؛ کی ساخت ۲۲/۴۲، ۵۱، ۱۶؛ میں شکوک پیدا کرنا ۲۲/۵۲؛ کی ظلم دشمنی ۲۱/۳؛ سے عبرت حاصل کرنا ۲۰/۶، ۲۱/۱۰؛ کا عربی میں ہونا ۲۰/۱۱۳؛ کی عظمت ۲۱/۱۰؛ کا علم ہونا ۲۰/۱۱۳؛ کا غفلت کو دور کرنا ۲۱/۲؛ کی فصاحت ۲۰/۱۱۳؛ کی فضیلت ۲۰/۹۹، ۲۱/۵۰، ۱۰؛ کو سمجھنا، اس کا پیش خیمہ ۲۲/۱۶، اس کا آسان ہونا ۲۰/۱۶، ۲۲، ۱۱۳، ۴۲؛ آیات الہی میں سے ۲۰/۲۲، ۱۳۳/۵۱؛ کے قصے: ان کا فلسفہ ۲۰/۹۹؛ ان کا سرچشمہ ۲۰/۹۹؛ ان کا واقعی ہونا ۲۰/۹۹؛ کا کافی ہونا ۲۱/۱۰۶؛ کے ساتھ مقابلہ ۲۱/۱۱؛ اسکی روش ۲۱/۵؛ اسکی سزا ۲۲/۵۱؛ کی مثالیں ۲۲/۴۳؛ انہیں غور سے سننا ۲۲/۴۳؛ ان کے فوائد ۲۲/۴۳؛ کی مخالفت کرنا: اس کا ممنوع ہونا ۲۰/۱۱۳؛ سے روگردانی کرنے والے ۲۰/۱۳۳، ۲۱/۳، ۲۲؛ انکی اخروی سزا ۲۰/۱۰۱؛ انکی گناہ کا سنگین ہونا ۲۰/۱۰۰، ۱۰۱؛ ان کا برا انجام ۲۰/۱۰۲؛ انکی گمراہی ۲۰/۱۰۰؛ قیامت میں ۲۰/۱۰۰؛ انکی آخرت میں سرگوشی ۲۰/۱۰۳؛ کو جھٹلانے والے: ان کا استکبار ۲۲/۵۴؛ ان کا اعتراض ۲۰/۱۳۳؛ ان کے مطالبے ۲۰/۱۳۳؛ انکی مذمت ۲۱/۵۰؛ انکی صفات ۲۲/۵۴؛ کا سرچشمہ ۲۰/۲، ۲۲، ۴/۵۳؛ کے نام ۲۰/۹۹؛ کا نزول ۲۰/۳، ۲۱/۵۰، ۱۰؛ اسکے اثرات ۲۰/۲، ۵؛ اسکی اہمیت ۲۰/۱۱۳؛ اس میں جلدی کرنا ۲۰/۱۱۳؛ اس کا متعدد ہونا ۲۰/۱۱۳؛ اس کا فلسفہ ۲۰/۳، ۹۹، ۱۱۳، ۲۱/۲؛ اس کا سرچشمہ ۲۲/۱۶؛ اس کا تدریجی نزول ۲۰/۱۱۳؛ کا کردار ۲۰/۲۱، ۲۳، ۱۰، ۳/۱۳۳، ۱۳۳، ۲۱/۲۰؛ اس کا اخروی کردار ۲۰/۱۰۰/۲/۱۲؛ کا وحی ہونا ۲۰/۲، ۳، ۱۱۳، ۱۳۳، ۱، ۲۱/۱۰، ۵۰، ۲۲/۵۳، ۱۶؛ اس میں شک کرنا ۲۲/۵۵؛ اسے جھٹلانے والے ۲۱/۳۶؛ کا واضح ہونا ۲۰/۱۱۳، ۲۲/۱۶، ۴۲؛ کی دھمکیاں ۲۰/۱۱۳؛ ان کا فلسفہ ۲۰/۱۱۳؛ کی خصوصیات ۲۰/۳، ۱۱۳، ۱۱۳، ۱۳۳، ۲۱/۱۰۶، ۲۲/۱۶، ۲۳، ۵۱، ۵۳، ۵۴، ۴۲؛ کا ہادی ہونا ۲۱/۲، ۵۰، ۱۰۶، ۱۶/۵۳؛ کی ہدایات ۲۲/۵۳ نیز ک: افترا، ایمان، تدبر، مقتل، خدا، ذکر، تمایلات، کفار، آنحضرت، لوگ، مسلمان، مشرکین، نعمت / قربانگاہ:

رک امتیں

قربانی:۔ کے آداب ۳۴/۲۲:۔ کے وقت تکبیر ۳۳/۲۲، اسکی اہمیت ۳۳/۲۲:۔ کا عبادت ہونا ۶۴/۲۲:۔ کا فلسفہ ۳۴، ۳۶، ۳۷/۲۲:۔ کا قبول ہونا: اسکے عوامل ۳۴/۲۳:۔ آسمانی ادیان میں ۳۳، ۳۴/۲۲:۔ سابقہ امتوں میں ۶۴/۲۲:۔ زمانہ جاہلیت میں ۳۰/۲۲:۔ اس کا گوشت ۳۶/۲۲:۔ اسکے گوشت کو حرام قرار دینا ۲۸/۲۲:۔ کی کیفیت ۶۴/۲۲:۔ کے بارے میں جھگڑا ۶۴/۲۲:۔ نیز رک شکر، مشرکین

قساوت:۔ رک سخت دل لوگ، دل، کفار، آنحضرت (ص)، مشرکین

قصص:۔ رک قرآن

قضاوت:۔ کے آداب ۴۸/۲۱:۔ کے شرائع ۴۹/۲۱، ۴۹/۲۲:۔ میں علم ۴۹/۲۱، ۴۹/۲۲:۔ میں مشاورت ۴۸/۲۱

نیز رک: خدا، داود، سلیمان، قیامت، کفار، لوط، مؤمنین، آنحضرت (ص)، مشرکین، موسیٰ، نوح

قوم ابراہیم (ع):۔ کے آباؤ اجداد: انکی بت پرستی ۵۳/۲۱، انکی بت پرستی کے اثرات ۵۳/۲۱:۔ انکی گمراہی ۵۳/۲۱:۔ کی

اذیتیں ۴۱/۲۱:۔ کا مرتد ہونا ۶۵/۲۱:۔ کا اقرار ۶۳/۲۱، ۵۹، ۶۵:۔ کا برابرت ۵۸/۲۱:۔ سے باز پرس ۶۳/۲۱:۔ کو باقی

رکھنے کا فلسفہ ۵۸/۲۱:۔ کا نقش و کردار ۶۳/۲۱:۔ کے بت پرست: ان کا متنبہ ہونا ۶۶/۲۱:۔ کی بت پرستی ۵۲/۲۱، ۵۳،

۵۵، ۵۹:۔ اس کا غیر منطقی ۵۳/۲۱:۔ اسکے عوامل ۵۳/۲۱:۔ میں بت شکنی ۵۹/۲۱:۔ کے بت: ان کا متعدد ہونا ۵۹/۲۱:

ان کا عاجز ہونا ۶۳/۲۱، ۶۶:۔ ان کے درجے ۵۸/۲۱:۔ کی بے عقلی ۶۴/۲۱:۔ کی سوچ ۵۵/۲۱، ۵۹، ۶۰، ۶۲، ۶۵، ۶۸:۔

سے سوال ۵۲/۲۱:۔ کا سوال ۵۹/۲۱:۔ کی تاریخ ۵۲/۲۱، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۸، ۵۹، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۸، ۷۰، ۷۳/۲۲:۔ کو

تحریک کرنا ۶۸/۲۱:۔ کا تفکر اسکے عوامل ۶۳/۲۱:۔ کی تقلید ۵۳/۲۱، ۵۴:۔ کا متنبہ ہونا ۶۳/۲۱، ۶۵:۔ اس کا پیش خیمہ

۶۳/۲۱:۔ کی سازش ۷۰/۲۱، ۷۱:۔ کی تہمتیں ۳۳/۲۲:۔ کی شرمندگی ۶۵/۲۱:۔ کے مطالبہ ۶۱/۲۱:۔ کا نقصان کرنا ۷۰/۲۱:

کی مذمت ۵۲/۲۱، ۶۳، ۶۶، ۶۷:۔ کی سطحی نظر ۶۴/۲۱:۔ کی شخصیت: اسے تبدیل کرنا ۶۵/۲۱:۔ کا شرک ۵۲/۲۱، ۵۳،

۵۹، ۶۵، ۶۶:۔ اس کا غیر منطقی ہونا ۵۳/۲۱:۔ ان کا شرک ربوبی ۵۶/۲۱:۔ کا شک ۵۵/۲۱:۔ اس کا پیش خیمہ ۵۵/۲۱:۔

میں ظلم ۵۹/۲۱:۔ کا ظن و گمان ۶۰/۲۱:۔ کا عاجز ہونا ۶۸/۲۱:۔ کا مہلت عذاب ۳۳/۲۲:۔ کا عقیدہ ۶۶/۲۱، ۵۹:۔ اس

کے ساتھ کھیلنا ۵۵/۲۱:۔ کا غضب ۵۹، ۶۱:۔ کی گمراہی ۵۳/۲۱:۔ میں گناہ ۵۹/۲۱:۔ میں گواہی ۵۱/۲۱:۔ کی ضد بازی

21/65 کی عبادت گاہ ۵۴،۶۲/۲۱؛ اسکی خصوصیات ۵۹/۲۱؛ کی ناکامی ۴۰/۲۱؛ کی ہدایت ۵۴/۲۱؛ کی ہلاکت ۳۳/۲۲ نیز ر۔ ک ابراہیم

قوم ثمود: کی تاریخ ۳۲/۲۲؛ کا مہلت عذاب ۳۳/۲۲؛ کی مخالفت ۳۲/۲۲؛ کی ہلاکت ۳۳/۲۲
قوم صالح: ر۔ ک قوم ثمود

قوم عاد: کی تاریخ ۳۲/۲۲؛ کا مہلت عذاب ۳۳/۲۲؛ کی مخالفت ۳۲/۲۲؛ کی ہلاکت ۳۳/۲۲
قوم لوط: کی اذیتیں ۴۱/۲۱؛ کی پلیدی ۴۳/۲۱؛ کی تاریخ ۴۳/۲۱، ۳۳/۲۲؛ کی سازش ۴۱/۲۱؛ کی تہمتیں ۳۳/۲۲؛
کی حق دشمنی: اس کا پیش خیمہ ۴۳/۲۱؛ کا حق کو قبول نہ کرنا ۴۳/۲۱؛ کی برائیاں ۴۳/۲۱؛ کا برا ماضی ۴۳/۲۱؛ کا
مہلک عذاب ۳۳/۲۲؛ کا ناپسندیدہ عمل ۴۳/۲۱؛ اس کا پیش خیمہ ۴۳/۲۱؛ کا فسق: اسکے اثرات ۴۳/۲۱؛ سے نجات
حاصل کرنا ۴۳/۲۱؛ کی ہلاکت ۳۳/۲۲ نیز ر۔ ک قوم لوط

قوم نوح: کی تاریخ ۴۴/۲۱، ۳۲/۲۲؛ کا جھٹلانا ۴۴/۲۱؛ کا برا ماضی ۴۴/۲۱؛ کا مہلک عذاب ۳۳/۲۲؛ کا ناپسندیدہ
عمل ۴۴/۲۱؛ کا غرق ہونا ۴۴/۲۱؛ کا کفر ۴۶/۲۱؛ کی مخالفت ۳۲/۲۲؛ سے نجات حاصل کرنا ۴۶/۲۱؛ کا نقش و
کردار ۴۶/۲۱؛ کی ہلاکت ۳۳/۲۲ نیز ر۔ ک نوح

قدر و قیمت لگانا: اس کا معیار ۱۰۳/۲۰ نیز ر۔ ک اقدار

قدرتی اسباب: ر۔ ک قدرتی عوامل

قرآن کی تشبیہات: آسمان کو تشبیہ دینا ۱۰۳/۲۱؛ انسانوں کو قیامت میں تشبیہ دینا ۲/۲۲؛ نیچے گرے ہونے آسمان کی
ساتھ تشبیہ دینا ۳۱/۲۲؛ انسان کی خلقت کے ساتھ تشبیہ ۵۵/۲۰؛ شکاری پرندوں کے لقمے کے ساتھ تشبیہ لپٹے ہونے
طواریق کے ساتھ تشبیہ ۱۰۳/۲۱؛ گہوارے کے ساتھ تشبیہ ۵۳/۲۰؛ مست کے ساتھ تشبیہ ۲/۲۲؛ زمین کے ساتھ تشبیہ
۵۳/۲۰؛ مشرکین کو تشبیہ دینا ۳۱/۲۲؛ معاد کو تشبیہ دینا ۵۵/۲۰

قوت سماعت: کی اہمیت ۱۰۰/۲۱، کا مرکز ۳۶/۲۲، کا کردار ۳۶/۲۲

نیزر ک جہنمی لوگ، خدا، نعمت

قسم: کے احکام ۵۴/۲۱؛ شرک دشمنی پر ۵۴/۲۱؛ حق کو زندہ کرنے کیلئے ۵۴/۲۱؛ اس کی ۵۴/۲۱؛ جائز ۵۴/۲۱

نیزر ک ابراہیم

قومیت پرستی: ر ک کے فرعونی لوگ

قدرتی عوامل: کا تابع فرمان ہونا ۶۵/۲۲؛ کی تاثیر ۶۹/۲۱؛ کا عمل کرنا ۵۳/۲۰؛ کا نقش و کردار ۱۰/۲۰، ۲۹/۲۱، ۴۴/۲۱، ۵/۲۲، ۳۰، ۶۳، ۶۵ نیزر ک ذکر

قدیم مصر کے باشندے: انکی زینت ۵۹/۲۰؛ انکی روایات ۵۹/۲۰؛ انکی عید ۵۹/۲۰؛ وں سے مزدوری طلب کرنا ۴۳/۲۲؛ وں کی الوہیت ۹۹/۲۱؛ کی امداد ۳۳/۲۱؛ وں کا بے یار و مددگار ہونا ۳۳/۲۱؛ وں کا کھوکھلا پن ۱۳/۲۰، ۶۲/۲۲؛ اسکے دلائل ۶۲/۲۲؛ وں کا متعدد ہونا ۲۱/۲۱؛ وں سے حساب لینا ۲۳/۲۱؛ وں کی خالقیت: اس کا رد کرنا ۲۱/۲۱؛ وں کا عاجز ہونا ۲۱/۲۱، ۳۳، ۳۳، ۱۲/۲۲، ۴۳؛ اسکے اثرات ۹۹/۲۱؛ اسے افشا کرنا ۴۳/۲۲؛ وں کا اضروی عذاب ۱۰۰/۲۱؛ وں کا عنصر ۲۱/۲۱؛ وں کا تقدس: اسے رد کرنا ۵۶/۲۱؛ وں کے ساتھ مبارزت ۳۶/۲۱؛ وں سے مراد ۹۸/۲۱؛ جہنم میں ۹۸/۲۱، ۹۹، ۱۰۰؛ ان کا اس میں حتما جانا ۹۸/۲۱؛ اور خالقیت ۴۳/۲۲؛ ۹۸؛ وں کا نقش و کردار ۳۳/۲۱؛ مشرکین نیزر ک عقیدہ، باطل معبود: ۲۹/۲۱، ۳۳

قوم ہود: ر ک قوم عاد/قوم یونس: کا پیش کرنا: اسکے اثرات ۸۴/۲۱؛ پر غضب ۸۴/۲۱ نیزر ک یونس قیام: ر ک نماز

قیامت: کے اثرات ۱۰۳/۲۱؛ میں آسمان ۱۰۳/۲۱، ۱۰۳؛ میں خلقت ۱۰۳/۲۱؛ میں آہستہ بولنا ۱۰۸/۲۰؛ اسکے عوامل ۱۰۸/۲۰؛ کا مخفی ہونا: اس کا فلسفہ ۱۵/۲۰؛ اس کا سرچشمہ ۱۵/۲۰؛ میں اضطراب ۱/۲۲، ۲؛ کا اندوہ ناک ہونا ۱۰۳/۲۰؛ کی ہولناکی ۱۰۳/۲۰، ۱۰۸، ۱۰۳/۲۱، ۱/۲۲، ۲؛ ان سے محفوظ ہونا ۱۰۳/۲۱؛ میں ایمان ۵۵/۲۲؛ کا برپا ہونا: اس کا فلسفہ ۱۵/۲۰، اس کا سرچشمہ ۱۰۲/۲۰، ۱۲۳، ۲۱/۲۱؛ میں برہنہ ہونا ۱۰۳/۲۱؛ میں پاداش ۱۵/۲۰، ۱۰۰، ۵۶/۲۲، ۶۹؛ میں سوال ۱۲۵/۲۰؛ میں سوال و جواب ۱۲۶/۲۰؛ میں جمع ہونا ۴۳/۲۰، ۱۰۲؛ میں تجسم اعمال ۱۰۰/۲۰؛ میں خوف ۹۴/۲۱، ۲/۲۲؛ کی خوفناکی ۳۹/۲۱، ۹۴، ۱۰۳؛ کا حاکم ۱۰۹/۲۰؛ میں حکمرانی ۵۶/۲۲؛ کا حتمی ہونا ۱۵/۲۰

۹۴/۲۲، ۴/۲۲؛ میں حساب و کتاب ۱/۲۱؛ میں محشور ہونا ۱۰۲/۲۰، ۱۰۳/۲۱؛ میں حقائق: ان کا مخفی ہونا ۱۰۳/۲۰؛
 ان کا ظاہر ہونا ۱۰۰/۲۰، ۱۰۸، ۱۰۳، ۱۲۳، ۱۲۵، ۳۵/۲۱، ۳۴، ۱۴/۲۲؛ کی حقیقت ۳۹/۲۱، ۱۰۳؛ کے واقعات
 ۱/۲۱؛ انہیں بیان کرنا ۱۱۳/۲۰؛ میں خضوع ۱۱۱/۲۰؛ میں آنکھوں کا خیرہ ہونا ۱۰۲/۲۰، ۹۴/۲۱؛ کے جلدی
 کرنے کی درخواست: اس کا پیش خیمہ ۳۸/۲۱؛ کے دلائل ۴/۲۲؛ کا زلزلہ ۲/۲۲؛ اسکی خوفناکی ۱۰۲/۲۲؛ اسکی خوفناکی
 کے اثرات ۱/۲۲؛ اس میں سقط جنین ۲/۲۲؛ اسکی شدت ۲/۲۲؛ اس کا عظیم ہونا ۱/۲۲؛ اس میں نوزاد بچوں کا بھول
 جانا ۲/۲۲؛ میں زمین ۱۰۴/۲۰، ۱۰۸، ۱۰۳/۲۱؛ کے وقت زمین ۱۰۵/۲۰، ۱۰۶؛ میں کلام: اسکی تاثیر کے شرائط
 ۱۰۹/۲۰؛ میں سقط جنین ۲/۲۲؛ میں شفاعت ۱۰۹/۲۰، ۱۱۰، ۱۱۱؛ میں شفاعت کرنے والے ۱۱۰/۲۰؛ میں عدل
 و انصاف ۱۱۲/۲۰؛ کی عظمت ۱۰۸/۲۰؛ کا علم ۵۵/۲۲؛ اس کا سرچشمہ ۱۵/۲۰؛ کا فلسفہ ۵۴/۲۱؛ میں قضاوت
 ۱۴/۲۲، ۵۶، ۵۷، ۶۹؛ اس کا معیار ۱۸/۲۲؛ میں کیاں: ان کا ادراک ۱۲۵/۲۰؛ میں اندھاپن ۱۲۳/۲۰؛ اسکے عوامل
 ۱۲۳/۲۰؛ میں پہاڑ ۱۰۵/۲۰؛ اسکے وقت پہاڑ ۱۰۶/۲۰، ۱۰۵؛ میں سزا ۱۵/۲۰، ۱۰۰، ۵۶/۲۲، ۶۹؛ میں لرزنا ۱/۲۲؛
 سے روگردانی کرنے والے ۱/۲۱؛ کی جگہ ۱۰۴/۲۰؛ کو جھٹلانے والے ۳۸/۲۱؛ ان کا مکر ۱۶/۲۰؛ میں مکر ۱۱۰/۲۰؛
 کا منادی ۱۰۸/۲۰؛ اسے جواب دینا ۱۰۸/۲۰؛ میں میزان ۳۴/۲۱؛ اس کا متعدد ہونا ۳۴/۲۱؛ کا ناگہانی ہونا
 ۳۱/۲۰، ۹۴/۱۵، ۵۵/۲۲؛ کے نام ۱۵/۲۱، ۳۹/۲۱؛ کا نزدیک ہونا ۹۴/۲۱؛ کی نشانیاں ۱۰۵/۲۰، ۱۰۶، ۹۴/۲۱،
 ۱۰۳، ۱/۲۲، ۲، ۴؛ میں صور پھونکنا ۱۰۲/۲۰، ۱۰۳/۲۱؛ کا نقش و کردار ۱۱۳/۲۰، ۹۳/۲۱؛ کی وجہ سے پریشانی:
 اسکے اثرات ۳۹/۲۱؛ کا وعدہ ۳۸/۲۱، ۹۴، ۱۰۳، ۱۰۳؛ کا وقت ۱۵/۲۰، ۱/۲۲، ۵۵؛ کی خصوصیات ۴۳/۲۰، ۱۰۰،
 ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۲۶، ۱/۲۱، ۹۴، ۱۰۳، ۴/۲۲، ۹، ۱۲، ۵۵، ۵۶، ۶۹، ۷۰ نیز رک، آخرت، آیات
 الہی، انسان، ایمان، خوشخبری، خوف، قرآن کی تشبیہات، تفکر، حج، ذکر، عقیدہ، غفلت، قرآن، کفار، کفر، مؤمنین، موت
 قومیت: ر_ک خدا

"ک"

کارندے: ان کا عمل: اس کا ذمہ دار ۳۴/۲۰ نیز ر_ک جہنم/کفالت کرنا:

رِک حوا، موسی (ع)

کان: کے فوائد ۲۲/۳۶ کامیابی: رِک تبلیغ خد

کفارہ دینا: رِک گناہ/گھٹن کا ماحول: رِک فرعون، مکہ/کھانے کی چیزیں: کھانے کی چیزوں کے احکام ۲۲/۲۸، ۳۰:۔
سلوی کھانے کی چیز ۲۰/۸۰: من کھانے کی چیز ۲۰/۸۰: کھانے کی حرام چیزیں ۲۲/۳۰: کھانے کی چیزوں کی آیات کا
مکرر نزول ۲۲/۳۰، کھانے کی حلال چیزیں ۲۲/۲۸، ۳۰: کھانے کی چیزوں کا کردار ۲۰/۸۱ نیز رِک نعمت

کھانا: رِک آدم (ع)، انبیائی، حوا، ضروریات

کمزور ایمان لوگ: صدر اسلام کے ۲۲/۱۱

سطحی نظر رِک قوم ابراہیم

کو تبدیل کرنا: اسکے عوامل ۲۱/۶۵ نیز رِک ابراہیم، سامرے، مریم، موسی

عظمت: اس کی نشانیاں ۲۲/۳۴: کا علم ۲۰/۳۶، ۵۲، ۹۹، ۱۰۳، ۲۱/۳، ۸۱، ۵۱، ۲۲/۱، ۱۴، ۵۵، ۶۳، ۶۸: اسکے

اثرات ۲۰/۴، ۲۱/۳۶، ۲۱/۸۱، ۱۱۲، ۲۲/۶۹: اس کا کامل ہونا ۲۲/۶۱: اسکی نشانیاں ۲۲/۵۲، ۶۳: اس کا کردار

۲۰/۱۰۵: اسکی وسعت ۲۰/۹۸، ۱۱۰، ۱۱۳، ۲۱، ۲۸، ۳۴، ۸۱، ۲۲/۴۰: اسکی خصوصیات ۲۲/۶۱: کا علم غیب

۲۰/۴، ۶۸، ۱۰۳، ۱۱۰، ۲۸/۲۱، ۱۱۰، ۲۲/۴۶: اسکے اثرات ۲۰/۱۱۰: کا علمی ہونا ۲۰/۱۱۳، ۲۲/۶۲: اسکی

نشانیاں ۲۰/۱۱۳: کا عہد ۲۰/۱۱۵: اس پر عمل کرنے کا عزم ۲۰/۱۱۵: اسے فراموشی کر دینا ۲۰/۱۲۱: کے ساتھ

عہد شکنی ۲۰/۱۱۵: سے غافل لوگ: ان کا اخروی اندھا پن ۲۰/۱۲۳: کا غضب: اس سے اجتناب کرنا

۲۰/۱۰۹: اس کا پیش خیمہ ۲۰/۸۱، ۲۲، ۱۰۹، ۸۶/۳۵: اس سے مراد ۲۰/۸۱: کا صاحب اولاد ہونا: اسکے موانع

۲۱/۳۶: کی قدرت ۲۰/۲۴، ۲۱، ۲۲/۸۵، ۲۹، ۳۳، ۴۱/۶، ۶۱، ۳۹: اسکے اثرات ۲۲/۳۰: اسکی حکمرانی ۲۱/۶۹:

اسکے دلائل ۲۱/۲۲، ۲۲/۳۳، ۶۱/۴: اس کا کامل ہونا ۲۲/۶۱: اسکی نشانیاں ۲۰/۳، ۴۹، ۲۱، ۹۱، ۱۰۳، ۲۲/۵، ۶۱، ۶،

۶۵، ۴۶: اسکی وسعت ۲۲/۱۸، ۱۳، ۶: اسکی خصوصیات ۲۲/۶، ۶۱: کی قضاوت: اسکی حقانیت ۲۱/۱۱۲: اسکی

درخواست ۲۱/۱۱۲: اس کی اخروی قضاوت ۲۲/۱۴، ۵۶، ۶۹: اس کی اخروی قضاوت کا معیار ۲۲/۵۴، ۱۸: اس

کا معیار ۲۱/۱۱۲، ۲۲/۶۹: اسکی خصوصیات ۲۱/۱۱۲: کا قیوم ہونا: اسکے اثرات ۲۰/۱۱۱: کی کبریائی ۲۲/۶۲: کا

کلام: اسکے سننے میں ادب سے کام لینا ۱۲/۲۰؛ کا کمال ۸، ۱۱۳/۲۰؛ کے ساتھ گفتگو: اس کی لذت ۱۸/۲۰؛ کی
 آدم (ع) کے ساتھ گفتگو ۱۱۴/۲۰؛ کی انبیاء کی ساتھ گفتگو: اسکی جگہ کا پاکیزہ ہونا ۱۲/۲۰؛ اسکی جگہ کا تقدس
 ۱۲/۲۰؛ کی بنی اسرائیل کے ساتھ گفتگو ۸۰/۲۰؛ کی موسیٰ کے ساتھ گفتگو ۱۲/۲۰، ۱۳، ۱۳، ۱۸، ۱۹، ۳۰، ۸۳، ۸۳؛
 اسکی جگہ ۱۲/۲۰؛ کی گواہی ۱۴/۳۵، ۲۲/۲۰؛ کا لطف و کرم ۶۳/۲۲؛ اسکے اثرات ۸۱/۲۱، ۹۰، ۱۰۴؛ اس سے
 محرومیت کے اثرات ۱۲۶/۲۰؛ اسکی نشانیاں ۲۲/۲۰، ۳۰/۶۵؛ کا مالک ہونا ۶/۲۰، ۱۱۳، ۲۱/۲۲، ۲۲/۱۹، ۶۳/۱۰؛
 اسکے اثرات ۱۹/۲۱؛ اس کا دائمی ہونا ۱۱۳/۲۰؛ اسکی نشانیاں ۴/۲۰؛ کے بارے میں مجادلہ کرنا ۳/۲۲، ۸؛ کی
 محبت: اس کا پیش خیمہ ۳۸/۲۲؛ کی طرف سے مدح ۳۵، ۴۸/۲۲؛ کی مشیت ۱۸/۲۲؛ اسکے اثرات ۳۴/۲۰، ۵۵،
 ۹/۲۱، ۱۱/۸۱، ۲۲/۲، ۱۶؛ اسکی نشانیاں ۵/۲۲؛ کا معبود ہونا: اس کا پیش خیمہ ۳۳/۲۲؛ کے مقدرات ۳۰/۲۰
 ۲۱/۱۰۱؛ ان پر راضی ہونا ۳۰/۲۰؛ ان کا علم ۸۴/۲۱؛ کو نفع پہچانا: اسکی سوچ ۱۳۲/۲۰؛ کی مہربانی ۳۰/۲۰،
 ۱۲۲، ۴/۲۱؛ کی مہلت ۱۲۹/۲۰، ۳۳/۳۸؛ اس کا فلسفہ ۳۸/۲۲؛ کے نام ۲۶/۲۱؛ کا نجات دینا ۳۰/۲۰، ۶۸،
 ۸۰، ۲۱/۴۱، ۲۲، ۸۸، ۴۴، ۴۶، ۴۳/۱۵؛ کی نصرتیں ۲۲/۳۹، ۶۰، ۳۰؛ ان کے دلائل ۲۲/۶۱؛ ان کا پیش خیمہ
 ۳۰، ۳۱، ۴۸/۲۲؛ ان سے محرومیت کے عوامل ۳۰/۲۲، ان سے محروم لوگ ۴۱/۲۲؛ انکی مدح ۴۸/۲۲؛ کی نظارت
 ۳۹/۲۰، ۲۱/۴۸، ۲۲/۸۲، ۱۴؛ کی نعمتیں ۳۰/۳۰، ۵۳، ۸۰، ۸۱، ۲۲/۴۸، ۳۶، ۳۶؛ انکی قدر و قیمت ۳۱/۲۰؛ ان
 سے استفادہ کرنا ۵۳/۲۰؛ ان کا فلسفہ ۸۱/۲۰؛ کا نقش و کردار ۳۶/۲۰، ۳۹، ۳۰، ۳۲، ۱۱۳، ۴/۲۱، ۴۳، ۲۶/۲۲؛
 کئے نواحب ۲۳/۲۰، ۱۳۱/۶۴؛ ان کا فلسفہ ۱۲۱/۲۰؛ کئے وعدہ ۳۲/۲۰، ۶۶، ۶۹، ۸۰، ۸۶، ۹۹، ۹/۲۱،
 ۱۰۳، ۱۰۱، ۹۴، ۸۸، ۳۸، ۱۰۶، ۲۲/۳۹، ۶۰؛ ان کے اثرات ۳۶/۲۰، ۱۰۱/۲۱؛ ان کا مذاق اڑانا ۳۴/۲۲؛
 ان سے بی اعتنائی کرنا ۸۶/۲۲؛ ان سے بے اعتنائی کرنے کے اثرات ۸۶/۲۰؛ ان کا علمی ہونا ۴۰/۲۰، ۱۳۵؛ ان
 کا قطعی ہونا ۲۱/۹۴، ۱۰۳، ۳۴/۲۲؛ انہیں جھٹلانے والے ۳۴/۲۲؛ کی دھمکیاں ۳۸/۲۱، ۱۰۹، ۲۲/۴۲؛ ان کا قطعی
 ہونا ۲۰/۹۴؛ کی ولایت: اسکے اثرات ۴۸/۲۲؛ اس کا پیش خیمہ ۴۸/۲۲؛ اسکی مدح ۴۸/۲۲؛ کا ہادی ہونا ۵۰/۲۰،
 ۱۲۳، ۲۱/۳۹، ۲۲/۲۳، ۳۴؛ کسی ہدایات ۵۰/۲۰، ۱۲۳، ۱۲۶، ۳۸/۲۱، ۱۶/۲۲؛ ان کئے اثرات
 ۲۳/۱۲۳، ۲۲/۲۰؛ انکی نشانیاں ۲۲/۲۰، ۵۰/۳۴؛ کا متنبہ کرنا ۱۱۹/۲۰، ۱۲۱، ۳/۲۱، ۳۸/۲۲؛ اس کا مذاق اڑانا
 ۳۸/۲۱؛ اس کا فلسفہ ۱۲۱/۲۰؛ نیز ک استغاثہ، استکبار، اطاعت، تمسک کرنا،

اختر، امید رکھنا، انقیاد، ایمان، خدا کے بندہ، یاد دہانی کرنا، خوف، تسبیح، سر تسلیم خم کرنا، توکل، حمد، ذبح کرنا، ذکر، سجدہ، شفاعت، عقل، عبادت، نافرمانی، عقیدہ، دل بستگی، غفلت، فطرت، کفر، تمایلات، مسجد الحرام، خدا سے روگردانی کرنے والے، خدا کے مغضوب بندے، خدا پر بہتان باندھنے والے، نماز، ضروریات، مایوسی

کفار: ۵۱/۲۲ کی اذیتیں ۱۳۰/۲۰، ۱۱۲/۲۱، ان پر صبر کرنا ۱۳۰/۲۰؛ کا مہلت طلب کرنا، اسے مسترد کرنا ۳۰/۲۱؛ کا مذاق اڑانا ۳۱/۲۱؛ کا روگردانی کرنا ۳۲/۲۱؛ کا اقرار ۳۶/۲۱، ان کا اخروی اقرار ۹۴/۲۱؛ کا امتحان ۱۳۱/۲۰، ۱۱۱/۲۱ کے دنیاوی وسائل ۱۱۱/۲۱، ان سے بے اعتنائی کرنا ۱۳۱/۲۰؛ کو ڈرانا ۱۳۵/۲۰، ۱۰۹/۲۱؛ کا پیش آنا: اسکی روش ۳۱/۲۱؛ کی بہانہ تراشی ۵۱/۲۰؛ کا بے پناہ ہونا ۳۳/۲۱؛ کی بے عقلی ۳۰/۲۱؛ کا غیر منقہ ہونا ۳۱/۲۱؛ کی سوچ ۳۸/۲۱؛ کا بے یار و مددگار ہونا ۳۹/۲۱، ۱۵/۲۲؛ کی پشیمانی ۳۶/۲۱؛ کی تبلیغ ۱۳۰/۲۰؛ کا حیرت زدہ ہونا ۳۰/۲۱؛ کا اخروی خوف ۹۴/۲۱؛ کا متنبہ ہونا: اس کا پیش خیمہ ۳۳/۲۲؛ اسکے عوامل ۳۶/۲۱؛ کی سازشیں ۱۱۰/۲۱؛ کی دھمکی دینا ۱۹/۲۱؛ کی ثروت: اسکے اثرات ۱۳۱/۲۰؛ اس سے استفادہ کرنا ۱۳۱/۲۰؛ کا جاہل ہونا ۳۹/۲۱؛ اسکے اثرات ۳۹/۲۱؛ کی آنکھ: اس کا خیرہ ہونا ۹۴/۲۱؛ کی حسرت ۳۶/۲۱؛ انکی اخروی حسرت ۹۴/۲۱؛ کی حق دشمنی ۵۳/۲۲؛ کا حق کو قبول نہ کرنا ۳۲/۲۱؛ کی دشمنی ۱۶/۲۰، ۱۱۲/۲۱، ۳۰/۲۲، ۵۳؛ انکی دشمنی اور مؤمنین ۶۹/۲۲؛ اس کا فلسفہ ۳۰/۲۲؛ کی دین دشمنی ۱۶/۲۰؛ کی ذلت ۳۳/۲۱؛ اس کیلئے کوشش ۹/۲۲؛ پر رحمت ۱۱۰/۲۱؛ کی آسائش: ان کا بے قدر و قیمت ہونا ۱۳۲/۲۰، کا آشکار کلام ۱۱۰/۲۱؛ کی مذمت ۳۰/۲۱، ۵۰؛ کا شکوک پیدا کرنا ۱۶/۳۰؛ کا شک۔ اسے دور کرنا ۵۵/۲۲؛ کی شکست ۳۴/۲۱، ۱۰۹؛ کے شکنجے ۴۳/۲۰؛ کی صفات ۳۶/۲۱؛ کی کمزوری ۳۳/۲۱؛ کا عبرت کو قبول نہ کرنا ۳۳/۲۱؛ کا عاجز ہونا ۳۰/۲۱؛ ان کا آخرت میں عاجز ہونا ۳۹/۲۱، ۳۰؛ کی چلہ بازی: اسکے عوامل ۳۹/۲۱؛ کا عذاب ۱۳۱/۲۰، ۳۶/۲۱، ۱۱۰؛ ان کا اخروی عذاب ۳۰/۲۱؛ ان کے اخروی عذاب کا دائمی ہونا ۳۰/۲۱؛ اس کا حتمی ہونا ۳۳/۲۱؛ اس کا خطرہ ۳۲/۲۱؛ ان کا مہلک عذاب ۳۳/۲۲، ۵۵؛ ان کا عذاب قبر ۱۲۳/۲۰؛ اس میں تاخیر کے عوامل ۱۲۹/۲۰؛ اسکی تاخیر کا فلسفہ ۱۱۱/۲۱؛ اس کا وقت ۱۰۹/۲۱؛ کا عقیدہ ۳۳/۲۱؛ کا آخرت میں پریشان ہونا ۳۰/۲۱؛ کی غفلت ۹۴/۲۱؛ کا انجام ۵۵/۲۲، ۴۲؛ ان کا اخروی انجام ۳۹/۲۲؛ ان کا برا انجام ۳۹/۲۲، ۴۲؛ اور مؤمنین کے درمیان قضاوت ۵۶/۲۲؛ کا دل: اسکی بیماری ۵۳/۲۲؛ اس کا سخت ہونا ۵۳/۲۲؛ جہنم میں ۴۳/۲۰، ۳۹/۲۱، ۳۰، ۹۸، ۹/۲۲، ۴۲؛ جہنم میں ان کا شکل و صورت ۴۲/۲۲؛ دنیا میں ۳۹/۲۱؛

قیامت میں ۳۹/۲۱، ۹۷/۳۰؛ صدر اسلام کے۔ ان کا دعوا ۱۳۵/۲۰؛ ان کا استکبار ۵۷/۲۲؛ ان کا مذاق اڑانا ۱۳۵/۲۰، ۳۷/۲۲؛ ان کا مذاق اڑایا جانا ۷۲/۲۲؛ ان کا امتحان ۱۱۱/۲۱؛ ان کے مادی وسائل ۱۳۱/۲۰؛ ان کی توقعات ۱۳۵/۲۰؛ انہیں ڈرانا ۳۷/۲۲، ۵۵؛ انکی سوچ ۳۷/۲۲؛ ان کی سازش ۱۱۰/۲۱؛ انکی دشمنی ۷۲/۲۲؛ انکی آسائش ۱۳۱/۲۰؛ ان کا سلوک ۷۲/۲۲؛ ان کے غضب کی شدت ۷۲/۲۲؛ ان کی غضب کا پیش خیمہ ۷۲/۲۲؛ انکی سرزنش ۳۶/۲۲؛ ان کے غضب کی شدت ۷۲/۲۲؛ ان کی اذیتوں پر صبر ۵۹/۲۲؛ انکی صفات ۵۷/۲۲؛ ان کا ظلم ۳۹/۲۲؛ ان کا عبرت کو قبول نہ کرنا ۳۶/۲۲؛ ان کا عذاب ۱۰۹/۲۱؛ ان کے عذاب کا حتمی ہونا ۳۷/۲۲؛ انکے عذاب کی تاخیر کا فلسفہ ۱۱۱/۲۱؛ ان کا علم ۱۲۸/۲۰، ۱۳۳؛ صدر اسلام کے دو لٹمند کفار ۱۳۱/۲۰؛ ان کا کفر ۱۳۳/۲۰؛ تلاوت قرآن کے وقت ۷۲/۲۲؛ اور آسمانی کتب ۱۳۳/۲۰، ان کا کی ضد بازی ۱۳۳/۲۰؛ ان کیلئے مہلت ۱۲۹/۲۰؛ ان دلوں کے اندھا ہونے کی نشانیاں ۳۷/۲۲؛ انکی شکست کا وقت ۱۱۱/۲۱؛ ان کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۱۳۵/۲۰؛ اور آفاقی آیات ۳۲/۲۱؛ اور انبیاء ۳۱/۲۱؛ عذاب کے وقت ۳۹/۲۱، ۳۰، ۳۶؛ کے دلوں کا اندھاپن ۳۶/۲۲؛ کی سزا ۱۱۰/۲۱، ۹/۲۲؛ انکی اغروی سزا ۷۳/۲۰، ۹/۲۲؛ کا مال: اس کا بے قدر و قیمت ہونا ۱۳۲/۲۰؛ کا مواخذہ: اس میں تاخیر ۱۲۹/۲۰؛ کے ساتھ مبارزت: اسکی روش ۱۳۰/۲۰؛ کی اغروی محرومیت ۱۱۱/۲۰، ۳۰/۲۱؛ کے ساتھ نرم سلوک ۶۸/۲۲؛ کی مشکلات ۱۵/۲۲؛ کا مکر: اس سے ممانعت ۱۶/۲۰؛ اس سے نجات حاصل کرنا ۱۶/۲۰؛ پر نصیحت کا اثر نہ کرنا ۳۲/۲۱؛ کو مہلت دینا ۱۲۹/۲۰، ۱۳۰، ۳۳/۲۲؛ اس کا فلسفہ ۱۳۰/۲۰، ۳۳/۲۲؛ ان کیلئے دنیوی مہلت ۳۰/۲۱؛ کی ہدایت ۳۹/۲۱؛ کو خبردار کرنا ۱۱۰/۲۱؛ کی ہلاکت ۲۲/۲۱، ۳۳/۳۷؛ اسکی تاخیر کا فلسفہ ۱۲۹/۲۰؛ کی ہم آہنگی ۳۱/۲۱؛ کی مایوس: اسکی اہمیت ۱۶/۲۰ نیز ر_ک بشارت، جہاد، کفار مکہ، آنحضرت (ص)، مایوسی کفار مکہ: پر حجت تمام کرنا ۱۳۵/۲۰؛ کا مذاق اڑانا ۳۶/۲۱؛ کا سلوک: اسکی روش ۳۶/۲۱؛ کی سوچ ۱/۲۱؛ کا تعصب ۳۶/۲۱؛ کی تہمتیں ۳۸/۲۱؛ کی زندگی: اسکی سطح ۱۳۱/۲۰؛ کی شکست ۳۷/۲۱؛ اس کا وعدہ ۳۸/۲۱؛ کے سینے کی تنگی ۳۶/۲۱؛ کا عاجز ہونا ۳۶/۲۱؛ کی جلد بازی: اس کا پیش خیمہ ۳۸/۲۱؛ کا عذاب ۱۳۵/۲۰، ۳۷/۲۱؛ ان کا دنیوی عذاب ۷/۲۱؛ کا مقابلہ ۶/۲۱؛ کو خبردار کرنا ۳۷/۲۱؛ کی ہلاکت ۱۵/۲۰، ۳۷/۲۱؛ اسکی تاخیر کا فلسفہ ۳۷/۲۱؛ اس کا وعدہ ۳۸/۲۱ کتاب: ۱۰/۲۱

کذب: ر_ک جھوٹ/کرامت: کا پیش خیمہ ۲۷/۲۱؛ کے عواہل ۲۶/۲۱ نیز ر_ک فرشتے

کشتی: کی حرکت ۶۵۵/۲۲؛ اس کا سرچشمہ ۶۵/۲۲

کعبہ: کا احترام ۲۶/۲۲؛ کو تعمیر کرنے والے ۲۶/۲۲؛ کی بنیاد رکھنے والا ۲۶/۲۲؛ کی تاریخ ۲۶/۲۲، ۲۹، ۳۳؛ کو پاکیزہ کرنا ۲۶/۲۲؛ کو معین کرنا: اس کا سرچشمہ ۲۶/۲۲؛ میں عبادت ۲۶/۲۲؛ کی فضیلت ۲۵/۲۲، ۲۶؛ کا تقدس ۲۵/۲۲، ۲۶؛ کی قدمت ۲۹/۲۲، ۳۰؛ طوفان نوح کے وقت ۲۹/۲۲؛ کی مالکیت ۲۹/۲۲؛ کا متولی ۲۶/۲۲؛ کا نام رکھنا: اس کا فلسفہ ۲۹/۲۲؛ میں توحید عبادی کی نشانیاں ۲۶/۲۲؛ کا نقش و کردار ۳۳/۲۲ نیز ر ک ذکر کفارہ: ر ک حرام

کفر: کے اثرات ۹/۲۱، ۳۰، ۹۴، ۳۱/۲۲؛ اسکے اخروی اثرات ۴۳/۲۰؛ کی بخشش: اسکے شرائط ۸۲/۲۰؛ سے اجتناب کرنا ۳۳/۲۲؛ اسکی پاداش ۴۶/۲۰؛ کی تاریخ ۳۳/۲۱؛ کا پیش خیمہ ۱۵/۵۶، ۲۲/۲۰؛ کا ظلم ۳۶/۲۱؛ کے عوامل ۴/۲۱؛ خدا کے ساتھ: اسکے اثرات ۲۵/۲۲؛ اس کا گناہ ۲۵/۲۲؛ اس کا پیش خیمہ ۵۴/۲۲؛ قیامت کے ساتھ: اس کا پیش خیمہ ۱۶/۲۰؛ کی سزا ۲/۲۰، ۵۴/۲۲؛ کا گناہ ۴/۲۰، ۴۳؛ کے موارد ۹۸/۲۱ نیز ر ک استغفار، ڈرنا، بشارت، توبہ، راہبران، عذاب، فرعون، قوم نوح، کفار، مشرکین

کفران: نعمت ۳۸/۲۲؛ اسکے اثرات ۸۱/۲۰؛ اس سے اجتناب کرنا ۸۱/۲۰؛ اس کا گناہ ۸۱/۲۰ نیز ر ک انسان، خیانت کرنے والے، سامری، مؤمنین، مشرکین
کلمہ توحید: کی پاکیزگی ۲۳/۲۲

کلیسا: کا احترام ۳۰/۲۲؛ کی حفاظت ۳۰/۲۲

کمال: کے اثرات ۶۳/۲۲؛ کے عوامل ۵۱/۲۱ نیز ر ک ابراہیم، انسان، خدا، عورت، سچے معبود، موسیٰ، ہارون
کمی: ر ک قیامت

کنیہ: کا احترام ۳۰/۲۲؛ کی حفاظت ۳۰/۲۲

کوشش: کے اثرات ۹۳/۲۱؛ کا پیش خیمہ ۱۵/۲۰؛ نیز ر ک عبادت کفار، آنحضرت، مکہ کے مسلمان،

مشرکین، موسیٰ، نماز

کوشش: برک سبی

کوہ طور: کی آگ ۱۰/۲۰، ۱۴/۱۱؛ اسکی اہمیت ۱۰/۲۰؛ اسکی حقیقت ۱۱/۲۰؛ کا تقدس ۸۰/۲۰؛ کی دعوت ۸۰/۲۰؛ کی دائیں طرف ۸۰/۲۰؛ میں مناجات ۸۰/۲۰؛ کا کردار ۶/۲۰؛ نیز برک موسیٰ

"گ"

گائے: کی خلقت: اس کا فلسفہ ۵۳/۲۰؛ کا گوشت: اس کا حلال ہونا ۲۸/۲۲، ۳۰؛ نیز برک حج، نعمت
گرز: برک جہنم

گرمی: برک آدم (ع)، جہنم

گفتگو: برک خدا، شیطان، گناہ گار لوگ

گمراہ لوگ: وں سے امید رکھنا: اسکی اہمیت ۹۰/۲۰؛ وں کے ساتھ سلوک: اسکی روش ۹۴/۲۰؛ وں کا محسوس ہونا ۱۲۵/۲۰؛ وں کو دعوت ۶۴/۲۲؛ وں کو نظر انداز کرنا ۹۴/۲۰؛ وں کے ساتھ قطع تعلقی کرنا ۹۴/۲۰؛ وں کا اخروی
اندھا پن ۱۲۳/۲۰، ۱۲۵؛ وں کے ساتھ مبارزت: اسکی روش ۲۴/۲۰؛ وں سے محبت ۹۰/۲۰؛ صدر اسلام کے
وں کو مہلت دینا ۱۲۹/۲۰؛ نیز برک امیدوار ہونا، گمراہی

گمراہی بدترین ۱۲/۲۲؛ کی پیش گوئی ۸۶/۲۰؛ کا پیش خیمہ ۱۲۳/۲۰؛ کے عوامل ۹۶/۲۰، ۴۹، ۱۰۰، ۱۲۱، ۱۲۳،
۵۳/۲۱، ۳/۲۲، ۳۱؛ اصلی سبب تلاش کرنا ۹۵/۲۰؛ اس کا کردار ۸۵/۲۰؛ کے درجے ۱۲/۲۲؛ سے ممانعت ۹۲/۲۰؛
کا سرچشمہ ۱۶/۲۲؛ کے موارد ۵۳/۲۱، ۹/۲۲؛ کے موانع ۹۰/۲۰، ۱۲۳؛ نیز برک: امتیں، انسان، بت پرستی، بیمار
دل لوگ، راہبران، سخت دل لوگ، شرک، صراط مستقیم، قرآن، گمراہ لوگ، لوگ

گناہ: کے اثرات ۱۲۱/۲۰، ۲۹/۲۱؛ کی بخشش ۴۳/۲۰، ۵۰/۲۲؛ سے اجتناب کرنا ۸۲/۲۰؛ اسکی پاداش ۴۶/۲۰؛
پر مجبور کرنا ۴۳/۲۰؛ کا کفارہ دینا: اسکے عوامل ۵۰/۲۲؛ کا پیش خیمہ ۱۱/۲۰،

4 / 7 2؛ کے عوائل ۱۰۰/۲۰؛ کبیرہ۔ ۶۱/۲۰، ۸۱، ۹۹/۲۱، ۱۱/۲۲، ۲۵، ۳۰؛ ناقابل بخش۔ ۱۲۹/۲۰،
۲۹/۲۱، ۱۱/۲۲، ۱۸، ۱۹، ۲۵؛ کے موانع ۳/۲۱، ۲۸، ۳۹

(خاص موارد اپنے اپنے موضوع میں تلاش کیے جائیں)

گناہ گار لوگ ۴۳/۲۰۔ وں کا اخروی جواب ۱۲۶/۲۰؛ وں کا اخروی سوال ۱۲۶/۲۰؛ وں کی اخروی حیرت
۱۰۲/۲۰۔ وں کا اخروی خوف ۱۰۲/۲۰؛ وں کا فرق ۱۲۱/۲۰؛ وں کا توبہ ۸۲/۲۰؛ وں کی آنکھ: اس کا خیرہ ہونا
۱۰۲/۲۰؛ وں کا محسوس ہونا: اس کا سرچشمہ ۱۰۲/۲۰؛ اسکی خصوصیات ۱۰۲/۲۰؛ وں کا اخروی خضوع ۱۱۱/۲۰۔
وں کی اخروی ذلت ۱۱۱/۲۰؛ وں کی اخروی وضع قطع ۱۱۱/۲۰؛ وں کا چہرہ: اس کا رنگ ۱۰۲/۲۰؛ وں کا انجام:
۱ سے بیان کرنا ۱۱۳/۲۰؛ دن کا برا انجام ۱۰۲/۲۰؛ وں کی اخروی سزا ۱۰۲/۲۰؛ وں کی اخروی گفتگو ۱۰۳/۲۰۔
وں کی اخروی محرومیت ۱۱۱/۲۰؛ وں کی اخروی سرگوشی ۱۰۳/۲۰؛ وں کی اخروی پریشانی ۱۰۲/۲۰ نیز۔ ک گناہ
گواہ: ر۔ ک خلقت: امتیں، توحید، مسلمان

گمان: ر۔ ک قوم ابراہیم، یونس

گھرانہ: کی اہمیت ۸۳/۲۱؛ کی دینی تربیت: اسکی اہمیت ۱۳۲/۲۰؛ کی مشکلات ان کی دور کرنے کا ذمہ دار ۱۱۴/۲۰۔
کا نقش و کردار ۵۳/۲۱؛ کی ضروریات: انہیں پورا کرنا ۱۰/۲۰ نیز۔ ک ایوب، آنحضرت (ع)، موسیٰ (ع)، نوح
گواہی: کے اثرات ۶۱/۲۱؛ جھوٹی: اس کا گناہ ۳۰/۲۲ نیز۔ ک: ابراہیم، خدا، قوم ابراہیم، آنحضرت (ص)، مسلمان
گوشت: ر۔ ک جاہلیت، چوپائے، حج، اونٹ، گائے، بھیڑ بکرے
گہوارہ: ر۔ ک قرآن کی تشبیہات
گیند کی شکل میں ہونا: ر۔ ک زمین

"ل"

لباس: آتشین لباس ۱۹/۲۲ نیز۔ ک بہشتی لوگ، جہنمی لوگ، تمایلات
لاچ:

لیچڑیں: رِک بنی اسرائیل، عذاب، فوعون، قوم ابراہیم، کفار، مشرکین
لج: رِک طمع

لقاء الله: كويانا: اسكى روش ۹/۲۲؛ كاپيش خيمه ۲۵/۲۲

لوٹ (ع): کی افیت ۲۱/۴۱، ۴۲؛ کی پاکیزگی: اسکے اثرات ۲۱/۴۵؛ کی پیش قدمی ۲۱/۹۰؛ کی تبلیغ: اس کا اثر نہ کرنا ۲۱/۴۳؛ پر جھوٹ کی تہمت ۲۲/۳۳؛ کے زمانے کا معاشرہ ۲۱/۴۱؛ کی حکمت: اس کا سرچشمہ ۲۱/۴۳؛ کی صلاحیت: اسکے اثرات ۲۱/۴۵؛ کا علم لدنی ۲۱/۴۳؛ کا عمل خیر ۲۱/۹۰؛ کے فضائل ۲۱/۴۳، ۲۱/۴۵؛ کا قصہ ۲۱/۴۱، ۲۱/۴۳؛ کی قضاوت: اس کا سرچشمہ ۲۱/۳؛ صالحین میں سے ۲۱/۴۵؛ کا مقام و مرتبہ ۲۱/۴۳؛ کو جھٹلانے والے ۲۲/۳۳؛ کی نبوت ۲۲/۳۳؛ کی نجات ۲۱/۴۳؛ کی ہجرت ۲۱/۴۱

لچک دار ہونا: ر_ک اسلام

لوگ:۔ وں کا مرتد ہونا: اسکے اثرات ۸۶/۲۰؛ وں کو دھوکہ دینا: اسکی پریشانی ۶۷/۲۰؛ وں کے حقوق: ان سے تجاوز کرنا ۲۵/۲۲؛ ان سے تجاوز کرنے کی سزا ۲۵/۲۲؛ ان سے تجاوز کرنے کا گناہ ۲۵/۲۲؛ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے۔ ۴۰/۲۱؛ وں کی گمراہی اسکے اثرات ۸۶/۲۰؛ اس سے ممانعت ۹۲/۲۰، ۹۳؛ صدر اسلام کے۔: ان کا سوال ۱۰۵/۲۰؛ ان کے سوال کے اثرات ۱۰۵/۲۰؛ ان کے سامنے تلاوت قرآن ۴۲/۲۲؛ انکو دعوت ۴۲/۲۲؛ یہ اور قرآن ۴۲/۲۲؛ کا نقش و کردار ۹۳/۲۱؛ وں کی ہدایت: اسکی اہمیت ۴۹/۲۰، ۹۳؛ وں کی ہمراہی: اسکی اہمیت ۸۳/۲۰

نیز رک تبلیغ، جزیرۃ العرب، داود

لیاقت: کا کردار ۲۲/۷۵

اشارے (۵)

"م"

ماں: کا مقام و مرتبہ: اس کا پیش خیمہ ۳۸/۲۰: کا نقش و کردار ۳۰/۲۰ نیز ر_ک روابط، جذبات، موسیٰ، ہارون

مال: کی قدر و قیمت ۱۱/۲۲: کا خیر ہونا ۱۱/۲۲: کا سرچشمہ ۳۵/۲۲ نیز ر_ک ایوب، کفار، مومنین

مال: ر_ک آخرت، آسمان، خلقت، انسان، دنیا، عرش، موجودات

مالکیت: کے احکام ۵۸/۲۱: دائمی: اس تک پہنچنا ۱۲۰/۲۰: اسکی درخواست ۱۲۰/۲۰: غیر خدا کی ۱۹/۲۱

نیز ر_ک بت، خدا، سرزمین، فرعون، فرعونی لوگ، کعبہ، سچے معبود

ماحول بنانا: ر_ک فرعون، موسیٰ (ع) مقدس مقامات: ۲۲/۲۰، ۸۰، ۱۲/۳۳ کا احترام: ۲۲/۲۰، ۱۲/۳۰: کی تاریخ

۳۰/۲۲: کو گرانا: اسکے موانع ۳۰/۲۲: کی حمایت ۳۰/۲۲: کا دفاع کرنا: اسکی اہمیت ۳۰/۲۲: کا تقدس: اسکے

عوامل ۳۰/۲۲: اس کا فلسفہ ۱۳۰/۲۲: کی حفاظت ۳۰/۲۲: کا کردار ۳۰/۲۲

متنبہ ہونا: اس کا پیش خیمہ ۳۶/۲۲: اسکے عوامل ۱۳/۲۱، ۳۶ نیز ر_ک امتیں، انبیاء، انسان، عبادت کرنے والے

، فطرت، قوم ابراہیم، مشرکین، کفار

مچھلی: ر_ک یونس (ع) بتلا ہونا: عذاب میں: اسکے اثرات ۱۳/۲۱

ایجاد ر_ک کامرند ہونا: اسکے اثرات ۲۲/۲۰، ۸۶/۱۱: سختی کے وقت ۱۱/۲۲: اس کا سزا ۲۲/۲۰، ۸۶/۱۱: اس کا گناہ

۱۱/۲۲ نیز ر_ک بنی اسرائیل، توبہ، فرعون کے جادوگر، سامرے، سختی، قیامت، لوگ، مسلمان

مدد طلب کرنا: بنی اسرائیل سے ۹۷/۲۰: رب سے ۱۱۲/۲۱ نیز ر_ک فرعون

مہلت طلب کرنا: ر_ک کفار، ہارون (ع)

محبت: وراثت سے ۸۹/۲۱؛ خدا کی تسبیح سے ۳۵/۲۰؛ حفظ قرآن سے ۱۱۳/۲۰؛ ذکر خدا سے ۳۵/۲۰؛ زیورات سے ۲۳/۲۲؛ ریشمی لباس سے ۲۳/۲۲؛ موسیٰ سے ۳۹/۲۰

نیز رک انبیائی، انسان، فرعون کے جادوگر، فرعون، فرعونى لوگ، آنحضرت (ص)، موسیٰ ہارون مشکل میں گرفتار ہونا: رک ایوب، یونس

مادی: ان سے روگردانی کرنا ۱۳/۲۰ نیز رک: خدا، موسیٰ

متکبر: کے اثرات ۹، ۵۴/۲۲؛ کے مذمت ۹/۲۲؛ کے موانع ۱۹/۲۱ نیز رک راہبران، عمل، فرعون، مکہ

مادی وسائل: کی قدر و قیمت ۱۳۱/۲۰؛ کا عطا کرنا: اسکے شرائط ۸۱/۲۱؛ کی جذابت ۱۳۱/۲۰؛ کا سرچشمہ ۱۳۱/۲۰

۲۱/۲۳ نیز رک ادم، بہشت، جنین، رحم، فرعون، مؤمنین، مسجد الحرام، مکہ، موسیٰ، نعمت پسند

معافی: رک بخشش

مشکلات: کا فلسفہ ۸۳/۲۱

معاشرتی تبدیلیاں: ان میں موثر عوامل ۸۵/۲۰

معاشرہ: معاشرتی آسیب شناسی ۸۱/۲۰، ۸۸، ۹۶، ۱۱/۲۱، ۱۳، ۲۲، ۴۴/۳۸

محاسبہ کرنا: محاسبہ کرنے کا ذریعہ: اس کا متعدد ہونا ۳۴/۲۱؛ میں عدل و انصاف ۳۴/۲۱؛ اخروی محاسبہ: اس میں عدل و

انصاف ۳۴/۲۱؛ اس سے غافل لوگ ۱/۲۱؛ اس کا معیار ۳۴/۲۱ نیز رک انسان، خدا، عمل، غفلت، قیامت، باطل

معبود، مقربین

فرشتہ، موجودات، حسرت

ممنوعہ درخت: سے کھانا ۱۲۱/۲۰؛ اسکے اثرات ۱۲۱/۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳؛ اس کا پیش خیمہ ۱۲۱/۲۰، ۱۲۰ نیز رک آدم

، حوا (ع)

مطالبات: کو حاصل کرنا: اسکے عوامل ۳۶/۲۰ نیز رک بہشت

محشور ہونا:

سب کا ۱۰۸/۲۰: اس کا طریقہ ۱۲۶/۲۰: اسکی جگہ ۱۰۴/۲۰ نیز ر ک انسان، خدا، غافل لوگ، قیامت، گمراہ لوگ، گناہ کار لوگ

مٹی: کونٹے میں تبدیل کرنا ۵/۲۲: تر ۶۰/۲۰: کی رطوبت: اسکے اثرات ۶/۲۰: کے فوائد ۵/۲۲ نیز ر ک انسان: خلقت

معاشرتی طبقات: صدر اسلام میں ۱۳۱/۲۰ نیز ر ک گذشتہ اقوام

معاشرتی گروہ: ۳۵/۲۱، ۱۸/۲۲، ۵۱

صدر اسلام کے ۱۱/۲۲

موقع شناسی: ر ک موسیٰ

مآجوج: کی کامیابی ۹۶/۲۱: کا خروج ۹۶، ۹۴/۲۱: کا قصہ ۹۶/۲۱: کا حملہ ۹۶/۲۱: کی وسعت ۹۶/۲۱ نیز ر ک یاجوج

مایوس لوگ: وں کا بے یار و مددگار ہونا ۱۵/۲۲: وں کی مشکلات ۱۵/۲۲ نیز ر ک مایوس مؤمنین ۵۱/۲۲

کا اغروی سکون: اسکے عوامل ۱۱۲/۲۰: کی بخشش ۸۲/۲۰، ۵۰/۲۲: کا استقبال ۱۰۳/۲۱: کا اطمینان: اس کا

سرچشمہ ۳۸/۲۲: کا اغروی امن: اسکے عوامل ۱۱۲/۲۰: کی امید رکھنا ۴۴/۲۲: کا غم و اندوہ: اسے دور کرنا ۸۸/۲۱:

کا اتفاق ۳۵/۲۲: کو بشارت دینا ۱۸/۲۱، ۱۰۳، ۹/۲۲: کی پاداش ۹۶/۲۱: انکی اغروی پاداش ۱۳/۲۲، ۵۰، ۵۶:

اسکی ضمانت ۹۳/۲۱، ۱۳/۲۲، ۲۳: اس کا سرچشمہ ۱۳/۲۲: کی کامیابی ۳۴/۲۱، ۳۸/۲۲: اس کا وعدہ ۹/۲۱، ۸: کا

خوف ۴۴/۲۲: کی حوصلہ افزائی ۹/۲۱: کی شرعی ذمہ داری ۳۰/۲۰: کی توحید عبادی ۲۳/۲۲: کو نصیحت ۳۰/۲۲،

۴۸، ۲: پر جھوٹ کی تہمت ۳۸/۲۱: کا مالی جہاد ۴۸/۲۲: کا حامی ۳۸/۲۲: کے دشمن: ان کی خیانت ۸/۲۲: ان کا

کفران ۳۸/۲۲: انکی قدرت کی محدودیت ۴۲/۲۰: انکی ہلاکت ۹/۲۱: کو دعوت ۴۴/۲۲: کی دعوت ۴۲/۲۲: کو تسلی

دینا ۹/۲۱: کی جہنم سے دوری ۱۰۱/۲۱: کا رنج: اسکے عوامل ۴۳/۲۱: کی اغروی روزی ۵۰/۲۲: کی خوشی

۳۳/۲۲: کی سعادت ۳/۲۲: کی شرک دشمنی: اس کا سرچشمہ ۲۳/۲۲: کا شک: اس کے دور کرنے کا سرچشمہ ۳۸/۲۲:

کا شکنجہ ۴۳/۲۰: کا صبر ۳۳/۲۲: کی صفات ۳۵/۲۲: انکی پسندیدہ صفات ۱۰۱/۲۱: کا علم ۵۳/۲۲: کا عمل: اس

کی نیت ۹۶/۲۱: عمل صالح ۹۳/۲۱: کا انجام: ان کا اچھا انجام ۳/۲۲: کے فضائل ۵۳/۲۲: ان کے اغروی فضائل

۱۰۳/۲۱: کے بارے میں اغروی قضاوت ۶۹/۲۲: بہشت میں ۲۳/۲۲، ۵۶:

قیامت میں ۱۰۱/۲۱، ۱۰۳؛ صالح۔ انکی پاداش ۲/۲۲؛ صدر اسلام کے۔ انکی توقعات ۴/۲۱؛ کا پورا پورا مقابلہ کرنا ۶۰/۲۲؛ سختی کے وقت ۳۵/۲۲؛ کا مبارزت؛ اسکی روش ۱۳۰/۲۰؛ کی ذمہ داری ۹/۲۲، ۳۶، ۴۴؛ کے مصالح ۴۴/۲۰؛ کا آخرت میں محفوظ ہونا ۱۰۳/۲۱؛ کا مقام و مرتبہ ۴۵/۲۰؛ ان کا اخروی مقام ۴۵/۲۰، ۴۶، ۱۰۱/۲۱، ۱۰۳؛ کی نجات ۸۸/۲۱؛ کا وعدہ ۹/۲۱؛ کا وعدہ ۳۹/۲۲؛ کی نعمتیں ۵۳/۲۲، ۴۸؛ کی نماز ۳۵/۲۲؛ کی معنوی ۱۱۲/۲۱؛ کے ساتھ وعدہ ۹/۲۱، ۸۸، ۱۰۱، ۱۰۳؛ کی ہدایت ۲۳/۲۲، ۳۴، ۵۳ نیز ر۔ ک آخرت، آیات الہی، بشارت، کفار، موسیٰ (ع)، نوح (ع)، وحی

مبارزت: ر۔ ک آزر، آیات الہی، ابراہیم، اسلام، انبیاء، بت پرستی، تقلید، تسبیح، توحید، فرعون کے جادوگر، حق، حمد، خرافات، دینی راہنما، شرک، طاغوت، سرکش لوگ، نافرمانی کرنے والے، فرعون، کفار، قرآن، کفار مکہ، گمراہ لوگ، بچھڑا پرستی، مؤمنین، آنحضرت (ص)، مشرکین، مشرکین مکہ، باطل معبود، موسیٰ (ع)، ہارون (ع)

مبلغین:۔ کا اتمام حجت کرنا ۱۰۹/۲۱؛ کا ادا کرنا ۶۹/۲۱؛ کا انذار کرنا ۱۰۹/۲۱؛ کی عملی دعوت ۱۳۲/۲۰؛ کا صبر ۱۳۲/۲۰؛ کی عبرت ۹/۲۰؛ مشکل کے وقت ۹۶/۲۱؛ کی ذمہ داری ۲۸/۲۰، ۶۱، ۳۲، ۲۳/۲۱، ۱۰۹؛ کی خصوصیات ۲۵/۲۰ نیز ر۔ ک فرعون

متقین:۔ کا اچھا انجام ۱۳۲/۲۰؛ کا خشیت ۳۹/۲۱؛ کے فضائل ۱۳۲/۲۰، ۳۸/۲۱؛ آسمانی کتابوں میں: ان کے فضائل ۳۸/۲۱؛ کی خصوصیات ۳۹/۲۱؛ کی ہدایت ۳۸/۲۱ ملزمین: ملزم کا اقرار ۶۲/۲۱؛ کے حقوق ۹۳/۲۰

مجادلہ:۔ کے احکام ۳/۲۲؛ میں بہان ۳/۲۲، ۸؛ میں غیر منطقی روش ۲۲/؛ کا جواز: اسکے شرائط ۳/۲۲، ۸ نیز ر۔ ک توحید، حق، خدا، مشرکین

مجاہدین:۔ کا امر بالمعروف ۳۱/۲۲؛ کی زکوٰۃ ۳۱/۲۲؛ کی نماز: اسے قائم کرنا ۳۱/۲۲؛ کا نہی از منکر ۳۱/۲۲؛ کی خصوصیات ۳۱/۲۲

مجرمین:۔ کی سزا ۵۱/۲۰ / مجسمہ: ر۔ ک سامری، بچھڑ مجوسی:

_ اہل کتاب میں سے ۱۴/۲۲

محبوسیت: ر_ک توجید

محاسبہ: ر_ک حساب لین

محبت: _کاسر چشمہ ۳۹/۲۰ نیز ر_ک خدا، گمراہ لوگ

محبت خدا: _سے محروم لوگ ۳۸/۲۲

مجبوبین: _سے سوء استفادہ کرنا ۸۸/۲۰

محبوبیت: ر_ک موسیٰ، ابراہیم

محرمات: ۶۹/۲۰، ۳۰/۲۲ نیز ر_ک جاہلیت

محرومیت: دنیوی: _اسکے اثرات ۱۱/۲۲

معاشرتی ماحول: _کاجبر ۴۳/۱۲

مخالفین: _کے ساتھ سلوک: اچھی روش ۲۳/۲۱ نیز ر_ک صالح، آنحضرت (ص)، نوح (ع)، ہود (ع)

مدح: ر_ک خدا، خدا کا خوف رکھنے والے

مینجمنٹ: _کی آفات ۵۲/۲۰; _کی وحدت: اسکے اثرات ۲۲/۲۱ نیز ر_ک سربراہان ادارات، ہارون

مدین: ر_ک موسیٰ

مدینہ: _کی طرف ہجرت ۳۰/۲۲

مذہب: ر_ک دین نگرانی کرنا ر_ک: سخن، شیاطین، مستعد لوگ، نماز

مرتد: _کے احکام ۹۴/۲۰; _کو علاقہ بدر کرنا ۹۴/۲۰; _یہودیت میں ۹۴/۲۰; _کا مغضوب ہونا ۸۶/۲۰

مرد: _کا دھوکہ کھانا; اس کا پیش خیمہ ۱۴/۲۰ نیز ر_ک انبیاء

مردے: انہیں زندہ کرنا ۸۳/۲۱، انہیں آخرت میں زندہ کرنا ۱۰۲/۲۰، ۶/۲۲، ۷، ۶۶، انہیں آخرت میں زندہ کرنے کے دلائل ۵/۲۲، ۶، ۷؛ انہیں زندہ کرنے سے عاجز ہونا ۲۱/۲۱؛ انہیں زندہ کرنے کا سرچشمہ ۲۱/۲۱ نیز ر_ک ایمان موت: کا تسلسل ۳۳/۲۱؛ کا حتمی ہونا ۳۵/۲۱، ۶۶/۲۲؛ کی حقیقت ۳۵/۲۱، ۵/۲۲؛ سے عبرت ۳۳/۲۱؛ کا عام ہونا ۳۵/۲۱؛ کا قیامت تک فاصلہ ۱۰۳/۲۰؛ کا نقش و کردار ۷/۲۲ نیز ر_ک انبیائی، انسان، ایوب، بڑھایا، جہنم، راہبران، زندگی، عزرائیل، اولاد، آنحضرت (ص)، مہاجرین، شریک حیات مروارید: ر_ک بہشتی لوگ

مریم: کا حمل: اس کا معجزانہ ہونا ۹۱/۲۱؛ اس کا سرچشمہ ۹۱/۲۱؛ کا تقرب ۹۱/۲۱؛ کی شخصیت ۹۱/۲۱؛ کی عفت ۹۱/۲۱؛ اسکے اثرات ۹۱/۲۱؛ کے فضائل ۹۱/۲۱؛ کا قصہ ۹۱/۲۱؛ اس سے عبرت ۹۱/۲۱؛ آیات الہی میں سے ۹۱/۲۱؛ میں روح پھونکنا ۹۱/۲۱ نیز ر_ک ذکر

مست: ر_ک قرآن کی تشبیہات مستعد لوگ: وں کی نگرانی ۳۳/۲۰ مستکبرین: کا گمراہ کرنا ۹/۲۲؛ کا سلوک: اسکی روش ۶۳/۲۰؛ کی حق دشمنی ۶۳/۲۰؛ کے مطالبے ۹/۲۲؛ کی دشمنی ۹/۲۲

مسجد: کا احترام ۳۰/۲۲؛ کی حفاظت ۳۰/۲۲ مسجد الحرام: کے آداب ۲۹/۲۲؛ کا امن ۲۵/۲۲؛ کی برکات ۲۸/۲۲؛ میں پاکیزگی ۲۹/۲۲؛ کی تاریخ ۲۵/۲۲؛ میں حقوق سے تجاوز کرنا ۲۵/۲۲؛ کو پاک کرنا: اسکی اہمیت ۲۶/۲۲؛ کا خیر ہونا ۲۸/۲۲؛ میں رکوع ۲۶/۲۲؛ کی زیارت ۲۵/۲۲؛ کے آداب ۲۶/۲۲؛ کی تاریخ ۲۵/۲۲؛ میں سجدہ ۲۶/۲۲؛ میں طواف ۲۶/۲۲؛ کا عمومی ہونا ۲۵/۲۲؛ کے متولی ۲۶/۲۲؛ کی نگرانی: اسکی اہمیت ۲۶/۲۲؛ سے روکنا ۲۵/۲۲؛ اس کا ممنوع ہونا ۲۵/۲۲؛ اس میں عبادت سے روکنا ۲۵/۲۲؛ میں نماز ۲۶/۲۲؛ کی خصوصیات ۲۵/۲۲ نیز ر_ک ابراہیم، جزیرۃ العرب

مصرفین: ۱۲۴/۲۰، ۹/۲۱، ۱۱- کی بخشش: اسکے شرائط ۸۲/۲۰؛ کی توبہ: اسکے اثرات ۸۲/۲۰؛ کی دشمنی ۹۰/۲۱؛ کی زندگی: اس کا سخت ہونا ۱۲۴/۲۰؛ کا عذاب: اس کا دائمی ہونا ۱۲۴/۲۰؛ ان کا اخروی عذاب ۱۲۴/۲۰؛ کا اخروی اندھاپن ۱۲۴/۲۰؛ کی سزا ۱۲۴/۲۰؛ کی اخروی محرومیت ۱۲۴/۲۰ نیز ر- ک اسراف

مسلمان: وں کا اتحاد ۹۲/۲۱؛ وں کا برگزیدہ ہونا ۴۸/۲۲؛ وں کا دینی باب ۴۸/۲۲؛ وں کی کامیابی ۳۴/۲۱؛ اس کا جلدی کرنا ۳۴/۲۱؛ اس کا وقت ۱۰۹/۲۱؛ وں کی شرعی ذمہ داری ۶۴/۲۲، ۴۸؛ وں پر حجت ۴۸/۲۲؛ وں کے حقوق ۲۵/۲۲؛ ان کا مساوی ہونا ۲۵/۲۲؛ وں کے دشمن ۳۰/۲۲؛ وں کا دین ۹۲/۲۱؛ وں کی عزت: اسکے عوامل ۱۰/۲۱؛ وں کا عقیدہ ۳۰/۲۲؛ وں کے فضائل ۴۸/۲۲؛ وں کے گواہ ۴۸/۲۲؛ وں کی گواہی ۴۸/۲۲؛ آسمانی ادیان میں ۴۸/۲۲؛ قرآن میں ۴۸/۲۲؛ آسمانی کتب میں ۴۸/۲۲؛ صدر اسلام کے: انہیں اجرت دینا ۳۹/۲۲؛ ان کا سوال کرنا ۱۰۵/۲۰؛ ان کا دفاعی جہاد ۳۹/۲۲؛ انکی حمایت ۳۹/۲۲؛ ان میں آسائش پرستی کا خطرہ ۱۳۱/۲۰؛ انکی سطحی زندگی ۱۳۱/۲۰؛ انکی صفات ۱۰۵/۲۰؛ ان پر ظلم ۳۹/۲۲؛ ان کے ارتداد کے عوامل ۱۱/۲۲؛ ان کے ساتھ پورا پورا مقابلہ ۶۰/۲۲؛ ان کی نصرت ۳۹/۲۲؛ مظلوم مسلمان: انہیں نصیحت ۶۰/۲۲؛ ان کا مولا ۴۸/۲۲؛ کا نام رکھنا: اس کا سرچشمہ ۴۸/۲۲؛ کی نماز: اسکی قدر و قیمت ۱۳۲/۲۰؛ اسکی اہمیت ۱۳۲/۲۰؛ کی ہدایت ۱۳۵/۲۰؛ کا مددگار ۴۸/۲۲

مکہ کے مسلمان: وں کی درپردہ ۳۰/۲۲؛ وں کا نکال باہر کرنا ۳۰/۲۲؛ وں کی تبلیغ ۳۰/۲۲؛ وں کی کوشش: اس کا دائرہ ۳۰/۲۲؛ وں کی توحید اسکے اثرات ۳۰/۲۲؛ وں کے حقوق ۲۵/۲۲؛ وں کا عقیدہ ۳۰/۲۲؛ ۳۰/۲۲؛ وں کی ہجرت ۳۰/۲۲

مسیحیت: ر- ک توحید

مشاورت: ر- ک سلیمان (ع)، فرعون، لوگ، قضاوت، مشرکین، موسیٰ (ع) مشرکین: ۱۸/۲۲

پر اتمام حجت ۱۳۳/۲۰؛ کا احترام ۱۸/۲۲؛ کی اذیتیں ۱۱۲/۲۱؛ کا استغاثہ ۴۳/۲۲؛ کا دھوکہ کھانا ۳۱/۲۲؛ کا امتحان ۱۱۱/۲۱؛ کی امداد ۳۳/۲۱؛ کی دنیاوی وسائل ۱۱۱/۲۱؛ کی توقعات ۳۳/۲۱؛ کو ڈرانا ۱۰۹/۲۱؛ کے ساتھ نمٹنا: اس کی روش ۶۸/۲۲؛ کا پیش آنا: اسکی روش ۲/۲۱؛ کا غیر منطقی ہونا ۳/۲۱؛ کی سوچ ۳/۲۱، ۲۸، ۳۳، ۴۳/۲۲؛ انکی غلط سوچ ۲۲/۲۱؛ کا بے یار و مددگار ہونا ۳۳/۲۱؛ کا خیال ۴۸/۲۱؛ پر کامیابی ۹/۲۱؛ کی تبلیغ ۵/۲۱؛ کا خیرت زدہ ہونا ۵/۲۱؛ کو نصیحت ۱۲/۲۲؛ کی سازشیں ۳/۲۱، ۵، ۱۱۰؛ کی دھمکی ۹/۲۱، ۱۱، ۱۰۹، ۱۸؛

کی تہمتیں ۳/۲۱، ۵؛ کی جہالت: اس کا افشا کرنا ۲۲/۴۳؛ سے دلیل درخواست ۲۱/۲۳؛ کے دشمن ۲۲/۱۹؛ کی
 دشمنی ۲۱/۱۱۲، ۲۲/۶۸، ۶۹؛ کا فلسفہ ۲۲/۳۰؛ کو دعوت ۲۲/۶۴، ۴۳؛ کی ذلت ۲۲/۹؛ کی پستی ۲۲/۱۸؛ کی
 خوشحالی: اسکے اثرات ۲۱/۳۳؛ کی زندگی: اس کا کھوکھا ہونا ۲۱/۳؛ کا نقصان اٹھانا ۲۲/۱۳؛ کی آشکارا بات ۲۱/۱۱۰؛
 کی سرزنش ۲۲/۱۲، ۱۳؛ کی شکست ۲۱/۱۰۹، ۲۲/۹؛ کا عاجز ہونا ۲۱/۵، ۳۳؛ کے بے عقل ہونا: ان کا اخروی
 عذاب ۲۱/۱۰۰، ۲۲/۱۸، ۱۹؛ سے موخر کرنے کا فلسفہ ۲۱/۱۱۱، اس کا وقت ۲۱/۹؛ کا عقیدہ ۲۱/۳۳،
 ۲۲/۴۱، ۱۹؛ ان کا باطل عقیدہ ۲۰/۳۳، ۲۱/۲۶؛ کی لمبی عمر ۲۱/۳۳؛ کی غفلت ۲۱/۳؛ کی نشانیاں ۲۱/۲؛ کا
 انجام ۲۲/۹؛ ان کا اخروی انجام ۲۲/۳۹؛ ان کا دنیوی انجام ۲۲/۳۹؛ ان کا برا انجام ۲۲/۳۹، ۶۸؛ کی فریاد ۲۱/۱۰۰؛
 کے خلاف اخروی قضاوت ۲۲/۶۹؛ کا دل: اسکی بیماری ۲۲/۵۳؛ اسکی قساوت ۲۲/۵۳؛ کا براہیں ۲۱/۱۰۰؛ کی
 سزا ۲۱/۱۱۰؛ انکی اخروی سزا ۲۱/۲۱؛ کی ضد بازی ۲۲/۶۸؛ کے ساتھ مبارزت: اسکے اثرات ۲۱/۴۱؛ کی محرومیت
 ۲۱/۲۸، ۲۲/۴۱؛ انکی اخروی محرومیت ۲۲/۱۸؛ جہنم میں ۲۱/۹۹، ۱۰۰، ۱۹/۲۱، ۲۱؛ ان کا رس میں حتما داخل ہونا
 ۲۱/۹۸؛ صدر اسلام کے: ان کے حق کو قبول نہ کرنے کے اثرات ۲۱/۶؛ ان کے کفر کے اثرات ۲۱/۶؛ ان کا
 اعتراض ۲۲/۶۴؛ انہیں افشا کرنا ۲۱/۳؛ ان کا امتحان ۲۱/۱۱۱؛ انہیں ڈرانا ۲۲/۴۲؛ انکی بہانہ تراشی ۲۱/۵؛ ان کی بے
 عقلی ۲۱/۱؛ ان کا غیر منطقی ہونا ۲۲/۳؛ ان کی سوچ ۳۱/۵، ۱۸؛ ان کے خلاف پروپیگنڈا ۲۱/۵؛ ان کا تجاوز کرنا
 ۲۲/۶۰؛ ان کی تنگ نظری ۲۱/۲؛ انکی تحقیر ۲۲/۴۱؛ ان کی تنظیمی صورت ۲۱/۳؛ ان کے بتوں کا متعدد ہونا ۲۲/۳۰؛ ان
 کا تعصب ۲۲/۴۲؛ انکی کوشش ۲۲/۵۱؛ ان کی نصیحت ۲۲/۳۳، ۳۵؛ انکی سازش ۲۱/۳، ۱۱۰، ۲۲/۵۱؛ انکو دھمکی
 ۲۰/۱۲۸؛ انکی تہمتیں ۲۲/۳۲؛ انکی مخفی میٹنگیں ۲۱/۳، ۳؛ انکی مشاورتی میٹنگیں ۲۱/۳؛ انکی اکثریت کی جہالت ۱/۳۳؛
 انکی حق دشمنی ۲۲/۳۶؛ انکی اکثریت کا حق کو قبول نہ کرنا ۲۱/۲۳؛ ان کا حق کو قبول نہ کرنا ۲۱/۵؛ ان کے مطالبے ۲۱/۵؛
 انکی خیانت ۲۲/۳۸؛ انکی دشمنی ۲۲/۳، ۸، ۴۲؛ کے پروپیگنڈے کی روش ۲۱/۵؛ کے اسلام کا پیش خیمہ ۲۲/۳۸؛ ان
 کے متنبہ ہونے کا پیش خیمہ ۲۲/۳۸؛ انکی سرزنش ۲۲/۳، ۸؛ انکی روایت پرستی ۲۱/۲؛ انکی دشمنی کی شدت ۲۱/۵؛ ان کا
 شک ۲۲/۵۵؛ انکی اذیتوں پر صبر ۲۲/۶۰؛ ان کا عبرت قبول نہ کرنا ۲۲/۳۶؛ ان کا عذاب ۲۱/۱۰۹؛ ان کا عقیدہ ۲۲/۴۰؛
 ان کا باطل عقیدہ ۲۱/۲۱، ۲۲، ۲۶؛ انکی غفلت ۲۱/۱؛ ان کے عذاب کی تاخیر کا فلسفہ ۲۱/۱۱۱، انکی مہلت کا فلسفہ

۳۸/۲۲: ان کا کفر ان ۳۸/۲۲: ان کا کفر ۶/۲۱، ان کے دل کا اندھا ہونا ۳۶/۲۲: ان کا لیچڑپن ۶/۲۱، ۵، ۲۳: ان کا مجادلہ ۳/۲۲، ۸: یہ اور قرآن ۵۵/۲۲: یہ اور مسلمانوں کی قربانی ۶۴/۲۲: یہ اور معاد ۵/۲۲: ان کے معبود ۲۱/۲۱، ۲۳: ان کا جھگڑا ۶۴/۲۲: ان کے شک کا سرچشمہ ۵/۲۲: انکی سرگوشی ۳/۲۱: انکی شکست کا وقت ۱۱۱/۲۱: انکو خبردار کرنا ۳/۲۱: اور آیات الہی ۲/۲۱: اور قرآن ۲/۲۱: کے معبود ۴۱/۲۲: ان کے باطل معبود ۲۱/۲۱: کا مغضوب ہونا ۸۶/۲: کی نعمتیں ۳۳/۲۱: کی ہدایت: اسکی اہمیت ۶۴/۲۱: ان کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۶۴/۲۲: کو خبردار کرنا ۱۱۰/۲۱: نیز ر_ک ابراہیم، گذشتہ، اقوام، خوشخبری، اظہار برآت، قرآن کی تنبیہات، جاہلیت، جہاد، خدا، آنحضرت (ص)

، مصر

مشرکین مکہ: کا مذاق اڑانا ۳۶/۲۱: اس کا اسلام: اس کا پیش خیمہ ۴۸/۲۲: کا پیش آنا اسکی روش ۳۶/۲۱: کی بہانہ تراشی ۶/۲۱: کی سوچ ۵/۲۱، ۴، ۳۶: کا تجاہل عارفانہ ۴/۲۱: کا متعصب ۳۶/۲۱: کے مطالبے: ان کا فلسفہ ۶/۲۱: کی رشتہ داری: اسکے جذبات ۴۸/۲۲: کو دعوت ۴/۲۱: کی تنگ ظرفی ۳۶/۲۱: کا عاجز ہونا ۳۶/۲۱: کا مقابلہ ۳۶/۲۱ مشعر الحرام: میں موقوف ۲۸/۲۲

مشکلات: کا پیش خیمہ ۱۱۴/۲۰: روحانی: ان کا پیش خیمہ ۳۱/۲۱: کا سرچشمہ ۱۳/۲۰: سے نجات حاصل کرنا ۱۵/۲۲: اسکے عوامل ۱۵/۲۲: کا نقش و کردار ۸۳/۲۱: نیز ر_ک خاص موارد، نعمت مشیت ر_ک خدا مصائب: کا کردار ۸۳/۲۱

قدیم مصر: کی تاریخ ۵۱/۲۰، ۵۹: کی مشرکین ۵۱/۲۰: نیز ر_ک جادو

مضغہ: ر_ک علقہ

مظلومین: کا حامی ۴۴/۲۰، ۶۰/۲۲، ۶۱: کے حقوق ۳۹/۲۲، ۳۰: کا دفاع اسکی اہمیت ۸۰/۲۱: کی نجات: اسکی فضیلت ۳۴/۲۰: کی نصرت ۳۰/۲۲، ۶۰: نیز ر_ک مسلمان

معاد: کے دلائل ۵/۲۲، ۶-، ۴: اس کا واضح ہونا ۴/۲۲: کے شبہات: ان کا سرچشمہ ۱۶/۲۰: میں شک: اس کا سرچشمہ ۵/۲۲: جسمانی ۵۵/۲۰، ۱۲۵، ۲۲/۲۲: کو جھٹلانے والے ۵/۲۲: کا سرچشمہ ۵۵/۲۰: نیز ر_ک انسان، ایمان، قرآن کی تشبیہات، مشرکین

معاش: کوپورا کرنا، اس کا کردار ۱۳۲/۲۰

معاشرت: کے آداب ۱۳/۲۰

معاون: پر اعتماد ۲۹/۲۰

معبذ: کی تاریخ ۳۰/۲۲؛ کی تخریب ۳۰/۲۲؛ کے سابقہ دشمنی ۳۰/۲۲؛ کا دفاع: اسکی اہمیت ۳۰/۲۲؛ کا تقدس:

اس کا فلسفہ ۳۰/۲۲؛ کی حفاظت ۳۰/۲۲؛ کا نقش و کردار ۳۰/۲۲ نیز ر_ک قوم ابراہیم

معبود: کی امداد ۶۸/۲۱؛ کا متعدد ہونا: اسکے اثرات ۲۲/۲۱؛ کا محال ہونا ۱۱/۲۱؛ کی سزا: اسکے شرائط ۲۹/۲۱

نیز ر_ک انسان، بنی اسرائیل، عقیدہ، مشرکین

معبودیت: کا معیار ۳۳/۲۲ نیز ر_ک خد

معجزہ: کے ذریعے اتمام حجت کرنا ۱۳۳/۲۰؛ کا جادو سے فرق ۵/۲۱؛ کو جھٹلانا: اسکے اثرات ۶/۲۱؛ کی سزا ۶/۲۱؛

کی حقیقت ۵/۲۱؛ کی درخواست ۵/۲۱، ۶؛ میں موثر عوامل ۲۱/۲۰؛ کا فلسفہ ۱۳۳۲۰؛ کے درجے ۲۳/۲۰؛

مطالبے پر ۵/۲۱، ۶؛ اسے رو کرنا ۱۳۳/۲۰؛ اسے رو کرنے کا فلسفہ ۶/۲۱، اس کا فلسفہ ۵/۲۱؛ کا سرچشمہ ۲۳/۲۰، ۳۲،

۳۷؛ کا نقش و کردار ۳۲/۲۰، ۳۷، ۷۷ نیز ر_ک انبیاء، ایمان، فرعون کے جادوگر، داود (ع)، سرزمین، سلیمان، فرعون،

آنحضرت (ص)، موسیٰ (ع)، ہارون (ع)؛ خدا سے روگردانی کرنے والے: ۳۲/۲۱؛ ان کا اخروی اقرار ۱۵/۲۰؛ ان کا

اخروی تعجب ۱۲۵/۲۰؛ ان کا حشر ۱۲۵/۲۰؛ ان پر رحم ۳۲/۲۱؛ ان کا عاجز ہونا ۱۲۵/۲۰؛ ان کا اخروی اندھائیں

۱۲۳/۲۰، ۱۲۵؛ ان کی دنیاوی ہوشیاری ۱۲۵/۲۰

معرفت: ر_ک شناخت

معصوم لوگ: وں کا خوف خدا ۲۸/۲۱ نیز ر_ک عصمت

معصیت: ر_ک گناہ

معلم: ر_ک آدم (ع)، ابراہیم (ع)، اسحاق (ع)، انبیاء، حوا، داود (ع)، آنحضرت (ص)، یعقوب (ع)

مغفرت: رِک بخشش

معاشرتی خرابیاں: ان کے ساتھ تمٹنا: اسکی روش ۳۳/۲۰ خدا پر بہتان باندھنے والے: ۶۱/۲۰; انہیں ڈرانا ۶۱/۲۰; ان سے عبرت ۶۱/۲۰; پورا پورا مقابلہ کرنا، رِک مومنین، مسلمان

مقام و مرتبہ: اخروی۔ اسکی حاصل کرنے کے شرائط ۴۵/۲۰ مقربین: ۲۶/۲۱۔ کی تسبیح ۲۰/۲۱; اس کا دائمی ہونا ۲۰/۲۱; _ سے حساب لینا ۲۳/۲۱; کا خوف خدا ۲۸/۲۱; کا خضوع ۱۹/۲۱; کی عبادت ۱۹/۲۱; _ کے فضائل ۱۹/۲۱; _ کا اخروی مقام ۱۰۱/۲۱; _ اور استکبار ۱۹/۲۱; _ کا نشاط ۱۹/۲۱; _ کی خصوصیات ۲۸/۲۱

مکہ: _ میں گھٹن کا ماحول ۳۰/۲۳; _ کا امن و امان ۳۳/۲۱، ۲۵، ۲۲; _ میں انبیاء ۱۳۳/۲۰; اہل: _ انکی لمبی عمر ۳۳/۲۱; اہل مکہ اور ابراہیم کی رشتہ داری ۴۸/۲۲; ان کے تکبر کے عوامل ۳۳/۲۱; ان کی غفلت کے عوامل ۳۳/۲۱; ان کی محرومیت ۱۳۳/۲۰; انکی دنیاوی نعمتیں ۳۳/۲۱; _ کی بلندی ۲۴/۲۲; _ کی تاریخ ۳۳/۲۱، ۳۰/۲۲; _ کے گھر: ان کا دروازہ ۲۵/۲۲; انہیں کرائے پر دینے سے منع کرنا ۲۵/۲۲; _ میں ظلم: اس کا گناہ ۲۵/۲۲; _ کی فضیلت ۳۳/۲۱; _ کے حاجیوں کو منع کرنا ۲۵/۲۲; _ کی جغرافیائی حیثیت ۲۴/۲۲; _ کی خصوصیات ۲۵/۲۲

ملائکہ: _ کا ادب ۲۸، ۲۴/۲۱; _ کی استعداد ۱۱۶/۲۰; _ کا استقبال ۱۰۳/۲۱; _ کی امانتداری ۲۶/۲۱; _ کا مطیع ہونا ۱۱۶/۲۰، ۲۴/۲۱; _ اسکے عوامل ۲۸، ۲۱; _ کی خوشخبریاں ۱۰۳/۲۱; _ کی تسبیح ۲۰/۲۱; اس کا دائمی ہونا ۲۰/۲۱; _ کا تقرب ۲۶/۲۱; اسکے عوامل ۲۶/۲۱; _ کی تکریم: اسکے عوامل ۲۶/۲۱; _ کی شرعی ذمہ داری ۱۱۶/۲۰، ۳۴/۲۱; _ سے حساب لینا ۲۳/۲۱; _ کا خشیت ۲۸/۲۱; _ کی خصوصیات ۲۸/۲۱; _ کا خضوع ۱۹/۲۱; _ کی خلقت: اسکی تاریخ ۱۱۶/۲۰; _ کا سجدہ ۱۱۶/۲۰; _ کا کلام ۲۸، ۲۴/۲۱; اس کا سرچشمہ ۲۴/۲۱; _ کی شفات ۲۴/۲۱; اس کا سرچشمہ ۲۸/۲۱; _ کی عبادت ۱۹/۲۱; _ کی عبودیت ۲۶/۲۱; اسکے اثرات ۲۶/۲۱; _ کی عصمت ۲۴/۲۱; _ کی نافرمانی: اسکے موانع ۲۸/۲۱; _ کا علم: اسکے اثرات ۲۸/۲۱; _ کا عمل ۲۸/۲۱; _ کے فضائل ۱۱۶/۲۰، ۲۶/۲۱، ۲۴/۲۱; _ کی کرامت ۲۶/۲۱; _ کے درجے ۴۵/۲۲; _ کا مقام و مرتبہ ۱۱۶/۲۰; _ کے عمل کا درجہ ہونا ۱۰۳/۲۱; _ اور الوہیت ۲۹/۲۱; وحی کے: _ ان کا نقش و کردار ۴۵/۲۲; _ اور خطا ۲۴/۲۱; _ اور عذاب ۲۹/۲۱; _ اور نافرمانی ۲۴/۲۱; _ اور گناہ ۲۹/۲۱; _ کا نقش و کردار ۲۶/۲۱، ۲۴، ۳۲; _ کی پریشانی ۲۸/۲۱ نیز رِک آدم، انسان، خد

من: برک بنی اسرائیل، کھانے کے چیزیں، نعمت / مناجات: برک کوہ طور، موسیٰ (ع)، ہارون (ع) / مناسک: برک حج / مناظرہ: برک فرعون کے جادوگر، داود (ع)، فرعون

مومنین: دنیوی، ان کی سزا ۲۵/۲۲ نیز برک انحراف / منعم: برک ذکر

موجودات: کی آمیزش ۵/۲۰؛ کا مطیع ہونا ۱۸/۲۲؛ ان کا ادراک ۱۸/۲۲؛ کو تبدیل کرنا: اس کا سرچشمہ ۲۱/۲۰؛ کی تسبیح ۴۹/۲۱؛ کی تسخیر ۶۵/۲۲؛ کی تعلیم ۵۰/۲۰؛ کا تکامل: اس کا پیش خیمہ ۵۰/۲۰؛ کابات کرنا ۳/۲۱؛ کی حقیقت ۱۴/۲۱؛ کا خالق ۵۰/۲۰؛ کی خلقت ۵۰/۲۰؛ اس کا تکامل ۵۰/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۵۰/۲۰؛ اس کا فلسفہ ۶۵/۲۲؛ سے عیب کو دور رکنا: اس کا سرچشمہ ۲۴/۲۰؛ سے نقص کو دور کرنا: اس کا سرچشمہ ۲۴/۲۰؛ کا سجدہ ۱۸/۲۲؛ اس کا ادراک ۱۸/۲۲؛ کے ساتھ کھیلا ۱۴/۲۱؛ بزرگترین ۶۵/۲۲؛ کا شعور ۶۹/۲۱، ۱۸/۲۲؛ کا عاجز ہونا ۳۶/۲۰، ۳۹/۲۱، ۶۹/۲۲، ۴۱/۲۲؛ کا علم ۹۸/۲۰، ۴۰/۲۲؛ کا عمل ۳/۲۱؛ کا فانی ہونا ۸۹/۲۱؛ کا مالک ۶/۲۰، ۱۹/۱۲؛ باشعور ۱۹/۲۱، ۲۳؛ ان سے حساب لینا ۲۳/۲۱؛ زندہ: انکی پیدائش کی تاریخ ۲۰/۲۱؛ کی ہدایت ۵/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۵۰/۲۰ نیز برک آسمان، ذکر، فرعون، فرعونی لوگ، فضا موحدین: ۱۸/۲۲

کی تعلیمات: ان کی ہماہنگی ۲۳/۲۱؛ کے حقوق ۲۵/۲۲؛ کے دشمن ۱۹/۲۲؛ کی شرک دشمنی ۲۳/۲۱؛ کا عقیدہ ۱۹/۲۲ نیز برک توحی / مؤرخین: ۱۸/۲۲ زمان بعثت کے ۴/۲۱؛ انکی سوچ ۴/۲۱

موسیٰ (ع): کی آمادگی ۲۰/۲۰، ۲۱؛ کا استدلال: اسکی روش ۵۲/۲۰؛ کا احترام: اسکے عوالم ۳۹/۲۰؛ کا اخلاص ۲۱/۲۰؛ کا اذن ۶۶/۲۰؛ کا ارادہ ۹۵/۲۰؛ کی استقامت ۳۳/۲۰؛ کا اضطراب: اس کو دور کرنے کا سرچشمہ ۶۸/۲۰؛ کا اطمینان ۲۱/۲۰، ۳۶، ۶۶، ۴۴؛ اسکے عوالم ۲۳/۲۰، ۳۶؛ اس کا سرچشمہ ۶۸/۲۰؛ کا اقرار ۳۵/۲۰؛ کا امتحان ۳۰/۲۰؛ اسکے اثرات ۳۰/۲۰؛ اس کا متعدد ہونا ۳۰/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۳۰/۲۰؛ اس کا فلسفہ ۳۰/۲۰؛ کی امداد ۳۶/۲۰؛ کو حکم دینا ۱۲/۲۰؛ کا دریائے نیل میں جانا ۳۹/۲۰؛ کا امیدوار ہونا: اسکے عوالم ۳۶/۲۰؛ کا اندوہ ۳۰/۲۰، ۸۶؛ اسکے عوالم ۳۰/۲۰، ۸۶؛ کا انذار ۶۱/۲۰، ۸۶؛ اسکے اثرات ۶۲/۲۰؛ کا محرک: اسکے عوالم ۳۳/۲۰؛ کے اوامر ۹۳/۲۰؛ کا اتحاد کو اہمیت دینا ۹۳/۲۰؛ کا حمد خدا کو اہمیت دینا ۳۳/۲۰؛ کا ذکر خدا کو اہمیت دینا ۳۳/۲۰؛ کے اہداف ۹۸/۲۰؛ کا ایمان ۳۶، ۳۵/۲۰؛ کی بازگشت ۳۰/۲۰، ۸۹؛ اسکے اثرات ۳۰/۲۰؛ اسکے عوالم ۳۰/۲۰؛ کا

بھائی ۳۰/۲۰، ۳۲ ان کا پدر و مادری بھائی ۹۳/۲۰؛ ان کا مادری بھائی ۳/۲۰؛ کی برتری ۶۸/۲۰؛ انکی ہارون پر برتری
 ۹۱/۲۰؛ کے ساتھ پیش آنا: اسکی روش ۵۸/۲۰؛ کا پیش آنا: اسکی روش ۹۳/۲۰، ۹۵؛ کا برگزیدہ ہونا ۱۳/۲۰؛ کا
 بشارتیں ۱۰/۲۰؛ کی بصیرت ۳۸/۲۱؛ کی واضح دلیلیں ۴۲/۲۰؛ کی سوچ ۲۸/۲۰، ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۵۰، ۸۳، ۹۲، ۹۳؛
 سے سوال ۲۰/۲۰، ۵۱؛ کی کامیابی: اس کا وعدہ ۳۶/۲۰، ۴۰؛ کی پیروی ۸۳/۲۰؛ کی پیش قدمی ۹۰/۲۱؛ کا اندازہ
 ۲۸/۲۰؛ کی پیشگوئی ۶۱/۲۰؛ میں جادو کا اثر ۳۶/۲۰؛ کی تبلیغ ۶۳/۲۰؛ اسکی روش ۲۸/۲۰، ۶۱؛ کے خلاف
 پروپیگنڈا ۶۳/۲۰، ۶۳؛ کی تربیت ۳۹/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۳۰/۲۰؛ اس کا فلسفہ ۳۱/۲۰؛ کا خوف ۱۲/۲۰، ۲۱؛ اسے
 دور کرنا ۶۸/۲۰؛ اس کا فلسفہ ۶۴/۲۰؛ کی تسبیح ۳۳/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۳۳/۲۰؛ کی تصمیم ۹۴/۲۰؛ کی تعلیمات
 ۶۱/۲۰؛ کا پیچھا کرنا ۳۰/۲۰؛ کی تقویت: اسکے عوامل ۳۱/۲۰؛ کی کفالت ۳۹/۲۰، ۳۰؛ کی شرعی ذمہ داری ۱۲/۲۰،
 ۱۳، ۱۳؛ اس پر عمل کرنا ۲۰/۲۰، ۴۸؛ کی کوشش: اس کا فلسفہ ۳۳/۲۰؛ ان کو نصیحت ۱۴/۲۰، ۲۲؛ کی نصیحتیں
 ۹۳/۲۰؛ کے خلاف سازش ۶۳/۲۰؛ پر تہمت: ان پر جادو کی تہمت ۶۱/۲۰؛ ان پر جادو گر ہونے کی تہمت
 ۵۴/۲۰، ۵۸، ۶۳، ۷۱؛ ان پر حکومت حاصل کرنے کی تہمت ۵۴/۲۰؛ ان پر فراموشی کی تہمت ۸۸/۲۰؛ ان پر بچھڑا
 پرستی کی تہمت ۸۸/۲۰؛ کے خلاف ماحول بنانا ۵۴/۲۰؛ کا بکریاں چرانا ۱۸/۲۰؛ اسکی جگہ ۱۸/۲۰؛ کی حجت ۳۸/۲۱؛
 کی حقانیت: اسکے دلائل ۴۲/۲۰؛ کا گھرانہ ۱۰/۲۰، ۲۹؛ اس کا سرگردان ہونا ۱۰/۲۰؛ اسکے فضائل ۲۹/۲۰؛ ان کا
 راستے کے وقت سفر ۱۰/۲۰؛ کی خدا شناسی ۱۳/۲۰؛ کی خطا ۳۰/۲۰؛ کی خواہشات ۳۵/۲۰، ۳۴؛ اس کا فلسفہ
 ۳۳/۲۰؛ کی بہن ۳۰/۲۰؛ آپ کی بہن اور فرعون کی لوگ ۳۰/۲۰؛ اسکی رازداری ۳۰/۲۰؛ اسکی صفات ۳۰/۲۰؛ اسکی
 ہوشیاری ۳۰/۲۰؛ کی دائمی: اس کا تعارف ۳۰/۲۰؛ سے جادو کی درخواست ۶۳/۲۰؛ سے عہد کی وفا کی درخواست
 ۵۸/۲۰؛ کا دست راست ۶۹/۲۰؛ کے دشمن ۳۹/۲۰، ۷۱؛ کی دعا ۲۵/۲۰، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۳۱، ۳۲؛ اسکی قبولیت
 ۳۴/۲۰، ۳۶؛ اسکی قبولیت کے دلائل ۳۴/۲۰؛ اس کا جلدی قبول ہونا ۳۶/۲۰؛ اس کا فلسفہ ۲۸/۲۰؛ کی دعوت
 ۳۴/۲۰، ۵۸، ۶۱؛ انکی سب سے اہم دعوت ۴۰/۲۰، ۴۲؛ کو تسلی دینا ۳۶/۲۰، ۶۸؛ کی رسالت ۲۳/۲۰، ۳۲، ۳۳،
 ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۴۹، ۵۰، ۷۷؛ اس کا انجام ۳۹/۲۰؛ اس کا عالمی ہونا ۳۲/۲۰؛ اسکی سخت ۲۶/۲۰؛ اس کا سنگین ہونا
 ۲۵/۲۰؛ اس کا شریک ۳۲/۲۰، ۳۲، ۳۸/۲۱؛ اسکی مشکلات ۲۰

۲۶/۲۰؛ اہم ترین رسالت ۳۴/۲۰؛ کا رشد: اس کا پیش خیمہ ۳۰، ۳۹/۲۰؛ کی رہبری ۳۹، ۳۴/۲۰؛ کا کلام: اسکے اثرات ۶۳/۲۰، ۶۳/۲۰؛ اسکی نرمی ۳۸، ۳۳/۲۰؛ اسکی نرمی کے اثرات ۳۳/۲۰؛ کی سرزنش ۴۸/۲۰، ۹۲، ۹۵؛ کی سرگردانی ۱۰/۲۰؛ کی سلامتی ۳۴/۲۰؛ کی شجاعت ۹۵/۲۰؛ کی شخصیت ۳۱/۲۰؛ کی معاشرتی شخصیت ۱۳/۲۰؛ کا شرح صدر ۳۶/۲۰؛ اسکے اثرات ۳۳/۲۰؛ کی شرک دشمنی: اسکی روش ۹۴/۲۰؛ کی شکست: اس کا اطمینان ۶۵/۲۰؛ کی صفات ۲۴/۲۰؛ کا صندوق ۳۹/۲۰؛ کا نزول ۳۹/۲۰؛ کی جلد بازی ۸۳/۲۰، ۸۳، ۸۵؛ اسکے اثرات ۸۳/۲۰؛ اسکے عوامل ۸۳/۲۰؛ کا عصا ۱۴/۲۰، ۱۸، ۲۱، ۲۲، ۳۲، ۶۹؛ سے پھینکنا ۱۹/۲۰، ۲۰، ۶۹؛ اسکی اہمیت ۲۳/۲۰؛ سے تبدیل کرنا ۲۰/۲۰، ۲۳؛ اس سے خوف ۲۱/۲۰؛ اس کا حرکت کرنا ۲۰/۲۰؛ اسکے فوائد ۱۸/۲۰؛ سے پکڑنا ۱۲/۲۰؛ اس کا کردار ۲۳/۲۰، ۶۹، ۷۰، ۷۲؛ اسکی خصوصیات ۱۴/۲۰، ۲۰؛ کے تمایلات ۸۳/۲۰؛ کے معنوی تمایلات ۳۵/۲۰؛ کا علم ۲۶/۲۰، ۳۶؛ اس کا دائرہ ۸۵/۲۰؛ کا عمل خیر ۹۰/۲۱؛ کے جذبات: انہیں بھڑکانا ۹۳/۲۰؛ کے ساتھ عہد شکنی کرنے والے ۸۴/۲۰؛ کا بنی اسرائیل کے ساتھ عہد ۸۶/۲۰؛ کا غضب ۸۶/۲۰، ۹۳؛ اسکے عوامل ۸۶/۲۰، ۹۳؛ کا فراق: اسکی مدمت ۳۰/۲۰؛ کی فصاحت ۳۶/۲۰؛ اسکے اثرات ۳۳/۲۰؛ کے فضائل ۱۴/۲۰، ۱۹، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۳۰، ۳۱، ۹۵، ۵۸/۲۱؛ کا انلی فیصلہ ۵۹/۲۰، ۹۳؛ کا قتل ۳۰/۲۰؛ اسکے اثرات ۳۰/۲۰؛ کی قدرت ۵۸/۲۰، ۹۵؛ کا قصہ ۱۰/۲۰، ۱۱، ۱۲، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۸، ۳۲، ۳۶، ۳۹، ۳۰، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۵۱، ۵۲، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۸، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۷؛ اسکی اہمیت ۹/۲۰، ۱۰؛ اس سے عبرت ۹/۲۰؛ کی قصاوت ۹۷/۲۰؛ کی آسمانی کتاب ۳۸/۲۱؛ کا کمال ۵۱/۲۱؛ کا بچپن ۳۸/۲۰، ۳۰؛ کی بھیڑ بکریا ۱۸/۲۰؛ انہیں خوراک کھلانا ۱۸/۲۰؛ کی معنوی لذتیں ۱۸/۲۰؛ کی زبان کی لکنت ۲۸، ۲۴/۲۰؛ کی ماں: اس کا اطمینان ۳۹/۲۰؛ اس کا غم و اندہ ۳۰/۲۰؛ اس کا ایمان ۳۹/۲۰؛ اسکی شرعی ذمہ داری ۳۹/۲۰؛ اسکی پریشانی کو دور کرنا ۳۸/۲۰؛ اس کا علم ۳۹/۲۰؛ اسکے غم کے دور کرنے کے عوامل ۳۰/۲۰؛ اس کا مقام و مرتبہ ۳۰/۲۰؛ اس کا نقش و کردار ۳۰/۲۰؛ اسکی طرف وحی ۳۸/۲۰، ۳۹؛ کا مواخذہ ۸۳/۲۰؛ اس کا فلسفہ ۸۵/۲۰؛ پر ایمان لانے الے ۷۱/۲۰، ۷۲؛ پر ایمان لانے الے ۷۱/۲۰، ۷۲؛ کے ساتھ مبارزت ۵۱/۲۰، ۵۸، ۶۵؛ کا ذریعہ ۵۸/۲۰؛ اس کے ذریعے کو تیار کرنا ۶۰/۲۰؛ اسکی روش ۶۲/۲۰، ۷۱؛ کا مبارزت ۶۳/۲۰؛ کی حفاظت ۳۸/۲۰، ۳۹، ۳۰، ۳۶؛ اس کا فلسفہ ۳۱/۲۰؛ اسکی مشکلات ۳۰/۲۰؛ کی محبوبیت

20/39 اسکے اثرات ۳۹/۲۰؛ اس کا سرچشمہ ۳۹/۲۰؛ کارب ۱۲/۲۰، ۳۹، ۳۱، ۵۰، ۷۰؛ رات کے وقت سفر ۱۰/۲۰؛ کی ذمہ داری ۳۳/۲۰، ۸۳؛ اور ہارون کی مشاورت ۳۵/۲۰؛ کی مشکلات ۳۰/۲۰؛ ان کے اثرات ۳۰/۲۰؛ کا فلسفہ ۳۰/۲۰؛ کا محفوظ ہونا ۷۱/۲۰؛ کا معجزہ ۲۰/۲۰، ۲۲، ۲۳، ۳۲، ۵۸، ۷۰، ۸۰؛ اسکے اثرات ۲۳/۲۰؛ اس کا متعدد ہونا ۳۲/۲۰، ۷۰؛ اسکی حقانیت کے دلائل ۶۹/۲۰؛ عصا والا معجزہ ۲۳/۲۰، ۶۵؛ یہ بیضا والا معجزہ ۲۳/۲۰؛ اس سے جھٹلانے والے ۵۶/۲۰، ۵۷؛ اس کا کردار ۷۰/۲۰؛ یہ دکھانے کا وقت ۵۹/۲۰؛ اس جیسا بنانا ۵۸/۲۰، ۶۱؛ کا مقام و مرتبہ ۱۳/۲۰، ۳۲، ۳۱، ۶۸، ۳۸/۲۱؛ کا مقام رضا ۳۵/۲۰؛ کو جھٹلانے والے ۳۳/۲۲؛ کے ساتھ مکر ۶۳/۲۰؛ کی خدا کے ساتھ ملاقات ۸۳/۲۰؛ اور ہارون کی ملاقات ۳۵/۲۰؛ کی مناجات ۳۵/۲۰؛ اس کا پیش خیمہ ۳۰/۲۰؛ کا منادی ۱۱/۲۰؛ ورہ طوبی میں ۱۰/۲۰، ۱۲، ۱۳، ۳۲؛ نیل کے کنارے پر ۳۹/۲۰؛ کوہ طور پر ۱۰/۲۰، ۱۱، ۳۶، ۳۷، ۳۰، ۳۲؛ خدا کے حضور میں ۱۲/۲۰؛ مدین میں ۳۰/۲۰؛ میقات میں ۸۳/۲۰، ۸۴؛ نیل میں ۳۹/۲۰، ۳۰؛ نبوت سے پہلے ۱۳/۲۰؛ اور فرعون کے جادوگر ۶۶/۲۰؛ اور فرعون ۲۸/۲۰؛ اور سامری کا بچھڑا ۹۷/۲۰؛ اور ہارون ۹۳/۲۰، ۹۵؛ کی کامیابی ۶۸/۲۰؛ کی موقع شناسی ۶۱/۲۰؛ کے ساتھ مہربانی ۳۰/۲۰؛ کی ناامنی: اس کا احساس ۳۰/۲۰؛ کو نجات دینے والا ۳۹/۲۰؛ کی نبوت ۱۳/۲۰، ۳۰، ۷۱، ۳۸/۲۱، ۳۳/۲۲؛ اسکے اہداف ۳۳/۲۰، ۳۳؛ اسکی اہمیت ۳۲/۲۰؛ اسکے دلائل ۷۲/۲۰، ۷۲؛ اس کا پیش خیمہ ۳۰/۲۰؛ اس سے جھٹلانے والے ۵۶/۲۰، ۶۱؛ اس کے دلائل کا واضح ہونا ۷۲/۲۰؛ کی نجات ۳۹/۲۰، ۳۰؛ اس کا سرچشمہ ۶۸/۲۰؛ کو ندا ۱۱/۲۰؛ کے جوتے ۱۲/۳۰؛ انکی قسم ۱۲/۲۰؛ کی نعمتیں ۳۷/۲۰، ۳۸، ۳۹، ۳۰، ۳۱؛ کی نفرین: اسکے اثرات ۹۷/۲۰؛ کا نقش و کردار ۳۲/۲۰، ۶۳، ۷۱، ۸۷؛ کی پریشانی ۳۰/۲۰، ۳۵، ۷۷؛ اس کا پہنچان ہونا ۶۷/۲۰؛ اسکے عوامل ۳۰/۲۰، ۶۷، ۶۸؛ کی ضروریات ۲۹/۲۰؛ کی طرف وحی ۱۳/۲۰، ۱۳، ۱۶، ۳۶، ۳۸، ۷۷، ۸۵؛ کا وزیر ۲۹/۲۰، ۳۰؛ کے ساتھ وعدہ ۳۲/۲۰، ۶۹؛ کی ہدایت ۷۷، ۶۸/۲۰؛ کا ہادی ہونا ۲۹/۲۰، ۳۳؛ کو خبردار کرنا ۱۶/۲۰؛ اور ہارون کے ہم آہنگی ۷۰/۲۰؛ کی ہم سفر ۱۰/۲۰؛ کا ید بیضا ۲۲/۲۰، ۳۲؛ اسکی اہمیت ۲۳/۲۰؛ اس کا کردار ۲۳/۲۰؛ اسکی خصوصیات ۲۲/۲۰

نیز رک اطاعت، ایمان، بنی اسرائیل، خوف، تفکر، فرعون کے جادوگر، خدا، ذکر، سرزمین، نافرمانی، دوستیاں، فرعون، فرعونی لوگ، تمایلات، آنحضرت (ص)، ہارون مولا: رک انسان، بت پرست لوگ، مسلمان مہاجرین: کی پاداش، ان کی اخروی پاداش ۵۸/۲۲، ۵۹؛ اس کا سرچشمہ ۵۸/۲۲، ۵۹؛ کی روزی: انکی

اخروی روزی ۵۸/۲۲؛ انکی اچھی روزی ۵۸/۲۲، ۵۹؛ کی موت: اسکی قدر و قیمت ۵۸/۲۲؛ کی اخروی رہائش گاہ ۵۹/۲۲؛ کا اخروی مقام و مرتبہ ۵۹/۲۲؛ صدر اسلام کے: انکی افیت ۵۹/۲۲؛ کو نصیحت ۵۹/۲۲، ۶۰؛ انکی شہادت ۵۴/۲۲؛ ان کا صبر ۵۹/۲۲؛ ان کے صبر کے اہمیت ۶۰/۲۲؛ انکی موت ۵۸/۲۲؛ یہ بہشت میں ۵۸/۲۲ نیز ر ک ہجرت

مہربانی: ر ک خدا، موسیٰ، ہارون

میزان: ر ک عمل، قیامت

میعاد: ر ک فرعون

میقات: ر ک بنی اسرائیل، موسیٰ (ع)

"ن"

نامنی: ر ک جادوگر، موسیٰ (ع)

نامیدی: ر ک مایوسی

نادان لوگ: ر ک جاہل لوگ

نادانی: ر ک جہالت

ناشکری: ر ک کفران

نافرمانی: ر ک عصیان

نافلہ: ر سے مراد ۴۲/۲۱

نام بہترین: ۸/۲۰

نقصان بدترین ۴۰/۲۱؛ انتہائی دفع ۱۱/۲۲؛ اخروی ۱۱/۲۲؛ اسکے عوامل ۱۱/۱۱۱، ۲۲/۲۰؛ دنیاوی نقصان

۱۱/۲۲؛ کے عوامل ۱۱/۴۰، ۲۲/۲۱؛ کے درجے ۴۰/۲۱؛ کا سرچشمہ ۱۲/۶۶، ۲۲/۲۱ نیز ر ک الوہیت، بت پرستی

حق، داود (ع)، دینی راہنما، سلیمان (ع)

نفع: کا سرچشمہ ۱۲/۶۶، ۲۲/۲۱

نظریہ کائنات:

توحیدی ۳۰/۸، ۱۳، ۵۰، ۲۱/۲۱، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۳۳، ۳۵، ۱۰۸، ۹۳، ۹۲، ۶۴، ۵۶، ۱/۲۲، ۵، ۶، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۹، ۲۶،

۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۰، ۳۴، ۳۸، ۵۳، ۴۴، ۴۳، ۴۱، ۶۴، ۶۲؛ اور آئیڈیا لوجی ۱۰۶/۲۱

نافرمانی: کی بخشش: اسکے شرائط ۸۲/۲۰؛ خدا کی ۱۱۶/۲۰، ۸۲/۲۱؛ اسکے اثرات ۱۲۱/۲۰، ۱۲۳، ۱۲۳، ۱/۲۲؛ اس

سے اجتناب کرنا ۱/۲۲؛ اس سے اجتناب کرنے کا پیش خیمہ ۱/۲۲؛ موسیٰ کی ۹۳/۲۰؛ ہارون کی ۹۱/۲۰ نیز ر_ک

آدم، ابلیس، بنی اسرائیل، حوا، شیاطین، فرشتے، فرعون

نافرمانی کرنے والے: ان کے خلاف مبارزت؛ اسکی روش ۲۴/۲۰

نصیحت: کی اہمیت ۳/۲۰ نیز ر_ک انبیا، تورات، فرعون کے جادوگر، زبور، فرعون، فرعونی لوگ، کفار، آنحضرت (ص)

نصیحتیں: ر_ک انجیل، تورات، قرآن، آسمانی کتابیں، زبور

دنیاوی وسائل کی محدودیت ۱۱۱/۲۱؛ کی خصوصیات ۱۲۱/۲۱ نیز ر_ک امتحان، حق، کفار، مشرکین

نکال باہر کرنا: ر_ک سامری، مرتد

نسلی امتیاز: ر_ک فرعون

نابود ہونا: ر_ک خلقت گذشتہ اقوام، ملتیں، تہذیبی

نمائش والے ہنر: کا کردار ۶۳/۲۱؛ کا کردار ۹۴/۲۰ نیز ر_ک ابراہیم، تبلیغ

نباتات: کا اگنا: اسکے عوامل ۶۳/۲۲

نیکی کرنے والے: ان کا اچھا انجام ۳۴/۲۲، ان کی خوشی ۳۴/۲۲؛ انکی سعادت ۳۴/۲۲؛ ان کی شکرگزاری ۳۴/۲۲

نابینائی: اخروی کے عوامل ۱۲۶/۲۰؛ کا سرچشمہ ۱۲۵/۲۰ نیز ر_ک انسان، حج، خدا، غافل لوگ، قیامت، گمراہ لوگ،

اسراف کرنے والے نامہ اعمال: ۴۰/۲۲

ر_ک نسخہ تیار کرنا ۱۰۳/۲۱؛ کا کردار ۹۳/۲۱

نبوت: کے دلائل ۲۰/۳۴; کا پیش خیمہ ۲۰/۲۵; کے شرائط ۲۰/۳۰، ۲۱/۴، ۲۲/۳۹; کا مقام: اسکی
 قدر و قیمت ۲۱/۴۳; اسکی فضیلت ۲۲/۵۲; کی تکذیب کرانے والے: ان پر اتمام حجت ۲۰/۱۳۳; انسان کی: اسکی
 تکذیب کرنے والے ۲۱/۳، ۲۱/۴، ۲۱/۳۶; اور تقدیر سے لاعلمی ۲۱/۸۴ نیز ر_ک انبیا، وحی
 نحر: کے آداب ۲۲/۳۶; میں بسم اللہ ۲۲/۳۳، ۳۶; میں خدا کے نام ۲۲/۳۶ نیز ر_ک حج، خدا، اونٹ
 نخلستان: ر_ک فرعون
 ندامت: ر_ک پشیمانی

"و"

واحد حج ۲۲/۳۳
 وجوب حج ۲۲/۳۹، ۲۸، ۳۶، ۳۳
 وحی: طہ ۲۰، ۳۶، ۳۹، ۳۸، ۲۵، ۱۶، ۱۳، ۱۳، ۶، ۴، ۲، ۳۸، ۳۹، ۶۸، ۷۷، ۸۵، ۱۰۵، ۱۱۳، ۱۱۳، ۱۳۳،
 انبیاء: ۴۳، ۵۰، ۳۵، ۳۶، ۲۵، ۱۰، ۷، ۳، ۲، ۲۱، ۱۰۸; حج ۲۲، ۱۶، ۵۳، ۵۲، ۷۵، ۵۵
 وزارت: طہ ۲۰/۲۹، ۳۰، ۳۳، ۳۱، ۳۶
 وسواس: طہ ۲۱، ۱۲۱، ۱۲۳
 وراثت: بہترین ۲۱/۸۹; کا تاریخ ۲۱/۸۹ نیز ر_ک زکریا (ع)، محبت
 وطن: حج ۲۲/۳۰
 وعدہ: طہ ۲۰/۷۰، ۶۹، ۶۶، ۳۲، ۸۰، ۸۳، ۸۶، ۹۷، ۹۹، ۱۱۳، ۱۳۵; انبیاء ۲۱/۹، ۳۸، ۸۸، ۹۷، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۳; حج (۲۲)
 ولادت: انبیاء ۲۱/۷۲، ۶۰، ۷۲/۹۱
 ولایت: طہ ۲۰/۹۰; حج ۳، ۲۵، ۷۸

"ھ"

ہارون (ع): طہ ۲۰/۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۲، ۳۳، ۳۳ (ع) ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۶۳، ۷۰، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳،
 انبیاء ۲۱/۳۸، ۵۱، ۹۰، ۹۳

ہبوط: طہ ۲۰/۱۲۳

ہجرت: طہ ۲۰/۳۷، ۴۷، ۷۸، انبیاء ۲۱/۷۱، ۷۲، ۸۷؛ حج ۲۲/۳۰، ۵۸، ۵۹، ۶۰

ہدایت: طہ ۲۰/۲، ۲۰، ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۸، ۲۹، ۳۳، ۳۲، ۳۳، ۳۳، ۳۶، ۳۷، ۵۰، ۶۸، ۷۲، ۷۷، ۷۹، ۸۲، ۸۳، ۹۰، ۹۳،

۹۳، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۳؛ انبیاء ۲۱/۲، ۱۰، ۲۱، ۲۳، ۳۹، ۳۸، ۳۹، ۵۰، ۵۲، ۵۷، ۶۶، ۷۷، ۷۸؛ حج ۲۲/۱۲،

۱۶، ۲۳، ۲۳، ۳۱، ۳۷، ۳۹، ۵۳، ۶۵، ۶۷، ۶۸

ہدایت یافتہ لوگ: ۲۰/۱۲۲، ۱۳۵، ۲۱/۳۸، ۲۲/۶۷۔ وں کے شکرگزاری ۲۲/۳۷؛ کی ذمہ داری ۲۲/۶۷؛ کی نجات

۲۰/۱۳۵

ہدف: رک آسائش، انبیاء، سامرے، عبادت

ہوا: کا انقیاد ۲۱/۸۱ نیز رک سلمان

ہاتھ: (دایاں)۔ کا کردار ۲۰/۶۹ نیز رک: فرعون کے جادوگر، موسیٰ (ع)

ہوا پرستی: طہ ۲۰/۱۶، ۹۶؛ انبیاء ۲۱/۱۳

ہود (ع): حج ۲۲/۳۲

"ی"

یا جوج و ما جوج: انبیاء ۲۱/۹۶، ۹۷

یحییٰ (ع): انبیاء ۲۱/۹۰

یعقوب (ع): انبیاء ۲۱/۷۲، ۷۳، ۹۰

یقین: انبیاء ۲۱/۳۹، ۸۷

یونس (ع): انبیاء ۲۱/۸۷، ۸۸، ۹۰

یہود: طہ ۲۰/۱۳، ۱۵، ۸۱، ۹۷؛ حج ۲۲/۱۷

یاد دہانی کرانا: انسان کو ۲۰/۱۱۳؛ اسکی اہمیت ۲۰/۳؛ عبادت کرنے والوں کو: اسکے عوامل ۲۱/۸۳؛ آنحضرت (ع) کو

۲۰/۲۱، ۹۹/۲۳؛ رحمت خدا کی ۲۰/۹۰؛ قرآن کی ۲۱/۲۳؛ اس کا پیش خیمہ ۲۰/۳؛ اسکے عوامل ۲۰/۲۱، ۹۹/۸۳

فہرست

۲۰- سورہ طہ.....	۳
آیت ۱.....	۳
آیت ۲.....	۵
آیت ۳.....	۷
آیت ۴.....	۹
آیت ۵.....	۱۰
آیت ۶.....	۱۳
آیت ۷.....	۱۵
آیت ۸.....	۱۷
آیت ۹.....	۱۸
آیت ۱۰.....	۱۹
آیت ۱۱.....	۲۲
آیت ۱۲.....	۲۳
آیت ۱۳.....	۲۵
آیت ۱۴.....	۲۷
آیت ۱۵.....	۳۰
آیت ۱۶.....	۳۳
آیت ۱۷.....	۳۶
آیت ۱۸.....	۳۷

آیت ۱۹	۳۹
آیت ۲۰	۳۹
آیت ۲۱	۳۱
آیت ۲۲	۳۳
آیت ۲۳	۳۳
آیت ۲۴	۳۵
آیت ۲۵	۳۷
آیت ۲۶	۳۹
آیت ۲۷	۵۰
آیت ۲۸	۵۲
آیت ۲۹	۵۳
آیت ۳۰	۵۵
آیت ۳۱	۵۵
آیت ۳۲	۵۷
آیت ۳۳	۵۸
آیت ۳۴	۵۹
آیت ۳۵	۶۱
آیت ۳۶	۶۲
آیت ۳۷	۶۳
آیت ۳۸	۶۵

٦٦	آیت ٣٩
٤١	آیت ٣٠
٤٨	آیت ٣١
٤٩	آیت ٣٣
٨٢	آیت ٣٣
٨٣	آیت ٣٣
٨٦	آیت ٣٥
٨٨	آیت ٣٦
٩٠	آیت ٣٤
٩٣	آیت ٣٨
٩٥	آیت ٣٩
٩٤	آیت ٥٠
١٠٠	آیت ٥١
١٠٣	آیت ٦١
١٠٥	آیت ٦٢
١٠٤	آیت ٦٣
١٠٩	آیت ٦٣
١١١	آیت ٦٥
١١٣	آیت ٦٦
١١٥	آیت ٦٤

آیت ۶۸	۱۱۷
آیت ۶۹	۱۱۸
آیت ۸۰	۱۲۰
آیت ۷۱	۱۲۳
آیت ۷۲	۱۲۷
آیت ۷۳	۱۳۱
آیت ۷۴	۱۳۳
آیت ۷۵	۱۳۶
آیت ۷۶	۱۳۷
آیت ۷۷	۱۳۹
آیت ۷۸	۱۴۲
آیت ۷۹	۱۴۳
آیت ۸۰	۱۴۵
آیت ۸۱	۱۴۸
آیت ۸۲	۱۵۱
آیت ۸۳	۱۵۳
آیت ۸۴	۱۵۵
آیت ۸۵	۱۵۸
آیت ۸۶	۱۶۰
آیت ۸۷	۱۶۳

آیت ۸۸	۱۶۶
آیت ۸۹	۱۶۹
آیت ۹۰	۱۷۱
آیت ۹۱	۱۷۳
آیت ۹۲	۱۷۵
آیت ۹۳	۱۷۶
آیت ۹۴	۱۷۸
آیت ۹۵	۱۸۳
آیت ۹۶	۱۸۳
آیت ۹۷	۱۸۷
آیت ۹۸	۱۹۱
آیت ۹۹	۱۹۲
آیت ۱۰۰	۱۹۳
آیت ۱۰۱	۱۹۵
آیت ۱۰۲	۱۹۶
آیت ۱۰۳	۱۹۸
آیت ۱۰۴	۲۰۰
آیت ۱۰۵	۲۰۲
آیت ۱۰۶	۲۰۳
آیت ۱۰۷	۲۰۵

آیت ۱۰۸	۲۰۵
آیت ۱۰۹	۲۰۷
آیت ۱۱۰	۲۰۹
آیت ۱۱۱	۲۱۱
آیت ۱۱۲	۲۱۳
آیت ۱۱۳	۲۱۵
آیت ۱۱۴	۲۱۸
آیت ۱۱۵	۲۲۲
آیت ۱۱۶	۲۲۳
آیت ۱۱۷	۲۲۶
آیت ۱۱۸	۲۲۹
آیت ۱۱۹	۲۳۰
آیت ۱۲۰	۲۳۱
آیت ۱۲۱	۲۳۳
آیت ۱۲۲	۲۳۸
آیت ۱۲۳	۲۴۰
آیت ۱۲۴	۲۴۳
آیت ۱۲۵	۲۴۷
آیت ۱۲۶	۲۴۹
آیت ۱۲۷	۲۵۲

آیت ۱۲۸	۲۵۳
آیت ۱۲۹	۲۵۴
آیت ۱۳۰	۲۵۹
آیت ۱۳۱	۲۶۵
آیت ۱۳۲	۲۶۹
آیت ۱۳۳	۲۷۳
آیت ۱۳۴	۲۷۶
آیت ۱۳۵	۲۷۹
۲۱-سوره انبیاء	۲۸۲
آیت نمبر ۱	۲۸۲
آیت ۲	۲۸۳
آیت ۳	۲۸۴
آیت ۴	۲۹۰
آیت ۵	۲۹۲
آیت ۶	۲۹۳
آیت ۷	۲۹۶
آیت ۸	۲۹۹
آیت ۹	۳۰۰
آیت ۱۰	۳۰۲
آیت ۱۱	۳۰۵

آیت ۱۲	۳۰۷
آیت ۱۳	۳۰۸
آیت ۱۴	۳۱۰
آیت ۱۵	۳۱۲
آیت ۱۶	۳۱۳
آیت ۱۷	۳۱۳
آیت ۱۸	۳۱۶
آیت ۱۹	۳۱۹
آیت ۲۰	۳۲۱
آیت ۲۱	۳۲۲
آیت ۲۲	۳۲۳
آیت ۲۳	۳۲۶
آیت ۲۴	۳۲۸
آیت ۲۹	۳۳۲
آیت ۳۰	۳۳۳
آیت ۳۱	۳۳۵
آیت ۳۲	۳۳۷
آیت ۳۳	۳۳۸
آیت ۳۴	۳۳۹
آیت ۳۵	۳۴۱

آیت ۳۶	۳۳۳
آیت ۳۷	۳۳۶
آیت ۳۸	۳۳۸
آیت ۳۹	۳۵۱
آیت ۴۰	۳۵۳
آیت ۴۱	۳۵۵
آیت ۴۲	۳۵۶
آیت ۴۳	۳۶۰
آیت ۴۴	۳۶۲
آیت ۴۵	۳۶۳
آیت ۴۶	۳۶۶
آیت ۴۷	۳۶۸
آیت ۴۸	۳۷۰
آیت ۴۹	۳۷۲
آیت ۵۰	۳۷۳
آیت ۵۱	۳۷۶
آیت ۵۲	۳۷۸
آیت ۵۳	۳۷۹
آیت ۵۴	۳۸۰
آیت ۵۵	۳۸۳

آیت ۵۸	۳۸۵
آیت ۵۹	۳۸۶
آیت ۶۰	۳۸۸
آیت ۶۱	۳۸۹
آیت ۶۲	۳۹۰
آیت ۶۳	۳۹۱
آیت ۶۴	۳۹۳
آیت ۶۵	۳۹۵
آیت ۶۶	۳۹۷
آیت ۷۰	۴۰۰
آیت ۷۱	۴۰۱
آیت ۷۲	۴۰۳
آیت ۷۳	۴۰۵
آیت ۷۴	۴۰۸
آیت ۷۵	۴۱۱
آیت ۷۶	۴۱۲
آیت ۷۷	۴۱۳
آیت ۷۸	۴۱۶
آیت ۷۹	۴۱۹
آیت ۸۰	۴۲۱

آیت ۸۱	۳۲۵
آیت ۸۲	۳۲۷
آیت ۸۳	۳۲۸
آیت ۸۴	۳۳۰
آیت ۸۵	۳۳۳
آیت ۸۶	۳۳۵
آیت ۸۷	۳۳۷
آیت ۸۸	۳۳۱
آیت ۸۹	۳۳۳
آیت ۹۰	۳۳۶
آیت ۹۱	۳۵۱
آیت ۹۲	۳۵۳
آیت ۹۳	۳۵۵
آیت ۹۴	۳۵۶
آیت ۹۵	۳۵۸
آیت ۹۶	۳۵۹
آیت ۹۷	۳۶۱
آیت ۹۸	۳۶۳
آیت ۹۹	۳۶۵
آیت ۱۰۰	۳۶۷

آیت ۱۰۱	۳۶۹
آیت ۱۰۲	۳۷۰
آیت ۱۰۳	۳۷۱
آیت ۱۰۴	۳۷۳
آیت ۱۰۵	۳۷۵
آیت ۱۰۶	۳۷۸
آیت ۱۰۷	۳۷۹
آیت ۱۰۸	۳۸۰
آیت ۱۰۹	۳۸۲
آیت ۱۱۰	۳۸۵
آیت ۱۱۱	۳۸۶
آیت ۱۱۲	۳۸۷
۲۲-سوره حج	۳۹۰
آیت ۱۹	۳۹۲
آیت ۲۰	۳۹۳
آیت ۲۱	۳۹۳
آیت ۲۲	۳۹۵
آیت ۲۳	۳۹۷
آیت ۲۴	۳۹۹
آیت ۲۵	۵۰۰

آیت ۲۶	۵۰۵
آیت ۲۷	۵۰۸
آیت ۲۸	۵۱۱
آیت ۲۹	۵۱۵
آیت ۳۰	۵۱۸
آیت ۳۱	۵۲۳
آیت ۳۲	۵۲۶
آیت ۳۳	۵۲۸
آیت ۳۴	۵۳۰
آیت ۳۵	۵۳۳
آیت ۳۶	۵۳۶
آیت ۳۷	۵۴۰
آیت ۳۸	۵۴۳
آیت ۳۹	۵۴۵
آیت ۴۰	۵۴۷
آیت ۴۱	۵۵۲
آیت ۴۲	۵۵۳
آیت ۴۳	۵۵۵
آیت ۴۴	۵۵۶
آیت ۴۵	۵۵۹

آیت ۳۶	۵۶۱
آیت ۳۷	۵۶۳
آیت ۳۸	۵۶۶
آیت ۳۹	۵۶۸
آیت ۵۰	۵۶۹
آیت ۵۱	۵۷۱
آیت ۵۲	۵۷۳
آیت ۵۳	۵۷۵
آیت ۵۴	۵۷۷
آیت ۵۵	۵۷۹
آیت ۵۶	۵۸۱
آیت ۵۷	۵۸۳
آیت ۵۸	۵۸۵
آیت ۵۹	۵۸۶
آیت ۶۰	۵۸۸
آیت ۶۱	۵۹۰
آیت ۶۲	۵۹۱
آیت ۶۳	۵۹۳
آیت ۶۴	۵۹۵
آیت ۶۵	۵۹۷

آیت ۶۶	۶۰۰
آیت ۶۷	۶۰۱
آیت ۶۸	۶۰۳
آیت ۶۹	۶۰۵
آیت ۷۰	۶۰۷
آیت ۷۱	۶۰۸
آیت ۷۲	۶۱۰
آیت ۷۳	۶۱۳
آیت ۷۴	۶۱۵
آیت ۷۵	۶۱۷
آیت ۷۶	۶۱۹
آیت ۷۷	۶۲۰
آیت ۷۸	۶۲۳
اشاریوں سے استفادہ کی روش	۶۲۹
ملاحظات:	۶۳۰
اشاریے (۱) "آ"	۶۳۱
" "	۶۳۵
"ب"	۶۳۸
"پ"	۶۵۳
اشاریے (۲)	۶۵۶

٦٥٦	"ت"
٦٦١	"ث"
٦٦١	"ج"
٦٦٣	"چ"
٦٦٣	"ح"
٦٦٤	"خ"
٦٤٢	اشاریے (٣)
٦٤٢	"و"
٦٤٦	"ؤ"
٦٤٤	"ر"
٦٤٩	"ز"
٦٨٠	"س"
٦٨٥	"ش"
٦٨٨	"ص"
٦٨٩	"ض"
٦٩٠	اشاریے (٣)
٦٩٠	"ط"
٦٩٠	"ظ"
٦٩١	"ع"
٦٩٦	"غ"

۶۹۷		"ف"
۷۰۱		"ق"
۷۰۶		"ک"
۷۱۲		"گ"
۷۱۳		"ل"
۷۱۵		اشاریے (۵)
۷۱۵		"م"
۷۳۰		"ن"
۷۳۲		"و"
۷۳۲		"ھ"
۷۳۳		"ی"